وفاق المدارس العربیہ پاکستان

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی للبنات عالیہ

سال اول کے پاسٹ پیپرز

اہل سنت بورڈز پاکستان کا واٹس ایپ چینل جوائن کرنے کے لیے کلک کریں۔

اہل سنت بورڈز پاکستان

تنظیم المدارس، کنزالمدارس، نظام المدارس، وفاق المدارس العربیہ اور دیگر بورڈز کی کتابیں، داخلہ جات، امتحانی مسائل کے حل، گزشتہ پیپرز، اور دیگر اپڈیٹس حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ وزٹ کریں۔

www.ahlesunnatboardspak.com

Follow Our Social Media Account:

1. **Whatsapp Channel (https://whatsapp.com/channel/0029VaFmkdD0VycHbvDRY70I)**
2. **Youtube (https://youtube.com/@ahlesunnatboards)**
3. **Tiktok (https://www.tiktok.com/@ahlesunnatboardspak)**
4. **Facebook Page (https://www.facebook.com/ahlesunnatboardspak)**

الورقة الاولیٰ: فی التفسیر

﴿الورقہ الاولیٰ: فی التفسیر﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ١٤٢٨ھ

الشق الاوّل..... الٓمّٓ ۝١ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ۝٢ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ۝٣ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ ۭ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ ۭ وَيَوْمَىِٕذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝٤ بِنَصْرِ اللّٰهِ ۭ يَنْصُرُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝٥ وَعْدَ اللّٰهِ ۭ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝٦ (پ٢١۔روم:١تا٦)

آیات کا ترجمہ کریں، آیات کا شانِ نزول وتفسیر تحریر کریں، **بضع سنین** کی لغوی تحقیق کریں نیز **"للّٰہ الامر من قبل ومن بعد، لایخلف اللّٰہ وعدہ ولکن اکثر الناس لایعلمون** کی ترکیب کریں۔ **ادنی الارض** سے کیا مراد ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چھ امور توجہ طلب ہیں (١) آیات کا ترجمہ (٢) آیات کا شانِ نزول (٣) آیات کی تفسیر (٤) **بضع سنین** کی لغوی تحقیق (٥) **للّٰہ الامر الخ** کی ترکیب (٦) **ادنی الارض** کی مراد

جواب..... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ **"اللّٰہ اعلم بمرادہ"** رومی مغلوب ہوگئے قریب کے مُلک میں اور وہ اپنے مغلوب ہونے کے بعد عنقریب غالب ہوں گے چند برسوں میں اللہ ہی کے اختیار میں ہے سب کام پہلے بھی اور بعد میں بھی اور اس دن خوش ہوں گے مسلمان اللہ کی نصرت سے وہ اللہ جس کی چاہتا ہے مدد کرتا ہے اور وہ غالب ہے نہایت رحم والا ہے یہ اللہ کا وعدہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

❷ آیات کا شانِ نزول:۔ نبوت کے پانچویں سال بصری اور اذرعات کے درمیان ایرانیوں نے رومیوں کو ایک مہلک شکست دی اور قیصر نے ہرقل شاہ روم کو قسطنطنیہ تک بھگا دیا یہ خبر سن کر کفارِ مکہ نے مسلمانوں پر آوازے کسے کہ جس طرح ہمارے بھائی یعنی مجوسیوں نے تمہارے بھائیوں یعنی اہلِ کتاب کو ہرا دیا ہے اسی طرح ہم بھی تم کو مٹا دیں گے (اہلِ کتاب کو مسلمانوں کا بھائی کہنا چند احکام کے اندر مشابہت کی وجہ سے تھا) اس پر مسلمانوں کو بہت دُکھ ہوا اور بہت پریشان ہوئے جس پر اللہ نے یہ آیات نازل فرمائیں، جن کا خلاصہ اور حاصل یہ ہے کہ عنقریب رومی یعنی اہلِ کتاب اللہ تعالیٰ کی مدد ونصرت سے غالب آنے والے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے جو کہ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا، چنانچہ اسی طرح ہوا اور کچھ عرصہ کے بعد رومی ایرانیوں پر غالب آگئے۔

❸ آیات کی تفسیر:۔ ان آیات میں نو سال کے اندر اندر رومیوں کی عظیم الشان فتح کی پیشین گوئی ہے اور یہ قرآن کریم کے کلامِ الٰہی ہونے کی بڑی محکم دلیل ہے اور یہ شکست اذرعات اور بصریٰ کے درمیان ملک شام میں واقع ہوئی جو عرب کے بالکل قریب ہے اور رومی ایرانیوں پر عنقریب فتح یاب ہوں گے چنانچہ نو سال کے اندر اندر رومیوں کو ایرانیوں پر بڑی بھاری فتح ہوئی اور بات دراصل یہ ہے کہ رومیوں کی شکست اور ان کی فتح یہ سب اللہ کے اختیار میں ہے اور جب رومیوں کو فتح ہوگی تو مسلمان اس سے بہت زیادہ خوش ہوں گے اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہے اپنی مدد سے نوازے وہ غالب ہے مہربان ہے۔

❹ **بضع سنین** کی لغوی تحقیق:۔ تین سے لیکر نو تک لفظ **بضع** بولا جاتا ہے اور **سنین، سنۃ** کی جمع ہے بمعنی سال۔

❺ **للّٰہ الامر الخ** کی ترکیب:۔ **للّٰہ** لام حرف جار لفظ **اللّٰہ** مجرور **ثابت** کے متعلق ہے، **ثابت** اسم فاعل **ھو** ضمیر اس کا فاعل، **من قبل ومن بعد** کی تقدیری عبارت ہے **من قبل کل شیئ و من بعد کل شیئ، کل شیئ** مضاف مضاف الیہ ملکر مضاف الیہ **قبل** کا اور اسی طرح **بعد** کا مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور ہوئے **من** حرف جار کے، جار مجرور ملکر متعلق ہوا **ثابت** کا، **ثابت** اسم فاعل اپنے فاعل اور تینوں متعلقات سے ملکر خبر مقدم، **الامر** مبتداء مؤخر، مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

لایخلف فعل اللّٰہ فاعل وعدہ مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہٖ، فعل فاعل مفعول بہٖ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ، واؤ عاطفہ لٰکنّ حرف مشبہ بالفعل اکثر اسم تفضیل مضاف الناس مضاف الیہ فاعل، اکثر اسم تفضیل مضاف اپنے مضاف الیہ فاعل سے ملکر اسم ہوا لٰکنّ کا لایعلمون فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ ہوکر لٰکنّ کی خبر، لٰکنّ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ معطوفہ ہوا۔

❻ ادنی الارض کی مراد:۔ اس کی تفسیر میں علماء کے مختلف اقوال ہیں، بعض کہتے ہیں کہ عرب کے قریب کی زمین اطرافِ شام اذرعات، بصریٰ ہے اور ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ اردن اور فلسطین مراد ہے۔ مجاہدؒ کہتے ہیں کہ ارض جزیرہ مراد ہے۔

الشق الثانی ..... اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا ؕ وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌۢ بِيْضٌ وَّحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا وَغَرَابِيْبُ سُوْدٌ ﴿۲۷﴾ (پ۲۲۔ فاطر:۲۷)

آیات مذکورہ کا سلیس ترجمہ تحریر کریں، مختصر تفسیر بھی تحریر کریں، خط کشیدہ الفاظ کی صرفی اور لغوی تحقیق کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) خط کشیدہ کی لغوی وصرفی تحقیق۔

جواب ..... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ ہی آسمان سے پانی اُتارتا ہے پھر ہم اس پانی کے ذریعے مختلف رنگوں کے پھل نکالتے ہیں اور پہاڑوں میں سے حصے ہیں سفید اور سرخ جن کے رنگ مختلف ہیں اور بعض سخت سیاہ ہیں۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ اے مخاطب کیا تو نے اللہ کی قدرت میں غور نہیں کیا کہ وہ اپنی قدرتِ کاملہ سے بادلوں میں سے پانی برسا کر اسکے ذریعے زمین سے مختلف رنگوں کے پھل پیدا کرتا ہے اور اسکی قدرتِ کاملہ سے پہاڑوں میں بھی مختلف رنگوں کے سفید اور سرخ اور کالے سیاہ حصے ہوتے ہیں۔ الغرض ان آیات میں آپ ﷺ کو تسلی دی جارہی ہے کہ جس طرح نباتات، حیوانات اور جمادات کے مختلف رنگ ہیں حالانکہ ایک ہی زمین ہے، ایک ہی پانی ہے، ایک ہی آب وہوا ہے لہٰذا جس طرح یہ سب کچھ مختلف ہے اسی طرح انسان بھی مختلف ہیں۔ بعض مؤمن، بعض منافق، بعض کافر، بعض نیک، بعض بدکار وغیرہ لہٰذا آپ ﷺ ان کے اختلافات کی وجہ سے غمگین نہ ہوں۔

❸ خط کشیدہ کی لغوی وصرفی تحقیق:۔ "الجبال" جبل کی جمع ہے بمعنی پہاڑ۔ "جُدَد" جُدّة کی جمع ہے بمعنی علامت اور طریقہ۔
"بِیْضٌ" یہ صفت مشبہ ابیض کی جمع ہے بمعنی سفید۔ "حُمْرٌ" یہ صفت مشبہ احمر کی جمع ہے بمعنی سرخ۔
"غرابیب سود" اصل میں سود غرابیب تھا اس میں قلب ہوا، سود جمع ہے اسود کی بمعنی سیاہ۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۲۸ھ

الشق الاوّل ..... مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمًا ﴿۴۰﴾

آیات مذکورہ کا سلیس ترجمہ تحریر کریں، شانِ نزول بیان کریں، خط کشیدہ لفظ کی لغوی تحقیق کریں۔ (پ۲۲۔ احزاب:۴۰)

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) آیت کا ترجمہ (۲) آیت کا شانِ نزول (۳) خط کشیدہ لفظ کی لغوی تحقیق۔

0312 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

جواب ..... ❶ آیت کا ترجمہ:۔ حضرت محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی ایک کے بھی باپ نہیں ہیں لیکن اللہ کے رسول اور انبیاء علیہم السلام کے خاتم (ختم کرنے والے) ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر ایک کو جاننے والا ہے۔

❷ آیت کا شانِ نزول:۔ جب حضور ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کرلیا تو لوگوں نے طعنہ دینا شروع کردیا کہ محمد ﷺ نے اپنے بیٹے (زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ) کی بیوی سے نکاح کرلیا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ محمد ﷺ تم میں سے کسی ایک شخص کے بھی نسب میں حقیقی باپ نہیں ہیں وہ تو اللہ کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانتے ہیں۔

❸ خط کشیدہ لفظ کی لغوی تحقیق:۔ "خاتم" تاء کے فتحہ کیساتھ بمعنی مہر اور تاء کے کسرہ کے ساتھ بمعنی ختم کرنیوالا۔

الشق الثانی ..... وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ ۘ اِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۱۳﴾ اِذْ اَرْسَلْنَاۤ اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْۤا اِنَّاۤ اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ ﴿۱۴﴾ (پ۲۲۔ یٰس:۱۳و۱۴)

آیات مبارکہ کا سلیس ترجمہ تحریر کریں، آیات کا مختصر پسِ منظر بیان کر کے تشریح کریں، اس قریہ اور پیغمبروں کا نام بتائیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل چار امور ہیں ① آیات کا ترجمہ ② آیات کا پسِ منظر ③ آیات کی تشریح ④ قریہ و پیغمبروں کے نام

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ اور آپ ﷺ ان کے لئے بستی والوں کی مثال بیان کریں جبکہ آئے ان کے پاس بھیجے ہوئے جب بھیجا ہم نے ان کی طرف دو کو تو انہوں نے ان کو جھٹلا دیا پس تقویت دی ہم نے تیسرے کے ذریعے پس کہا انہوں نے کہ ہم تمہاری طرف بھیجے ہوئے آئے ہیں۔

② آیات کا پسِ منظر:۔ ماقبل والی آیات میں منکرینِ نبوت و رسالت کفار کا ذکر تھا۔ اس پر تنبیہ کرنے کیلئے بطورِ مثال پہلے زمانہ کے ایک قصہ کا ذکر ہے جو انطاکیہ نامی بستی میں پیش آیا کہ اس میں نصاریٰ کے عبادت خانے اور کنیسے بڑی تعداد میں موجود ہیں تو اس بستی میں پہلے دو رسول بھیجے گئے بستی والوں نے ان کی تکذیب کی تو اللہ تعالیٰ نے پہلے دو رسولوں کی تائید و تقویت کیلئے تیسرے رسول کو اس میں بھیجا تو تینوں نے مل کر بستی والوں سے خطاب کیا کہ **انا الیکم مرسلون** تو اس بستی والوں نے ان کی بات نہ مانی اور ان کو منحوس قرار دیا، پیغمبروں نے پھر بھی ان کو دعوت دی۔ جب شہر کے لوگوں کی طرف سے ان پیغمبروں پر یلغار ہوئی تو وہ شخص جو پہلے سے ان پیغمبروں پر ایمان لے آیا تھا اور شہر کے کنارے پر رہتا تھا، جس کا نام حبیب نجار تھا وہ دوڑتا ہوا آیا اور اس نے ان پیغمبروں کی تائید کی اور قوم کو دعوت دی کہ ان پیغمبروں کا کہنا مانو جو تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتے اور خود راہِ راست پر ہیں۔ اور کہا کہ مجھے کیا عذر ہے کہ میں اس خدا کی عبادت نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا ہے اور اپنا ایمان ظاہر کر دیا، قوم اس پر ٹوٹ پڑی اور ایک قول کے مطابق اسے مار مار کر شہید کر دیا۔

③ آیات کی تشریح:۔ **کمامرّ آنفا۔**

④ قریہ اور پیغمبروں کے نام:۔ جمہور مفسرین کی رائے کے مطابق قریہ سے مراد انطاکیہ نامی مشہور بستی ہے اور پیغمبروں کے نام صادق، صدوق اور شلوم اور ایک روایت کے مطابق تیسرے کا نام شمعون تھا۔

﴿السوال الثالث﴾ ١٤٢٨ھ

الشق الاوّل ..... لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ۙ وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝ (پ٢٦۔ فتح:١٨و١٩)

آیات مبارکہ کا سلیس ترجمہ تحریر کریں، مختصر شانِ نزول بیان کریں، خط کشیدہ الفاظ کی صرفی اور لغوی تحقیق کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (١) آیات کا ترجمہ (٢) آیات کا شانِ نزول (٣) لغوی اور صرفی تحقیق۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ بیشک اللہ تعالیٰ راضی ہو گئے مؤمنین سے جبکہ بیعت کر رہے تھے وہ آپ ﷺ سے ایک درخت کے نیچے۔ پس جان لیا اس نے جو کچھ ان کے دلوں میں ہے، پس نازل کر دیا اطمینان ان پر اور جلد ہی ان کو فتح دے گا اور بہت سی غنیمتیں جن کو وہ لیں گے اور اللہ بڑا غالب حکمت والا ہے۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

② آیات کا شانِ نزول:۔ یہ آیات اصل میں اُن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں نازل ہوئی ہیں جنہوں نے حدیبیہ کے مقام پر ایک درخت کے نیچے آپ ﷺ کے دستِ مبارک پر حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی جھوٹی خبر پر انکے خون کا بدلہ لینے کے لئے جہاد کی بیعت کی تھی، جس بیعت کو بیعتِ رضوان بھی کہتے ہیں۔

③ کلماتِ مخطوطہ کی لغوی اور صرفی تحقیق:۔ "**یاخذون**" صیغہ جمع مذکر غائب فعل مضارع معلوم از مصدر **الاخذ** (نصر) بمعنی پکڑنا۔

"**رَضِیَ**" صیغہ واحد مذکر غائب بحث فعل ماضی معروف از مصدر **الرضوان** (سمع) بمعنی راضی ہونا۔

"**یبایعونك**" صیغہ جمع مذکر غائب فعل مضارع معروف از مصدر **المبایعة** (مفاعلہ) بمعنی بیعت کرنا۔

"**اثابهم**" صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معروف از مصدر **اثابة** (افعال) بمعنی بدلہ دینا۔ "**مغانم**" مغنم کی جمع ہے بمعنی غنیمت۔

الشق الثانی ..... يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَاۗءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰي

مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ ۝ (پ۲۶۔حجرات:۶)

مطلب خیز ترجمہ کریں، خط کشیدہ الفاظ کی صرفی تحقیق کرنے کے بعد نون اعرابی گرنے کی وجہ لکھیں، آیت کا شانِ نزول بھی بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) خط کشیدہ کی صرفی تحقیق (۳) نون اعرابی کے گرنے کی وجہ (۴) آیات کا شانِ نزول۔

جواب ..... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق آدمی خبر لیکر آئے تو خوب تحقیق کرلیا کرو کہ کہیں تم جا پڑو کسی قوم پر نادانی سے پھر صبح اپنے کئے ہوئے پر پشیمان ہو۔

❷ خط کشیدہ کی صرفی تحقیق:۔ "**فتبینوا**" صیغہ جمع مذکر فعل امر حاضر از مصدر **تَبَیُّنٌ** (تفعل) بمعنی تحقیق وتفتیش کرنا۔

"**تصیبوا**" اصل میں **تصیبون** تھا صیغہ جمع مذکر حاضر فعل مضارع معلوم از مصدر **الاصابہ** (افعال) بمعنی پہنچانا۔

"**تُصْبِحُوْا**" صیغہ جمع مذکر حاضر بحث فعل مضارع معلوم فعل از افعال ناقصہ۔

❸ نون اعرابی کے گرنے کی وجہ:۔ "**تبیّنوا**" چونکہ یہ فعل امر حاضر معلوم ہے اور مضارع سے حالت جزم میں نون اعرابی ساقط ہوجاتا ہے لہٰذا یہاں پر بھی نون اعرابی ساقط ہوگیا۔ "**تصیبوا**" میں اَنْ ناصبہ کی وجہ سے نون اعرابی ساقط ہوا ہے۔

"**فتصبحوا**" میں اَنْ ناصبہ کی وجہ سے بواسطہ فا عاطفہ کے نون اعرابی ساقط ہوا ہے۔

❹ آیات کا شانِ نزول:۔ ولید بن عقبہ کو حضور ﷺ نے قبیلہ بنی المصطلق سے زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے بھیجا، بنی المصطلق کے ساتھ ولید کو جاہلیت کے زمانہ سے کچھ عداوت تھی جب وہ لوگ ولید کے استقبال کے لئے نکلے تو انہوں نے اس کو آمادۂ جنگ سمجھا اور واپس آکر حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ وہ مرتد ہوگئے اور زکوٰۃ بند کردی ہے تو آپ ﷺ نے حضرت خالد بن ولید کو بھیجا کہ مخفی طور پر جا کر ان کا حال معلوم کرو، اگر ان کا اسلام ثابت ہو تو زکوٰۃ وصول کرو چنانچہ وہ گئے اور ان کو مغرب اور عشاء کی نماز پڑھتے ہوئے پایا اور ان سے زکوٰۃ وصول کرکے لائے تو اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔

﴿الورقة الاولٰی: فی التفسیر﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۲۹ھ

الشق الاوّل ..... یٰبُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَاۤ اَصَابَكَ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ۝ وَاقْصِدْ فِیْ مَشْیِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ؕ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِیْرِ ۝ (پ۲۱۔لقمان:۱۷تا۱۹)

آیات مبارکہ کا ترجمہ کریں، خط کشیدہ الفاظ کی صرفی تحقیق کریں، **ان انکر الاصوات لصوت الحمیر** کی نحوی ترکیب کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) آیات مبارکہ کا ترجمہ (۲) خط کشیدہ الفاظ کی صرفی تحقیق (۳) **ان انکر الاصوات لصوت الحمیر** کی نحوی ترکیب۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

جواب ..... ❶ آیات مبارکہ کا ترجمہ:۔ اے بیٹے قائم رکھ نماز کو اور سکھلا بھلی بات اور منع کر برائی سے اور تحمل کر جو تجھ پر پڑے، بیشک یہ ہیں ہمت کے کام اور اپنے گال مت پھُلا لوگوں کی طرف اور مت چل زمین پر اِتراتا ہوا، بیشک اللہ کو نہیں بھاتا کوئی اتراتا ہوا بڑائیاں کرنے والا اور چل درمیانی چال اور نیچی کر آواز اپنی، بیشک بری سے بری آواز گدھے کی آواز ہے۔

❷ خط کشیدہ الفاظ کی صرفی تحقیق:۔ "**اقم**" صیغہ واحد مذکر حاضر بحث امر حاضر معلوم از مصدر **اِقَامَةٌ** (افعال) بمعنی قائم کرنا۔

"**الصلٰوۃ**" اسم ہے بمعنی دعاء۔ "**اِنْهَ**" صیغہ واحد مذکر حاضر بحث امر حاضر معلوم از مصدر **اَلنَّهْیُ** (فتح) بمعنی روکنا۔

"**اصابك**" صیغہ واحد مذکر غائب بحث ماضی معلوم از مصدر **اِصَابَةٌ** (افعال) بمعنی پہنچانا۔

"**اغضض**" صیغہ واحد مذکر حاضر بحث امر حاضر معلوم از مصدر **غِضَاضًا، غَضَاضَةٌ** (نصر) بمعنی نگاہ یا آواز پست کرنا۔

③ **ان انکر الاصوات لصوت الحمیر** کی نحوی ترکیب:۔ **ان** حرف مشبہ بالفعل **انکر** اسم تفضیل مضاف **الاصوات** مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر **ان** کا اسم، **لام** تاکید یہ **صوت** مضاف **الحمیر** مضاف الیہ، مضاف اور مضاف الیہ ملکر **انّ** کی خبر، **انّ** اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

الشق الثانی ..... يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ ؕ اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ؕ وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ﴿۱۳﴾ فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ ۚ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ﴿۱۴﴾ (پ۲۲۔سباء:۱۳،۱۴)

آیات کا ترجمہ کریں، جس پیغمبر کا یہ واقعہ ہے ان کا نام متعین کر کے ان کی موت کا واقعہ بیان کریں، **دابۃ الارض** سے کیا مراد ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا خلاصہ تین امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) پیغمبر کا نام اور وفات کا واقعہ (۳) **دابۃ الارض** کی مراد۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ بناتے تھے (جنات) ان کے لئے ان کی فرمائش کے مطابق بڑی بڑی عمارتیں اور مجسمے اور پیالے حوضوں جیسے اور دیگیں جمی رہنے والی، کرتے رہو اے آل داؤد (ہمارا) شکر اور تھوڑے ہی میرے بندوں میں سے شکر گزار ہیں پس جب حکم کیا ہم نے اس پر موت کا تو نہ پتہ دیا ان جنوں کو اس کی موت کا مگر گھن کے کیڑے نے جو کھا رہا تھا اس کے عصا کو پس جب وہ گر پڑا تو معلوم کیا جنوں نے اگر وہ جانتے ہوتے غیب کو تو نہ پڑے رہتے اس ذلت کے عذاب میں۔

② پیغمبر کا نام اور وفات کا واقعہ:۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا واقعہ ان آیات میں مذکور ہے، جب حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب ہوا تو وہ ایک لاٹھی لے کر اپنی ٹھوڑی سے لگا کر تخت پر بیٹھ گئے اس حالت میں اللہ تعالیٰ نے ان کی موت کا فیصلہ فرما دیا لہٰذا ان کو موت آ گئی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو موت بھی آ گئی اور بدستور لاٹھی سے ٹیک لگائے بیٹھے رہے، اور لاٹھی کو گھن کا کیڑا کھاتا رہا، جب ایک سال گزر گیا تو گھن کے کھانے کی وجہ سے لاٹھی ٹوٹ گئی اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی لاش مبارک گر پڑی، اس کے بعد تابع جنات کو حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کا علم ہوا۔

③ **دابۃ الارض** کی مراد:۔ اس سے گھن کا کیڑا یعنی دیمک مراد ہے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۲۹ھ

الشق الاوّل ..... اَذٰلِكَ خَيْرٌ نُّزُلًا اَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ ﴿۶۲﴾ اِنَّا جَعَلْنٰهَا فِتْنَةً لِّلظّٰلِمِيْنَ ﴿۶۳﴾ اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِيْٓ اَصْلِ الْجَحِيْمِ ﴿۶۴﴾ طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّيٰطِيْنِ ﴿۶۵﴾

آیات کا ترجمہ کریں۔ **ذلك** کا مشار الیہ متعین کریں۔ **انّا جعلناها فتنة للظالمين** کی وضاحت کریں اس کے فتنہ ہونے سے کیا مراد ہے؟ خط کشیدہ جملے کا مطلب بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) **ذلك** کا مشار الیہ (۳) **انا جعلناها فتنة الخ** کی مراد (۴) خط کشیدہ جملے کا مطلب۔ (پ۲۳۔صٰفّٰت:۶۲ تا ۶۵)

0313 6357913, maktabazakariyamultan@gmail.com

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ کیا یہ اچھی مہمانی ہے یا زقوم کا درخت؟ بیشک ہم نے اس کو ظالموں کے لئے آزمائش بنایا۔ بیشک وہ ایک درخت ہے جو اُگتا ہے دوزخ کی جڑ میں اس کا پھل گویا کہ سانپوں کے پھن ہیں۔

② **ذلك** کا مشار الیہ:۔ اس آیت میں **ذلك** کا مشار الیہ نیک لوگوں کو جنت کی نعمتوں کا ملنا ہے۔

③ **انا جعلنا ها فتنه الخ** کی مراد:۔ ہم نے زقوم کے درخت کو ان ظالموں کے لئے فتنہ بنایا ہے اس میں فتنہ سے بعض مفسرین کے نزدیک عذاب مراد ہے یعنی اس درخت کو عذاب کا ذریعہ بنا دیا ہے لیکن اکثر حضرات کا کہنا یہ ہے کہ یہاں فتنہ کا ترجمہ آزمائش اور امتحان کرنا زیادہ موزوں ہے، مطلب یہ ہے کہ ہم اس درخت کا تذکرہ کر کے امتحان لینا چاہتے ہیں کہ کون اس پر ایمان لاتا ہے اور کون اس کا مذاق اُڑاتا ہے۔ چنانچہ کفارِ عرب اس امتحان میں ناکام رہے انہوں نے عذاب سے ڈر کر ایمان لانے کی بجائے تمسخر اور استہزاء کا طریقہ اختیار کیا۔

❹ خط کشیدہ جملے کا مطلب:۔ اس آیت میں زقوم کے پھل کو شیاطین کے سروں کیساتھ تشبیہ دی ہے بعض مفسرین نے یہاں شیاطین کا ترجمہ سانپوں کیساتھ کیا ہے یعنی زقوم کا پھل ایسی شکل میں ہوتا ہے جیسے سانپ کا پھن، اسلئے اسکو اردو میں ناگ پھن بھی کہتے ہیں، لیکن اکثر مفسرین نے فرمایا یہاں شیاطین سے اسکے معلوم معنی ہی ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ زقوم کا پھل اپنی بدصورتی میں شیطانوں کے سر کی مانند ہوتا ہے اور محاورہ ہے بدصورت بدشکل اشیاء کو جن بھوت کے ساتھ تشبیہ دی جاتی ہے۔ اس آیت کا مقصد زقوم کی بدصورتی کو بیان کرنا ہے۔

الشق الثانی ..... وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ﴿۳۱﴾ اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ؕ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا ؕ وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿۳۲﴾ (پ۲۵۔ زخرف:۳۱،۳۲)

آیات کا ترجمہ تحریر کریں، مذکورہ آیات میں کفار کے جس شبہ کا جواب دیا گیا ہے وہ شبہ اور اس کا جواب وضاحت سے تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں دو امر مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) کفار کا شبہ اور اس کا جواب۔

جواب ..... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ اور کہتے ہیں (یہ مشرک لوگ) کہ کیوں نہیں نازل کیا گیا یہ قرآن ان دو بستیوں میں سے کسی ایک بڑے آدمی پر، کیا وہ تیرے رب کی رحمت کو بانٹتے ہیں، ہم نے بانٹ دی ہے ان میں ان کی روزی دنیا کی زندگی میں اور بلند کر دیئے درجے بعض کے بعض پر تا کہ بنائے انکا بعض بعض کو خدمتگار اور تیرے رب کی رحمت بہتر ہے ان چیزوں سے جن کو وہ جمع کرتے ہیں۔

❷ کفار کا شبہ اور اس کا جواب:۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے مشرکین عرب کے ایک اعتراض کا جواب دیا ہے جو آپ ﷺ کی رسالت پر کیا کرتے تھے۔ وہ اعتراض یہ ہے کہ اگر کسی انسان ہی کو نبوت سونپنی تھی تو حضور ﷺ مالی اعتبار سے کوئی صاحبِ حیثیت نہیں ہیں یہ منصب حضور ﷺ کی بجائے مکہ اور طائف کے کسی بڑے دولت مند اور صاحبِ جاہ و منصب انسان کو کیوں نہیں دیا گیا؟

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے انکے اس اعتراض کا جواب دیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ تمہیں اس معاملہ میں کوئی دخل دینے کا حق ہی نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نبوت کا منصب کس کو دے رہا ہے اور کس کو نہیں دے رہا، نبوت کی تقسیم تمہارے ہاتھ میں نہیں ہے کہ کسی کو نبی بنانے سے پہلے تم سے رائے لی جائے، یہ کام کلیۃً اللہ کے ہاتھ میں ہے اور وہی اپنی عظیم مصلحتوں کے مطابق اس کو انجام دیتا ہے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۲۹ھ

الشق الاوّل ..... اَفَلَمْ يَنْظُرُوْٓا اِلَى السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنٰهَا وَزَيَّنّٰهَا وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ ﴿۶﴾ وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِىَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ﴿۷﴾ تَبْصِرَةً وَّذِكْرٰى لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ﴿۸﴾ وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّحَبَّ الْحَصِيْدِ ﴿۹﴾ وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ ﴿۱۰﴾ رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ ۙ وَاَحْيَيْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا ؕ كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ ﴿۱۱﴾ (پ۲۶۔ ق:۶ تا ۱۱)

خط کشیدہ الفاظ کی لغوی اور صرفی تحقیق کریں، ترجمہ کریں، **تبصرۃً وذکریٰ** اور **رزقا** ترکیب میں کیا واقع ہے؟ نیز بتائیں کہ **میتا، بلدۃ** کی صفت ہے یا نہیں؟ اگر صفت ہے تو مطابقت کیوں نہیں اور اگر صفت نہیں ہے تو کیا واقع ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) الفاظِ مخطوطہ کی لغوی و صرفی تحقیق (۲) آیات کا ترجمہ (۳) **تبصرۃ وذکریٰ** اور **رزقا** کی ترکیب (۴) **میتا** کی ترکیبی تحقیق۔

جواب ..... ❶ الفاظِ مخطوطہ کی لغوی و صرفی تحقیق:۔ "**القینا**" صیغہ جمع متکلم ماضی معلوم از مصدر **القاء** (افعال) بمعنی ڈالنا۔

"**بنینٰھا**" صیغہ جمع متکلم فعل ماضی معلوم از مصدر **بِنَایَۃٌ** (ضرب) بمعنی بنانا، تعمیر کرنا۔

"**انبتنا**" صیغہ جمع متکلم فعل ماضی معلوم از مصدر **اِنْبَاتٌ** (افعال) بمعنی اُگانا۔

"**نَزَّلْنَا**" صیغہ جمع متکلم فعل ماضی معلوم از مصدر **تَنْزِیْلٌ** (تفعیل) بمعنی تدریجًا اتارنا۔

❷ آیات کا ترجمہ:۔ کیا پس انہوں نے اپنے اوپر آسمان کی طرف نہیں دیکھا کہ کیسے ہم نے اس کو بنایا اور اسکو مزین کیا اور نہیں

0313 6357913 maktabaatakariyamultan@gmail.com

ہے اس کیلئے پھٹن اور زمین کو ہم نے بچھا دیا اور ڈالے ہم نے اس کے اندر مضبوط پہاڑ اور اگائیں اس میں ہر قسم کی خوشنما چیزیں، بصیرت اور نصیحت ہے ہر رجوع کرنے والے بندے کے لئے اور ہم نے اتارا آسمان سے پانی برکت والا پھر اُگایا ہم نے اسکے ذریعے سے باغ اور اناج جن کے کھیت کاٹے جاتے ہیں اور کھجوریں لمبی لمبی جن کے خوشے گتھے (گھنے) ہوئے ہوتے ہیں۔ روزی بندوں کے لئے اور زندہ کیا ہم نے اس سے ایک مردہ شہر کو اسی طرح ہے دوبارہ نکلنا۔

❸ تبصرةً وذکریٰ اور رزقا کی ترکیب:۔ تبصرة وذکری مفعول لہ ہیں یا حال ہیں مددنها کی ھا ضمیر سے، رزقًا مفعول لہ ہے انبتنا فعل سے یا رزقًا مفعول مطلق ہے انبتنا فعل سے من غیر لفظہٖ۔

❹ میتا کی ترکیبی تحقیق:۔ میتا بلدة کی صفت ہے اور صفت مشبہ کا صیغہ مذکر و مؤنث دونوں کی صفت آسکتا ہے، یا بلدةً موضعًا مذکر کی تاویل میں ہو کر موصوف ہے۔

الشق الثانی ..... فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتّٰٓى اِذَآ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ ۙ فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا ۚ ذٰلِكَ ۛ وَلَوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَ بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ ۗ وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝ (پ۲۶۔محمد:۴)

خط کشیدہ الفاظ کی لغوی، صرفی ونحوی تحقیق کریں، سلیس اردو میں ترجمہ کریں، فاما منّا بعد سے ذلك تک نحوی ترکیب کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) خط کشیدہ الفاظ کی لغوی، صرفی ونحوی تحقیق (۲) آیات کا سلیس ترجمہ (۳) فاما منا بعد سے ذٰلك تک نحوی ترکیب۔

جواب ..... ❶ خط کشیدہ الفاظ کی لغوی، صرفی ونحوی تحقیق:۔ "ضَرْبٌ" یہ باب ضَرَبَ کا مصدر ہے بمعنی مارنا، چلنا، بیان کرنا۔

"الرقاب" یہ الرقبة کی جمع ہے جس کا معنی ہے گردن یا پسِ گردن۔ فضرب الرقاب اس کی اصل فضربوا الرقاب ضربًا ہے فعل کو حذف کر دیا مفعول مطلق کو مقدم کر کے فعل محذوف کے قائمقام کر دیا اور مضاف کر دیا مفعول (الرقاب) کی طرف اس میں دوسرا احتمال یہ ہے کہ اصل میں فاضربوا ضرب الرقاب تھا۔ ضرب الرقاب مفعول تھا فاضربوا کا فعل کو حذف کر دیا ضرب الرقاب رہ گیا۔ "شدّوا" صیغہ جمع مذکر حاضر بحث فعل امر حاضر معروف از مصدر الشدُّ (نصر) بمعنی باندھنا۔ "اثخنتموهم" صیغہ جمع مذکر حاضر بحث فعل مضارع معروف از باب افعال بمعنی خونریزی میں مبالغہ کرنا۔ مجرد از مصدر ثِخنًا وثخونة (کرم) بمعنی موٹا ہونا، سخت ہونا۔ "الوثاق" یہ اسم ہے بمعنی باندھنے کی چیز جیسے رسّی وغیرہ، یہ ترکیب میں شدّوا کا مفعول بہ ہے۔

❷ آیات کا سلیس ترجمہ:۔ پس جب تم مقابل ہو ان کافروں کے تو ماروان کی گردنیں، یہاں تک کہ جب تم ان کو خوب مغلوب کر لو تو ان کی مشکیں کس لو پھر یا تو احسان کرو اس کے بعد یا تاوان لے لو یہاں تک کہ ڈالدے لڑائی اپنے ہتھیار، یہی ہے (حکم) اور اگر اللہ چاہتا تو انتقام لے لیتا ان سے لیکن تا کہ وہ آزمائے تم میں سے ایک کو دوسرے سے اور جو لوگ قتل کئے گئے اللہ کی راہ میں وہ ہرگز ضائع نہیں کرے گا ان کے عملوں کو۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

❸ فاما منا بعد سے ذٰلك تک نحوی ترکیب:۔ امّا حرف عطف منا مفعول مطلق ہے فعل محذوف تمنون کا بَعْد مفعول فیہ واؤ حرف زائدہ امّا حرف عطف فداء مفعول مطلق ہے فعل محذوف تفدون کا تفدون فعل وفاعل حتی حرف جار اسکے بعد اَنْ مقدر ہے اَنْ ناصبہ مصدر یہ تضع فعل مضارع الحرب اس کا فاعل اَوْزارها مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ، تضع فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر مفرد کی تاویل میں ہو کر مجرور حتّٰی کا، جار مجرور ملکر متعلق ہوا تفدون کے، تفدون فعل اپنے فاعل مفعول مطلق اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جملہ معطوفہ ہوا۔ ذٰلك یہ خبر ہے مبتدا محذوف الامر کی الامر مبتداء ذٰلك خبر مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ دوسرا احتمال یہ ہے کہ ذٰلك مفعول بہ ہے افعلوا فعل محذوف کا افعلوا فعل امر مع فاعل ذٰلك مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

﴿الورقة الاولیٰ: فی التفسیر﴾

﴿السوال الاول﴾ ۱۴۳۰ھ

الشق الاوّل..... اَمْ اَبْرَمُوْۤا اَمْرًا فَاِنَّا مُبْرِمُوْنَ ﴿۷۹﴾ اَمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَ نَجْوٰىهُمْ ؕ بَلٰى وَ رُسُلُنَا لَدَیْهِمْ یَكْتُبُوْنَ ﴿۸۰﴾ قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ ۖۗ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِیْنَ ﴿۸۱﴾ سُبْحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ﴿۸۲﴾ (پ۲۵۔زخرف:۷۹تا۸۲)

مذکورہ آیات کا ترجمہ کریں، ابتدائی آیات کا شان نزول بتائیں، **قل ان کان للرحمٰن ولد** اس آیت میں حضرات مفسرین کے اقوال ذکر کر کے راجح قول متعین کریں، آخری آیت **سبحٰن رب السمٰوات** کی آخر تک نحوی ترکیب کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) ابتدائی آیات کا شانِ نزول (۳) **قل ان کان للرحمٰن ولد** میں حضرات مفسرین کے اقوال اور راجح قول کی تعیین (۴) **سبحٰن رب السمٰوات** سے آخر تک نحوی ترکیب۔

جواب..... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ کیا انہوں نے طے کر لی ہے کوئی بات تو ہم بھی طے کرنے والے ہیں کیا وہ خیال کرتے ہیں کہ ہم نہیں سنتے ان کا بھید اور ان کا مشورہ؟ کیوں نہیں اور ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) ان کے پاس لکھتے رہتے ہیں کہہ دیجئے اگر ہو (خدائے) رحمان کی کوئی اولاد تو بلاشبہ میں سب سے پہلے اس کی عبادت کرنے والا ہوں، پاک ہے رب آسمانوں اور زمین کا، مالک عرش کا اس سے جو وہ بیان کرتے ہیں۔

❷ ابتدائی آیات کا شانِ نزول:۔ کفارِ عرب پیغمبر ﷺ کے مقابلہ میں طرح طرح کے منصوبے بناتے اور تدبیریں کرتے رہتے تھے مگر اللہ کی خفیہ تدبیر ان کے سب منصوبوں پر پانی پھیر دیتی تھی، ان ابتدائی آیتوں کے بارے میں حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ کافروں نے ملکر مشورہ کیا کہ ہمارے تغافل (غفلت) سے اس نبی کی دعوت بڑی تیزی سے بڑھ رہی ہے، لہٰذا آئندہ اگر کوئی اس دین میں آئے تو اسی کے رشتہ دار اس کو مار مار کر نبی ﷺ کے دین سے ہٹا دیں اور جو اجنبی شخص شہر میں آئے اس کو پہلے سنا دو کہ اس شخص (ﷺ) کے پاس نہ بیٹھے۔ اس موقع پر آیات نازل ہوئیں کہ ہم نے بھی ان کی تدبیر کے مقابلہ میں ان کو ذلیل و رسوا کرنے اور اپنے پیغمبر ﷺ کو عروج دینے کی تدبیر کر لی ہے اور ہماری تدبیر ہی غالب رہے گی۔

❸ **قل ان کان للرحمٰن ولد** میں حضرات مفسرین کے اقوال اور راجح قول کی تعیین:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حسنؒ اور سدیؒ نے کہا ہے کہ اِنْ، مَا کے معنی میں ہے یعنی **مَاکان للرحمٰن ولدٌ** یہاں پر جملہ تام ہو گیا کہ آپ کہہ دیجئے **رحمٰن** کیلئے اولاد نہیں ہے، اگلا الگ جملہ ہے **فانا اول العابدین ای موحدین** میں تو مکہ والوں میں سے پہلا موحد ہوں۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اِنْ شرطیہ ہے اور کلام علی سبیل الفرض والمحال ہے کہ آپ کہہ دیجئے کہ اگر **رحمٰن** کیلئے اولاد ثابت ہوتی تو سب سے پہلے میں اس اولاد کی عبادت کرتا لیکن محال ہے کہ اس کیلئے اولاد ہو یہ کلام ایسے ہے جیسے کوئی مناظرہ کرنے والا دوسرے کو کہے کہ اگر تمہارا قول ثابت ہو جائے تو میں سب سے پہلے اس کا اعتقاد رکھوں گا۔ **عابدین معتقدین** کے معنی میں ہے۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

❹ **سبحٰن رب السمٰوات** سے آخر تک نحوی ترکیب:۔ **سبحٰن** مصدر مضاف **رب** مضاف الیہ مضاف **السمٰوات** معطوف علیہ واؤ حرف عطف **الارض** معطوف، معطوف علیہ و معطوف ملکر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف علیہ واؤ حرف عطف محذوف ہے **رب العرش** مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف، معطوف علیہ و معطوف ملکر **سبحٰن** مصدر کا مضاف الیہ **عن** حرف جار **مَا** موصولہ **یَصِفُوْن** فعل اس میں ضمیر فاعل، فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ، موصول صلہ ملکر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا **سبحٰن** مصدر کے، **سبحٰن** مصدر اپنے مضاف الیہ اور متعلق سے ملکر مفعول مطلق ہوا فعل محذوف **اُسَبِّحُ** کا، **اُسَبِّح** فعل اس میں **انا** ضمیر مستتر اس کا فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

الشق الثانی..... وَ اذْكُرْ عَبْدَنَاۤ اَیُّوْبَ ۘ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗۤ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الشَّیْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّ عَذَابٍ ؕ ﴿۴۱﴾ اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ۚ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّ شَرَابٌ ﴿۴۲﴾ وَ وَهَبْنَا لَهٗۤ اَهْلَهٗ وَ مِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَ ذِكْرٰى لِاُولِی الْاَلْبَابِ ﴿۴۳﴾ وَ خُذْ بِیَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ

وَلَا تَحْنَثْ ۭ اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ۭ نِعْمَ الْعَبْدُ ۭ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ﴿۴۴﴾ وَاذْكُرْ عِبٰدَنَآ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ اُولِي الْاَيْدِيْ وَالْاَبْصَارِ ﴿۴۵﴾ اِنَّآ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ ﴿۴۶﴾ وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ ﴿۴۷﴾ (پ ۲۳۔ص:۴۱ تا ۴۷)

مذکورہ آیات کا ترجمہ ومختصر تفسیر کریں، شانِ نزول بیان کریں، **انی مسنی الشیطان** کی بے غبار تشریح کریں۔ نیز بتائیں کہ حیلہ کرنا کب جائز ہے؟۔ **نعم العبد انه اوّاب** کی ترکیب لکھیں، **المصطفین** کونسا صیغہ ہے؟ اس میں اگر کوئی تعلیل ہوئی ہو تو تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں سات امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) آیات کا شانِ نزول (۴) **مسنی الشیطان** کی تشریح (۵) حیلہ کرنے کا جواز (۶) **نعم العبد انه اوّاب** کی ترکیب (۷) **المصطفین** کا صیغہ وتعلیل۔

جواب..... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ اور یاد کرو تو ہمارے بندے ایوب علیہ السلام کو جب کہ پکارا اس نے اپنے رب کو کہ بیشک پہنچائی ہے مجھ کو شیطان نے تکلیف اور عذاب (ہم نے حکم دیا کہ) زمین پر لات مارو (جس سے تمہارے لئے چشمہ نکل آئے گا) ہم نے فرمایا تمہارے نہانے اور پینے کے لئے سرد چشمہ بہہ رہا ہے (جس میں نہانے سے ان کو شفاء ہوئی) اور عطاء کئے ہم نے ان کو اہل وعیال اور اتنے ہی اور بھی اپنی مہربانی سے تاکہ عقلمندوں کیلئے یادگار رہے اور حکم دیا ہم نے کہ جھاڑو کا مٹھا ہاتھ میں لیکر مارو اور اپنی قسم میں جھوٹے نہ بنو بیشک ہم نے ایوب علیہ السلام کو صابر پایا اور وہ بڑے اچھے بندے اور اللہ کی طرف رجوع کرنے والے تھے۔ اور ذکر کیجئے ہمارے بندے ابراہیم، اسحاق ویعقوب علیہم السلام کا جو بڑی قوت اور بصیرت والے تھے، بلاشبہ ہم نے چن لیا تھا ان کو ایک خاص فضیلت یعنی ذکرِ آخرت میں اور بلاشبہ وہ ہمارے نزدیک برگزیدہ نیک بندوں میں سے تھے اور ذکر کیجئے اسماعیل، یسع اور ذوالکفل علیہم السلام کا اور ہر ایک ان میں سے نیک تھا۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ ابتدائی آیات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کفارِ مکہ کی تکلیف پر صبر کرنے کا حکم ہے اور مثال حضرت ایوب علیہ السلام کے قصہ کو بنایا کہ جس طرح انہوں نے صبر سے کام لیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی صبر کریں چنانچہ جب حضرت ایوب علیہ السلام بیمار ہوئے تو شیطان طبیب کی صورت میں ان کی بیوی کے پاس آیا اور کہا میں طبیب ہوں اور اس شرط پر علاج کرتا ہوں کہ جب ایوب علیہ السلام کو شفاء ہو جائے تو کہنا کہ میں نے شفاء دی ہے اس بات کی حضرت ایوب علیہ السلام اللہ سے شکایت کر رہے ہیں کہ اس نے مجھے دکھ دیا۔ حکم ہوا کہ زمین پر پاؤں مار، اس کے مارنے سے سرد چشمہ نمودار ہوا جس میں نہانے سے وہ تندرست ہو گئے اور ان کی مردہ اولاد زندہ ہو گئی اور بھی پیدا ہوئے۔ ایوب علیہ السلام نے قسم کھائی کہ اگر میں تندرست ہو گیا تو بیوی کو سو کوڑے ماروں گا کہ اس نے کیوں شیطان کی بات سنی، خدا تعالیٰ نے حکم دیا کہ تو قسم میں بھی جھوٹا نہ ہو اور بیوی بھی بے خطا ہے تیری خدمت گزار ہے لہٰذا تو جھاڑو لے جس میں سو تنکے ہوں وہ مار دو قسم پوری ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ ایوب علیہ السلام کے صبر کی تعریف کر رہے ہیں کہ وہ بڑے صابر اور نیک بندے تھے۔

اُس کے بعد اللہ تعالیٰ نے چند انبیاء علیہم السلام کا تذکرہ فرمایا کہ وہ ہمارے اطاعت گزار و برگزیدہ بندے تھے، وہ اپنی فکر و عملی توانائیاں اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں صرف کرتے تھے اور اُن کو خصوصی طور پر فکرِ آخرت کی نعمت سے بھی نوازا گیا تھا اور وہ ہمارے منتخب وافضل ترین لوگوں میں سے تھے۔

0313 6357913 maktabazakriya.multan@gmail.com

❸ آیات کا شانِ نزول:۔ شانِ نزول کا مکمل واقعہ تفسیر کے ضمن میں گزر چکا ہے۔

❹ **مسنی الشیطان** کی تشریح:۔ شیطان نے مجھے رنج اور ایذاء پہنچائی ہے، بعض حضرات نے شیطان کے رنج اور ایذاء کی تفصیل یہ بیان کی ہے کہ ایوب علیہ السلام بیماری میں مبتلا ہوئے وہ شیطان کے تسلط کی وجہ سے آتی تھی اور ہوا یہ تھا کہ ایک مرتبہ فرشتوں نے حضرت ایوب علیہ السلام کی بہت تعریف کی جس پر شیطان کو سخت حسد ہوا اور اس نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ مجھے ان کے جسم اور مال اولاد پر ایسا تسلط عطا کیا جائے جس سے میں ان کے ساتھ جو چاہوں سو کروں، اللہ تعالیٰ کو بھی ایوب علیہ السلام کی آزمائش مقصود تھی اسلئے شیطان کو یہ حق دے دیا گیا اور اس نے آپ کو اس بیماری میں مبتلا کر دیا لیکن محقق مفسرین نے اس قصے کی تردید کرتے ہوئے کہا ہے کہ قرآن کریم کی تصریح کے مطابق انبیاء علیہم السلام پر شیطان کو تسلط حاصل نہیں ہو سکتا اس لئے یہ ممکن نہیں ہے کہ اس نے آپ کو بیماری میں ڈال دیا ہو، بعض حضرات نے شیطان کے رنج اور ایذاء کی یہ تشریح کی ہے کہ بیماری کی حالت میں شیطان حضرت ایوب علیہ السلام

کے دل میں طرح طرح کے وسوسے ڈالا کرتا تھا اس سے آپ کو اور زیادہ تکلیف ہوتی تھی، یہاں آپ نے اسی کا ذکر فرمایا ہے۔

۵ حیلہ کرنے کا جواز:۔ کسی نامناسب یا مکروہ بات سے بچنے کیلئے کوئی شرعی حیلہ اختیار کیا جائے تو یہ جائز ہے جیسے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کے واقعہ کے اندر حیلہ کیا گیا جو کہ جواز پر دلالت کرتا ہے، لیکن یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اس قسم کے حیلے اس وقت جائز ہوتے ہیں جبکہ انہیں شرعی مقاصد کے ابطال کا ذریعہ نہ بنایا جائے اور اگر حیلہ کا مقصد یہ ہو کہ کسی حقدار کا حق باطل کیا جائے یا کسی صریح فعل حرام کو اس کی روح برقرار رکھتے ہوئے اپنے لئے حلال کرلیا جائے تو ایسا حیلہ بالکل ناجائز ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ حیلہ اگر شرعی تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے کیا جائے تو درست ہے ورنہ لنفسہٖ جائز نہیں۔ (معارف القرآن)

۶ نعم العبد انه اوّاب کی ترکیب:۔ **نعم** فعل از افعال مدح **العبد** مخصوص بالمدح فاعل **اَنَّ** حرف از حروف مشبہ بالفعل ہٗ ضمیر اس کا اسم **اوّاب** خبر، **اَنَّ** اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر مفعول بہٖ **فعل مدح نعم** کا، **نعم** فعل مدح اپنے مخصوص بالمدح فاعل اور مفعول بہٖ سے ملکر جملہ فعلیہ ہوا۔

۷ المصطفین کا صیغہ اور تعلیل:۔ **المصطفین** صیغہ جمع مذکر بحث اسم مفعول از باب افتعال از مصدر **الاصطفاء** بمعنی چننا۔ **مصطفین** اصل میں مُصْتَفَوِیْنَ تھا باب افتعال کا فاء کلمہ صاد واقع ہوا افتعال کی تاء کو طاء سے بدل دیا **مصطفوین** ہوگیا۔ واؤ چوتھی جگہ سے زائد واقع ہوئی، ماقبل کی حرکت اس کے مخالف تھی اس کو یاء سے بدل دیا تو مُصْطَفِیِیْنَ ہوگیا پھر یاء متحرک ماقبل مفتوح یا کو الف سے بدل دیا تو دو ساکن جمع ہوئے الف اور یاء الف کو گرا دیا **مصطفین** ہوگیا۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۰ھ

الشق الاوّل..... وَاِنَّ یُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۱۳۹﴾ اِذْ اَبَقَ اِلَی الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۱۴۰﴾ فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِیْنَ ﴿۱۴۱﴾ فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ وَهُوَ مُلِیْمٌ ﴿۱۴۲﴾ فَلَوْلَاۤ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِیْنَ ﴿۱۴۳﴾ لَلَبِثَ فِیْ بَطْنِهٖۤ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ﴿۱۴۴﴾ فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ سَقِیْمٌ ﴿۱۴۵﴾ وَ اَنْۢبَتْنَا عَلَیْهِ شَجَرَةً مِّنْ یَّقْطِیْنٍ ﴿۱۴۶﴾ (پ۲۳۔ صٰفّٰت: ۱۳۹ تا ۱۴۶)

حضرت یونس علیہ السلام کا مختصر قصہ ذکر کیجئے، آیات کا ترجمہ کیجئے، آیات کی تشریح کیجئے کہ نبی کی عصمت بالکل پاک صاف رہے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾..... اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) حضرت یونس علیہ السلام کا قصہ (۲) آیات کا ترجمہ (۳) آیات کی تشریح۔

جواب..... **۱ حضرت یونس علیہ السلام کا قصہ:۔** حضرت یونس علیہ السلام کی قوم عراق میں موصل کے مشہور مقام نینویٰ میں رہتی تھی، اللہ نے اس قوم کی ہدایت کیلئے اپنے نبی حضرت یونس علیہ السلام کو بھیجا، انہوں نے ایمان لانے سے انکار کیا حضرت یونس علیہ السلام نے بحکم الٰہی انکو تین دن کے اندر اندر عذاب آنے سے آگاہ کیا اس پر قوم یونس علیہ السلام نے آپس میں مشورہ کیا اور طے پایا کہ اگر یونس علیہ السلام رات کو ہمارے اندر رہتے ہیں تو کچھ نہیں ہوگا اور اگر کہیں چلے جائیں تو عذاب الٰہی کا یقین کرلو حضرت یونس علیہ السلام بارشادِ خداوندی اس بستی سے چلے گئے، صبح کو عذاب الٰہی کے آثار نمودار ہوئے، قوم نے حضرت یونس علیہ السلام کو تلاش کیا تا کہ ایمان لائیں جب حضرت یونس علیہ السلام کہیں نہ ملے تو انہوں نے خود ہی توبہ واستغفار، گریہ وزاری شروع کردی اور میدان میں ساری قوم بمع جانوروں کے آگئی اور خوب روئے، اللہ نے انکی توبہ قبول کرلی اور آنیوالے عذاب کو ہٹا دیا، دوسری طرف حضرت یونس علیہ السلام بستی سے باہر عذاب الٰہی کے آنے کے انتظار میں تھے کیونکہ ان کو قوم کی توبہ کا حال معلوم نہ تھا، جب عذاب ٹل گیا تو ان کو فکر لاحق ہوئی کہ مجھے جھوٹا قرار دیا جائیگا اسلئے انہوں نے بحرِ روم کی طرف رُخ کیا اور کشتی میں سوار ہوگئے جب سمندر کے درمیان میں کشتی پہنچی تو وہیں رُک گئی چنانچہ کشتی والوں نے کہا کہ ہم قرعہ ڈالتے ہیں جس کا نام نکلے گا اس کو سمندر میں پھینکا جائیگا تا کہ وزن کم ہو اور کشتی چل پڑے چنانچہ حضرت یونس علیہ السلام کا نام نکلا مگر لوگوں نے سمندر میں ڈالنے سے انکار کردیا تو پھر خود یونس علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے کشتی سے سمندر میں ڈالدو لوگوں نے ایسا کرنے سے گریز کیا، حضرت یونس علیہ السلام نے خود ہی سمندر میں چھلانگ لگا دی، اُدھر سے اللہ کے حکم سے مچھلی نے حضرت یونس علیہ السلام کو اپنے پیٹ میں لے لیا، آپ علیہ السلام نے **لا الٰہ الّا انت سبحانك انی کنت من الظالمین** دعا کی اللہ نے قبول فرمائی، مچھلی نے

0313 6357913 maktabazzakariyamultan@gmail.com

سمندر کے کنارے پر پھینک دیا، اللہ نے کدو کی بیل سائے کیلئے اور بکری دودھ کے لئے اپنی قدرت سے مقرر کردی اس طرح حضرت یونس علیہ السلام کو اس لغزش (کوئی نقل وحرکت اللہ کی اجازت کے بغیر نہیں ہونی چاہیے تھی) پر تنبیہ ہوگئی اور قوم کو بھی پورا حال معلوم ہوگیا۔

❷ آیات کا ترجمہ:۔ اور بیشک یونس علیہ السلام البتہ رسولوں میں سے تھے، جب بھاگے وہ بھری ہوئی کشتی کی طرف پھر قرعہ ڈلوایا پس تھا وہ خطاوار پھر لقمہ بنالیا اس کو مچھلی نے اور وہ الزام کھایا ہوا تھا اگر وہ تسبیح کرنے والوں میں سے نہ ہوتے (آیت کریمہ کا ورد نہ کرتے) تو مچھلی کے پیٹ میں قیامت تک رہتے۔ پھر ڈال دیا ہم نے اُس کو چٹیل میدان میں اِس حال میں کہ وہ بیمار تھے اور اُگایا ہم نے اُس پر ایک بیل والا درخت۔

❸ آیات کی تشریح:۔ حضرت یونس علیہ السلام نے جو قوم کو تین دن کے اندر عذاب آجانے سے ڈرایا تھا ظاہر یہ ہے کہ یہ اپنی رائے سے نہیں بلکہ وحیِ الٰہی سے ہوا تھا اور اس وقت قوم کو چھوڑ کر ان سے الگ ہوجانا بھی جو قدیم عادتِ انبیاء علیہم السلام ہے، ظاہر یہ ہے کہ یہ بھی بحکمِ خداوندی ہوا ہوگا یہاں تک کوئی بات لغزش کی موجبِ عتاب نہیں تھی مگر جب قوم کی سچی توبہ اور الحاح وزاری کو اللہ تعالیٰ نے قبول فرما کر ان سے عذاب ہٹادیا اس وقت حضرت یونس علیہ السلام کا اپنی قوم میں واپس نہ آنا اور بقصدِ ہجرت سفر اختیار کرنا یہ اپنے اس اجتہاد کی بناء پر ہوا کہ اس حالت میں اگر میں واپس اپنی قوم میں گیا تو جھوٹا سمجھا جاؤں گا اور میری دعوت بے اثر و بے فائدہ ہوجائے گی بلکہ اپنی جان کا بھی خطرہ ہے اور اگر میں اُن کو چھوڑ کر کہیں چلا جاؤں تو یہ بات اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابلِ مواخذہ وگرفت نہیں ہوگی اپنے اجتہاد کی بناء پر ہجرت کا قصد کرلینا اور اللہ تعالیٰ کے صریح حکم کا انتظار نہ کرنا اگرچہ کوئی گناہ نہیں تھا مگر اللہ تعالیٰ کو یونس علیہ السلام کا یہ طرزِ عمل پسند نہ آیا کہ وحی کا انتظار کئے بغیر ایک فیصلہ کرلیا یہ اگرچہ کوئی گناہ نہیں تھا مگر خلافِ اولیٰ ضرور ہوا۔ انبیاء علیہم السلام اور مقربان بارگاہِ الٰہی کی شان بہت بلند ہوتی ہے اُن کو مزاج شناس ہونا چاہیے، ان سے اس معاملے میں ادنیٰ کوتاہی ہوتی ہے تو اس پر بھی عتاب اور گرفت ہوتی ہے یہی معاملہ تھا جس پر عتاب ہوا۔ تفسیر قرطبی میں قشیری سے بھی یہ منقول ہے کہ ظاہر ہے کہ یہ صورتِ غضب یونس علیہ السلام کی اس وقت پیش آئی جب قوم سے عذاب ہٹ گیا ان کو یہ پسند نہ تھا اور مچھلی کے پیٹ میں چند روز رہنا بھی کوئی تعذیب نہیں بلکہ تادیب کے طور پر تھا جیسے اپنے نابالغ بچوں پر زجر وتنبیہ تعذیب نہیں ہوتی تادیب ہوتی ہے تاکہ آئندہ وہ احتیاط برتیں۔

الشق الثانی..... اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ﴿۷۲﴾ (پ۲۲۔احزاب:۷۲)

خط کشیدہ الفاظ کی لغوی وصرفی تحقیق کریں، سلیس ترجمہ کریں، امانت سے کیا مراد ہے؟ تفصیل کے ساتھ لکھیں، جنات باوجود مکلّف ہونے کے بارِ امانت کے متحمل کیوں نہیں سمجھ گئے؟ انسان کو بارِ امانت اٹھانے کے باوجود **ظلوماً جھولا** کیوں قرار دیا گیا؟

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل پانچ امور ہیں (۱) خط کشیدہ کی لغوی وصرفی تحقیق (۲) آیت کا ترجمہ (۳) امانت کی مراد (۴) جنات کے مکلّف ہونے کے باوجود بارِ امانت کے متحمل نہ ہونے کی وجہ (۵) انسان کو بارِ امانت اُٹھانے کے باوجود **ظلوما جھولا** کہنے کی وجہ۔

جواب..... ❶ خط کشیدہ کی لغوی وصرفی تحقیق:۔ "**عرضنا**" صیغہ جمع متکلم ماضی معلوم از مصدر **العرض** (ضرب) بمعنی پیش کرنا۔

"**فَاَبَيْنَ**" صیغہ جمع مؤنث غائب فعل ماضی معلوم از مصدر **الاباء والاباءۃ** (ضرب وفتح) بمعنی انکار کرنا۔

"**اَشْفَقْنَ**" صیغہ جمع مؤنث غائب فعل ماضی معلوم از مصدر **الاشفاق** (افعال) بمعنی خوف کرنا۔

"**ظَلُوْمًا**" یہ اسم مبالغہ کا صیغہ ہے از مصدر **اَلظُّلْم** (ضرب) بمعنی ظلم کرنا۔

"**جَهُوْلًا**" اسم مبالغہ کا صیغہ ہے از مصدر **الجھل والجھالۃ** (سمع) بمعنی جاہل ہونا، نہ جاننا۔

❷ آیت کا ترجمہ:۔ بے شک ہم نے پیش کیا امانت کو آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر پس انکار کیا انہوں نے اس کو اٹھانے سے اور ڈر گئے اس سے اور اٹھایا اس کو انسان نے بے شک وہ تھا ظالم نادان۔

❸ امانت کی مراد:۔ لفظ امانت کی تفسیر میں ائمہ تفسیر، صحابہ وتابعین وغیرھم رضی اللہ عنہم کے بہت سے اقوال منقول ہیں۔ امانت سے مراد

02-36357913 maktabahakariyamultan@gmail.com

احکامِ شرعیہ کا مامور ومکلّف ہونا ہے، فرائض شرعیہ، حفاظتِ عفت، اماناتِ اموال، غسلِ جنابت، نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج وغیرہ اسی لئے جمہور مفسرین نے فرمایا ہے دین کے تمام وظائف واعمال امانت کے اندر داخل ہیں۔ بعض حضرات نے فرمایا کہ امانت سے مراد احکامِ الٰہیہ کا بار اُٹھانے کی صلاحیت واستعداد ہے جو عقل وشعور کے خاص درجہ پر موقوف ہے۔

❹ جنات کے مکلّف ہونے کے باوجود بارِ امانت کے متحمل نہ ہونے کی وجہ:۔ انسان کو اس آیت شریفہ میں **ظلوم جھول** کہا گیا ہے اور ظلوم وجھول اسم فاعل مبالغہ کے صیغے ہیں اور اسم فاعل میں ذات کے لئے معنی مصدری کا بالفعل ثبوت ہوتا ہے اور بالقوہ اس کی ضد کا بھی امکان ہوتا ہے۔ معلوم ہوا کہ انسان میں ظلم کی ضد عدل اور جہالت کی ضد علم کا ثبوت ہے اور یہ دونوں صفتیں جنات میں بہت ہی کمزور ہیں، اس لئے جنات کو بارِ امانت کا متحمل نہیں سمجھا گیا۔

❺ انسان کو بارِ امانت اُٹھانے کے باوجود **ظلوما جھولا** کہنے کی وجہ:۔ **انہ کان ظلومًا جھولا** اس جملے سے بظاہر یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ مطلقاً انسان کی مذمت میں آیا ہے کہ اس نادان نے اپنی جان پر ظلم کیا کہ اتنا بڑا بار اُٹھالیا جو اس کی طاقت سے باہر تھا مگر قرآنی تصریحات کے مطابق واقعہ ایسے نہیں کیونکہ انسان سے مراد حضرت آدم علیہ السلام ہیں یا پوری نوعِ انسانی، ان میں سے حضرت آدم علیہ السلام تو نبی اور معصوم ہیں، انہوں نے جو بار اُٹھایا تھا اس کا حق یقینی طور پر ادا کر دیا اسی کے نتیجے میں ان کو خلیفۃ اللہ بنا کر زمین پر بھیجا گیا اور اگر نوعِ انسانی مراد ہو تو اس پوری نوع میں لاکھوں تو انبیاء علیہم السلام ہیں اور کروڑوں صالحین واولیاء اللہ رحمہم اللہ ہیں جن پر فرشتے بھی رشک کرتے ہیں جنہوں نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا کہ وہ اس امانتِ الٰہیہ کے اہل اور مستحق تھے۔ انہی حقِ امانت ادا کرنے والوں کی بناء پر قرآن حکیم نے نوعِ انسانی کو اشرف المخلوقات ٹھہرایا۔ اس سے ثابت ہوا کہ نہ آدم علیہ السلام قابلِ مذمت ہیں اور نہ پوری نوعِ انسانی، اسی لئے بعض حضرات مفسرین نے فرمایا کہ یہ جملہ مذمت کیلئے نہیں بلکہ اکثر افرادِ نوع کے اعتبار سے بیان واقعہ کے طور پر ارشاد ہوا ہے۔ خلاصہ یہ کہ آیت میں ظلوم وجھول خاص ان افراد کو کہا گیا جو احکامِ شرعیہ کی اطاعت میں پورے نہ اترے، امانت کا حق ادا نہ کیا یعنی امت کے کفار ومنافقین، فسّاق وفجار اور گنہگار مسلمان مراد ہیں۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۰ھ

الشق الاوّل ..... اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآىِٕهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْۤا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ ؕ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَاۤ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ (پ۲۱۔احزاب:۵)

ترجمہ وتشریح کریں، شانِ نزول بتائیں، دورِ حاضر میں بعض بے اولاد کسی کا بچہ لے کر پالتے ہیں اور اس کو اپنا بچہ سمجھتے ہیں اور سرکاری کاغذات میں اس کا والد اسی پرورش کرنے والے کو لکھا جاتا ہے اور حقیقی والد کا نام نہیں لکھا جاتا، اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تشریح (۳) منہ بولے بیٹے کی شرعی حیثیت (۴) آیات کا شانِ نزول۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

جواب ..... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ پکارو تم ان کو ان کے باپوں کے ساتھ یہ اللہ کے نزدیک زیادہ انصاف کی بات ہے، پس اگر تم کو ان کے باپ معلوم نہ ہوں تو پس وہ تمہارے دینی بھائی ہیں اور تمہارے دوست ہیں اور نہیں ہے کوئی حرج بھول چوک میں (غلطی سے اگر نام لے لیا ہو) لیکن وہ جس کا تمہارے دلوں نے ارادہ کیا اور اللہ تعالیٰ معاف کرنے والے مہربان ہیں۔

❷ آیات کی تشریح:۔ ان آیات میں اس بات کی طرف راہنمائی کی گئی ہے کہ منہ بولے بیٹوں کو حقیقی بیٹے نہ سمجھا جائے چنانچہ فرمایا کہ اللہ کے ہاں انصاف کی بات یہی ہے کہ منہ بولے لڑکوں کو ان کے باپوں کی طرف نسبت کر کے پکارا کرو اور اگر تم ان کے باپوں کو نہیں جانتے تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں اور دوست ہیں انہی القاب سے ان کو پکارا کرو مثلاً یا اخی یا مولائی اور اگر بھول چوک سے تم نے انہیں غیرِ باپ کی طرف منسوب کیا تو کوئی حرج نہیں ہاں اگر ارادۃً تم نے ایسا کیا تو ضرور گناہ ہوگا اور اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد تمام صحابہ رضی اللہ عنہم زید بن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے۔

③ منہ بولے بیٹے کی شرعی حیثیت:۔ زمانۂ جاہلیت میں دستور تھا کہ کوئی کسی کو بیٹا بنالیتا تھا یعنی متبنی کرلیتا تھا جس طرح کہ اس زمانے میں گود لے لیتے ہیں، پھر وہ شخص اصلی بیٹا سمجھا جاتا تھا اور اسی کی میراث بھی پاتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی وحی سے پہلے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو اپنا بیٹا بنایا ہوا تھا لوگ اس کو زید بن محمد کہا کرتے تھے، جب آیت **ادعوھم الخ** نازل ہوئی تب آپ ﷺ نے خود کہہ دیا کہ تو زید بن حارثہ ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بتلایا کہ آج کے بعد زید کو زید بن حارثہ کہہ کر پکارا جائے نہ کہ زید بن محمد۔ اللہ تعالیٰ نے اس الحاق اور اس نسبتِ جاہلیت کو رد کر دیا، اب اسلام میں متبنی بنانا کوئی چیز نہ رہا یعنی متبنی بنانے سے حقیقی بیٹا نہیں بنے گا جب حقیقی بیٹا نہیں تو اس پر حقیقی بیٹوں جیسے احکام بھی نافذ نہیں ہوں گے مثلاً وراثت وغیرہ۔

④ آیات کا شانِ نزول:۔ یہ گزشتہ امر سے معلوم ہو چکا ہے۔

الشق الثانی ..... وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ ۝ وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ؕ مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ؕ وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ اَلَآ اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ ۝ (شوریٰ:۵۱تا۵۳) ترجمہ وتفسیر کریں۔ آیات میں جو وحی کی اقسام ذکر کی گئی ہیں وہ تفصیل کے ساتھ تحریر کریں۔ دوسری آیت میں روح سے کیا مراد ہے؟۔ خط کشیدہ جملوں کی ترکیب کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور مطلوب ہیں ① آیات کا ترجمہ ② آیات کی تفسیر ③ وحی کی اقسام ④ روح کی مراد ⑤ خط کشیدہ جملوں کی ترکیب۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ اور نہیں حق کسی انسان کو کہ اس سے اللہ تعالیٰ کلام کرے مگر بذریعہ وحی یا پردے کے پیچھے سے یا بھیج دے کوئی فرشتہ کہ وہ القاء کرے اس کے حکم سے جو وہ چاہے، بے شک وہ بڑا عالی شان حکمت والا ہے اور اسی طرح ہم نے وحی کی آپ کی طرف ایک روح اپنے حکم سے آپ نہیں جانتے تھے کہ کیا ہے کتاب اور نہ ایمان لیکن ہم نے بنادیا اس کو نور، ہم راہ دکھاتے ہیں اسکے ذریعہ سے جسے چاہیں اپنے بندوں میں سے اور بلاشبہ آپ تو راہنمائی کرتے ہیں سیدھے راستے کی۔ جو اللہ کا راستہ ہے جس کے لیے وہ سب کچھ ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔ خبردار اللہ ہی کی طرف تمام امور لوٹتے ہیں۔

② آیات کی تفسیر:۔ کوئی بشر بحالتِ موجودہ اللہ تعالیٰ سے کلام نہیں کرسکتا مگر تین طریق سے: یا الہام سے کہ قلب میں کوئی اچھی بات ڈالدے یا حجاب کے پیچھے سے کچھ کلام سنادے جیسے موسیٰ علیہ السلام نے سنا تھا یا کسی فرشتہ کو بھیج دے کہ وہ خدا کے حکم سے جو خدا کو منظور ہوتا ہے پیغام پہنچادیتا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ بڑا عالیشان ہے اس سے جب تک وہ خود طاقت نہ دے کوئی ہم کلام نہیں ہوسکتا مگر اسکے ساتھ بڑی حکمت والا بھی ہے اسلئے بندوں کی مصلحت سے اس نے کلام کے مذکورہ طریقے مقرر فرمائے ہیں اور جس طرح بشر کے ساتھ ہمارے ہم کلام ہونے کا طریقہ بیان کیا گیا ہے اسی قاعدے کے مطابق ہم نے آپ کے پاس بھی وحی یعنی اپنا حکم بھیجا ہے اور آپ کو نبی بنایا ہے اور یہ وحی ایسا ہدایت نامہ ہے کہ آپ کیلئے بے مثل علوم میں اسی کی بدولت ترقی ہوئی چنانچہ اس سے پہلے نہ آپ کو یہ خبر تھی کہ کتاب اللہ کیا چیز ہے اور نہ یہ خبر تھی کہ ایمان کا مکمل ترین درجہ جو اَب حاصل ہے وہ کیا چیز ہے (گو نفسِ ایمان نبی کو نبوت سے پہلے بھی حاصل ہوتا ہے) لیکن ہم نے آپ کو نبوت اور قرآن دیا اور اس قرآن کو آپ کیلئے اولاً اور دوسروں کیلئے ثانیاً ایک نور بنایا جس سے آپ کو یہ عظیم علوم اور بلند مرتبہ احوال حاصل ہوئے اور جس کے ذریعہ سے ہم اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتے ہیں ہدایت دیتے ہیں۔ پس اس کے نورِ عظیم ہونے میں کوئی شبہ نہیں اب جو اندھا ہی ہو وہ اس نور کے نفع سے محروم بلکہ اس کا منکر ہے جیسے یہ معترضین۔ اور اسمیں کوئی شبہ نہیں کہ آپ اس قرآن اور وحی کے ذریعہ سے عام لوگوں کو ایک سیدھے راستہ کی ہدایت کررہے ہیں۔ جو اللہ کا راستہ ہے جس کیلئے وہ سب کچھ ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے، یہ راستہ اسی کا تجویز کیا ہوا ہے اور وہ اس پر چلنے والوں سے راضی ہے لہٰذا آپ اسی پر چلیں اور آگاہ رہو کہ تمام امور اللہ ہی کی طرف لوٹیں گے پھر وہ اپنے علم اور حمت کے مطابق جزا یا سزا دے گا۔

0313 6357 [illegible] maktabazakariyaislam@gmail.com

③ وحی کی اقسام:۔ اس آیت میں وحی کی تین اقسام کی طرف اشارہ ہے ① **وحیًا** یعنی کسی مضمون کو قلب (دل) میں ڈال دینا یہ جاگتے ہوئے بھی ہوسکتا ہے اور نیند یعنی خواب میں بھی۔ اس صورت میں عموماً الفاظ اللہ کی طرف سے نہیں ہوتے صرف ایک مضمون دل میں آتا ہے جس کو وہ اپنے الفاظ سے تعبیر کرتے ہیں ② **من وراء حجاب** یعنی جاگتے ہوئے کوئی کلام پسِ پردہ سننا جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوہِ طور پر اللہ کا کلام سنا مگر زیارت نہیں ہوئی ③ **یرسل رسولا فیوحی باذنہ** یعنی کسی فرشتہ جبرائیل علیہ السلام وغیرہ کو اپنا کلام دے کر بھیجا جائے وہ رسول کو پڑھ کر سنا دے اور یہی طریقہ عام رہا ہے۔ پورا قرآن مجید اسی طرح بواسطۂ جبریل علیہ السلام نازل ہوا ہے۔ مذکورہ تفسیر میں لفظِ وحی کو صرف القاء فی القلب کے معنی میں لیا گیا ہے مگر اکثر یہ لفظ تمام اقسام کلامِ ربانی کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ فرشتے کے ذریعے جو وحی آتی ہے اس کی بھی دو صورتیں ہیں کبھی فرشتہ اپنی اصلی شکل میں ہوتا ہے اور کبھی بشکلِ انسانی سامنے آتا ہے۔

④ روح کی مراد:۔ کلبی و مالک بن دینارؒ نے کہا کہ روح سے مراد کتاب یعنی قرآن مجید ہے۔ سدیؒ نے کہا: جس طرح روح سے بدن کی زندگی ہوتی ہے اسی طرح قرآن دلوں کو زندہ کرتا ہے، اسلئے قرآن کو روح فرمایا۔ ربیعؒ نے کہا: روح سے مراد جبرائیل علیہ السلام ہیں اور **اوحینا** بمعنی **ارسلنا** ہے یعنی ہم نے جبرئیل کو بھیجا۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: روح سے مراد نبوت ہے۔ حسنؒ نے کہا: رحمت مراد ہے۔ ان دونوں سے مراد بھی قرآن ہی ہے، نبوت اور رحمت کا نشان قرآن ہی ہے۔ (مظہری)

⑤ جملوں کی ترکیب:۔ **ما** نافیہ **کان** فعل ناقص **لبشر** جار مجرور ملکر کائن کے متعلق ہوکر **کان** کی خبر مقدم **اَنْ** ناصبہ مصدریہ **یکلم** فعل **ہٗ** ضمیر مفعول بہٖ **اللہ** فاعل، فعل فاعل ومفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر بتاویلِ مفرد **کان** کا اسم مؤخر **کان** اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

اِلَّا حرف مشبہ بالفعل **ہٗ** ضمیر اسکا اسم **علیٌّ** خبرِ اوّل **حکیمٌ** خبرِ ثانی، **اِنَّ** اپنے اسم اور دونوں خبروں سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

روحا مفعول بہٖ ہے **اَوْحَیْنَا** کا **مِنْ** حرف جار **امرنا** مضاف ومضاف الیہ ملکر مجرور، جار مجرور ملکر **اوحینا** کا متعلق ہوا۔

﴿الورقة الاولٰی: فی التفسیر﴾

﴿السوال الاول﴾ ۱۴۳۱ھ

الشق الاوّل ..... یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝۱ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ (حجرات: ۱و۲)

ترجمہ وتفسیر کریں، شانِ نزول تحریر کریں۔ حبطِ اعمال کا موجب تو کفر ہے مگر اس آیت میں آپ ﷺ کے سامنے **رفع صوت** اور **جھر بالقول** کو بھی حبطِ اعمال کا موجب قرار دیا گیا ہے وضاحت کریں۔ نیز **ولا تجھروا لہ** سے آخر تک آیت کی ترکیب لکھئے۔ **اتقوا** میں کیا تعلیل ہوئی ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال کا خلاصہ چھ امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) آیات کا شانِ نزول (۴) حبطِ اعمال کے موجب کی وضاحت (۵) **لاتجھروا لہٗ** سے آخر آیت تک ترکیب (۶) **اتقوا** کی تعلیل۔

0313 6357911 maktabazakariyamultan@gmail.com

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ اے ایمان والو! اللہ اور اسکے رسول کے سامنے پہل نہ کرو اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ سننے والا جاننے والا ہے، اے ایمان والو! نہ بلند کرو تم اپنی آوازوں کو نبی ﷺ کی آواز پر اور آپ ﷺ کے سامنے زور سے نہ بولو جیسے ایک دوسرے کے سامنے زور سے بولتے ہو کہیں تمہارے اعمال ضائع نہ ہوجائیں اور تمہیں خبر ہی نہ ہو۔

② آیات کی تفسیر:۔ ان آیات میں کچھ آدابِ نبوی ﷺ کا ذکر ہے کہ اے مسلمانو! اللہ اور اس کے رسول کے سامنے کسی بات میں بھی قولاً، فعلاً سبقت نہ کیا کرو، اللہ سے ڈرتے رہا کرو بے شک اللہ سب کچھ سنتا جانتا ہے اور اسی طرح اے مسلمانو! نبی ﷺ کی آواز سے اپنی آواز بلند نہ کرو اور حضور ﷺ کے سامنے زور سے نہ بولا کرو جیسا کہ تم ایک دوسرے کے سامنے زور سے بولتے ہو کہ کہیں سوءِ ادبی کی وجہ سے تمہارے اعمال ضائع نہ ہوجائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو یعنی مجلسِ رسول اللہ ﷺ کا احترام ملحوظ رکھتے ہوئے شور وغل نہ کیا کرو ورنہ تمہارے اعمال ضائع ہوجائیں گے۔

③ آیات کا شانِ نزول:۔ ایک مرتبہ قبیلہ بنوتمیم کے لوگ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، یہ بات زیرِ غور تھی کہ اس قبیلہ پر حاکم کس کو بنایا جائے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قعقاع ابن معبد رضی اللہ عنہ کے متعلق رائے دی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ کے متعلق رائے دی، اس معاملہ میں حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے مابین آپ ﷺ کی مجلس میں گفتگو بڑھی اور دونوں کی آوازیں بلند ہوگئیں اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔ (رواہ البخاری)

امام بغویؒ نے بروایت قتادہ رضی اللہ عنہ ذکر کیا ہے کہ قبیلہ بنوتمیم کے لوگ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے جن کا ذکر اوپر آیا ہے یہ دوپہر کے وقت مدینہ میں پہنچے جبکہ آپ ﷺ کسی حجرہ میں آرام فرما رہے تھے، یہ لوگ اعرابی آدابِ معاشرت سے ناواقف تھے۔ انہوں نے حجرہ کے باہر سے ہی پکارنا شروع کردیا کہ **اخرج الینا یا محمد** اس پر یہ آیات نازل ہوئیں جن میں اس طرح پکارنے کی ممانعت اور انتظار کرنے کا حکم دیا گیا۔

④ حبطِ اعمال کے موجب کی وضاحت:۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آواز کا بلند کرنا جو صورۃً بے باکی اور بے پرواہی ہے اور بلند آواز سے ایسے باتیں کرنا جیسے آپس میں ایک دوسرے سے بے تکلف باتیں کرتے ہیں ایک قسم کی گستاخی ہے۔ اپنے تابع اور خادم سے اس طرح کی گفتگو تکلیف دہ اور ایذاء رساں ہوتی ہے اور اللہ کے رسول کو ایذاء پہنچانا تمام اعمالِ خیر کو برباد کرنے والا ہے۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ اپنی تفسیر مظہری میں فرماتے ہیں جو شخص رسول اللہ ﷺ کو کسی طرح کی ایذاء پہنچائے آپ ﷺ کی ذات یا صفات میں کوئی عیب نکالے خواہ صراحۃً ہو یا کنایۃً وہ کافر ہوگیا اور آیت **ان الذین یؤذون اللہ و رسولہ الآیۃ** کی رُو سے اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت دنیا میں بھی ہوگی اور آخرت میں بھی۔ اور مذکورہ آیت کے پیشِ نظر یہ فعل موجبِ حبطِ اعمال ہوگا۔

⑤ **لاتجھروا لہٗ** سے آخر آیت تک ترکیب:۔ **لاتجھروا** فعل وفاعل **لام** حرف جر ہٗ ضمیر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق اوّل **با** جارہ **قول** مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ثانی **ہواکَ** حرف جار **جَھر** مصدر مضاف **بعض** مضاف الیہ مضاف **کم** ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر **جَھرَ** مصدر کا مضاف الیہ فاعل **لام** جارہ **بعض** مجرور جار مجرور ملکر متعلق ہوا مصدر کے، مصدر مضاف اپنے مضاف الیہ فاعل و متعلق سے ملکر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ثالث **ان تحبط** اصل میں **لِان لاتحبط** تھا **لام** جار **ان** ناصبہ مصدریہ **تحبط** فعل مضارع **اعمال** مضاف **کم** ضمیر ذوالحال **واؤ** حالیہ **انتم** مبتداء **لاتشعرون** فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر، مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر حال، ذوالحال حال مل کر **اعمال** کا مضاف الیہ، **اعمال** مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر **تحبط** کا فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر مصدر کی تاویل میں ہو کر مجرور، جار مجرور مل کر متعلق رابع **لاتجھروا** فعل اپنے فاعل اور تمام متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

⑥ **اتقوا** کی تعلیل:۔ **اِتَّقُوْا** اصل میں **اِوْتَقِیُوْا** تھا باب افتعال کا فا کلمہ واؤ واقع ہوا اس کو تاء سے بدلا اور تاء کا تاء میں ادغام کردیا۔ **اِتَّقِیُوْ** ہوگیا یاء کسرہ کے بعد واقع ہوئی اس کے بعد واؤ ہے ماقبل کی حرکت دور کر کے یاء کا ضمہ ماقبل کو دیا اب یاء ساکن ضمہ کے بعد واقع ہوئی یاء کو واؤ سے بدلا دو واؤ ساکن جمع ہوئے پہلے واؤ کو گرادیا **اِتَّقُوْا** ہوگیا۔

الشق الثانی ..... وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِیْنَةِ رَجُلٌ یَّسْعٰی قَالَ یٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۲۰﴾ اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا یَسْـَٔلُكُمْ اَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَمَا لِیَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِیْ فَطَرَنِیْ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۲﴾ ءَاَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً اِنْ یُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّیْ شَفَاعَتُهُمْ شَیْـًٔا وَّلَا یُنْقِذُوْنِ ﴿۲۳﴾ (پ۲۲و۲۳۔ یٰسٓ: ۲۰ تا ۲۳)

آیات کریمہ کا ترجمہ اور تفسیر لکھیں، **المدینہ** سے کون سا شہر مراد ہے؟ اقصائے مدینہ سے آنے والے اس شخص کا نام کیا تھا؟ **اتبعوا من لایسئلکم اجرا وھم مھتدون** کی ترکیب لکھیں اور بتائیں **اتبعوا** اور **مھتدون** کس باب سے ہیں؟

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں چھ امور مطلوب ہیں ① آیات کا ترجمہ ② آیات کی تفسیر ③ **المدینہ** کی مراد ④ اقصائے مدینہ سے آنے والے شخص کا نام ⑤ **اتبعوا من لایسئلکم اجرا وھم مھتدون** کی ترکیب ⑥ **اتبعوا** اور **مھتدون** کے ابواب کی نشاندہی۔

0313 6357913 maktabahkariyamultan@gmail.com

جواب ..... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ اور آیا شہر کے دوسرے کنارے سے ایک آدمی دوڑتا ہوا کہنے لگا اے میری قوم! پیروی کرو تم رسولوں کی پیروی کرو ان کی جو نہیں مانگتے تم سے کوئی اجر اور وہ خود ہدایت یافتہ ہیں اور کیا (عذر) ہے میرے لئے کہ میں عبادت نہ کروں اس کی جس نے پیدا کیا مجھ کو اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔ کیا میں بنالوں اس کے سوا اوروں کو معبود کہ اگر ارادہ کرے رحمٰن مجھے تکلیف دینے کا تو کام نہ آئے میرے ان کی سفارش کچھ بھی اور نہ وہ مجھے چھڑا سکیں۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ اہلِ انطاکیہ نے جب رسولوں کی تکذیب کی تو ایک شخص جو مسلمان تھا اس شہر کے کسی دور مقام سے جو وہاں سے بہت دور تھا، اپنی قوم کی خیر خواہی کیلئے کہ ان رسولوں کا وجود قوم کی فلاح ہے یا رسولوں کی خیر خواہی کے لئے کہ کہیں یہ لوگ ان کو قتل نہ کردیں دوڑتا ہوا آیا اور ان لوگوں سے کہنے لگا اے میری قوم! ان رسولوں کی راہ پر ضرور چلو ایسے لوگوں کی راہ پر چلو جو تم سے کوئی معاوضہ نہیں مانگتے اور وہ خود راہِ راست پر بھی ہیں یعنی خود غرضی جو مانعِ اتباع ہے وہ موجود نہیں ہے اور راہِ راست پر ہونا جو مقتضیِ اتباع ہے وہ ان میں موجود ہے پس کیوں ان کی اتباع نہ کی جائے اور میرے پاس کونسا عذر ہے کہ میں اس معبود کی عبادت نہ کروں جس نے مجھ کو پیدا کیا جو کہ منجملہ دلائلِ استحقاقِ عبادت کے ہے اور اپنے آپ سے بات اسلئے شروع کی تا کہ مخاطب کو اشتعال نہ ہو جو کہ مانعِ تدبّر ہو جاتا ہے اور اصل مطلب یہی ہے کہ تم کو ایک اللہ کی عبادت کرنے میں کونسا عذر ہے تم سب کو اسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے، اسلئے دانشمندی کا تقاضا یہ ہے کہ اسکے رسولوں کی اتباع کرو۔ یہاں تک تو معبودِ حق کے استحقاقِ عبادت کا بیان تھا آگے معبودانِ باطلہ کے عدمِ استحقاقِ عبادت کا مضمون ہے یعنی کیا میں خدا کو چھوڑ کر ایسے ایسے معبود قرار دے لوں جن کی بے بسی کی یہ کیفیت ہے کہ اگر خدائے رحمٰن مجھ کو کچھ تکلیف پہنچانا چاہے تو نہ ان معبودوں کی سفارش میرے کچھ کام آئے اور نہ وہ مجھ کو خود اپنی قدرت وزور کے ذریعہ اس تکلیف سے چھڑا سکیں یعنی نہ وہ خود قادر ہیں اور نہ قادر تک واسطۂ سفارش بن سکتے ہیں۔

❸ المدینہ کی مراد:۔ اس سے مراد انطاکیہ شہر ہے۔

❹ اقصائے مدینہ سے آنے والے شخص کا نام:۔ آنے والے شخص کا نام حبیب نجار تھا۔

❺ اتبعوا من لایسئلکم اجراوھم مھتدون کی ترکیب:۔ اتبعوا فعل ضمیر فاعل من موصولہ لایسئل فعل اس کے اندر ضمیر ذوالحال کم مفعول بہ اوّل اجرا مفعول بہ ثانی واؤ حالیہ ھم مبتداء مھتدون خبر، مبتداء خبر مل کر جملہ اسمیہ ہو کر حال، ذوالحال حال ملکر فاعل، لایسئل فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر صلہ، موصول صلہ ملکر مفعول بہ اتبعوا کا، اتبعوا فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

❻ اتبعوا اور مھتدون کے ابواب کی نشاندہی:۔ یہ دونوں باب افتعال سے ہیں۔ اتبعوا امر کا صیغہ ہے اور مھتدون اسم فاعل کا صیغہ ہے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۱ھ

الشق الاوّل ..... وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝ وَقِيْلِهٖ يٰرَبِّ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝ فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلٰمٌ ؕ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝ (پ۲۵۔ زخرف: ۸۷ تا ۸۹) آیات کریمہ کا ترجمہ کیجئے، وقیلہ یٰرب ان ھؤلاء قوم لایؤمنون کی نحوی ترکیب کیجئے، لیقولن کونسا صیغہ ہے اور لفظ اللہ اس کے بعد ترکیب میں کیا واقع ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) وقیلہ الخ کی ترکیب (۳) لیقولن صیغہ کی وضاحت (۴) لفظ اللہ کی ترکیبی حیثیت۔

جواب ..... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ اور البتہ اگر آپ ان سے سوال کریں کہ کس نے پیدا کیا ان کو البتہ ضرور بالضرور کہیں گے کہ اللہ نے، پھر کہاں پھرے جاتے ہیں وہ اور رسولوں کا یا رب کہہ کر پکارنے کی قسم کہ یہ قوم ایمان نہیں لائے گی۔ پس درگذر کیجئے آپ ان سے اور سلام کہہ دیجئے پس عنقریب وہ جان لیں گے۔

❷ **وقیلہ الخ** کی ترکیب:۔ **واؤ** قسمیہ **قیل** مصدر مضاف **یا** حرف نداء قائمقام فعل **ادعو** کے، **ادعو** فعل اس میں **انا** ضمیر اس کا فاعل **رَبِّ** منادیٰ (رَبِّ اصل میں **ربی** تھا ی کو تخفیف کی وجہ سے گرادیا تو رَبِّ ہوگیا) **اِنَّ** حرف مشبہ بالفعل **ھؤلاء** اس کا اسم **قوم** موصوف **لا یومنون** فعل ضمیر اس کا فاعل، فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر **قوم** کی صفت موصوف صف ملکر **اِنَّ** کی خبر **اِنَّ** اپنے اسم اور خبر سے ملکر نداء **ادعو** فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ (منادیٰ) اور نداء سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر قیل کا مفعول بہ قیل مصدر اپنے لفظاً مضاف الیہ معناً فاعل اور مفعول بہ سے ملکر شبہ جملہ ہوکر مجرور ہوا، جار مجرور ملکر متعلق ہوا **اُقسم** فعل محذوف کے **اقسم** فعل اس میں **اَنا** ضمیر اس کا فاعل فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

❸ **لیقولن** صیغہ کی وضاحت:۔ صیغہ جمع مذکر غائب بحث مضارع معلوم مؤکد بلام تاکید ونون ثقیلہ از مصدر **القول** (نصر) بمعنی کہنا۔

❹ لفظ اللہ کی ترکیبی حیثیت:۔ لفظ اللہ فعل محذوف خلق کا فاعل ہے **ای خلقھم اللہ**۔

الشق الثانی ..... مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ ۚ وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ الّٰٓـِٔيْ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ ۝ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآىِٕهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَاۗءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ ۭ (پ۲۱۔احزاب:۴و۵)

آیات کا ترجمہ اور تفسیر لکھیں، **ادعیاء**، **ابناء** اور **افواہ** کا مفرد تحریر کریں، **ذلکم قولکم بافواھکم** پورے جملے کی نحوی ترکیب لکھیں۔ ان آیات میں جو رسومات باطلہ ذکر ہوئی ہیں ان کی وضاحت کریں، مخطوط الفاظ کے ابواب اور معانی بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چھ امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) **ادعیاء**، **ابناء**، **افواہ** کا مفرد (۴) **ذلکم قولکم بافواھکم** کی نحوی ترکیب (۵) رسوماتِ باطلہ کی وضاحت (۶) الفاظِ مخطوطہ کے ابواب ومعانی۔

جواب ..... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ اللہ نے کسی شخص کے سینہ میں دو دل نہیں بنائے اور تمہاری ان بیویوں کو جن سے تم ظہار کر لیتے ہو تمہاری ماں نہیں بنایا اور جو تمہارے منہ بولے بیٹے ہیں ان کو تمہارا بیٹا نہیں بنایا، یہ تمہارے منہ سے کہنے کی بات ہے اور اللہ حق بات فرماتا ہے اور وہی راستہ دکھاتا ہے، پکارو تم ان کو ان کے باپوں کے نام سے، یہ اللہ کے نزدیک انصاف کی بات ہے، پس اگر تم ان کے والدین کو نہ جانتے ہو تو وہ دین میں تمہارے بھائی ہیں اور تمہارے دوست ہیں۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے اور آپ نے انہیں متبنیٰ بنالیا تھا، جب انہوں نے اپنی بیوی حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کو ناموافقت کی وجہ سے طلاق دی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کرلیا اس پر منافقین کہنے لگے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کرلیا جو زمانہ جاہلیت میں ممنوع تھا نیز قریش میں ایک بڑا یادداشت والا شخص ابو معمر نامی تھا لوگ اسے دو دل والا کہتے تھے اس کے علاوہ جاہلیت میں ایک رسم یہ بھی تھی کہ جس عورت سے ظہار کرلیا کرتے تھے تو وہ ان کے نزدیک حقیقی ماں بن جاتی اور خاوند سے ہمیشہ جدا ہوجاتی ان تینوں باتوں کی تردید میں یہ آیت نازل ہوئی کہ نہ تو اللہ نے کسی میں دو دل بنائے اور نہ ہی ظہار سے عورتیں حقیقی مائیں بنتی ہیں اور نہ تمہارے منہ بولے بیٹے حقیقی بیٹے بنتے ہیں یہ تو تمہارے منہ کی بات ہے اسے حقیقت سے کچھ واسطہ نہیں اور حق بات وہی ہے جو اللہ فرماتا ہے اور وہی راہِ راست دکھلاتا ہے۔

❸ **ادعیاء، ابناء، افواہ** کا مفرد:۔ **ادعیاء** کا مفرد **دَعِیٌّ**، **ابناء** کا مفرد **ابن**، **افواہ** کا مفرد **فوہ** ہے۔

❹ **ذلکم قولکم بافواھکم** کی نحوی ترکیب:۔ **ذلکم** اسم اشارہ مبتداء **قول** مصدر مضاف **کُمْ** ضمیر مضاف الیہ **با** جار **افواھکم** مضاف ومضاف الیہ ملکر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا مصدر کے، مصدر مضاف اپنے مضاف الیہ فاعل ومتعلق سے ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

❺ رسوماتِ باطلہ کی وضاحت:۔ آیات مذکورہ میں کفار کی تین رسموں اور باطل خیالات کی تردید ہے ① جاہلیت کے زمانے میں عرب لوگ ایسے شخص کو جو زیادہ ذہین ہو یہ کہا کرتے تھے کہ اس کے سینے میں دو دل ہیں ② ان میں اپنی ازواج کے متعلق ایک رسم

03116357913 maktabazzakariyamultan@gmail.com

تھی کہ جس شخص نے اپنی بیوی کو اپنی ماں کی پیٹھ یا کسی عضو سے تشبیہ دی اور کہہ دیا کہ تو میرے لئے ایسی ہے جیسے میری ماں کی پیٹھ اس کو ظہار کہا جاتا ہے اور ان کا خیال یہ تھا کہ جس شخص نے اپنی بیوی سے ظہار کرلیا وہ ہمیشہ کیلئے اس پر حرام ہوگئی ③ ایک رسم ان میں یہ تھی کہ ایک آدمی کسی دوسرے کے بیٹے کو متبنی بنالیتا تھا اور جو اس طرح بیٹا بناتا یہ لڑکا اسی کا بیٹا مشہور ہوجاتا اور اسی کا بیٹا کہہ کر پکارا جاتا تھا اور ان کے نزدیک یہ منہ بولا بیٹا تمام احکام میں اصلی بیٹے کی طرح سمجھا جاتا تھا مثلاً میراث میں بھی اس کی اولاد کے ساتھ مثل حقیقی اولاد کے شریک ہوتا تھا اور نسبی رشتوں سے جن عورتوں کے ساتھ نکاح حرام ہوتا ہے یہ منہ بولے بیٹے کے رشتے کو بھی ایسا ہی قرار دیتے مثلاً اپنے حقیقی بیٹے کی بیوی سے اس کے طلاق دینے کے بعد بھی نکاح حرام رہتا ہے یہ منہ بولے بیٹے کی بیوی کو بھی طلاق کے بعد اس شخص کے لئے حرام سمجھتے تھے، پس ان آیات میں ان سب رسومات کی نفی کی گئی ہے۔

⑥ الفاظِ مخطوطہ کے ابواب ومعانی:۔ "**جعل**" یہ باب فتح یفتح سے ماضی ہے بمعنی بنانا وکرنا۔

تظھرون: یہ باب تفاعل سے مضارع ہے بمعنی ظہار کرنا وپشت سے تشبیہ دینا۔ **تعلموا:** یہ باب سمع یسمع سے مضارع ہے بمعنی جاننا۔

ادعوھم: یہ باب نصر ینصر سے امر ہے بمعنی بلانا وپکارنا۔ **یقول:** یہ باب نصر ینصر سے مضارع ہے بمعنی کہنا۔

یھدی: یہ باب ضرب یضرب سے مضارع ہے بمعنی راہنمائی کرنا، راہ دکھانا وبتلانا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۱ھ

الشق الاوّل ..... وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗٓ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ ۭ وَاِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ ۚ وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ﴿۲۸﴾ آیات کا ترجمہ وتفسیر لکھیں، **رجل مؤمن** کا نام لکھیں، **بینات** کا مصداق لکھیں۔ خط کشیدہ دونوں جملوں کی نحوی ترکیب لکھیں اور **یکتم** اور **یعدکم** کی ضمیر مرفوع کا مرجع متعین کریں۔ (پ۲۴۔مؤمن:۲۸)

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں چھ امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) **رجل مومن** کا نام (۴) **بینات** کا مصداق (۵) خط کشیدہ جملوں کی ترکیب (۶) **یکتم** اور **یعدکم** کی ضمیر مرفوع کا مرجع۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ آلِ فرعون میں سے ایک مومن آدمی نے کہا جو اپنے ایمان کو چھپاتا تھا کیا تم ایسے آدمی کو قتل کرتے ہو جس کا قصور صرف یہ ہے کہ وہ یوں کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے حالانکہ وہ تمہارے پاس واضح دلائل لایا ہے تمہارے رب کی طرف سے اور اگر وہ بالفرض جھوٹا ہے تو اس کے جھوٹ کا وبال اسی پر ہے اور اگر وہ سچا ہے تو بعض اس چیز کا جس کا وہ تم سے وعدہ کرتا ہے ضرور تم کو پہنچ کر رہے گا۔ بیشک اللہ تعالیٰ اس کو جو حد سے بڑھنے والا جھوٹا ہے ہدایت نہیں دیتا۔

② آیات کی تفسیر:۔ فرعون کے خاندان میں سے ایک ایماندار مرد نے (جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آیا تھا مگر فرعون کے ڈر سے اس کو مخفی رکھتا تھا) کہا کہ تم ایک شخص کو اس جرم پر قتل کرنا چاہتے ہو کہ وہ اللہ کو اپنا رب کہتا ہے اور حقیقت حال یہ ہے کہ وہ تمہارے پاس اپنی صداقت پر معجزات ونشانیاں لیکر آیا ہے، مطلب یہ کہ یہ کوئی ایسا جرم نہیں ہے جس پر قتل کیا جائے، پس اگر وہ جھوٹا ہے تو اسکا وبال اسی پر ہے اور اگر وہ سچا ہے تو پھر تمہیں اسکی بات نہ ماننے کی وجہ سے عذاب چکھنا پڑے گا وہ شخص دل میں موسیٰ علیہ السلام کو سچا جانتا تھا مگر انکے سمجھانے کیلئے اس طریق پر مصلحت آمیز کلام کرتا تھا کہ جو انکے دل میں اثر کرے بشرطیکہ کچھ عقل سلیم بھی ہو۔

③ **رجل مومن** کا نام:۔ اس مومن آلِ فرعون کا نام بعض نے حبیب بتلایا ہے مگر صحیح یہ ہے کہ حبیب اس شخص کا نام ہے جس کا قصہ سورۂ یٰسین میں گزرا، اسکا نام شمعان ہے اور بعض نے اسکا نام حزقیل بتلایا ہے، ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہی قول نقل کیا ہے۔

④ **بینات** کا مصداق:۔ اس کا مصداق معجزات ہیں جو انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ بطور دلیلِ نبوت عطا فرماتے ہیں اور موسیٰ علیہ السلام کے معجزات میں سے ید بیضاء وعصاء مشہور ہیں۔

⑤ خط کشیدہ جملوں کی ترکیب:۔ "**یکتم ایمانہ**" **یکتم** فعل اس میں **ھو** ضمیر راجع بسوئے **رجل مومن** اس کا فاعل، **ایمان**

0313 6359913 maktabatakariyasultan@gmail.com

مضاف ہٗ ضمیر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مفعول بہٖ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہٖ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

"یصبکم بعض الذی یعدکم" یصیب فعل کم ضمیر مفعول بہٖ بعض مضاف الذی اسم موصول یعد فعل اسمیں ھو ضمیر فاعل کم ضمیر مفعول بہٖ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہٖ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ ہوا، اسم موصول اپنے صلہ سے ملکر مضاف الیہ ہوا بعض مضاف کا، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر فاعل ہوا یصیب فعل کا، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہٖ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

❻ یکتم اور یعدکم کی ضمیر مرفوع کا مرجع:۔ یکتم کی ضمیر کا مرجع رجل مومن ہے اور یعدکم کی ضمیر کا مرجع حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں۔

الشق الثانی ..... یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْهُمْ وَ لَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُنَّ خَیْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَ لَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ لَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ؕ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ ۚ وَ مَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ (پ۲۶۔حجرات:۱۱)

آیات کا ترجمہ اور تفسیر لکھیں، خط کشیدہ کلمات کی لغوی تشریح کریں، **بئس الاسم الفسوق بعد الایمان** کی نحوی ترکیب لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق (۴) **بئس الاسم الخ** کی ترکیب۔

جواب ..... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ اے ایمان والو! نہ مذاق کرے ایک قوم دوسری قوم سے، عجب نہیں کہ وہ بہتر ہوں ان سے اور نہ مذاق کرے کوئی عورت کسی عورت سے عجب نہیں کہ وہ بہتر ہوں ان سے، اور نہ طعنے دو ایک دوسرے کو اور نہ نام دھرو ایک دوسرے کے، ایمان لانے کے بعد بہت برا نام ہے بدتہذیبی کا اور جو باز نہ آئیں وہی ظالم ہیں۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے چند آداب بیان فرمائے ہیں منجملہ ان آداب میں سے ایک ادب یہ ہے کہ کوئی قوم کسی قوم سے تمسخر نہ کرے گو لفظ قوم کا ہے مگر مراد اس سے افراد ہیں اور مجموعی حالت بھی مراد ہے اسی طرح قوم کا لفظ بظاہر مردوں کو شامل تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو بھی مخاطب فرمایا **ولا نساء من نساء الخ** اور نہ کوئی عورت دوسری عورت سے تمسخر کرے، کیا معلوم کہ وہی اس سے خدا کے نزدیک بہتر ہو تو کیا یہ دوسری عورت سے مذاق اور تمسخر کرکے حیثیتِ الٰہی پر ہنستی ہے؟

اسی طرح ان آداب میں سے ایک ادب یہ بھی ہے کہ کوئی کسی کو طعنہ نہ دے کیونکہ طعنہ زنی دل کو دکھانے والی چیز ہے جس سے محبت و اتفاق میں فرق آجاتا ہے اسی طرح ایک ادب یہ ہے کہ کسی چڑانے والے نام سے نہ پکارو جیسا کہ اگر کوئی یہودی مسلمان ہوجائے اس کو کہنا اے یہودی وغیرہ ذالک، پھر اسی کو مؤکد کرنے کیلئے کہا کہ **بئس الاسم الخ** کہ ایمان لانے کے بعد فسق اور برائی کے ناموں سے پکارنا، یاد کرنا بہت بری بات ہے اور جو کوئی ایسے ناموں کے لینے سے باز نہ آئے تو وہی ظالم یعنی برا، گنہگار اور دل دکھانے والا ہے۔

❸ خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق:۔ "لایسخر" یہ باب سمع سے نہی غائب کا صیغہ ہے بمعنی مذاق نہ کرے کوئی۔

"لاتلمزوا" یہ باب ضرب سے نہی کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہے بمعنی نہ طعنہ زنی کرو تم۔

"لاتنابزوا" یہ باب مفاعلہ سے نہی حاضر کا صیغہ جمع مذکر ہے بمعنی ایک دوسرے پر کسی چیز کا پھینکنا یہاں پر ایک دوسرے کو برے القاب سے پکارنا مراد ہے۔ "القاب" یہ جمع ہے لقب کی جس کا معنی تخلص ہے۔

"لم یتب" باب نصر سے نفی جحد بلم کا واحد مذکر غائب کا صیغہ ہے معنی ہے جس نے توبہ نہ کی۔

❹ **بئس الاسم الخ** کی ترکیب:۔ بئس فعل ذم الاسم بمعنی الذکر مصدر موصوف الفسوق صفت بَعْد مضاف الایمان مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ، مصدر موصوف اپنی صفت اور مفعول فیہ سے ملکر بئس کا فاعل، بئس فعل ذم اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿الورقة الاولیٰ: فی التفسیر﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۲ھ

الشق الاوّل..... قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ مِنْكُمْ وَالْقَآئِلِيْنَ لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَيْنَا ۚ وَلَا يَاْتُوْنَ الْبَاْسَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۸﴾ اَشِحَّةً عَلَيْكُمْ ۚ فَاِذَا جَآءَ الْخَوْفُ رَاَيْتَهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ تَدُوْرُ اَعْيُنُهُمْ كَالَّذِيْ يُغْشٰى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۚ فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَمْ يُؤْمِنُوْا فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۱۹﴾ يَحْسَبُوْنَ الْاَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوْا ۚ وَاِنْ يَّاْتِ الْاَحْزَابُ يَوَدُّوْا لَوْ اَنَّهُمْ بَادُوْنَ فِي الْاَعْرَابِ يَسْاَلُوْنَ عَنْ اَنْۢبَاۗىِٕكُمْ ۭ وَلَوْ كَانُوْا فِيْكُمْ مَّا قٰتَلُوْٓا اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۲۰﴾ (پ۲۱۔احزاب:۱۸تا۲۰)

آیات کا ترجمہ اور تفسیر لکھیں، خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق لکھیں؟ **تدور اعینھم** کی ترکیبی حیثیت واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق (۴) **تدور اعینھم** کی ترکیب۔

جواب..... (۱) آیات کا ترجمہ:۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ تم میں سے رونے والوں کو جانتا ہے اور ان لوگوں کو بھی جانتا ہے جو اپنے بھائیوں کو کہنے والے ہیں کہ ہماری طرف آجاؤ اور وہ تھوڑی دیر لڑائی میں شامل ہوتے ہیں اور بس اور یہ بھی اس وجہ سے کہ تم پر بخل کرتے ہیں پس جب خوف آتا ہے تو آپ دیکھتے ہیں ان کو کہ تکتے ہیں آپ کی طرف گھومتی ہیں ان کی آنکھیں جیسے کسی شخص پر غشی طاری ہو موت سے پس جب خوف چلا جاتا ہے تو وہ طعنہ زنی کرتے ہیں تم پر تیز زبانوں کے ساتھ مال پر بخل کرتے ہوئے یہی وہ لوگ ہیں جو ایمان نہیں لاتے، پس اللہ نے ان کے اعمال ضائع کر دیئے اور یہ بات اللہ پر آسان ہے۔ وہ گمان کرتے ہیں لشکروں کے متعلق کہ وہ نہیں گئے، اور اگر وہ لشکر آجائیں تو پھر یہ لوگ پسند کریں کہ کاش یہ دیہاتوں میں جا کر رہیں (اور لوگوں سے) تمہاری خبروں کے متعلق سوال کرتے ہیں اور اگر (اتفاقاً) کچھ تم میں ہی رہ جائیں تب بھی معمولی مقدار میں لڑائی کریں۔

(۲) آیات کی تفسیر:۔ ان آیات میں غزوۂ احزاب کا کچھ ذکر ہے کہ منافقین جو یہود کے کہنے سے انصار کو نصرتِ رسول سے روکتے تھے یہ کہہ کر کہ تم ہماری طرف چلے آؤ اور رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ دو اور وہ خود بھی محض ریاء کے طور پر تھوڑی دیر کے لئے جنگ میں شریک ہوتے تھے، اللہ ان کو خوب جانتا ہے اور فرمایا کہ یہ منافقین تمہارے ساتھ محض اس بخل کی وجہ سے کہ تم کو فتح اور غنیمت حاصل نہ ہو جنگ میں شریک نہ ہوتے تھے اور اگر دشمن کی طرف سے کوئی خوف وخطرہ پیش آجائے تو وہ آپ کی طرف اس طرح تک رہے ہیں اور اپنی آنکھوں کو اس طرح گھما کر دیکھ رہے ہیں جیسے کوئی نزع کی حالت میں ہو اور جب خوف ہٹ جائے اور اسلام اور مسلمانوں کو فتح ہو جائے تو وہ مالِ غنیمت میں شرکت کی لالچ سے بڑی تیز زبانوں کے ساتھ چلا چلا کر باتیں کرتے ہیں کہ ہمارا حصہ بھی دو ہم بھی تمہارے ساتھ دشمن سے لڑتے تھے یہی لوگ منافق ہیں جو دل سے ایمان نہیں لائے اور اللہ تعالیٰ نے انکے تمام ریاء کارانہ اعمال ضائع کر دیئے ہیں اور یہ اللہ پر آسان ہے۔ کوئی اس سے مزاحمت نہیں کر سکتا۔ اُسکے بعد فرمایا کہ اِن منافقین کی بزدلی کا یہ حال ہے کہ احزاب کے چلے جانے کے باوجود بھی اِنکا خیال یہ ہے کہ وہ واپس نہیں گئے اور اگر واقعتاً وہ لشکر واپس ان پر لوٹ آئیں تو پھر اِن کی کوشش یہ ہو وہ اس لڑائی کو دیکھیں بھی نہ، بلکہ دور دیہاتوں میں جا کر محض جنگ کی خبریں سن کر اکتفاء کریں اور اتفاقاً یہ لوگ دیہاتوں میں نہ جا سکیں تو پھر بھی غیرت وحمیت سے نہ لڑیں بلکہ محض ریاء کاری ونام کیلئے معمولی طور پر جنگ میں شرکت کریں۔

(۳) خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق:۔ "**هَلُمَّ**" یہ اسماءِ افعال بمعنی امر میں سے ہے اس کا معنی ہے آؤ۔

"**اَلْمُعَوِّقِيْنَ**" صیغہ جمع مذکر بحث اسم فاعل از مصدر **تعویق** (تفعیل) بمعنی روکنا، باز رکھنا۔

"**سَلَقُوْكُمْ**" صیغہ جمع مذکر غائب فعل ماضی معروف از مصدر **السَلْق** (نصر) بمعنی طعنہ دینا۔

"**اَلْحِدَادُ**" یہ حدید کی جمع ہے بمعنی تیز۔ مصدر **حَدًّا و حِدَادًا** (ضرب) بمعنی تیز ہونا، باریک دھار ہونا۔

0315 6357913 maftahazakariyamultan@gmail.com

"اَشِحَّةً" یہ شحیح کی جمع ہے بمعنی بخیل وحریص، اَلشُّحُّ مصدر (نصر، ضرب، سمع) بمعنی بخل کرنا۔

❹ تدورا عینھم کی ترکیب:۔ یہ جملہ ینظرون کی ضمیر فاعل سے حال ہے۔

الشق الثانی ..... یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا ؕ وَ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِیْهًا ﴿۶۹﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا ﴿۷۰﴾ یُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَ مَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا ﴿۷۱﴾ (پ۲۲۔احزاب:۶۹ تا ۷۱) آیات کا ترجمہ وتفسیر لکھیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جس واقعے کی طرف اشارہ ہے اسے بیان کریں، یصلح لکم کے مجزوم ہونے کی وجہ لکھیں۔ تقویٰ کا لغوی وشرعی معنی اور "قول سدید" کی تخصیص کی وجہ کیا ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾ .....اس سوال میں چھ امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ (۴) یصلح لکم کے مجزوم ہونے کی وجہ (۵) تقویٰ کا معنیٰ (۶) قول سدید کی تخصیص کی وجہ۔

جواب ..... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ اے ایمان والو! حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تکلیف دینے والے لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ پس لوگوں نے جس کو عیب خیال کیا تھا اللہ نے ان کو اس سے بری کر دیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ کے ہاں بڑی عزت والے تھے، اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سیدھی بات کہو اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو درست کر دیں گے اور تمہاری مغفرت کر دیں گے اور جو آدمی اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتا ہے وہ بہت بڑی کامیابی کو پہنچتا ہے۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ اے مسلمانو! تم ان منافقین (قارون اور اسکے ہمراہیوں) کی سی چال نہ چلو جنہوں نے ایک عورت کو لالچ دیکر حضرت موسیٰ علیہ السلام پر زنا کی تہمت لگا کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اذیت پہنچائی تھی اور اللہ نے انکو اس تہمت سے بری کیا تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ کے نزدیک اولوالعزم پیغمبروں میں سے تھے۔ مسلمانو! اللہ سے ڈر کر ہمیشہ سچ کہا کرو کہ اس سچ بولنے کی برکت سے اللہ تمہارے اعمال کو صحیح کر دے گا اور تمہارے گناہوں کو معاف کر دے گا اور اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے والے کو بڑی بھاری کامیابی نصیب ہوگی۔

❸ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ:۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بہت زیادہ شرمیلے تھے جب غسل کرتے تو پردہ کر کے غسل کرتے جبکہ ان کی قوم میں پردہ کر کے نہانے کا رواج نہیں تھا تو اس پر بنی اسرائیل کے بعض لوگوں نے یہ کہنا شروع کیا کہ موسیٰ علیہ السلام کے جسم پر کوئی عیب ہے جس کو وہ ہم سے چھپاتا ہے جب موسیٰ علیہ السلام نے یہ بات سنی تو ان کو بہت زیادہ رنج ہوا۔ ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پتھر پر کپڑے رکھ کر نہا رہے تھے کہ پتھر کپڑے لیکر بھاگ گیا اور جہاں بنی اسرائیل کا مجمع تھا وہاں لیکر آ گیا، موسیٰ علیہ السلام پتھر کے پیچھے بھاگ رہے تھے جب قوم کی نظر موسیٰ علیہ السلام کے جسم پر پڑی تو انہیں یقین ہو گیا ان کے جسم پر کوئی عیب نہیں ہے اسی کو اللہ نے فرمایا **فبرأہ اللہ مما قالوا الخ**۔

❹ یصلح لکم کے مجزوم ہونے کی وجہ:۔ یہ امر کا جواب ہونے کی وجہ سے مجزوم ہے جو کہ **قولوا** ہے، مطلب یہ ہے کہ جب تم درست بات کہو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری اصلاح کرے گا۔

❺ تقویٰ کا معنی:۔ تقویٰ کا لغوی معنیٰ بچنا، اجتناب کرنا وڈرنا ہے۔ تقویٰ کا شرعی مفہوم یہ ہے کہ ہر ایسی چیز سے بچنا جو آخرت میں ضرر اور تکلیف کا باعث ہو خواہ اُس کا تعلق کفر وشرک سے ہو یا گناہ ومعصیت سے ہو یا مشتبہ اُمور سے ہو۔ (مظہری)

بالفاظِ دیگر اپنے ظاہر وباطن کو گناہوں سے بچانا تقوی ہے۔

❻ قول سدید کی تخصیص کی وجہ:۔ اگرچہ قولِ سدید بھی تقویٰ کا ہی ایک جزو ہے مگر یہ ایسا جزو ہے کہ اگر اس پر عمل کر لیا جائے تو تقویٰ کے باقی اجزاء خود بخود حاصل ہو جائیں گے۔ جیسا کہ خود اگلی آیات سے معلوم ہو رہا ہے۔ باقی سدید کا لفظ خاص کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ لفظ صدق واستقامت وغیرہ تمام اوصاف کو جامع ہے کیونکہ سدید وہ قول ہے جو سچا ہو، اس میں جھوٹ کا شبہ نہ ہو، صواب ہو، اس میں خطاء کا شبہ نہ ہو۔ ٹھیک بات ہو، مذاق ودل لگی نہ ہو، نرم کلام ہو، دلخراش نہ ہو۔ (معارف القرآن)

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۲ھ

الشق الاوّل ..... اُولٰٓئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ ﴿۴۱﴾ فَوَاكِهُ ۚ وَ هُمْ مُّكْرَمُوْنَ ﴿۴۲﴾ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ ﴿۴۳﴾ عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ ﴿۴۴﴾

يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍۭ ﴿۴۵﴾ بَيْضَآءَ لَذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ﴿۴۶﴾ لَا فِيْهَا غَوْلٌ وَّلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ عِيْنٌ ﴿۴۸﴾ كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ ﴿۴۹﴾ (پ۲۳۔صٰفّٰت:۴۱تا۴۹)

آیات کا ترجمہ اور تفسیر لکھیں، خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق کریں، **فواکہ ومتقابلین** ترکیب میں کیا واقع ہیں؟ وضاحت کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) خط کشیدہ کلمات کی تحقیق (۴) **فواکہ** اور **متقابلین** کی ترکیبی حیثیت۔

جواب ..... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ یہی لوگ ہیں جن کے لئے روزی معلوم ہے یعنی میوے اور انہی کو نعمتوں کے باغات میں عزت دی جائے گی، تختوں پر ایک دوسرے کے سامنے ہوں گے ان میں صاف شراب کا دور چلے گا جو سفید ولذیذ ہوگی پینے والوں کے لئے، نہ اس میں دردِ سر ہوگا اور نہ اس سے مخمور (نشہ والا) ہوں گے، ان کے پاس نیچی نگاہ رکھنے والی بڑی آنکھوں والی عورتیں ہوں گی گویا کہ وہ پردوں میں چھپے ہوئے انڈے ہیں۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے جنت میں ملنے والے انعامات کو ذکر فرمایا کہ جو اللہ کے برگزیدہ بندے ہیں ان کے لئے عمدہ رزق اور بہت سی انواع واقسام کے جنتی میوے ہوں گے اور بلند تختوں پر بیٹھ کر ایک دوسرے کا نظارہ کریں گے اور ان پر شراب طہور اور معین کا دور چلے گا لیکن وہ شراب دنیا کی شراب کی طرح نہیں ہوگی بلکہ عمدہ، صاف وپاکیزہ ہوگی جس کو پی کر انسان مخبوط الحواس نہیں ہوں گے اور ان کے لئے شرم وحیاء کی پیکر بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں ہوں گی جو اپنے شوہروں کے سوا کسی کی طرف نظریں اُٹھا کر نہیں دیکھیں گی اور صفائی اور خوبصورتی میں گویا گرد وغبار سے محفوظ انڈے ہیں۔

❸ خط کشیدہ کلمات کی تحقیق:۔ "**فَوَاكِهَ**" **فاکهة** کی جمع ہے بمعنی ہمہ قسم کا پھل جس کو کھا کر لذت حاصل کی جائے۔

"**مُكْرَمُوْنَ**" صیغہ جمع مذکر بحث اسم مفعول از مصدر **اکرام** (افعال) بمعنی عزت واکرام کرنا۔

"**سُرُرٍ**" **سریر** کی جمع ہے بمعنی تختِ عمومی وتختِ شاہی۔ "**غَوْلٌ**" اسم ہے بمعنی دردِ سر اور **غول** مصدر (نصر) بمعنی ہلاک کرنا۔

"**يُنْزَفُوْنَ**" صیغہ جمع مذکر غائب مضارع مجہول از مصدر **نَزْف** (سمع) بمعنی بدمست ہونا اور بے عقل ہونا۔

❹ **فواکہ** اور **متقابلین** کی ترکیبی حیثیت:۔ **فواکہ** کی ترکیب میں دو احتمال ہیں ① یہ بدل ہے **رزق معلوم** سے ② یہ خبر ہے مبتداء محذوف **ھو** کی۔ **متقابلین** یہ **مکرمون** سے حال ہے۔

الشق الثانی.....وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ﴿۶۸﴾ وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِايْٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۶۹﴾ (پ۲۴۔زمر:۶۸،۶۹)

آیات کریمہ کا ترجمہ اور تفسیر لکھیں، **من شاء اللّٰہ** کا مصداق کون ہے اور **صعق** سے کیا مراد ہے؟ **نفخات** کی تعداد کتنی ہوگی اور آیت میں کونسا **نفخہ** مراد ہے؟ تفصیل سے لکھیں۔ خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق کریں۔ **نفخ** کا نائب فاعل متعین کریں۔

0313 6357913 maktabah.zakariyamultan@gmail.com

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں سات امور حل طلب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) **من شاء اللّٰہ** کا مصداق (۴) **صعق** کی مراد (۵) **نفخات** کی تعداد اور تعیین (۶) خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق (۷) **نفخ** کا نائب فاعل۔

جواب ..... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ اور پھونکا جائے گا صور میں تو بے ہوش ہو جائے گا جو کچھ زمین میں ہے اور جو کچھ آسمان میں مگر جس کو اللہ چاہیں گے، پھر دوبارہ صور میں پھونکا جائے گا پس اچانک وہ کھڑے ہو کر دیکھ رہے ہوں گے اور چمک اٹھے گی زمین اپنے رب کے نور کی وجہ سے اور لائی جائے گی کتاب (رکھی جائے گی) اور لایا جائے گا نبیوں، شہداء کو اور ان کے درمیان انصاف سے فیصلہ کیا جائے گا اور وہ ظلم نہیں کئے جائیں گے۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ جب پہلی بار صور پھونکا جائے گا تو سب عالم فوراً بے ہوش ہو کر فنا ہو جائیں گے چند مخصوص فرشتے یہ فوراً فنا

نہیں ہوں گے بلکہ کچھ دیر بعد یہ بھی فنا ہو جائیں گے صرف اللہ کی ذات باقی رہ جائے گی، پھر حضرت اسرافیل علیہ السلام بحکم الٰہی دوبارہ زندہ ہو کر دوسری بار صور پھونکیں گے تو سب زندہ ہو کر کھڑے ہو جائیں گے اور محشر کے عجیب منظر کو دیکھ کر حیرت زدہ ہوں گے اور اس وقت محشر کی زمین اللہ تعالیٰ کی تجلی سے منور ہو جائے گی اور اعمال نامے سامنے رکھ دیئے جائیں گے اور انبیاء، شہداء اور دیگر فرشتوں کو گواہ بنا کر حاضر کیا جائے گا اور انصاف سے فیصلہ کیا جائے گا کسی پر ظلم نہیں ہوگا۔

③ **من شاء اللہ کا مصداق:۔** اسکا مصداق بعض کے نزدیک چار مشہور فرشتے (جبرائیل، میکائیل، اسرافیل اور عزرائیل علیہم السلام) ہیں اور بعض نے ان کے ساتھ عرش اٹھانے والے فرشتوں کو بھی شامل کیا ہے اور بعض کے نزدیک انبیاء اور شہداء مراد ہیں۔

④ **صعق کی مراد:۔** اس سے مراد یہ ہے کہ صور پھونکنے کے نتیجے میں تمام زندہ لوگ مر جائینگے اور جو مردہ ہیں اُنکی روحیں بے ہوش ہو جائینگی۔

⑤ **نفخات کی تعداد اور تعیین:۔** نفخات کی تعداد میں علماء مفسرین کا اختلاف ہے چنانچہ بعض حضرات نے فرمایا کہ ایک نفخہ عالم کے فناء ہونے کا، دوسرا زندہ ہونے کا، تیسرا حشر کے بعد بیہوشی کا اور چوتھا خبردار ہونے کا ہوگا۔ جمہور کہتے ہیں کہ تین بار صور پھونکا جائیگا ① گھبراہٹ اور بے ہوشی کا **کماقال ونفخ فی الصور فَفَزِعَ** ② موت کا ③ دوبارہ زندہ ہونے کا۔

علماء محققین کے نزدیک نفخات کی تعداد دو ہے اور قرآن سے بھی اسی کا ثبوت ملتا ہے پہلی مرتبہ میں سب مر جائیں گے اور دوسری مرتبہ میں سب زندہ ہو جائیں گے، آیت میں انہی دو کا ذکر ہے۔

⑥ **خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق:۔** "**نفخ**" **نَفْخٌ** (نصر) سے ماضی مجہول کا صیغہ ہے بمعنی پھونکنا۔

"**صَعِقَ**" **صَعْقًا** (سمع) سے ماضی کا صیغہ ہے بمعنی گرج سے غشی کا طاری ہونا۔

"**ینظرون**" **نَظْرٌ** (نصر) سے مضارع کا صیغہ ہے بمعنی دیکھنا۔

"**وُضِعَ**" **وَضْع** (ضرب) سے ماضی مجہول کا صیغہ ہے بمعنی رکھنا۔

"**قُضِیَ**" **قَضَاءٌ** (ضرب) سے ماضی مجہول کا صیغہ ہے بمعنی فیصلہ کرنا۔

⑦ **نفخ کا نائب فاعل:۔** **نَفْخٌ** مصدر **نُفِخَ** کا نائب فاعل ہے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۲ھ

الشق الاوّل..... وَمِنْ اٰیٰتِهِ الْجَوَارِ فِی الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ۝ اِنْ یَّشَاْ یُسْكِنِ الرِّیْحَ فَیَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلٰی ظَهْرِهٖ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝ اَوْ یُوْبِقْهُنَّ بِمَا كَسَبُوْا وَ یَعْفُ عَنْ كَثِیْرٍ ۝ وَّ یَعْلَمَ الَّذِیْنَ یُجَادِلُوْنَ فِیْۤ اٰیٰتِنَا مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِیْصٍ ۝ (پ۲۵۔شوریٰ:۳۲ تا ۳۵)

آیات کا ترجمہ اور تفسیر لکھیں، خط کشیدہ الفاظ کی لغوی تحقیق لکھیں، **یَعْفُ** کے مجزوم اور **یَعْلَمَ** کے منصوب ہونے کی وجہ تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) کلماتِ مخطوطہ کی لغوی تحقیق (۴) **یَعْفُ** کے مجزوم اور **یَعْلَمَ** کے منصوب ہونے کی وجہ۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

جواب..... ① **آیات کا ترجمہ:۔** اور اس کی قدرت کی نشانیوں میں سے کشتیاں (بحری جہاز) ہیں سمندر میں پہاڑوں جیسی اگر وہ چاہے تو ٹھہرا دے ہوا کو اور وہ پس کھڑے ہو جائیں سمندر کی سطح پر بیشک اس میں صبر کرنے والے شکر کرنے والے کیلئے نشانیاں ہیں یا تباہ کر دے ان کو ان کے بُرے اعمال کے سبب سے اور معاف کر دیتا ہے بہت ساروں کو اور جان لیں وہ لوگ جو ہماری آیات میں جھگڑتے ہیں کہ ان کے لئے چھٹکارا نہیں ہے۔

② **آیات کی تفسیر:۔** ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرتِ کاملہ اور فیضِ عامہ کا نقشہ اپنی ایک روزمرہ کی کبریائی کی مثال سے کھینچا ہے، جس کا معائنہ ہر دریائی سفر میں ہوتا ہے چنانچہ جہازوں کا پانی میں کھڑا ہونا یہ اس کی قدرت ہے اور اجسامِ ثقیلہ پانی پر ایسے چلتے ہیں جس طرح مویشی زمین پر چلتے ہیں یہ اللہ کی قدرت ہے کہ اس نے ہوا اور پانی کو کس طرح اپنے بندوں کے لئے مسخر کر دیا۔ اسی طرح اللہ نے تم کو علوم سکھا دیئے ہیں بایں ہمہ اگر ہوا کو (اس میں دھواں اور بھاپ بھی شامل ہے کہ جس کے زور سے

انجن حرکت کرتا ہے) روک دے تو یہ جہاز کھڑے ہوجائیں گے۔ البتہ اس میں ہر صبر کرنے والے اور شکر کرنے والے کیلئے بڑی نشانیاں ہیں، سفرِ دریا میں تکالیف بھی پہنچتی ہیں اور بالآخر کامیابی بھی، اس لئے صبار اور شکور فرمایا اور چاہے تو ان کے گناہوں کی وجہ سے ان کو غرق کردے، سارے علم وفن دھرے رہ جائیں لیکن وہ اللہ درگذر کرتا رہتا ہے اور ہماری آیت میں جھگڑے والے دل میں اس بات کو خوب جانتے ہیں کہ ان کو عذابِ الٰہی اور اس کی بلاؤں سے کوئی پناہ نہیں مگر پھر بھی اپنی بدکرداری سے باز نہیں آتے۔

③ کلماتِ مخطوطہ کی لغوی تحقیق:۔ "اَلْجَوَارِ" یہ جاریہ کی جمع ہے بمعنی کشتی (بحری جہاز)۔ مصدر جریانًا (ضرب) بمعنی چلنا۔

"یَظْلَلْنَ" صیغہ جمع مؤنث غائب فعل مضارع معروف از افعالِ ناقصہ بمعنی ہونا۔

"رَوَاکِدَ" یہ رَاکدۃ اسم فاعل کی جمع ہے بمعنی ٹھہرانے والی، از مصدر رُکُوْدٌ (نصر) بمعنی ٹھہرنا۔

"یُوْبِقْهُنَّ" صیغہ واحد مذکر غائب مضارع معروف از مصدر ایباق (افعال) بمعنی ہلاک کرنا، ذلیل کرنا، قید کرنا۔ مجرد وَبْقًا (ضرب) بمعنی ہلاک ہونا۔ "کَالْاَعْلَامِ" عَلَمٌ کی جمع ہے بمعنی راستہ کا نشان، اونچا پہاڑ۔

"مَحِیْصٌ" یہ باب ضرب سے حَیْصًا و مَحِیْصًا مصدر ہے یا ظرف کا صیغہ ہے بمعنی محفوظ رہنا۔

④ یَعْفُ کے مجزوم اور یَعْلَمَ کے منصوب ہونے کی وجہ:۔ یہ یُسْکِنْ پر معطوف ہے جو جوابِ شرط ہونے کی وجہ سے مجزوم ہے۔ یَعْلَمَ: یہ تعلیل مقدر پر معطوف ہے جو لام کَیْ کی وجہ سے منصوب ہے ای یوبقهن لینتقم منهم ویعلم الذین یجادلون فی آیاتنا۔

الشق الثانی ..... وَمِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ یُّرْسِلَ الرِّیَاحَ مُبَشِّرٰتٍ وَّلِیُذِیْقَكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَلِتَجْرِیَ الْفُلْكُ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِیْنَ اَجْرَمُوْا وَكَانَ حَقًّا عَلَیْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۴۷﴾ آیات کریمہ کا ترجمہ اور تفسیر کریں، خط کشیدہ الفاظ کی لغوی تحقیق لکھیں؟ مبشرات کی ترکیبی حیثیت واضح کرنے کے بعد وکان حقا علینا نصر المؤمنین کی نحوی ترکیب کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں پانچ امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) خط کشیدہ الفاظ کی لغوی تحقیق (۴) مبشرات کی ترکیبی حیثیت (۵) وکان حقًا الخ کی ترکیب۔ (پ۲۱۔ روم: ۴۶، ۴۷)

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ اور اس کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ چلاتا ہے ہوائیں خوشخبریاں لانے والی اور تاکہ چکھائے تم کو کچھ مزہ اپنی مہربانی کا اور تاکہ چلیں کشتیاں اس کے حکم سے اور تاکہ تلاش کرو تم اس کے فضل کو اور تاکہ تم شکرگزار بن جاؤ اور ہم بھیج چکے ہیں تم سے پہلے کتنے رسول اپنی اپنی قوم کے پاس، سو پہنچے وہ ان کے پاس نشانیاں لیکر پھر بدلہ لیا ہم نے ان سے جو گنہگار تھے اور حق ہے ہم پر ایمان والوں کی مدد کرنا۔

② آیات کی تفسیر:۔ ان آیات میں اوّل تو ہواؤں کا ذکر فرمایا جن کے چلنے سے یہ اندازہ ہوجاتا ہے کہ بارش آنیوالی ہے، یہ ہوائیں بارش آنے سے پہلے بارش کی خوشخبری دے دیتی ہیں پھر جب بارش ہوجاتی ہے انسان اس کے منافع سے مستفید ہوتے ہیں ان منافع میں سے یہ بھی ہے کہ انکے ذریعے بادبانی کشتیاں چلتی ہیں، جب ان کشتیوں میں سوار ہوکر سفر کرتے ہیں تو ان سفروں میں اللہ تعالیٰ کا رزق بھی تلاش کرتے ہیں اور تجارت کیلئے مال بھی لاتے ہیں اور آل واولاد کیلئے کھانے پینے کیلئے بھی ان سب چیزوں میں اللہ تعالیٰ کے انعامات بھی ہیں اور اسکی قدرت کے دلائل بھی ہیں، ان دلائل کے ذریعے اسکو پہچانے اور اسکی نعمتوں کا شکر ادا کرے۔ اسکے بعد آپ ﷺ کو تسلی دی گئی ہے کہ جو آپ کی بات نہیں مانیں گے ہم ان سے یعنی مجرمین سے انتقام لیں گے اور جو مؤمنین ہیں ہم انکی مدد کرینگے۔

③ خط کشیدہ الفاظ کی لغوی تحقیق:۔ "البیّنٰت" یہ بینۃ کی جمع ہے بمعنی واضح نشانی۔

"اَلْفُلْكُ" بمعنی کشتی فلك اگر واحد ہو تو قفل کے وزن پر ہوگا اور اگر جمع ہو تو اُسُدٌ کے وزن پر ہوگا۔

④ مبشرات کی ترکیبی حیثیت:۔ مبشراتٍ لفظ الریٰح سے حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

⑤ وکان حقًا الخ کی ترکیب:۔ واؤ استینافیہ کان ناقصہ حقا مصدر علینا جار مجرور ملکر مصدر کے متعلق ہوکر کان کی خبر مقدم نصر المؤمنین مضاف ومضاف الیہ ملکر اسم مؤخر، کان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

﴿الورقة الاولیٰ: فی التفسیر﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۳ھ

الشق الاوّل ..... یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّاۤ اَنْ یُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَیْرَ نٰظِرِیْنَ اِنٰىهُ وَ لٰكِنْ اِذَا دُعِیْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَ لَا مُسْتَاْنِسِیْنَ لِحَدِیْثٍ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ یُؤْذِی النَّبِیَّ فَیَسْتَحْیٖ مِنْكُمْ وَ اللّٰهُ لَا یَسْتَحْیٖ مِنَ الْحَقِّ وَ اِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ؕ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَ قُلُوْبِهِنَّ ؕ وَ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ لَاۤ اَنْ تَنْكِحُوْۤا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖۤ اَبَدًا ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِیْمًا ﴿۵۳﴾ (پ۲۲۔احزاب:۵۳)

آیات کا ترجمہ اور تفسیر لکھیں، شانِ نزول تحریر کرتے ہوئے بتلائیں کہ یہ آیت کس سنہ میں نازل ہوئی، خط کشیدہ الفاظ کی صرفی تحقیق لکھیں نیز مسئلہ حجاب کی تفصیل بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں پانچ امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) آیات کا شانِ نزول اور سنِ نزول (۴) خط کشیدہ الفاظ کی صرفی تحقیق (۵) مسئلہ حجاب کی تفصیل۔

جواب ..... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ اے ایمان والو! نہ داخل ہو نبی ﷺ کے گھروں میں مگر اس وقت کہ اجازت دی جائے تم کو کھانے کے لئے، نہ انتظار کرتے ہوئے اس کی تیاری کا، لیکن جب تم کو بلایا جائے تب داخل ہو پس جب تم کھا چکو تو اُٹھ کر چلے جاؤ بات چیت کی طرف رغبت نہ رکھتے ہوئے، بیشک یہ تمہاری بات تکلیف دہ ہوتی ہے نبی ﷺ کو، پس وہ تم سے شرم کرتے تھے اور اللہ نہیں شرماتا حق بیان کرنے سے اور جب تم ازواج النبی رضی اللہ عنہن سے کوئی چیز مانگو تو ان سے پردے کے پیچھے سے مانگو، یہ بات تمہارے دلوں اور ان کے دلوں کے لئے بہت پاکیزہ ہے اور نہیں جائز تمہارے لئے کہ تم رسول اللہ ﷺ کو ایذاء دو اور نہ یہ کہ تم آپ ﷺ کی بیویوں سے نکاح کرو کبھی بھی، بیشک تمہارا ایسا کرنا اللہ کے نزدیک بڑا گناہ ہے۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ کچھ مسلمانوں کی عادت تھی کہ کھانا تیار ہونے سے پہلے آنحضرت ﷺ کے گھر میں آجاتے تھے اور کھانا کھا لینے کے بعد دیر تک وہیں باتیں کرنے بیٹھ جاتے، آپ ﷺ کو اگر کبھی تکلیف ہوتی تو مروت میں ان سے کچھ نہ فرماتے اس پر اللہ نے یہ فرمایا کہ مسلمانو! بلا اجازت کھانا تیار ہونے سے پہلے ہی نبی ﷺ کے گھر میں داخل ہو کر کھانے کا انتظار نہ کیا کرو لیکن جب کھانا تیار ہو جائے اور تم کو اندر بلایا جائے تب داخل ہوا کرو اور جب کھانا کھا کر فارغ ہو جاؤ تو فوراً اُٹھ کر باہر چلے جاؤ اور وہاں بیٹھ کر باتیں نہ کرو اس سے حضور ﷺ کو ایذاء پہنچتی ہے، وہ شرم کی وجہ سے تم کو اُٹھ جانے کو نہیں فرماتے مگر اللہ تم سے حق بات کہہ رہے ہیں اور جب تمہیں کوئی چیز ازواج النبی رضی اللہ عنہن سے مانگنی ہو تو پردے کے پیچھے سے مانگا کرو یہ بات تمہارے اور امہات المؤمنین کے لئے بہت پاکیزہ ہے۔ مسلمانوں کو جائز نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنی کسی حرکت سے ایذاء دیں، حضور ﷺ کی وفات کے بعد آپ کی ازواج سے نکاح کرنا بھی ہمیشہ کے لئے ناجائز ہے بلاشبہ تمہارا یہ فعل اللہ کے ہاں جرم عظیم ہے۔

❸ آیات کا شانِ نزول اور سنِ نزول:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش سے نکاح کیا اور ولیمہ کھانے کے لئے آپ ﷺ کے دولت کدہ پر لوگ حاضر ہوئے تو طعام ولیمہ کھا کر وہیں باتیں کرتے ہوئے بیٹھے رہ گئے، حضور ﷺ نے چاہا کہ وہ لوگ اُٹھ جائیں لہٰذا آپ ﷺ نے ایسا طرز اختیار فرمایا کہ جیسے آپ اٹھ رہے ہیں اور وجہ اس کی یہ تھی کہ آپ ﷺ کے مزاج میں اخلاق کے باعث لحاظ بہت تھا اس وجہ سے آپ ﷺ نے صاف طور سے یہ نہ فرمایا کہ چلے جاؤ وہ آپ کو اٹھتے دیکھ کر بھی نہ اُٹھے جب آپ ﷺ نے یہ دیکھا تو اُٹھ کر چلے گئے، آپ ﷺ کے اُٹھ جانے پر کچھ لوگ تو چلے گئے اور کچھ رہ گئے، تھوڑی دیر کے بعد واپس تشریف لائے تو دیکھا کہ وہ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں لہٰذا آپ ﷺ پھر واپس ہو گئے اس کے بعد وہ لوگ کھڑے ہوئے اور چلے گئے، میں (انس رضی اللہ عنہ) نے آپ ﷺ کو چلے جانے کی خبر دی آپ ﷺ تشریف لائے یہاں تک کہ گھر میں داخل ہو گئے میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ داخل ہونے لگا تو آپ ﷺ نے مجھ کو روک دیا اور میرے اور اپنے درمیان پردہ ڈال دیا اور اللہ تعالیٰ نے آیت **یاایھا الذی آمنوا لاتدخلوا بیوت النبی الخ** نازل فرمائی۔

0312 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

اور یہ آیت حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش کے ساتھ نکاح والے سال سن ۳ ھ میں نازل ہوئی۔

④ خط کشیدہ الفاظ کی صرفی تحقیق:۔ "دُعِیتُمْ" صیغہ جمع مذکر حاضر بحث ماضی مجہول از مصدر دُعَاءً و دَعْوَةً (نصر) بمعنی بلانا۔

"مستأنسین" صیغہ جمع مذکر بحث اسم فاعل از مصدر استئناس (استفعال، مہموز الفاء) بمعنی مانوس ہونا وکان لگانا۔

⑤ مسئلہ حجاب کی تفصیل:۔ مسئلہ حجاب کے متعلق قرآن مجید کی سات آیات اور ستر روایات کا حاصل یہ معلوم ہوتا ہے کہ اصل مطلوب شرعی حجابِ اشخاص ہے یعنی عورتوں کا وجود اور ان کی نقل وحرکت مردوں کی نظروں سے مستور ہو، جو گھروں کی چار دیواری یا خیموں اور معلق پردوں کے ذریعہ ہوسکتا ہے اس کے سوا جتنی صورتیں حجاب کی منقول ہیں وہ سب ضرورت کی بناء پر وقتِ ضرورت اور قدرِ ضرورت کے ساتھ مقید اور مشروط ہیں۔

اسطرح پردہ کا پہلا درجہ جو اصل مطلوبِ شرعی ہے وہ حجابِ اشخاص ہے کہ عورتیں اپنے گھروں میں رہیں لیکن شریعتِ اسلامیہ ایک جامع اور مکمل نظام ہے جس میں انسان کی تمام ضروریات کی رعایت پوری کی گئی ہے اور یہ ظاہر ہے کہ عورتوں کو ایسی ضرورتیں پیش آنا ناگزیر ہیں کہ وہ کسی وقت گھروں سے نکلیں اس کیلئے پردہ کا دوسرا درجہ قرآن وسنت کی رُو سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سر سے پاؤں تک برقع یا طویل وبڑی چادر میں پورے بدن کو چھپا کر نکلیں، راستہ دیکھنے کیلئے چادر میں سے صرف ایک آنکھ کھولیں یا برقع میں جو جالی آنکھوں کے سامنے استعمال کی جاتی ہے وہ لگالیں، ضرورت کے مواقع میں پردہ کا دوسرا درجہ بھی پہلے کی طرح سب علماء وفقہاء کے درمیان متفق علیہ ہے۔

ایک تیسرا درجہ بھی بعض روایات سے مفہوم ہوتا ہے جس میں صحابہ وتابعین اور فقہاءِ امت کی رائیں مختلف ہیں وہ یہ کہ عورتیں جب بضرورت گھروں سے باہر نکلیں تو وہ اپنا چہرہ اور ہتھیلیاں بھی لوگوں کے سامنے کھول سکتی ہیں بشرطیکہ سارا بدن مستور ہو۔

الشق الثانی ..... وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ۝۱ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ۝۲ فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا ۝۳ اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ۝۴ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ۝۵ اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ ِۨالْكَوَاكِبِ ۝۶ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ۝۷ لَا يَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ۝۸ دُحُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ۝۹ آیات کا ترجمہ اور تفسیر لکھیں، **والصٰفت صفا** کا جواب قسم تحریر کریں، خط کشیدہ کلمات کی لغوی اور صرفی تحقیق قلمبند کریں اور بتلائیں کہ **حفظا، دحورا** کیوں منصوب ہیں؟

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں پانچ امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) **والصّٰفّٰت صَفًّا** کا جواب قسم (۴) خط کشیدہ کلمات کی لغوی وصرفی تحقیق (۵) **حفظًا** اور **دحورًا** کے منصوب ہونے کی وجہ۔ (پ۲۳۔ صٰفّٰت: ۱ تا ۹)

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ قسم ہے صف بنا کر کھڑے ہونیوالے فرشتوں کی، پھر ان فرشتوں کی جو ڈانٹنے والے ہیں جھڑک کر، پھر انکی جو ذکر کی تلاوت کرنیوالے ہیں، بلاشبہ تمہارا معبود ایک ہے جو آسمانوں اور زمین اور جو کچھ انکے درمیان ہے ان سب کا رب ہے اسی طرح مشارق کا رب ہے، بیشک ہم نے قریب والے آسمان کو زینت دی ہے خاص زینت یعنی ستاروں کے ذریعے اور حفاظت کی ہے سرکش شیطان سے، یہ عالم بالا کی باتیں نہیں سن سکتے اور دھکیل دیئے جاتے ہیں ہر جانب سے بھگانے کیلئے اور ان کیلئے دائمی عذاب ہے۔

② آیات کی تفسیر:۔ پہلی تین آیات میں اللہ تعالیٰ نے اہتمام شان کی وجہ سے فرشتوں کے مختلف کاموں کی قسمیں کھائیں اور پھر اثبات توحید کے لئے فرمایا کہ تمہارا معبود ایک ہے جو تمام آسمانی اور زمینی چیزوں کا رب ہے اور مالک ہے اور پھر اللہ کی کاریگری کہ آسمانوں کو ستاروں سے مزین کیا اور احکام الٰہی اور غیب کی باتوں کو سرکش شیاطین اور جنات سے محفوظ کرنے کے لئے حفاظت کا انتظام کردیا اور باز نہ آنے والوں کے لئے **عذاب واصب** (دائمی عذاب) کی ڈانٹ پلائی۔

③ **والصّٰفّٰت صَفًّا** کا جوابِ قسم:۔ اس کا جوابِ قسم اسی سورت کی چوتھی آیت **انّ الٰھکم لواحد** ہے۔

④ خط کشیدہ کلمات کی لغوی وصرفی تحقیق:۔ "زاجرات" صیغہ جمع مؤنث بحث اسم فاعل از مصدر اَلزَّجْرُ (نصر) بمعنی ڈانٹنا۔

"الصّٰفّٰت" صیغہ جمع مؤنث بحث اسم فاعل از مصدر الصَّفُّ (نصر) بمعنی صف بنانا۔

"التّٰلِیٰت" صیغہ جمع مؤنث بحث اسم فاعل از مصدر التلاوۃ (نصر) بمعنی تلاوت کرنا۔

0313-2257013 maktabazakariyamultan@gmail.com

"مارد" صیغہ واحد مذکر بحث اسم فاعل از مصدر مرادۃً ومُرُوْدَۃً (کرم) ومُرُوْدًا (نصر) بمعنی سرکشی کرنا۔
"یسّمّعون" صیغہ جمع مذکر غائب مضارع معروف از مصدر اِسَّمُّعٌ (اِفِّعُّلٌ) بمعنی کان لگانا۔ مجر سَمْعًا بمعنی سننا۔
"مَلَأٌ" قوم کی جماعت، اشراف قوم، مَلَاء: یَمْلَاءُ مَلَاءً بھرنا مَلُؤٌ (کرم) بمعنی تونگر، مالدار ہونا۔
"یُقْذَفُوْنَ" صیغہ جمع مذکر غائب فعل مضارع مجہول از مصدر القذف (ضرب) بمعنی پھینکنا۔
"دحورًا" مصدر ہے از باب فتح بمعنی دھتکارنا، دفع کرنا، دور کرنا۔
"واصب" صیغہ واحد مذکر بحث اسم فاعل از مصدر الوصب (سمع) بمعنی ہمیشہ رہنا، ثابت ہونا۔

⑤ حفظًا اور دحورًا کے منصوب ہونے کی وجہ:۔ حفظًا مفعول لہٗ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے دوسرا احتمال مفعول مطلق ہونے کا ہے اس صورت میں اس کا فعل محذوف ہوگا حفظنٰها حفظا ۔دحورًا بھی مفعول لہٗ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے اور اس میں دوسرا احتمال مفعول مطلق ہونے کا ہے۔ اگر مفعول مطلق ہو تو یقذفون سے مفعول مطلق ہوگا من غیر لفظہٖ ۔تیسرا احتمال دحورًا مصدر اسم فاعل کے معنی میں ہو کر حال ہوگا یقذفون کی ضمیر فاعل سے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۳ھ

الشق الاوّل ..... حٰمٓ ۚ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۚ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۙ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۚ فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ۝ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ وَفِيْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْۢ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ ۝ آیات کا ترجمہ اور تفسیر کریں، خط کشیدہ الفاظ کی لغوی تحقیق کرتے ہوئے حروف مقطعات کی مراد سے متعلق اہل علم کا اختلاف تحریر کریں، تنزیل، قرانا اور بشیرا کی ترکیبی حیثیت واضح کریں۔ (پ۲۴ حٰمٓ سجدہ: ۱تا۵)

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں پانچ امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) خط کشیدہ الفاظ کی لغوی تحقیق (۴) حروفِ مقطعات کی مراد میں اختلاف (۵) تنزیل، قُرْانا اور بشیرًا کی ترکیبی حیثیت۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ حم (اللہ اعلم بمرادہ) یہ قرآن بڑے مہربان نہایت رحم کرنیوالے کی طرف سے نازل کیا ہوا ہے، ایک کتاب ہے الگ الگ کی گئی ہیں اس کی آیتیں، قرآن عربی میں ہے ان لوگوں کیلئے جو عقلمند ہیں، بشارت دینے والا اور ڈرانے والا، پس اعراض کیا ان میں سے اکثر لوگوں نے پس وہ نہیں سنتے اور وہ کہتے ہیں ہمارے دل پردوں میں ہیں اس بات سے جس کی طرف تو بلاتا ہے ہمیں اور ہمارے کانوں میں ڈاٹ یعنی ثقل ہے اور ہمارے اور آپ کے درمیان پردہ ہے، پس تو اپنا کام کر ہم اپنا کام کر رہے ہیں۔

② آیات کی تفسیر:۔ حٰمٓ سے کسی خاص بات کی طرف اشارہ کر کے قرآن مجید کا اللہ کی کتاب ہونا بیان فرمایا ہے کہ بندوں کی حاجت روائی کے لئے اس رحمٰن رحیم نے یہ کتاب نازل کی ہے جس میں یہ صفتیں ہیں کہ یہ ایسی کتاب ہے جس میں آیات تفصیل سے ہیں، ابہام نہیں کہیں وعظ و نصیحت ہے کہیں مسائل حلت و حرمت ہیں اور کہیں آخرت کا ذکر ہے اور کہیں پہلوں کا عبرت انگیز نصیحت خیز حال ہے۔ عربی زبان میں عرب کی سہولت کیلئے بشیر و نذیر ہے، کتاب اللہ کی خوبی اور اس کی ضرورت کے بعد فاعرض سے عٰملون تک کفار کی اس سے اعراض اور نفرت بیان کر کے ان کی بدبختی اور حماقت کو بیان کیا گیا ہے۔

③ خط کشیدہ الفاظ کی لغوی تحقیق:۔ "اٰذان" اُذُن کی جمع ہے بمعنی کان۔ مصدر اَذَنًا (سمع) بمعنی کان لگانا، سننا۔
"اَکِنَّۃ" الکِنَان کی جمع ہے بمعنی چیز کی حفاظت اور اس کی پوشیدگی۔ کَنًّا وکُنُوْنًا (نصر) بمعنی چھپانا و بچانا۔
"وَقْرٌ" یہ مصدر ہے (ضرب) بمعنی کان کا بوجھل ہونا یا بہرا ہونا۔
"حجاب" پردے کو کہتے ہیں اس کی جمع حُجُب ہے۔ مصدر حَجْبًا وحِجَابًا (نصر) بمعنی چھپانا۔

④ حروفِ مقطعات کی مراد میں اختلاف:۔ حروفِ مقطعہ جو سورتوں کے شروع میں آئے ہیں انکے متعلق بعض مفسرین نے فرمایا کہ یہ ان سورتوں کے نام ہیں۔ بعض نے فرمایا کہ یہ اسمائے الٰہیہ کے رموز ہیں مگر جمہور صحابہ اور تابعین اور علماءِ امت کے نزدیک

0313 6357013 maktabazakariyamultan@gmail.com

راجح یہ ہے کہ یہ حروف رموز واسرار ہیں جس کا علم سوائے خدا تعالیٰ کے کسی کو نہیں اور ہوسکتا ہے رسول اللہ ﷺ کو اس کا علم بطور ایک راز کے دیا گیا ہو جس کی تبلیغ اُمت کیلئے روک دی گئی ہو اس لئے آنحضرت ﷺ سے ان حروف کی تفسیر وتشریح میں کچھ منقول نہیں۔ امام قرطبیؒ نے اپنی تفسیر میں اسی کو اختیار فرمایا ہے اور ابنِ کثیرؒ نے قرطبی وغیرہ سے نقل کر کے اسی مضمون کو ترجیح دی ہے اور بعض اکابر علماء سے جو ان کے معانی منقول ہیں اس سے صرف تمثیل، تشبیہ اور تسہیل مقصود ہے، نہ یہ کہ اس سے اللہ کی یقینی مراد یہی ہے۔

❺ **تنزیل، قُرْاٰنا اور بشیرًا کی ترکیبی حیثیت:۔** **تنزیل:** یہ خبر ہے اور اس کا مبتداء **حم** ہے گویا کہ **حم** مبتدا اور **تنزیل** خبر ہے۔ **قُرْاٰنا:** اس کی ترکیب میں دو احتمال ہیں یہ منصوب ہے اس وجہ سے کہ یہ مدح ہے اور یا یہ حال ہونے کی بناء پر منصوب ہے۔ **بشیرًا:** یہ **قرآنًا** کی صفت ہے۔

الشق الثانی..... وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا ۚ فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ۝ قَالُوْا يٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ يٰقَوْمَنَآ اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ وَمَنْ لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْاَرْضِ وَلَيْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءُ ۭ اُولٰۗىِٕكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ (پ۲۶۔احقاف:۲۹تا۳۲)

آیات کا ترجمہ اور تفسیر کرتے ہوئے اس واقعے کی تفصیل لکھیں جس کی طرف آیات میں اشارہ کیا گیا ہے، خط کشیدہ الفاظ کی لغوی تحقیق لکھیں، **یستمعون القرآن** کی ترکیبی حیثیت واضح کرتے ہوئے بتلائیں کہ یہ کس سورۃ کی آیات ہیں، سورۃ کا نام ذکر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چھ امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) واقعہ کی تفصیل (۴) خط کشیدہ الفاظ کی لغوی تحقیق (۵) **یستمعون القرآن** کی ترکیبی حیثیت (۶) سورت کا نام۔

جواب..... ❶ **آیات کا ترجمہ:۔** اور جب ہم نے پھیر دیا آپ کی طرف چند جنوں کو جو قرآن سن رہے تھے، پس جب حاضر ہوئے وہ اسکے پاس تو انہوں نے کہا کہ خاموش رہو پس جب وہ ختم ہوا تو وہ واپس لوٹے اپنی قوم کی طرف انہیں ڈراتے ہوئے کہنے لگے اے ہماری قوم بیشک ہم نے ایک کتاب سنی ہے جو نازل ہوئی ہے موسیٰ علیہ السلام کے بعد تصدیق کرنیوالی انکی جو ان سے پہلے ہو چکیں وہ رہنمائی کرتی ہے حق کی طرف اور سیدھے راستے کی طرف۔ اے ہماری قوم اللہ تعالیٰ کے داعی (اللہ کی طرف بلانے والے) کا کہنا مانو اور اُس پر ایمان لاؤ کہ وہ تمہارے گناہوں کو بخش دے گا اور تمہیں دردناک عذاب سے نجات دے گا اور جو شخص اللہ کے داعی کا کہنا نہ مانے گا وہ اللہ تعالیٰ کا زمین میں عاجز نہیں کرسکتا اور اللہ کے علاوہ اُس کا کوئی حامی ومددگار بھی نہ ہوگا ایسے لوگ واضح گمراہی میں ہیں۔

❷ **آیات کی تفسیر:۔** کفارِ مکہ کو سنانے کیلئے اس سے پہلی آیات میں کفر اور استکبار کی مذمت اور انکا مہلک ہونا بیان ہوا ہے مذکور الصدر آیات میں اہلِ مکہ کو عار دلانے کیلئے جنات کے ایمان لانے کا واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ جنات تو تکبر وغرور میں تم سے بھی زیادہ ہیں مگر قرآن سن کر انکے دل موم ہوگئے وہ مسلمان ہوگئے تمہیں تو اللہ نے زیادہ شعور بخشا ہے مگر اسکے باوجود تم ایمان نہیں لاتے چنانچہ آیات مذکورہ میں انہی جنات کا واقعہ بیان فرمایا اور انکا قرآن سننا اور پھر اس پر ایمان لانا اور اپنی قوم کو ڈرانا مذکور ہے کہ اگر تم اللہ پر ایمان لے آؤ گے تو بخشے بھی جاؤ گے اور آخرت کے عذاب سے بھی نجات پاؤ گے اور اگر اللہ پر ایمان نہ لاؤ گے تو پھر اُس کے عذاب سے کوئی بھی تمہیں نہیں بچا سکتا پھر تم واضح گمراہی وناکامی میں ہو۔

❸ **واقعہ کی تفصیل:۔** روایت میں ہے کہ نبی ﷺ کی بعثت پر جب جنوں کو آسمانی خبروں کو سننے سے روک دیا گیا تو انہوں نے اس کی وجہ دریافت کرنے کیلئے اہلِ نصیبین میں سے سات یا نو رؤسائے جن کو زمین پر بھیجا جب وہ وادی نخلہ میں پہنچے تو حضور ﷺ کو طائف سے واپسی پر آدھی رات کو نماز میں دیکھ کر آپ ﷺ کی قراءت سننے لگے اور مؤمن ہو کر واپس آئے اس پر یہ آیات نازل ہوئیں کہ جب ہم نے وادی نخلہ میں نصیبین کے جنوں کی ایک جماعت کو آپ کی طرف متوجہ کر دیا جبکہ وہ آپ ﷺ کی قراءت سن رہے تھے پس جب وہ وہاں آگئے جہاں حضور ﷺ قرآن پڑھ رہے تھے تو وہ جنات آپس میں کہنے لگے کہ خاموش ہو کر سنو اور جب صبح کے وقت

0313 6257913 maktabazakariyamultan@gmail.com

آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو وہ جن اپنی قوم کی طرف واپس لوٹے اور انہیں عذابِ الٰہی سے ڈرایا اور دعوت الی الاسلام دینے لگے۔

④ خط کشیدہ الفاظ کی لغوی تحقیق:۔ "قُضِیَ" صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی مجہول از مصدر القضاءٌ (ضرب) بمعنی فیصلہ کرنا۔

"نفرًا" تین سے دس تک مَردوں کی جماعت اس کی جمع اَنْفَار ہے نَفْرًا (ضرب) بمعنی نفرت کرنا۔

"اَنْصِتُوْا" صیغہ جمع مذکر حاضر امر حاضر معلوم از مصدر اِنصَات (افعال) بمعنی بات سننے کے لئے خاموش رہنا۔

"منذرین" صیغہ جمع مذکر بحث اسم فاعل از مصدر اِلانذارٌ (افعال) بمعنی ڈرانا۔

⑤ یستمعون القرآن کی ترکیبی حیثیت:۔ یستمعون القرآن جملہ بننے کے بعد نفرًا سے حال ہے۔

⑥ سورت کا نام:۔ یہ آیات جس سورت میں مذکور ہیں اس کا نام سورۃ احقاف ہے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۳ھ

الشق الاوّل ..... اَللّٰهُ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیٰحَ فَتُثِیْرُ سَحَابًا فَیَبْسُطُهٗ فِی السَّمَآءِ كَیْفَ یَشَآءُ وَیَجْعَلُهٗ كِسَفًا فَتَرَى الْوَدْقَ یَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ فَاِذَاۤ اَصَابَ بِهٖ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖۤ اِذَا هُمْ یَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ یُّنَزَّلَ عَلَیْهِمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمُبْلِسِیْنَ ﴿۴۹﴾ (پ۲۱۔روم:۴۸،۴۹)

آیات کا ترجمہ اور تفسیر کریں، خط کشیدہ کلمات کی تحقیق لکھیں، من قبل ان ینزل اور من قبلہ کا تعلق کس سے ہے، وضاحت کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) خط کشیدہ کلمات کی تحقیق (۴) من قبل ان ینزل اور من قبلہ کا متعلق۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ اللہ وہ ہے جو ہواؤں کو بھیجتا ہے پھر وہ اٹھالاتی ہیں بادل کو پھر پھیلا دیتا ہے وہ ان کو جس طرف چاہے اور کر دیتا ہے ان کو ٹکڑے پھر دیکھے گا تو بارش کو نکلتی ہے انکے درمیان سے، پس جب اللہ حکم دیتا ہے اس بارش کو اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے تو اسی وقت وہ خوش ہو جاتے ہیں اگرچہ بارش کے نازل ہونے سے پہلے وہ البتہ ناامید ہونے والے ہوں۔

② آیات کی تفسیر:۔ ان آیات سے پہلے (ومن آیتہ) ہواؤں کے کچھ فوائد کا بیان تھا پھر ایک آیت کو درمیان میں جملہ معترضہ کے طور پر ذکر فرمایا اور پھر ان مذکورہ آیات میں ہواؤں کا تذکرہ ہے اور انکے بعض فوائد کا بیان ہے چنانچہ ارشاد فرمایا کہ اللہ وہی ہے جو ہواؤں کو بھیجتا ہے یہ ہوائیں بادلوں کو اٹھا کر لاتی ہیں پھر اللہ تعالیٰ ان بادلوں کو جیسے چاہے پھیلا دیتا ہے کہ بادلوں کے اندر سے بارش آرہی ہے پھر اللہ ان بارشوں کو اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے پہنچاتا ہے، جنہیں بارش پہنچ گئی وہ خوش ہو جاتے ہیں حالانکہ اس سے پہلے یہ لوگ ناامید ہو چکے تھے ناامیدوں کی امیدوں کو پورا کرنا یہ اللہ کا انعام ہے، بارش آنے پر خوشی بھی منائیں اور شکر بھی کریں۔

③ خط کشیدہ کلمات کی تحقیق:۔ "یبسطُ" صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع معلوم از مصدر البَسْطُ (نصر) بمعنی پھیلانا۔

"تُثِیْرُ" صیغہ واحد مؤنث غائب فعل مضارع معلوم از مصدر الاثارۃ (افعال) بمعنی جوش دلانا، بلند کرنا۔

"کِسَفًا" کِسْفَۃٌ کی جمع ہے بمعنی ٹکڑا اور کسفۃ کی دوسری جمع کساف اور کسوف آتی ہے۔

"خِلٰل" یہ خَلَلٌ کی جمع ہے بمعنی سستی، فساد، شگاف (سوراخ) دراڑ۔

"یستبشرون" صیغہ جمع مذکر غائب فعل مضارع معروف از مصدر استبشار (استفعال) بمعنی خوش ہونا۔

"مُبْلِسِیْنَ" صیغہ جمع مذکر بحث اسم فاعل از مصدر ابلاس (افعال) بمعنی شکستہ دل ہونا، غمگین ہونا۔

④ من قبل ان ینزل اور من قبلہ کا متعلق:۔ من قبلہ ثانی، اوّل کی تاکید ہے اور یہ مبلسین کے متعلق ہے۔

الشق الثانی ..... وَلَوْ تَرٰۤى اِذْ فَزِعُوْا فَلَا فَوْتَ وَاُخِذُوْا مِنْ مَّكَانٍ قَرِیْبٍ ﴿۵۱﴾ وَّقَالُوْۤا اٰمَنَّا بِهٖ ۚ وَاَنّٰى لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِنْ مَّكَانٍۭ بَعِیْدٍ ﴿۵۲﴾ وَقَدْ كَفَرُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ۚ وَیَقْذِفُوْنَ بِالْغَیْبِ مِنْ مَّكَانٍۭ بَعِیْدٍ ﴿۵۳﴾ وَحِیْلَ بَیْنَهُمْ وَبَیْنَ مَا یَشْتَهُوْنَ كَمَا فُعِلَ بِاَشْیَاعِهِمْ مِّنْ قَبْلُ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا فِیْ شَكٍّ مُّرِیْبٍ ﴿۵۴﴾ آیات کا ترجمہ اور تفسیر لکھیں، واخذوا من مکان قریب کی وضاحت کریں، وحیل بینھم وبین مایشتھون کما فعل باشیاعھم کی تفسیر کریں۔ الفاظِ مخطوطہ کی تحقیق لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل پانچ امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) **واخذوا من مکان قریب** کی وضاحت (۴) **کما فعل باشیاعھم** کی تفسیر (۵) الفاظِ مخطوطہ کی تحقیق۔ (پ۲۲۔سباء:۵۱تا۵۴)

جواب..... (۱) آیات کا ترجمہ:۔ اور کاش کہ آپ دیکھیں جبکہ وہ گھبرائے ہوئے ہوں گے، پس نہ بچ سکیں گے اور پکڑے جائیں گے قریب جگہ سے اور کہیں گے وہ کہ ایمان لائے ہم اس پر اور کہاں میسر ہوگا انہیں ایمان کا لانا اتنی دور جگہ سے حالانکہ وہ انکار کر چکے تھے اس سے پہلے دنیا کی زندگی میں اور بن دیکھے اٹکل کے تکّے چلاتے رہے اور حائل کردی جائیگی انکے اور انکی خواہشوں کے درمیان جیسا کہ سلوک کیا گیا ان کے ہم خیال لوگوں کے ساتھ اس سے پہلے بیشک وہ حیرت انگیز شک میں پڑے ہوئے ہیں۔

(۲) آیات کی تفسیر:۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلی آیات میں مسئلہ رسالت کا اثبات کیا اب یہاں سے حشر کا بیان ہے کہ مرنے کے وقت یا قیامت میں ان کا کیا حال ہوگا جبکہ وہ گھبرائے ہوئے ہونگے لیکن وہ لوگ حشر سے بچ کر کہیں نہیں جاسکیں گے اور جہاں بھی جائیں گے ان کو پکڑ لیا جائے گا اور وہ کہیں گے کہ ہم ایمان لائے لیکن اس وقت کا ایمان لانا ان کے کسی کام نہیں آئے گا اس لئے کہ ایمان لانے کا مقام دنیا تھی اور اس دنیا میں انہوں نے اس کو نہیں مانا تو اب وہ جگہ یعنی دنیا ان سے بہت دور ہوگئی اس دور دراز جگہ سے ان کو اب ایمان نہیں مل سکتا اور جب وہ دنیا کے اندر تھے تو یہاں کی بابت (قیامت کے دن اور حشر میں) کہتے تھے ایسی باتیں جو انہوں نے دیکھی نہیں تھی بے تکی یعنی غیب کی باتیں بے تکی کہتے تھے لہٰذا اب ان کو ان کی مراد نہیں مل سکتی جیسا کہ ان سے پہلوں کو حاصل نہ ہوئی اور نہ ہوگی کیونکہ وہ شک میں تھے۔

(۳) **واخذوا من مکان قریب** کی وضاحت:۔ اکثر مفسرین کے نزدیک یہ روزِ محشر کا حال ہے کہ کفار و فجار بھاگنا چاہیں گے تو چھوٹ نہ سکیں گے اور یہ بھی نہ ہوگا جیسے دنیا میں کوئی مجرم بھاگ جائے تو اسے تلاش کرنا پڑتا ہے بلکہ سب کے سب اپنی ہی جگہ میں گرفتار کر لئے جائینگے کسی کو بھاگنے کا موقع نہ ملے گا اور بعض حضرات نے اس کو نزاع اور موت کا حال قرار دیا ہے کہ جب موت کا وقت آجائے گا اور ان پر گھبراہٹ طاری ہوگی تو فرشتوں کے ہاتھ سے چھوٹ نہ سکیں گے اور وہیں اپنی جگہ سے روح قبض کر کے پکڑ لئے جائینگے۔

(۴) **کما فعل باشیاعھم** کی تفسیر:۔ یعنی ان کو جو چیز محبوب اور مقصود تھی ان کے اور اس چیز کے درمیان پردہ حائل کر کے ان کو محروم کر دیا گیا، یہ مضمون قیامت کے حال پر بھی صادق ہے کہ قیامت کے دن یہ لوگ (کافر) نجات اور جنت کے طالب ہوں گے وہاں تک نہ پہنچ سکیں گے اور دنیا میں موت کے وقت پر بھی صادق ہے کہ دنیا میں ان کو یہاں کی دولت و سامان مقصود تھا، موت نے ان کے اس مطلوب کے درمیان حائل ہو کر ان کو اس سے جدا کر دیا۔ **اشیاع، شیعہ** کی جمع ہے کسی شخص کے تابع اور ہم خیال کو اس کا شیعہ کہا جاتا ہے، مطلب یہ کہ جو عذاب ان کو دیا گیا کہ وہ اپنے مطلوب سے محروم کر دیئے گئے یہی عذاب اس سے پہلے انہی جیسے اعمالِ کفر کرنے والوں کو دیا جا چکا ہے کیونکہ یہ سب لوگ شک میں پڑے ہوئے تھے یعنی رسول اللہ ﷺ کی نبوت اور قرآن کے کلام الٰہی ہونے پر ان کو یقین اور ایمان نہیں تھا۔

(۵) الفاظِ مخطوطہ کی تحقیق:۔ "**فزعوا**" صیغہ جمع مذکر غائب فعل ماضی معروف از مصدر **فَزَعٌ** (سمع) بمعنی دہشت زدہ ہونا۔

"**یَقْذِفُوْن**" صیغہ جمع مذکر غائب فعل مضارع معروف از مصدر **القذف** (ضرب) بمعنی پھینکنا۔

"**آمَنَّا**" صیغہ جمع متکلم ماضی معروف از مصدر **ایمان** (افعال) بمعنی ایمان لانا، مطیع و فرمانبردار ہونا۔

"**یَشْتَھُوْن**" صیغہ جمع مذکر غائب مضارع معلوم از مصدر **الاشتھاء** (افتعال) بمعنی خواہش کرنا، رغبت شدید کرنا۔

"**مُرِیْب**" صیغہ واحد مذکر بحث اسم فاعل از مصدر **ارابۃ** (افعال) بمعنی شک میں ڈالنا، بیقرار کرنا۔

﴿الورقۃ الاولیٰ: فی التفسیر﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۴ھ

الشق الاوّل..... لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ؕ ذٰلِكَ يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهٖ عِبَادَهٗ ؕ يٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ ﴿۱۶﴾ وَالَّذِيْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اَنْ يَّعْبُدُوْهَا وَاَنَابُوْٓا اِلَى اللّٰهِ لَهُمُ الْبُشْرٰى ۚ فَبَشِّرْ عِبَادِ ﴿۱۷﴾ (پ۲۳۔زمر:۱۶،۱۷)

آیات کا ترجمہ اور تفسیر لکھیں، **ظلل** اور **طاغوت** کا مصداق تحریر کریں، **ان یعبدوھا** کی ترکیبی حیثیت واضح کریں۔

0313 6357913, maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) **ظلل** اور **طاغوت** کا مصداق (۴) **ان یعبدوھا** کی ترکیبی حیثیت۔

جواب..... (۱) آیات کا ترجمہ:۔ ان کیلئے (مشرکین) اوپر بھی آگ کے سائبان ہوں گے اور ان کے نیچے بھی آگ کے سائبان ہوں گے، یہی بات ہے جس کا اللہ اپنے بندوں کو خوف دلاتا ہے، اے میرے بندو! مجھ سے ڈرتے رہو اور جو لوگ شیطان کی عبادت کرنے سے بچتے رہے اور اللہ کی طرف متوجہ رہے ان کے لئے خوشخبری ہے، پس میرے بندوں کو خوشخبری دے دیجئے۔

(۲) آیات کی تفسیر:۔ یہاں سے منکرینِ قیامت کے احوال کا بیان ہے کہ جو لوگ دنیا میں قیامت کا انکار کرتے تھے آج قیامت کے دن ان کے اوپر اور ان کے نیچے آگ ہوگی یعنی انکا اوڑھنا بچھونا سب کا سب آگ کا ہوگا۔ اس عذابِ دوزخ سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو انبیاء علیہم السلام کی وساطت سے بچاتے رہے ہیں اور ڈراتے رہے ہیں کہ اے میرے بندو! میرے عذاب سے ڈرتے رہو اسی طرح جو لوگ شیاطین کے اغوا سے غیر اللہ کو پوجنے سے بچتے رہے، کنارہ کش رہے اور ہمیشہ ہر کام میں اللہ کی طرف رجوع کرتے رہے انہی کے لئے خوشخبری ہے لہٰذا آپ میرے صالح بندوں کو میری رحمت کی خوشخبری سنا دیجئے یعنی جو لوگ حق بات کو توجہ سے سنتے ہیں اور اچھی بات کی پیروی کرتے ہیں یہی لوگ اللہ کی طرف سے ہدایت یافتہ ہیں اور یہی لوگ اہلِ عقل ہیں۔

(۳) **ظلل** اور **طاغوت** کا مصداق:۔ **ظلل** کا مصداق آگ کے شعلے ہیں۔ **طاغوت** کا مصداق بُت اور شیطانی طریقے اور انکی پرستش ہے۔

(۴) **ان یعبدوھا** کی ترکیبی حیثیت:۔ **ان** ناصبہ کی وجہ سے مفرد کی تاویل میں ہو کر **الطاغوت** سے بدل ہے۔

الشق الثانی..... حٰمٓ ۝ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ۝ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ ۝ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا ۭ اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ۝ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۭ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ۝ (پ۲۵۔ دخان: ۱ تا ۷)

آیات کریمہ کا ترجمہ اور تفسیر لکھیں، **لیلۃ مبرکۃ** کی تعیین کریں، **امرا** اور **رحمۃ** کی ترکیبی حیثیت واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) **لیلۃ مبٰرکۃ** کی تعیین (۴) **امرًا** اور **رحمۃ** کی ترکیبی حیثیت۔

جواب..... (۱) آیات کا ترجمہ:۔ **حم (اللہ اعلم بمرادہ)** قسم ہے واضح کتاب کی بیشک ہم نے اس کتاب کو مبارک رات میں نازل کیا کیونکہ بلاشبہ ہمیں ڈرانا مقصود تھا۔ اسی میں جدا کیا جاتا ہے ہر ایک امر حکمت والا جو حکم ہماری طرف سے ہوتا ہے کیونکہ ہم رسول بنا کر بھیجنے والے ہیں۔ آپ کے رب کی رحمت سے بیشک وہ سننے والا جاننے والا ہے اور وہ آسمانوں اور زمینوں اور جو کچھ ان کے درمیان ہے وہ اس کا رب ہے اگر تم یقین کرنے والے ہو۔

(۲) آیات کی تفسیر:۔ **حٰمٓ** کی مراد تو اللہ ہی جانتے ہیں قسم ہے اس کتاب واضح المعنی کی ہم نے اس کو لوحِ محفوظ سے آسمانِ دنیا پر ایک برکت والی رات (شب قدر) میں اتارا ہے کیونکہ ہم بوجہ شفقت کے اپنے ارادہ میں اپنے بندوں کو آگاہ کرنے والے تھے یعنی ہم کو یہ منظور ہوا کہ ان کو مضرتوں سے بچانے کیلئے خیر و شر پر مطلع کر دیں یہ قرآن کو نازل کرنے کا مقصد تھا آگے اس شب کے برکات و منافع کا بیان ہے کہ اس رات میں ہر حکمت والا معاملہ ہماری پیشی سے حکم صادر ہو کر طے کیا جاتا ہے یعنی سال بھر کے معاملات جو سارے کے سارے ہی حکمت پر مبنی ہوتے ہیں جس طرح انجام دینے اللہ کو منظور ہوتے ہیں اسی طریقے کو متعین کر کے انکی اطلاع متعلقہ فرشتوں کو کر کے انکے سپرد کر دیئے جاتے ہیں چونکہ وہ رات ایسی ہے اور نزولِ قرآن سب سے حکمت والا امر تھا اسلئے اس کیلئے بھی یہی رات منتخب کی گئی اور قرآن اسلئے نازل کیا گیا کہ ہم بوجہ رحمت جو آپ کے رب کی طرف سے ہوئی آپ کو پیغمبر بنانے والے تھے تاکہ آپ کی معرفت اپنے بندوں کو آگاہ کریں بیشک وہ بڑا سننے والا اور جاننے والا ہے اسلئے بندوں کی رعایت کرتا ہے اور وہ اللہ ایسا ہے جو آسمان اور زمین اور جو کچھ انکے درمیان ہے سب کا مالک ہے اگر تم یقین کرنا چاہو تو یہ توحید کے دلائل یقین کرنے کیلئے کافی ہیں۔

(۳) **لیلۃ مبٰرکۃ** کی تعیین:۔ اس سے مراد جمہور مفسرین کے نزدیک شب قدر ہے جو رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں ہوتی

0313 6257913 maktabazaryriyamultan@gmail.com

ہے اور بعض مفسرین عکرمہ رضی اللہ عنہ وغیرہ سے منقول ہے کہ اس سے مراد نصف شعبان کی رات یعنی شب براءۃ ہے۔

④ **امرًا اور رحمة کی ترکیبی حیثیت:۔** "امرًا" بمعنی **فرقًا** یہ مفعول مطلق ہونے کی وجہ سے منصوب ہے (**یفرق فرقًا**) یا مفعول مطلق من غیر لفظہ ہے۔ "رحمة" یہ مفعول لہٗ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۴ھ

الشق الاوّل ..... اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۙ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۙ وَّيَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيْزًا ۝ (پ۲۶۔ فتح:۱تا۳)

آیات کا ترجمہ اور تفسیر لکھیں، **سورۃ فتح** کا شانِ نزول تحریر کریں، **لیغفر لك** کا ترکیبی اعتبار سے کس سے تعلق ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾ .....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) آیات کا شانِ نزول (۴) **لیغفرلك** کا ترکیبی تعلق۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ بیشک ہم نے آپ کو کھلم کھلا فتح عطا کی تا کہ اللہ آپ کی اگلی اور پچھلی کوتاہیاں معاف کردے اور اپنی نعمت آپ پر تمام کردے اور تا کہ اللہ آپ کو سیدھے راستہ پر چلائے اور تا کہ اللہ آپ کی زبردست مدد کرے۔

② آیات کی تفسیر:۔ صلح حدیبیہ سے واپسی پر اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل کی جس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فتح مبین کی خوشخبری دی گئی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ہم نے کفار پر ایک بہت ہی بھاری فتح دی ہے اس صلح حدیبیہ کے ذریعے تا کہ آپ کی اگلی پچھلی اجتہادی کوتاہیاں اللہ تعالیٰ معاف کردیں اور آپ پر اپنا انعام کامل کردے اور آپ کو ہمیشہ اسلام کے صحیح راستہ پر ثابت قدم رکھے اور آپ کو ایسی زبردست نصرت عطا فرمائے کہ کوئی آپ کا مقابلہ نہ کرسکے۔

③ آیات کا شانِ نزول:۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ۶ھ کے اواخر میں تقریباً چودہ سو صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہمراہ عمرہ کے ارادے مدینہ سے کوچ کر کے مکہ کے قریب مقام حدیبیہ میں قیام فرمایا، قریش نے آپ کو عمرہ کرنے سے روک دیا اور آخر کار کئی روز کے بحث ومباحثہ کے بعد ان شرائط پر صلح قرار پائی کہ دس سال تک فریقین کے درمیان لڑائی بند رہے گی اور مسلمان اگلے سال غیر مسلح ہوکر عمرہ کریں گے اور اس عرصہ میں قریش کا کوئی آدمی مکہ سے بھاگ کر مدینہ آگیا تو اسے واپس کرنا ہوگا اور اگر مدینہ سے کوئی مسلمان مکہ آگیا تو اسے واپس نہیں کریں گے چنانچہ صلح نامہ لکھا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قربانیاں اسی مقام پر کردیں اور واپس مدینہ تشریف لائے چونکہ اس صلح سے مسلمانوں کو بہت فائدہ پہنچا بہت سے لوگ اسلام میں داخل ہوئے اسلئے حدیبیہ سے واپسی پر راستہ ہی میں سورۂ فتح نازل ہوئی۔

④ **لیغفرلك کا ترکیبی تعلق:۔** اس کا ترکیبی تعلق لفظِ **فَتَحْنَا** سے ہے۔

الشق الثانی ..... اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ ؕ مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَاۤ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُوْنَ ۝ اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَانُوْۤا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاَثَارُوا الْاَرْضَ وَعَمَرُوْهَاۤ اَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوْهَا وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ؕ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝ (پ۲۱۔ روم:۸،۹)

آیات کا ترجمہ وتفسیر تحریر کریں، **فینظروا** کی اعرابی حیثیت واضح کریں۔ **فما کان اللّٰہ** سے آخر تک ترکیب کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ .....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) **فینظروا** کی اعرابی حیثیت (۴) **فما کان اللّٰہ الخ** کی ترکیب۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ کیا انہیں غور کیا انہوں نے اپنے نفسوں میں، نہیں پیدا کیا اللہ نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان میں ہے مگر حقیقی مصلحت سے اور ایک وقت مقررہ کے لئے اور بہت سے لوگ اپنے رب کے ملنے سے منکر ہیں، کیا نہیں چلے پھرے وہ زمین میں کہ وہ غور کرتے کیسا ہوا ان لوگوں کا انجام جو ان سے پہلے ہوئے تھے وہ زیادہ طاقتور تھے ان سے اور انہوں نے

زمین کو جوتا اور آباد کیا، زیادہ اس سے جو انہوں نے آباد کیا اور آئے تھے ان کے پاس رسول واضح دلائل لیکر، پس نہیں تھا اللہ ایسا کہ ظلم کرتا ان پر مگر وہ خود ہی اپنے اوپر ظلم کر رہے تھے۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت اور جبروت کا مشاہدہ کرایا ہے کہ یہ لوگ دنیا کی چند روزہ فانی لذتوں میں ایسے مست ہو گئے کہ اس کارخانہ کی حقیقت اور انجام سے بالکل غافل ہو گئے، یہ خود بھی اگر اپنے اندر غور کرتے تو ان پر کائنات کا راز منکشف ہو جاتا کہ اللہ نے آسمان وزمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے بیکار پیدا نہیں فرمایا بلکہ ان چیزوں کی تخلیق سے مقصود خالقِ کائنات کو پہچاننا ہے اور اس کی رضا کی جستجو میں لگنا ہے اور اس کی ناراضگی سے بچنا ہے۔ اس کے بعد یہ معلوم کرنا کہ اللہ کن اعمال سے راضی ہوتا ہے اور کن سے ناراض ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ ان دونوں قسم کے کاموں کی کچھ جزاء وسزا ہونا بھی ضروری ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ دنیا دار الجزاء نہیں ہے کہ اس میں انسان کو اس کے اچھے یا برے عمل کی جزا ملے اس لئے ضروری ہے کہ کوئی ایسا دن آئے جس میں ہر ایک کو اس کے کئے کا بدلہ ملے اسی کا نام قیامت ہے اور آخرت ہے۔

خلاصہ یہ کہ یہی لوگ اگر غور وفکر کرتے تو آسمان وزمین اور ان کی مخلوقات اس کی گواہی دیتی کہ یہ چیزیں دائمی نہیں کچھ مدت کے لئے ہیں بلکہ ان کے بعد دوسرا عالم آنے والا ہے جو دائمی ہوگا۔ دوسری آیت میں ارشاد فرمایا کہ اہلِ مکہ اپنے تجارتی سفروں میں ان قوموں کی بستیوں کا مشاہدہ کرتے ہیں جنہوں نے اپنے نبی کی بات نہ مانی تو اللہ نے ان کو ہلاک کر دیا باوجود اس بات کے کہ وہ طاقت کے اعتبار سے کفارِ مکہ سے زیادہ تھے تو اہلِ مکہ کو ان کے انجام میں غور کر کے عبرت پکڑنی چاہیے تھی کہ اگر ہم نے اپنے نبی کی بات کو نہ مانا تو ہمارا حشر بھی انہی قوموں کی طرح ہوگا جو ہم سے پہلے گزر چکی ہیں۔

❸ **فینظروا کی اعرابی حیثیت:۔ فینظروا** کا عطف ہے **یسیروا** پر اصل میں **یسیرون** تھا لَمْ کی وجہ سے نون اعرابی گر گیا **فا** عاطفہ ہے اور **ینظرون کا یسیرون** پر عطف ہونے کی وجہ سے **ینظرون** پر جزم آئی اور نون اعرابی گر گیا۔

❹ **فما کان اللہ الخ کی ترکیب:۔ ف** تفصیلیہ **ما** نافیہ **کان** فعل از افعال ناقصہ **اللہ** اسم لَ گئی **یظلم** فعل با فاعل **ھم** ضمیر مفعول بہٖ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہٖ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر کان کی خبر، کان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر مستدرک منہ **واؤ** زائدہ **لٰکن** حرف استدراک **کانوا** فعل از افعال ناقصہ ضمیر اس کا اسم **انفس** مضاف **ھم** ضمیر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مفعول بہٖ مقدم **یظلمون** فعل اپنے فاعل اور مفعول مقدم سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر ہوئی **کان** کی، **کان** اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر مستدرک، مستدرک منہ اپنے مستدرک سے ملکر جملہ استدراکیہ ہوا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۴ھ

الشق الاوّل..... اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ الْمَآءَ اِلَی الْاَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا تَاْكُلُ مِنْهُ اَنْعَامُهُمْ وَ اَنْفُسُهُمْ ؕ اَفَلَا یُبْصِرُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَ یَقُوْلُوْنَ مَتٰی هٰذَا الْفَتْحُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۲۸﴾ قُلْ یَوْمَ الْفَتْحِ لَا یَنْفَعُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِیْمَانُهُمْ وَ لَا هُمْ یُنْظَرُوْنَ ﴿۲۹﴾ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَ انْتَظِرْ اِنَّهُمْ مُّنْتَظِرُوْنَ ﴿۳۰﴾ (پ۲۱۔ سجدہ:۲۶ تا ۳۰) آیات کا ترجمہ کریں، آیات کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے بتلائیں کہ دونوں آیتوں میں **الفتح** کا مصداق ایک ہے، یا الگ الگ؟ **الماء** اور **الارض الجرز** کی مراد واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) **الفتح** کا مصداق (۴) **الماء، الارض الجرز** کی مراد۔

جواب..... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ کیا نہیں دیکھا انہوں نے کہ ہم چلاتے ہیں پانی کو خشک زمین کی طرف، پھر نکالتے ہیں ہم اس کے ذریعے کھیتی کو، کھاتے ہیں اس میں سے ان کے چوپائے اور وہ خود بھی، کیا وہ دیکھتے نہیں اور وہ کہتے ہیں کہ کب ہوگا یہ فیصلہ اگر ہو تم سچے؟ کہہ دیجئے کہ فیصلے کے دن کافروں کو ان کا ایمان لانا نفع نہیں دیگا اور نہ انہیں مہلت دی جائے گی، پس آپ اعراض کیجئے ان سے اور انتظار کیجئے بیشک وہ بھی منتظر ہیں۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ ان آیات میں منکرینِ بعث بعد الموت کو دعوتِ فکر دی جارہی ہے کہ کیا انہوں نے غور سے نہیں دیکھا کہ ہم بارش اور دریاؤں کا پانی خشک زمین کی طرف لیجا کر اسکے ذریعے سے اس میں کھیتی اگاتے ہیں جس میں سے وہ خود بھی کھاتے ہیں اور ان کے جانور بھی، کیا وہ چشم بصیرت سے ان مظاہرِ قدرت کو نہیں دیکھتے اور وہ منکرین حشر ونشر تم سے کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو بتاؤ کہ یہ حق وباطل میں فیصلہ کب ہوگا یعنی قیامت کب آئیگی؟ تو ان کے جواب میں آپ ان سے کہہ دیجئے کہ تمہارا اس دن ایمان تمہیں نفع نہیں دے گا اور نہ ہی کچھ مہلت ملے گی کہ آئندہ وہ ایمان لا کر اعمالِ صالحہ کرسکیں، پھر آپ ﷺ کو حکم دیا جارہا ہے کہ پس آپ انہیں چھوڑ دیجئے وہ ایمان نہیں لاتے تو نہ لائیں اور نہیں مانتے تو نہ مانیں اور آپ فتح ونصرت کیلئے وعدۂ الٰہی کا انتظار کیجئے اور وہ بھی تم پر غلبہ پانے کا انتظار کررہے ہیں۔

❸ **الفتح کا مصداق:۔** دونوں جگہ **الفتح** کا مصداق ایک ہے اور اس سے مراد قیامت کا دن ہے۔

❹ **الماء، الارض الجرز کی مراد:۔ الماء:** سے مراد یا تو بارش کا پانی ہے یا پھر دریاؤں اور سمندروں کا پانی ہے۔

الارض الجرز: سے مراد وہ زمین ہے جو یا نی کے نہ ملنے کی وجہ سے بنجر اور خشک ہوگئی ہو یا نی کے ذریعے اللہ تعالیٰ اسکو آباد کردیتے ہیں۔

الشق الثانی .....وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿۷۶﴾ وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِيْنَ ﴿۷۷﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۷۸﴾ سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۹﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۰﴾ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۱﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿۸۲﴾ (پ۲۳۔صٰفّٰت:۷۵تا۸۲) آیات کریمہ کا ترجمہ کریں، آیات کریمہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے **اھل** اور **کرب عظیم** کا مصداق تحریر کریں، **ھم الباقین** کی ترکیبی حیثیت واضح کریں نیز آیات مبارکہ کا ماقبل سے ربط بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں پانچ امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) آیات کا ماقبل سے ربط (۴) **اھل** اور **کرب عظیم** کا مصداق (۵) **ھم الباقین** کی ترکیبی حیثیت۔

جواب ..... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ اور نوح علیہ السلام نے ہمیں پکارا پس ہم خوب اچھا جواب دینے والے ہیں اور نجات دی ہم نے ان کو اور ان کے گھر والوں کو بڑی بھاری مصیبت سے اور ہم نے ان کی ذریّت کو باقی رہنے والا کردیا اور پیچھے چھوڑا ہم نے اس پر پیچھے آنے والوں میں کہ سلام ہو نوح علیہ السلام پر سارے جہاں میں، بیشک ہم ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں نیکی کرنے والوں کو، بیشک تھے وہ ہمارے ایماندار بندوں میں سے پھر غرق کردیا ہم نے دوسروں کو۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ ان آیات میں حضرت نوح علیہ السلام کے واقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کی سرکشی سے تنگ آکر ہمیں امداد کے لئے پکارا تو ہم نے بروقت ان کی فریاد سن لی اور ہم اچھے فریاد سننے والے ہیں اور ہم نے ان کو اور انکے تابعین کو بڑے بھاری غم سے جو کفار کی تکذیب اور ایذاء رسانی سے پیش آیا تھا نجات دی یعنی طوفان سے کفار کو غرق اور انکے تابعین کو بچالیا اور ہم نے انہی کی اولاد کو باقی رہنے دیا یعنی انہی سے نسل کا سلسلہ چلا اور ہم نے ان کیلئے پیچھے آنے والوں میں یہ بات مدت دراز کیلئے رہنے دی کہ نوح علیہ السلام پر سارے عالم والوں کی طرف سے سلام ہو اور ہم مخلصین کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں۔ بیشک وہ ہمارے ایماندار بندوں میں سے تھے پھر ہم نے کافروں کو غرق کردیا۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

❸ آیات کا ماقبل سے ربط:۔ پچھلی آیت میں تذکرہ کیا گیا تھا کہ ہم نے پہلی امتوں کے پاس بھی ڈرانے والے پیغمبر بھیجے تھے لیکن اکثر لوگوں نے انکی بات نہیں مانی اسلئے ان کا انجام بہت برا ہوا اب یہاں سے اسی اجمال کی کچھ تفصیل بیان کی جارہی ہے اور اس ضمن میں کئی انبیاء علیہم السلام کے واقعات بیان کئے گئے ہیں سب سے پہلے ان آیات میں حضرت نوح علیہ السلام کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کا واقعہ تفصیل کے ساتھ سورۃ ہود میں مذکور ہے۔

❹ **اھل اور کرب عظیم کا مصداق:۔ اھل** سے مراد ان کے متبعین ہیں، **کرب عظیم** سے مراد نوح علیہ السلام کی تکذیب اور کفار کی ایذاء رسانی ہے۔

❺ **ھم الباقین کی ترکیبی حیثیت:۔ ھم** ضمیر فصل ہے اور **الباقین جعلنا** کا مفعول ثانی ہے، پوری آیت کی ترکیب یہ ہے

جعلنا فعل وفاعل ذریتہ مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ اوّل **ھم** ضمیر فصل **الباقین** مفعول ثانی، فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

﴿الورقة الاولیٰ: فی التفسیر﴾

﴿السوال الاول﴾ ۱۴۳۵ھ

الشق الاوّل ..... قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۵۴﴾ وَ اَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَ اَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۵۴﴾ وَ اتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ﴿۵۵﴾ (پ۲۴۔زمر:۵۳تا۵۵)

آیات کریمہ کا ترجمہ کریں، آیات کریمہ کی تفسیر اور شانِ نزول بیان کریں، **بغتة** کے منصوب ہونے کی وجہ تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ .....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) آیات کا شانِ نزول (۴) **بغتة** کے منصوب ہونے کی وجہ۔

جواب ..... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ کہہ دیجئے اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا وہ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں بیشک اللہ سب گناہ معاف کردے گا، بیشک وہ بخشنے والا بڑا رحم کرنے والا ہے اور اپنے رب کی طرف رجوع کرو اور اسی کا حکم مانو قبل اس کے کہ تم پر عذب آجائے پھر تم کو مدد بھی نہ مل سکے اور اتباع کرو ان اچھی باتوں کی جو تمہاری طرف نازل کی گئیں تمہارے رب کی طرف سے قبل اس کے کہ تم پر اچانک عذاب آجائے اور تم کو خبر بھی نہ ہو۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ اے پیغمبر! سوال کرنے والوں کو میری طرف سے کہہ دیجئے کہ اے میرے بندو جنہوں نے کفر وشرک کرکے اپنے اوپر ظلم کیا ہے میری رحمت سے مایوس نہ ہوں اور یہ خیال نہ کرو کہ ایمان لانے کے بعد گزشتہ کفر وشرک پر مواخذہ ہوگا، سو یہ بات نہیں بلکہ بالیقین اللہ تعالیٰ اسلام کی برکت سے گزشتہ تمام گناہوں کو خواہ کفر وشرک ہی کیوں نہ ہوں معاف فرمادے گا اور چونکہ اس معافی کی شرط کفر سے توبہ کرنا ہے اور اسلام لانا ہے اس لئے تم کفر سے توبہ کرنے کیلئے اپنے رب کی طرف رجوع کرو اور اسلام قبول کرنے میں اس کی فرمانبرداری کرو، ورنہ اسلام نہ لانے کی صورت میں تم پر عذابِ الٰہی نازل ہوسکتا ہے پھر اس وقت کسی کی طرف سے تمہاری مدد نہ کی جائے گی، مطلب یہ کہ اسلام لانے کی صورت میں جس طرح کفر وشرک جیسے گناہ معاف ہوجائیں گے اسی طرح ایمان نہ لانے کی صورت میں اس کفر وشرک پر عذاب ہوگا جس کا کوئی دفیعہ نہیں اور جب یہ بات ہے تو تم کو چاہیے کہ اپنے رب کی طرف سے آئے ہوئے حکموں پر چلو ورنہ اچانک تم پر عذاب آئے گا اور تمہیں خبر بھی نہ ہوگی۔

❸ آیات کا شانِ نزول:۔ حضرت وحشی جو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل تھے اسی طرح دیگر مشرکین کو اسلام کی طرف بلایا گیا تو انہوں نے اپنے جرائم کی بناء پر مغفرتِ الٰہی سے مایوسی کا اظہار کرکے اسلام قبول کرنے سے گریز کیا تو یہ آیات نازل ہوئیں۔

0213 6357911 maktabazakaria@gmail.com

❹ **بغتة** کے منصوب ہونے کی وجہ:۔ **بغتة** مفعول مطلق ہے اس کا موصوف محذوف ہے جو کہ **اتیانًا** ہے، دوسرا احتمال یہ ہے کہ یہ **العذاب** سے حال ہے۔

الشق الثانی ..... وَ الَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَ الْفَوَاحِشَ وَ اِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَ الَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۪ وَ اَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ ۪ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ ﴿۳۹﴾ وَ جَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ عَفَا وَ اَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۰﴾ (پ۲۵۔شوریٰ:۳۷تا۴۰)

آیات کا ترجمہ کریں، آیات کی تفسیر کرتے ہوئے اسلام میں شوریٰ کی اہمیت پر روشنی ڈالیں، گناہ کبیرہ کی تعریف ذکر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ .....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) شوریٰ (مشورہ) کی اسلام میں اہمیت (۴) گناہِ کبیرہ کی تعریف۔

جواب ..... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ جولوگ کبیرہ گناہوں سے اور بے حیائی کے کاموں سے پرہیز کرتے ہیں اور جب غضب میں ہوتے ہیں تو معاف کردیتے ہیں اور جولوگ اپنے رب کا حکم مانتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور ان کا کام آپس میں مشورہ کرنا ہے اور جو مال ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں اور جب ان پر ظلم ہوتا ہے تو وہ اس سے بدلہ لیتے ہیں اور برائی کا بدلہ برائی ہے اس کی مثل، پس جس نے معاف کردیا اور صلح کرلی تو اس کا اجر اللہ پر ہے بیشک اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ جولوگ کبیرہ گناہوں (شرک، قتل، چوری وغیرہ) اور بے حیائی کے کاموں مثلاً زناء وغیرہ سے اجتناب کرتے ہیں اور ان کو کہیں سے اگر تکلیف پہنچے اور وہ اس سے ناراض ہوجائیں تو فوراً معاف کردیتے ہیں اور یہ لوگ ہمیشہ اللہ کا حکم مانتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور ضروری واہم امور میں باہم مشورہ کرتے ہیں اور اللہ کے دیئے ہوئے مال میں سے اس کے حکم پر خرچ کرتے ہیں اور جب ان کو کسی کی طرف سے ظلم پہنچے تو صرف بدلہ پر اکتفاء کرتے ہیں اور کوئی زیادتی نہیں کرتے اور برائی کے بدلہ میں ویسی ہی برائی جائز ہے زیادتی درست نہیں ہے پس جس نے برائی کرنے والے کو معاف کردیا اور اس سے صلح کرلی تو اس کے لئے بہت بڑا ثواب ہے، جو اللہ کے ذمے ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔

❸ شوریٰ (مشورہ) کی اسلام میں اہمیت:۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے میں نے عرض کیا کہ آپ ﷺ کے بعد اگر ہمیں کوئی ایسا معاملہ پیش آئے جس میں قرآن نے کوئی فیصلہ نہیں کیا اور آپ ﷺ سے بھی اس کا کوئی حکم ہمیں نہیں ملا تو ہم کیسے عمل کریں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کے لئے میری امت کے عبادت گزاروں کو جمع کرلو اور آپس میں مشورہ کرکے طے کرلو کسی کی تنہا رائے سے فیصلہ نہ کرو، اس روایت کے بعض الفاظ میں فقہاء وعابدین کا لفظ آیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ مشورہ ان لوگوں سے لینا چاہیے جو فقہاء دین کی سمجھ بوجھ رکھنے والے اور عبادت گزار ہوں۔ صاحب روح المعانی نے فرمایا کہ جو مشورہ اس طریق پر نہیں بلکہ بے علم بے دین لوگوں میں دائر ہو اس کا فساد اس کی اصلاح پر غالب رہے گا اور ایک روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے کسی کام کا ارادہ کیا اور اس میں مشورہ لیکر عمل کیا تو اللہ تعالیٰ اس کو ارشد امور کی طرف ہدایت فرما دے گا یعنی اس کا رُخ اس طرف پھیر دے گا جو اس کے لئے انجام کے لحاظ سے کارِ خیر اور بہتر ہو۔ ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ مہماتِ مملکت میں مشورہ لینا واجب ہے اسلام میں امیر کا انتخاب بھی مشورہ پر موقوف کرکے زمانہ جاہلیت کی شخصی بادشاہتوں کو ختم کیا ہے، اسلام نے سب سے پہلے اس کو ختم کرکے حقیقی جمہوریت کی بنیاد ڈالی مگر مغربی جمہوریت کی طرح عوام کو ہر طرح کے اختیارات نہیں دیئے، اہلِ شوریٰ پر بھی کچھ پابندیاں عائد فرمائی ہیں وغیرہ۔

❹ گناہِ کبیرہ کی تعریف:۔ فرائض یا واجبات کو ترک کرنا اور محرمات کا عمل میں لانا گناہِ کبیرہ کہلاتا ہے مثلاً شرک باللہ، زنا، قتل، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، جہاد سے بھاگنا، پاکدامنوں پر تہمت لگانا وغیرہ۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۵ھ

الشق الاوّل ..... وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّونَ ﴿٥٧﴾ وَقَالُوا أَآلِهَتُنَا خَيْرٌ أَمْ هُوَ ۚ مَا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدَلًا ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ ﴿٥٨﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنَاهُ مَثَلًا لِبَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿٥٩﴾ وَلَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَلَائِكَةً فِي الْأَرْضِ يَخْلُفُونَ ﴿٦٠﴾ وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُونِ ۚ هَٰذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ﴿٦١﴾ (پ۲۵۔ زخرف: ۵۷ تا ۶۱)

آیات کا ترجمہ لکھیں، آیات کی تفسیر کرتے ہوئے **وانہ لعلم** میں ضمیر کا مرجع متعین کریں، خط کشیدہ الفاظ کے لغوی معنی تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) **وانہ لعلم** کی ضمیر کا مرجع (۴) خط کشیدہ الفاظ کے لغوی معنی۔

جواب ..... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ جب ابن مریم کی مثال بیان کی گئی تو اسی وقت آپ کی قوم کے لوگ کھل کھلا کر ہنسنے لگے اور کہنے لگے کہ ہمارا معبود اچھا ہے یا وہ انہوں نے یہ مثال محض جھگڑا کرنے کے لئے بیان کی بلکہ وہ لوگ تو ہیں ہی جھگڑالو، نہیں ہیں وہ

(عیسیٰ) مگر ایک بندہ جس پر ہم نے فضل کیا اور ہم نے اس کو بنی اسرائیل کے لئے ایک مثال بنا دیا اور اگر ہم چاہتے تو بنا دیتے تم میں سے فرشتے جو زمین میں تمہارے قائمقام ہوتے اور بیشک وہ تو ایک قیامت کا نشان ہے پس تم ہرگز اس کے آنے میں شک نہ کرو اور میری پیروی کرو، یہی سیدھا راستہ ہے۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ جب حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے متعلق ایک معترض کی طرف سے ایک عجیب مضمون بیان کیا گیا، عجیب اسلئے کہ سرسری نظر سے اس کا بطلان معلوم ہو جاتا، جب یہ اعتراض کیا گیا تو یکا یک آپ کی قوم اس اعتراض کو سننے کیلئے خوشی کے مارے چلانے لگے اور اس معترض کے ساتھ متفق ہو کر کہنے لگے کہ بتلایئے آپ کے نزدیک ہمارے معبود زیادہ بہتر ہیں یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام بہتر ہیں یعنی اس سے ہمارے معبود بہتر ہیں پھر جب اس کی پرستش جائز ہے تو ہمارے معبودوں کی پرستش کیوں ناجائز ہوئی؟ یہاں تک تو ان کی گفتگو تھی اب اس کا جواب دیتے ہیں کہ یہ مثال ان کی محض ناحق شناسی سے ہے اور بیجا ہے کہ یہ لوگ ناحق جھگڑا کرنے والے ہیں غلط حجت جو محض سخن پروری کی وجہ سے ہو جدل باطل ہے یہ تمہید تھی اب اس کا اصل حال بیان فرماتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام نہ خدا تھے اور نہ ہی خدا کا بیٹا بلکہ وہ ہمارا بندہ تھا صرف یہ بات تھی کہ اس پر ہم نے انعام کیا تھا اور فضیلت دی تھی من جملہ انکے یہ بات تھی کہ اس کو بغیر باپ کے پیدا کیا تھا جس کی وجہ سے اس کو جاہل خدا اور اس کا بیٹا سمجھنے لگے وہ ملائکہ سے تو اس بات میں بڑھ کر نہ تھا جنکی نہ ماں ہے نہ باپ، کھانے پینے سے بھی پاک ہیں اگر ہم چاہیں تو تمہاری جگہ ان کو دنیا میں بھیج دیں کہ یہاں خلافت کریں، اصل بات یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا کرنے میں ہم نے اُن کو بنی اسرائیل کیلئے اپنی قدرت کی نشانی بنایا تھا تا کہ وہ اس پر ایمان لائیں اور ان پر قیامت کی نشانی ہے کہ قیامت کے قریب دنیا پر اتریں گا جیسا کہ حدیث صحیحہ میں آیا ہے، تم اس میں یعنی قیامت کے قائم ہونے میں شک نہ کرو، میرا کہا مانو یہ سیدھا راستہ ہے اور شیطان کے بہکانے میں نہ آؤ وہ تمہارا دشمن ہے۔

❸ **وانه لعلم** میں ضمیر کا مرجع:۔ **انه** میں ضمیر کا مرجع حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔

❹ خط کشیدہ الفاظ کے لغوی معنی:۔ "**ضرب**" ماضی مجہول کا صیغہ ہے لفظی معنی مارنا، مراد یہاں مثال بیان کرنا ہے۔

"**یصدون**" مضارع کا صیغہ ہے بمعنی کھل کھلا کر ہنسنا۔ "**خصمون**" بمعنی جھگڑالو۔

"**فلا تمترن**" نہی حاضر کا صیغہ ہے بمعنی ہرگز شک نہ کرو۔

الشق الثانی..... وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ ۝ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ ۝ (پ۲۱۔روم:۲۰ تا ۲۲)

آیات کا ترجمہ کریں، ان آیات میں جن قدرتوں کا ذکر ہے ان کی تفصیل بیان کریں، **وجعل بینکم مودة ورحمة** کی ترکیب کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات میں مذکور قدرتوں کی تفصیل (۳) **وجعل بینکم مودة و رحمة** کی ترکیب۔

جواب..... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر اچانک تم آدمی بن کر پھیلے ہوئے پھرتے ہو اور اس کی قدرت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری جنس سے جوڑے بنائے تا کہ تم انکے پاس آرام کرو اور تمہارے درمیان محبت اور ہمدردی پیدا فرما دی اس میں ان لوگوں کیلئے نشانیاں ہیں جو فکر کرتے ہیں اور اسکی نشانیوں میں سے آسمانوں کو پیدا فرمانا اور تمہاری بولیوں اور رنگوں کا مختلف ہونا ہے، بلاشبہ اس میں جاننے والوں کیلئے نشانیاں ہیں۔

❷ آیات میں مذکور قدرتوں کی تفصیل:۔ اوّل تو یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے باپ آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا فرمایا تم لوگ انہی کی نسل میں سے ہو جیسا کہ سورۃ نساء میں اور یا اس طرح کہ نطفہ کی اصل غذا ہے اور اسکی اصل عناصر ہیں جن میں جزو غالب مٹی ہے

پھر تھوڑے ہی روز بعد کیا ہوا کہ تم آدمی بن کر زمین پر پھیلے ہوئے پھرتے نظر آتے ہو اور اسی کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہارے فائدے کے واسطے تمہاری جنس کی بیویاں بنائیں تا کہ تم کو انکے پاس سے راحت و آرام ملے اور تم میاں بیوی میں محبت اور ہمدردی پیدا کی، اس میں بھی ان لوگوں کیلئے قدرت کی نشانیاں ہیں جو فکر سے کام لیتے ہیں اور اسی کی نشانیوں میں سے آسمان اور زمین کا بنانا ہے اور تمہارے لب ولہجہ اور رنگوں کا الگ الگ ہونا ہے اس میں بھی دانشمندوں کیلئے قدرت کی نشانیاں ہیں۔

③ **وجعل بینکم مودة و رحمة** کی ترکیب:۔ **جعل** فعل **ھو** ضمیر فاعل **بین** مضاف **کم** ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ **مودة** معطوف علیہ **واؤ** عاطفہ **رحمة** معطوف، معطوف علیہ ومعطوف ملکر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

﴿السوال الثالث﴾ ١٤٣٥ھ

الشق الاوّل ..... فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿٥٠﴾ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ اِنِّيْ كَانَ لِيْ قَرِيْنٌ ﴿٥١﴾ يَّقُوْلُ اَئِنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِيْنَ ﴿٥٢﴾ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَدِيْنُوْنَ ﴿٥٣﴾ قَالَ هَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ ﴿٥٤﴾ فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ فِيْ سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ﴿٥٥﴾

آیات مبارکہ کا ترجمہ کریں، ان آیات مبارکہ میں جس جنتی اور اسکے کافر ملاقاتی کا ذکر ہے ان کا پورا واقعہ بیان کریں، **فاطلع فراٰہ فی سواء الجحیم** کی ترکیب کریں۔ (پ٢٣۔ صٰفّٰت: ٥٠ تا ٥٥)

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (١) آیات کا ترجمہ (٢) جنتی اور کافر ملاقاتی کا واقعہ (٣) **فاطلع فراٰہ فی سواء الجحیم** کی ترکیب۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ سو ان میں بعض بعض پر متوجہ ہو کر ایک دوسرے سے سوال کرینگے ان میں سے ایک کہے گا کہ بلاشبہ میرا ایک ساتھی تھا وہ کہتا تھا کہ کیا تو تصدیق کرنے والوں میں سے ہے کہ کیا جب ہم مر جائینگے اور مٹی اور ہڈی ہو جائینگے تو کیا ہمیں اپنے کاموں کا بدلہ دیا جائیگا وہ کہے گا کیا تم جھانک کر اسے دیکھنا چاہتے ہو؟ سو وہ شخص جھانکے گا تو اس کو جہنم کے بیچ میں دیکھ لے گا۔

② جنتی اور کافر ملاقاتی کا واقعہ:۔ ابتدائی دس آیتوں میں اہلِ جنت کے عمومی حالات بیان کرنے کے بعد ایک جنتی کا خاص طور پر واقعہ ذکر کیا گیا ہے کہ وہ جنت کی مجلس میں پہنچنے کے بعد اپنے ایک کافر دوست کو یاد کرے گا جو دنیا میں آخرت کا منکر تھا اور پھر اللہ تعالیٰ کی اجازت سے اسے جہنم کے اندر جھانک کر اس سے باتیں کرنے کا موقع دیا جائے گا۔ قرآن کریم میں اس شخص کا کوئی نام و پتہ نہیں دیا گیا اس لئے یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ کون ہوگا تاہم بعض مفسرین نے یہ خیال کیا ہے کہ اس مومن شخص کا نام یہوداہ اور اسکے کافر ملاقاتی کا نام مطروس ہے یہ وہی دو ساتھی ہیں جن کا تذکرہ سورۂ کہف کی آیت **واضرب لھم مثلا الرجلین الخ** میں موجود ہے۔ علامہ سیوطیؒ نے متعدد تابعین سے اس شخص کی تعیین کے لئے ایک اور واقعہ نقل کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ دو آدمی کاروبار میں شریک تھے ان کو آٹھ ہزار دینار کی آمدنی ہوئی اور دونوں نے چار ہزار دینار آپس میں بانٹ لئے، ایک شریک نے اپنی رقم میں سے ایک ہزار دینار خرچ کر کے ایک زمین خریدی، دوسرا ساتھی بہت نیک تھا اس نے یہ دعا کی یا اللہ فلاں شخص نے ایک ہزار دینار میں ایک زمین خریدی میں آپ سے ایک ہزار دینار کے عوض جنت میں زمین خریدتا ہوں اور ایک ہزار دینار کا صدقہ کر دیا پھر اس کے ساتھی نے ایک ہزار دینار خرچ کر کے ایک گھر بنایا تو اس شخص نے کہا یا اللہ فلاں شخص نے ایک ہزار میں ایک گھر تعمیر کیا ہے، میں آپ سے ایک ہزار دینار میں جنت کا ایک گھر خریدتا ہوں تو اس نے مزید ایک ہزار دینار صدقہ کر دیئے اس کے بعد اس کے ساتھی نے ایک عورت سے شادی کر لی اور اس پر ایک ہزار دینار خرچ کر دیئے تو اس نے کہا یا اللہ فلاں نے ایک عورت سے شادی کر کے ایک ہزار دینار خرچ کر دیئے ہیں اور میں جنت کی عورتوں میں سے کسی کو پیغام اور یہ ایک ہزار دینار نذر کرتا ہوں یہ کہہ کر

0313 3357913 maktabazakariyafurqan@gmail.com

وہ ایک ہزار بھی صدقہ کر دیئے پھر اسکے ساتھی نے ایک ہزار دینار میں کچھ غلام اور سامان خریدا تو پھر اس نے ایک ہزار صدقہ کر کے اللہ تعالیٰ سے اسکے عوض جنت کے غلام اور جنت کا سامان طلب کیا اس کے بعد اتفاق سے اس مومن بندے کو کوئی شدید حاجت پیش آئی اسے خیال ہوا میں اپنے سابق شریک کے پاس جاؤں شاید وہ نیکی کا ارادہ کرے چنانچہ اس نے اپنے ساتھی سے اپنی ضرورت کا ذکر کیا ساتھی نے پوچھا تمہارا مال کیا ہوا اس کے جواب میں اس نے پورا قصہ سنایا اس پر اس نے حیران ہو کر کہا کیا واقعی تم اس بات کو سچا سمجھتے ہو کہ ہم جب مر کر خاک ہو جائیں گے تو ہمیں دوسری زندگی ملے گی اور وہاں ہم کو ہمارے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا جاؤ میں تمہیں کچھ نہیں دوں گا، اسکے بعد دونوں کا انتقال ہو گیا۔ مذکورہ آیات میں جنتی سے مراد وہ آدمی ہے جس نے آخرت کی خاطر اپنا سارا مال خرچ کر دیا تھا اور اس کا جہنمی ملاقاتی وہی شریک کاروبار ہے جس نے آخرت کی تصدیق کرنے پر اس کا مذاق اڑایا تھا۔

❸ **فاطلع فرآہ فی سواء الجحیم** کی ترکیب:۔ **فا** جزائیہ یا جوابیہ **اطلع فعل هو** ضمیر فاعل، فعل فاعل ملکر معطوف علیہ **ف** عاطفہ **رآہ فعل هو** ضمیر فاعل ہ ضمیر مفعول بہٖ **فی** حرفِ جر **سواءِ** مضاف **الجحیم** مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ و متعلق سے ملکر معطوف، معطوف علیہ و معطوف ملکر جملہ معطوفہ ہوا۔

الشق الثانی ..... فَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۪ (پ۲۵۔شوریٰ:۳۶ تا ۳۸)

آیات مبارکہ کا ترجمہ کریں، **کبائر الاثم** کی وضاحت کریں، مومنین کی صفات مذکورہ کی تفصیل بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) **کبائر الاثم** کی وضاحت (۳) مؤمنین کی صفات کی تفصیل۔

جواب ..... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ اور تم کو جو بھی چیز دی گئی ہے سو وہ دنیا والی زندگی کا سامان ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ بہتر ہے اور زیادہ باقی رہنے والا ہے ان لوگوں کیلئے جو ایمان لائے اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں اور جو کبیرہ گناہوں سے اور بے حیائی کی باتوں سے بچتے ہیں اور جب غصہ آجائے تو وہ معاف کرتے ہیں اور جنہوں نے اپنے رب کا حکم مانا اور نماز قائم کی۔

❷ **کبائر الاثم** کی وضاحت:۔ جو کبیرہ گناہوں سے خصوصاً بے حیائی کے کاموں سے پرہیز کرنے والے ہیں، کبیرہ گناہ کیا ہیں، کبیرہ گناہوں میں سبھی گناہ داخل ہیں ان میں سے فواحش کو الگ کر کے یہاں ذکر فرمانے میں یہ حکمت ہے کہ فواحش کا گناہ عام کبیرہ گناہوں سے زیادہ سخت ہے اور اس کے اثرات متعدی ہوتے ہیں جس سے دوسرے لوگ بھی متاثر ہوتے ہیں، فواحش کا لفظ ان کاموں پر بولا جاتا ہے جن میں بے حیائی ہو جیسے زنا اور اس کے مقدمات نیز وہ اعمال بد جو ڈھٹائی کے ساتھ اعلانیہ کئے جاویں وہ بھی فواحش کہلاتے ہیں کہ ان کا وبال بھی نہایت شدید اور پورے انسانی معاشرے کو خراب کرنے والا ہے۔

❸ مؤمنین کی صفات کی تفصیل:۔ یعنی جب وہ غصہ میں آتے ہیں تو معاف کر دیتے ہیں یہ حسن اخلاق کا اعلیٰ نمونہ ہے کیونکہ کسی کی محبت یا کسی پر غصہ یہ دونوں چیزیں جب غالب آتے ہیں تو اچھے بھلے عاقل آدمی کو اندھا بہرا کر دیتی ہے وہ جائز ناجائز حق باطل اور اپنے کئے کے نتائج پر غور کرنے کی صلاحیت کھو بیٹھتا ہے جس پر غصہ آتا ہے اس کی کوشش یہ ہونے لگتی ہے کہ مقدور بھر اس پر غصہ اتار جائے مؤمنین اور صالحین کی اللہ تعالیٰ نے یہ صفت بیان کی کہ صرف وہ اس پر اکتفاء نہیں کرتے کہ غصہ کے وقت حق و ناحق کی حدود پر قائم رہیں بلکہ اپنے حق ہوتے ہوئے بھی معاف کر دیتے ہیں۔ استجاب سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو حکم ملے اس کو فوراً بے چون و چرا اور بے تامل قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کیلئے تیار ہو جائے وہ اپنی طبیعت کے مطابق ہو یا مخالف ہر حال میں اس کی تعمیل کرے، اس میں اسلام کے تمام فرائض کی ادائیگی اور تمام محرمات اور مکروہات سے بچنے کی پابندی شامل ہے مگر فرائض میں سے چونکہ نماز سب سے اہم فرض ہے اور اس میں یہ خاصہ بھی ہے کہ اس پر عمل کرنے سے دوسرے فرائض کی پابندی اور ممنوع چیزوں سے بچنے کی توفیق بھی ہو جاتی ہے اسلئے اس کو ممتاز کر کے فرما دیا یعنی یہ لوگ نماز کو اسکے تمام واجبات اور آداب کے ساتھ صحیح صحیح ادا کرتے ہیں۔

0313 6357913 maktabakaryamultan@gmail.com

﴿الورقة الاولیٰ: فی التفسیر﴾

﴿السوال الاول﴾ ۱۴۳۶ھ

الشق الاوّل..... يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ۚ﴿۹﴾ اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ۞﴿۱۰﴾ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ۞﴿۱۱﴾ (پ۲۱۔احزاب:۹تا۱۱)

آیات کا ترجمہ کریں، آیات کا سورت کی ابتداء سے ربط بیان کریں، غزوہ احزاب میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی دعوت کا واقعہ اور حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے زخمی ہونے کا واقعہ بیان کریں، مخطوطہ الفاظ کے ابواب اور معانی بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل پانچ امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کا ربط (۳) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی دعوت کا واقعہ (۴) حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے زخمی ہونے کا واقعہ (۵) الفاظِ مخطوطہ کے ابواب اور معانی۔

جواب..... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ اے ایمان والو! اللہ کی نعمت جو تمہیں ملی ہے اسے یاد کرو جبکہ تمہارے پاس لشکر آ گئے سو ہم نے ان پر ہوا بھیج دی اور لشکر بھیج دیئے جنہیں تم نے نہیں دیکھا اور اللہ ان کاموں کو دیکھنے والا ہے جو تم کرتے ہو جبکہ وہ لوگ تمہارے اوپر آ چڑھے اور تمہارے نیچے کی طرف سے بھی اور جبکہ آنکھیں پھٹی رہ گئیں اور دل حلق کو پہنچ گئے اور تم اللہ کے ساتھ طرح طرح کے گمان کر رہے تھے اس موقع پر مؤمنین کی جانچ کی گئی اور انہیں سختی کے ساتھ جھنجھوڑا گیا۔

❷ آیات کا ربط:۔ سابقہ آیات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت شان اور مسلمانوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکمل اتباع اور اطاعت کی ہدایت تھی اسی کی مناسبت سے یہ پورے دور کو غزوۂ احزاب کے واقعہ سے متعلق نازل ہوئے ہیں جسمیں کفار اور مشرکین کی بہت سی جماعتوں کا مسلمانوں پر یکبارگی حملہ اور سخت نزغہ کے بعد مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کے انعامات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعدد معجزات کا ذکر ہے۔

❸ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی دعوت کا واقعہ:۔ اسی غزوۂ خندق کے دوران وہ مشہور واقعہ پیش آیا کہ ایک روز حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر یہ محسوس کیا کہ بھوک کے سبب آپ صلی اللہ علیہ وسلم متاثر ہو رہے ہیں، اپنی اہلیہ سے جا کر کہا کہ تمہارے پاس کچھ ہو تو پکا لو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بھوک کا اثر نہیں دیکھا جاتا، اہلیہ نے بتلایا کہ ہمارے گھر میں ایک صاع بھر جَو رکھے ہیں ان کو پیس کر آٹا بناتی ہوں ایک صاع ہمارے وزن کے اعتبار سے تقریباً ساڑھے تین سیر کا ہوتا ہے، اہلیہ پیسنے پکانے میں لگی گھر میں ایک بکری کا بچہ تھا حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اس کو ذبح کر کے گوشت تیار کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلانے کیلئے چلے تو اہلیہ نے پکار کر کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بڑا مجمع ہے صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تنہا بلا لائیں مجھے رسوا نہ کیجئے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بڑا مجمع چلا آئے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوری حقیقت حال عرض کر دی کہ صرف اتنا کھانا ہے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پورے لشکر میں اعلان فرما دیا کہ چلو جابر کے گھر دعوت ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ حیران تھے تو اہلیہ نے سخت پریشانی کا اظہار کیا اور پوچھا کہ تم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اصل حقیقت اور کھانے کی مقدار بتا دی تھی؟ جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہاں وہ میں بتلا چکا ہوں تو اہلیہ محترمہ مطمئن ہوئیں کہ پھر ہمیں کچھ فکر نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم مالک ہیں جس طرح چاہیں کر لیں، واقعہ کی تفصیل اس جگہ غیر ضروری ہے اتنا نتیجہ معلوم کر لینا کافی ہے کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے روٹی اور سالن سب کو دینے اور کھلانے کا اہتمام فرمایا اور پورے مجمع نے شکم سیر ہو کر کھایا اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سب مجمع کے فارغ ہونے کے بعد بھی نہ ہماری ہنڈیا میں سے گوشت کم نظر آتا تھا اور نہ گوندھے ہوئے آٹے میں کوئی کمی معلوم ہوتی تھی، ہم سب گھر والوں نے بھی شکم سیر ہو کر کھایا، باقی پڑوسیوں میں تقسیم کر دیا، اس طرح چھ روز میں جب خندق سے فراغت ہو گئی تو احزاب کا لشکر آ پہنچا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جبل مسلع کو اپنی پشت کی طرف رکھ کر فوج کی صف بندی کر دی۔

❹ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے زخمی ہونے کا واقعہ:۔ غزوۂ خندق میں دونوں طرف سے تیر اندازی اور پتھراؤ کا سلسلہ جاری تھا، حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ بنی حارثہ کے قلعہ میں جہاں عورتوں کو محفوظ کر دیا گیا تھا اپنی والدہ کے پاس گئے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں بھی

0313 6337913 maktabazakariyamultan@gmail.com

اس وقت اسی قلعہ میں تھی ابھی تک پردے کا حکم نہیں آیا تھا میں نے دیکھا کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ ایک چھوٹی سی زرہ پہنے ہوئے ہیں جن میں سے ان کے ہاتھ نکل رہے تھے اور ان کی والدہ انہیں کہہ رہی ہیں کہ جاؤ جلدی کرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر میں شامل ہو جاؤ، حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ لشکر میں پہنچے تو ان کو تیر لگا جس نے ان کی رگ اکحل کو کاٹ ڈالا، اس وقت حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے یہ دعا کی کہ یا اللہ اگر آئندہ بھی کوئی حملہ قریش کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے پر ہونا مقدر ہے تو مجھے اس کے لئے زندہ رکھیئے کیونکہ اس سے زیادہ میری کوئی تمنا نہیں کہ میں اس قوم سے مقاتلہ کروں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذائیں پہنچائیں، وطن سے نکالا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی اور اگر آئندہ آپ کے علم میں جنگ کا یہ سلسلہ ختم ہو چکا ہے تو مجھے شہادت کی موت عطا فرما مگر اس وقت تک مجھے موت نہ آئے جب تک بنو قریظہ سے ان کی غداری کا انتقام لیکر میری آنکھیں ٹھنڈی نہ ہو جائیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کی یہ دونوں دعائیں قبول فرمائیں۔

⑤ الفاظِ مخطوطہ کے ابواب اور معانی:۔ "جاء تکم" باب ضرب یضرب بمعنی آنا۔ "لم تروھا" باب فتح یفتح بمعنی دیکھنا۔
"فارسلنا" باب افعال بمعنی چھوڑنا، بھیجنا۔ "بصیرا" باب نصر ینصر بمعنی دیکھنا۔ "بلغت" باب نصر ینصر بمعنی پہنچنا۔
"زاغت" باب ضرب یضرب بمعنی کجی، ٹیڑھا پن، امرِ شدید کے وقت آنکھوں کا کھلا رہ جانا۔

الشق الثانی ..... يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا ۚ فَمَتِّعُوْهُنَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ﴿۴۹﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْٓ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَبَنٰتِ عَمِّكَ وَبَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَبَنٰتِ خَالِكَ وَبَنٰتِ خٰلٰتِكَ الّٰتِيْ هَاجَرْنَ (پ۲۲۔احزاب:۴۹،۵۰)
آیات مبارکہ کا ترجمہ کریں، پہلی آیت میں جو تین احکام ذکر ہیں ان کی وضاحت کریں، متعۂ طلاق سے متعلق شرعی حکم بیان کریں۔
﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) پہلی آیت میں مذکور احکام کی وضاحت (۳) متعۂ طلاق سے متعلق شرعی حکم۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ اے ایمان والو! جب تم مؤمن عورتوں سے نکاح کرو پھر تم انہیں ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دے دو تو تمہاری ان پر کوئی عدت نہیں، جسے شمار کرو تم پس تم ان کو کچھ متاع دے دو اور انہیں خوبی کے ساتھ چھوڑ دو، اے نبی! ہم نے آپ کے لئے یہ بیویاں حلال کر دیں جن کو آپ ان کے مہر دے چکے ہیں اور وہ عورتیں بھی حلال کیں جو آپ کی مملوکہ ہیں، ان اموال میں سے جو اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مالِ غنیمت میں سے دلوائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کی بیٹیاں اور پھوپھیوں کی بیٹیاں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں کی بیٹیاں اور خالاؤں کی بیٹیاں جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی۔

② پہلی آیت میں مذکور احکام کی وضاحت:۔ پہلا حکم: کسی عورت کے نکاح کر لینے کے بعد خلوتِ صحیحہ سے پہلے ہی کسی وجہ سے طلاق کی نوبت آجائے تو مطلقہ عورت پر کوئی عدت واجب نہیں وہ فوراً ہی دوسرا نکاح کر سکتی ہے، آیت مذکورہ میں ہاتھ لگانے سے مراد صحبت ہے اور صحبت حقیقی مباشرت ہے اور صحبت حکمی خلوتِ صحیحہ ہو جانا ہے۔ دوسرا حکم: مطلقہ عورت کو شرافت اور حسنِ خلق کے ساتھ کچھ سامان دے کر رخصت کیا جائے کچھ سامان دیکر رخصت دینا ہر مطلقہ کیلئے مستحب و مسنون ہے اور بعض صورتوں میں واجب ہے۔ اور ان الفاظِ قرآنی میں لفظِ متاع اختیار فرمانا شاید اس حکمت سے ہو کہ یہ لفظ اپنے مفہوم کے اعتبار سے عام ہے ہر اس چیز کیلئے جس سے فائدہ اٹھایا جائے اس میں عورت کے حقوق واجبہ مہر وغیرہ بھی شامل ہیں کہ اگر اب تک مہر نہ دیا گیا ہو تو طلاق کے وقت خوش دلی سے ادا کر دیں اور غیر واجب حقوق مثلاً مطلقہ کو رخصت کے وقت کپڑوں کا ایک جوڑا دیکر رخصت کرنا یہ بھی داخل ہے جو ہر مطلقہ عورت کو دینا مستحب ہے۔ **متّعوھنّ** کا صیغۂ امر عام ترغیب کیلئے ہے جس میں واجب اور غیر واجب دونوں شامل ہیں۔

تیسرا حکم: **سرّحوھنّ سراحًا جمیلًا** یعنی ان کو رخصت کرو خوبی کے ساتھ جس میں یہ پابندی لگا دی گئی کہ زبان سے بھی کوئی سخت بات نہ کہیں، طعن و تشنیع کا طریقہ بھی اختیار نہ کریں، مخالفت کے وقت مخالفت کے حقوق کی رعایت وہی کر سکتا ہے جو اپنے نفس کے جذبات پر قابو رکھے اسلام کی ساری تعلیمات میں اس کی رعایت رکھی گئی ہے۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

③ متعۂ طلاق سے متعلق شرعی حکم:۔ امام عبد بن حمید نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ متعہ یعنی متاع وسامان دینا ہر مطلقہ کے لئے ہے خواہ اس کے ساتھ خلوتِ صحیحہ ہوئی یا نہ ہوئی ہو اور اس کا مہر مقرر ہو یا نہ ہو، بدائع میں ہے کہ متعۂ طلاق سے مراد وہ لباس ہے جو عورت گھر سے نکلنے کے وقت استعمال کرتی ہے اس میں پاجامہ، کرتہ، اوڑھنی اور ایک بڑی چادر جو کہ پاؤں تک بدن کو چھپا سکے شامل ہے اور چونکہ لباس قیمت کے اعتبار سے اعلیٰ وادنیٰ اوسط ہر طرح کا ہوسکتا ہے اس لئے فقہاء نے اس کی یہ تفصیل فرمائی اگر زوجین دونوں مالدار گھرانوں کے ہیں تو کپڑے اعلیٰ قسم کے دئے جائیں اور اگر دونوں غریب ہیں تو کپڑے ادنیٰ درجہ کے دیئے جائیں گے اور اگر ایک غریب ہے دوسرا مالدار ہے تو اوسط درجہ کا لباس دیا جائے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۶ھ

الشق الاوّل..... وَمَآ اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْیَةٍ مِّنْ نَّذِیْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَقَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ۙ وَّمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِیْنَ ﴿۳۵﴾ قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۳۶﴾ (پ۲۲۔سباء:۳۴تا۳۶)

آیات مبارکہ کا ترجمہ کریں، تفسیر کریں، شانِ نزول بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) آیات کا شانِ نزول۔

جواب..... ① آیات کا ترجمہ:۔ اور کسی بستی میں ہم نے ڈرانے والا نہیں بھیجا مگر یہ کہ اس کے خوشحال لوگوں نے کہا کہ بلاشبہ تم جو کچھ دے کر بھیجے گئے ہو ہم اسے نہیں مانتے اور انہوں نے کہا کہ ہمارے اموال واولاد تم سے زیادہ ہیں اور ہمیں عذاب ہونے والا نہیں ہے، آپ فرمادیجئے کہ بلاشبہ میرا رب جس کے لئے چاہے روزی کو فراخ کردیتا ہے اور جس کیلئے چاہے تنگ کردیتا ہے اور لیکن بہت سے لوگ نہیں جانتے۔

② آیات کی تفسیر:۔ "مترف" ترف سے مشتق ہے جس کے معنی ناز ونعمت کی فراوانی کے آتے ہیں مترفین سے مراد اغنیاء ومالدار اور قوم کے رؤسا ہیں۔ قرآن کریم نے مذکورہ آیات میں سے پہلی آیت میں فرمایا ہے کہ جب کبھی ہم نے کوئی رسول بھیجا ہے تو مال و دولت کے نشہ اور ناز ونعمت میں پلے ہوئے لوگوں نے اس کا مقابلہ کفر وانکار ہی سے کیا ہے۔

دوسری آیت میں ان کا یہ قول نقل کیا ہے کہ **نحن اکثر اموالا و اولادًا الخ** یعنی ہم تم سے مال میں بھی زیادہ اور اولاد میں بھی زیادہ، اسلئے ہم عذاب میں مبتلا نہیں ہوسکتے۔ بظاہر ان کے قول کا مطلب یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہم قابلِ عذاب ہوتے تو ہمیں اتنی عزت ودولت کیوں دیتا؟ قرآن کریم نے تیسری اور چوتھی آیت میں ان کا جواب دیا، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ دنیا میں مال ودولت یا عزت وجاہ کی کمی بیشی اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول یا مردود ہونے کی دلیل نہیں بلکہ تکوینی مصالح کے پیش نظر دنیا میں تو اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے مال ودولت فراوانی کے ساتھ دیتا ہے جس کو چاہتا ہے کم دیتا ہے جس کی تکوینی حکمت کو وہی جانتا ہے مگر مال واولاد کو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبولیت کی دلیل سمجھنا جہالت ہے کیونکہ اس کے نزدیک مقبولیت کا مدار صرف ایمان اور عمل صالح پر ہے جس کو یہ حاصل نہیں مال واولاد کتنا ہی زیادہ ہو اس کو اللہ تعالیٰ کا مقبول نہیں بنا سکتا۔

③ آیات کا شانِ نزول:۔ حدیث میں ہے کہ دو آدمی ایک زمانۂ جاہلیت میں کاروبار میں شریک تھے پھر ان میں سے ایک یہ جگہ چھوڑ کر کسی ساحلی علاقہ میں چلا گیا جب رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے، آپ ﷺ کی نبوت اور رسالت کا چرچا ہوا تو ساحلی ساتھی نے مکی ساتھی کو خط لکھ کر دریافت کیا کہ انکے دعویٰ نبوت کا تم لوگوں نے کیا اثر لیا؟ اس پر مکی ساتھی نے جواب لکھا کہ فریقین میں سے تو کوئی ان کا تابع نہ ہوا صرف غریب مسکین لوگ انکے پیچھے لگے ہوئے ہیں، ساحلی ساتھی کچھ کتب قدیمہ تورات وانجیل وغیرہ کا مطالعہ کرتا تھا، رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دریافت کیا کہ آپ ﷺ کس چیز کی طرف دعوت دیتے ہیں آپ ﷺ نے اپنی دعوت کے اہم اجزاء کا ذکر کیا، دعوتِ اسلام کو آپ ﷺ کی زبان سے سنتے ہی اس نے کہا **اشهد انك رسول الله** یعنی میں شہادت دیتا ہوں کہ بے شک آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں، آپ ﷺ نے پوچھا کہ تمہیں کیسے معلوم ہوا اس نے کہا کہ آپ ﷺ کی دعوت کا حق ہونا تو عقل

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

سے سمجھا اسکی علامت یہ دیکھی کہ جتنے بھی انبیاء علیہم السلام آئے سب کے ماننے والے ابتداء میں قوم کے غریب وحقیر لوگ ہوتے ہیں۔

الشق الثانی ..... اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ ضُعْفًا وَّشَیْبَةً ؕ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ ۚ وَهُوَ الْعَلِیْمُ الْقَدِیْرُ ﴿۵۴﴾ وَیَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ یُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ۙ مَا لَبِثُوْا غَیْرَ سَاعَةٍ ؕ كَذٰلِكَ كَانُوْا یُؤْفَكُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَقَالَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَالْاِیْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰی یَوْمِ الْبَعْثِ ۚ فَهٰذَا یَوْمُ الْبَعْثِ وَلٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۵۶﴾ فَیَوْمَىٕذٍ لَّا یَنْفَعُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مَعْذِرَتُهُمْ وَلَا هُمْ یُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿۵۷﴾ (پ۲۱۔روم:۵۴تا۵۷)

آیات کا ترجمہ کریں، آیات کی تفسیر کریں، مخطوطہ الفاظ کے ابواب اور معانی بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) الفاظِ مخطوطہ کے ابواب و معانی۔

جواب ..... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ اللہ وہ ہے جس نے تمہیں ضعف کی حالت میں پیدا فرمایا پھر ضعف کے بعد قوت پیدا کردی پھر قوت کے بعد ضعف اور بڑھاپا پیدا فرمادیا، وہ جو چاہتا ہے پیدا فرماتا ہے اوو ہ جاننے والا بڑی قوت والا ہے اور جس دن قیامت قائم ہوگی مجرمین قسمیں کھائیں گے کہ ایک گھڑی سے زیادہ نہیں ٹھہرے وہ اسی طرح سے دنیا میں الٹے چلائے جاتے تھے اور جن کو علم اور ایمان دیا گیا وہ کہیں گے کہ تم اللہ کی کتاب میں بعث کے دن تک ٹھہرے ہو پس یہ بعث کا دن ہے اور لیکن تم نہیں جانتے پس اس دن ظالموں کو ان کی معذرت نفع نہ دے گی اور نہ انہیں اس کا موقع دیا جائے گا۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ بچہ شروع میں پیدائش کے وقت بیحد کمزور و ناتواں ہوتا ہے پھر آہستہ آہستہ قوت آنے لگتی ہے حتیٰ کہ جوانی کے وقت اُس کا زور انتہاء کو پہنچ جاتا ہے اور تمام قوتیں شباب پر ہوتی ہیں پھر عمر ڈھلنے لگتی ہے اور زور وقوت کے پیچھے کمزوری کے آثار نمایاں ہونے لگتے ہیں جس کی آخری حد بڑھاپا ہے، اُس وقت تمام اعضاء ڈھیلے پڑجاتے ہیں اور قویٰ معطل ہونے لگتے ہیں، قوت وضعف کا یہ سب اُتار چڑھاؤ اللہ کے ہاتھ میں ہے وہ جس طرح چاہے کسی چیز کو بنائے اور قوت وضعف کے مختلف ادوار کو گزارے، اُسی کو قدرت حاصل ہے اور وہ ہی جانتا ہے کہ کس چیز کو کس وقت تک کن حالات میں رکھنا مناسب ہے لہٰذا اُسی خدا کی اور اُس کے پیغمبروں کی باتیں ہمیں سننی چاہئیں۔ شاید اس میں یہ بھی اشارہ کردیا کہ جس طرح تم کو کمزوری کے بعد زور دیا مسلمانوں کو بھی ضعف کے بعد قوت عطا کریگا اور اپنے شباب وعروج کو پہنچے گا اُسکے بعد پھر ہوسکتا ہے کہ ایک زمانہ مسلمانوں کے ضعف کا آئے، سو یاد رکھنا چاہیے کہ خدائے قادر وتوانا ہر وقت ضعف کو قوت سے تبدیل کرسکتا ہے، ہاں ایسا کرنے کی خاص صورتیں اور اسباب ہوتے ہیں۔

جب قیامت قائم ہوگی اور لوگ زندہ ہوکر قبروں سے نکلیں گے تو اس وقت مجرمین یعنی کافر لوگ قسمیں کھا کر کہیں گے کہ ہم تو موت کے بعد قبروں میں تھوڑی سی ہی دیر رہے ہیں اور بعض مفسرین نے بتایا کہ اس سے وہ مجرمین دنیا کی زندگی مراد لیں گے اور ان کے کہنے کا مطلب یہ ہوگا کہ ہم دنیا میں ذرا دیر ہی رہے تھے عمریں تو اچھی خاصی گزریں مگر ایمان نہ لائے اور نیک عمل نہ کئے اتنی بڑی زندگی بیکار ہی چلی گئی جو چیز زیادہ ہو اور اس سے نفع نہ اٹھایا جائے تو وہ قلیل مانی جاتی ہے جیسا کہ قلیل چیز نفع مند ہو تو اسے کثیر کہا جاتا ہے۔

یعنی مؤمنین اور ملائکہ اُس وقت اُن کی تردید کریں گے کہ تم جھوٹ بکتے ہو ایدھوکہ میں پڑے ہوئے ہو جو کہتے ہو کہ قبر میں یا دنیا میں ایک گھڑی ہے زیادہ ٹھہرنا نہیں ہوا، تم ٹھیک اللہ کے علم اور اُس کی خبر اور لوحِ محفوظ کے نوشتہ کے موافق قیامت کے دن تک ٹھہرے، ایک منٹ کی بھی کمی نہیں ہوئی، آج عین وعدہ کے موافق وہ دن آپہنچا، اب وہ دیکھ لو جسے تم جانتے اور مانتے نہ تھے، اگر پہلے سے اس دن کا یقین کرتے تو تیار ہوکر آتے اور یہاں کی مسرتیں دیکھ کر کہتے کہ اس دن کے آنے میں بہت دیر لگی، بڑے انتظار واشتیاق کے بعد آیا جیسا کہ مؤمنین سمجھتے ہیں۔

❸ الفاظِ مخطوطہ کے ابواب ومعانی:۔ "خَلَقَكُمْ" یہ باب نصر ینصر سے ماضی ہے بمعنی ایجاد کرنا، پیدا کرنا۔

"جَعَلَ" باب فتح یفتح سے ماضی ہے بمعنی بنانا، کرنا۔ "یُقْسِمُ" باب افعال سے مضارع ہے بمعنی قسم کھانا۔

"لَبِثْتُمْ" باب سمع یسمع سے ماضی ہے بمعنی ٹھہرنا۔ "لَایَنْفَعُ" باب فتح یفتح سے منفی مضارع ہے بمعنی نفع دینا۔

0312 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۶ھ

الشق الاوّل ..... اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ ؕ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا شَفِیْعٍ ؕ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ۝ یُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَی الْاَرْضِ ثُمَّ یَعْرُجُ اِلَیْهِ فِیْ یَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗۤ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ۝ ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ۝ (پ۲۱۔سجدہ:۴تا۶)

آیات کا ترجمہ کریں، **فی یوم کان مقدارہ الف سنة مما تعدون** کی تفسیر کریں، مخطوط الفاظ کے ابواب اور معانی بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) **فی یوم کان مقدارہ الخ** کی تفسیر (۳) الفاظِ مخطوطہ کے ابواب ومعانی۔

جواب ..... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ اللہ وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے (ان سب کو) چھ دن میں پیدا فرمایا، پھر عرش پر مستوی ہوا تمہارے لئے اس کے سوا نہ کوئی ولی ہے نہ کوئی سفارشی، کیا تم نہیں سمجھتے ہو؟ آسمان سے لیکر زمین تک ہر امر اس کے حضور میں ایک ایسے دن میں پہنچ جائے گا جس کی مقدار تمہاری گنتی کے مطابق ایک ہزار سال ہوگی، وہی پوشیدہ اور ظاہر چیزوں کو جاننے والا ہے، زبردست ہے، رحمت والا ہے۔

❷ **فی یوم کان مقدارہ الخ** کی تفسیر:۔ اس دن کی مقدار انسانوں کی گنتی اور شمار کے اعتبار سے ایک ہزار سال کی ہوگی اور سورۂ معارج کی آیت میں ہے کہ اس دن کی مقدار پچاس ہزار سال ہوگی اس کا ایک آسان جواب تو یہ ہے جو بیان القرآن میں مذکور ہے کہ اس دن کے ہولناک ہونے کے سبب یہ ان لوگوں کو بہت دراز محسوس ہوگا اور یہ درازی ایمان واعمال کے اعتبار سے ہوگی جو بڑے مجرم ہیں ان کو زیادہ جو کم مجرم ہیں ان کو کم محسوس ہوگی۔ یہاں تک کہ جو دن بعض کو ایک ہزار سال کا معلوم ہوگا وہ دوسروں کے نزدیک پچاس ہزار سال کا ہوگا اور بعض مفسرین نے اس کو متشابہات میں سے قرار دیا ہے کہ اس کی مراد اللہ ہی بہتر جانتے ہیں۔

❸ الفاظِ مخطوطہ کے ابواب ومعانی:۔ "اِسْتَوٰی" یہ باب افتعال ہے بمعنی برابر ہونا۔

"تَتَذَكَّرُوْنَ" یہ باب تفعل ہے بمعنی نصیحت حاصل کرنا۔ "یُدَبِّرُ" یہ باب تفعیل ہے بمعنی امور کی تدبیر کرنا، غور وفکر کرنا۔

"یَعْرُجُ" باب نصر ینصر بمعنی عروج، ترقی کرنا، چڑھنا۔ "تَعُدُّوْنَ" باب نصر ینصر بمعنی گننا، شمار کرنا۔

الشق الثانی ..... یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِیْرًا ۝ وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِیْلًا ۝ هُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ لِیُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ؕ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَحِیْمًا ۝ تَحِیَّتُهُمْ یَوْمَ یَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ ۚ وَاَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِیْمًا ۝ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا ۝ وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا ۝ (پ۲۲۔احزاب:۴۱تا۴۶)

آیات مذکورہ کا ترجمہ کریں، **تحیتھم یوم یلقونہ سلٰم** کی تفسیر کریں، مخطوطہ الفاظ کے ابواب اور معانی بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) **تحیتھم یوم یلقونہ سلٰم** کی تفسیر (۳) الفاظِ مخطوطہ کے ابواب ومعانی۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

جواب ..... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ اے ایمان والو! اللہ کو کثرت سے یاد کرو اور اس کی صبح وشام پاکی بیان کرو، وہی ہے جو تم پر رحمت بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے تاکہ تمہیں اندھیروں سے نکال کر نور کی طرف لے آئے اور وہ ایمان والوں پر رحم فرمانے والا ہے، جس دن یہ لوگ اس سے ملاقات کریں گے انکا تحیہ سلام ہوگا اور اللہ نے ان کے لئے اجرِ کریم تیار فرمایا ہے۔ اے نبی! بیشک ہم نے آپ کو گواہ اور بشارت دینے والا اور اللہ کے حکم سے اللہ کی طرف بلانے والا اور روشن کرنے والا چراغ بنا کر بھیجا ہے۔

❷ **تحیتھم یوم یلقونہ سلٰم** کی تفسیر:۔ جس دن ذکر کرنے والے اللہ سے ملاقات کریں گے، اللہ کی طرف سے انکا اعزاز واکرام سلام یعنی السلام علیکم سے کیا جائیگا باقی اللہ سے ملنے کا دن اس سے مراد قیامت کا دن بھی ہوسکتا ہے اور جنت میں داخلہ کا وقت بھی ہوسکتا ہے اور اسی طرح موت کا دن بھی مراد لیا جاسکتا ہے کیونکہ وہ دن سارے عالم سے چھوٹ کر صرف ایک اللہ کے سامنے

حاضری کا دن ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ملک الموت جب کسی مؤمن کی روح قبض کرنے کے لئے آتا ہے تو سب سے پہلے اسے یہ پیغام پہنچاتا ہے کہ تیرے رب نے تجھے سلام کہا ہے۔

③ الفاظِ مخطوطہ کے ابواب ومعانی:۔ "اُذْکُرُوْا" باب نصر ینصر سے ہے بمعنی یاد کرنا۔

"سَبِّحُوْا" باب تفعیل سے ہے بمعنی پاکی بیان کرنا۔ "رَحِیْمًا" باب سمع یسمع سے ہے بمعنی نرمی کرنا، رحم دل ہونا۔

"یُصَلِّیْ" یہ باب تفعیل سے ہے نسبتوں کے مختلف ہونے سے اسکے معانی مختلف ہوتے رہتے ہیں یہاں رحمت بھیجنا مراد ہے۔

"یَلْقَوْنَهٗ" یہ بھی باب سمع یسمع سے ہے بمعنی ملاقات کرنا، ملنا۔ "اَرْسَلْنٰكَ" باب افعال سے ہے بمعنی بھیجنا۔

﴿الورقة الاولیٰ: فی التفسیر﴾

﴿السوال الاول﴾ ۱۴۳۷ھ

الشق الاوّل ..... اِنْ تُبْدُوْا شَیْـًٔا اَوْ تُخْفُوْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا ﴿۵۴﴾ لَا جُنَاحَ عَلَیْهِنَّ فِیْۤ اٰبَآىِٕهِنَّ وَلَاۤ اَبْنَآىِٕهِنَّ وَلَاۤ اِخْوَانِهِنَّ وَلَاۤ اَبْنَآءِ اِخْوَانِهِنَّ وَلَاۤ اَبْنَآءِ اَخَوٰتِهِنَّ وَلَا نِسَآىِٕهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُنَّ وَاتَّقِیْنَ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدًا ﴿۵۵﴾ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓىِٕكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِیِّ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ﴿۵۶﴾ (پ۲۲۔احزاب:۵۴تا۵۶)

آیات کا ترجمہ کریں، احادیث کی روشنی میں صلوٰۃ وسلام کا طریقہ بیان کریں، مخطوطہ الفاظ کے ابواب اور معانی بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) صلوٰۃ وسلام کا طریقہ احادیث کی روشنی میں (۳) الفاظِ مخطوطہ کے ابواب ومعانی۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ اگر تم کسی چیز کو ظاہر کرو گے یا پوشیدہ رکھو گے تو اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے، ان پر کوئی گناہ نہیں ہے اپنے باپوں کے بارے میں اور اپنے بیٹوں کے بارے میں اور اپنے بھائیوں کے بارے میں اور اپنے بھتیجوں کے بارے میں اور اپنے بھانجوں کے بارے میں اور اپنی عورتوں کے بارے میں اور اپنی لونڈیوں کے بارے میں اور اللہ سے ڈرتی رہو بیشک اللہ ہر چیز پر حاضر ہے (پردے کے متعلق یہ آیت ہے کہ ان سے پردہ نہیں ہے) بیشک اللہ اور اس کے فرشتے آپ ﷺ پر درود وسلام بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی آپ ﷺ پر خوب صلوٰۃ وسلام بھیجا کرو۔

② صلوٰۃ وسلام کا طریقہ احادیث کی روشنی میں:۔ صحیح بخاری ومسلم وغیرہ سب کتب حدیث میں یہ حدیث آئی ہے کہ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب یہ آیت (**یایھا الذین آمنوا الخ**) نازل ہوئی تو ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ اس آیت میں ہمیں دو چیزوں کا حکم ہے ایک صلوٰۃ اور دوسرا اسلام، سلام کا طریقہ تو ہمیں معلوم ہو چکا ہے **السلام علیك ایھا النبی ورحمة الله وبرکاته** لہٰذا صلوٰۃ کا طریقہ بھی بتلا دیجئے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ الفاظ کہا کرو **اللھم صلّ علی محمد و علی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انك حمید مجید، اللھم بارك علی محمد و علی آل محمد کما بارکت علی ابراھیم و علی آل ابراھیم انك حمید مجید**۔ دوسری روایات میں کچھ کلمات اور بھی منقول ہیں، نیز آپ ﷺ پر صلوٰۃ (درود) بھیجنے کے لئے آپ ہی سے منقول دوسرے الفاظ بھی ہیں جن کے مختلف صیغے منقول ہیں۔ صلوٰۃ وسلام کے حکم کی تعمیل ہر اس صیغے سے ہو سکتی ہے جس میں صلوٰۃ وسلام کے الفاظ ہوں اور یہ بھی ضروری نہیں وہ الفاظ بعینہٖ آپ ﷺ سے منقول بھی ہوں بلکہ جس عبارت سے بھی صلوٰۃ وسلام کے الفاظ ادا کئے جائیں اس سے حکم کی تعمیل اور درود شریف کا ثواب حاصل ہو جاتا ہے مگر یہ ظاہر ہے کہ جو الفاظ خود آپ ﷺ سے منقول ہوں وہ زیادہ بابرکت اور زیادہ ثواب کا باعث ہوں گے، اسی لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے الفاظِ صلوٰۃ آپ ﷺ سے متعین کرنے کا سوال فرمایا تھا۔

③ الفاظِ مخطوطہ کے ابواب ومعانی:۔ "تُخْفُوْهُ" باب افعال ہے بمعنی مخفی کرنا، چھپانا۔

"عَلِیْمًا" یہ باب سمع یسمع ہے بمعنی جاننا۔ "اِتَّقِیْنَ" یہ باب افتعال ہے بمعنی ڈرنا، خوف کھانا۔

0313 6337913 maktabazakariyamultan@gmail.com

"مَلَکَتْ" یہ باب ضرب یضرب ہے بمعنی مالک ہونا، مراد باندی اور غلام ہیں۔

"سَلِّمُوْا" باب تفعیل بمعنی سپرد کرنا، سلام بھیجنا، سلامتی کی دعا کرنا، یہاں مراد آپ ﷺ پر درود وسلام بھیجنا ہے۔

الشق الثانی ..... وَاذْكُرْ عِبٰدَنَآ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ اُولِي الْاَيْدِيْ وَالْاَبْصَارِ ﴿۴۵﴾ اِنَّآ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ ﴿۴۶﴾ وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ ﴿۴۷﴾ وَاذْكُرْ اِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَذَا الْكِفْلِ وَكُلٌّ مِّنَ الْاَخْيَارِ ﴿۴۸﴾ هٰذَا ذِكْرٌ وَاِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ لَحُسْنَ مَاٰبٍ ﴿۴۹﴾ جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ ﴿۵۰﴾ مُتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ وَّشَرَابٍ ﴿۵۱﴾ وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ اَتْرَابٌ ﴿۵۲﴾

آیات کا ترجمہ کریں، حضرت یسع علیہ السلام کا تعارف کرائیں، **وعندھم قصرت الطرف اتراب** کی وضاحت کریں۔ (پ۲۳۔ص آ:۴۵تا۵۲)

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) حضرت یسع علیہ السلام کا تعارف (۳) **وعندھم قصرات الطرف اتراب** کی وضاحت۔

جواب ..... (۱) آیات کا ترجمہ:۔ اور یاد کیجئے ہمارے بندوں ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب علیہم السلام کو جو ہاتھوں والے اور آنکھوں والے تھے، بیشک ہم نے انہیں ایک خاص بات کے ساتھ مخصوص کیا تھا جو آخرت کی یاد ہے اور بیشک یہ بندے ہمارے نزدیک انتخاب کردہ اچھے لوگوں میں سے ہیں اور یاد کیجئے اسماعیل علیہ السلام اور یسع علیہ السلام کو اور ذوالکفل کو اور یہ سب اچھے لوگوں میں سے تھے، یہ ایک نصیحت ہے اور بیشک پرہیزگاروں کیلئے اچھا ٹھکانہ ہے ہمیشہ رہنے کے باغات جن کیلئے دروازے کھلے ہوئے ہونگے وہ ان میں تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے وہ وہاں بہت سے میوے اور پینے کی چیزیں طلب کریں گے اور انکے پاس نیچی نگاہ والی ہم عمر بیویاں ہوں گی۔

(۲) حضرت یسع علیہ السلام کا تعارف:۔ حضرت یسع علیہ السلام بنی اسرائیل کے انبیاء علیہم السلام میں سے ہیں اور قرآن کریم میں انکا ذکر صرف دو جگہ آیا ہے ایک سورہ انعام میں اور دوسرا یہاں، دونوں میں سے کسی جگہ آپ کے تفصیلی حالات مذکور نہیں بلکہ انبیاء علیہم السلام کی فہرست میں آپ کا اسم گرامی شمار کرایا گیا ہے، تاریخ کی کتابوں میں منقول ہے کہ آپ علیہ السلام حضرت الیاس علیہ السلام کے چچازاد بھائی ہیں اور حضرت الیاس علیہ السلام کے نائب اور خلیفہ تھے، انہی کی رفاقت میں رہتے تھے ان کے بعد آپ کو نبوت عطا کی گئی۔ (**واللہ اعلم بالصواب**)

(۳) **وعندھم قصرات الطرف اتراب** کی وضاحت:۔ جنتیوں کے پاس نیچی نگاہ والی ہم عمر عورتیں ہوں گی، ان سے مراد جنت کی حوریں ہیں، اَتْرَابٌ سے یا تو ہم عمر مراد ہیں کہ وہ سب حوریں آپس میں ہم عمر ہوں گی اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ اپنے شوہروں کے ساتھ عمر میں مساوی ہوں گی۔ پہلی صورت میں ان کے ہم عمر ہونے کا فائدہ یہ ہوگا کہ ان کے درمیان آپس میں محبت، انس اور دوستی کا تعلق ہوگا، سوکنوں جیسا بغض اور نفرت نہ ہوگی اور ظاہر ہے کہ یہ چیز شوہروں کے لئے انتہائی راحت کا موجب ہے اور دوسری صورت میں فائدہ یہ ہوگا کہ شوہروں کے ساتھ طبیعتوں میں مناسبت اور توافق ہوگا اور ایک دوسرے کی راحت اور دلچسپی کا خیال زیادہ رکھا جاسکے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ زوجین کے درمیان عمر میں تناسب کی رعایت رکھنی چاہیے کیونکہ اس سے باہمی انس پیدا ہوتا ہے اور رشتۂ نکاح زیادہ خوشگوار اور پائیدار ہوجاتا ہے۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۷ھ

الشق الاوّل ..... لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۲۶﴾ وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۷﴾ مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۲۸﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَّجْرِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّاَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۲۹﴾ (پ۲۱۔لقمان:۲۶تا۲۹)

آیات کا ترجمہ کریں، **قل لو کان البحر مدادا الخ** کا شانِ نزول بیان کریں، مخطوطہ الفاظ کے ابواب اور معانی بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) **قل لو کان البحر الخ** کا شانِ نزول (۳) الفاظِ مخطوطہ کے ابواب اور معانی۔

جواب ..... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ اللہ ہی کیلئے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے، بیشک وہ اللہ بے نیاز ہے، سب خوبیوں والا ہے اور زمین میں جتنے بھی درخت ہیں اگر وہ سب قلمیں بن جائیں اور جو سمندر ہے اسکے بعد سات سمندر اس میں اور شامل ہو جائیں تو اللہ کے کلمات ختم نہیں ہوں گے، بیشک اللہ غالب ہے حکیم ہے، نہیں ہے تمہارا پیدا کرنا اور موت کے بعد اٹھانا مگر ایک ہی جان کی طرح بیشک اللہ سننے والا دیکھنے والا ہے، کیا نہیں دیکھا تو نے کہ اللہ ہی داخل کرتا ہے رات کو دن میں اور داخل کرتا ہے دن کو رات میں اور اس نے چاند اور سورج کو مسخر کر دیا ہر ایک اپنے وقت مقررہ تک چلتا ہے اور بیشک اللہ ان کاموں سے باخبر ہے جن کو تم کرتے ہو۔

❷ **قل لو کان البحر الخ** کا شانِ نزول:۔ یہ آیت علماءِ یہود کے ایک سوال کے جواب میں نازل ہوئی، وجہ یہ تھی کہ قرآن کریم کی آیت ہے **وَمَا اُوْتِیْتُمْ من العلم الا قلیلًا** یعنی تمہیں تھوڑا علم دیا گیا ہے جب آپ ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو چند احبارِ (علماء) یہود حاضر ہوئے اور اس آیت کے بارے میں معارضہ کیا کہ آپ ﷺ جو کہتے ہیں کہ تمہیں تھوڑا سا علم دیا گیا ہے، یہ آپ ﷺ نے اپنی قوم کا حال ذکر کیا ہے یا اس میں آپ ﷺ نے ہمیں بھی داخل کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میری مراد سب ہیں یعنی ہماری قوم بھی اور یہود و نصاریٰ بھی تو انہوں نے یہ معارضہ کیا کہ ہمیں تو اللہ نے تورات عطا فرمائی ہے جس کی شان **تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ** ہے یعنی ہر چیز کا بیان ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ بھی علمِ الٰہی کے مقابلے میں قلیل ہی ہے پھر تورات میں جتنا علم ہے اس کا بھی تمہیں پورا علم نہیں بقدرِ کفایت ہی ہے اسلئے علمِ الٰہی کے مقابلے میں ساری آسمانی کتابوں اور سب انبیاء علیہم السلام کے علوم کا مجموعہ بھی قلیل ہے اس کلام کی تائید کے لئے یہ آیت نازل ہوئی۔

❸ الفاظِ مخطوطہ کے ابواب اور معانی:۔ "یَمُدُّہٗ" باب نصر ینصر بمعنی کھینچنا، لمبا کرنا۔

"نَفِدَتْ" باب ضرب یضرب بمعنی ختم ہو جانا۔ "یُوْلِجُ" باب افعال ہے بمعنی داخل کرنا۔

"سَخَّرَ" باب تفعیل بمعنی مسخر کرنا، تابع اور فرمانبردار کرنا۔ "یَجْرِیْ" باب ضرب یضرب بمعنی جاری رہنا، چلنا۔

الشق الثانی ..... وَاَمَّا الَّذِیْنَ فَسَقُوْا فَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ كُلَّمَاۤ اَرَادُوْۤا اَنْ یَّخْرُجُوْا مِنْهَاۤ اُعِیْدُوْا فِیْهَا وَقِیْلَ لَهُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّذِیْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَلَنُذِیْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰیٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا ؕ اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِیْنَ مُنْتَقِمُوْنَ ﴿۲۲﴾ (پ۲۱۔ سجدہ: ۱۸ تا ۲۲)

آیات کا ترجمہ کریں، **ولنذیقنھم من العذاب الادنی دون العذاب الاکبر** کی تفسیر کریں، مخطوطہ الفاظ کے ابواب و معانی بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیت کی تفسیر (۳) الفاظِ مخطوطہ کے ابواب اور معانی۔

جواب ..... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ اور جن لوگوں نے نافرمانی کی انکا ٹھکانہ دوزخ ہے، جب کبھی اس میں سے نکلنے کا ارادہ کریں گے اسی میں لوٹا دیئے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا کہ آگ کا عذاب چکھ لو جس کو تم جھٹلاتے تھے اور ضرور بضرور ہم انہیں بڑے عذاب سے پہلے ادنیٰ والا عذاب چکھا دیں گے تا کہ وہ باز آجائیں اور اس سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا جسے اس کے رب کی آیات یاد دلائی جائیں پھر وہ ان سے اعراض کرے بے شک ہم مجرمین سے بدلہ لینے والے ہیں۔

❷ آیت کی تفسیر:۔ **اَدْنٰی** بمعنی قریب اور عذابِ ادنیٰ سے مراد دنیا کے مصائب و آفات اور امراض وغیرہ ہیں اور عذابِ اکبر سے مراد آخرت کا عذاب ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بہت سے لوگوں کو ان کے گناہوں پر متنبہ کرنے کیلئے دنیا میں ان پر امراض، مصائب و آفات مسلط کر دیتے ہیں تا کہ یہ متنبہ ہو کر اپنے گناہوں سے باز آجائیں اور آخرت کے بڑے عذاب سے نجات پائیں، اس آیت سے معلوم ہوا کہ گنہگاروں کیلئے دنیا کے مصائب بھی ایک قسم کی رحمت ہی ہے کہ غفلت سے باز آکر آخرت کے عذاب سے بچ جائیں البتہ جو لوگ آفات پر اللہ کی طرف رجوع نہ کریں ان کیلئے یہ دوہرا عذاب ہو جاتا ہے ایک اسی دنیا میں نقد اور دوسرا بڑا عذاب آخرت میں اور انبیاء علیہم السلام اور اولیاءؒ پر جو مصائب آتے ہیں وہ رفعِ درجات کا سبب ہوتے ہیں اور اس حالت میں انہیں قلبی سکون اور اطمینان ہوتا ہے۔

❸ الفاظِ مخطوطہ کے ابواب اور معانی:۔ "ارادو" باب افعال بمعنی ارادہ کرنا۔ "ذوقوا" باب نصر ینصر بمعنی چکھنا۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

"اعبدوا" باب نصر ینصر بمعنی عبادت کرنا۔ "اظلم" باب ضرب یضرب بمعنی ظلم وزیادتی کرنا۔
"یرجعون" باب ضرب یضرب بمعنی رجوع کرنا، لوٹنا، باز آجانا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۷ھ

الشق الاوّل ..... يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْٓ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَبَنٰتِ عَمِّكَ وَبَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَبَنٰتِ خَالِكَ وَبَنٰتِ خٰلٰتِكَ الّٰتِيْ هَاجَرْنَ مَعَكَ وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِيْٓ اَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا يَكُوْنَ عَلَيْكَ حَرَجٌ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ (پ۲۲۔احزاب:۵۰) آیات کا ترجمہ کریں، **وامراۃ مؤمنۃ ان وھبت نفسھا للنبی ان اراد النبی ان یستنکحھا** کی تفسیر کریں، مخطوطہ الفاظ کے ابواب اور معانی بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) **وامراۃ مؤمنۃ الخ** کی تفسیر (۳) الفاظِ مخطوطہ کے ابواب اور معانی۔

جواب ..... (۱) آیات کا ترجمہ:۔ اے نبی! ہم نے آپ کے لئے یہ بیویاں حلال کردیں جن کو آپ ان کے مہر دے چکے ہیں اور وہ عورتیں بھی حلال کیں جو آپ کی مملوکہ ہیں ان اموال میں سے جو آپ کو اللہ نے مالِ غنیمت میں سے دلوائے اور آپ کی چچا کی بیٹیاں اور آپ کی پھوپھیوں کی بیٹیاں اور آپ کے ماموں کی بیٹیاں اور خالاؤں کی بیٹیاں جنہوں نے آپ کے ساتھ ہجرت کی اور وہ مؤمن عورتیں حلال کیں جو بغیر عوض کے اپنی جان نبی کریم ﷺ کو ہبہ (بخش) کردیں اگر پیغمبر ان کے ساتھ نکاح کرنا چاہیں یہ آپ کے لئے مخصوص ہے نہ کہ مؤمنین کے لئے، تحقیق ہم نے جان لیا جو کچھ ہم نے ان پر ان کی بیویوں اور باندیوں کے بارے میں احکام مقرر کئے تاکہ آپ پر کوئی تنگی نہ ہو اور اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

(۲) **وامراۃ مؤمنۃ الخ کی تفسیر:۔** اگر کوئی مسلمان عورت اپنے نفس کو آپ ﷺ کیلئے ہبہ کردے یعنی بغیر مہر کے آپ ﷺ سے نکاح کرنا چاہے اور آپ ﷺ بھی اس سے نکاح کرنے کا ارادہ کریں تو آپ ﷺ کیلئے بغیر مہر کے بھی نکاح حلال ہے یہ صرف آپ ﷺ کی خصوصیت ہے کسی اور مسلمان کیلئے حلال نہیں ہے۔ اس معاملہ میں آپ ﷺ کی خصوصیات بالکل واضح ہیں کیونکہ عام مؤمنین کیلئے نکاح میں مہر شرط ہے یہاں تک کہ بوقتِ نکاح کسی مہر کا ذکر نہ ہی یا نفی کے ساتھ آیا کہ عورت نے کہا کہ مہر نہیں لوں گی یا مرد نے کہا کہ نکاح اس شرط پر کرتا ہوں کہ مہر نہیں دوں گا تو ان دونوں صورتوں میں انکا کہنا اور شرط شرعی حیثیت سے لغو ہوگی اور شرعاً مہر مثل واجب ہوگا صرف رسول اللہ ﷺ کی خصوصیت سے نکاح بلا مہر حلال کیا گیا ہے جبکہ عورت بلا مہر نکاح کرنے کی خواہشمند ہو۔

(۳) الفاظِ مخطوطہ کے ابواب اور معانی:۔ "وھبت" باب فتح یفتح بمعنی ہدیہ کرنا، اپنے آپ کو دوسرے کے سپرد کرنا۔
"ملکت" باب ضرب یضرب بمعنی ملکیت مراد باندی ہے۔ "افاء" باب افعال بمعنی مال فئی (مالِ غنیمت)۔
"ھاجرن" باب مفاعلہ بمعنی ہجرت کرنا، چھوڑنا۔ "اراد" باب افعال بمعنی ارادہ کرنا۔
"یستنکحھا" باب استفعال بمعنی نکاح کو طلب کرنا، نکاح کا خواہشمند ہونا۔

الشق الثانی ..... وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَىِٕذٍ يَّخْسَرُ الْمُبْطِلُوْنَ ۝ وَتَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً ۚ كُلُّ اُمَّةٍ تُدْعٰٓى اِلٰى كِتٰبِهَا ۭ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ ۭ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُدْخِلُهُمْ رَبُّهُمْ فِيْ رَحْمَتِهٖ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ۝ (پ۲۵۔جاثیہ:۲۷ تا ۳۰)
آیات کا ترجمہ کریں، **وتری کل امۃ جاثیۃ** کی تفسیر کریں، مخطوطہ الفاظ کے ابواب اور معانی بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) **وتری کل امۃ جاثیۃ** کی تفسیر (۳) الفاظِ مخطوطہ کے ابواب اور معانی۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

جواب ..... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ اللہ ہی کیلئے ہے آسمانوں اور زمینوں کی ملک اور جس دن قیامت قائم ہوگی اس دن باطل والے خسارہ میں پڑ جائیں گے اور اے مخاطب دیکھے گا تو کہ ہر امت گھٹنوں کے بل گڑی ہوئی ہوگی، ہر امت اپنی کتاب کی طرف بلائی جائے گی، آج کے دن تمہیں اس کا بدلہ دیا جائیگا جو تم کیا کرتے تھے یہ ہماری کتاب ہے جو تم پر حق کے ساتھ بولتی ہے، بیشک ہم لکھوا لیتے تھے جو کچھ تم کرتے تھے، پس جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے انکا رب انہیں اپنی رحمت میں داخل فرمائے گا یہ کھلی ہوئی کامیابی ہے۔

❷ **وتری کل امة جاثیة کی تفسیر:۔** "**جاثیة**" **جُثُوٌّ** سے مشتق ہے بمعنی گھٹنوں کے بل بیٹھنا اور حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا **جُثُوٌّ** اس طرح بیٹھنے کو کہتے ہیں کہ جس میں گھٹنے اور پاؤں صرف زمین پر ٹک جائیں، اس طرح کی نشست خوف کی وجہ سے ہوگی اور **کل امة جاثیة** کے لفظ سے ظاہر یہ ہے کہ یہ خوف کی حالت میدانِ حشر میں مؤمن و کافر، نیک و بد سب کو پیش آئے گی اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ **کل امة** سے مراد عام اہلِ محشر نہ ہوں بلکہ اکثر مراد ہوں جیسا کہ لفظ **کل** بعض اوقات اکثر کیلئے بولا جاتا ہے۔

❸ الفاظِ مخطوطہ کے ابواب اور معانی:۔ **تَقُوْم**: باب نصر ینصر بمعنی قیام یعنی کھڑا ہونا۔ **فَیُدْخِلُهُمْ**: باب افعال بمعنی داخل کرنا۔
"**یَخْسَرُ**" باب سمع یسمع بمعنی نقصان اور گھاٹے میں پڑنا۔ "**تعلمون**" باب سمع یسمع بمعنی عمل کرنا، کام کرنا۔
"**یَنْطِقُ**" باب ضرب یضرب بمعنی بولنا، کلام کرنا۔ "**نَسْتَنْسِخُ**" باب استفعال بمعنی لکھوانا، ریکارڈ تیار کرنا۔

﴿الورقة الاولیٰ: فی التفسیر﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۸ھ

الشق الاوّل ..... لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِيْ مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ ۚ جَنَّتٰنِ عَنْ يَّمِيْنٍ وَّشِمَالٍ ۭ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ۭ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ ۝ فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّاَثْلٍ وَّشَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ ۝ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا ۭ وَهَلْ نُجٰزِيْٓ اِلَّا الْكَفُوْرَ ۝ (پ۲۲۔ سباء: ۱۵ تا ۱۷)

آیات مبارکہ کا ترجمہ اور تفسیر تحریر کیجئے، قومِ سبا کا مختصر تعارف لکھئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) قومِ سبا کا تعارف۔

جواب ..... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ سبا کیلئے ان کے وطن میں نشانیاں موجود تھیں یعنی دو قطاریں تھیں باغ کی دائیں اور بائیں، اپنے رب کا دیا ہوا رزق کھاؤ اور اس کا شکر ادا کرو، عمدہ شہر اور بخشنے والا پروردگار ہے پس انہوں نے اعراض (ناشکری) کیا تو ہم نے ان پر بند کا سیلاب چھوڑ دیا اور ہم نے ان کے اِن دو رویہ باغوں کے بدلے اور دو باغ دے دیئے بدمزہ پھل اور چھاؤ اور کچھ کم بیری، یہ ان کو سزا دی ہم نے اُن کی ناشکری کی وجہ سے اور ہم ایسی سزا بڑے ناشکرے ہی کو دیا کرتے ہیں۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ سبا کے لوگوں کیلئے خود ان کے وطن کی مجموعی حالت میں وجوبِ اطاعتِ خداوندی کی نشانیاں موجود تھیں، ان میں سے ایک نشانی دو قطاریں تھیں باٹ کی، ان کی سڑکیں دائیں اور بائیں یعنی ان کے تمام علاقہ کے دو طرفہ متصل باغات تھے کہ جس میں آمدنی بھی وافر پھل بھی اس قدر کہ ختم نہ ہوں، سایہ بھی رونق بھی، ہم نے انبیاء علیہم السلام کی معرفت ان کو حکم دیا کہ اپنے رب کا دیا ہوا رزق کھاؤ اور کھا کر اس کا شکر کرو یعنی اطاعت اختیار کرو کہ دو قسم کی نعمتیں مقتضیٰ اطاعت ہیں ایک دنیوی رہنے کیلئے عمدہ شہر اور ایک اُخروی کہ اطاعت میں اگر کچھ کوتاہی ہو جائے تو گناہ بخشنے کو بخشنے والا پروردگار ہے، سو اس پر بھی انہوں نے اس حکم سے سرتابی کی، تو ہم نے ان پر اپنا قہر اس طرح نازل کیا کہ ان پر بند کا سیلاب چھوڑ دیا یعنی جو سیلاب بند سے رُکا رہتا تھا بند ٹوٹ کر اس سیلاب کا پانی چڑھ آیا جس سے انکے دو طرفہ باغات سب تباہ ہوگئے اور ہم نے انکے ان دو رویہ باغوں کے بدلے اور دو باغ دے دیئے جن میں یہ چیزیں نہ تھیں۔ یہ مزیدار پھل اور چھاؤ اور قدرے قلیل بیری اور وہ بھی شہری نہیں جنگلی خودرو جس میں کانٹے بہت اور پھل میں لطافت ندارد، ان کو یہ سزا ہم نے انکی ناشکری کے سبب دی اور ہم ایسی سزا بڑے ناشکرے ہی کو دیا کرتے ہیں۔

❸ قومِ سبا کا تعارف:۔ سبا ایک قوم تھی جو اپنے جد اعلیٰ سبا بن یستحب کی طرف منسوب تھی، یہ لوگ یعرب بن قحطان کی اولاد میں

03135635791 maktabazakariyamultan@gmail.com

سے تھے اور یمن میں رہتے تھے، ان کے علاقہ کا نام مارب تھا جو شہر صنعاء سے تین دن کی مسافت پر تھا، اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت نوازا تھا، دائیں بائیں باغوں کی قطاریں تھیں۔ بعض روایات میں ہے کہ ان لوگوں کی تیرہ بستیاں تھیں اور ہر ہر بستی میں اللہ تعالیٰ کا ایک ایک نبی مبعوث ہوا تھا جو انہیں اس بات کی ترغیب دیتا تھا کہ اپنے رب کا رزق کھاؤ اور اس کا شکر ادا کرو مگر انہوں نے انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات سے اعراض کیا جسکے نتیجے میں ان پر ایک سیلاب کا عذاب بھیجا گیا جس نے انکے شہر اور باغات سب کو ویران و برباد کر دیا۔

الشق الثانی ..... هٰذَا ۭ وَاِنَّ لِلطّٰغِيْنَ لَشَرَّ مَاٰبٍ ۝ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ هٰذَا ۙ فَلْيَذُوْقُوْهُ حَمِيْمٌ وَّغَسَّاقٌ ۝ وَّاٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖٓ اَزْوَاجٌ ۝ هٰذَا فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ ۚ لَا مَرْحَبًۢا بِهِمْ ۭ اِنَّهُمْ صَالُوا النَّارِ ۝ قَالُوْا بَلْ اَنْتُمْ ۭ لَا مَرْحَبًۢا بِكُمْ ۭ اَنْتُمْ قَدَّمْتُمُوْهُ لَنَا ۚ فَبِئْسَ الْقَرَارُ ۝ (پ۲۳۔ص:۵۵تا۶۰) آیات مبارکہ کا ترجمہ اور تفسیر تحریر کیجئے، خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق لکھئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق۔

جواب ..... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ یہ بات تو ہو چکی اور بے شک یہ سرکشوں کے لئے برا ٹھکانہ ہے یعنی دوزخ اس میں وہ داخل ہوں گے، سو بہت ہی بری جگہ ہے یہ کھولتا ہوا پانی اور پیپ ہے پس یہ لوگ اس کو چکھیں اور بھی اس قسم کی طرح طرح کی چیزیں ہیں، یہ ایک جماعت اور آئی جو تمہارے ساتھ گھس رہے ہیں، ان پر خدا کی مار، یہ بھی دوزخ ہی میں آرہے ہیں، یہ کہیں گے بلکہ تمہارے ہی اوپر خدا کی مار تم ہی یہ (مصیبت) ہمارے آگے لائے، پس وہ بہت ہی برا ٹھکانہ ہے۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ آیاتِ مذکورہ میں اہلِ شقاوت کے حال کی تفصیل بیان کی گئی ہے کہ یہ لوگ دوزخ میں داخل ہوں گے جو بدترین ٹھکانہ ہے، ان کی غذا **حمیم** کھولتا ہوا انتہائی گرم پانی **وسقوا ماء حمیما فقطع امعاء هم** اور غساق کے بارے میں حدیث میں آیا ہے کہ اگر اسکا ایک ڈول دنیا میں ڈال دیا جائے تو تمام دنیا والے سڑ جائیں، پھر اس طرح کا مختلف قسم کا عذاب مثلاً **ضریع، زمهریر، زقوم، غسلین، صعود، مقامع وغیرذلك** اس کے بعد اہلِ دوزخ کا ایک باہمی کا لمہ نقل فرمایا جو کہ واضح ہے۔

❸ خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق:۔ **طاغین: طاغی** کی جمع ہے بمعنی سرکش، شریر، حد سے گزر جانے والے۔

غساق: بدبودار پانی، دوزخیوں سے بہنے والا خون یا دھواں یا آنسو۔ **مآب:** لوٹنے کی جگہ **اٰب یؤوب** (نصر) بمعنی لوٹنا۔

شکله: شکل کے معنی مثل اور مانند کے ہیں اس کی جمع **اشکال** ہے۔ **المهاد:** اسم ہے بمعنی بچھونا، مراد ٹھکانہ، قرارگاہ۔

مقتحم: اسم فاعل از باب افتعال بمعنی ہولناک مقام میں گھسنے والا۔ **حمیم:** نہایت گرم پانی، اسکی جمع **حمائم** ہے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۸ھ

الشق الاوّل ..... اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ ۖ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۝ (پ۲۳۔زمر:۲۳) آیت مبارکہ کا سلیس ترجمہ اور مختصر تفسیر تحریر کیجئے، **متشابها مثانی** کا مفہوم واضح کیجئے۔

0313 6357913 maktabazaariyamultan@gmail.com

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) آیت کا ترجمہ (۲) آیت کی تفسیر (۳) **متشابها مثانی** کا مفہوم۔

جواب ..... ❶ آیت کا ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ نے بڑا عمدہ کلام نازل فرمایا ہے جو ایسی کتاب ہے کہ باہم ملتی جلتی ہے، بار بار دہرائی گئی جس سے ان لوگوں کے بدن کانپ اٹھتے ہیں جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں، پھر ان کے بدن اور دل نرم ہو کر اللہ کے ذکر کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں یہ اللہ کی ہدایت ہے جس کو وہ چاہتا ہے اسکے ذریعہ ہدایت دیتا ہے اور اللہ جس کو گمراہ کرتا ہے اسکا کوئی ہادی نہیں ہے۔

❷ و ❸ آیت کی تفسیر اور **متشابها مثانی** کا مفہوم:۔ قرآن کو احسن الحدیث فرمانے کا حاصل یہ ہے کہ انسان جو کچھ کہتا بولتا ہے اس سب میں احسن الکلام قرآن ہے، آگے قرآن کی چند صفات ذکر فرمائی ہیں۔ ① **کتابا متشابها** **متشابه** سے مراد اس جگہ متماثل ہے یعنی مضامین قرآنیہ ایک دوسرے کے مماثل ہیں کہ ایک آیت کی تشریح و تصدیق دوسری آیت سے ہو جاتی ہے ② **مثانی** ہے جو **مثنیٰ** کی جمع ہے جسکے معنی تکرار کے ہیں، مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم میں ایک مضمون کو ذہن نشین کرنے کیلئے بار بار دہرایا جاتا ہے ③ **تقشعر الخ**

یعنی اللہ کی عظمت سے متاثر ہو کر ڈرنے والوں کا قرآن پڑھ کر خشیت کا یہ عالم ہوتا ہے کہ انکے بدن پر بال کھڑے ہو جاتے ہیں، یہ کیفیت آیاتِ وعید سن کر ہوتی ہے اور آیاتِ رحمت سن کر یہ حال ہوتا ہے کہ بدن اور قلب سب اللہ کی یاد میں نرم ہو جاتے ہیں۔

الشق الثانی..... مَا يُقَالُ لَكَ اِلَّا مَا قَدْ قِيْلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ وَّ ذُوْ عِقَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۴۳﴾ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ ؕ ءَاَعْجَمِيٌّ وَّ عَرَبِيٌّ ؕ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّ شِفَآءٌ ؕ وَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْۤ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّ هُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ؕ اُولٰٓئِكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ ﴿۴۴﴾ (پ۲۴۔حم سجدہ:۴۳،۴۴)

آیات مبارکہ کا ترجمہ اور تفسیر لکھئے، **اولئك ينادون من مكان بعيد** کا مفہوم وضاحت کے ساتھ تحریر کیجئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) **اولئك ينادون من مكان بعيد** کا مفہوم۔

جواب..... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ آپ سے نہیں کہا جاتا مگر وہی جو آپ سے پہلے رسولوں کیلئے کہا گیا بلاشبہ آپ کا رب مغفرت والا ہے اور دردناک عذاب والا ہے اور اگر ہم اس کو قرآن عجمی بنا دیتے تو یہ لوگ کہتے کہ اسکی آیات کو کیوں واضح طریقہ پر بیان نہیں کیا گیا۔ یہ کیا بات ہے کہ رسول عربی ہے اور کتاب عجمی ہے؟ آپ فرما دیجئے کہ وہ ایمان والوں کیلئے ہدایت اور شفاء ہے اور جو لوگ ایمان نہیں لاتے انکے کانوں میں بوجھ ہے اور ان پر گمراہی کا سبب بنا ہوا ہے یہ وہ لوگ ہیں جنہیں دور سے پکارا جاتا ہے۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ پہلی آیت میں آپ ﷺ کو تسلی دی گئی ہے اور دوسری آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ قریش مکہ نے ایک مرتبہ کہا کہ قرآن عربی ہی میں کیوں ہے، عجمی زبان میں بھی ہوتا تو اس کا معجزہ اور زیادہ جاتا؟ اللہ تعالیٰ نے ان کی تردید فرمائی کہ اس صورت میں بھی لوگ ایمان نہ لاتے اور حجت نکالتے کہ ہم تو عرب ہیں ہمارے سامنے تو عربی ہی میں صاف صاف بیان ہوتا اور یہ اعتراض بھی کرتے **اعجمی وعربی**۔

❸ **اولئك ينادون من مكان بعيد** کا مفہوم:۔ اس کا ایک مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ یہ ایک تمثیل ہے جو آدمی کلام کو سمجھتا ہو عرب اس کو کہتے **انت تسمع من قريب** اور کلام کو نہ سمجھے اس کو کہتے ہیں **انت تنادی من بعيد** مطلب یہ ہے کہ کفار قرآنی ہدایات کو سننے اور سمجھنے کا ارادہ نہیں رکھتے اس لئے ان کو ہدایت کی تعلیم دینا گویا کسی کو بہت دور سے پکارنا ہے۔

دوسرا مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ قیامت کے دن ان کو برے ناموں کے ساتھ دور سے پکارا جائے گا تا کہ اہلِ موقف بھی اس آواز کو سن لیں جس سے ان کی شہرت اور رسوائی ہو جائے کہ یہ لوگ ایسے ایسے تھے۔

﴿السوال الثالث﴾ ١٤٣٨ھ

الشق الاوّل..... يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَ اخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ ۫ وَ لَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۪ وَ لَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿۳۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَ يَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ ؕ وَ مَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ؕ وَ مَا تَدْرِيْ نَفْسٌۢ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ﴿۳۴﴾ آیات کا ترجمہ و تفسیر بیان کریں، اشیائے خمسہ کا علم اگر اللہ رب العزت کے ساتھ خاص ہے تو بارش اور رحم مادر میں موجود بچے کا علم بندوں کو کیسے ہوتا ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا خلاصہ تین امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) بارش اور رحمِ مادر میں موجود بچہ کے متعلق بندوں کے علم کی توجیہ۔ (پ۲۱۔لقمان:۳۳تا۳۴)

جواب..... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو اور اُس دن سے بھی ڈرو کہ نہیں کام آئے گا اُس دن کوئی والد اپنے بیٹے کے بدلے اور نہیں کام آئے گا اُس دن کوئی بیٹا اپنے والد کے بدلہ کچھ بھی، بے شک اللہ تعالیٰ کا وعدہ حق و سچ ہے پس نہ دھوکہ میں ڈالے تمہیں دنیاوی زندگی اور نہ دھوکہ میں ڈالے تمہیں اللہ تعالیٰ کے متعلق وہ دھوکہ باز (شیطان) بے شک اللہ تعالیٰ کے پاس ہی قیامت کے وقوع کا علم ہے اور وہی بارش برساتا ہے اور وہ جانتا ہے جو کچھ ماؤں کے رحموں میں ہے، اور نہیں جانتا کوئی نفس

کہ وہ کل کیا کام کریگا اور نہیں جانتا کوئی نفس کہ وہ کس زمین میں مرے گا، بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا اور باخبر ہے۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ ان دو آیات میں سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ عام لوگوں کو خطاب فرما کر اپنی ذات اور قیامت کے حساب و کتاب سے ڈرا کر آخرت کی تیاری کی ہدایت کر رہے ہیں کہ اے لوگو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اسکی عظمت و ہیبت تمہارے قلوب پر حاوی ہونی چاہیے تا کہ تم با آسانی اسکی مکمل اطاعت کر سکو اور قیامت کے دن سے بھی ڈرو جسمیں کوئی کافر بیٹا اپنے مسلمان والد کے کام نہیں آئیگا اور کوئی کافر والد اپنے مسلمان بیٹے کے کام نہیں آئیگا البتہ مسلمان والد اور اولاد ایک دوسرے کے کام آئیں گے اور دنیا کی زندگی میں اللہ تعالیٰ کا حلم اور عذاب میں تاخیر کی وجہ سے شیطان مکّار و دھوکہ باز اور دنیاوی عیش و عشرت تمہیں دھوکہ میں نہ ڈال دے کہ کوئی حساب و کتاب نہیں ہے کوئی سزا و جزا نہیں ہے بلکہ قیامت، حشر و نشر اور ثواب و عذاب کے متعلق اللہ تعالیٰ کا وعدہ حق و سچ ہے اسکے خلاف ہونا ممکن نہیں ہے۔

دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے پانچ مفاتیح الغیب کے علم کو اپنے ساتھ خاص ہونے کا ذکر کیا ہے کہ ان پانچ چیزوں کا علم میرے ساتھ مخصوص ہے میرے علاوہ مخلوق میں سے کسی کو اسکا علم نہیں وہ پانچ چیزیں یہ ہیں۔ ① قیامت کب قائم ہوگی ② بارش کس وقت برسے گی ③ رحمِ مادر میں لڑکا ہے یا لڑکی ہے خوبصورت ہے یا بدصورت ④ کل کس شخص نے نیکی و بدی والا کونسا عمل کرنا ہے ⑤ کس شخص کی کس جگہ موت واقع ہوگی؟ ان پانچ چیزوں کا علم اللہ تعالیٰ کے علاوہ بالکل کسی کو نہیں ہے، البتہ انکے علاوہ دیگر مغیبات کا علم انبیاء علیہم السلام کو بذریعہ وحی کچھ نہ کچھ دیا گیا تھا۔ (معارف القرآن ص ۳۹ ج ۷)

❸ بارش و رحمِ مادر میں موجود بچہ کے متعلق بندوں کے علم کی توجیہ:۔ سوال میں مذکور اشکال کی توجیہ یہ ہے کہ علم غیب وہ علم ہے جو بلا واسطہ خود بخود ہو، اسباب طبعی کے واسطہ سے نہ ہو اور آیت میں مذکور مفاتیح الغیب میں سے کسی چیز کا علم انبیاء علیہم السلام کو بذریعہ وحی، اولیاء اللہ کو بذریعہ الہام، نجومیوں کو اپنے حسابات اور ڈاکٹروں کو اپنے آلات سے حاصل ہو تو یہ علمِ غیب نہیں بلکہ انباءِ غیب ہے جسکا کسی جزئی و شخصی معاملہ میں کسی مخلوق کو حاصل ہونا آیت کے منافی نہیں کیونکہ اسبابِ طبعیہ کے ذریعہ یا خود باری تعالیٰ کے بتلانے سے انکا علم ہونا علمِ غیب نہیں ہے، پس آیت کا حاصل یہ ہے کہ ان پانچ چیزوں کا علم کلی اور علم قطعی جو تمام مخلوقات اور تمام حالات پر حاوی ہو وہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو نہیں۔ (ایضاً)

الشق الثانی ..... قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَىِٕنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ (پ ۲۴۔ الزمر: ۶۴ تا ۶۷)

آیات کریمہ کا ترجمہ و تفسیر بیان کریں، مَطْوِيّٰتٌ بِيَمِيْنِهٖ کا کیا مطلب ہے؟ خط کشیدہ صیغوں کی لغوی و صرفی تحقیق کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال کا حل چار امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) مطویات بیمینہ کا مطلب (۴) خط کشیدہ صیغوں کی لغوی و صرفی تحقیق۔

جواب ..... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ کہہ دیجئے اے پیغمبر! اے جاہلو کیا مجھے غیر اللہ کی عبادت کا مشورہ دیتے ہو اور تحقیق وحی کی گئی ہے آپ ﷺ کی طرف اور آپ ﷺ سے پہلے انبیاء علیہم السلام کی طرف کہ البتہ اگر (اے عام مخاطب!) تو شرک کرے گا تو تیرے سب عمل غارت و ضائع ہو جائیں گے اور البتہ تو خسارہ پانے والے لوگوں میں سے ہو جائیگا، بلکہ تو اللہ کی ہی عبادت کر اور تو اسکے شکر گزار بندوں میں سے ہو جا۔ اور وہ لوگ اللہ تعالیٰ کو نہیں سمجھے جیسا کہ اسکو سمجھنے کا حق تھا، اور زمین ساری کی ساری اسکے قبضہ و مٹھی میں ہوگی قیامت کے دن اور آسمان لپٹے ہوئے ہونگے اسکے دائیں ہاتھ میں، پاک ہے وہ ذات اور بہت بلند ہے اس چیز سے جسکو وہ اسکا شریک ٹھہراتے ہیں۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ جس وقت قریشِ مکہ و کفارِ مکہ نے آنحضرت ﷺ کو توحید کے مقابلہ میں اپنے آباء و اجداد کے دین پر واپس آنے کیلئے کثیر مال و دولت حسین و جمیل عورت اور سرداری وغیرہ کی پیش کش کی تو اس موقع پر یہ چند آیات نازل ہوئیں کہ اے پیغمبر! آپ ان کافروں و جاہلوں سے کہہ دو کہ کیا (سابقہ آیات و دلائل سے توحید کا مکمل ثبوت اور کفر شرک کے مکمل ابطال کے باوجود بھی) اے جاہلو تم

0316 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

مجھے غیر اللہ کی بندگی و پرستش کا مشورہ دیتے ہو؟ حالانکہ اے پیغمبر! ہم نے آپ کی طرف بھی اور سابقہ انبیاء علیہم السلام کی طرف بھی یہ وحی کر دی ہے کہ جو شخص بھی شرک کرے گا اللہ تعالیٰ اسکے تمام اعمال غارت وضائع کر دے گا اور وہ شخص خسارہ والا ہو جائے گا اسلئے آپ کفر وشرک کرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کی ہی عبادت وبندگی کریں اور اسکے شکر گزار و نیک بندوں میں سے ہو جائیں، ان آیات میں اگرچہ آپ ﷺ کو خطاب کیا گیا ہے مگر اس سے دراصل کفار ومشرکین اور عام مسلمانوں کو تنبیہ کرنا مقصود ہے۔ آخری آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی عظمت کو اس طرح نہیں سمجھا جسطرح اسکو سمجھنے کا حق تھا جسطرح کی اسکی عظمت تھی، بلکہ اسکے ساتھ شرک کیا حالانکہ قیامت کے دن پوری کی پوری زمین اسکی مٹھی اور اسکے قبضۂ قدرت میں ہوگی اور ساتوں آسمان بھی اسکے دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہونگے جو ذات اتنی عظیم قدرت والی ہے وہ انکے نامناسب وشرکیہ اقوال وافعال سے بہت بلند وبرتر وپاک ہے۔

③ **مطویّات بیمینہٖ کا مطلب:۔** علماءِ متقدمین کے نزدیک یہ جملہ اپنے حقیقی معنی میں ہے مگر متشابہات میں سے ہونے کی وجہ سے اسکی حقیقت وکیفیت اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو معلوم نہیں اور علماءِ متأخرین کے نزدیک یہ آیت ایک تمثیل ومجاز ہے اور اس سے مراد زمین وآسمان پر مکمل قبضہ وقدرت ہے۔ (معارف القرآن ص ۵۷۳ ج ۷)

قاضی عیاضؒ نے کہا کہ قبض، طیّ اور اخذ تینوں کا معنی اکٹھا کرنا ہے اسوقت آسمان پھیلے ہوئے اور زمین بچھی ہوئی ہے، پھر ان الفاظ کا معنی اٹھانا ہٹانا بدل ڈالنا ہو گیا۔ قرطبی نے کہا کہ طیّ (مطویّات) کا معنی فنا کر دینا ہے۔ (مظہری)

④ **خط کشیدہ صیغوں کی لغوی وصرفی تحقیق:۔**

"لَیَحْبَطَنَّ" صیغہ واحد مذکر غائب بحث لام تاکید بانون ثقیلہ معلوم از مصدر حَبْطًا (سمع، صحیح) بمعنی برباد وضائع ہونا۔

"کُنْ" صیغہ واحد مذکر امر حاضر معلوم از افعالِ ناقصہ، مصدر کَوْنٌ (نصر، مثال) بمعنی ہونا۔

"مَطْوِیَّاتٌ" صیغہ جمع مؤنث بحث اسم مفعول از مصدر طیًّا (ضرب، لفیف) بمعنی لپیٹنا۔

﴿الورقة الاولیٰ: فی التفسیر﴾

﴿السوال الاول﴾ ۱۴۳۹ھ

الشق الاوّل ..... وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ وَكَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ وَلِتَكُوْنَ اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝ وَّاُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ۝ وَلَوْ قٰتَلَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝ سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۝ (پ ۲۶۔ الفتح: ۲۰ تا ۲۳)

آیات کریمہ کا ترجمہ وتفسیر بیان کریں، خط کشیدہ صیغوں کی لغوی وصرفی تحقیق کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) خط کشیدہ صیغوں کی لغوی وصرفی تحقیق۔

جواب ..... ① **آیات کا ترجمہ:۔** اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا تم سے بہت سی غنیمتوں کا کہ تم انکو حاصل کرو گے پس جلدی کر دی تمہارے لئے اس غنیمت کی اور روک دیا لوگوں کے ہاتھوں کو تم سے اور تا کہ یہ واقعہ مؤمنین کیلئے نمونہ ہو جائے اور تا کہ چلائے تمہیں سیدھے راستہ پر، ایک دوسری فتح وغنائم بھی ہیں کہ تم ابھی ان پر قادر نہیں ہوئے تحقیق وہ اللہ تعالیٰ کے احاطہ میں ہیں اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور اگر یہ کافر تم سے قتال کرتے تو یہ لوگ پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے اور نہ پاتے یہ کوئی حمایتی اور نہ کوئی مددگار۔

② **آیات کی تفسیر:۔** صلح حدیبیہ کے نتیجہ میں جب مسلمانوں کی مکہ سے واپسی ہوئی اور بظاہر فتح حاصل نہ ہونے پر مؤمنین دل شکستہ وغمگین تھے تو اللہ تعالیٰ نے انکو تسلی دینے کیلئے مغانم کثیرہ کا ذکر کیا کہ وہ عنقریب تمہیں حاصل ہونگی، اسلئے غمگین وپریشان نہ ہوں، ان غنائم سے مراد تمام اسلامی فتوحات ہیں جو قیامت تک مسلمانوں کو حاصل ہونگی، البتہ ایک غنیمت فی الفور فتح خیبر کی صورت میں تمہیں حاصل ہو چکی ہے، (اگر خیبر فتح ہو چکا تھا تو یہ ماضی کے الفاظ حقیقت پر مبنی ہیں اور اگر خیبر فتح نہیں ہوا تھا تو پھر یہ ماضی کے الفاظ فتح خیبر کے یقینی ہونے کیلئے لائے گئے ہیں) اور قبائلِ بنی اسد وغطفان جو تم پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کر چکے تھے اللہ تعالیٰ نے

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

انکے دلوں میں مسلمانوں کا رعب ڈالدیا تا کہ وہ حملہ نہ کرسکیں یا پھر کفارِ مکہ کے ہاتھوں کو تم پر حملہ آور ہونے سے روک لیا اور یہ سب کچھ کہ تم سلامت رہو اور تمہیں مال غنیمت وغیرہ حاصل ہو اسلئے کیا کہ یہ سب کچھ آپ ﷺ کے وعدہ کی سچائی اور نشانی ہو جائے اور اسکے نتیجہ میں اللہ کے فضل پر اعتماد و توکل میں اضافہ ہو اور اللہ تعالیٰ تمہیں سیدھے راستہ پر جمائے رکھے اور تمھاری بصیرت میں اضافہ ہو۔

اور اللہ تعالیٰ نے مزید بھی کچھ فتوحات وغنائم کا تم سے وعدہ کیا ہے کہ جو ابھی تک تمہارے قبضہ میں نہیں آئیں مگر وہ اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہیں اور اللہ تعالیٰ تمہیں ان میں کامیاب کرے گا، تم اگرچہ اُن پر قدرت وطاقت نہیں رکھتے مگر اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حسن ومقاتلؒ کے نزدیک اس سے روم وفارس کی فتوحات مراد ہیں، قتادہؒ کے نزدیک اس سے فتحِ مکہ مراد ہے، عکرمہؒ کے نزدیک اس سے فتحِ حنین مراد ہے اور مجاہدؒ نے کہا کہ آئندہ ہونے والی ہر فتح مراد ہے۔ آگے فرمایا کہ چونکہ ان کفار کے مغلوب ہونے کے مقتضیات موجود تھے اسلئے اگر وہ تم سے قتال کرتے اور صلح نہ ہوتی تو یہ کافر پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے اور ان کو اس وقت کوئی حمایتی ومددگار بھی نہ ملتا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا دستور وقانون یہی ہے جو سابقہ امتوں میں بھی جاری رہا کہ اہلِ باطل پر حق والے ہی ہمیشہ غالب رہے ہیں اگرچہ بعض اوقات کسی حکمت ومصلحت کی وجہ سے اسمیں تاخیر ہوگئی ہو اور اللہ تعالیٰ کے دستور وقانون میں کوئی ردّوبدل بھی نہیں ہے۔

③ خط کشیدہ صیغوں کی لغوی وصرفی تحقیق:۔

"وَعَدَ" صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم از مصدر وَعْدًا وعِدَةً (ضرب، مثال) بمعنی وعدہ کرنا۔

"مَغَانِمَ" اسکا مفرد مَغْنَمٌ ہے بمعنی مالِ غنیمت۔ مصدر غَنْمًا غُنْمًا غَنِيْمَةً (سمع، صحیح) بمعنی غنیمت حاصل کرنا۔

"عَجَّلَ" صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم از مصدر تعجیل (تفعیل، صحیح) بمعنی جلدی کرنا۔

"وَلَّوا" صیغہ جمع مذکر غائب فعل ماضی معلوم از مصدر تَوْلِيَةً (تفعیل، لفیف) بمعنی پیٹھ پھیرنا۔

الشق الثانی ..... اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ۝ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ۝ وَكَذَّبُوْا وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ وَكُلُّ اَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ ۝ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنَ الْاَنْۢبَآءِ مَا فِيْهِ مُزْدَجَرٌ ۝ حِكْمَةٌۢ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ ۝ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ اِلٰى شَيْءٍ نُّكُرٍ ۝ خُشَّعًا اَبْصَارُهُمْ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ كَاَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنْتَشِرٌ ۝ مُّهْطِعِيْنَ اِلَى الدَّاعِ يَقُوْلُ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ۝

آیات کا ترجمہ کریں۔ شانِ نزول تحریر کریں۔ "خشّعا ابصارهم" کا دوسری آیت "مهطعين مقنعی رؤوسهم لا يرتدّ اليهم طرفهم" سے بظاہر تعارض ہے، ان میں مطابقت بیان کریں۔ (پ ۲۷۔ القمر: ۱ تا ۸)

﴿خلاصہ سوال﴾ ..... اس سوال کا حل تین امور ہیں: ① آیات کا ترجمہ ② آیات کا شانِ نزول ③ آیات میں تطبیق۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ قیامت قریب آ پہنچی ہے اور چاند پھٹ گیا ہے، اور ان کافروں کا یہ حال ہے کہ کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں یہ ایک ہمیشہ کا جادو ہے، انہوں نے حق کو جھٹلایا اور اپنی خواہشوں کی پیروی کی اور ہر کام کا وقت مقرر ہے (ہر کام نے آخر کسی ٹھکانہ پر ٹک کر رہنا ہے)، اور ان لوگوں کو (سابقہ امتوں کے) ایسے حالات پہنچ چکے ہیں جن میں عبرت وتنبیہ کا بڑا سامان ہے اور دل میں اُتر جانے والی (کامل) دانائی کی باتیں بھی، لیکن یہ تنبیہ وڈرانا ان کو کچھ فائدہ نہیں دے رہا، پس اے پیغمبر! آپ بھی ان کی پروا نہ کرو۔ جس دن بلانے والا ان کو ایک ناخوشگوار چیز کی طرف بلائے گا تو یہ آنکھیں نیچی کئے ہوئے قبروں سے ایسے نکل پڑیں گے گویا بکھری ہوئی ٹڈیاں ہیں، اس بلانے والے کی طرف دوڑتے جاتے ہوں گے، پھر یہی کافر کہیں گے کہ یہ دن بڑا سخت ہے۔

② آیات کا شانِ نزول:۔ کفارِ مکہ نے رسول اللہ ﷺ سے آپ کی نبوت ورسالت کے ثبوت کیلئے کوئی نشانی ومعجزہ طلب کیا، حق تعالیٰ نے آپ کی حقانیت کے ثبوت کیلئے شق القمر کا معجزہ ظاہر فرمایا کہ چاند دو ٹکڑے ہو کر ایک مشرق اور دوسرا مغرب کی طرف چلا گیا اور دونوں ٹکڑوں کے درمیان پہاڑ حائل نظر آنے لگا۔ اس معجزہ کو بطورِ ثبوت قرآن کریم کی ان آیات میں ذکر کیا گیا ہے

③ آیات میں تطبیق:۔ بظاہر آیات میں تعارض معلوم ہوتا ہے، ایک آیت میں ہے کہ محشر میں لوگوں کی نظریں نیچے جھکی ہوئی ہوں گی اور دوسری آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ بلانے والے کی آواز کی سمت میں دیکھتے ہوئے محشر کی طرف دوڑیں گے؟

03135557913 maktabazakariyya@gmail.com

دونوں آیات میں تطبیق یہ ہے کہ محشر کے مواقف مختلف ہوں گے، کسی موقف میں ایسا بھی ہوگا کہ سب کے سر جھکے ہوئے ہوں گے اور کسی موقف میں آواز کی سمت میں دیکھتے ہوئے دوڑیں گے۔ (معارف القرآن)

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۹ھ

الشق الاوّل..... سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۙ﴿۱﴾ لِّلْكٰفِرِيْنَ لَيْسَ لَهٗ دَافِعٌ ۙ﴿۲﴾ مِّنَ اللّٰهِ ذِي الْمَعَارِجِ ؕ﴿۳﴾ تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ﴿۴﴾ فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِيْلًا ۝﴿۵﴾ اِنَّهُمْ يَرَوْنَهٗ بَعِيْدًا ۙ﴿۶﴾ وَّنَرٰىهُ قَرِيْبًا ؕ﴿۷﴾ يَوْمَ تَكُوْنُ السَّمَآءُ كَالْمُهْلِ ۙ﴿۸﴾ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ ۙ﴿۹﴾ وَلَا يَسْـَٔلُ حَمِيْمٌ حَمِيْمًا ۙ﴿۱۰﴾ يُّبَصَّرُوْنَهُمْ ؕ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِيْ مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍۭ بِبَنِيْهِ ۙ﴿۱۱﴾ وَصَاحِبَتِهٖ وَاَخِيْهِ ۙ﴿۱۲﴾ وَفَصِيْلَتِهِ الَّتِيْ تُـْٔوِيْهِ ۙ﴿۱۳﴾ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۙ ثُمَّ يُنْجِيْهِ ۙ﴿۱۴﴾ كَلَّا ؕ اِنَّهَا لَظٰى ۙ﴿۱۵﴾ نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى ۚ﴿۱۶﴾ (پ۲۹۔معارج:۱تا۱۶)

آیات کا ترجمہ اور تفسیر تحریر کریں، **کان مقدارہ خمسین الف سنة** کی نحوی ترکیب کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور توجہ طلب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) **کان مقدارہ خمسین الف سنة** کی نحوی ترکیب۔

جواب..... (۱) آیات کا ترجمہ:۔ ایک مانگنے والا وہ عذاب مانگتا ہے جو کافروں پر واقع ہونیوالا ہے اور جس کو کوئی دفع وختم کرنے والا بھی نہیں ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے واقع ہوگا جو سیڑھیوں (آسمانوں) کا مالک ہے، چڑھتے ہیں فرشتے اور (مؤمنین کی) روحیں اس کی طرف، (وہ عذاب) ایسے دن میں واقع ہوگا جس کی مقدار دنیا کے پچاس ہزار سال ہے، پس آپ صبر کیجئے ایسا صبر جو بھلا و میٹھا ہو، بے شک یہ لوگ اُس دن کو بعید دیکھ وسمجھ رہے ہیں اور ہم اس کو قریب دیکھ رہے ہیں (وہ عذاب ایسے دن میں آئے گا) جس دن آسمان تیل کے تلچھٹ کی طرح (یا پگھلے ہوئے تانبے کی طرح) ہوجائے گا اور پہاڑ دھنی ہوئی یا رنگین روئی کی طرح ہونگے اور کوئی دوست دوسرے دوست کو نہ پوچھے گا، (باوجودیکہ) وہ ایک دوسرے کو دکھادیئے جائیں گے، مجرم آدمی اس بات کی تمنا کرے گا کہ اُس دن کے عذاب کے بدلہ میں اپنے بیٹوں کو اور اپنی بیوی کو اور اپنے بھائی کو اور اپنے گھرانے کو جس میں وہ رہتا تھا اور جتنے بھی زمین پر رہتے ہیں (ان سب کو) فدیہ میں دیدے پھر اپنے آپ کو عذاب سے بچالے، ہرگز ایسا نہیں ہوگا وہ آگ ایسی شعلہ زن ہے جو کلیجہ کھینچنے والی ہے۔

(۲) آیات کی تفسیر:۔ نضر بن حارث نے رسول اللہ ﷺ اور قرآن کریم کی تکذیب کرتے ہوئے اتنی جرأت کا مظاہرہ کیا کہ وہ کہنے لگا کہ اے اللہ! اگر یہ قرآن برحق ہے اور آپ کی طرف سے نازل شدہ ہے تو پھر ہم پر پتھروں کی بارش برسایا کوئی دوسرا دردناک عذاب ہم پر نازل کر، اس موقع پر یہ آیات نازل ہوئیں کہ وہ از خود جس عذاب کا سوال کرتا ہے وہ کافروں پر ضرور واقع ہوگا خواہ دنیا میں نازل ہو یا آخرت میں ہو یا دنیا وآخرت دونوں میں ہو پھر اُس عذاب کو دفع کرنا کسی کے بس میں نہ ہوگا، کیونکہ یہ عذاب اُس ہستی کی طرف سے واقع ہوگا جو درجات عالیہ یا بلند وبالا آسمانوں کا مالک ہے جن درجات وآسمانوں کے ذریعہ فرشتے اور اہلِ ایمان کی روحیں اس کے پاس چڑھ کر جاتی ہیں اور یہ عذاب کافروں پر ایسے دن میں واقع ہوگا جس کی مقدار دنیاوی حساب وکتاب کے اعتبار سے پچاس ہزار سال کے برابر ہوگی، پس اے پیغمبر! جب کفار پر عذاب کا وقوع یقینی ہے تو آپ ان کی مخالفت پر صبر کیجئے، ان کے کفر ومخالفت سے تنگ آکر زبان پر شکایت کا جملہ بھی نہ لائیں، یہ لوگ قیامت پر ایمان نہ ہونے کی وجہ سے اُس دن کو بعید از امکان سمجھ رہے ہیں اور ہمارے نزدیک اُس کا وقوع یقینی ہے، قیامت کے دن کی شدت وہولناکی کا یہ عالم ہوگا کہ اُس دن آسمان سرخ سیاہ ہوکر پھٹ جائے گا اور بڑے بڑے پہاڑ دھنی روئی کی طرح اُڑتے پھریں گے اور اُس دن کوئی دوست کسی دوست کو نہ پوچھے گا، مدد کرنا تو درکنار نفسا نفسی کا یہ عالم ہوگا کہ دوست سامنے نظر آنے کے باوجود کوئی بھی دوسرے کی تکلیف وراحت کی طرف التفات نہ کرسکے گا؟ اُس دن مجرم آدمی یہ تمنا کرے گا کہ کسی طرح میں عذاب سے بچ جاؤں خواہ اُس کے بدلہ میں مجھے اپنی آل اولاد اور کنبہ حتیٰ کہ پورے روئے زمین کے لوگ فدیہ میں دینے پڑیں، کسی بھی طرح میری جان بخشی ہوجائے مگر کسی بھی طرح

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

عذاب سے نجات نہ ملے گی اور وہ عذاب وآگ ایسی شعلہ زن ہوگی جو دماغ وہاتھ پاؤں کی کھال تک اُتار دے گی۔

③ کان مقدارہ خمسین الف سنة کی نحوی ترکیب:۔ کان ناقصہ مقدارہ مضاف ومضاف الیہ ملکر کَانَ کا اسم خمسین الف مرکب بنائی ممیّز سنة تمیز، ممیّز تمیز ملکر خبر، کَانَ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبر یہ ہوا۔

الشق الثانی ..... الٓمّٓ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ۙ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۚ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۗ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۭ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ (پ۲۱۔لقمٰن:۱تا۶)

آیات کا ترجمہ کریں۔آلاتِ لہوولعب کا شرعی حکم تحریر کریں۔ یہ سورۂ مکی ہے جبکہ زکوٰۃ کا حکم مدینہ منورہ میں نازل ہوا تھا، پھر آیات مذکورہ میں نماز کے ساتھ زکوٰۃ کی ادائیگی کا کیا مطلب ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آلاتِ لہوولعب کا شرعی حکم (۳) مکی سورۃ میں زکوٰۃ کی ادائیگی کے حکم کی وضاحت۔

جواب ..... **① آیات کا ترجمہ:۔** یہ حکمت والی کتاب کی آیات ہیں جو ہدایت اور مہربانی ہے نیکی کرنے والوں کے لئے جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں یہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں اور کچھ لوگ وہ ہیں جو کھیل کود والی باتوں کے خریدار ہیں تاکہ وہ دوسروں کو بے سمجھے اللہ کے راستے سے گمراہ کریں اور اُس کا ہنسی مذاق اڑائیں، ایسے لوگوں کے لئے ہی ذلت کا عذاب ہے۔

② آلاتِ لہوولعب کا شرعی حکم:۔ قرآن کریم میں جتنے مواقع میں بھی لہوولعب کا ذکر کیا ہے وہ برائی اور مذمت کے مواقع ہیں جس کا کم سے کم درجہ کراہت ہے اور مذکورہ آیت ہی لہوولعب کی مذمت میں بالکل واضح ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا کا ہر کھیل باطل ہے مگر تین چیزیں: نشانہ بازی، گھڑسواری اور زوجہ کے ساتھ کھیل کود۔ اس حدیث میں ہر کھیل کود کو باطل قرار دیا گیا ہے۔ خلاصہ یہ کہ جو کام حقیقتاً کھیل ہوں یعنی جن میں کوئی دینی ودنیاوی فائدہ نہ ہو وہ سب مذموم اور مکروہ ہیں پھر اُن میں سے بعض تو کفر کی حد تک پہنچ جاتے ہیں اور بعض واضح حرام ہیں اور کم سے کم درجہ مکروہِ تنزیہی یعنی خلافِ اولیٰ کا ہے جس سے کوئی کھیل مستثنیٰ نہیں اور جن کھیلوں کو احادیث میں مستثنیٰ کیا گیا ہے وہ حقیقتاً کھیل ہی نہیں ہیں۔ (معارف القرآن ۲۱:۷)

③ مکی سورۃ میں زکوٰۃ کی ادائیگی کے حکم کی وضاحت:۔ زکوٰۃ کا اصل حکم مکہ میں ہجرت سے پہلے نازل ہو چکا تھا البتہ نصاب، مقدارِ واجب، وصولی کا طریقۂ کار وغیرہ یہ سب تفصیلات مدینہ میں نازل ہوئیں۔ (ایضاً)

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۹ھ

الشق الاوّل ..... وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًا ۭ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا ۭ وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ۭ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۙ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰي وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ ۚ اِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ (پ۲۶۔احقاف:۱۵)

آیت مبارکہ کا واضح ترجمہ کریں۔ آیت مبارکہ کی ایسی تفسیر کریں جس سے والدین کے ساتھ حسن سلوک کی اہمیت بھی واضح ہوجائے۔ اکثر مدتِ حمل اور مدتِ رضاعت میں فقہاء کرام کے اقوال واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) اکثر مدتِ حمل اور مدتِ رضاعت میں فقہاء کرام کے اقوال۔

جواب ..... **① آیات کا ترجمہ:۔** اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کا حکم دیا، اس کی ماں نے اسے بڑی مشقت سے اٹھائے رکھا اور بڑی مشقت سے اس کو جنا، اور اس کو اٹھائے رکھنے اور دودھ چھڑانے کی مدت تیس ماہ ہوتی ہے، حتی

کہ جب وہ اپنی پوری توانائی و جوانی کو پہنچتا ہے اور چالیس سال کی عمر کو پہنچتا ہے تو کہتا ہے کہ اے میرے رب راضی ہو جائیں اور میرے لیے میری اولاد کو بھی صلاحیت دے، میں تیرے حضور توبہ کرتا ہوں اور میں فرمانبرداروں میں شامل ہوں۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ ماقبل کی آیات میں ظالموں کے لیے عذاب کی وعید اور مؤمنین کے لیے فوز وفلاح کی خوشخبری اور ایمان پر ثابت قدم رہنے کا ذکر فرمایا۔ اس ایمان پر ثابت قدمی کا ایک تقاضا یہ بھی ہے کہ انسان کو اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک و برتاؤ کا حکم دیا گیا ہے۔ والدین اگر کافر ہوں اور کسی کفر یا گناہ کرنے کا حکم دیں تو ان کی اطاعت نہ کی جائے اس کے علاوہ ان کی مکمل اطاعت وفرمانبرداری کی جائے۔ اس لیے کہ والدین کے انسان پر بہت احسانات ہیں بالخصوص والدہ کا احسان تو انسان فراموش ہی نہیں کرسکتا کہ اولاً والدہ بچے کو اپنے پیٹ میں رکھنے کی تکلیف برداشت کرتی ہے پھر زچگی کی تکلیف اور پھر دوسال تک دودھ پلانے کی مشقت اور گرمی سردی میں ہر طرح کی راحت وسکون کا خیال کرنا۔ اسی طرح والد کا ہر طرح کی مصیبت وتنگی کو برداشت کرتے ہوئے اس کے کھانے پینے اور دیگر ضروریات زندگی کا انتظام کرنا، تو یہ بہت بڑی تکلیف ومشقت ہے جو والدین کے ساتھ حسن سلوک کا تقاضا کرتی ہے۔ اس حسن سلوک میں ان کی خدمت واطاعت بھی شامل ہے اور تعظیم وتکریم بھی شامل ہے۔

پھر جب یہ بچہ اپنی جوانی اور عقل وشعور کی عمر چالیس سال کو پہنچتا ہے تو یہ سعادت مند بچہ باری تعالیٰ کے حضور نعمتوں کا شکر ادا کرنے اور پھر اپنے اور اپنی اولاد کیلئے نیک کام کرنے کی صلاحیت وتوفیق مانگتا ہے اور اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہے۔

❸ اکثر مدت حمل اور مدت رضاعت میں فقہاء کرام کے اقوال:۔ مدتِ حمل: اکثر مدتِ حمل امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک دوسال ہے۔ امام مالکؒ سے مختلف روایات (چار، پانچ، سات سال) منقول ہیں۔ امام شافعیؒ کے نزدیک چار سال ہے اور امام احمدؒ کی مشہور روایت بھی یہی ہے۔ (معارف القرآن)

مدتِ رضاعت: اس آیت میں دودھ چھڑانے کی مدت دوسال بتلائی گئی ہے، یہ عام عادت کے مطابق ہے اس میں اس کی کوئی تشریح وتصریح نہیں کہ اس سے زیادہ مدت تک دودھ پلایا جائے تو اس کا کیا حکم ہے البتہ سورۃ بقرہ کی آیت **والوالدات یرضعن اولادھن حولین کاملین الایۃ** کی روشنی میں مدتِ رضاعت جس کے ساتھ حرمتِ رضاعت کے احکام متعلق ہوتے ہیں دوسال ہے۔ جمہور فقہاء کے نزدیک امام شافعیؒ، امام مالکؒ، امام احمد بن حنبلؒ اور ائمہ حنفیہؒ میں سے امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ سب اس پر متفق ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے حضرت عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم کا بھی یہی قول ہے۔ اسی طرح حضرت علی، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما کا بھی یہی ارشاد ہے، صرف امام ابوحنیفہؒ سے یہ منقول ہے کہ اڑھائی سال تک بچے کو دودھ پلایا جاسکتا ہے، جس کا حاصل جمہور فقہاء وحنفیہ کے نزدیک یہ ہے کہ اگر بچہ کمزور ہو ماں کے دودھ کے علاوہ کوئی اور غذا، دوسال تک بھی نہ لیتا ہو تو مزید چھ ماہ تک دودھ پلایا جاسکتا ہے کیونکہ سب کا اس پر اتفاق ہے کہ مدتِ رضاعت پوری ہونے کے بعد ماں کا دودھ بچے کو پلانا حرام ہے مگر فتویٰ فقہاء حنفیہ کا بھی جمہور آئمہؒ کے مسلک پر ہے کہ دوسال کی مدت کے بعد اگر دودھ پلایا گیا تو اس سے حرمتِ رضاعت کے احکام ثابت نہیں ہوں گے۔

الشق الثانی ..... اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۝۱ لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ ۝۲ خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ۝۳ اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا ۝۴ وَّبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ۝۵ فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْۢبَثًّا ۝۶ وَّكُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً ۝۷ فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۝۸ وَاَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ۝۹ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ۝۱۰ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ۝۱۱ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝۱۲ (پ ۲۷۔ واقعہ: ۱ تا ۱۲)

آیات مبارکہ کا ترجمہ کریں۔ آیات مذکورہ کی ایسی تفسیر تحریر کریں جس میں ازواج ثلٰثہ کا مختصر تعارف بھی ہو جائے۔ سورہ واقعہ کی خصوصیات وفضائل لکھ کر بتائیں کہ اس سورہ کا نام واقعہ کیوں رکھا گیا ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) سورہ واقعہ کی خصوصیات وفضائل اور وجہ تسمیہ۔

جواب ..... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ جب واقع ہونے والی یعنی قیامت واقع ہوگی، تو اس کے واقع ہونے کو کوئی جھٹلانے والا نہ ہو

گا، وہ تہہ وبالا (زیروزبر) کرنے والی چیز ہوگی جب زمین ایک زور سے جھنجھوڑ دی جائے گی اور پہاڑوں کو ریزہ ریزہ کر دیا جائے گا۔ پس وہ پراگندہ (بکھرا ہوا) غبار ہو جائیں گے، اور (اے لوگو!) تم تین گروہ ہو جاؤ گے، پس کچھ دائیں جانب والے ہوں گے اور دائیں جانب والوں کے تو کیا ہی کہنے، اور کچھ بائیں جانب والے ہوں گے اور بائیں جانب والوں کی برائی کے کیا کہنے، اور کچھ سبقت کرنیوالے ہونگے وہ تو ہیں ہی سبقت کرنیوالے، یہی اللہ کے مقرب بندے ہیں جو نعمتوں کے باغات میں ہونگے۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ اس سورت میں وقوعِ قیامت اور اس کے بعد کے حالات وانجام کا ذکر کیا گیا ہے چنانچہ ارشاد فرمایا کہ جب قیامت قائم وواقع ہوگی تو اس وقت پھر کوئی اس کی تکذیب وانکار کرنے والا نہ ہوگا، یا اس کے وقوع میں کوئی کذب وجھوٹ نہیں ہے، قیامت بہت سے بلند رتبہ لوگوں کو پست وذلیل کر دے گی اور بہت سے پست وحقیر لوگوں کو سربلند کر دے گی۔ اور پھر تمام انسان تین گروہوں میں تقسیم ہو جائیں گے۔ پہلا گروہ عرش کی دائیں جانب ہوگا یہ آدمؑ کی دائیں جانب سے ہی پیدا ہوا ہوگا اور نیک اعمال کی وجہ سے ان کے نامۂ اعمال ان کے دائیں ہاتھ میں ہوں گے اور یہ جنتی لوگ ہوں گے۔ دوسرا گروہ عرش کی بائیں جانب ہوگا، یہ آدمؑ کی بائیں جانب سے پیدا ہوئے ہوں گے اور برے اعمال کی وجہ سے ان کے نامۂ اعمال ان کے بائیں ہاتھ میں ہوں گے اور یہ جہنمی لوگ ہوں گے۔ تیسرا گروہ عرش کے سامنے خصوصی امتیاز اور قرب کے مقام میں ہوگا جن میں انبیاء ورسل، صدیقین وشہداء اور اولیاء اللہ ہوں گے اور ان کی تعداد تھوڑی ہوگی۔ (معارف القرآن)

❸ سورہ واقعہ کی خصوصیات وفضائل اور وجہ تسمیہ:۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص ہر رات سورۂ واقعہ کی تلاوت کرے اس کو کبھی فاقہ نہ ہوگا اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ اپنی اولاد کو ہر رات میں یہ سورۃ پڑھنے کا حکم فرماتے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ جو شخص سورۂ رحمٰن، واقعہ وحدید پڑھتا ہے وہ جنت الفردوس کے رہنے والوں میں پکارا جاتا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ یہ سورۃ سورۃ الغنی ہے اس کو پڑھو اور اپنی اولاد کو سکھاؤ۔ (فضائل قرآن)

ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ قیامت کو واقعہ اسلئے کہتے ہیں کہ اسکے وقوع میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ (معارف القرآن ومظہری)

﴿الورقة الاولیٰ: فی التفسیر﴾

﴿السوال الاول﴾ ١٤٤٠ھ

الشق الاوّل ..... اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾ فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّهٗ وَالْمِسْكِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ ؕ ذٰلِكَ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ ۫ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۵۳﴾ وَمَآ اٰتَیْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّیَرْبُوَا۟ فِیْۤ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا یَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَمَآ اٰتَیْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِیْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ﴿۵۴﴾

آیات مبارکہ کا ترجمہ وتفسیر کریں۔ "حقه" میں "حق" سے کیا مراد ہے؟ اور "ذوی القربیٰ" کن رشتہ داروں کو کہا جاتا ہے؟ دوسری آیت میں معاشرے کی کس رسمِ بد کا ذکر ہے اور کس طرح اس کی اصلاح کی گئی ہے؟ (پ ٢١۔ روم: ٣٧ تا ٣٩)

0313 6357911 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں ① آیات کا ترجمہ ② آیات کی تفسیر ③ حق وذوی القربیٰ کی مراد اور رسمِ بد کی وضاحت۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ جس کے لیے چاہتا ہے کہ رزق کو کشادہ کر دیتا ہے اور جس کے لیے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے، بے شک اس میں ان لوگوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں جو ایمان لائیں۔ پس رشتہ دار کو اس کا حق ادا کرو اور مسکین ومسافر کو بھی، یہ بہتر ہے ان لوگوں کے لیے جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی چاہتے ہیں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ اور یہ جو تم سود دیتے ہو تا کہ وہ لوگوں کے اموال میں شامل ہو کر بڑھ جائے تو وہ اللہ کے نزدیک بڑھتا نہیں ہے اور جو تم اللہ کی خوشنودی کے حصول کے لیے زکوۃ دیتے ہو پس یہی لوگ اپنے مال کو کئی گنا بڑھانے والے ہیں۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ پہلی آیت کا حاصل یہ ہے کہ رزق کا معاملہ صرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے وہ جس کے لیے چاہتا ہے رزق کو

وسیع کر دیتا ہے اور جس کے لیے چاہتا ہے رزق کو تنگ کر دیتا ہے۔ لہٰذا خرچ کرنے سے مال کم نہیں ہوتا اور بخل کرنے سے مال میں اضافہ نہیں ہوتا۔ اسی مناسبت سے اگلی آیت میں ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں جو مال دیا ہے اس میں سے رشتہ دار، مسافروں اور مساکین پر بھی خرچ کرو اور اس خرچ کرنے سے مقصود رضاءِ الٰہی کا حصول ہو اور ان لوگوں پر خرچ کرنا ان کا حق ہے جو تمہارے مال میں شامل کر دیا گیا ہے۔ لہٰذا ان پر خرچ کرنے میں احسان نہ جتلاؤ کیوں کہ حق دار کا حق ادا کرنا مقتضاءِ عدل وانصاف ہے کوئی احسان نہیں۔

③ ذوی القربیٰ وحق کی مراد اور رسم بد کی وضاحت:۔ ذوی القربیٰ سے مراد عام رشتہ دار ہیں خواہ ذی رحم محرم ہوں یا دیگر رشتہ دار ہوں اور حق میں بھی عموم ہے خواہ حق واجب ہو جیسے ماں باپ، اولاد اور دیگر ذوی الارحام کے حقوق، خواہ وہ حق تبرع واحسان ہو جس کا ثواب دیگر کی نسبت رشتہ داروں کے ساتھ زیادہ ہے۔ حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ذوی القربیٰ کا حق وسعت والے شخص کے لیے مالی امداد ہے اور عدمِ وسعت والے شخص کے لیے جسمانی خدمت اور زبانی ہمدردی ہے۔ تیسری آیت میں ایک بری رسم کی اصلاح ہے جو عام رشتہ داروں میں چلتی ہے کہ کسی موقع پر خصوصاً نکاح، شادی وغیرہ کی تقریب میں جب کسی کو کچھ دیتے ہیں تو پھر اس پر نظر رکھتے ہیں کہ وہ بھی ہمیں کچھ دے گا بلکہ اضافہ کے ساتھ دے گا۔ تو ارشاد فرمایا کہ اس کا کوئی ثواب نہیں ہے اور اس عمل کی قباحت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس کو سود سے تعبیر کیا ہے۔ (معارف القرآن)

الشق الثانی ..... وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِؕ وَ مَنْ یَّشْكُرْ فَاِنَّمَا یَشْكُرُ لِنَفْسِهٖۚ وَ مَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ ﴿۱۲﴾ وَ اِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَ هُوَ یَعِظُهٗ یٰبُنَیَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِؕ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ ﴿۱۳﴾ وَ وَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّ فِصٰلُهٗ فِیْ عَامَیْنِ اَنِ اشْكُرْ لِیْ وَ لِوَالِدَیْكَؕ اِلَیَّ الْمَصِیْرُ ﴿۱۴﴾ وَ اِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰۤى اَنْ تُشْرِكَ بِیْ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَ صَاحِبْهُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا ۫ وَّ اتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ ۚ ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵﴾ (پ۲۱۔لقمان:۱۲تا۱۵) آیات کا ترجمہ وتفسیر کریں، حضرت لقمانؑ کیا نبی تھے؟ شرک کی تعریف کریں اور اسکا ظلم عظیم ہونا واضح کریں۔ والدین کی اطاعت پر جامع نوٹ لکھیں، خط کشیدہ آیات کی ترکیب کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں چھ امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) حضرت لقمانؑ کے نبی یا ولی ہونے کی وضاحت (۴) شرک کی تعریف اور ظلم عظیم ہونے کی وجہ (۵) والدین کی اطاعت پر جامع نوٹ (۶) خط کشیدہ کی ترکیب۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ اور البتہ تحقیق دی ہم نے لقمانؑ کو حکمت یہ کہ اللہ کا شکر کرو اور جو شکر کرتا ہے اس کا نفع اسی کیلئے ہے اور جو شخص ناشکری کرے پس اللہ غنی ہے تعریف کے لائق ہے اور جب کہا لقمانؑ نے اپنے بیٹے کو اور وہ نصیحت کر رہے تھے کہ اے بیٹے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا بیشک شرک کرنا بڑا ظلم ہے۔ اور ہم نے انسانوں کو انکے والدین کے بارے میں تاکید کر دی، اسکی ماں نے ضعف پر ضعف برداشت کرتے ہوئے اسے پیٹ میں رکھا اور اس کا دودھ چھوٹنا دو سال میں ہے، (وصیت کی ہم نے) یہ کہ تو میرا شکر ادا کر اور اپنے والدین کا بھی، میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے اور اگر تیرے ماں باپ تجھ پر زور دیں کہ تو میرا ساتھ شرک کرے جس کی تیرے پاس کوئی دلیل نہیں تو ان کی فرمانبرداری نہ کرنا اور ان کے ساتھ دنیا میں خوبی کے ساتھ رہنا اور جو شخص میری طرف متوجہ ہو اس کی اتباع کرنا پھر تم سب کو میری طرف لوٹنا ہے پس میں تمہیں ان اعمال سے باخبر کروں گا جو تم کیا کرتے تھے۔

② آیات کی تفسیر:۔ اس سورت کے شروع میں فرمایا تھا **تلك آیات الكتاب الحكیم** کہ یہ حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں اس جگہ سے بعض اہلِ حکمت کے اقوال کا ذکر ہے۔ چنانچہ فرمایا ہم نے لقمانؑ کو دانشمندی عطا فرمائی جس کی حقیقت علم مع العمل ہے اور ساتھ ہی یہ حکم دیا کہ سب نعمتوں پر عموماً اور اس نعمتِ حکمت پر خصوصاً اللہ کا شکر کرتے رہو اور جو شخص شکر کرتا ہے وہ اپنے ذاتی نفع کے لئے شکر کرتا ہے یعنی اس کا نفع ہے کہ اس سے نعمت میں ترقی ہوتی ہے اور جو ناشکری کرے گا وہ اپنا ہی نقصان کرے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ تو بے نیاز اور سب خوبیوں والا ہے اور چونکہ لقمانؑ حکمت یعنی علم وعمل کے ساتھ موصوف ہیں اس سے مفہوم ہوا کہ انہوں نے تعلیم شکر پر بھی شکر کیا ہوگا۔ پس وہ شاکر بھی تھے اور شاکر ہونے سے ان کی حکمت میں ترقی بھی ہوئی ہوگی پس وہ اعلیٰ درجے کے

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

حکیم ہوئے اور ایسے حکیم کی تعلیم ضرور قابلِ عمل ہونی چاہیے سوان کی تعلیمات ان لوگوں کے سامنے ذکر کیجئے کہ جب حضرت لقمانؒ نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ بیٹا خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا، بیشک شرک کرنا بہت بڑا ظلم ہے اور ظلم کی حقیقت کسی چیز کو بے محل استعمال کرنا ہے اور یہ بات شرک میں سب سے زیادہ واضح ہے۔

اسکے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے بندوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کریں اور انسان کو یہ سمجھنا چاہیے کہ کبھی وہ بھی حاجت مند تھا اس وقت اس کے والدین نے اس کی خدمت کی اس کی ضرورتوں کا خیال رکھا اور اس کے لئے تکلیفیں برداشت کیں ایک والدہ ہی کی مصیبت کو دیکھ لیجئے کہ اس نے زمانۂ حمل میں پیٹ میں رکھا، ضعف (کمزوری) پر ضعف کو برداشت کیا کیونکہ جیسے جیسے حمل کی مدت بڑھتی چلی جاتی ہے اس کے ساتھ ساتھ عورت کا ضعف بڑھتا چلا جاتا ہے، اسی طرح پیدائش کے بعد دودھ پلانے کا سلسلہ چلتا ہے اس زمانے میں بھی ماں باپ کو تکلیف اٹھانی پڑتی ہے بچہ دودھ پیتا جاتا ہے جسم بڑھتا رہتا ہے توانائی آتی رہتی ہے، ماں دودھ پلانے کا اہتمام کرتی ہے باپ کسبِ مال کرتا ہے اور جانثاری سے اس کی خدمت کرتا ہے، والدین کی محنتوں اور مشقتوں کو سامنے رکھا جائے تو ایک شریف انسان کا دل یہی چاہتا ہے کہ اب جب تو بڑا ہو گیا تو اب تو انہیں آرام پہنچائے اور ان کی خدمت کرے، اس کے بعد اللہ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تیرے والدین تجھ پر اس بات کا زور ڈالیں کہ تو میرے ساتھ شرک کرے تو ان کی اس معاملہ میں فرمانبرداری مت کر انہیں یہ حق نہیں پہنچتا کہ اللہ کی نافرمانی کا حکم دیں کیونکہ سب سے بڑا اللہ کا حق ہے، بس دنیا میں ان کے ساتھ خوبی کے ساتھ رہنا سہنا رکھو، ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کا برتاؤ کرو، مومن ہوں یا کافر اگر وہ کافر ہیں تو کفر کی وجہ سے ان کی خدمت سے منہ نہ موڑو بس اتنا خیال رہے کہ اللہ کی نافرمانی نہ ہو، اسی طرح اس آیت کریمہ میں ایک یہ بات بھی ارشاد فرمائی ہے کہ جو بندے اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں انکا اتباع کیا جائے ان کی بتائی ہوئی راہ پر چلے، انہی کے ساتھ رہے تاکہ ان کی صحبت کا اثر اسکے دل پر بھی ہو ورنہ شیطان اُچک لے گا اور بری راہ پر لگا لے گا۔ آخر میں فرمایا کہ تم سب کو میری طرف لوٹنا ہے وہاں ہر انسان اپنے اعمال سے باخبر ہوگا اور اپنے اعمال کے مطابق جزا و سزا کا مستحق ہوگا۔

❸ حضرت لقمانؒ کے نبی یا ولی ہونے کی وضاحت:۔ جمہور سلف کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت لقمانؒ نبی نہیں تھے بلکہ ولی کامل اور حکیم تھے۔ بعض روایات کے مطابق وہ بنی اسرائیل کے قاضی تھے۔ ابن کثیر کی روایت کے مطابق حضرت لقمانؒ کو نبوت و حکمت لینے میں اختیار دیا گیا تھا۔ انہوں نے نبوت کے مقابلے میں حکمت کو اختیار کیا۔ (معارف القرآن)

❹ شرک کی تعریف اور ظلم عظیم ہونے کی وجہ:۔ اللہ کی ذات وصفات میں کسی کو کسی درجے میں شریک ٹھہرانے کا نام شرک ہے۔

ظلم کی حقیقت علماء نے یہ بیان کی ہے کہ کسی چیز کو بے محل استعمال کیا جائے اور یہ بات شرک میں سب سے زیادہ واضح ہے کہ خالق، مالک اور رازق کی جگہ بتوں کی پرستش کی جائے، اس سے بڑھ کر اور ظلم کیا ہو سکتا ہے۔

❺ والدین کی اطاعت پر جامع نوٹ:۔ والدین کی اطاعت وفرمانبرداری کے متعلق یہ ارشاد خداوندی ہے وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۭ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۝ (تیرا رب یہ حکم دے چکا ہے کہ صرف اس کی عبادت کی جائے اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے اگر ان میں سے کوئی ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انہیں اُف بھی نہ کہو اور ان کو جھڑکو بھی نہیں بلکہ ان سے ادب اور نرمی کے ساتھ گفتگو کرو) اور اس سورت میں ارشاد ہے: وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰي وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ۭ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ۝ وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓي اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا (ہم نے انسان کو والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا..... اور حکم دیا کہ ان کے ساتھ دنیا میں دستورِ دنیا کے موافق برتاؤ اور اچھا سلوک کرو) مذکورہ دونوں آیات میں اللہ تعالیٰ نے جہاں اپنے متعلق توحید وعدم شرک کا حکم دیا وہاں والدین کے ساتھ حسن سلوک اور اچھے برتاؤ کا حکم بھی دیا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”رضی الرب فی رضی الوالد و سخط الرب فی سخط الوالد“ یہاں والد سے مراد والدین ہیں۔ یعنی رب کی رضا والدین کی رضا میں ہے اور رب کی ناراضی والدین کی ناراضی میں ہے۔ اسی طرح احادیث میں آپ ﷺ نے کبیرہ

گناہوں کے تذکرے میں والدین کی نافرمانی کو بھی ذکر کیا، مشہور حدیث ہے کہ آپ ﷺ نے منبر پر تین مرتبہ پاؤں رکھا تو تین مرتبہ ہی آمین کہا، صحابہ رضی اللہ عنہم نے وجہ پوچھی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: حضرت جبریل علیہ السلام نے اس موقع پر تین لوگوں کے لیے بددعا کی تھی اور میں نے آمین کہی تھی، اوران تین میں سے ایک وہ آدمی بھی ہے کہ جس نے والدین میں سے کسی ایک کو یا دونوں کو بڑھاپے کی حالت میں پایا لیکن ان کی خدمت کے ذریعے جنت حاصل نہ کرسکا۔ مذکورہ نصوص سے معلوم ہوا کہ ہر حال میں والدین کی اطاعت وفرمانبرداری کرنی چاہیے، البتہ اگر وہ دونوں شرک کا حکم دیں یا واضح گناہ کا حکم دیں تو پھر ان کی اطاعت جائز نہیں مگر پھر بھی حسنِ سلوک وحسنِ معاشرت کا حکم دیا گیا ہے۔

اگر والدین فریضۂ خداوندی کو ترک کرنے یا فعل حرام کے ارتکاب کا حکم دیں تو اُنکی اطاعت جائز نہیں ہے۔ اگر وہ کسی مباح کام کا حکم دیں جو خلافِ عقل وخلافِ شرع نہ ہو تو اُنکی اطاعت واجب ہے۔ اسی طرح اگر والدین کثرتِ ذکر ونوافل سے روکیں یا ضرورت سے زائد مال کمانے کا حکم دیں تو پھر بھی صحیح یہ ہے کہ اطاعت واجب نہیں ہے۔ (مظہری)

❻ خط کشیدہ کی ترکیب:۔ "من کفر فان اللہ غنی حمید" من موصولہ کفر فعل ضمیر فاعل، فعل فاعل مل کر جملہ فعلیہ ہو کر صلہ ہوا موصول کا، موصول صلہ مل کر مبتداء متضمن معنی شرط، فا جزائیہ انّ حرف مشبہ بالفعل اللہ اس کا اسم غنی خبرِ اوّل حمید خبرِ ثانی، انّ اپنے اسم ودونوں خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر خبر متضمن معنی جزاء، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

"انّ الشرک لظلم عظیم" انّ حرف مشبہ بالفعل الشرک اس کا اسم لام تاکیدیہ ظلم عظیم موصوف صفت ملکر خبر، اِنَّ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

﴿السوال الثانی﴾ ١٤٤٠ھ

الشق الاوّل ..... اَفَرَءَيْتَ الَّذِيْ تَوَلّٰى ۝ وَاَعْطٰى قَلِيْلًا وَّاَكْدٰى ۝ اَعِنْدَهٗ عِلْمُ الْغَيْبِ فَهُوَ يَرٰى ۝ اَمْ لَمْ يُنَبَّاْ بِمَا فِيْ صُحُفِ مُوْسٰى ۝ وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰٓى ۝ اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۝ وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ۝ وَاَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى ۝ ثُمَّ يُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰى ۝ وَاَنَّ اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى ۝ وَاَنَّهٗ هُوَ اَضْحَكَ وَاَبْكٰى ۝ وَاَنَّهٗ هُوَ اَمَاتَ وَاَحْيَا ۝ (پ٢٧۔ نجم: ٣٣ تا ٤٤)

آیات مبارکہ کا ترجمہ، تفسیر وشانِ نزول تحریر کریں۔ وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ۝ سے بظاہر ایصالِ ثواب کی نفی معلوم ہو رہی ہے۔ حنفیہ کے نزدیک ایصالِ ثواب کا حکم بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے ① آیات کا ترجمہ ② آیات کی تفسیر ③ شان نزول ④ حنفیہ کے نزدیک ایصالِ ثواب کا حکم۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جس نے حق سے اعراض کیا (منہ پھیر لیا)؟ اور جس نے تھوڑا سا دیا پھر رک گیا۔ کیا اس کے پاس غیب کا علم ہے جو وہ دیکھ رہا ہے؟ کیا اسے ان باتوں کی خبر نہیں جو موسیٰ علیہ السلام کے صحیفوں میں ہے؟ اور ابراہیم علیہ السلام کے صحیفوں میں بھی ہے جو وفادار رہے، کہ کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا، اور یہ کہ انسان کے لیے اپنی کوشش کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ اور یہ کہ اس کی کوشش عن قریب دیکھی جائے گی پھر اسے اس کا پورا بدلہ دیا جائے گا اور یہ کہ تیرے پروردگار کے پاس ہی سب نے پہنچنا ہے اور یہ کہ وہی ہنساتا اور رلاتا ہے۔ اور یہ کہ وہی مارتا اور زندہ کرتا ہے۔

② و ③ آیات کا شانِ نزول وتفسیر:۔ حافظ ابن جریر وغیرہ نے لکھا ہے کہ ایک کافر شخص قرآن مجید کی کچھ آیات سن کر اسلام لانے کی طرف مائل ہو گیا تھا، اس کے کسی دوست نے کہا کہ تم اپنے آباء واجداد کا دین کیوں چھوڑ رہے ہو؟ اس نے کہا کہ میں آخرت کے عذاب سے ڈرتا ہوں، دوست نے کہا کہ اگر تم مجھے کچھ پیسے دو تو میں یہ ذمہ داری لیتا ہوں کہ تمہیں آخرت کے عذاب سے بچالوں گا، چنانچہ اس شخص نے کچھ پیسے دے دیے، کچھ عرصے بعد دوست نے مزید پیسے مانگے تو اس نے وہ بھی دے دیے، مگر پھر دینے بند کر دیے، تو ان آیات میں اسی کا تذکرہ ہے۔ (آسان ترجمہ قرآن)

مذکورہ واقعہ کے پسِ منظر میں اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں ان دونوں کی حماقت کا ذکر کیا ہے کہ اولاً جو شخص یہ کہہ رہا تھا کہ میں

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

تمہیں آخرت کے عذاب سے بچالوں گا کیا اس کے پاس غیب کا علم ہے کہ وہ اس پر قادر ہے؟ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے عمومی قاعدہ بیان فرمایا کہ کوئی بھی شخص کسی دوسرے کے گناہ کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا، ہر انسان کو اس کے اعمال کا بدلہ ملے گا، اور یہ کوئی نئی بات نہیں بلکہ یہی بات موسیٰ وابراہیم علیہما السلام کے صحیفوں میں بھی لکھی ہوئی ہے۔ البتہ اگر اللہ تعالیٰ اپنے خصوصی فضل وکرم سے کسی کو استحقاق سے زائد عطا کردیں تو یہ اس کی رحمت ہے جس پر کوئی پابندی نہیں۔

④ حنفیہ کے ہاں ایصالِ ثواب کا حکم:۔ اس آیت کا حاصل یہ ہے کہ جس طرح کوئی آدمی دوسرے کا عذاب اپنے سر نہیں لے سکتا، اسی طرح کسی کو یہ بھی حق نہیں کہ کسی دوسرے کے عمل کے بدلے خود عمل کرلے اور وہ اس عمل سے سبکدوش ہوجائے مثلاً ایک شخص دوسرے کی طرف سے نماز فرض ادا کردے یا دوسرے کی طرف سے فرض روزہ رکھ لے اور وہ دوسرا اپنے فرض نماز وروزے سے سبکدوش ہوجائے یا یہ کہ ایک شخص دوسرے کی طرف سے ایمان قبول کرلے اور اس سے دوسرے کو مؤمن قرار دیا جائے۔

آیت مذکورہ کی اس تفسیر پر کوئی فقہی اشکال اور شبہ عائد نہیں ہوتا کیونکہ زیادہ سے زیادہ شبہ حج اور زکوٰۃ کے مسئلہ میں یہ ہوسکتا ہے کہ ضرورت کے وقت شرعاً ایک شخص دوسرے کی طرف سے حج بدل کرسکتا ہے یا دوسرے کی زکوٰۃ اس کی اجازت سے ادا کرسکتا ہے مگر غور کیا جائے تو یہ اشکال اس لئے صحیح نہیں کہ کسی کو اپنی جگہ حج بدل کے لئے بھیج دینا اور اس کے مصارف خود ادا کرنا، یا کسی شخص کو اپنی طرف سے زکوٰۃ ادا کردینے کے لئے مامور کردینا بھی درحقیقت اسی شخص کے اپنے عمل اور سعی کا جز ہے، اس لئے یہ **لیس للانسان الاماسعٰی** کے منافی نہیں۔ (معارف القرآن ج ۸ ص ۲۱۹)

ایصالِ ثواب کے مسئلہ کی تفصیل یہ ہے کہ ایک شخص کی دعا وصدقہ کا ثواب دوسرے شخص کو پہنچنا نصوص شرعیہ سے ثابت اور تمام امت کا اجماعی مسئلہ ہے، تلاوتِ قرآن کا ثواب پہنچنے کا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ انکار کرتے ہیں اور ان کی دلیل آیت کریمہ **وان لیس للانسان الّا ما سعٰی** کا مفہوم عام ہے۔ جمہور ائمہ اور امام ابوحنیفہ رحمہم اللہ کے نزدیک دعا وصدقہ کی طرح ہر نفلی عبادت کا ثواب دوسرے کو پہنچتا ہے۔ تفسیر قرطبی میں لکھا ہے کہ احادیثِ کثیرہ اس پر شاہد ہیں کہ مؤمن کو دوسرے شخص کی طرف سے عملِ صالح کا ثواب پہنچتا ہے۔ تفسیر مظہری میں وہ احادیث جمع کی گئی ہیں۔ (معارف القرآن ج ۸ ص ۲۱۹)

امام شافعیؒ کی دوسری دلیل یہ ہے کہ صدقہ، دعا اور حج کے علاوہ دیگر عبادتوں کا ایصالِ ثواب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت نہیں ہے۔ ابن المبارکؒ نے اس کا جواب دیا ہے کہ ثبوت کی ضرورت بھی کیا ہے؟ جب صدقہ کا ایصالِ ثواب بالاجماع ثابت ہے تو اسی پر باقی عبادتوں کو قیاس کیا جائیگا۔ کسی مسئلہ کے ہر ہر جزء کا ثبوت ضروری نہیں ہے ورنہ پھر قیاس کی ضرورت ہی کیا تھی؟۔

الشق الثانی ..... يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰي مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ۝ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۭ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ۝ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ (پ ۲۶۔ الحجرات: ۶ تا ۸)

آیات کا ترجمہ کریں۔ پہلی آیت کا شانِ نزول تحریر کریں۔ فاسق کی خبر یا شہادت کا کیا حکم ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① آیات کا ترجمہ ② پہلی آیت کا شانِ نزول ③ فاسق کی خبر یا شہادت کا حکم۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق آدمی خبر لیکر آئے تو خوب تحقیق کرلیا کرو (مبادا ایسا نہ ہو کہ) نادانی سے کسی قوم کو نقصان پہنچادو پھر اپنے کئے ہوئے پر پشیمان ہونا پڑے۔ اور اچھی طرح جان لو کہ تمہارے درمیان اللہ کے رسول موجود ہیں اگر بہت سی باتوں میں وہ تمہاری رائے مان لیں تو تم مشکل میں پڑ جاؤ لیکن اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں میں ایمان کی محبت ڈال دی ہے اور اس کو تمہارے دلوں میں پُرکشش بنادیا ہے اور تمہارے اندر کفر، گناہ ونافرمانی سے نفرت بٹھادی ہے اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے فضل ونعمت کا نتیجہ ہے اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا حکمت والا ہے۔

❷ پہلی آیت کا شانِ نزول:۔ ولید بن عقبہ کو حضور ﷺ نے قبیلہ بنی المصطلق سے زکوٰۃ وصول کرنے کیلئے بھیجا، بنی المصطلق کے ساتھ ولید کو جاہلیت کے زمانہ سے کچھ عداوت تھی جب وہ لوگ ولید کے استقبال کیلئے نکلے تو اس نے ان کو آمادۂ جنگ سمجھا اور واپس آکر حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ وہ مرتد ہوگئے اور زکوٰۃ بند کردی ہے تو آپ ﷺ نے حضرت خالد بن ولید کو بھیجا کہ مخفی طور پر جا کر ان کا حال معلوم کرو، اگر ان کا اسلام ثابت ہو تو زکوٰۃ وصول کرو چنانچہ وہ گئے اور ان کو مغرب اور عشاء کی نماز پڑھتے ہوئے پایا اور ان سے زکوٰۃ وصول کر کے لائے تو اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔

❸ فاسق کی خبر یا شہادت کا حکم:۔ جمہور علماء کے نزدیک فاسق کی خبر یا شہادت شرعاً مقبول نہیں، البتہ بعض معاملات و حالات میں فاسق کی خبر اور شہادت کو بھی قبول کرلیا جاتا ہے وہ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں کیونکہ آیت میں اس حکم کی ایک خاص علت (**ان تصیبوا قوما بجهالة**) منصوص ہے تو جن معاملات میں یہ علت موجود نہیں وہ آیت کے حکم میں داخل نہیں یا مستثنیٰ ہیں۔ مثلاً کوئی فاسق بلکہ کافر بھی کوئی چیز لائے اور یہ کہے کہ فلاں شخص نے یہ آپ کو ہدیہ بھیجا ہے تو اس کی خبر پر عمل جائز ہے۔ (معارف القرآن)

﴿السوال الثالث﴾ ١٤٤٠ھ

الشق الاوّل ..... يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ﴿٢٨﴾ وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿٢٩﴾ (پ ٢١۔ احزاب: ٢٨، ٢٩)

آیات کا سلیس ترجمہ تحریر کریں، اختصار کے ساتھ ان آیات کا شانِ نزول بیان کریں۔ خط کشیدہ کلمات کی لغوی و صرفی تحقیق کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال کا حل تین امور ہیں (١) آیات کا ترجمہ (٢) آیات کا شانِ نزول (٣) کلماتِ مخطوطہ کی لغوی و صرفی تحقیق

جواب ..... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ اے نبی! کہہ دیجئے اپنی بیویوں کو اگر ارادہ کرتی ہو تم دنیا کی زندگی کا اور اس کی زیب و زینت کا پس آؤ تم سامان دیدوں میں تم کو اور رخصت کردوں میں تم کو اچھے طریقے سے اور اگر ارادہ رکھتی ہو تم اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور آخرت کے گھر کا بے شک اللہ تعالیٰ نے احسان کرنے والیوں کے لئے تم میں سے اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔

❷ آیات کا شانِ نزول:۔ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کی ازواجِ مطہرات نے آپ ﷺ سے کچھ زیادہ خرچ کی درخواست کی، رسول اللہ ﷺ کو ان کا یہ مطالبہ اچھا نہ لگا تو آپ ﷺ نے قسم کھائی کہ ایک مہینہ تک ان کے پاس نہیں جاؤں گا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں یہ بات مشہور ہوگئی کہ آپ ﷺ نے اپنی بیویوں کو طلاق دیدی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اس کی خبر لاتا ہوں، انہوں نے خدمتِ عالی میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ مسجد میں بہت سارے لوگ موجود ہیں اور وہ یوں کہہ رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا میں نے طلاق نہیں دی، جب ٢٩ دن گزر گئے تو آیتِ تخییر یعنی **یاایها النبی قل لازواجك الخ** نازل ہوئی، تو آپ ﷺ نے آیتِ شریفہ کے مضمون کے مطابق اپنی بیویوں کو اختیار دیدیا اگر چاہو تو دنیا کا سامان لے لو اور ساتھ ہی یہ سمجھ لو کہ میں تمہیں طلاق دے دوں گا اور اگر چاہو تو میرے ہی پاس رہو لیکن اس صورت میں مطلوبہ اخراجات کا کوئی مطالبہ نہیں، ہاں یہ وعدہ ہے کہ نیک کام کرتی رہو گی تو اللہ کی طرف سے اجر عظیم دیا جائے گا۔

❸ کلماتِ مخطوطہ کی لغوی و صرفی تحقیق:۔ **تَعَالَيْنَ**: صیغہ جمع مؤنث فعل امر حاضر معلوم از باب تفاعل بمعنی آؤ تم سب عورتیں۔

تُرِدْنَ: صیغہ جمع مؤنث حاضر فعل مضارع معلوم از مصدر **الارادة** (افعال) بمعنی ارادہ کرنا۔

اُمَتِّعْكُنَّ: صیغہ واحد متکلم بحث فعل مضارع معروف از باب تفعیل بمعنی عورت کو متعہ دینا، سامان دینا۔

اُسَرِّحْكُنَّ: صیغہ واحد متکلم بحث فعل مضارع معروف از مصدر **تسریحًا** (تفعیل) بمعنی عورت کو طلاق دینا۔

يُضَاعَفْ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع مجہول از مصدر **مضاعفة** (مفاعلہ) بمعنی دُگنا کرنا۔

الشق الثانی ..... وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا ۭ يٰجِبَالُ اَوِّبِيْ مَعَهٗ وَالطَّيْرَ ۚ وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ ﴿١٠﴾ اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ وَّقَدِّرْ فِي السَّرْدِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ اِنِّىْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿١١﴾ وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ ۚ وَاَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ ۭ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۭ وَمَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ

03136257913 maktabazakariyamultan@gmail.com

السَّعِيْرِ ﴿١٢﴾ يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ ؕ اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ؕ وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ﴿١٣﴾ (پ٢٢۔سباء:١٠تا١٣) آیات کا ترجمہ اور تفسیر لکھیں، خط کشیدہ کلموں کی لغوی تحقیق لکھیں، **الریح** اور **آل داؤد** کے منصوب ہونے کی وجہ لکھیں۔ حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام کے خصوصی معجزات تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں پانچ امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق (۴) **الریح** اور **آل داؤد** کے منصوب ہونے کی وجہ (۵) حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام کے معجزات۔

جواب..... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ اور تحقیق ہم نے داؤد علیہ السلام کو اپنی طرف سے فضل (بڑی نعمت) دیا تھا، اے پہاڑو تم خوش الحانی سے پڑھو اُسکے ساتھ اور پرندوں کو بھی اُس کے ساتھ پڑھنے کا حکم دیا اور ہم نے اُسکے لئے لوہے کو نرم کردیا کہ کشادہ (پوری) زرہیں بناؤ اور کڑیاں جوڑنے میں اندازہ رکھو اور نیک کام کیا کرو، میں تمہارے سب اعمال دیکھتا ہوں۔ اور (ہم نے تابع کردیا) سلیمان علیہ السلام کے ہوا کو اس کا صبح کا چلنا ایک ماہ کی مسافت تھی اور شام کا چلنا بھی ایک ماہ کی مسافت اور ہم نے بہادیا اس کیلئے ایک چشمہ پگھلے ہوئے تانبے کا اور بعض جن تھے جو کام کرتے تھے اس کے سامنے اپنے رب کے حکم سے اور جو پھر جاتا تھا ان میں سے ہمارے حکم بجالانے سے ہم چکھاتے تھے اس کو عذاب بھڑکتی آگ کا۔ بناتے تھے (جنات) ان کے لئے ان کی فرمائش کے مطابق بڑی بڑی عمارتیں اور مجسمے اور پیالے حوضوں جیسے اور دیگیں جمی رہنے والی، کرتے رہو اے آل داؤد (ہمارا) شکر اور تھوڑے ہی میرے بندوں میں سے شکرگزار ہیں۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا تذکرہ فرمارہے ہیں اس سے مقصود ان لوگوں پر رد کرنا ہے جو بعث بعد الموت کے منکر ہیں اور ان انبیاء علیہم السلام کے قصوں کو اسلئے ذکر کیا تاکہ لوگوں کو ایسے کاموں کا مشاہدہ کروایا جائے جن کو وہ ناممکن ومحال سمجھتے تھے مثلاً لوہے کو موم بنانا، ہوا و چرند پرند کو تابع فرمان بنانا، تانبہ کو پانی کی طرح بہنے والا کردینا وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے حضرت داؤد علیہ السلام کو عمومی انبیاء علیہم السلام سے زائد طور پر جو مخصوص صفات عطاء کیں وہ یہ تھیں کہ ہم نے ان کو نبوت ورسالت کے ساتھ پوری دنیا کی سلطنت وحکومت بھی عطاء کی اور خوش الحانی ومسحور کُن آواز عطاء کی تھی کہ جب وہ ذکرِ الٰہی کرتے یا زبور کی تلاوت کرتے تو پرندے ہوا میں اُڑتے ہوئے سننے کے لئے جمع ہوجاتے اور ہم نے پہاڑوں کو یہ حکم دیا تھا کہ جب وہ اللہ کا ذکر وتسبیح کریں تو پہاڑ بھی وہی کلمات دہرائیں اور پرندوں کو بھی حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ پہاڑوں کی طرح مسخر کیا گیا تھا وہ بھی تسبیح کرتے تھے ان کے لئے لوہے کو موم کی طرح نرم بنایا گیا تھا کہ وہ لوہے کی زرہیں اور دیگر آلات آسانی سے بناسکتے تھے اور ہم نے ان نعمتوں کے شکر کے طور پر داؤد علیہ السلام کو نیک اعمال کرنے کا بھی حکم دیا۔

اسکے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام کا تذکرہ ہے کہ ہم نے ان کے لئے ہوا کو مسخر کیا تھا کہ وہ ہوا ان کے تخت کو لیکر ایک ایک وقت میں ایک مہینہ کی مسافت طے کرتی تھی اور ہم نے ان کے لئے تانبے کا چشمہ بہایا یعنی تانبہ کو ان کے لئے بالکل نرم وسیّال کردیا کہ وہ اس سے آلات کے بغیر ہی مختلف مصنوعات بناتے تھے اور ہم نے جنات کو بھی ان کے تابع کردیا تھا جو حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے حکم خداوندی سے طرح طرح کے کام کرتے تھے اور تشریعی طور پر بھی جنات کو تابع کیا گیا تھا کہ اگر کوئی اطاعت سے رُوگردانی کرے گا تو اس کو آخرت میں عذاب دیا جائے گا۔ چنانچہ وہ جنات حضرت سلیمان علیہ السلام کی منشاء کے مطابق محرابیں، بڑی بڑی عمارتیں، مورتیں، بڑے بڑے حوضوں کی مثل پانی کے برتن وغیرہ بناتے تھے۔ پس فرمایا کہ اے آلِ داؤد اِن سب نعمتوں کے شکر کے طور پر پروردگار کا شکر ادا کرو اس لئے کہ ہمارے بندوں میں شکرگزار لوگ بہت تھوڑے ہیں۔

❸ خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق:۔ "**اسلنا**" صیغہ جمع متکلم بحث ماضی معروف از مصدر **الاسالة** (افعال) بمعنی بہانا۔

"**اَوِّبِيْ**" صیغہ واحد مؤنث بحث امر حاضر معلوم از مصدر **تأويب** (تفعیل، مہموز واجوف) بمعنی دہرانا ولوٹانا۔

"**سَابِغَاتٌ**" صیغہ جمع مؤنث بحث اسم فاعل از مصدر **سُبُوغًا** (نصر، صحیح) بمعنی وسیع وکشادہ ہونا۔

"**اَلسَّرْدُ**" یہ باب نصر وضرب کا مصدر ہے بمعنی زرہ بنانا۔ "**عين القطر**" **عين** بمعنی چشمہ اور **قطر** بمعنی پیتل۔

0313 6255913 maktabazakariyamultan@gmail.com

"تماثیل" یہ جمع ہے تمثال کی بمعنی مورتیں (صورتیں)۔ "قدور" یہ قِدر کی جمع ہے بمعنی ہنڈیا جو ایک ہی جگہ رکھی رہیں۔
"محاریب" یہ محراب کی جمع ہے بمعنی بلند مکان، محاریب سے مراد بقول ضحاکؒ بیت المقدس ہے۔
"جفان" یہ جفنه کی جمع ہے بمعنی ٹب یا تشلہ۔ "کالجواب" یہ جابیة کی جمع ہے بمعنی چھوٹا حوض۔

❹ الریح اور آل داؤد کے منصوب ہونے کی وجہ:۔
الریح: یہ سَخَّرْنَا فعل محذوف کا مفعول بہٖ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے ای سخرنا الریح۔
آل داؤد: یہ منادیٰ مضاف ہونے کی وجہ سے منصوب ہے اور حرفِ ندا محذوف ہے۔

❺ حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام کے معجزات:۔ حضرت داؤد علیہ السلام کا پہلا معجزہ اور مخصوص صفت یہ تھی کہ آپ کو ایسی خوش آوازی عطا کی گئی تھی کہ جب آپ زبور کی تلاوت کرتے تھے تو ہوا میں اڑتے ہوئے پرندے سننے کو جمع ہو جاتے تھے۔ اسی طرح جب آپ اللہ تعالیٰ کی تسبیح میں مصروف ہوتے تو پرندے اور پہاڑ بھی ساتھ شریک ہو جاتے تھے۔ دوسرا معجزہ یہ کہ لوہے کو موم کی طرح نرم کر دیا گیا تھا کہ آپ بغیر مشقت لوہے کی زرہیں تیار کر لیتے تھے۔ آپ کے معجزات میں یہ بھی لکھا ہے کہ آپ سے قبل نبوت اور سلطنت دو الگ الگ لوگوں کے پاس ہوتی تھیں مگر آپ پہلے آدمی ہیں کہ آپ بیک وقت نبی اور بادشاہ دونوں تھے، اس کے باوجود اپنے بیوی بچوں کا گذر اوقات زرہیں بنا کر ان کی محنت مزدوری سے کرتے تھے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کو پہلا معجزہ یہ عطا ہوا کہ اللہ کے راستے میں گھوڑے قربان کرنے کے صلہ میں اللہ تعالیٰ نے ہوا کو آپ کے تابع کر دیا تھا کہ آپ جہاں چاہتے تھے ہوا آپ کو اور آپ کے پورے تخت و کابینہ کو اٹھا کر وہیں پہنچا دیتی تھی۔ دوسرا معجزہ یہ کہ تانبے جیسی سخت دھات کو پانی کے چشمے کی طرح بہنے والا بنا دیا تا کہ آپ آسانی سے اس کے برتن اور دوسری ضروریات بنا سکیں۔ تیسرا معجزہ یہ کہ جنات کو آپ کے لیے مسخر کر دیا گیا تھا اور جنات نوکر چاکروں کی طرح آپ کے کام کاج نمٹاتے تھے۔

﴿الورقة الاولیٰ: فی التفسیر﴾

﴿السوال الاول﴾ ١٤٤١ھ

الشق الاوّل ..... وَهَلْ اَتٰىكَ نَبَؤُا الْخَصْمِ اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ ﴿۲۱﴾ اِذْ دَخَلُوْا عَلٰى دَاوٗدَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ قَالُوْا لَا تَخَفْ خَصْمٰنِ بَغٰى بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ وَاهْدِنَاۤ اِلٰى سَوَآءِ الصِّرَاطِ ﴿۲۲﴾ اِنَّ هٰذَاۤ اَخِيْ لَهٗ تِسْعٌ وَّ تِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّ لِيَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ فَقَالَ اَكْفِلْنِيْهَا وَعَزَّنِيْ فِي الْخِطَابِ ﴿۲۳﴾ قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ اِلٰى نِعَاجِهٖ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْخُلَطَآءِ لَيَبْغِيْ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ وَظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاكِعًا وَّ اَنَابَ ﴿۲۴﴾ فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ﴿۲۵﴾ (ص:۲۱تا۲۵) آیات کا ترجمہ و تفسیر بیان کریں۔ اٰتینٰہ الحکمة و فصل الخطاب میں حکمت و فصلِ خطاب سے کیا مراد ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں: ① آیات کا ترجمہ ② آیات کی تفسیر ③ حکمت و فصلِ خطاب کی مراد۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ کیا تمہارے پاس ان جھگڑنے والوں (مقدمہ والوں) کی خبر آئی ہے جب وہ دیوار پر چڑھ کر (پھاند کر) عبادت گاہ میں گھس آئے، جس وقت وہ داؤد علیہ السلام کے پاس آئے تو وہ ان سے گھبرا گئے، انہوں نے کہا خوف نہ کیجئے ہم ایک مقدمہ کے دو فریق ہیں، ہم میں سے ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے تو آپ ہم میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کیجئے اور زیادتی نہ کیجئے گا اور ہمیں سیدھا راستہ دکھا دیجئے (واقعہ یہ ہے کہ) یہ میرا بھائی ہے اسکیپاس ننانوے دُنبیاں ہیں اور میرے پاس ایک دُنبی ہے، یہ کہتا ہے یہ بھی میرے حوالے کر دے اور اس نے گفتگو میں مجھے دبا لیا ہے، داؤد علیہ السلام نے کہا کہ اس نے جو تیری دُنبی کا مطالبہ و سوال کیا ہے کہ وہ اپنی دُنبیوں میں ملا لے تو بیشک یہ تجھ پر ظلم کرتا ہے اور اکثر شریک (شراکت دار) ایک دوسرے پر زیادتی ہی کیا کرتے ہیں، مگر جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اور ایسے لوگ بہت کم ہیں اور داؤد علیہ السلام کو خیال آیا کہ (اس واقعے سے) ہم نے ان کو آزمایا ہے تو انہوں نے اپنے پروردگار سے معافی مانگی اور جھک کر سجدے میں گر گئے اور (اللہ تعالیٰ کی

طرف) رجوع کیا، تو ہم نے ان کو بخش دیا اور بیشک ان کیلئے ہمارے پاس قُرب اور عمدہ مقام ہے۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ ان آیات میں باری تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کا واقعہ ذکر فرمایا ہے۔ قرآن کریم میں یہ واقعہ جس انداز سے بیان کیا گیا ہے اس سے صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی عبادت گاہ میں دو فریقوں کو جھگڑتے ہوئے بھیج کر ان کا کوئی امتحان لیا تھا، حضرت داؤد نے اس امتحان پر متنبہ ہو کر اللہ تعالیٰ سے استغفار کیا اور سجدے میں گر پڑے، اور اللہ تعالیٰ نے ان کی مغفرت فرما دی۔ قرآن کریم کا اصل مقصد یہاں یہ بیان کرنا ہے کہ حضرت داؤد اپنے ہر معاملے میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع فرماتے تھے اور کبھی ذرا سی لغزش بھی ہو جائے تو فورا استغفار کی طرف متوجہ ہوتے تھے، اسلئے یہاں یہ تفصیل بیان نہیں کی گئی کہ وہ امتحان کیا تھا؟ اور وہ کونسی لغزش ہوئی تھی جس سے انہوں نے استغفار کیا اور اللہ تعالیٰ نے معاف فرما دیا۔ اسی لئے بعض محقق اور محتاط مفسرین نے ان آیات کی تشریح میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے خاص حکمت و مصلحت سے اپنے جلیل القدر پیغمبر کی اس لغزش اور امتحان کی تفصیل کو کھول کر بیان نہیں فرمایا، پس ہمیں بھی اس کے پیچھے نہیں پڑنا چاہئے۔

البتہ دوسرے مفسرین نے روایات و آثار کی روشنی میں اس امتحان اور آزمائش کو متعین کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس سلسلہ میں ایک عامیانہ روایت یہ مشہور ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی نظر ایک مرتبہ اپنے ایک فوجی افسر اوریا کی بیوی پر پڑ گئی تھی، جس سے ان کے دل میں اسکے ساتھ نکاح کرنے کی خواہش پیدا ہوئی اور انہوں نے اوریا کو قتل کرانے کی غرض سے اسے خطرناک ترین مشن سونپ دیا جس میں وہ شہید ہو گیا اور بعد میں آپ نے اس کی بیوی سے شادی کر لی۔ اس عمل پر تنبیہ کرنے کیلئے یہ دو فرشتے انسانی شکل میں بھیجے گئے۔

حافظ ابن کثیر کے علاوہ علامہ ابن جوزی، قاضی ابو السعود، قاضی بیضاوی، قاضی عیاض، امام رازی، علامہ ابو حیان اندلسی، خازن، زمخشری، ابن حزم، علامہ خفاجی، احمد بن نصر، ابو تمام اور علامہ آلوسی وغیرہ نے اسے کذب و افتراء قرار دیا ہے۔

حکیم الامت حضرت تھانویؒ نے اس آزمائش اور لغزش کی تشریح اس طرح فرمائی کہ مقدمہ کے یہ دو فریق دیوار پھاند کر داخل ہوئے اور طرزِ مخاطبت بھی انتہائی گستاخانہ اختیار کیا کہ شروع ہی میں حضرت داؤد علیہ السلام کو انصاف کرنے اور ظلم نہ کرنے کی نصیحتیں شروع کر دیں، اس انداز کی گستاخی کی بنا پر کوئی عام آدمی ہوتا تو انہیں جواب دینے کے بجائے الٹی سزا دیتا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کا یہ امتحان فرمایا کہ وہ بھی غصہ میں آ کر انہیں سزا دیتے ہیں یا پیغمبرانہ عفو و تحمل سے کام لے کر ان کی بات سنتے ہیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام اس امتحان میں پورا اترے، لیکن اتنی سی فروگذاشت ہوگئی کہ فیصلہ سناتے وقت ظالم کو خطاب کرنے کے بجائے مظلوم کو مخاطب فرمایا، جس سے کچھ جانبداری معلوم ہوتی تھی مگر اس پر فورا متنبہ ہوئے اور سجدے میں گر گئے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف فرما دیا۔ (بیان القرآن)

بعض مفسرین نے لغزش کی یہ تشریح کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے مدعا علیہ کو خاموش دیکھا تو اس کا بیان سنے بغیر صرف مدعی کی بات سن کر اپنی نصیحت میں ایسی باتیں فرمائیں جن سے فی الجملہ مدعی کی تائید ہوتی تھی، حالانکہ پہلے مدعا علیہ سے پوچھنا چاہئے تھا کہ اس کا موقف کیا ہے؟ حضرت داؤد کا یہ ارشاد اگرچہ صرف ناصحانہ انداز میں تھا اور ابھی تک مقدمہ کے فیصلے کی نوبت نہیں آئی تھی، تاہم ان جیسے جلیل القدر پیغمبر کے شایان شان نہیں تھا، اسی بات پر آپ بعد میں متنبہ ہو کر سجدہ ریز ہوئے۔ (روح المعانی)

بعض حضرات نے فرمایا کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنا نظام الاوقات ایسا بنایا ہوا تھا کہ چوبیس گھنٹے میں ہر وقت گھر کا کوئی نہ کوئی فرد عبادت، ذکر اور تسبیح میں مشغول رہتا تھا، ایک روز انہوں نے باری تعالیٰ سے عرض کیا کہ پروردگار! دن اور رات کی کوئی گھڑی ایسی نہیں گزرتی جس میں داؤد کے گھر والوں میں سے کوئی نہ کوئی آپ کی عبادت میں مشغول نہ ہو، باری تعالیٰ نے فرمایا کہ داؤد! یہ سب کچھ میری توفیق سے ہے، اگر میری مدد شامل حال نہ ہو تو یہ تمہارے بس کی بات نہیں ہے اور ایک دن میں تمہیں تمہارے حال پر چھوڑ دوں گا۔ اسکے بعد یہ واقعہ پیش آیا کہ وہ وقت حضرت داؤد کے مشغولِ عبادت ہونے کا تھا، اس ناگہانی قضیہ سے ان کے اوقات کا نظام مختل ہو گیا حضرت داؤد جھگڑے کے فیصلہ میں مشغول ہو گئے، آلِ داؤد کا کوئی اور فرد بھی اس وقت عبادت و ذکر میں مصروف نہ تھا۔ اس سے داؤد علیہ السلام کو تنبہ ہوا کہ وہ فخریہ کلمہ جو زبان سے نکل گیا تھا وہ مجھ سے غلطی ہوئی۔ اسلئے آپ نے استغفار کیا اور سجدہ ریز ہو گئے۔ اس توجیہ کی تائید حضرت ابن عباس کے ایک ارشاد سے بھی ہوتی ہے (احکام القرآن)

ان تمام تشریحات میں یہ بات مشترکہ طور پر تسلیم کی گئی ہے کہ مقدمہ فرضی نہیں بلکہ حقیقی تھا اور صورتِ مقدمہ کا حضرت

0313 6377913 maktabazakariyamultan@gmail.com

داؤد علیہ السلام کی آزمائش یا لغزش سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ اسکے برخلاف بہت سے مفسرین نے اس کی ایسی تشریح فرمائی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ مقدمہ کے یہ فریقین انسان نہیں بلکہ فرشتے تھے، اور انہیں اللہ تعالیٰ نے اسلئے بھیجا تھا کہ وہ ایسی فرضی صورت مقدمہ پیش کریں جس سے حضرت داؤد علیہ السلام کو اپنی لغزش پر تنبہ ہو جائے۔ چنانچہ ان حضرات کا یہ کہنا ہے کہ اوریا کو قتل کرانے اور اس کی بیوی سے نکاح کر لینے کا وہ قصہ تو غلط ہے، لیکن حقیقت حال یہ تھی کہ بنی اسرائیل میں سے کسی شخص سے یہ فرمائش کرنا معیوب نہیں سمجھا جاتا تھا کہ تم اپنی بیوی کو طلاق دے کر اس کا نکاح مجھ سے کر دو اس زمانے میں اس فرمائش کا عام رواج بھی تھا۔ اور یہ بات خلاف مروت بھی نہ سمجھی جاتی تھی۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے اسی بنا پر اوریا سے یہی فرمائش کی تھی، جس پر اللہ تعالیٰ نے یہ دو فرشتے بھیج کر آپ کو تنبیہ فرمائی۔

بعض حضرات نے فرمایا کہ اوریا نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام دیا ہوا تھا، حضرت داؤد علیہ السلام نے بھی اسی عورت کو اپنا نکاح کا پیغام دے دیا، اس سے اوریا کو بہت رنج ہوا اللہ تعالیٰ نے اس پر تنبیہ کیلئے یہ دو فرشتے بھیجے اور ایک لطیف پیرایہ میں اس لغزش پر تنبیہ فرمائی۔ اکثر مفسرین نے ان آخری دو تشریحات کو ترجیح دی ہے اور ان کی تائید بعض آثار صحابہ سے بھی ہوتی ہے۔

اصل واقعہ کے بارے میں مذکورہ بالا تمام احتمالات موجود ہیں اور ان میں سے کسی ایک کو قطعی اور یقینی نہیں کہا جا سکتا۔ لہذا صحیح بات یہی ہے جو حافظ ابن کثیر نے اختیار کی کہ جس بات کو اللہ تعالیٰ نے مبہم چھوڑا ہے، ہم اپنے قیاسات اور اندازوں کے ذریعہ اس کی تفصیل کی کوشش نہ کریں۔ جبکہ اس سے ہمارے کسی عمل کا تعلق نہیں، اس ابہام میں بھی یقیناً کوئی حکمت ہے۔ لہذا صرف اتنے واقعہ پر ایمان رکھا جائے جو قرآن کریم میں مذکور ہے، باقی تفصیلات کو اللہ کے حوالے کیا جائے۔ (معارف القرآن)

۳ حکمت و فصلِ خطاب کی مراد:۔ حکمت سے مراد دانائی ہے یعنی ہم نے انہیں عقل و فہم کی دولت بخشی تھی۔ بعض حضرات نے فرمایا کہ حکمت سے مراد نبوت ہے۔ فصل الخطاب کی مختلف تفسیریں کی گئی ہیں: بعض نے فرمایا کہ اس سے مراد زورِ بیان اور قوت خطابت ہے، چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام اونچے درجے کے خطیب تھے اور خطبوں میں حمد و صلوۃ کے بعد ''امّا بعد'' سب سے پہلے انہوں نے ہی کہنا شروع کیا۔ بعض حضرات نے فرمایا کہ اس سے بہترین قوتِ فیصلہ مراد ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کو جھگڑے چکانے اور تنازعات کا فیصلہ کرنے کی قوت عطا فرمائی تھی۔ (معارف القرآن)

حکمت سے مراد نبوت، کامل علم اور عمل کا استحکام ہے۔ حضرت علی کا قول منقول ہے کہ فصل الخطاب سے مراد **البینۃ علی المدعی والیمین علی من انکر** ہے (مدعی پر لازم ہے کہ گواہ پیش کرے اور گواہ نہ ہوں تو مدعی علیہ سے حلف لیا جائے) یہ ضابطہ تمام جھگڑوں کو طے کر دیتا ہے۔ حضرت ابی نے فرمایا: فصل الخطاب گواہ اور قسم ہے، مجاہد اور عطا بن رباح کا یہی قول ہے۔ حضرت ابن مسعود، حسن، کلبی اور مقاتل کے نزدیک فصل الخطاب سے مراد بصیرتِ فیصلہ ہے۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا: واضح کلام مراد ہے یعنی ایسا کلام جس سے مقصد واضح ہو جائے، مخاطب کو مطلب سمجھنے میں کوئی اشتباہ نہ رہے جس میں فصل وصل عطف اضمار اظہار وغیرہ تمام قواعدِ بلاغت کا لحاظ رکھا گیا ہو۔ شعبی نے کہا: حمد و ثنا کے بعد جب آدمی مقصد بیان کرنا چاہتا ہے تو امابعد کہتا ہے یہی فصل الخطاب ہے۔ بیضاوی نے لکھا ہے: یہ فصل الخطاب اسلئے ہے کہ یہ لفظ حمد و ثنا کو بیان مقصد سے جدا کر دیتا ہے۔ (مظہری)

0313 6357913 maktabazakariyasultan@gmail.com

الشق الثانی ..... يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ۭ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ۝

(آیت ۱۳ اشاعل کریں) (پ ۲۶۔ حجرات: ۱۲، ۱۳) ؟؟؟

آیات کا ترجمہ و تفسیر کریں، ظن سے کیا مراد ہے؟ نیز غیبت کیا ہے اور اسکی جائز صورتیں کون کونسی ہیں؟ خط کشیدہ آیت کی ترکیب کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں پانچ امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) ظن کی مراد (۴) غیبت کی تعریف و جائز صورتیں (۵) خط کشیدہ جملہ کی ترکیب۔

جواب ..... **۱** آیات کا ترجمہ:۔ اے ایمان والو! بچو تم بہت زیادہ بدگمانیاں کرنے سے بیشک بعض بدگمانیاں گناہ ہیں اور نہ کسی کی

عیب جوئی کرو اور نہ کسی کی غیبت کرو یعنی تمہارا بعض بعض کی غیبت نہ کرے، کیا تم سے کوئی یہ بات پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے، سو اس کو تم ناپسند سمجھتے ہو اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔ اے ایمان والو! بیشک ہم نے تمہیں ایک مذکر و مؤنث (جوڑے) سے پیدا کیا اور ہم نے تمہاری باہم پہچان کیلئے خاندان و قبیلے بنائے، بیشک تم میں سے زیادہ مکرم اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سے زیادہ تقوی والا ہے، بیشک اللہ تعالیٰ سب جاننے والا خبر رکھنے والا ہے۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچا کرو کیونکہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں اس لئے ظن و گمان کی جتنی قسمیں ہیں ان سب اقسام کے احکام کی تحقیق کر لیا کرو کہ کون سا گمان جائز ہے اور کون سا ناجائز ہے، پھر جائز کی حد تک رہو اور کسی کے عیب کا سراغ نہ لگایا کرو اور کوئی کسی کی غیبت بھی نہ کیا کرے۔ آگے غیبت کی مذمت ہے کہ کیا تم میں کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے اس کو تو تم ضرور برا سمجھتے ہو، تو سمجھ لو کہ کسی بھائی کی غیبت بھی اسی کے مشابہ ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو یعنی غیبت چھوڑ دو توبہ کر لو، بیشک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

دوسری آیت میں اشارۃً قومی لسانی و خاندانی فخر و تکبر سے منع کیا گیا ہے کہ تم سب انسان ایک ہی مرد و عورت (حضرت آدم و اماں حوا علیہما السلام) کی اولاد ہو، یہ خاندان و قبیلے وغیرہ محض تمہاری شناخت و پہچان کیلئے ہیں، کسی خاندان و قبیلے کو دوسرے خاندان و قبیلے پر کوئی برتری حاصل نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سے زیادہ معزز و مکرم وہ ہے جو تم میں سے زیادہ متقی و پرہیزگار ہے، بیشک اللہ تعالیٰ سب معاملات سے باخبر ہے۔

❸ ظن کی مراد:۔ امام قرطبیؒ نے فرمایا کہ یہاں ظن سے مراد تہمت ہے یعنی کسی پر کسی قوی دلیل کے بغیر گناہ یا عیب کا الزام لگانا۔

❹ غیبت کی تعریف و جائز صورتیں:۔ غیبت: کسی کی عدم موجودگی میں اسکے متعلق کوئی ایسی بات کہنا جس کو وہ سنتا تو اس کو ایذاء ہوتی اگرچہ وہ سچی بات ہی ہو۔ عام حالات میں غیبت ناجائز و حرام ہے البتہ درج ذیل صورتوں میں جائز ہے۔

① مظلوم سلطان و حاکم کے سامنے ظالم کے ظلم کو بیان کرے تو یہ غیبت ہے کہ ظالم کی برائیاں اور زیادتیاں بیان ہو رہی ہیں لیکن یہ ظلم سے نجات پانے کیلئے جائز ہے۔ ② نہی منکر اور برائیوں کی اصلاح کے لئے ذکر کرنا اور یہ اس شخص یا ادارے سے کہنا جائز ہے جو قوت اقدام رکھتا ہو۔ ③ استفتاء مسئلہ معلوم کرنے کیلئے کسی کی غلطی بیان کرنا کیونکہ اگر مفتی کے سامنے بات واضح نہ کریگا تو فتویٰ کیسے دیا جائیگا۔ ④ لوگوں کو کسی شریر و فسادی کی شرارتوں کی خبر دینا تاکہ لوگ سنبھل جائیں اور اس کے شر و فساد سے بچ سکیں۔ ⑤ مشورے کے وقت کسی ایک کی رائے میں نقص کے پہلو کو واضح کرنا تاکہ صحیح فیصلہ کی راہ ہموار ہو سکے۔ ⑥ مشتری کو بائع و مبیعہ کا عیب بتانا تاکہ وہ دھوکے سے بچ سکے اور عبد سارق، زانی، شارب خمر کی اطلاع دینا۔ ⑦ ایسے عالم برحق کو کسی مبتدع اور فاسق کی خبر دینا جو اس کے پاس آمد و رفت رکھتا ہو اور استفادہ کرتا ہو تاکہ یہ بھی بدعات و خرافات میں ملوث نہ ہو جائے۔ ⑧ راویوں، گواہوں، مصنفوں کے متعلق جرح کرنا تاکہ غلط فیصلہ اور ان کے تقریری و تحریری شرور سے بچ سکیں۔ ⑨ **مجاهر و معلن** (ایسا آدمی جو کھلے عام فسق و فجور کا مرتکب ہو) کا ایسے آدمی سے ذکر کرنا جس کے بس میں اس کی درستگی ہو۔ ⑩ ایسے الفاظ جن میں عیب کا معنی ہو لیکن متعارف ہو گئے ہوں کہ اب عیب کا معنی معروف نہ ہو بلکہ بطور علامت استعمال ہوتے ہوں مثلاً **اعمش ازرق اعمی قصیر**۔

❺ خط کشیدہ جملہ کی ترکیب:۔ **اجتنبوا** فعل بافاعل **کثیرا** مبیّن **مِنَ** بیانیہ **الظنّ** بیان، مبیّن بیان ملکر مفعول بہ ہوا **اجتنبوا** کا، **اجتنبوا** فعل اپنے فاعل و مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۱ھ

الشق الاوّل ..... يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ ۚ وَاللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝ وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا ۚ فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ ۚ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا ۭ قَالَ نَبَّاَنِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ ۝ اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا ۚ

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ ۝ آیات کریمہ کا ترجمہ کریں، مذکورہ واقعے کا شانِ نزول تحریر کریں، مختصر تفسیر لکھیں۔ کیا بعض معاملات میں نبی کریم ﷺ کو بھی اجتہادی اختیار ہوتا ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کا شانِ نزول (۳) آیات کی تفسیر (۴) آپ ﷺ کا اجتہادی اختیار۔ (پ۲۸۔تحریم:۱تا۴)

جواب..... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ اے نبی! تو کیوں حرام کرتا ہے اس چیز کو جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے حلال کی ہے اپنی ازوج کی رضامندی وخوشنودی حاصل کرنے کیلئے اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے، تحقیق اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے تمہاری قسموں کو کھولنے کا طریقہ مقرر کردیا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی تمہارا مالک ہے اور وہ جاننے والا حکمت والا ہے، اور جب آپ ﷺ نے اپنی کسی بیوی سے کوئی بات چھپا کر کہی پھر جب اس بیوی نے اس بات کی خبر کردی اور اللہ تعالیٰ نے یہ خبر آپ ﷺ پر ظاہر کردی تو آپ ﷺ نے اس کا کچھ حصہ جتلا دیا اور کچھ حصہ ٹال گئے، پھر جب آپ ﷺ نے اس بیوی کو وہ بات جتلائی تو اس نے کہا کہ آپ کو کس نے خبر دی؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جاننے والی باخبر ذات نے مجھے خبر دی ہے، اگر تم دونوں اللہ کے حضور توبہ کرتی ہو بس بے شک تم دونوں کے دل مائل ہوگئے ہیں، اور اگر تم دونوں بیویاں نبی کے خلاف ایک دوسرے کی مدد کرو تو بے شک اللہ اور جبریل اور نیک صالح مؤمن اسکے رفیق ہیں اور اسکے علاوہ فرشتے بھی اسکے مددگار ہیں۔

❷ آیات کا شانِ نزول:۔ حضور اقدس ﷺ کا معمول تھا کہ عصر کے بعد اپنی تمام ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے پاس تھوڑی تھوڑی دیر کے لئے تشریف لے جایا کرتے تھے، اسی معمول کے مطابق آپ ﷺ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے تو انہوں نے آپ کو شہد پیش کیا جو آپ نے پیا، اس کے بعد آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے تو دونوں نے پوچھا کہ کیا آپ نے مغافیر کھایا ہے؟ (مغافیر ایک گھاس کا نام ہے جس میں کچھ بُو ہوتی تھی) آپ نے نفی میں جواب دیا تو انہوں نے پوچھا کہ آپ کے منہ میں یہ بُو کیسی ہے؟ آپ کو اس سے شبہ ہوا کہ شاید جو شہد میں نے پیا تھا، اُس کی مکھی نے مغافیر چوسا ہو چونکہ آپ کو اپنے مبارک منہ سے کوئی ناگوار بُو محسوس ہونا انتہائی ناپسند تھا، اس لئے آپ ﷺ نے اُس وقت یہ قسم کھالی کہ میں آئندہ شہد نہیں پیوں گا، اُس پر یہ آیات نازل ہوئی۔ (آسان ترجمہ۳:۱۷۶۵)

❸ آیات کی تفسیر:۔ شانِ نزول میں مذکور واقعہ پر تنبیہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے نبی! اپنی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کی دلجوئی وخوشنودی کیلئے اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیز کو اپنے اوپر حرام کیوں کرتے ہو؟ یہ کلام اگرچہ از روئے شفقت ہے مگر اسمیں بھی جواب طلبی وخلافِ اولیٰ ہونا ظاہر ہوتا ہے اسلئے از روئے شفقت خود ہی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ گناہوں کو بخشنے والا اور مہربانی کرنے والا ہے اور آپ ﷺ سے ویسے بھی گناہ سرزد وصادر نہیں ہوا چونکہ آپ ﷺ نے اس واقعہ میں شہد نہ کھانے کی قسم کھائی تھی اسلئے اللہ تعالیٰ اس قسم کو توڑنے اور اسکا کفارہ ادا کرنے کے متعلق فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری قسموں کو کھولنے یعنی تمہارے حرام کردہ امور کو دوبارہ تمہارے لئے حلال کرنے کا طریقہ مقرر کردیا ہے اور وہ اپنے علم وحکمت سے تمہاری مصلحتوں وضرورتوں کو جانتے ہوئے تمہاری بہت سی دشواریوں کا آسان حل بیان کرتا رہتا ہے اسلئے کہ وہ بڑا علم وحکمت والا ہے۔

آگے اللہ تعالیٰ اُسی واقعہ کو اشارۃً ذکر کرتے ہیں کہ اُس وقت کو یاد کرو جب آپ ﷺ نے دیگر ازواج سے چھپاتے ہوئے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے سامنے یہ قسم کھائی تھی تاکہ شہد والی زوجہ محترمہ کی دل شکنی نہ ہو مگر حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بتلادی اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اسکی خبر کردی آپ ﷺ نے اشارۃً حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو اس کے متعلق ذکر کیا کہ تم نے میری بات دیگر ازواج کو بتادی ہے تو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ آپ ﷺ کو کس نے خبر دی کہ میں نے یہ بات بتلا دی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اُس ذات نے باخبر ومطلع کیا ہے جو ہر چیز کو جاننے والی اور ہر چیز سے باخبر ہے، بعض روایات کے مطابق آپ ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو اپنے بعد کے جانشینوں کے متعلق بتلایا تھا کہ میرے بعد تیرا والد اور عائشہ کا والد

0313 6357113 maktabazakariyamultan@gmail.com

میرے جانشین ہونگے اور یہ بات چھپائے رکھنا، مگر حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بتلا دی۔

آخری آیت میں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا و حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو خطاب ہے کہ تمہارے دل ایک طرف جھک گئے ہیں اور تم نے وہ بات پسند کی جو حضور ﷺ کو ناپسند تھی اسلئے اگر تم دونوں اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہوگا اور اگر تم دونوں رسول اللہ کیخلاف ایک دوسرے کا تعاون کروگی تو تمہیں کامیابی نہیں ملے گی اسلئے کہ خود باری تعالیٰ، فرشتوں کے سردار جبریل امین، آپ ﷺ کے متبعین وانصار اور تمام فرشتے آپ ﷺ کے رفیق ومددگار ہیں۔ (معارف القرآن ومظہری)

④ آپ ﷺ کا اجتہادی اختیار:۔ **انّا انزلنا اليك الكتاب بالحق لتحكم بين الناس بما اراك الله** کی تفسیر میں مفتی محمد شفیع صاحبؒ لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کو ایسے مسائل میں جن میں قرآن کریم کی کوئی صریح نص نہ ہو اپنی رائے سے اجتہاد کرنے کا حق حاصل تھا اور مہمات کے فیصلوں میں آپ ﷺ بہت سے فیصلے اپنے اجتہاد سے بھی فرماتے تھے۔

وماينطق عن الهوٰى ان هوالاوحى يوحٰى کے تحت لکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی طرف سے باتیں بنا کر اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کریں اسکا قطعاً امکان نہیں، بلکہ آپ ﷺ جو کچھ بھی ارشاد فرماتے ہیں وہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ ہے۔

وحی کی بہت سی اقسام احادیثِ بخاری سے ثابت ہیں، ان میں ایک قسم وہ ہے جس کے معنی والفاظ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوتے ہیں اس کا نام قرآن ہے، دوسری قسم وہ ہے جس میں صرف معانی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوتے ہیں آپ ﷺ ان معانی کو اپنے الفاظ میں ادا فرماتے ہیں اس کا نام حدیث وسنت ہے۔ پھر حدیث میں جو مضمون اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے کبھی وہ کسی معاملہ کا صاف اور واضح فیصلہ وحکم ہوتا ہے اور کبھی کوئی قاعدہ کلیہ بتلایا جاتا ہے اور رسول اللہ ﷺ اس سے اپنے اجتہاد سے احکام نکالتے وبیان کرتے ہیں۔ اس اجتہاد میں غلطی کا امکان رہتا ہے مگر آپ ﷺ وتمام انبیاء علیہم السلام کے معصوم ہونے کی وجہ سے انکی خصوصیت یہ ہے کہ وہ جو احکام اپنے اجتہاد سے بیان کرتے ہیں ان میں خطاء واقع ہوجائے تو خطاء پر تنبیہ کے لئے وحی نازل ہوجاتی ہے وہ خطاء برقرار نہیں رہتی (معارف القرآن ۸:۱۹۴)

آیت کریمہ **ثم انّ علينا بيانهٗ** (القیامۃ) میں اللہ تعالیٰ نے نازل کردہ قرآنی وحی کی تفصیل اپنے ذمہ لی ہے اور **وانزلنا اليك الذكر لتبيّن للناس مانزّل اليهم** (النحل) میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے یہ قرآن آپکی طرف نازل کیا ہے تاکہ جو مضامین لوگوں کے پاس بھیجے گئے ہیں آپ ﷺ ان کو کھول کر سمجھا دیں۔ ان دونوں آیتوں کو ملانے سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے بیان کی جو ذمہ داری لی ہے اسکی تکمیل رسول اللہ ﷺ کریں گے اور آپ ﷺ کا بیان اللہ تعالیٰ ہی کا بیان ہوگا۔ (تحفۃ الالمعی ۱:۴۷)

الشق الثانی ..... فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ؕ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ؕ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا ؕ كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ۝ (الروم: ۳۰ تا ۳۲)

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

آیات کا ترجمہ کریں۔ فطرت سے کیا مراد ہے؟ اور "**فطرة الله**" منصوب کیوں ہے؟ ۔خط کشیدہ کلمات کی صرفی تحقیق کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ .....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① آیات کا ترجمہ ② فطرت کی مراد اور نصب کی وجہ ③ خط کشیدہ کلمات کی صرفی تحقیق۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ پس تم یکسو ہوکر اپنا رُخ اِس دین کی طرف قائم رکھو، اللہ کی بنائی ہوئی اُس فطرت پر چلو جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں کوئی تبدیلی نہیں لائی جاسکتی، یہی بالکل سیدھا راستہ ہے لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔ اللہ کی طرف ہی رجوع کرتے ہوئے (فطرت کی پیروی کرتے رہو) اور اس سے ڈرتے رہو اور نماز قائم کرو اور شرک کرنے والوں کے ساتھ شامل نہ ہوجاؤ۔ جنہوں نے اپنے دین میں پھوٹ ڈالی اور وہ مختلف فرقوں میں بٹ گئے، ہر گروہ اپنے اپنے طریقے پر خوش ہے۔

② فطرت کی مراد اور منصوب ہونے کی وجہ:۔ ① علامہ مازریؒ کہتے ہیں کہ فطرت عہدِ الست کا نام ہے، جو اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کی

ارواح سے لیا۔ ② فطرت سلیمہ اور طبعی سلامتی کا نام فطرت ہے۔ ③ الفطرۃ ھی الدین فطرت ملۃ اسلام اور دین کا نام ہے۔ ④ معرفۃ الانسان بربہ انسان کا اپنے رب کو پہچاننا فطرت ہے۔ ⑤ فطرت اس استعداد کا نام ہے جس سے حق اور باطل کے مابین تمیز اور صحیح فیصلہ کیا جاسکے۔ ⑥ قبول حق کی استعداد کا نام فطرت ہے اور یہی راجح ہے کیونکہ اگر اس سے مراد اسلام وملت لیں تو آیت میں ہے لاتبدیل لخلق اللہ تو پھر یہودیت، نصرانیت، مجوسیت وضلالت کی طرف تبدیلی کیسے؟

مفسرین نے **فطرۃ اللہ** کے منصوب ہونے کی وجہ یہ لکھی ہے کہ یہاں لفظ **اِتَّبِعْ** یا لفظ **اَعْنِیْ** محذوف ہے، یعنی دین حنیف جس کی اتباع کا پہلے جملے میں حکم دیا گیا ہے اس کو اس جملے میں فطرۃ اللہ قرار دیا گیا ہے اور اس کا معنی خود اگلے جملے میں یہ بتلایا کہ اللہ کی فطرت سے مراد یہ ہے کہ جس فطرت پر اللہ نے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔ (معارف القرآن)

③ کلماتِ مخطوطہ کی صرفی تحقیق:۔ **اَقِمْ** : صیغہ واحد مذکر امر حاضر معلوم از مصدر **اِقَامَۃٌ** (افعال۔اجوف) کھڑا کرنا وسیدھا کرنا۔

فَرَّقُوْا : صیغہ جمع مذکر غائب بحث فعل ماضی معلوم از مصدر **تفریقٌ تَفْرِقَۃٌ** (تفعیل) بمعنی جدا جدا کرنا۔

شِیَعًا : یہ جمع ہے اس کا مفرد **شِیْعَۃ** ہے بمعنی فرقہ، گروہ وجماعت۔

فَرِحُوْنَ : صیغہ جمع مذکر غائب بحث اسم فاعل از مصدر **فَرْحًا** (سمع) بمعنی خوش ہونا واکڑنا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۱ھ

الشق الاوّل ..... لَا یُقَاتِلُوْنَكُمْ جَمِیْعًا اِلَّا فِیْ قُرًى مُّحَصَّنَةٍ اَوْ مِنْ وَّرَآءِ جُدُرٍ ؕ بَاْسُهُمْ بَیْنَهُمْ شَدِیْدٌ ؕ تَحْسَبُهُمْ جَمِیْعًا وَّقُلُوْبُهُمْ شَتّٰی ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا یَعْقِلُوْنَ ۝ كَمَثَلِ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِیْبًا ذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝ كَمَثَلِ الشَّیْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ ۚ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّیْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ (الحشر:۱۴تا۱۶)

آیات کا ترجمہ کریں۔ یہ آیات کن لوگوں کے بارے میں نازل ہوئیں؟ تفصیل لکھیں۔ **کمثل الذین من قبلھم قریبا** اور **کمثل الشیطٰن اذ قال للانسان اکفر** میں دی گئی مثالوں کی وضاحت کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① آیات کا ترجمہ ② آیات کے منزّل فیہ کی وضاحت ③ مثالوں کی وضاحت۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ یہ سب لوگ ملکر بھی تم سے جنگ نہیں کریں گے، مگر ایسی بستیوں میں جو قلعوں میں محفوظ ہوں یا دیواروں کے پیچھے چھپ کر، ان کی آپس کی مخالفتیں بہت سخت ہیں، تم انہیں اکٹھا سمجھتے ہو حالانکہ ان کے دل جدا جدا ہیں، یہ اس لئے کہ وہ ایسے لوگ ہیں جو عقل نہیں رکھتے۔ ان کی حالت ان لوگوں کی مثل ہے جو ان سے کچھ ہی پہلے اپنے کرتوت کا مزہ چکھ چکے ہیں اور ان کیلئے دردناک عذاب ہے۔ ان کی مثال شیطان کی طرح ہے کہ وہ انسان سے کہتا ہے: کافر ہوجا، پھر جب وہ کافر ہوجاتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میں تجھ سے بری ہوں، میں اللہ سے ڈرتا ہوں جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

② و ③ آیات کے منزّل فیہ اور مثالوں کی وضاحت:۔ پہلی مثال میں بنونضیر کا بیان ہے اور حضرت مجاہدؒ نے فرمایا کہ **من قبلھم** سے کفارِ اہلِ بدر مراد ہیں اور حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ بنوقینقاع (قبیلۂ یہود) مراد ہیں اور دونوں کا انجامِ بد اور مقتول و مغلوب اور ذلیل وخوار ہونا اس وقت واضح ہو چکا تھا کیونکہ بنونضیر کی جلاوطنی کا واقعہ غزوۂ بدر واحد کے بعد واقع ہوا اور بنوقینقاع کا واقعہ بھی بدر کے بعد پیش آچکا تھا۔ بدر میں مشرکین عرب کے ستر سردار مارے گئے اور باقی بڑی ذلت وخواری کے ساتھ واپس ہوئے اور بقول ابن عباس یہ مراد ہیں تو آیت کا مطلب واضح ہے کہ انہوں نے اپنے کرتوت کا بدلہ چکھ لیا، یہ آخرت سے پہلے دنیا ہی میں آنکھوں کے سامنے آگیا۔

اسی طرح اگر اس سے مراد یہود ہی کا قبیلہ بنوقینقاع ہو تو ان کا واقعہ بھی ایسا ہی عبرتناک ہے کہ جب نبی کریم ﷺ ہجرت کرکے مدینہ طیبہ تشریف لائے تو مدینہ کے آس پاس یہود کے جتنے قبائل تھے سب کے ساتھ صلح کا ایک معاہدہ ہوگیا تھا جس کی شرائط میں یہ

داخل تھا کہ ان میں سے کوئی رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کے کسی مخالف کی امداد نہ کرے گا، ان معاہدہ کرنے والوں میں قبیلہ بنو قینقاع بھی شامل تھا، مگر اس نے چند مہینوں کے بعد ہی عذر وعہد شکنی شروع کر دی اور غزوہ بدر کے موقع پر مشرکین کے ساتھ خفیہ سازش وامداد کے کچھ واقعات سامنے آئے، چونکہ بنو قینقاع اس معاہدہ کو اپنی غداری سے خود توڑ چکے تھے، اسلئے رسول اللہ ﷺ نے ان کے خلاف جہاد کا اعلان فرمایا، یہ لوگ مسلمانوں کا لشکر دیکھ کر اپنے قلعہ میں بند ہو گئے، پندرہ روز تک تو یہ لوگ محصور ہو کر صبر کرتے رہے، بالآخر اللہ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا اور یہ سمجھ گئے کہ مقابلہ سے کام نہ چلے گا اور قلعہ کا دروازہ کھول دیا اور کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے فیصلہ پر راضی ہیں جو آپ ہمارے بارے میں نافذ کریں، آپ کا فیصلہ ان کے مردوں کے قتل کا ہونے والا تھا کہ عبداللہ بن ابی منافق نے رسول اللہ ﷺ پر بیحد اصرار والحاح کیا کہ ان کی جاں بخشی کر دی جائے، بالآخر آپ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ یہ لوگ بستی خالی کر کے جلاوطن ہو جائیں اور ان کے اموال مسلمانوں کا مال غنیمت ہوں گے، اس قرارداد کے مطابق یہ لوگ مدینہ چھوڑ کر ملک شام کے علاقہ اذرعات میں چلے گئے اور ان کے اموال کو رسول اللہ ﷺ نے مالِ غنیمت کے قانون کے مطابق تقسیم فرمایا۔

دوسری مثال ان منافقین کی ہے جنہوں نے بنو نضیر کو جلاوطنی کا حکم نہ ماننے اور رسول اللہ ﷺ کے مقابلہ پر جنگ کرنے کے لئے ابھارا اور ان کی مدد کرنے کا وعدہ کیا، مگر جب مسلمانوں نے ان کا محاصرہ کیا تو کوئی منافق امداد کو نہ پہنچا ان کی مثال قرآن کریم نے شیطان کے ایک واقعہ سے دی ہے کہ شیطان نے انسان کو کفر پر آمادہ کیا اور اس سے طرح طرح کے وعدے کئے، مگر جب وہ کفر میں مبتلا ہو گیا تو سب سے مکر گیا۔ (معارف القرآن)

الشق الثانی ..... وَوَهَبْنَا لِدَاوٗدَ سُلَيْمٰنَ ؕ نِعْمَ الْعَبْدُ ؕ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ۝ اِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصّٰفِنٰتُ الْجِيَادُ ۝ فَقَالَ اِنِّيْۤ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ ۚ حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ۝ رُدُّوْهَا عَلَيَّ ؕ فَطَفِقَ مَسْحًۢا بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ ۝ (ص: ۳۰ تا ۳۳)

آیات کا ترجمہ وتفسیر کریں۔ اللہ تعالیٰ کی یاد میں غفلت ہو تو اپنے اوپر سزا مقرر کرنا کیسا ہے؟۔ خط کشیدہ کلمات کی صرفی تحقیق کریں

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① آیات کا ترجمہ ② آیات کی تفسیر ③ یادِ الٰہی میں غفلت کی وجہ سے خود پر سزا مقرر کرنے کا حکم ④ کلماتِ مخطوطہ کی صرفی تحقیق۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ ہم نے داؤد علیہ السلام کو سلیمان علیہ السلام عطا کیا، وہ بہترین وخوب بندہ تھا اور وہ خوب رجوع کرنے والا تھا۔ جب پیش کئے گئے اس کے سامنے شام کے وقت اچھی نسل کے عمدہ گھوڑے تو بولے میں نے اس مال کی محبت کو اپنے رب کی یاد کی وجہ سے ہی اختیار کیا ہے۔ یہاں تک کہ وہ گھوڑے یا سورج اوٹ میں چھپ گیا (پھر فرمایا کہ) پھیر لاؤ ان کو میرے پاس پھر وہ ان کی پنڈلیوں اور گردنوں پر ہاتھ پھیرنے لگے۔

② آیات کی تفسیر:۔ ارشادِ باری ہے کہ ہم نے داؤد علیہ السلام کو سلیمان علیہ السلام کی صورت میں ایک فرزند عطاء کیا اور وہ بہت اچھے بندے تھے کہ خدا کی طرف بہت رجوع ہونے والے تھے چنانچہ ان کا قصہ ہیکہ ایک دن شام کے وقت ان کے روبرو بغرضِ جہاد وغیرہ رکھے گئے اصیل اور عمدہ گھوڑے پیش کئے گئے اور ان کے ملاحظہ کرنے میں اس قدر دیر ہو گئی کہ دن چھپ گیا اور کوئی معمول از قسمِ نماز فوت ہو گیا اور بوجہ ہیبت وجلالت کسی خادم کو یہ جرأت نہ ہوئی کہ مطلع ومتنبہ کرے، پھر جب خود ہی متنبہ ہوا تو کہنے لگے کہ افسوس! میں اس مال کی محبت کی خاطر اپنے رب کی یاد سے غافل ہو گیا، یہاں تک کہ آفتاب چھپ گیا پھر خادموں کو حکم دیا کہ ان گھوڑوں کو دوبارہ میرے سامنے لاؤ چنانچہ وہ لائے گئے سو انہوں نے ان گھوڑوں کی پنڈلیوں اور گردنوں پر تلوار سے ہاتھ صاف کرنا شروع کیا یعنی ان کو ذبح کر ڈالا۔ اکثر مفسرین نے آیاتِ مذکورہ کی یہی تفسیر کی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے نماز سے غافل ہونے کا تدارک یہ کیا کہ نماز سے غفلت کا سبب بننے والے ان گھوڑوں کو اللہ کے راستہ میں ذبح کر دیا، تاکہ آئندہ ذکرِ الٰہی میں خلل واقع نہ ہو۔

ان آیات کی دوسری تفسیر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے وہ گھوڑے معائنہ کے لئے پیش کئے گئے جو جہاد کے لئے تیار کئے گئے تھے حضرت سلیمان علیہ السلام انہیں دیکھ کر مسرور ہوئے اور ارشاد

0342 6257913 maktabazakariyamultan@gmail.com

فرمایا کہ مجھے ان گھوڑوں سے جو محبت و تعلق خاطر ہے وہ دنیا کی محبت کی وجہ سے نہیں بلکہ اپنے پروردگار ہی کی یاد کی وجہ سے ہے، کیونکہ یہ گھوڑے جہاد کے لئے تیار کئے گئے ہیں اور جہاد ایک اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے، اتنے میں گھوڑوں کی وہ جماعت آپ کی آنکھوں سے روپوش ہوگئی، آپ نے حکم دیا کہ انہیں دوبارہ میرے سامنے لایا جائے چنانچہ جب وہ گھوڑے دوبارہ سامنے آئے تو آپ ان کی گردنوں اور پنڈلیوں پر پیار سے ہاتھ پھیرنے لگے۔ (معارف القرآن ۵۱۳:۷)

③ یادِ الٰہی میں غفلت کی وجہ سے خود پر سزا مقرر کرنے کا حکم:۔ خدا کی یاد میں غفلت ہو تو اپنے اوپر سزا مقرر کرنا دینی غیرت کا تقاضا ہے۔ اس واقعہ سے یہ بات ثابت ہوئی کہ اگر کسی وقت اللہ کی یاد سے غفلت ہو جائے تو نفس کو سزا دینے کیلئے اسے کسی فعل مباح سے محروم کر دینا جائز ہے۔ کسی نیکی کی عادت ڈالنے کیلئے اپنے نفس پر ایسی سزائیں مقرر کرنا اصلاح نفس کا ایک نسخہ ہے اور اس واقعہ سے اس کا جواز بلکہ استحباب معلوم ہوتا ہے۔ سرکار دو عالم ﷺ سے بھی مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوجہمؓ نے ایک شامی چادر ہدیتاً پیش کی جس پر کچھ نقش و نگار بنے ہوئے تھے آپ نے اس چادر میں نماز پڑھی اور واپس آ کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ یہ چادر ابوجہم رضی اللہ عنہ کو واپس کر دو کیونکہ نماز میں میری نگاہ اس کے نقش و نگار پر پڑ گئی تو قریب تھا کہ یہ نقش و نگار مجھے فتنہ میں ڈال دیں۔ اسی طرح حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ اپنے باغ میں نماز پڑھتے ہوئے ایک پرندے کو دیکھنے میں مشغول ہو گئے جس سے نماز کی طرف دھیان نہ رہا تو بعد میں آپ نے پورا باغ صدقہ کر دیا۔

یاد رکھنا چاہئے کہ اس مقصد کیلئے سزا ایسی ہونی چاہئے جو بذاتِ خود جائز ہو، کسی مال کو بلاوجہ ضائع کر دینا جائز نہیں۔ لہٰذا ایسا کوئی کام درست نہیں جس سے اضاعتِ مال لازم آئے۔ صوفیاء میں سے حضرت شبلیؒ نے ایک مرتبہ اسی سزا کے طور پر اپنے کپڑے جلا دیئے تھے، لیکن محقق صوفیاء مثلاً شیخ عبدالوہاب شعرانیؒ نے ان کے اس عمل کو صحیح قرار نہیں دیا۔ (معارف القرآن)

④ کلماتِ مخطوطہ کی صرفی تحقیق:۔ **مَسْحًا** : یہ باب فتح کا مصدر ہے بمعنی پونچھنا و ہاتھ پھیرنا۔

اَوّابٌ : یہ مبالغہ کا مفرد کا صیغہ ہے اسکی جمع **اَوّابُوْنَ** ہے از مصدر **اَوْبًا مَابًا** (نصر۔ مہموز واجوف) لوٹنا، واپس ہونا، قصد کرنا۔

صَافِنَاتٌ : صیغہ جمع مؤنث بحث اسم فاعل از مصدر **صُفُوْنًا** (ضرب) گھوڑے کا تین ٹانگ اور چوتھی ٹانگ کے کھر پر کھڑا ہونا۔

جِيَادٌ : **جَوَادٌ** کی جمع ہے بمعنی تیز رفتار گھوڑا۔ مصدر **جَوْدَةً جُوْدَةً** (نصر۔ اجوف) عمدہ و تیز رفتار ہونا۔

تَوَارَتْ : صیغہ واحد مؤنث غائب فعل ماضی معلوم از مصدر **تَوَارِيًا** (تفاعل۔ لفیف) بمعنی چھپنا۔

﴿الورقة الاولیٰ: فی التفسیر﴾

﴿السوال الاول﴾ ۱۴۴۲ھ

الشق الاوّل ..... وَلَقَدْ اٰتَيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَاٰتَيْنٰهُمْ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْاَمْرِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ ۭ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۭ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝ ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰي شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَاۗءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ آیات کا ترجمہ کریں۔ ماقبل سے ربط بیان کریں۔ کیا بنی اسرائیل تمام امتوں سے افضل تھے؟ ۔ پچھلی امتوں کی شریعتوں کا امتِ محمدیہ کیلئے کیا حکم ہے؟۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے ① آیات کا ترجمہ ② آیات کا ماقبل سے ربط ③ بنی اسرائیل کی تمام امتوں پر افضلیت کی وضاحت ④ سابقہ امتوں کی شریعتوں کا امتِ محمدیہ کیلئے حکم۔ (الجاثیۃ: ۱۶ تا ۱۸)

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ اور تحقیق ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب، حکومت اور نبوت عطاء کی تھی اور انہیں پاکیزہ چیزوں کا رزق دیا تھا اور انہیں دنیا جہان کے لوگوں پر بزرگی و فضیلت بخشی تھی۔ اور ہم نے انہیں کھلے کھلے احکام دیئے تھے پھر نہیں اختلاف کیا انہوں نے مگر ان کے پاس علم آجانے کے بعد باہم ضد کی وجہ سے، بیشک تیرا رب ان میں قیامت کے دن فیصلہ کرے گا جس بات میں وہ جھگڑتے تھے۔ (اے پیغمبر!) ہم نے آپ کو دین کی ایک خاص شریعت پر رکھا ہے، لہٰذا آپ اُسی کی پیروی کرو اور ان

لوگوں کی خواہشات کے پیچھے نہ چلو جو حقیقت کا علم نہیں رکھتے۔

❷ آیات کا ماقبل سے ربط:۔ ماقبل کی آیات میں حق تعالیٰ شانہ کی قدرت کی نشانیوں کا بیان چل رہا تھا اور یہ کہ اللہ رب العزت کے کس قدر انعامات ہیں کہ اس نے اپنے بندوں ہی کے فوائد و منافع کیلئے ساری کائنات پیدا کی اور کائنات پر ان کو تصرف کرنے کی صلاحیت اور قدرت بھی عطا فرمائی جس کا ثمرہ اور نتیجہ یہی ہونا چاہئے تھا کہ انسان اپنے رب کا فرمانبردار ہوتا تو اس مقصد اور حقیقت کی توضیح کیلئے کیسے کیسے انعامات سے ان کو نوازا لیکن اس بدنصیب قوم نے اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کی ناشکری کی اور اس کی نازل کی ہوئی ہدایت و رحمت سے محرومی اختیاری کی اور عملی بغاوت و سرکشی کو اپنی زندگی کا شعار بنایا، چنانچہ ان آیات میں بنی اسرائیل کی اسی بغاوت و سرکشی کا ذکر ہے (معارف القرآن کاندھلوی)

❸ بنی اسرائیل کی تمام امتوں پر افضلیت کی وضاحت:۔ عالم سے اُس زمانہ میں موجود اُمتیں مراد ہیں، نہ کہ مطلق تمام امتیں ۔لہٰذا بنی اسرائیل کی امتِ محمدیہ پر فضیلت لازم نہیں آتی۔ قاضی بیضاوی کے قول سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اُن فضائل میں خصوصیت کو بیان کرنا مراد ہے جو واقعۃً دوسروں کو حاصل نہیں تھیں اور جزوی فضیلت سے کلی فضیلت ثابت نہیں ہوتی، مثلاً بنی اسرائیل میں انبیاء کا بکثرت ہونا، اس سے معلوم ہوا کہ اجر و ثواب کے اعتبار سے فضیلت مراد نہیں ہے۔ (جمالین)

❹ سابقہ امتوں کی شریعتوں کا امتِ محمدیہ کیلئے حکم:۔ کہ دین اسلام کے کچھ تو اصولی عقائد ہیں مثلاً توحید و آخرت وغیرہ اور کچھ عملی زندگی سے متعلق احکام ہیں۔ جہاں تک اصولی عقائد کا تعلق ہے وہ تو ہر نبی کی امت میں یکساں رہے ہیں اور ان میں کبھی ترمیم اور تبدیلی نہیں ہوئی لیکن عملی احکام مختلف انبیاء علیہم السلام کی شریعتوں میں اپنے اپنے زمانے کے لحاظ سے بدلتے رہے ہیں، آیت مذکورہ میں انہی دوسری قسم کے احکام کو دین کے ایک خاص طریقے سے تعبیر فرمایا گیا ہے اور اسی وجہ سے فقہاء نے اس آیت سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ امت محمدیہ کیلئے صرف شریعت محمدی ہی کے احکام واجب العمل ہیں۔ پچھلی امتوں کو جو احکام دیئے گئے تھے وہ ہمارے لئے اس وقت تک واجب العمل نہیں ہیں جب تک قرآن و سنت سے ان کی تائید نہ ہو جائے۔ پھر تائید کی ایک شکل تو یہ ہے کہ قرآن یا حدیث میں صراحۃً یہ فرمایا گیا ہو کہ فلاں نبی کی امت کا یہ حکم ہمارے لئے بھی واجب العمل ہے اور دوسری صورت یہ ہے کہ قرآن کریم یا آنحضرت ﷺ کسی پچھلی امت کا کوئی حکم بطور تحسین و مدح بیان فرمائیں اور اس کے بارے میں یہ نہ فرمائیں کہ یہ حکم ہمارے زمانے میں منسوخ ہو گیا ہے۔ اس سے بھی یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ حکم ہماری شریعت میں بھی جاری ہے اور درحقیقت اس حکم کا واجب العمل ہونا بھی اس صورت میں شریعت محمدی کا ایک جز ہونے کی حیثیت ہی سے ہوتا ہے۔ (معارف القرآن)

الشق الثانی ..... لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ ۚ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ۙ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَ مُقَصِّرِيْنَ ۙ لَا تَخَافُوْنَ ۭ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿۲۷﴾ **(الفتح :۲۷)**

آیات کا ترجمہ کریں۔ **الرّؤیا** اور **فتحا قریبا** سے کیا مراد ہے؟۔ صلح حدیبیہ پر مختصر نوٹ لکھیں۔۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① آیات کا ترجمہ ② **الرّؤیا** اور **فتحا قریبا** کی مراد ③ صلح حدیبیہ پر مختصر نوٹ۔

جواب ..... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ تحقیق اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول (ﷺ) کو واقعہ کے مطابق سچا خواب دکھایا ہے، تحقیق تم لوگ ان شاء اللہ ضرور مسجد حرام میں اس طرح امن و امان کے ساتھ داخل ہو گے کہ تم میں سے بعض نے اپنے سروں کو بے خوف و خطر منڈوایا ہو گا اور بعض نے بالوں کا قصر کیا ہو گا۔ اور اللہ تعالیٰ وہ باتیں بھی جانتا ہے جو تمہیں معلوم نہیں ہیں، پس اس نے اُس خواب کے پورا ہونے سے پہلے ایک قریبی فتح طے و مقرر کر دی ہے۔

❷ **الرّؤیا** اور **فتحا قریبا** کی مراد:۔ الرؤیا سے مراد آپ ﷺ کا وہ خواب ہے جو آپ نے سفرِ حدیبیہ سے پہلے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی معیت میں عمرہ کی غرض سے مسجدِ حرام میں داخل ہونے کے متعلق دیکھا تھا۔

0313 6357913 maktabazakaria.multan@gmail.com

فتحا قریبا سے مراد خیبر کی فتح ہے جس کا ذکر ماقبل کی آیات میں گزر چکا ہے۔ (آسان ترجمہ)

③ صلح حدیبیہ پر مختصر نوٹ:۔ صلح حدیبیہ ۶ھ میں ہوئی جب نبی کریم ﷺ نے مکہ معظّمہ جانے کا ارادہ کیا اور عمرہ کا احرام باندھ کر صحابہ کی ایک بڑی جماعت جس کی تعداد چودہ، پندرہ سو بیان کی جاتی ہے وہ ساتھ تھی جب آپ ﷺ حدیبیہ کے مقام پر پہنچے تو آپ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو سفیر بنا کر بھیجا کہ قریشِ مکہ سے جا کر کہو کہ ہم عمرہ کرنے کیلئے آئے ہیں جنگ کیلئے نہیں، اور آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ حدیبیہ کے مقام پر پڑاؤ ڈالا، جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مکہ پہنچے تو قریش نے کہا کہ آپ اکیلے عمرہ کر لیں تو انہوں نے اکیلے اس بات کو پسند نہ کیا اور قریش نے یہ خبر مشہور کر دی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے جب یہ خبر آپ ﷺ کے پاس پہنچی تو آپ ﷺ نے تمام صحابہ سے ایک ببول کے درخت کے نیچے بیٹھ کر (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینے کی) جہاد کی بیعت لی، اسی بیعت کو بیعتِ رضوان کہا جاتا ہے بعد میں معلوم ہوا کہ یہ خبر غلط ہے قریش نے اپنی طرف سے سہیل بن عمرو کو شرائط صلح طے کرنے کیلئے بھیجا تو درج ذیل شرائط طے ہوئیں اور عہد نامہ تحریر کیا گیا اور دس سال کیلئے باہمی صلح ہوگئی: ① مسلمان اس وقت واپس جائیں گے ② آئندہ سال آئیں گے اور تین دن مکہ میں قیام کر کے واپس چلے جائیں گے ③ ہتھیار لگا کر نہ آئیں تلوار ہاتھ میں ہو تو میان میں بند کر کے رکھیں ④ مکہ مکرمہ سے کسی مسلمان کو نہ لے جائیں ⑤ اگر کوئی مسلمان مکہ میں رہنا چاہے تو اس کو منع نہ کریں ⑥ اگر کوئی شخص مکہ سے مدینہ چلا جائے تو اسے واپس کر دیں ⑦ اگر مدینہ سے کوئی آجائے تو کفار اسے واپس نہ کریں گے۔ (سیرت رسول)

﴿الورقة الاولیٰ: فی التفسیر﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۴۳ھ

الشق الاوّل ..... الٓمّٓ ۝ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ۝ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۭ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا كَاَنَّ فِيْٓ اُذُنَيْهِ وَقْرًا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتُ النَّعِيْمِ ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ (پ۲۱۔لقمان:۱تا۹)

آیات کریمہ کا ترجمہ اور تفسیر لکھیں، شانِ نزول بیان کریں، کلمات مخطوطہ کی لغوی تشریح کرنے کے بعد بتائیں کہ **مستکبرا** اور **حقا** کیوں منصوب ہیں، وجہ نصب تحریر کریں نیز **لھو الحدیث** کی مراد واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چھ امور مطلوب ہیں ① آیات کا ترجمہ ② آیات کی تفسیر ③ آیات کا شانِ نزول ④ کلماتِ مخطوطہ کی لغوی تشریح ⑤ **مستکبرًا** اور **حقًا** کے منصوب ہونے کی وجہ ⑥ **لھو الحدیث** کی مراد۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ الم (اللہ اعلم بمرادہ) یہ اس حکمت والی کتاب کی آیات ہیں، جو محسن (نیک) لوگوں کیلئے ہدایت و رحمت بن کر آئی ہے، وہ نیک لوگ جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور آخرت پر مکمل یقین رکھتے ہیں، وہی لوگ اپنے رب کی طرف سے سیدھے راستہ پر ہیں اور وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ لوگوں میں سے بعض وہ ہیں جو لوگوں کو بغیر علم کے اللہ کے راستے سے گمراہ کرنے کے لئے کھیل کود کی چیزوں کو خریدتے ہیں اور اللہ کی آیات کا مذاق اُڑاتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں کہ ان کے لئے رسوا کرنے والا عذاب ہے اور جب ان پر ہماری آیتیں تلاوت کی جاتی ہیں تو تکبر کرتے ہوئے اس سے پیٹھ پھیر جاتے ہیں گویا کہ انہوں نے اس کو سنا ہی نہیں اور گویا کہ ان کے کانوں میں بوجھ ہے، پس آپ ان کو دردناک عذاب کی خوشخبری دے دیجئے، بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے اور اعمالِ صالحہ کئے ان کیلئے نعمتوں کے باغات ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے، اللہ کا وعدہ حق ہے اور وہ غالب ہے حکمت والا ہے۔

② آیات کی تفسیر:۔ ارشاد فرمایا کہ یہ حکمت و بصیرت پر مبنی کتاب یعنی قرآن کریم کی آیات ہیں۔ یہ قرآن ہدایت اور رحمت تو سارے انسانوں کیلئے ہے لیکن سب اسے قبول نہیں کرتے، قبول کرنے والے وہی لوگ ہیں جو صفتِ احسان سے متصف ہیں، ان

0213 6377913 maktabazakariyamultan@gmail.com

کے قلوب صالح ہیں، نیتوں میں اخلاص ہے، اس لیے یہی لوگ قرآن کو سن کر اس کی ہدایت کو قبول کرتے ہیں پھر اس کی ہدایت کے مطابق زندگی گزارتے ہیں، اور یہ قرآن کے مطابق زندگی گزارنا ان کیلئے رحمت کا باعث بن جاتا ہے ان محسنین کی صفات بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ یہ لوگ نماز قائم کرتے ہیں، زکوۃ ادا کرتے ہیں اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ درحقیقت اقامتِ صلوۃ اور ادائیگیِ زکوۃ یہ دونوں اسلام کے اہم رکن ہیں جن کا درجہ توحید اور رسالت پر ایمان لانے کے بعد ہے، باقی دو رکن یعنی صیامِ رمضان اور حجِ بیت اللہ اسلام کے ارکان تو ہیں لیکن ان کا درجہ نماز اور زکوۃ کے بعد ہے، نماز اور زکوۃ کی پابندی ہی رہے اور آخرت کا مضبوط یقین ہو تو انسان اسلام کے دوسرے احکام پر بآسانی چل سکتا ہے اور ان کی ادائیگی کیلئے اپنے نفس کو آمادہ کرسکتا ہے۔ ایسے حضرات کے بارے میں فرمایا کہ یہ لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ کامیاب ہیں۔ اصل کامیابی آخرت کی کامیابی ہے، یعنی دوزخ سے بچ جانا اور جنت میں داخل ہونا اور جنہیں دنیا میں اس کی بشارت دے دی گئی ان کا عظیم مرتبہ ہے۔

لوگوں میں سے بعض آدمی ایسے بھی ہیں جو قرآن سے اعراض کرکے ان باتوں کا خریدار بنتے ہیں یعنی ایسی باتیں اختیار کرتے ہیں جو اللہ سے غافل کرنے والی ہیں سو اوّل تو لہو کا اختیار کرنا جبکہ اس کے ساتھ آیات الٰہیہ سے اعراض بھی ہو خود بھی کفر وضلال ہے پھر خاص کر جبکہ اس کو اس غرض سے اختیار کیا جائے تاکہ اسکے ذریعے سے دوسروں کو بھی اللہ کی راہ یعنی دین حق سے بے سمجھے بوجھے گمراہ کرے اور اسی گمراہ کرنے کیساتھ اس راہِ حق کی ہنسی اُڑادے تاکہ دوسروں کے دل سے بالکل اس کی وقعت اور تاثیر نکل جاوے تب تو کفر بر کفر اور ضلال کے ساتھ اضلال بھی ہے اور ایسے لوگوں کیلئے آخرت میں ذلت کا عذاب ہونے والا ہے جیسا کہ انکے اضداد کیلئے فلاح کا ہونا معلوم ہوا اور اس شخص مذکور کے اعراض کی یہ حالت ہے کہ جب اسکے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو وہ شخص تکبر کرتا ہوا ایسی بے التفاتی سے منہ موڑ لیتا ہے جیسے اس نے سنا ہی نہیں جیسے اس کے کانوں میں ثقل ہے یعنی جیسے بہرا ہے سو اس شخص کو ایک دردناک عذاب کی خبر سنادیجئے یہ تو اعراض کرنیوالے کی سزا کا بیان ہوا، آگے اہلِ ہدیٰ کی جزاء کا بیان ہے کہ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے ان کیلئے عیش کی جنتیں ہیں جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے، یہ اللہ نے سچا وعدہ فرمایا ہے اور وہ زبردست حکمت والا ہے، پس کمالِ قدرت سے یہ وعد اور وعید کو واقع کرسکتا ہے اور حکمت سے اس کو حسبِ وعدہ واقع کریگا۔

❸ آیات کا شانِ نزول:۔ ان آیات کا شانِ نزول ایک خاص واقعہ ہے کہ نضر بن حارث مشرکینِ مکہ میں سے ایک بڑا تاجر تھا اور تجارت کیلئے مختلف ملکوں کا سفر کرتا تھا وہ ملکِ فارس سے شاہانِ عجم کسریٰ وغیرہ کے تاریخی قصے خرید کر لایا اور مکہ کے مشرکین سے کہا کہ محمد (ﷺ) تم کو قومِ عاد اور ثمود وغیرہ کے واقعات سناتے ہیں میں تمہیں ان سے بہتر رستم اور اسفندیار اور دوسرے شاہانِ فارس کے قصے سناتا ہوں۔ یہ لوگ اس کے قصہ کو شوق ورغبت سے سننے لگے کیونکہ ان میں کوئی تعلیم تو تھی نہیں جس پر عمل کرنے کی مشقت اُٹھانی پڑے صرف لذیذ قسم کی کہانیاں تھیں ان کی وجہ سے، بہت سے مشرکین جو اس سے پہلے کلامِ الٰہی کے اعجاز اور یکتائی کی وجہ سے اس کو سننے کی رغبت رکھتے اور چوری چوری سنا بھی کرتے تھے ان لوگوں کو قرآن سے اعراض کا بہانہ ہاتھ آگیا اور درمنثور میں حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مذکور الصدر تاجر باہر سے ایک گانے والی کنیز، لونڈی خرید کر لایا تھا اور اس کے ذریعہ اس نے لوگوں کو قرآن سننے سے روکنے کی یہ صورت نکالی کہ جو لوگ قرآن سننے کا ارادہ کریں اپنی اس کنیز سے ان کو گانا سنواتا تھا اور کہتا تھا کہ محمد تم کو قرآن سنا کر کہتے ہیں نماز پڑھو، روزہ رکھو اور اپنی جان دو جسمیں تکلیف ہی تکلیف ہے آؤ تم یہ گانا سنو اور جشن طرب مناؤ۔ قرآن کریم کی مذکورہ آیات اسی واقعہ کے ضمن میں نازل ہوئیں۔

❹ کلماتِ مخطوطہ کی لغوی تشریح:۔ "**الحدیث**" اسم ہے اس کی جمع **احادیث** ہے بمعنی بات، خبر۔

"**لھو**" اسم ہے بمعنی کھیل کود، وہ چیز جس سے انسان لذت حاصل کرے۔ مصدر **لھوا** (نصر) بمعنی کھیلنا۔

"**ھُزُوًا**" اسم ہے بمعنی مذاق۔ **ھَزِئَ یَھْزَؤُ** (سمع) بمعنی ٹھٹھا، مذاق کرنا۔ "**وَقْرًا**" اسم ہے اسکی جمع **اَوْقَارٌ** ہے بمعنی بوجھ۔

"**وَلّٰی**" صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معروف از مصدر **تولیہ** (تفعیل) بمعنی پیٹھ پھیرنا۔

0313 6557513 maktabazakariyamultan@gmail.com

⑤ **مستکبرًا وحقًا کے منصوب ہونے کی وجہ:۔ مستکبرًا:** یہ **ولّٰی** کی ضمیر فاعل سے حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔
حَقًّا: یہ **وَعْدًا** مفعول مطلق محذوف کی صفت ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

⑥ **لھو الحدیث کی مراد:۔** اسکے معنی اور تفسیر میں مفسرین کے مختلف اقوال ہیں۔ حضرت ابن مسعود، ابن عباس اور جابر رضی اللہ عنہم کی ایک روایت میں اس کی تفسیر گانے بجانے سے کی گئی ہے اور جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم اور عام مفسرین کے نزدیک لہوالحدیث ان تمام چیزوں کو شامل ہے جو انسان کو اللہ کی عبادت سے غافل کردے اس میں غناء مزامیر بھی داخل ہیں اور بیہودہ قصے کہانیاں بھی، امام بخاریؒ نے اپنی کتاب الادب المفرد میں اور بیہقی نے اپنی سنن میں لہوالحدیث کی یہی تفسیر اختیار کی ہے یعنی لہوالحدیث سے مراد گانے اور اس کے مشابہ جو دوسری چیزیں ہیں اور سنن بیہقی میں ہے کہ اشتراء لہوالحدیث سے مراد گانے بجانے والے مرد یا عورت کو خریدنا یا اس کی مثل ایسی بیہودہ چیزوں کو خریدنا ہے جو اللہ کی یاد سے غافل کردیں، ابن جریر نے بھی اسی عام معنی کو اختیار فرمایا ہے اور ترمذی کی روایت سے بھی یہی عموم ثابت ہوتا ہے جس میں حضور ﷺ کا یہ ارشاد ہے کہ گانے والی لونڈیوں کی تجارت نہ کرو۔

الشق الثانی ..... وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا ۭ وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا ۝ وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ فَرِيْقًا ۝ وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَـُٔوْهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ۝ (پ۲۱۔الاحزاب:۲۵ تا ۲۷)

آیات کا ترجمہ کریں۔ شانِ نزول تحریر کریں۔ **ارضًا لم تطئوھا** سے کون سی سرزمین مراد ہے؟۔ خط کشیدہ کلمات کی صرفی تحقیق کریں

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① آیات کا ترجمہ ② آیات کا شانِ نزول ③ **ارضًا لم تطؤھا** کی مراد ④ کلماتِ مخطوطہ کی صرفی تحقیق۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ اور اللہ تعالیٰ نے کافروں کو ان کے سارے غیظ وغضب کے ساتھ اس طرح پسپا کردیا کہ وہ کوئی خیر وفائدہ حاصل نہ کرسکے اور اللہ تعالیٰ مؤمنین کی طرف سے لڑائی کیلئے خود کافی ہوگیا اور اللہ تعالیٰ بڑی قوت واقتدار کا مالک ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نیچے اتار لایا ان کے قلعوں سے ان کو جنہوں نے اُن (دشمنوں) کی مدد کی تھی اہل کتاب میں سے اور ان کے دلوں میں ایسا رعب ڈالا کہ ان میں سے کچھ کو تم قتل کررہے تھے اور کچھ کو تم قیدی بنارہے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان کی زمین اور ان کے گھر اور ان کے مال کا وارث بنادیا اور ایک ایسی زمین کا بھی کہ جس تک ابھی تمہارے قدم نہیں پہنچے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

② آیات کا شانِ نزول:۔ ان آیات میں بنوقریظہ کے یہودیوں کا ذکر ہے، مدینہ کے شرقی جانب ان کا مضبوط قلعہ تھا اور پہلے سے مسلمانوں کے ساتھ صلح کا معاہدہ کئے ہوئے تھے۔ جنگ احزاب کے موقع پر حیی بن اخطب کے اغوا سے تمام معاہدات بالائے طاق رکھ کر مشرکین کی مدد پر کھڑے ہوگئے، نبی کریم ﷺ جنگ احزاب سے فارغ ہوکر غسل وغیرہ میں مشغول تھے کہ حضرت جبرائیل تشریف لائے، فرمایا یارسول اللہ! آپ نے ہتھیار اتار دیے حالانکہ فرشتے ہنوز ہتھیار بند ہیں، اللہ کا حکم ہے کہ بنوقریظہ پر حملہ کیا جائے، چنانچہ فوراً منادی ہوگئی کہ بنوقریظہ کے بدعہد یہودیوں پر چڑھائی ہے، نہایت جلدی کے ساتھ اسلامی فوج نے ان کے قلعوں کا محاصرہ کرلیا، چوبیس پچیس دن محاصرہ جاری رہا، آخر محصورین تاب نہ لاسکے، آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پیام بھیجنے شروع کیے، اخیر میں ان کی طرف سے بات اس پر ٹھہری کہ ہم قلعوں سے باہر آتے ہیں اور قبیلہ اوس کے سردار حضرت سعد بن معاذؓ کو حَکَم ٹھہراتے ہیں (کیونکہ وہ ان کے حلیف تھے) ہمارے حق میں حضرت سعدؓ جو فیصلہ کریں گے ہمیں منظور ہوگا، آنحضرت ﷺ نے بھی قبول فرمالیا۔ حضرت سعدؓ تشریف لائے اور فیصلہ کیا کہ بنی قریظہ کے سب جوان قتل کردیے جائیں اور عورتیں ولڑکے سب قیدی وغلام بنائے جائیں اور ان کے اموال وجائیداد کے مالک مہاجرین ہوں۔ اور یہ فیصلہ ٹھیک ان کی مسلمہ آسمانی کتاب تورات کے موافق تھا۔ چنانچہ اس فیصلہ کے مطابق کئی سو یہودی جوان قتل کئے گئے اور کئی سو عورتیں ولڑکے قید ہوئے اور ان کے املاک واموال پر مسلمانوں کا قبضہ ہوا۔ (تفسیر عثمانی)

0313 635 7913 maktabazakariyamultan@gmail.com

③ **اَرضًا لَم تَطَؤُھا کی مراد:۔** اس سے مراد خیبر کی زمین ہے جو اس کے دو برس بعد فتح ہوئی۔ بعض کہتے ہیں کہ قیامت تک جو زمینیں فتح کی جائیں گی وہ سب اس میں شامل ہیں۔ (تفسیر عثمانی)

④ **کلماتِ مخطوطہ کی صرفی تحقیق:۔** **دِیَارٌ:** یہ جمع ہے اس کا مفرد **دَارٌ** ہے بمعنی گھر، مکان ورہنے کی جگہ۔

تَاْسِرُوْنَ: صیغہ جمع مذکر حاضر بحث فعل مضارع معلوم از مصدر **اَسْرًا اِسَارًا** (ضرب۔مہموز) بمعنی قید کرنا۔

لَمْ تَطَؤُا: صیغہ جمع مذکر حاضر بحث نفی جحد بلم معلوم از مصدر **وَطْئًا** (سمع۔مثال ومہموز) بمعنی روندنا۔

غَیْظٌ: بمعنی غصہ وغضب۔ مصدر (ضرب۔اجوف) بمعنی غصہ دلانا۔ برانگیختہ کرنا۔

لَمْ یَنَالُوْا: صیغہ جمع مذکر غائب بحث نفی جحد بلم معلوم از مصدر **نَیْلًا، نَالًا** (ضرب۔اجوف) بمعنی پانا۔ حاصل کرنا۔

ظَاھَرُوْھُمْ: صیغہ جمع مذکر غائب بحث فعل ماضی معلوم از مصدر **مظاھرۃ** (مفاعلہ۔صحیح) بمعنی مدد کرنا۔

صَیَاصِیھِم: یہ **صِیْصَۃٌ صِیْصِیَۃٌ** کی جمع ہے بمعنی قلعہ۔ پناہ لینے کی جگہ۔ ہرن وگائے کا سینگ۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۳ھ

الشق الاوّل ..... وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَیْمٰنَ وَاَلْقَیْنَا عَلٰی کُرْسِیِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ ۝ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَهَبْ لِیْ مُلْكًا لَّا یَنْۢبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ (پ۲۳۔ ص:۳۴ تا ۳۵)

آیات کا ترجمہ کریں۔ ان آیات کے ضمن میں مذکور واقعہ مختصراً ذکر کرتے ہوئے آیات کی صحیح تفسیر لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① آیات کا ترجمہ ② آیات کی صحیح تفسیر مع واقعہ۔

جواب ..... ① **آیات کا ترجمہ:۔** اور ہم نے سلیمان علیہ السلام کو آزمائش میں ڈالا اور ہم نے اس کے تخت پر ایک دھڑ ڈالا پھر انہوں نے رجوع کیا۔ کہنے لگے: اے میرے پروردگار! میری بخشش فرما اور مجھے ایسی سلطنت عطاء فرما جو میرے بعد کسی اور کے مناسب نہ ہو، بیشک آپ ہی کی ذات خوب دینے وعطاء کرنے والی ہے۔

② **آیات کی صحیح تفسیر مع واقعہ:۔** علامہ جلال الدین محلیؒ لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سلیمان علیہ السلام سے ان کی سلطنت چھین کر ان کا امتحان لیا جس کی صورت یہ ہوئی کہ کسی عورت پر فریفتہ ہو کر شادی کر لی اور وہ ان سے چھپ کر بت پرستی کرتی رہی اور ان کی سلطنت کی تسخیر میں انگوٹھی کو دخل تھا ایک مرتبہ بیت الخلاء کو جانے کے ارادہ سے انگوٹھی کو اتار لیا اور حسبِ عادت اپنی عورت کے پاس اسے رکھ دیا، ایک جنّ حضرت سلیمان علیہ السلام کی صورت وحلیہ میں آ کر انگوٹھی مانگ کر لے گیا اور انگوٹھی لے جانے والا جنّ یا کوئی دوسرا جنّ سلیمان علیہ السلام کی جگہ تخت نشین ہو گیا چنانچہ پرندہ وغیرہ سب چیزیں اس کے سامنے حاضر ہوئیں اب جو سلیمان علیہ السلام نے غیر شاہی لباس میں آ کر اس کو تخت نشین دیکھا اور لوگوں سے کہا کہ سلیمان تو میں ہوں، مگر کسی نے نہ مانا، پھر انہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا اور کچھ روز بعد سلیمان علیہ السلام اپنے تخت پر واپس آ گئے۔ ایک اور واقعہ صحیح بخاری وغیرہ میں مذکور ہے، بعض حضرات مفسرین نے اس واقعہ کے بعض حصوں کو قرآن کریم کی اس آیت سے ملتا جلتا دیکھ کر اسے اس آیت کی تفسیر قرار دیا ہے اس واقعہ کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ خیال ظاہر فرمایا کہ آج رات میں ازواج کے ساتھ وظیفۂ زوجیت ادا کروں گا اور ان میں سے ہر بیوی سے ایک لڑکا پیدا ہوگا جو اللہ کے راستے میں جہاد کرے گا۔ لیکن یہ خیال ظاہر فرماتے وقت آپ ان شاء اللہ کہنا بھول گئے۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے جلیل القدر پیغمبر کی یہ فروگذاشت پسند نہ آئی اور اس نے آپ کے دعوے کو اس طرح غلط ثابت کر دیا کہ تمام ازواج مطہرات میں سے صرف ایک بیوی کے یہاں ایک مردہ بچہ پیدا ہوا، جس کا ایک پہلو نہ تھا۔

تفسیر کی کتب میں مذکور یہ واقعات اسرائیلیات سے ماخوذ ہیں اور یہ واقعات قطعاً باطل اور لغو ہیں۔ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ آیت مذکورہ کی تفسیر میں اس قسم کے تمام واقعات کو اسرائیلیات میں شمار کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ اہل کتاب میں ایک جماعت ایسی ہے جو حضرت سلیمان علیہ السلام کو نبی نہیں مانتی بس ظاہر یہ ہے کہ یہ جھوٹے قصے انہوں نے گھڑے ہیں۔ لہٰذا اس قسم کی روایات کو اس قرآنی

آیت کی تفسیر کہنا کسی طرح صحیح نہیں ہے۔(معارف القرآن)

صحیح تفسیر: اس آیت میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی ایک آزمائش کا ذکر ہے اس آزمائش کے دوران حضرت سلیمان علیہ السلام کی کرسی پر کوئی دھڑ ڈال دیا گیا تھا اب یہ معلوم نہیں کہ وہ دھڑ کیا تھا؟ کرسی پر ڈالنے کا کیا مطلب ہے؟ اور اس سے آزمائش کیونکر ہوئی؟ یہ تمام تفصیلات نہ تو قرآن کریم میں موجود ہیں اور نہ ہی کسی صحیح اور قابل اعتماد احادیث سے ثابت ہیں اگرچہ بعض احادیث سے اور اسی طرح بعض دیگر حکایات سے اس کی تفسیر میں متعدد واقعات ذکر کئے گئے ہیں لیکن بعض محقق مفسرین مثلاً حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کا رجحان اس طرف معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم نے جس بات کو مجمل چھوڑا ہے اس کی تفصیلات میں پڑنے کی کوئی ضرورت نہیں بس اتنی بات پر ایمان رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی کوئی آزمائش کی تھی جس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی طرف پہلے سے زیادہ رجوع فرمالیا اور قرآن کریم کا اصل مقصد اتنے بیان سے پورا ہو جاتا ہے۔(معارف القرآن ج ۷ ص ۵۱۶)۔

الشق الثانی ..... فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ ﴿۱۰﴾ يَّغْشَى النَّاسَ ۖ هٰذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۱۱﴾ رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُونَ ﴿۱۲﴾ أَنَّىٰ لَهُمُ الذِّكْرَىٰ وَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُولٌ مُّبِينٌ ﴿۱۳﴾ ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوا مُعَلَّمٌ مَّجْنُونٌ ﴿۱۴﴾ إِنَّا كَاشِفُو الْعَذَابِ قَلِيلًا إِنَّكُمْ عَائِدُونَ ﴿۱۵﴾ يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرَىٰ ۚ إِنَّا مُنتَقِمُونَ ﴿۱۶﴾ (پ ۲۵۔ دخان: ۱۰ تا ۱۶)

آیات کا ترجمہ کریں، ان آیات کا مختصر پسِ منظر اور شانِ نزول بیان کریں، نیز آیات مذکورہ کی جامع تفسیر کریں۔ **دخان مبین، رسول مبین، البطشة الکبریٰ** کی مراد متعین کریں۔ خط کشیدہ کلمات کی صرفی تحقیق تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل پانچ امور ہیں ① آیات کا ترجمہ ② آیات کا پسِ منظر و شانِ نزول ③ آیات کی تفسیر ④ **دخان مبین، رسول مبین، البطشة الکبریٰ** کی مراد ⑤ کلماتِ مخطوطہ کی صرفی تحقیق۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ پس انتظار کیجئے اس دن کا جس دن آسمان سے واضح دھواں آئیگا جو ڈھانپ لے گا لوگوں کو یہ دردناک عذاب ہے، اے ہمارے رب! ہم سے عذاب کو ہٹا دے، ہم ایمان لانے والے ہیں، کہاں ہوگا ان کے لئے نصیحت حاصل کرنا حالانکہ آچکا ان کے پاس واضح رسول پھر انہوں نے اس سے پیٹھ پھیر لی اور کہنے لگے کہ یہ جادو سکھایا ہوا ہے، دیوانہ ہے۔ بیشک ہم یہ عذاب تھوڑی مدت تک کے لئے کھول (ہٹا) دیتے ہیں یقیناً تم دوبارہ اُسی حالت پر لوٹ جاؤ گے، جس دن ہماری طرف سے بڑی پکڑ ہوگی، بیشک ہم اُس دن پورا بدلہ وانتقام لے لیں گے۔

② آیات کا پسِ منظر اور شانِ نزول:۔ صحیح مسلم میں حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بالاخانے سے ہم پر نظر فرمائی، ہم آپس میں علاماتِ قیامت کا تذکرہ کر رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تم دس علامتیں نہ دیکھ لو ان میں سے ایک دخان بھی ہے جس کا تذکرہ اس آیت میں مذکور ہے۔

③ آیات کی تفسیر:۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ لوگ حق واضح ہونے کے باوجود نہیں مانتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لیے اس دن کا انتظار کیجیے کہ جب آسمان پر ایک دھواں پیدا ہوگا، جو ان سب کو اپنی لپیٹ میں لے لیگا۔ یہ ایک دردناک سزا ہوگی۔ جب یہ عذاب نازل ہوگا اس وقت یہ عرض کریں گے کہ اے پروردگار! اس عذاب ومصیبت کو ہم سے دور کردے ہم ایمان لاتے ہیں۔ مگر ان کا یہ وعدہ بھی صدق دل سے نہیں ہے کیونکہ ان کے پاس واضح معجزات ودلائل والا پیغمبر آیا اور انہوں نے اس کا انکار کیا اور یہی کہتے رہے کہ یہ دیوانہ وسکھلایا ہوا ہے پس انہوں نے اس پیغمبر کو تسلیم نہیں کیا۔ لہٰذا ان کے ایمان لانے کی کوئی امید نہیں ہے، یہ محض وقتی ٹالنا ہے، اگر ہم ان سے عذاب کو دور کردیں تو یہ سب دوبارہ اپنی سابقہ حالت پر لوٹ جائیں گے۔

آخر میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ اس عذاب کے ٹلنے کی مدت صرف دنیوی زندگی میں ہے پھر مرنے کے بعد جو عذاب ومصیبت آئے گی اس کا خاتمہ نہ ہوگا وہ سخت پکڑ اور پوری پوری سزا ہوگی۔

④ **دخان مبین، رسول مبین، البطشة الکبریٰ** کی مراد:۔ دخان مبین کے متعلق تین اقوال ہیں ① **دخان مبین** علاماتِ قیامت میں

0313 6557913 maktabazakariyamultan@gmail.com

سے ایک علامت ہے، یہ ایک دھواں ہوگا جس سے مؤمن کو ایک طرح کا زکام ہوگا اور کافر کے تمام بدن میں بھر جائے گا ② یہ پیشین گوئی واقع ہو چکی ہے اور اس کا مصداق مکہ مکرمہ کا قحط ہے جو آپ ﷺ کی بددعا سے ان پر مسلط ہوا تھا، بھوک اور پیاس کی شدت سے کمزوری کی وجہ سے ان کو آسمان پر دھواں نظر آتا تھا ③ اس سے مراد وہ گرد وغبار ہے جو فتح مکہ کے روز مکہ مکرمہ کے آسمان پر چھا گیا تھا۔

رسولِ مبین سے مراد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ البطشۃ الکبری سے مراد حضرت ابن مسعودؓ کے نزدیک غزوۂ بدر کی پکڑ ہے۔ جمہور کے نزدیک اس سے مراد قیامت کے دن کی پکڑ اور عذاب ہے۔ (معارف القرآن)

⑤ کلماتِ مخطوطہ کی صرفی تحقیق:۔ "**کاشفوا**" صیغہ جمع مذکر بحث اسم فاعل از مصدر **کَشْفًا** (ضرب، صحیح) بمعنی کھولنا۔

"**فارتقب**" صیغہ واحد مذکر حاضر امر حاضر معلوم از مصدر **ارتقاب** (افتعال، صحیح) بمعنی انتظار کرنا۔

"**یغشی**" صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع معلوم از مصدر **غَشْیًا وغِشَایَۃً** (سمع، ناقص) بمعنی نازل ہونا وڈھانکنا۔

"**عائدون**" صیغہ جمع مذکر بحث اسم فاعل از مصدر **عَوْدًا** (نصر، اجوف) بمعنی لوٹنا۔

"**منتقمون**" صیغہ جمع مذکر بحث اسم فاعل از مصدر **انتقاما** (افتعال، صحیح) بمعنی سزا و بدلہ دینا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۳ھ

الشق الاوّل ..... اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۙ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۙ وَّيَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيْزًا ۝ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ لِيَزْدَادُوْٓا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ ۭ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ (پ۲۶۔الفتح:۱تا۴)

آیات کا ترجمہ کریں۔ **مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ** سے کیا مراد ہے؟ نیز عصمتِ انبیاءؑ کے عقیدہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے آیات کی تفسیر بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① آیات کا ترجمہ ② **مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ** کی مراد ③ آیات کی تفسیر۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ بیشک ہم نے آپ کو کھلم کھلا فتح عطا کی تاکہ اللہ آپ کی اگلی اور پچھلی کوتاہیاں معاف کردے اور اپنی نعمت آپ پر تمام کردے اور تاکہ اللہ آپ کو سیدھے راستہ پر چلائے اور اللہ آپ کی زبردست مدد کرے۔ وہ وہی ذات ہے جس نے مؤمنین کے دلوں میں سکینت (اطمینان وسکون) اتاردی تاکہ ان کے ایمان میں مزید اضافہ ہو، اور آسمان وزمین کے تمام لشکر اللہ تعالیٰ ہی کے ہیں، اور اللہ ہی علم وحکمت کا بھی مالک ہے۔

② **مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ** کی مراد:۔ وہ تمام فروگذاشتیں جو رسالت سے پہلے جاہلیت کے زمانہ میں آپ سے ہوگئی ہوں اور وہ تمام لغزشیں جو رسالت کے بعد یعنی اس سورت کے نزول کے بعد آپ سے ہوجائیں اور ان پر عتاب ہوسکتا ہو۔

0313 6355013 maktabazakariyamultan@gmail.com

سفیان ثوری نے کہا: ماتقدم سے مراد وہ فروگذاشتیں ہیں جو اسلام سے پہلے آپ سے ہوچکیں اور ماتاخر سے نہ کی ہوئی غلطیاں مراد ہیں اور اس جملہ سے مراد پختہ معافی ہے۔ یہ ایک محاورہ ہے عرب کہتے ہیں: زید نے اس شخص کو بھی دیا جس کو اس نے دیکھا اور اس کو بھی دیا جس کو کبھی نہیں دیکھا، اس کو بھی مارا جس کو پایا اور اس کو بھی جس کو نہیں پایا۔

عطا خراسانی نے کہا: ماتقدم سے مراد حضرت آدم اور حضرت حوا کی غلطیاں ہیں اور ماتاخر سے مراد امت کے گناہ ہیں یعنی آپ ﷺ کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے آدم وحوا کی غلطیاں اور آپ کی دعا سے آپ کی امت کے گناہ معاف کردے۔ (مظہری)

③ آیات کی تفسیر:۔ صلح حدیبیہ سے واپسی پر اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل کی جس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فتح مبین کی خوشخبری دی گئی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ہم نے اس صلح حدیبیہ کے ذریعے مسلمانوں کو کفار پر ایک بہت ہی بھاری فتح دی ہے تاکہ آپ کی اگلی پچھلی اجتہادی کوتاہیاں اللہ تعالیٰ معاف کردیں اور آپ پر اپنا انعام کامل کردے اور آپ کو ہمیشہ اسلام کے صحیح راستہ پر ثابت قدم رکھے اور آپ کو

ایسی زبردست نصرت عطا فرمائے کہ کوئی آپ کا مقابلہ نہ کر سکے۔ پھر فرمایا کہ وہ وہی ہے پروردگار جس نے سکینت وطمانینت کو اہلِ ایمان کے دلوں میں اتارا تا کہ انکے ایمان میں اور اضافہ ہو جائے استقامت ویقین کامل کی صورت میں انکے اصل ایمان کے ساتھ اس سکینت اور طمانینتِ قلب سے رسول اللہ ﷺ کی بات پر دل مطمئن ہو گئے گو کہ بعض باتیں بظاہر خلافِ طبع تھیں اور ہو سکتا تھا کہ جس طرح کا فر ضد پر ڈٹے ہوئے تھے یہ بھی ایسی ہی ضد کی صورت اختیار کر لیتے مگر اس اطمینانِ قلب کی وجہ سے انکے مراتبِ ایمان وعرفان میں ترقی ہوئی۔

لِيَغفِرَ لك الله ما تقدم مِن ذنبِك وما تاخّر: اس **ليغفر** کا لام اگر تعلیل (بیانِ علت) کیلئے لیا جائے تو حاصل یہ ہے کہ یہ فتح مبین آپ کو اسلئے دی گئی ہے تا کہ آپ کو یہ تین کمالات حاصل ہو جائیں جن کا اس آیت میں ذکر ہے، ان میں سے پہلی چیز اگلی پچھلی تمام لغزشوں اور خطاؤں کی معافی ہے۔ سورۃ محمد میں یہ معلوم ہو چکا ہے کہ انبیاء علیہم السلام گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں ان کی طرف قرآن میں جہاں کہیں ذنب یا عصیان وغیرہ کے الفاظ منسوب کئے گئے وہ ان کے مقام عالی کی مناسبت سے ایسے کاموں کیلئے استعمال کئے گئے جو خلافِ اولی تھے مگر نبوت کے بلند مقام کے اعتبار سے غیر افضل پر عمل کرنا بھی ایسی لغزش ہے جس کو قرآن نے بطور تہدید کے ذنب وگناہ سے تعبیر کیا ہے۔ (مظہری)

ويهدِيك صِراطا مستقِيما: یہ دوسری نعمت ہے جو اس فتح مبین پر مرتب ہوئی۔ سوال ہوتا ہے کہ صراط مستقیم پر تو آپ اول ہی سے ہیں بلکہ دنیا کو اسی صراط مستقیم کی دعوت دینا آپ کا رات دن کا مشغلہ ہے تو ہجرت کے چھٹے سال فتح مبین کے ذریعہ صراط مستقیم کی ہدایت کے کیا معنی ہیں؟ جواب یہ ہے کہ ہدایت ایک ایسا مفہوم عام ہے جس کے درجات غیر متناہی ہیں اسلئے کہ ہدایت کے معنی منزل مقصود کا راستہ دکھلانا یا اس پر پہنچانا ہے اور اصل منزلِ مقصود حق تعالی کی رضا اور قرب حاصل کرنا ہے اور اس رضا وقرب کے متفاوت درجات بیشمار ہیں، ایک درجہ حاصل ہونے کے بعد دوسرے اور تیسرے درجہ کی ضرورت باقی رہتی ہے جس سے کوئی بڑے سے بڑا ولی بلکہ نبی ورسول بھی بے نیاز نہیں ہو سکتا، اسی لئے **اهدنا الصراط المستقيم** کی دعا نماز کی ہر رکعت میں کرنے کی تعلیم جیسے امت کو ہے خود رسول کریم ﷺ کو بھی ہے جس کا حاصل صراط مستقیم کی ہدایت یعنی اللہ تعالی کے قرب ورضا کے درجات میں ترقی حاصل کرنا ہے اس فتح مبین پر حق تعالی نے اسی قرب ورضا کا کوئی بہت اعلی مقام آپ کو عطا فرمایا جس کو **يهديك** کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

وينصرك الله نصرا عزِيزا: یہ تیسری نعمت ہے جو اس فتح مبین پر مرتب ہوئی کہ حق تعالی کی امداد واعانت جو آپ کو ہمیشہ حاصل رہی ہے اس وقت اس مدد کا ایک بڑا درجہ آپ کو دیا گیا۔ (معارف القرآن)

الشق الثانی ..... قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِیْۤ اِلَى اللّٰهِ ۖۗ وَاللّٰهُ یَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌۢ بَصِیْرٌ ۝ اَلَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآىِٕهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ؕ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـِٔیْ وَلَدْنَهُمْ ؕ وَاِنَّهُمْ لَیَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ۝ وَالَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآىِٕهِمْ ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا ؕ ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ۝ (پ ۲۸۔ مجادلہ: ۱ تا ۳) آیات کا ترجمہ کریں۔ مذکورہ واقعے کا شانِ نزول تحریر کریں۔ ظہار کی لغوی واصطلاحی تعریف لکھنے کے بعد کفارۂ ظہار کی تفصیل بیان کریں۔ **تُجَادِلُكَ، تَشْتَكِیْ، تَحَاوُرَكُمَا، يُظَاهِرُوْنَ** کی صرفی تحقیق کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں درج ذیل امور مطلوب ہیں: ① آیات کا ترجمہ ② آیات کا شانِ نزول ③ ظہار کی لغوی واصطلاحی تعریف ④ کفارۂ ظہار کی تفصیل ⑤ مذکورہ کلمات کی صرفی تحقیق۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ تحقیق سن لی اللہ تعالیٰ نے اُس عورت کی بات جو آپ ﷺ سے اپنے زوج کے معاملہ میں جھگڑ رہی تھی اور اللہ تعالیٰ سے جھگڑا کر رہی تھی اور اللہ تعالیٰ تم دونوں کی باہم گفتگو (سوال جواب) سن رہے تھے، بیشک اللہ تعالیٰ سننے والا دیکھنے والا ہے، جو لوگ ظہار کرتے ہیں تم میں سے اپنی بیویوں سے وہ انکی مائیں نہیں ہیں، بیشک اللہ تعالیٰ بڑا معاف کرنے والا بخشنے والا ہے اور جو لوگ ظہار کرتے ہیں اپنی عورتوں سے پھر اپنی بات سے رجوع کرنا چاہتے ہیں (اپنے قول کی تلافی کرنا چاہتے ہیں) تو ایک غلام آزاد کرنا ہے باہم ایک دوسرے کو چھونے سے پہلے اسکی تمہیں نصیحت کی جاتی ہے اور اللہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔

Phone: 0557913 maktabazakariyamultan@gmail.com

❷ آیات کا شانِ نزول:۔ بغوی نے لکھا ہے کہ یہ آیت حضرت اوس بن صامت رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرت خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا کے متعلق نازل ہوئی ہیں، واقعہ یہ ہوا کہ حضرت خولہ رضی اللہ عنہا انتہائی حسین وجمیل و مالدار عورت تھی اور حضرت اوس کے مزاج میں غصہ تھا ایک دن حضرت اوس رضی اللہ عنہ نے قربت کرنی چاہی حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے انکار کردیا اوس رضی اللہ عنہ نے غصہ میں آکر کہا کہ تو میری ماں کی پشت کی طرح ہے، بعد میں پشیمانی ہوئی کیونکہ دور اسلامی سے پہلے ظہار و ایلاء کو طلاق سمجھا جاتا تھا حضرت اوس رضی اللہ عنہ نے حضرت خولہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ میرے خیال میں تو میرے لیے حرام ہوگئی ہے، خولہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ واللہ یہ طلاق نہیں ہے، یہ کہہ کر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا کہ میرے شوہر نے مجھ سے ظہار کیا ہے مگر بعد میں وہ پشیمان ہوا ہے تو کیا ہم دوبارہ یکجان ہوسکتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے خیال میں تو اس کے لئے حرام ہوگئی ہے، خولہ رضی اللہ عنہا بار بار اپنی محتاجی وتنہائی وبدحالی کا شکوہ کرتی رہیں اور آنحضرت بار بار جواب دیتے رہے بالآخر خولہ رضی اللہ عنہا نے آسمان کی طرف سر اٹھایا اور کہا اے اللہ! میں تجھ سے ہی شکوہ کرتی ہوں اس موقع پر یہ آیات نازل ہوئیں۔ (مظہری ج۱۱ ص۲۰۴)

❸ ظہار کی لغوی واصطلاحی تعریف:۔ ظہار لغت میں مرد کا اپنی منکوحہ کو **اَنْتِ عَلَیَّ کَظَھْرِ اُمِّیْ** کہنا ہے۔ شریعت کی اصطلاح میں مرد کا اپنی بیوی کو یا اسکے کسی ایسے جزو شائع کو جس سے سارے جسم کو یا ذات کو تعبیر کیا جاسکتا ہو اپنی محرمات ابدیہ (ماں، بہن، بیٹی وغیرہا) کے ایسے عضو سے تشبیہ دینا جس کو دیکھنا اس کیلئے جائز نہیں (ماں کی پشت بھی اسکی ایک مثال ہے) ظہار ہے۔

ظہار کا حکم یہ ہے کہ وہ بیوی اس مرد کیلئے حرام ہوگئی خاوند کا اس سے وطی کرنا، اس کو چھونا اور اس سے بوس وکنار کرنا سب حرام ہیں جب تک کہ کفارۂ ظہار ادا نہ کرے، کفارۂ ظہار ادا کرنے کے بعد وہ عورت اپنے خاوند پر حلال ہوجائیگی۔

❹ کفارۂ ظہار کی تفصیل:۔ اگر مظاہر اپنی بیوی سے اختلاط رکھنا چاہتا ہے تو اس پر کفارہ لازم ہے اور وہ کفارہ عندالاحناف یہ ہے کہ ایک قابل المنفعت غلام یا باندی آزاد کرے خواہ کافر ہو یا مؤمن، لیکن امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مسلمان رقبہ آزاد کرنا شرط ہے اور اگر اس کی طاقت نہیں تو پھر مسلسل ساٹھ روزے رکھے اگر روزوں کی طاقت نہیں تو ساٹھ مسکینوں کو صبح وشام پیٹ بھر کر کھانا کھلائے یا ہر ایک مسکین کو نصف صاع گندم یا ایک صاع جَو یا ان کی قیمت دیدے۔ تحریرِ رقبہ اور روزوں والا کفارہ قبل المباشرت ادا کرنا ضروری ہے اور طعام والے کفارہ کے درمیان اگر مباشرت کرلی تب بھی کفارہ ادا ہوجائے گا۔

❺ کلمات کی صرفی تحقیق:۔ **تَحَاوُرَکُمَا:** یہ باب تفاعل (اجوف) کا مصدر ہے بمعنی باہم گفتگو کرنا۔ باہم جواب دینا۔

تُجَادِلُكَ: صیغہ واحد مؤنث غائب بحث فعل مضارع معلوم از مصدر **مجادلۃ** (مفاعلہ۔صحیح) بمعنی سخت جھگڑا کرنا۔

تَشْتَكِیْ: صیغہ واحد مؤنث غائب بحث فعل مضارع معلوم از مصدر **اِشْتِکَاءٌ** (افتعال۔ناقص) بمعنی شکایت کرنا۔

یُظَاهِرُوْنَ: صیغہ جمع مذکر غائب فعل مضارع معلوم از مصدر **مظاھرۃ** (مفاعلہ۔صحیح) بمعنی ظہار کرنا۔ پیٹھ سے تشبیہ دینا۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿یا ربّ صلّ وسلّم دائمًا ابدًا ، علٰی حبیبک خیر الخلق کلھم﴾

تنظیم المدارس، کنزالمدارس، نظام المدارس، وفاق المدارس العربیہ اور دیگر بورڈز کی کتابیں، داخلہ جات، امتحانی مسائل کے حل، گزشتہ پیپرز، اور دیگر اپڈیٹس حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ وزٹ کریں۔

www.ahlesunnatboardspak.com

Follow Our Social Media Account:

1. **Whatsapp Channel (https://whatsapp.com/channel/0029VaFmkdD0VycHbvDRY70I)**
2. **Youtube (https://youtube.com/@ahlesunnatboards)**
3. **Tiktok (https://www.tiktok.com/@ahlesunnatboardspak)**
4. **Facebook Page (https://www.facebook.com/ahlesunnatboardspak)**

الورقة الثانية: حديث

﴿الورقة الثانية: فی الحديث﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۲۳ھ

الشق الاوّل.....عَنْ اَبِیْ ثَابِتٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: مَنْ سَأَلَ اللّٰہَ تَعَالٰی اَلشَّھَادَۃَ بِصِدْقٍ بَلَّغَہُ اللّٰہُ مَنَازِلَ الشُّھَدَاءِ وَاِنْ مَاتَ عَلٰی فِرَاشِہٖ۔ (حدیث:۵۷)

حدیث کا سلیس ترجمہ تحریر کریں۔ پوری حدیث پر اعراب لگائیں اور مختصر سا مفہوم بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) حدیث کا مختصر مفہوم۔

جواب..... ❶ حدیث پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

❷ حدیث کا ترجمہ:۔ ابو ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص صدق دل کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے شہادت طلب کرتا ہے اگر چہ وہ اپنے بستر پر فوت ہو تب بھی اللہ تعالیٰ اس کو شہداء کے مراتب کا مستحق ٹھہرائے گا۔

❸ حدیث کا مختصر مفہوم:۔ اس حدیث پاک میں اخلاصِ نیت کی فضیلت کو بیان کیا جارہا ہے کہ دل میں اخلاص سے نیت کرنے سے بھی اللہ تعالیٰ لوگوں کو شہداء کے مرتبوں پر فائز کر دیتا ہے یعنی لڑائی کے میدان میں شہید ہوئے بغیر ہی محض صدق واخلاص کی بناء پر اتنا بلند مرتبہ عطا فرمادیتے ہیں، اسکے برخلاف اگر کسی کی نیت خراب ہو تو میدانِ جہاد میں بہادری سے لڑائی کرنے کے بعد بھی جہنم میں جائیگا۔

الشق الثانی.....عن ابی موسٰی الأشعری قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ من صلّی البردین دخل الجنۃ۔

حدیث کا سلیس ترجمہ تحریر کریں۔ راوی کے نام کے بعد دو مرتبہ قال قال کا لفظ آرہا ہے ان دونوں میں معنی کے اعتبار سے فرق واضح کریں۔ بردین سے کیا مراد ہے؟ (حدیث:۱۳۲)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) حدیث کا ترجمہ (۲) قال قال میں معنوی فرق (۳) بردین کی مراد۔

جواب..... ❶ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے دو ٹھنڈی نمازیں پڑھی وہ جنت میں داخل ہوگا۔

❷ قال قال میں معنوی فرق:۔ پہلے قال کا فاعل اسکے اندر ضمیر ہے جو راجع ہے راوی حدیث حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی طرف اور دوسرے قال کا فاعل رسول اللہ ﷺ ہیں، پہلے قال کا معنی ہے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں دوسرے قال کا معنی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

❸ بردین کی مراد:۔ اس سے فجر وعصر کی نماز مراد ہے، انکی تخصیص اسلئے کی کہ انکا اہتمام کرنیوالا دیگر نمازوں کا ضرور اہتمام کریگا۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۲۳ھ

الشق الاوّل.....عن ابی ھریرۃ قال:قال رسول اللّٰہ ﷺ ألا أدلّکم علٰی مایمحواللّٰہ بہ الخطایا و یرفع بہ الدرجات؟ قالوا: بلی یا رسول اللّٰہ قال:اسباغ الوضوء علی المکارہ وکثرۃ الخطا الی المساجد وانتظار الصلوۃ بعد الصلوۃ فذالکم الرباط۔ (حدیث:۱۳۱)

حدیث شریف کا اردو میں ترجمہ کریں، حدیث کے آخری جملہ کا مفہوم بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں دو امر مطلوب ہیں (۱) حدیث کا ترجمہ (۲) حدیث کے آخری جملے کا مفہوم۔

جواب..... ❶ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایسا عمل نہ بتلاؤں جس سے اللہ گناہوں کو مٹادے اور درجات کو بلند فرمائے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ضرور یا رسول اللہ، آپ ﷺ نے فرمایا مشقت کے وقت

میں مبالغہ کے ساتھ وضو کرنا اور مسجدوں کی طرف زیادہ آمد و رفت رکھنا اور نماز پڑھنے کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا، اسی کا نام رباط ہے۔

❷ حدیث کے آخری جملے کا مفہوم:۔ فذالکم الرباط رباط کہتے ہیں سرحد کی حفاظت کو کہ دشمنوں سے اس کی حفاظت کرنا تو ان اعمال کو رباط اس لئے کہا گیا کہ ان اعمال سے بھی شیطان سے انسان کی حفاظت ہوتی ہے۔

الشق الثانی.....عن عائشة رضی الله عنها قالت:نهاهم النبی عن الوصال رحمة لهم، فقالوا: أنك تواصل قال: انی لست کهیئتکم انی أبیت یطعمنی ربی ویسقینی۔ (حدیث:۲۳۰)

حدیث کا اردو میں ترجمہ تحریر کریں، خط کشیدہ جملہ کی نحوی ترکیب کریں، وصال سے کیا مراد ہے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) حدیث کا ترجمہ (۲) خط کشیدہ جملے کی نحوی ترکیب (۳) وصال کی مراد۔

جواب..... ❶ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ان پر شفقت کرتے ہوئے وصال سے منع فرمایا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو وصال کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہاری طرح نہیں ہوں میں رات گزارتا ہوں اس طرح کہ مجھے میرا پروردگار کھلاتا پلاتا ہے (مطلب یہ ہے کہ اللہ مجھ میں اس شخص کی طرح طاقت پیدا کر دیتا ہے جو کھاتا پیتا ہے)۔

❷ خط کشیدہ جملے کی نحوی ترکیب:۔ انّ حرف مشبہ بالفعل ی ضمیر متکلم اسکا اسم لست فعل ناقصہ ت ضمیر اس کا اسم کهیأتکم کاف جار هیأتکم مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق کائنا کے ہو کر لست کی خبر، فعل ناقص اپنے اسم و خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبر ہو کر انّ کی خبر، انّ اپنے اسم و خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

❸ وصال کی مراد:۔ وصال سے مراد یہ ہے کہ مسلسل روزے رکھے جائیں کہ جس کے درمیان نہ افطار ہو نہ سحری ہو، دن رات مسلسل نہ کھایا جائے نہ پیا جائے، اس سے منع فرمایا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۲۳ھ

الشق الاوّل.....وعن ابی بشرقبیصة بن المخارق قال تحملت حمالة فأتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اسالهٗ فیها : فقال أقم حتی تأتینا الصدقة فنأمرلك بها ثم قال یاقبیصة ان المسألة لاتحل الّا لأحد ثلاثة: رجل تحمل حمالة فحلت لهٗ المسألة حتی یصیبها ثم یمسك ورجل أصابته جائحة اجتاحت ماله فحلت له المسألة حتی یصیب قواما من عیش اوقال سدادامن عیش ورجل أصابته فاقة حتی یقول ثلاثة من ذوی الحجی من قومه: لقدأصابت فلانا فاقة فحلت له المسألة حتی یصیب قواما من عیش أوقال:سدادا من عیش فما سواهن من المسألة یاقبیصة سحت یأکلها صاحبها سحتا۔ (حدیث:۵۳۶)

حدیث شریف کا سلیس ترجمہ کرنے کے بعد مختصر تشریح سپرد قلم کریں۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں دو امور مطلوب ہیں (۱) حدیث کا ترجمہ (۲) حدیث کی تشریح۔

جواب..... ❶ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابو بشر قبیصہ بن مخارق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ضمانت کو اپنے ذمہ لے لیا اس سلسلہ میں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سوال کرنے کی غرض سے حاضر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھہرو یہاں تک کہ ہمارے پاس صدقے کا مال آئے پھر اس سے تمہاری مدد کریں گے اس کے بعد ارشاد فرمایا اے قبیصہ! سوال کرنا صرف تین آدمیوں کے لئے جائز ہے ① وہ شخص جس نے کسی کی ضمانت اٹھالی اس کے لئے سوال کرنا حلال ہے یہاں تک کہ ضرورت کے مطابق اس کو حاصل کر لے پھر رک جائے ② وہ آدمی جو کسی آفت یا حادثے کا شکار ہو جائے جس نے اس کے مال کو تباہ و برباد کر دیا اس کے لئے بھی اس حد تک سوال کرنا جائز ہے جس سے وہ اپنی گزران کے مطابق مال حاصل کرے ③ وہ شخص جو فاقے کی حالت کو پہنچ جائے یہاں تک کہ اس کی قوم کے تین عقلمند آدمی اس کی گواہی دیدیں کہ فلاں آدمی فاقے میں مبتلا ہے تو اس کے لئے بھی سوال کرنا جائز

ہے یہاں تک کہ وہ گزران کے مطابق مال حاصل کرلے یا فرمایا جو اس کی حاجت کو پورا کردے اس کے سوا اے قبیصہ سوال کرنا حرام ہے اور ایسا سوال کرنے والا حرام کھاتا ہے۔

❷ حدیث کی تشریح:۔ **لاتحل الّا لاحد ثلاثة** تین آدمیوں کے سوا کسی کیلئے سوال کرنا جائز نہیں، پہلا شخص وہ ہے جس نے کسی کی ضمانت اٹھالی تو اب اس کیلئے سوال کرنا جائز ہوگا۔ **حمالة** اس مال کو کہتے ہیں جو کسی شخص پر بطور دیت کے لازم ہوگیا ہو کہ اس نے جھگڑے کو نمٹانے کیلئے مال کو اپنے ذمہ لے لیا تا کہ وہ قرض ادا ہو جائے تو اب اس کو سوال کرنا جائز ہو جائیگا۔ دوسرا شخص جو کسی آفت و مصیبت مثلاً قحط وسیلاب وغیرہ میں مبتلا ہوگیا اور اس میں اس کا سارا مال ضائع وہلاک ہوگیا تو اب اس کیلئے بھی سوال کرنا جائز ہوگا۔ تیسرا شخص جو امیر ہو مگر اس پر کوئی ایسی سخت حاجت پیش آجائے مثلاً گھر کا سارا مال چوری ہوگیا یا کسی بھی حادثہ میں وہ فقیر ہوگیا تو اس کیلئے بھی سوال کرنا جائز ہوگا **حتی یقول ثلاثة** اس کی فقیری پر تین سمجھ دار آدمی گواہی دیدیں کہ یہ شخص حقیقتاً فقیر ہوگیا یہ مستحب کے درجہ میں ہے دوسرا اس میں یہ بات بھی ہے کہ سوال کرنے کے راستے کو روکنا ہے کہ ہر آدمی سوال کرنا نہ شروع کردے۔

الشق الثانی.....**عن ابن عباس انّ رسول الله ﷺ قال لو أن لأبن آدم واديا من ذهب أحبّ ان يكون له واديان ولن يملأ فاه الاالتراب ويتوب الله على من تاب۔** (حدیث:۲۳)

حدیث کا ترجمہ کریں، خط کشیدہ جملہ کی نحوی ترکیب کریں، حدیث کے اخری جملہ کا مفہوم بیان کرکے اس کا ماقبل سے ربط بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) حدیث کا ترجمہ (۲) خط کشیدہ جملے کی نحوی ترکیب (۳) آخری جملے کا مفہوم (۴) آخری جملے کا ماقبل سے ربط۔

جواب ..... ❶ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر آدم علیہ السلام کے بیٹے کو سونے کی ایک وادی مل جائے تو وہ آرزو کرے گا کہ اسے دو وادیاں میسر آجائیں، آدم علیہ السلام کے بیٹے کے منہ کو قبر کی مٹی کے علاوہ کوئی چیز نہیں بھر سکتی اور جو شخص توبہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتے ہیں۔

❷ خط کشیدہ جملے کی نحوی ترکیب:۔ **لن يملأ** فعل اس کے اندر ضمیر مستتر منہ **فاه** مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ **إلّا** حرف استثناء **التراب** مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

❸ آخری جملے کا مفہوم:۔ اس جملے کا حاصل یہ ہے کہ ویسے تو انسان کے اندر طبعی طور پر مال کی حرص غالب ہے اگر ایمان نہ ہو اور خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق نہ ہو تو دنیا کی حرص قبر تک جاتی ہے اور قبر کی مٹی ہی اس کی حرص کو ختم کرسکتی ہے اور اس آخری جملے کا مفہوم یہ ہے کہ اگر آدمی کا اللہ تبارک وتعالیٰ سے تعلق ہو جائے اور آدمی اس تعلق کو مضبوط کرے تو اس سے انسان کو اطمینانِ قلب اور غنائے نفس نصیب ہو جاتا ہے اسی غنائے نفس کی دوسری احادیث میں بڑی کثرت سے ترغیب وارد ہوئی ہے مثلاً آپ ﷺ کی دعاؤں میں یہ ہے **رَبِّ قَنِّعْنِیْ بِمَا رَزَقْتَنِیْ وَبَارِكْ لِیْ فِیْمَا اَعْطَیْتَنِیْ** ۔

❹ آخری جملے کا ماقبل سے ربط:۔ ماقبل میں انسان میں ایک بری خصلت کا ذکر تھا جو انسان کو اندھا کرکے حلال سے حرام کی طرف لے جاتی ہے، آخری جملے میں آپ ﷺ نے اس کا علاج تجویز فرمادیا اور وہ یہ ہے کہ انسان اگر برائیوں سے بچنا چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم کرے اللہ تعالیٰ شرور وآفات اور بری خصلوں سے نجات عطاء فرمائیں گے۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿الورقة الثانية: فی الحديث﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۲۴ھ

الشق الاوّل.....**عن ابی هريرة ان رسول الله ﷺ قال ليس الشديد بالصّرعة انّما الشديدالذی يملك نفسه عند الغضب** ۔ (حدیث:۴۵)

حدیث کا ترجمہ کریں، حدیث کی مختصر تشریح قلمبند کریں، خط کشیدہ جملہ کی نحوی ترکیب کریں اور لفظ **صرعة** کی لغوی تحقیق کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) حدیث کا ترجمہ (۲) حدیث کی تشریح (۳) خط کشیدہ جملے کی نحوی ترکیب (۴) **صرعة** کی لغوی تحقیق۔

جواب ..... ❶ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ طاقتور وہ نہیں ہے جو دوسروں کو پچھاڑ دیتا ہے، طاقتور تو صرف وہ انسان ہے جو غصہ کے وقت اپنے آپ پر قابو رکھے۔

❷ حدیث کی تشریح:۔ اس حدیث میں بتایا جارہا ہے کہ جسمانی قوت وطاقت پر شجاعت کا مدار نہیں، شجاعت کا مدار صرف قوتِ نفس پر ہے اسکا پتہ اس وقت چلتا ہے جب آدمی انتہائی غیظ وغضب اور اشتعال کی کیفیت میں ہوتا ہے اس وقت میں جو اپنے آپ کو قابو میں رکھے وہ پہلوان ہے۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ نفس کے پچھاڑنے والے کو بڑا پہلوان اسلئے کہا گیا ہے کہ جسم فانی کی روح باقی کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں ہوتی تو اب جو اپنے نفسِ امارہ کو پچھاڑ دے گا اس کی حیثیت شریعت کی نگاہ میں جسم کے پچھاڑنے والے سے زیادہ ہوتی ہے۔

❸ خط کشیدہ جملے کی نحوی ترکیب:۔ **یملك** فعل اس کے اندر ضمیر فاعل **نفسه** مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ **عند الغضب** مضاف ومضاف الیہ ملکر متعلق ہوا **یملك** کے، **یملك** فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ ومتعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

❹ **صرعة** کی لغوی تحقیق:۔ **الصرعة** صاد پر پیش اور راء پر زبر اس کی اصل عربوں میں یہ ہے کہ جو اکثر لوگوں کو پچھاڑ دے ویسے یہ **صرع صرعًا** باب فتح سے ہے بمعنی زمین پر گرادینا۔

الشق الثانی.....عَنْ اَبِیْ یَعْلٰی شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اَلْکَیِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهٗ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَاجِزُ مَنْ اَتْبَعَ نَفْسَهٗ هَوَاهَا وَتَمَنّٰی عَلَی اللّٰهِ ۔ (حدیث:۶۶)

پوری حدیث پر مکمل اعراب لگائیں، حدیث شریف کا سلیس ترجمہ کریں، **وتمنّی علی اللّٰه** کا مطلب بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) **وتمنّی علی اللّٰه** کا مطلب۔

جواب ..... ❶ حدیث پر اعراب:۔ **کمامرّ فی السوال آنفا۔**

❷ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سمجھدار آدمی وہ ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرتا ہے اور موت کے بعد کی زندگی کے لئے عمل کرتا ہے اور عاجز (نادان) وہ ہے جو خواہشات کی اتباع کرتا ہے اور آرزوؤں کو بڑھاتا رہتا ہے۔

❸ **وتمنّی علی اللّٰه** کا مطلب:۔ اس حدیث میں عقلمند اور نادان وبیوقوف کی جو علامت بیان کی گئی ہے انسان کو چاہیے کہ اس علامت کو سامنے رکھ کر اپنی زندگی گزارے اور اپنا محاسبہ کرتا رہے آخری جملے میں بیوقوف کی علامت بیان کی گئی ہے جو اپنے آپ کو خواہشات کے پیچھے لگاتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ پر جھوٹی امیدیں باندھتا ہے یعنی عمل تو کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی مخالفت والے اور اللہ تعالیٰ سے جھوٹی امیدیں باندھ کر کہ اللہ غفور الرحیم ہے اللہ تعالیٰ سے بخشش کی امیدیں رکھتا ہے۔

یاد رکھو اللہ تعالیٰ نے کسی بندے کو محض آرزوؤں کے سہارے نہ دنیا میں کامیاب کیا ہے اور نہ آخرت میں کامیاب کریگا۔

03136359913 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۲۴ھ

الشق الاوّل.....وعن ابی هریرة قال قال رسول اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم لمّا خلق اللّٰه الخلق کتب فی کتاب عنده فوق العرش انّ رحمتی تغلب غضبی۔ (حدیث:۴۱۹)

حدیث کا سلیس ترجمہ تحریر کریں، خط کشیدہ لفظ کی مراد متعین کریں کہ اس سے کون سی کتاب مراد ہے، آخری جملہ کی ترکیب نحوی کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) حدیث کا ترجمہ (۲) کتاب کی مراد (۳) آخری جملہ کی نحوی ترکیب۔

جواب ..... ❶ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو اللہ نے اپنی خاص کتاب جو اس کے عرش پر ہے اس میں لکھ دیا کہ میری رحمت میرے غصہ پر غالب ہوگی۔

❷ کتاب کی مراد:۔ علامہ خطابیؒ فرماتے ہیں کہ یہاں کتاب سے مراد اللہ جل شانہٗ کا فیصلہ ہے یا مراد لوحِ محفوظ ہے جس میں قیامت تک کے احوال کو لکھ دیا ہے۔ اس لوحِ محفوظ کی حقیقت کیا ہے اس کو بندے جاننے سے قاصر ہیں۔

❸ آخری جملہ کی نحوی ترکیب:۔ اِنّ حرف مشبہ بالفعل رحمتی مضاف مضاف الیہ ملکر اس کا اسم تغلب فعل اس میں ھی ضمیر راجع بسوئے رحمت اس کا فاعل غضبی مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہٖ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہٖ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر اِنّ کی خبر، اِنّ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

الشق الثانی.....وعن ابن عمر قال اخذ رسول الله ﷺ بمنكبيّ فقال كُن فی الدّنيا كانك غريب أوعابر سبيل۔ (حدیث:۴۷۱) حدیث کا ترجمہ کریں، بمنکبیّ مفرد ہے یا تثنیہ، اصل میں کیا تھا؟ كأنك غريب اور عابر سبيل دونوں کو مشبہ بہ بنایا گیا ہے دونوں کے مفہوم میں کیا فرق ہے؟۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) حدیث کا ترجمہ (۲) بمنکبی کی وضاحت (۳) غریب اور عابر سبیل میں فرق۔

جواب ..... ❶ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے دونوں کندھوں کو پکڑ کر فرمایا کہ دنیا میں اس طرح رہو جس طرح مسافر راہ گیر رہتا ہے۔

❷ بمنکبی کی وضاحت:۔ منکبی تثنیہ ہے اصل میں تھا منکبین جب یاء متکلم کی طرف اضافت کی تو اضافت کی وجہ سے تثنیہ کا نون گر گیا۔ مَنْكِبَيْيَ ہوا پھر یاء کا یاء میں ادغام کر دیا تو منکبیّ ہو گیا۔

❸ غریب اور عابر سبیل میں فرق:۔ غریب مطلق مسافر کو کہتے ہیں جو کسی جگہ ٹھہرا ہوا ہو یا چل رہا ہو اور عابر سبیل اس مسافر کو کہتے ہیں جو راہ چل رہا ہو۔ پہلی صورت میں مطلب یہ ہے دنیا کے ساتھ تمہارا تعلق صرف اتنا ہو کہ جیسے ایک مسافر آدمی اپنے وطن کے غیر کے ساتھ تعلق رکھتا ہو اور دوسرے کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کی چیزوں کے ساتھ اتنی مشغولیت بھی اختیار نہ کرو جن کے ساتھ وہ مسافر مشغول ہوا کرتا ہے بلکہ دنیا کے ساتھ اتنا بھی مشغول نہیں ہونا چاہیے جتنا کہ وہ مسافر جو اپنے گھر جانے کا ارادہ رکھتا ہو وہ مشغول ہوتا ہے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۲۴ھ

الشق الاوّل.....وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ اِیَاسِ بْنِ ثَعْلَبَةَ الْاَنْصَارِیِّ الْحَارِثِیِّ قَالَ ذَكَرَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ یَوْمًا عِنْدَهُ الدُّنْیَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلَا تَسْمَعُوْنَ اَلَا تَسْمَعُوْنَ اِنَّ الْبَذَاذَةَ مِنَ الْاِیْمَانِ اِنَّ الْبَذَاذَةَ مِنَ الْاِیْمَانِ یَعْنِی التَّقَحُّلَ۔ (حدیث:۵۱۷)

حدیث کا ترجمہ کرکے اعراب لگائیں، عندہ کی ضمیر کا مرجع متعین کریں، بذاذة اور تقحّل کی مراد واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) عندہٗ کی ضمیر کا مرجع (۴) بذاذة اور تقحل کی مراد۔

جواب ..... ❶ حدیث پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

❷ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابوامامہ ایاس بن ثعلبہ انصاری حارثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے ایک دن آپ ﷺ کے سامنے دنیا کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم سنتے نہیں ہو کیا تم جانتے نہیں ہو کہ عیش وعشرت کو چھوڑ کر زاہدانہ زندگی بسر کرنا ایمان میں سے ہے یقیناً سادگی ایمان کا حصہ ہے اس سے مراد آپ ﷺ کی تکلفات اور زیب وزینت کی چیزوں کا ترک ہے۔

❸ عندہٗ کی ضمیر کا مرجع:۔ عندہٗ کی ضمیر کا مرجع رسول اللہ ﷺ ہیں۔

❹ بذاذة اور تقحل کی مراد:۔ بذاذة کا معنی حالت کا خستہ ہونا یعنی بالوں وغیرہ کا بکھرا ہوا ہونا اور فاخرہ لباسوں کا چھوڑ دینا اور سادگی کی زندگی بسر کرنا ہے۔ تقحل کا لغوی معنی تو یہ ہے کہ خشک زندگی گزارنے کی وجہ سے کھال کا خشک ہو جانا، مراد اس سے

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

تکلفات اور زیب وزینت کی چیزوں کا ترک کر دینا ہے، ان چیزوں کو آپ ﷺ نے ایمان کی علامت قرار دیا ہے۔

الشق الثانی.....بَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ الصَّالِحَةِ فَسَتَكُوْنُ فِتَنٌ كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ يُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَيُمْسِيْ كَافِرًا وَيُمْسِيْ مُؤْمِنًا وَيُصْبِحُ كَافِرًا يَبِيْعُ دِيْنَهٗ بِعَرَضٍ مِنَ الدُّنْيَا۔ (حدیث:۸۷)

حدیث شریف کی عبارت پر مکمل اعراب لگائیے، سلیس ترجمہ کیجئے، مکمل تشریح کیجئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) حدیث کی تشریح۔

جواب..... ❶ حدیث پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

❷ حدیث کا ترجمہ:۔ نیک کاموں کے کرنے میں جلدی کرو عنقریب تاریک رات کے حصوں کی مانند فتنے رونما ہوں گے، صبح کے وقت آدمی ایماندار ہے تو شام کو کافر ہو جائے گا اور شام کو ایماندار ہے تو صبح کو کافر ہو جائے گا، دنیا کے مال ومتاع کے لئے دین کو فروخت کر دیگا۔

❸ حدیث کی تشریح:۔ اس حدیث میں ترغیب ہے کہ آدمی اپنی مشغولیت اور معذوریت کے آنے سے پہلے نیک اعمال کر لے عنقریب تاریک رات کے حصوں کی مانند فتنے رونما ہوں گے اس میں قربِ قیامت کی علامت کا بیان ہے کہ قیامت کے قریب پے در پے فتنوں کا ظہور ہوگا اور وہ فتنے ایسے ہولناک ہوں گے کہ آدمی اپنے دین وایمان کو بھی بھول جائے گا صبح کو مؤمن تو شام کو کافر، شام کو مؤمن تو صبح کو کافر ہوگا پھر دنیا کے حاصل کرنے کی دوڑ میں ایسا لگے گا کہ دنیوی مفادات کے حاصل کرنے کیلئے اپنے دین وایمان کا سودا کرنے میں بھی کوئی تامل نہیں کرے گا، ایسے حالات میں جناب رسول اللہ ﷺ ایمان والوں کو تلقین فرما رہے ہیں کہ ایسے وقت میں اعمالِ صالحہ میں تاخیر نہ کرنا بلکہ اس کو جلدی سے جلدی کرنے کی کوشش کرنا۔

﴿الورقة الثانية: فی الحديث﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۲۵ھ

الشق الاوّل.....بَايَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِيْ الْعُسْرِ وَالْيُسْرِ وَالْمَنْشَطِ وَالْمَكْرَهِ وَعَلٰى اِثْرَةٍ عَلَيْنَا وَعَلٰى اَنْ لَّانُنَازِعَ الْاَمْرَ اَهْلَهٗ اِلَّا اَنْ تَرَوْا كُفْرًا بَوَّاحًا عِنْدَكُمْ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى فِيْهِ بُرْهَانٌ وَعَلٰى اَنْ نَّقُوْلَ بِالْحَقِّ اَيْنَمَا كُنَّا لَانَخَافُ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ۔ (حدیث:۱۸۶) حدیث پر اعراب لگائیے، سلیس ترجمہ کیجئے، مکمل تشریح کیجئے، خط کشیدہ کلمات کی لغوی اور صرفی تشریح لکھیں، کفر بواح سے کیا مراد ہے؟ وضاحت کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں پانچ امور مطلوب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) حدیث کی تشریح (۴) الفاظِ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق (۵) کفرا بواحا کی مراد۔

جواب..... ❶ حدیث پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

❷ حدیث کا ترجمہ:۔ ہم نے رسول اللہ ﷺ (کے ہاتھ پر) تنگی، آسانی، خوشی، ناخوشی میں اور ہم پر ترجیح دینے اور ہم امارت کی اہلیت رکھنے والوں سے امارت پر جھگڑا نہ کرنے، سمع وطاعت کی بیعت کی، ہاں اگر ظاہراً کفر یہ اعمال سرزد ہوں جن پر اللہ کی طرف سے دلیل موجود نہ ہو اور ہر جگہ حق بات کہنے اور اللہ کے احکام میں کسی ملامت کنندہ کی ملامت سے خوفزدہ نہ ہونے پر بھی بیعت کی ہے۔

❸ حدیث کی تشریح:۔ پوری حدیث کا حاصل یہ ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر تنگی، آسانی، خوشی اور ناخوشی ہر حال میں امیر کی اطاعت کی بیعت کی نیز امارت پر جھگڑا نہ کریں گے اور بلا خوف وخطر ہر جگہ حق بات کہیں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ بھی نہ کریں گے۔

❹ الفاظِ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق:۔ "منشط" یہ مصدر میمی ہے **نشاطا** باب سمع سے بمعنی چست ہونا، ہشاش بشاش ہونا۔

"مکرہ" یہ بھی مصدر میمی ہے **کَرھًا و کُرھًا و کراھۃً** باب سمع سے بمعنی ناپسند کرنا۔

"بواحا" یہ بھی مصدر ہے بمعنی ایسا ظاہر جس میں تاویل کا احتمال ہو۔ "اثرۃ" یہ اسم ہے بمعنی مشترک چیز کو خاص کرنا۔

⑤ **کفر ابواحا کی مراد:۔** حدیث پاک کا مفہوم یہ ہے کہ جب کسی امیر میں شرائط امارت موجود ہوں اور وہ امارات کا مستحق ہو تو اب اسکی امارت سے بغاوت یا منازعت جائز نہیں ہاں اگر اس امیر کی طرف سے **کفر بواح** سامنے آجائے تو اب منازعت جائز ہے ، **بواح** سے مراد یہ ہے کہ کھلم کھلا اس کی حکومت سے اسلام کا نقصان ہو رہا ہو اور کفر کو فائدہ ہو رہا ہو۔

علامہ قرطبیؒ نے **کفر بواح** کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ تم کو یقین ہو یہ کفر ہی ہے اس کے کفر میں شک نہ ہو تو اب اس صورت میں اس کی امارت کے خلاف منازعت کی جائے گی اور اس کو امارت سے ہٹایا جائے گا۔ علامہ نوویؒ نے کفر بواح کا ترجمہ کیا ہے ایسا گناہ جس پر کھلی دلیل ہو اور اس کے معصیت ہونے میں کوئی شک نہ ہو۔

الشق الثانی.....**ألا اخبرکم بأهل الجنة؟ کل ضعیف متضعف لواقسم علی الله لابره الا اخبرکم باهل النار؟ کل عتل جواظ مستکبر** ۔(حدیث:۲۵۲)

سلیس ترجمہ کر کے حدیث شریف کی مختصر تشریح کریں، خط کشیدہ الفاظ کی لغوی وصرفی تحقیق کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) حدیث کا ترجمہ (۲) حدیث کی تشریح (۳) خط کشیدہ الفاظ کی صرفی ولغوی تحقیق۔

جواب..... ① **حدیث کا ترجمہ:۔** کیا میں تمہیں جنتیوں کی خبر نہ دوں کہ ہر کمزور جو کمزور سمجھا جاتا ہے اگر وہ اللہ پر قسم کھالے تو اللہ اس کی قسم پوری کر دیتا ہے، کیا میں تمہیں جہنمیوں کی خبر نہ دوں کہ ہر سرکش، بخیل، متکبر آدمی جہنمی ہے۔

② **حدیث کی تشریح:۔** **اهل الجنة کل ضعیف** جنتی آدمی کی علامت بیان کی جارہی ہے کہ ہر وہ شخص جو کمزور ہے لوگوں میں گم نام ہے، معاشرے میں کوئی امتیازی مقام اس کا نہیں ہے مگر ایمان وتقویٰ کے اعتبار سے اعلیٰ مقام رکھتا ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کو اللہ جل شانہٗ کی ذات پر اتنا اعتماد ہوتا ہے کہ اگر وہ کسی بات پر قسم کھالے تو پھر اللہ جل شانہٗ اس کی بات کو پورا فرما دیتے ہیں اور جہنمیوں کی علامت میں سے یہ ہے کہ وہ سرکش، بخیل اور متکبر ہوتا ہے۔

③ **خط کشیدہ الفاظ کی صرفی ولغوی تحقیق:۔** "**متضعف**" صیغہ واحد مذکر اسم مفعول باب تفعل بمعنی حقیر، جسے لوگ حقیر سمجھیں۔

"**لابرّهٗ**" صیغہ واحد مذکر غائب ماضی معلوم از باب افعال بمعنی قسم پوری کرنا۔

"**عتل**" **عتل عتلًا** (ضرب ونصر) بمعنی سختی سے کھینچنا، اُگانا (سمع) برائی کی طرف جلدی کرنا یہاں معنی ہے سرکش۔

"**جواظ**" یہ مبالغہ کا صیغہ ہے۔ مصدر **جوظًا** (نصر) بمعنی اکڑ کر اور تکبر سے چلنا۔

"**مستکبر**" صیغہ واحد مذکر اسم فاعل بمعنی خود کو بڑا سمجھنا، متکبر ہونا۔ "**ضعیف**" صیغہ واحد مذکر صفت مشبہ بمعنی کمزور، حقیر۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۲۵ھ

الشق الاوّل.....**ینام الرجل النومة فتقبض الامانة من قلبه فیظل اثر ها مثل الوکت ثم ینام النومة فتقبض الامانة من قلبه فیظل اثرها مثل اثر المجل کجمرد حرجته علی ارجلك فنفط فتراه منتبرًا ولیس فیه شیئ** ۔(حدیث:۲۰۰)

سلیس ترجمہ کر کے مختصر تشریح کریں، خط کشیدہ الفاظ کی لغوی اور صرفی تحقیق کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) حدیث کا ترجمہ (۲) حدیث کی تشریح (۳) خط کشیدہ الفاظ کی صرفی ولغوی تحقیق۔

جواب..... ① **حدیث کا ترجمہ:۔** آدمی نیند سے بیدار ہوگا تو اسکے دل سے امانت چھن جائے گی اور اسکا دھندلا سا اثر باقی رہ جائے گا پھر سو کر نیند سے بیدار ہوگا تو اسکے دل سے باقی ماندہ حصہ بھی نکال لیا جائے گا اور آبلہ کے مانند اثر باقی رہ جائے گا جیسا کہ تو آگ کے انگارے کو اپنے پاؤں پر لڑھکائے اس سے چھالا نمودار ہو جائے اور وہ ابھرا ہوا نظر آئے لیکن اس میں کوئی چیز نہیں۔

② **حدیث کی تشریح:۔** حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے دلوں میں امانت کا نور پیدا کیا تا کہ اس کی روشنی میں فلاح وصلاح اور ہدایت کے راستہ پر چلیں اور دین وشریعت کے پیروکار بن سکیں مگر جب لوگ اس نعمتِ عظمیٰ کی ناقدری اور گناہوں کا ارتکاب کرنے لگیں گے تو اللہ تعالیٰ یہ نعمت واپس لے لے گا اور ان کے دل سے امانت کا نور نکل جائے گا کہ آدمی سو کر نیند سے

بیدار ہوگا سونے سے بعض کے نزدیک حقیقۃً سونا مراد ہے اور بعض کے نزدیک یہ کنایہ ہے غفلت سے کیونکہ سونے سے بھی آدمی غفلت میں چلا جاتا ہے تو مطلب یہ ہے کہ جب وہ خوابِ غفلت سے بیدار ہوں گے تو محسوس کریں گے کہ ان کے قلب کی وہ حالت نہیں رہی جو امانت کی موجودگی میں تھی البتہ امانت کا نشان موجود رہے گا اور پھر کبھی **وکت** کی طرح ہوگا اور کبھی **مجل** کی طرح، **مجل** اگرچہ مصدر ہے یہاں اس سے مراد نفس آبلہ ہے یہ **وکت** سے کمتر ہے، **وکت** کسی چیز کے دھبہ کو کہتے ہیں۔

③ خط کشیدہ الفاظ کی صرفی ولغوی تحقیق:۔ "**فیظل**" صیغہ واحد مذکر غائب مضارع معروف از افعال ناقصہ بمعنی دن کا ہونا۔

"**الوکت**" مصدر ہے بمعنی تھوڑی چیز، تھوڑا سا نشان۔ "**جمرد**" اسم مصدر ہے بمعنی آگ کی چنگاری۔

"**المجل**" یہ بھی مصدر ہے بمعنی آبلہ، ہاتھ میں کام کرنے کی وجہ سے آبلہ نکلنا عام لوگ اس کو بقوقہ کہتے ہیں۔

"**دحرجته**" صیغہ واحد مذکر مخاطب فعل ماضی معلوم از باب فعللۃ بمعنی لڑھکانا۔

"**فنفط**" صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم از باب سمع بمعنی ہاتھ کا آبلہ دار ہونا۔

الشق الثانی.....**قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ** ﷺ "**اَلدُّنْيَا مَلْعُوْنٌ، مَلْعُوْنٌ مَا فِيْهَا اِلَّا ذِكْرَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَمَا وَالَاهُ وَعَالِمًا أَوْ مُتَعَلِّمًا**۔ (حدیث:۱۳۸۴)

حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ دنیا کے ملعون ہونے کے کیا معنی ہیں اور **ماوالاہ** سے کیا مراد ہے؟ **الاذکر اللہ** میں مستثنیٰ متصل ہے یا منقطع؟ وجہ بیان کرنے کے ساتھ وضاحت کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں پانچ امور حل طلب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) دنیا کے ملعون ہونے کا معنی (۴) **ماوالاہ** کی مراد (۵) مستثنیٰ کی وضاحت۔

جواب..... ① حدیث پر اعراب:۔ **کما مرّ فی السوال آنفا**۔

② حدیث کا ترجمہ:۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دنیا ملعون ہے اور جو کچھ بھی اس میں ہے وہ سب ملعون ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کا ذکر اور جو اس کے قریب ہو اور عالم یا متعلم۔

③ دنیا کے ملعون ہونے کا معنی:۔ دنیا کے ملعون ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہے اور دوری کا ذریعہ وسبب ہے اس کے ذریعہ سے عام طور پر آدمی رحمت باری تعالیٰ سے دور ہو جاتا ہے۔

④ **ماوالاہ** کی مراد:۔ اس سے مراد اطاعت باری تعالیٰ ہے کہ سب دنیا ملعون ہے مگر اللہ کا ذکر اور اسکی اطاعت لعنت سے خارج ہے۔

⑤ مستثنیٰ کی وضاحت:۔ یہ مستثنیٰ متصل ہے کیونکہ دنیا و مافیہا میں ذکر اللہ وغیرہ ہر چیز داخل وشامل ہے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۲۵ھ

الشق الاوّل.....**قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ** ﷺ: **لَاتَجْعَلُوْا قَبْرِیْ عِيْدًا وَصَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّ صَلَاتَكُمْ تَبْلُغُنِیْ حَيْثُ كُنْتُمْ**

حدیث پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ **لاتجعلوا قبری عیدا** کی تشریح کریں۔ خط کشیدہ جملے کی نحوی ترکیب کریں۔ (حدیث:۱۴۰۱)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور توجہ طلب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) **لا تجعلوا قبری عیدا** کی تشریح (۴) جملہ مخطوطہ کی ترکیب۔

جواب..... ① حدیث پر اعراب:۔ **کما مرّ فی السوال آنفا**۔

② حدیث کا ترجمہ:۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری قبر کو عید نہ بنانا اور مجھ پر درود پڑھتے رہنا اس لئے کہ تمہارا درود مجھ تک پہنچتا ہے تم جہاں بھی ہو۔

③ **لا تجعلوا قبری عیدا** کی تشریح:۔ اس جملہ کا پہلا مطلب یہ ہے کہ میری قبر کو عید و میلہ کی طرح جشن وخوشی کی جگہ نہ بناؤ بلکہ وہاں عبرت کے لیے اظہار افسوس کیلئے محبت کے اظہار کیلئے آؤ۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ عید کی طرح سال میں ایک آدھ مرتبہ

میری قبر کی زیارت کے لئے نہ آؤ بلکہ جس قدر ممکن ہو زیادہ سے زیادہ میری قبر کی زیارت کے لئے آؤ۔

❹ جملہ مخطوطہ کی ترکیب:۔ فا جزائیہ ان حرف مشبہ بالفعل صلاتکم مضاف ومضاف الیہ ملکر ان کا اسم تبلغ فعل وفاعل ن وقایہ کیلئے ی ضمیر مفعول بہ حیث مضاف کنتم فعل تم ضمیر فاعل، فعل وفاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر محلاً مضاف الیہ، مضاف ومضاف الیہ مل کر مفعول فیہ، فعل اپنے فاعل، مفعول بہ ومفعول فیہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر اِنَّ کی خبر، اِنَّ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

الشق الثانی.....اَللّٰھُمَّ لَکَ اَسْلَمْتُ وَبِکَ اٰمَنْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْکَ اَنَبْتُ وَبِکَ خَاصَمْتُ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِعِزَّتِکَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَنْ تُضِلَّنِیْ اَنْتَ الْحَیُّ الَّذِیْ لَایَمُوْتُ وَالْجِنُّ وَالْاِنْسُ یَمُوْتُوْنَ ۔اعراب لگائیں، ترجمہ وتشریح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) حدیث کی تشریح۔

جواب..... ❶ حدیث پر اعراب:۔ کما مرّ فی السوال آنفا۔ (حدیث:۷۵)

❷ حدیث کا ترجمہ:۔ اے اللہ میں تیرے لئے فرمانبردار ہوگیا اور تجھ پر ایمان لے آیا اور تیری ذات پر بھروسہ کیا اور تیری طرف رجوع کیا اور تیری ذات کی مدد سے میں جھگڑتا ہوں، اے اللہ میں تیری عزت کے ذریعے پناہ مانگتا ہوں تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں کہ جو مجھے گمراہ کرے تو زندہ ہے تجھے موت نہیں آئے گی لیکن تمام جن وانس مرجائیں گے۔

❸ حدیث کی تشریح:۔ یہ دعا نبی کریم ﷺ کرتے تھے، نبی کریم ﷺ کا اس دعا کو مانگنا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس روایت کو نقل کرنا اور محدثینِ عظام کا پھر محفوظ کرنا ان سب کا واحد مقصد یہی ہے کہ ان دعاؤں کو امت بھی مانگنے کا اہتمام کرے اس دعا کے ترجمہ پر اگر غور کیا جائے تو اس میں دعا کا ایک ایک لفظ اعتقاد کی پختگی اور ایمان کی تازگی اور زیادتی کا سبق دے رہا ہے اور دعا مانگتے وقت آدمی ہمہ تن اللہ کی طرف متوجہ بھی ہوتا ہے اس لئے یہ مزید ایمانی پختگی کا ذریعہ بن جاتی ہے۔

حق تعالیٰ شانہٗ ہر موقع کی مسنون دعا اس کے وقت پر مانگنے کی توفیق نصیب فرمائے، آمین۔

﴿الورقة الثانية: فی الحدیث﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۲۶ھ

الشق الاوّل.....مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا ھٰذَا مَا لَیْسَ مِنْہُ فَھُوَ رَدٌّ ۔(حدیث:۱۶۹)

اعراب لگا کر ترجمہ وتشریح کریں، بدعت کی تعریف کریں، دور حاضر میں پائی جانے والی بدعات میں سے دو وضاحت کے ساتھ لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں پانچ امور مطلوب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) حدیث کی تشریح (۴) بدعت کی تعریف (۵) موجودہ بدعات میں سے دو کی نشاندہی۔

جواب..... ❶ حدیث پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

❷ حدیث کا ترجمہ:۔ جس شخص نے ہمارے دین میں ایسی چیز کو ایجاد کیا جو دین میں سے نہیں ہے پس وہ مردود ہے۔

❸ حدیث کی تشریح:۔ اس حدیث میں بدعت کی وضاحت کی جارہی ہے کہ بدعت کیا ہے آپ ﷺ نے حدیث بالا میں اس کو ایسا بیان کیا ہے کہ اس کو ہر ایک سمجھ سکتا ہے اس حدیث کی شرح میں حافظ ابن رجب حنبلیؒ فرماتے ہیں کُلُّ مَنْ اَحْدَثَ فِی الدِّیْنِ مَالَمْ یَاْذَنْ بِہِ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ فَلَیْسَ مِنَ الدِّیْنِ فِیْ شَیْءٍ کہ جس نے دین میں کوئی ایسی چیز نکالی جس کی اجازت اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے نہیں دی تو اس کا دین سے کوئی تعلق نہیں یعنی ہر نئی بات بدعت نہیں ہے۔ بدعت وہ ہے جو دین میں نئی بات نکالی جائے اسی وجہ سے بعض روایات میں امرنا کی جگہ دیننا کے الفاظ بھی وارد ہوئے ہیں تو اس حدیث میں بدعت کے سلسلہ میں نہایت اہم ضابطہ اور قاعدہ بیان کیا گیا ہے اگر اس ضابطے کو سامنے رکھا جائے تو آدمی بدعت کو جان جائیگا اور اس کو چھوڑنا بھی اس کیلئے آسان ہوگا۔

❹ بدعت کی تعریف:۔ اس حدیث پاک کی روشنی میں بدعت کی تعریف یہ سمجھ آئی کہ کسی کام کے بدعت ہونے کے لئے دو باتوں کا ہونا ضروری ہے ① اس کام کے دین میں سے ہونے پر کوئی دلیل شرعی قائم نہ ہو ② اس کام کو دین سمجھ کر کیا جائے جس کام میں

یہ دونوں باتیں موجود ہوں گی وہ کام بدعت کہلائے گا۔

⑤ موجودہ بدعات میں سے دو کی نشاندہی:۔ ① ایصالِ ثواب کے لئے کسی مہینہ اور تاریخ کو خاص کرنا کہ اس تاریخ میں اس کام کا زیادہ ثواب ہے تو یہ تاریخ کی تخصیص بدعت ہے ② آنحضرت ﷺ کی ولادت کے موقع پر جلوس نکالنا اور دیگر رسمیں ادا کرنا بھی بدعت ہے کیونکہ یہ دلیل شرعی سے بھی ثابت نہیں ہے اور اسے دین سمجھ کر کیا جاتا ہے۔

الشق الثانی.....**اِتَّقُوا الظُّلْمَ فَاِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاتَّقُوا الشُّحَّ فَاِنَّ الشُّحَّ اَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حَمَلَهُمْ عَلٰى اَنْ سَفَكُوْا دِمَاءَهُمْ وَاسْتَحَلُّوْا مَحَارِمَهُمْ** ۔(حدیث:۲۰۳)

اعراب لگا کر ترجمہ وتشریح کریں خط کشیدہ جملہ کی ترکیب کریں **ظلم** اور **شح** میں سے ہر ایک کی مکمل وضاحت کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں پانچ امور مطلوب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) حدیث کی تشریح (۴) خط کشیدہ جملے کی نحوی ترکیب (۵) **ظلم** اور **شح** کی وضاحت۔

جواب..... ① حدیث پر اعراب:۔ **کمامرّ فی السوال آنفا۔**

② حدیث کا ترجمہ:۔ ظلم سے بچو اس لئے کہ ظلم قیامت کے دن تاریکیوں کا باعث ہوگا اور بخل سے بچو اسلئے کہ بخل نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کر ڈالا، بخل نے ان لوگوں کو خونریزی اور محرمات کو حلال کرنے پر برانگیختہ کیا۔

③ حدیث کی تشریح:۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن ظالم کو میدانِ محشر میں اندھیرے گھیرے ہوئے ہوں گے ان کے پاس وہ نور نہیں ہوگا جو مؤمنین کو ملے گا اس سے ظالم لوگ محروم ہوں گے، مگر بعض محدثین کا کہنا ہے کہ اس حدیث میں **ظلمات** سے مراد تکالیف ومشکلات ہیں کہ قیامت کے دن ظالم لوگ تکالیف اور مشکلات میں گھرے ہوئے ہوں گے اور بخل سے بچو اسلئے کہ بخل نے ہی لوگوں کو ہلاک کیا جو تم سے پہلے تھے اور بخل کی وجہ سے ہی ان لوگوں نے بہت سی حرام چیزوں کو حلال قرار دیا۔

④ خط کشیدہ جملے کی نحوی ترکیب:۔ **فا** تفصیلیہ **اِنَّ** حرف مشبہ بالفعل **الشحّ** اس کا اسم **اَهْلَكَ** فعل وفاعل **مَنْ** موصولہ **كَانَ** فعل ناقصہ اسکے اندر ضمیر اس کا اسم **قبلَكم** مضاف مضاف الیہ ملکر خبر، **كَانَ** اپنے اسم وخبر سے ملکر صلہ ہوا، موصول صلہ ملکر مفعول بہٖ ہوا **اهلك** فعل کا، فعل فاعل ومفعول بہٖ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر ہوئی **انّ** کی، **انّ** اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ تفصیلیہ ہوا۔

⑤ **ظلم** اور **شح** کی وضاحت:۔ **ظلم** باب ضرب کا مصدر ہے بمعنی ظلم کرنا، کسی چیز کو بے موقع رکھنا اور کسی چیز کے غلط استعمال کرنے کو ظلم کہتے ہیں، جب کسی شخص میں ظلم کا مادہ پیدا ہو جاتا ہے تو وہ شخص دوسروں کی حق تلفی بھی کرتا ہے اور بلاوجہ ان پر زیادتی بھی کرتا ہے۔ **شحّ** باب نصر، ضرب وسمع کا مصدر ہے بمعنی بخل کرنا، حرص اور لالچ کرنا۔ **شحّ** اصل میں مال کی شدید محبت کو کہتے ہیں، جب انسان کے دل میں دنیا کی انتہائی محبت آجاتی ہے تو پھر وہ نہ حلال وحرام کی تمیز کرتا ہے اور نہ جائز وناجائز کی اور نہ کسی کا خون بہانے سے باز آتا ہے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۲۶ھ

الشق الاوّل.....**عن النبی ﷺ قال قمت علی باب الجنة فاذا عامة من دخلها المساكين: واصحاب الجد محبوسون غير ان اصحاب النار قد امر بهم الى النار وقمت على باب النار فاذا عامة من دخلها النساء۔**

ترجمہ وتشریح کرتے ہوئے بتائیں کہ (**اصحاب الجد**) کے محبوس ہونے کا کیا سبب ہے؟ اسی طرح عورتوں کے جہنم میں زیادہ جانے کا کیا سبب ہے، خط کشیدہ جملہ کی ترکیب کریں۔ (حدیث:۲۵۸)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں پانچ امور مطلوب ہیں (۱) حدیث کا ترجمہ (۲) حدیث کی تشریح (۳) اصحاب الجد کے محبوس ہونے کا سبب (۴) عورتوں کے زیادہ جہنم میں جانے کا سبب (۵) خط کشیدہ جملے کی ترکیب۔

جواب..... ① حدیث کا ترجمہ:۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں جنت کے دروازے پر کھڑا ہوا تو (میں نے دیکھا کہ) اس میں داخل ہونے والے اکثر مسکین لوگ ہیں اور دولت مند روکے ہوئے ہیں البتہ دوزخ والوں کو دوزخ میں لے جانے کا حکم دیدیا گیا

اور میں جہنم کے دروازے پر کھڑا ہوا تو دیکھا ان میں داخل ہونے والی اکثر عورتیں ہیں۔

❷ حدیث کی تشریح:۔ یہ واقعہ معراج کے موقع کا ہے کہ آپ ﷺ نے وہاں یہ منظر دیکھا یا یہ خواب ہے اور پیغمبر کا خواب بھی وحی ہوتا ہے، چونکہ دونوں باتیں یقینی ہیں اسوجہ سے قـمـت ماضی کے صیغہ سے تعبیر کیا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے جنت کے دروازے پر کھڑے ہوکر جنتی لوگوں کا نظارہ کیا تو جنت میں داخل ہونے والوں کی اکثریت غرباء اور مسکین لوگوں کی ہے اور امیر و دولت مند لوگ حساب وکتاب کیلئے دروازہ پر ہی روک لئے گئے ہیں اور جہنم میں جانے والوں میں اکثریت عورتوں کی ہے کہ جہنم میں بکثرت عورتیں داخل ہیں۔

❸ اصحاب الجد کے محبوس ہونے کا سبب:۔ جنت کے دروازے پر مالداروں کو روکے جانے کی علت اور سبب یہ ہوگا کہ ان سے مال کا حساب وکتاب لیا جائیگا کہ مال کہاں سے حاصل کیا؟ کیسے حاصل کیا؟ اور کہاں خرچ کیا اور حرام مال کا بدلہ تو جہنم ہی ہے۔

❹ عورتوں کے زیادہ جہنم میں جانے کا سبب:۔ جہنم میں اکثر داخل ہونے والی عورتیں ہونگی اسکی علت اور سبب دوسری حدیث میں یہ بیان کی گئی ہے **یکفرن العشیر** کہ وہ عورتیں اپنے شوہروں کی ناشکری کرتی ہیں اس وجہ سے بکثرت جہنم میں داخل ہونگی۔

❺ خط کشیدہ جملے کی ترکیب:۔ **اصحاب الجد** مضاف ومضاف الیہ ملکر مبتداء **محبوسون** خبر، مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

الشق الثانی.....**عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِعَلِيٍّ (فَوَاللّٰهِ لَأَنْ يَّهْدِيَ اللّٰهُ بِكَ رَجُلًا وَاحِدًا خَيْرٌ لَّكَ مِنْ حُمُرِ النَّعَمِ)**۔ (حدیث:۱۳۷۹)

حدیث پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ **ھدایت** اور **حمر النعم** کی مراد واضح کریں۔ **فواللہ الخ** سے آخر تک نحوی ترکیب کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور توجہ طلب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) **ھدایت، حمر النعم** کی مراد (۴) جملہ مذکورہ کی ترکیب۔

جواب..... ❶ حدیث پر اعراب:۔ **کما مرّ فی السوال آنفا**۔

❷ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اللہ کی قسم البتہ تیری وجہ سے اللہ تعالیٰ ایک آدمی کو ہدایت دے دیں تو یہ تیرے لیے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

❸ **ھدایت وحمر النعم** کی مراد:۔ ہدایت سے مراد ہدایت دینا اور دولت ایمان سے سرفراز کرنا ہے اور **حمر النعم** سے مراد عربوں کا سب سے قیمتی مال واثاثہ سرخ اونٹ ہیں اور یہاں پر مطلقاً عمدہ مال بھی مراد ہوسکتا ہے مطلب یہ ہے کہ اگر تیرے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کسی کی ہدایت کا فیصلہ فرمادیں اور اس کو دولت ایمان سے نواز دیں تو سرخ اونٹوں کے لشکر کے مقابلہ میں یہ تیرے لئے بہتر ہے بلکہ ایک آدمی کا تیرے ذریعہ سے اسلام قبول کرنا تیرے لئے دنیا ومافیہا سے ہزار ہا درجہ بہتر ہے۔

❹ جملہ مذکورہ کی ترکیب:۔ **فا** تفریعیہ **واؤ** جارہ قسمیہ **اللہ** مجرور مقسم بہ، جار مجرور ملکر قسم **لام** برائے تاکید **ان** ناصبہ مصدریہ **یھدی** فعل **اللہ** فاعل **بك**، جار مجرور مل کر متعلق ہوا فعل کے **رجلا واحدا** موصوف وصفت ملکر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل، مفعول بہ ومتعلق سے مل کر بتاویل مصدر مبتدا **خیر** اسم تفضیل بمع فاعل **لك** جار مجرور مل کر متعلق اوّل ہوا اسم تفضیل کے **من** جارہ **حمر النعم** مضاف ومضاف الیہ مل کر مجرور، جار ومجرور مل کر متعلق ثانی، اسم تفضیل اپنے فاعل ودونوں متعلقوں سے مل کر شبہ جملہ ہوکر خبر، مبتداء خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر جواب قسم، قسم اپنے جواب قسم سے مل کر جملہ قسمیہ انشائیہ ہوا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۲۶ھ

الشق الاوّل.....**قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: (إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَأَكْثِرُوْا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيْهِ، فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَيَّ فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، وَكَيْفَ تُعْرَضُ صَلَاتُنَا عَلَيْكَ، وَقَدْ أَرِمْتَ؟ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ)**۔ (حدیث:۱۳۹۹) حدیث پر اعراب لگا کر ترجمہ وتشریح کریں اور **عرض صلاۃ** کی وضاحت کریں۔ **ان من افضل أیاکم یوم الجمعۃ** کی نحوی ترکیب کریں۔

0313 6300913 maktabazakariyasultan@gmail.com

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں پانچ امور حل طلب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) حدیث کی تشریح (۴) عرض صلوٰۃ کی وضاحت (۵) مذکورہ جملہ کی ترکیب۔

جواب..... (۱) حدیث پر اعراب:۔ **كما مرّ في السوال آنفا۔**

(۲) حدیث کا ترجمہ:۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بے شک تمہارے افضل ترین دنوں میں سے جمعہ کا دن ہے پس کثرت کرو تم اس دن میں میرے اوپر درود وسلام کی پس بے شک تمہارا درود وسلام مجھ پر پیش کیا جاتا ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہمارا درود وسلام آپ پر کیسے پیش کیا جائے گا حالانکہ آپ تحقیق بوسید ہو چکے ہوں گے، آپ نے ارشاد فرمایا کہ بے شک اللہ نے حرام کر دیا ہے زمین پر انبیاء کے اجسام کو۔

(۳) حدیث کی تشریح:۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے میری امت کے لوگو! تمہارے افضل دنوں میں سے ایک دن جمعہ بھی ہے اس کو بھی بہت فضیلت حاصل ہے لہٰذا اس فضیلت والے دن میں فضیلت والا عمل کیا کرو، یعنی مجھ پر کثرت سے درود وسلام پڑھا کرو کیونکہ تم کائنات میں جہاں بھی ہو تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! جب آپ ﷺ اس دنیا سے رحلت فرما جائینگے اور بوسید ہو چکے ہونگے پھر آپ ﷺ پر ہمارا درود وسلام کس طرح پیش کیا جائیگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے مٹی پر انبیاء کے اجسام کو حرام کر دیا ہے۔ مٹی انکو نہیں کھا سکتی اور وہ محفوظ ہوتے ہیں۔

(۴) عرضِ صلوٰۃ کی وضاحت:۔ حدیث کی تشریح میں اسکی وضاحت ہو چکی ہے مزید یہ کہ ایک حدیث میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے مٹی پر انبیاء علیہم السلام کے اجسام کو حرام کر دیا ہے مٹی انکو نہیں کھا سکتی ہے اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ آپ کے روضہ مبارک پر جو درود وسلام پڑھا جاتا ہے اسکو آنحضرت ﷺ خود سنتے ہیں اور اس کا جواب بھی دیتے ہیں اور اسکے علاوہ روئے زمین پر جہاں کہیں بھی آپ ﷺ پر درود وسلام پڑھا جائے تو عالم الغیب اور حاضر ناظر نہ ہونے کی وجہ سے آپ ﷺ خود تو نہیں سنتے البتہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے ذمہ لگا رکھا ہے کہ جو کوئی مسلمان جب بھی آپ ﷺ پر درود وسلام پڑھتا ہے تو وہ فرشتے فوراً آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں اس مسلمان کا نام لیکر اسکا درود وسلام پیش کرتے ہیں۔ **ان الله وملئكته يصلون على النبي ياايها الذين آمنوا صلوا عليه وسلموا تسليما، صلى الله عليه وعلى اله واصحابه وازواجه وبناته وذرياته اجمعين يارب صل وسلم دائما ابدا على حبيبك خير الخلق كلهم۔**

(۵) مذکورہ جملہ کی ترکیب:۔ **ان** حرف از حروف مشبہ بالفعل **من** جارہ **افضل** مضاف **ایامکم** مضاف ومضاف الیہ مل کر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مجرور، جار مجرور مل کر ''ثابت'' کے متعلق ہو کر خبر مقدم **یوم الجمعة** مضاف ومضاف الیہ مل کر اسم مؤخر، اِنَّ اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

الشق الثاني.....**وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ وَإِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوْا متفق عليه۔** (حدیث:۳)

حدیث پر اعراب لگا کر ترجمہ اور مطلب بیان کریں، متفق علیہ سے کیا مراد ہے؟ وضاحت کریں، خط کشیدہ الفاظ کی لغوی اور صرفی تحقیق لکھئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں پانچ امور مطلوب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) حدیث کا مطلب (۴) متفق علیہ کی مراد (۵) خط کشیدہ الفاظ کی لغوی وصرفی تحقیق۔

جواب..... (۱) حدیث پر اعراب:۔ **كمامرّ في السوال آنفا۔**

(۲) حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ فتح مکہ کے بعد ہجرت کرنا فرض نہیں بلکہ جہاد اور نیت باقی ہیں، جب تمہیں جہاد کی طرف نکلنے کے لئے کہا جائے تو کوچ کرو۔ (بخاری ومسلم)

(۳) حدیث کا مطلب:۔ **لاهجرة بعد الفتح** فتح مکہ کے بعد ہجرت کرنا فرض نہیں ہے، حدیث میں ہجرت سے خاص ہجرت

مراد ہے کہ مکہ سے مدینہ کی طرف اب قیامت تک ہجرت نہیں ہوگی کہ ان شاء اللہ قیامت تک مکہ دارالاسلام رہے گا، اس پر اب قیامت تک کفار کا تسلط نہیں ہوگا یا پھر مراد یہ ہے کہ مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں فرض عین تھی کہ وہ اسلام کی حقانیت اور کفار کی شان وشوکت کو توڑنے کے لئے تھی مگر اب ہجرت فرض عین نہیں رہی۔ ہاں اگر کسی جگہ اسلام پر چلنا مشکل ہو تو ہجرت کرنا اس جگہ سے واجب ہوگا۔

❹ متفق علیہ کی مراد:۔ اس لفظ کا مطلب یہ ہے کہ صحاحِ ستہ کے دو بڑے امام یعنی امام بخاری و مسلم، اس حدیث کو متناً وسنداً ایک طرح نقل کرنے میں متفق ہیں۔

❺ خط کشیدہ الفاظ کی لغوی وصرفی تحقیق:۔ "استنفرتم" صیغہ جمع مذکر حاضر ماضی مجہول باب استفعال بمعنی بھگانا۔

"فانفروا" صیغہ جمع مذکر امر حاضر معلوم از باب ضرب بمعنی چلنا۔

﴿الورقة الثانية: فی الحديث﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۲۷ھ

الشق الاوّل.....عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ : اِنَّ الدُّنْیَا حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ وَاِنَّ اللّٰہ مُسْتَخْلِفُکُمْ فِیْھَافَیَنْظُرُ کَیْفَ تَعْمَلُوْنَ فَاتَّقُوا الدُّنْیَا وَاتَّقُوا النِّسَاءَ فَاِنَّ اَوَّلَ فِتْنَةِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ کَانَتْ فِی النِّسَاءِ۔

حدیث پر اعراب لگا کر ترجمہ اور مطلب بیان کریں، ان اول فتنة بنی اسرائیل کانت فی النساء سے کیا مراد ہے، وضاحت کریں، ان الدنیا حلوة خضرة وان اللّٰہ مستخلفکم فیھا کی ترکیب لکھیں اور بتائیں مستخلفکم کونسا صیغہ ہے؟ (حدیث:۷۰)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چھ امور مطلوب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) حدیث کا مطلب (۴) ان اول فتنة بنی اسرائیل کی مراد (۵) ان الدنیا حلوة الخ کی ترکیب (۶) مستخلفکم صیغہ کی وضاحت۔

جواب..... ❶ حدیث پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

❷ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بے شک دنیا شیریں اور سرسبز ہے اور اللہ تعالیٰ تم کو دنیا میں خلیفہ بنانے والا ہے تاکہ تم کو دیکھے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو پس تم دنیا سے بچو اور عورتوں سے بچو، بے شک بنی اسرائیل میں پہلا فتنہ عورتوں کی وجہ سے پیش آیا تھا۔

❸ حدیث کا مطلب:۔ حدیث میں دنیا کو شیریں اور سرسبز بتایا گیا ہے کہ دنیا دیکھنے میں بہت اچھی لگتی ہے اور استعمال کرنے میں بھی مزہ آتا ہے مگر جس طرح شیریں اور سرسبز جلدی خراب ہوجاتا ہے اسی طرح دنیا کی مثال ہے اور اللہ نے تم کو دنیا میں خلیفہ بنایا ہے کہ تم زمین میں کس طرح عمل کرتے ہو پھر کہ دنیا میں زیادہ مشغول ہونے اور عورتوں کے فتنہ سے بچتے رہنے کی تنبیہ کی گئی ہے، مقصود یہ ہے کہ اس سے بچنے کیلئے خاص اہتمام کیا جائے اور اس میں وہ احتیاطی تدابیر اختیار کی جائیں جو شریعت نے بتلائی ہیں مثلاً پردہ، نظر نیچی رکھنا، عورتوں سے اختلاط نہ کرنا وغیرہ کیونکہ بنی اسرائیل کا پہلا فتنہ عورتوں کی وجہ سے ہی پیش آیا تھا۔

❹ ان اوّل فتنة بنی اسرائیل کی مراد:۔ اس سے مراد یہ ہے کہ بنی اسرائیل کا پہلا فتنہ عورتوں کا تھا یہ کونسا فتنہ تھا اس کے بارے میں محدثین نے بہت سے واقعات بیان کئے ہیں مگر اکثر نے واقعہ بلعام بن عوراء کو مصداق قرار دیا ہے کہ یہ ایک نیک آدمی تھا مگر اپنی بیوی کی محبت کی وجہ سے مردود ہوگیا تھا۔

❺ ان الدنیا حلوة الخ کی ترکیب:۔ انّ حرف مشبہ بالفعل الدنیا اس کا اسم حلوة خبر اوّل خضرة خبر ثانی انّ اپنے اسم اور دونوں خبروں سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ ان حرف مشبہ بالفعل اللّٰہ اس کا اسم مستخلفکم مضاف مضاف الیہ فیھا مستخلفکم کے متعلق ہوکر خبر ہے انّ کی، انّ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جملہ معطوفہ ہوا۔

❻ مستخلفکم صیغہ کی وضاحت:۔ صیغہ واحد مذکر بحث اسم فاعل از مصدر استخلاف (استفعال) بمعنی خلیفہ بنانا۔

0313 6157913 maktabazakariyasultan@gmail.com

الشق الثانی.....عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ :نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ عَنِ الْخَذْفِ وَقَالَ : اِنَّہٗ لَا یَقْتُلُ الصَّیْدَ وَلَایَنْکَأُ الْعَدُوَّ وَاِنَّہٗ یَفْقَأُ الْعَیْنَ وَیَکْسِرُ السِّنَّ۔(حدیث:۱۶۶)

حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ اور مطلب بیان کریں، یہ حدیث امام نوویؒ نے کس باب کے تحت ذکر فرمائی ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) حدیث کا مطلب (۴) باب کی نشاندہی۔

جواب..... ❶ حدیث پر اعراب:۔ **کمامرّ فی السوال آنفا۔**

❷ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خذف (یعنی شہادت کی انگلی اور انگوٹھے کے درمیان کنکر رکھ کر مارنے) سے منع فرمایا اس لئے کہ یہ چیز نہ تو شکار کو قتل کرنے کا موجب ہے اور نہ دشمن کو ہلاک کرنے کا سبب ہے البتہ یہ عمل آنکھ کو پھوڑتا اور دانت کو توڑتا ہے۔

❸ حدیث کا مطلب:۔ احادیث میں تیر اندازی وغیرہ کی تو ترغیب ہے اور انگلیوں کے ذریعہ چھوٹی کنکری وغیرہ پھینکنے سے منع فرمایا گیا ہے کیونکہ اس سے کوئی شکار وغیرہ کا فائدہ حاصل نہیں ہوتا البتہ نقصان اور تکلیف کا باعث ہوسکتا ہے۔

❹ باب کی نشاندہی:۔ امام نوویؒ نے اس حدیث کو **باب فی الامر بالمحافظة علی السنة وآدابها** کے تحت ذکر کیا ہے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۲۷ھ

الشق الاوّل.....عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: لَیْسَ مِنْ نَفْسٍ تُقْتَلُ ظُلْمًا اِلَّا کَانَ عَلٰی اِبْنِ آدَمَ الْاَوَّلِ کِفْلٌ مِنْ دَمِھَا لِاَنَّہٗ کَانَ اَوَّلُ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ ۔(حدیث:۱۷۲) حدیث پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، تشریح لکھیں، یہ بتائیں کہ سب سے پہلے قتل کس نے کیا ہے؟ اور متفق علیہ ہونے کا مطلب بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں پانچ امور توجہ طلب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) حدیث کی تشریح (۴) سب سے پہلے قاتل کا نام (۵) متفق علیہ ہونے کا مطلب۔

جواب..... ❶ حدیث پر اعراب:۔ **کمامرّ فی السوال آنفا۔**

❷ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ نہیں ہے کوئی شخص جو ظلماً قتل کیا جاتا ہے مگر آدم علیہ السلام کے پہلے بیٹے پر اس کے خون کا حصہ ہوتا ہے اس لئے کہ وہ پہلا شخص ہے جس نے قتل کو شروع کیا۔

❸ حدیث کی تشریح:۔ جو شخص دنیا میں ظلماً قتل کیا جاتا ہے آدم علیہ السلام کے پہلے بیٹے پر اس کے خون کا وبال ہوتا ہے کیونکہ قتل والا گناہ اُسی نے شروع کیا تھا، اس کا واقعہ قرآن کی آیت **واتل علیهم نبأ ابنی آدم بالحق الخ** میں بیان کیا گیا ہے۔

علامہ نوویؒ فرماتے ہیں کہ جو بھی کسی غلط کام کو شروع کرے گا تو اس کو اس کا گناہ بھی ہوگا اور جو لوگ اس پر عمل کریں گے ان سب کا گناہ بھی اس کو ملے گا اور یہ سلسلہ قیامت تک چلتا رہے گا۔ اس حدیث میں تنبیہ ہے کہ ابنِ آدم کوئی ایسا کام شروع نہ کرے جو خلافِ شریعت اور برا ہو کہ بعد میں لوگ اس کے اس کام کی تقلید کرتے رہیں یہ اتنا بڑا اجرم ہے کہ قیامت تک جو بھی وہ کام کریں گے ان سب کا گناہ اس بدعت ایجاد کرنے والے کو ہوگا۔

❹ سب سے پہلے قاتل کا نام:۔ سب سے پہلے قاتل سے مراد آدم علیہ السلام کا بیٹا قابیل ہے اس نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کیا تھا۔

❺ متفق علیہ ہونے کا مطلب:۔ اس لفظ کا مطلب یہ ہے کہ صحاحِ ستہ کے دو بڑے امام یعنی امام بخاری و مسلم اس حدیث کو متناً و سنداً ایک طرح نقل کرنے میں متفق ہیں۔

الشق الثانی.....وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَفْضَلُ الصَّدَقَاتِ ظِلُّ فُسْطَاطٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَوْمَنِیْحَةُ خَادِمٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَوْ طَرُوْقَةُ فَحْلٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ۔(حدیث:۱۳۰۷)

03335363913 makabazakariyamultan@gmail.com

حدیث پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق لکھیں۔حدیث کی تشریح اور جہاد کا لغوی واصطلاحی معنی بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں پانچ امور توجہ طلب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) کلمات مخطوطہ کی لغوی تحقیق (۴) حدیث کی تشریح (۵) جہاد کا لغوی واصطلاحی معنی۔

جواب ..... ❶ حدیث پر اعراب:۔ **کما مرّ فی السوال آنفا۔**

❷ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سب سے افضل وبہترین صدقہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں ایک سایہ دار خیمہ (مجاہدین کو دینا) ہے یا اللہ کے راستہ میں ایک خادم وغلام کو عطیہ کرنا ہے یا اللہ تعالیٰ کے راستہ میں نوجوان اونٹ دینا ہے۔

❸ کلمات مخطوطہ کی لغوی تحقیق:۔ "فُسْطَاطٌ" یہ مفرد ہے اس کی جمع فَسَاطِیْطٌ ہے بمعنی اون کا خیمہ۔

"مَنِیْحَةٌ" یہ مفرد ہے اور اس کی جمع مِنَحٌ ، مَنَائِحٌ ہے بمعنی عطیہ از مصدر منحا (فتح وضرب) بمعنی عطا کرنا، دینا۔

"طَرُوْقَةٌ" وہ اونٹنی جو اونٹ کی جفتی کے قابل ہوجائے۔

❹ حدیث کی تشریح:۔ اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجاہدین کے ساتھ تعاون اور راہ خدا میں خرچ کرنے کی ترغیب دی ہے کہ سب سے بہترین صدقہ مجاہدین کو میدانِ جہاد میں رہنے سہنے اور راحت وسکون کیلئے سایہ دار خیمہ دینا ہے اور اسی طرح دوسری چیز مجاہدین کی خدمت اور ضروریات کیلئے کوئی خادم وغلام مہیا کرنا ہے اور تیسری چیز سواری وغیرہ مجاہدین کو عطاء کرنا ہے الحاصل مجاہدین کو میدان جہاد کیلئے آلات جہاد میں سے کوئی بھی ایسی چیز مہیا کرنا جس کی وجہ سے وہ یکسو ہوکر دشمن کا مقابلہ کرسکیں یہ افضل ترین صدقہ ہے۔

❺ جہاد کا لغوی واصطلاحی معنی:۔ جہاد کا لغوی معنی کوشش کرنا ہے اور اصطلاح میں کلمۃ اللہ کی بلندی کیلئے کفار سے قتال کرنا اور ظلم وفساد سے معاشرہ کو پاک کرنے کے لیے ظالم کے خلاف انصاف کے حصول کیلئے میدان عمل میں اترنا جہاد کہلاتا ہے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۲۷ھ

الشق الاوّل .....وَعَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ :"اَللّٰهُمَّ اِنِّی أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُوْعِ فَاِنَّهٗ بِئْسَ الضَّجِیْعُ وَأَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخِیَانَةِ، فَاِنَّهَا بِئْسَتِ الْبِطَانَةُ". (حدیث:۱۴۸۵)

حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔خط کشیدہ جملے کی نحوی ترکیب کریں۔کتاب الدعوات میں سے کوئی پانچ دعائیں تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور حل طلب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) آخری جملہ کی ترکیب (۴) کتاب الدعوات میں سے پانچ دعائیں۔

جواب ..... ❶ حدیث پر اعراب:۔ **کما مرّفی السوال آنفا۔**

❷ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے (ترجمہ) اے اللہ میں بھوک سے تیری پناہ مانگتا ہوں کیونکہ وہ برا ساتھی ہے اور خیانت سے تیری پناہ مانگتا ہوں کیونکہ وہ بری خصلت وعادت ہے۔

0313 6357913 maktabazakriyamultan@gmail.com

❸ آخری جملہ کی ترکیب:۔ **فا** تعلیلیہ **ان** حرف از حروف مشبہ بالفعل **ھا** ضمیر اس کا اسم **بئست** فعل از افعال ذم، اس میں **ھی** ضمیر اس کا اسم **البطانة** مخصوص بالذم، فعل ذم اپنے اسم اور مخصوص بالذم سے مل کر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، **ان** اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر تعلیل ہوئی ماقبل والے جملہ کی۔

❹ کتاب الدعوات میں سے پانچ دعائیں:۔ **اللھم اغفرلی وارحمنی واھدنی وعافنی وارزقنی** ۔(مسلم)

اللھم مصرف القلوب صرف قلوبنا علی طاعتك ۔ (مسلم)

اللھم اکفنی بحلالك عن حرامك واغننی بفضلك عمن سواك ۔ (ترمذی)

اللھم انی اعوذ بك من منکرات الاخلاق والاعمال والاھواء ۔(ترمذی)

اللھم انی اعوذ بك من فتنة النار وعذاب النار ومن شر الغنی والفقر ۔ (ابوداؤد وترمذی)

الشق الثانی.....عَنْ اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ اُمِّ عَبْدِاللّٰهِ عَائِشَةَ قَالَتْ "قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَغْزُوْ جَیْشٌ اَلْکَعْبَةَ فَاِذَا کَانُوْا بِبَیْدَاءَ مِنَ الْاَرْضِ یُخْسَفُ بِاَوَّلِهِمْ وَاٰخِرِهِمْ قَالَتْ قُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ کَیْفَ یُخْسَفُ بِاَوَّلِهِمْ وَاٰخِرِهِمْ وَفِیْهِمْ اَسْوَاقُهُمْ وَمَنْ لَیْسَ مِنْهُمْ ؟ قَالَ "یُخْسَفُ بِاَوَّلِهِمْ وَاٰخِرِهِمْ ثُمَّ یُبْعَثُوْنَ عَلٰی نِیَّاتِهِمْ" متفق علیه۔ (حدیث:۲)

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، خط کشیدہ کلمات کی لغوی اور صرفی تحقیق کریں، حدیث میں جو واقعہ بیان کیا گیا ہے اس کی تفصیل بیان کر کے بتائیں کہ یہ کب واقع ہوگا؟

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں پانچ امور مطلوب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) الفاظِ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق (۴) مذکورہ واقعہ کی تفصیل (۵) واقعہ کے وقوع کا زمانہ۔

جواب..... ❶ حدیث پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

❷ حدیث کا ترجمہ:۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک لشکر کعبہ پر جنگ کی غرض سے چڑھائی کریگا جب وہ چٹیل میدان (بیداء) میں پہنچے گا تو اسکے اگلے اور پچھلے تمام لوگوں کو زمین میں دھنسا دیا جائیگا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سوال کیا یارسول اللہ! ان تمام کو کیسے دھنسایا جائیگا جب کہ ان میں سے بعض لوگ دکانداری کرنے والے اور بعض بخوشی ان میں شامل نہیں ہونگے؟ آپ ﷺ نے فرمایا پہلے پچھلے تمام کو دھنسایا جائیگا لیکن وہ اپنی نیتوں کے مطابق اٹھائے جائیں گے۔ (بخاری ومسلم)

❸ الفاظ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق:۔ "بیداء" مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک مشہور مقام کا نام ہے۔

"یغزو" صیغہ واحد مذکر غائب مضارع معلوم از باب نصر بمعنی لڑنے کے لئے نکلنا، لوٹ کے لئے حملہ کرنا۔

"یخسف" صیغہ واحد مذکر غائب مضارع مجہول باب ضرب یہ لازم ومتعدی دونوں طرح استعمال ہوتا ہے بمعنی پھاڑنا پھٹنا خسف الارض زمین کا بمع اپنی اوپر کی چیزوں کے دھنس جانا۔ "نیات" نیة کی جمع ہے بمعنی ارادہ اور قصد۔

"اسواقهم" جمع مذکر، اسم فاعل سائق کی جمع ہے بمعنی اہلِ بازار۔

❹ مذکورہ واقعہ کی تفصیل:۔ اس واقعہ کی کچھ تفصیل یہ ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے دور میں جب لوگ انکے ہاتھ پر بیعت کریں گے تو کچھ لوگ ان کی مخالفت میں کعبہ پر حملہ کیلئے شام سے مکہ کی طرف چلیں گے تو مکہ اور مدینہ کے درمیان میں بیداء مقام پر تمام کے تمام زمین میں دھنسا دیئے جائیں گے ان میں کچھ خوشی سے چلے ہوں گے اور کچھ ناخوشی سے، تو سب کو دھنسا دیا جائے گا اسلئے کہ دنیا میں اچھے بھی بروں کے ساتھ عذاب میں مبتلا ہوجاتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا آخرت میں ان سے ان کی نیتوں کے مطابق معاملہ کیا جائے گا۔

❺ واقعہ کے وقوع کا زمانہ:۔ یہ واقعہ حضرت مہدی علیہ السلام کے زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے پہلے پیش آئے گا۔

﴿الورقة الثانية: فی الحدیث﴾

0313 6357913 maktabazakariamultan@gmail.com

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۲۸ھ

الشق الاوّل.....عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ :دَخَلْتُ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ وَهُوَ یُوْعَكُ فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّكَ تُوْعَكُ وَعْكًا شَدِیْدًا قَالَ :اَجَلْ ، اِنِّیْ اُوْعَكُ کَمَا یُوْعَكُ رَجُلَانِ مِنْکُمْ ،قُلْتُ: ذٰلِكَ اَنَّ لَكَ اَجْرَیْنِ؟ قَالَ:اَجَلْ، ذٰلِكَ کَذٰلِكَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ یُصِیْبُهٗ اَذًی شَوْکَةٍ فَمَا فَوْقَهَا اِلَّا کَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا سَیِّاٰتِهٖ وَحُطَّتْ عَنْهُ ذُنُوْبُهٗ کَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا"۔ (حدیث:۳۸) حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، الفاظ مخطوطہ کی لغوی تحقیق کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) الفاظِ مخطوطہ کی لغوی تحقیق۔

جواب..... ❶ حدیث پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

❷ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ ﷺ بخار

میں مبتلا تھے، میں نے عرض کیا یارسول اللہ آپ ﷺ تو شدید بخار میں مبتلا ہیں فرمایا ہاں مجھے تمہارے دو آدمیوں کے برابر بخار ہوتا ہے، میں نے عرض کیا اس لئے آپ ﷺ کو دوگنا ثواب ملے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں یہی بات ہے بالکل اسی طرح جیسے مسلمان کو کانٹا چبھنے سے یا اس سے زیادہ کسی مصیبت کی زحمت اٹھانی پڑتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے عوض اس کے گناہ معاف فرمادیتے ہیں اور گناہ اس سے یوں ساقط ہوجاتے ہیں جیسے درخت کے پتے گر جاتے ہیں۔

③ الفاظِ مخطوطہ کی لغوی تحقیق:۔ "اجل" بمعنی ہاں بے شک۔ "شوکة" بمعنی کانٹا۔ "حطت" باب نصر سے بمعنی گرنا۔ "یوعك" وعکًا باب ضرب سے بمعنی گرمی کا تیز ہونا وعَكَتْه الحمّٰی بخار کا کسی کو ایذاء پہنچانا۔

الشق الثانی.....عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَانِسَاءَ الْمُسْلِمَاتِ لَاتُحَقِّرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا وَلَوْفِرْسِنَ شَاةٍ۔ (حدیث:۱۲۴)

حدیث پر اعراب لگا کر ترجمہ اور مطلب لکھیں، فرسن شاة کے معنی لکھیں، یانساء المسلمات سے آخر تک حدیث کی نحوی ترکیب لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں پانچ امور مطلوب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) حدیث کا مطلب (۴) فرسن شاة کا معنی (۵) یانساء المسلمات الخ کی نحوی ترکیب۔

جواب..... ① حدیث پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

② حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے مسلمان عورتو! اپنی پڑوسن کے لئے کوئی چیز حقیر نہ سمجھو اگرچہ بکری کا ایک کھر ہی (ہدیہ میں بھیجا) ہو۔

③ حدیث کا مطلب:۔ کوئی پڑوسن اپنی پڑوسن کے ہدیہ کو حقیر نہ سمجھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پڑوسی کو وقتاً فوقتاً اپنی حیثیت کے اعتبار سے ہدیہ دیتے رہنا چاہیے، امیر اپنی شایان شان ہی ہدیہ دے اور اگر غریب ہے تو یہ نہ سوچے کہ میں کیا ہدیہ دوں مبالغہ کے طور سے کہا جارہا ہے کہ بکری کا کھر ہی دے دے، اس حدیث کے بارے میں محدثین فرماتے ہیں ایک طرف تو دینے والوں کو ترغیب ہے کہ کچھ نہ کچھ دیا کریں اور دوسری طرف لینے والوں کو بھی ترغیب دی جارہی ہے کہ کوئی بھی ہدیہ پہنچائے اس کا انکار نہ کیا جائے قبول کرلیا جائے۔ باقی اس حدیث میں عورتوں کو خطاب اس لئے کیا گیا کہ عموماً یہ عادت عورتوں میں زیادہ ہوتی ہے کہ ایسا ہدیہ کیوں دیدیا اسی وجہ سے عورتوں کو مخاطب کیا جارہا ہے ویسے مرد بھی اس میں داخل ہیں۔

④ فرسن شاة کا معنی:۔ اس کا لفظی معنی بکری کا کھر ہے اور مراد معمولی وحقیر چیز ہے کہ معمولی اور حقیر چیز بھی اپنی پڑوسن کو ہدیہ دینے کو حقیر نہ سمجھو۔

⑤ یانساء المسلمات الخ کی نحوی ترکیب:۔ یا حرف ندا قائم مقام ادعو فعل کے، ادعو فعل اس میں انا ضمیر فاعل نساء المسلمات مضاف ومضاف الیہ ملکر منادیٰ (مفعول بہ) لاتحقرن فعل نہی جارة اس کا فاعل لام جارہ جارتها مضاف و مضاف الیہ ملکر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے، فعل اپنے فاعل مفعول اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر دال علی الجزاء ولو فرسن شاة میں واؤ عاطفہ ہے اور لَوْ شرطیہ ہے فرسن شاة شرط ہے جزاء محذوف ہے جو کہ لاتحقرها ہے اور دال علی الجزاء پہلا لاتحقرن ہے۔ شرط وجزاء ملکر جملہ شرطیہ ہوکر معطوف، معطوف علیہ ومعطوف ملکر نداء فعل اپنے فاعل اور منادیٰ مفعول بہ ونداء سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۲۸ھ

الشق الاوّل.....عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ رِبَاطُ یَوْمٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا عَلَیْهَا وَمَوْضِعُ سَوْطِ اَحَدِكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا عَلَیْهَا وَالرَّوْحَةُ یَرُوْحُهَا الْعَبْدُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی اَوِ الْغَدْوَةُ خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَاعَلَیْهَا۔ (حدیث:۱۲۹۰)

0313 6307913 maulahzakariamultan@gmail.com

حدیث پر اعراب لگائیں۔ترجمہ کریں۔لفظ رباط ، غدوۃ اور روحۃ کی لغوی تحقیق کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور توجہ طلب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) مذکورہ الفاظ کی لغوی تحقیق۔

جواب..... ❶ حدیث پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا ۔

❷ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے راستہ میں ایک دن سرحد کا پہرہ دینا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے اور جنت میں ایک کوڑے کی جگہ کا ملنا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے اور اللہ کے راستہ میں ایک صبح یا ایک شام کا نکلنا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔

❸ مذکورہ الفاظ کی لغوی تحقیق:۔ "رباط" یہ اسم ہے بمعنی قلعہ، وہ جگہ جہاں لشکر سرحد کی حفاظت کے لئے قیام کرے۔

"روحۃ" باب نصر کا مصدر ہے بمعنی شام کو چلنا یا مطلق چلنا۔ "غدوۃ" یہ مفرد ہے اسکی جمع غُدًی، غُدُوٌّ ہے بمعنی دن کا ابتدائی حصہ۔

الشق الثانی.....عَنْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَقِيْتُ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَيْلَةً اُسْرِیَ بِیْ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِقْرَءْ اُمَّتَكَ مِنِّیْ السَّلَامَ وَاَخْبِرْهُمْ اِنَّ الْجَنَّةَ طَيِّبَةُ التُّرْبَةِ عَذْبَةُ الْمَاءِ وَاِنَّهَا قِيْعَانٌ وَاِنَّ غِرَاسَهَا سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ۔(حدیث:۱۴۴۰)

حدیث پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔لفظ قیعان، غراس، طیبۃ التربۃ اور عذبۃ الماء کی لغوی تحقیق کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) مذکورہ الفاظ کی لغوی تحقیق۔

جواب..... ❶ حدیث پر اعراب:۔ کما مرّ فی السوال آنفا ۔

❷ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی جس رات کہ مجھے معراج کرائی گئی، تو انہوں نے فرمایا کہ اے محمد! میری طرف سے اپنی امت کو سلام کہنا اور ان کو خبر دینا کہ جنت بہت پاکیزہ مٹی ہے اور اس کا پانی شیریں و میٹھا ہے اور وہ بالکل چٹیل میدان ہے۔اور اس کی کھیتی سبحان اللہ، الحمد للہ، لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر ہے۔

❸ مذکورہ الفاظ کی لغوی تحقیق:۔ "قِيْعَانٌ" یہ جمع ہے اس کا مفرد قَاعٌ ہے بمعنی پست ہموار ٹیلہ و میدان۔

"غِرَاسٌ" یہ غَرْسٌ کی جمع ہے بمعنی پودہ۔ "عَذْبَةُ الْمَاءِ" عذبۃ بمعنی میٹھا اور عذبۃ الماء بمعنی میٹھا و خوشگوار پانی۔

"طَيِّبَةُ التُّرْبَةِ" طیبۃ بمعنی پاکیزہ اور طیبۃ التربۃ بمعنی پاکیزہ و زرخیز مٹی۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۲۸ھ

الشق الاوّل.....عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ : بَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ سَبْعًا هَلْ تَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا فَقْرًا مُنْسِيًا اَوْ غِنًى مُطْغِيًا اَوْ مَرَضًا مُفْسِدًا اَوْ هَرَمًا مُفْنِدًا اَوْ مَوْتًا مُجْهِزًا اَوِ الدَّجَّالَ فَشَرُّ غَائِبٍ يُنْتَظَرُ اَوِ السَّاعَةَ فَالسَّاعَةُ اَدْهٰی وَاَمَرُّ۔ اعراب لگا کر ترجمہ کریں، حدیث کی تشریح کریں، خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) حدیث کی تشریح (۴) الفاظِ مخطوطہ کی لغوی و صرفی تحقیق۔ (حدیث:۹۳)

جواب..... ❶ حدیث پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

❷ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سات چیزوں کے رونما ہونے سے پہلے اعمالِ صالحہ میں مبادرت کرو، کیا تم ایسے فقر کے انتظار میں ہو جو خدا فراموشی کی کیفیت برپا کردے یا ایسی دولت مندی جو سرکش بنادے گی یا ایسی بیماری جو مزاج کو فاسد بنادے گی یا ایسا بڑھاپا جس میں عقل باقی نہ رہے یا ایسی موت جو اچانک آجائے یا دجال کا، (یاد رکھو) دجال شدید ترین نظروں سے اوجھل شر کا نام ہے جس کا انتظار کیا جارہا ہے یا قیامت کا اور قیامت تو سخت خوفناک اور سخت کڑوی ہے۔

ملتان بازار کراچی
0321-6357975 maktabazakariyamultan@gmail.com

③ حدیث کی تشریح:۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ سات چیزوں کے ظاہر ہونے سے پہلے اعمال میں جلدی کرلو، وہ سات چیزیں یہ ہیں ① ایسا فقر جوخدا فراموشی کردے ② ایسی دولت مندی جوسرکش بنادے کیونکہ عموماً دولت کے نشہ میں سرکشی ہی آتی ہے ③ ایسا مرض جس سے آدمی کا مزاج فاسد ہوجائے ④ ایسا بڑھاپا جس سے عقل باقی نہ رہے اور آدمی سٹھیا جاتا ہے ⑤ ایسی موت جو اچانک واقع ہو، انسان کو سنبھلنے کا موقع ہی نہ ملے ⑥ دجال اور دجال کے بارے میں آپ ﷺ نے وضاحت فرمائی کہ وہ نظروں سے غائب شدید ترین شر ہے جس کا انتظار کیا جارہا ہے جو قیامت کی نشانیوں میں سے ہے اور قربِ قیامت ظاہر ہوگا اس سے آپ ﷺ نے بھی پناہ مانگی ہے ⑦ قیامت اور قیامت کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت تمام چیزوں سے خوفناک اور سخت کڑوی چیز ہے۔

④ الفاظِ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق:۔ "مطغیا" صیغہ واحد مذکر اسم فاعل از باب افعال بمعنی سرکش بنانا، سرکشی پر اُکسانا۔

"منسیا" باب افعال سے واحد مذکر اسم فاعل ہے معنی بھلانا اور نسیانا سمع بمعنی چیز کو بھولنا۔

"مفندًا" بھی منسیًا کی طرح ہے، بڑھاپے کی وجہ سے ضعیف العقل ہونا۔

"مجهزا" افعال سے اسم فاعل بمعنی سریع، تیز۔ "امرّ" صیغہ واحد مذکر اسم تفضیل از مصدر مَرَارَۃٌ (سمع ونصر) بمعنی کڑوا ہونا۔

"ادهٰی" صیغہ واحد مذکر اسم تفضیل از مصدر دَهًی (فتح) بمعنی آفت ومصیبت پہنچانا۔

الشق الثانی.....عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَاتَحَاسَدُوْا وَلَاتَنَاجَشُوْا وَلَاتَبَاغَضُوْا وَلَاتَدَابَرُوْا وَلَایَبِعْ بَعْضُکُمْ عَلٰی بَعْضٍ وَکُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰہِ اِخْوَانًا، اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَایَظْلِمُهٗ وَلَایَحْقِرُهٗ وَلَایَخْذُلُهٗ، اَلتَّقْوٰی هٰهُنَا وَیُشِیْرُ اِلٰی صَدْرِهٖ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، بِحَسْبِ امْرِئٍ مِنَ الشَّرِّ اَنْ یَحْقِرَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ، کُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهٗ وَمَالُهٗ وَعِرْضُهٗ۔ (حدیث:۲۳۵)

حدیث پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، حدیث کی تشریح کریں، کونوا عباد اللہ اخوانا کی نحوی ترکیب کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) حدیث کی تشریح (۴) کونوا عباد اللہ اخوانًا کی ترکیب۔

جواب..... ① حدیث پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

② حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپس میں حسد نہ رکھو اور نہ (خرید وفروخت) میں دھوکہ کرو، اور نہ بغض رکھو اور نہ ایک دوسرے سے روگردانی کرو اور کسی کے سودے پر سودا نہ کرو، اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ، مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اپنے بھائی پر ظلم کرے، نہ اس کو حقیر جانے، نہ اس کی مدد چھوڑے، تقویٰ یہاں ہے تین بار سینے کی طرف اشارہ کرکے فرمایا، کسی آدمی کے لئے اتنا شر ہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے، ایک مسلمان کی تمام چیزیں دوسرے مسلمان پر حرام ہیں اس کا خون اس کا مال اور اس کی عزت۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

③ حدیث کی تشریح:۔ لاتحاسدوا آپس میں حسد نہ کرو حسد کہتے ہیں کہ کسی کی نعمت کے ختم ہونے کی تمنا کرنا اور یہ حرام ہے۔

لاتناجشوا خرید وفروخت میں بولی بڑھا کر دھوکہ نہ دو کہ بائع ایک آدمی رکھتا ہے جو لوگوں کے سامنے چیز کی زیادہ قیمت بولتا ہے تاکہ وہ زیادہ بولے اور اس نے وہ چیز خریدنی نہیں ہوتی وہ دھوکہ دیتا ہے تاکہ لوگ زیادہ قیمت میں اس کو خرید لیں۔

ولاتباغضوا اور نہ باہم بغض رکھو یہ بھی ایک نہایت قبیح بیماری ہے یہ تمام امراض یعنی حسد، بغض، عداوت، اعراض اور بے رُخی منع ہیں کیونکہ یہ سب اسلامی اخوت کے منافی ہیں جبکہ شریعت مسلمانوں کو ایک دوسرے کی بھلائی اور خیر خواہی کا سبق دیتی ہے۔

حدیث شریف کے دوسرے حصہ میں اخوت اسلامی اور بھائی چارہ کا سبق دیا گیا ہے کہ ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کے لئے اس طرح ہونا چاہیے کہ ایک مسلمان دوسرے پر نہ ظلم کرے نہ اس کو حقیر جانے اور نہ اس کی مدد چھوڑے پھر آنحضرت ﷺ نے تقویٰ کی نشاندہی فرماتے ہوئے سینہ کی طرف تین مرتبہ اشارہ کرکے فرمایا کہ تقویٰ دل میں ہوتا ہے اور فرمایا کہ آدمی کے لئے سب

سے بری یہ بات ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے نیز ارشاد فرمایا کہ ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان بھائی کی جان، مال اور آبرو حرام ہے یعنی ان کی حفاظت کرے ان کی طرف تعرض نہ کرے۔

❹ کونوا عباد اللہ اخوانًا کی ترکیب:۔ ① کونوا فعل ناقص ضمیر اس کا اسم عباداللہ مضاف مضاف الیہ ملکر ذوالحال اخوانًا حال، حال ذوالحال ملکر کان کی خبر، کان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا ② کونوا فعل ناقص ضمیر اسکا اسم عباد اللہ، مضاف ومضاف الیہ حرفِ ندا یا قائمقام ادعو کا مفعول ہوکر نداء، اخوانًا خبر کان اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوکر منادی، نداء ومنادی ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

﴿الورقة الثانية: فی الحديث﴾

﴿السوال الاول﴾ ۱۴۲۹ھ

الشق الاوّل.....وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنِّیْ اَرٰی مَا لَاتَرَوْنَ اَطَّتِ السَّمَاءُ وَحُقَّ لَهَا اَنْ تَئِطَّ مَا فِیْهَا مَوْضِعُ اَرْبَعِ اَصَابِعَ اِلَّا وَمَلَكٌ وَاضِعٌ جَبْهَتَهٗ سَاجِدًا لِلّٰہِ تَعَالٰی وَاللّٰہِ لَوْتَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِیْلًا وَلَبَكَیْتُمْ كَثِیْرًا وَمَا تَلَذَّذْتُمْ بِالنِّسَاءِ عَلَی الْفُرُشِ وَلَخَرَجْتُمْ اِلَی الصُّعُدَاتِ تَجْاَرُوْنَ اِلَی اللّٰہِ۔

حدیث پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، حدیث کی تشریح کریں، خط کشیدہ الفاظ کی لغوی تحقیق لکھیں۔ (حدیث:۴۰۶)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) حدیث کی تشریح (۴) الفاظِ مخطوطہ کی لغوی تحقیق۔

جواب..... ❶ حدیث پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

❷ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا میں وہ کچھ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے، آسمان چرچراتا ہے اور اس کے یہی لائق ہے کہ وہ چرچرائے اس میں چار انگلیوں کی مقدار بھی کوئی جگہ خالی نہیں کہ جہاں کوئی فرشتہ پیشانی زمین پر رکھ ہوئے سجدہ میں نہ ہو، اللہ کی قسم اگر تم ان باتوں کو معلوم کرلو جن کو میں جانتا ہوں تو تم ہنسو تھوڑا اور رووٴ زیادہ اور اپنی عورتوں سے لذت حاصل نہ کرسکو اور تم اللہ سے پناہ چاہتے ہوئے جنگلوں کے راستوں کی طرف نکل جاؤ۔

❸ حدیث کی تشریح:۔ حدیث بالا میں خوفِ الٰہی کو بیان کیا جارہا ہے کہ ایک مومن کے دل میں اللہ جل شانہٗ کی جتنی عظمت وجلالت ہوگی اس کے بقدر اس کے دل میں اللہ جل شانہٗ کے عذاب کا خوف اور اس کی رحمت کی امید ہوگی۔ اطّت السماء الخ آسمان چرچراتا ہے اور اس کے لئے حق ہے کہ وہ چرچرائے، آسمان اللہ کے خوف سے چرچراتا ہے مثلاً جیسے کوئی چارپائی ہو اس پر زیادہ لوگ بیٹھ جائیں تو وہ چرچرانے لگتی ہے اسی طرح آسمان بھی اللہ کے خوف سے چرچرانے اور نالہ وفریاد کرنے لگتا ہے۔

سوال: آپ ﷺ نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا کہ آسمان پر کوئی فرشتہ قیام میں ہے کوئی رکوع میں کوئی سجدہ میں اور یہاں حدیث بالا میں ہے کہ سارے ہی فرشتے سجدہ میں ہیں؟ جواب: آپ ﷺ نے کسی خاص آسمان کا ذکر فرمایا جہاں پر مختلف حالات میں فرشتے ہیں اور یہاں کسی دوسرے آسمان کا ذکر ہے جہاں تمام ہی فرشتے سجدہ میں ہیں لہٰذا ان میں کوئی تعارض نہ رہا۔

❹ الفاظِ مخطوطہ کی لغوی تحقیق:۔ "اطت" اطیطًا (ضرب) بمعنی آواز نکالنا، کڑکنا، چرچرانا۔

"فرش" فراش کی جمع ہے بمعنی بستر۔ "صُعُدَات" صاد، عین دونوں پر پیش ہے یہ صعید کی جمع ہے بمعنی راستے۔

"تجأرون" صیغہ جمع مذکر حاضر مضارع معروف از مصدر جَأْرًا، جُؤُرًا (نصر) بمعنی پناہ اور مدد طلب کرنا۔

الشق الثانی.....عَنْ اَنَسٍ اَنَّ فَتٰی مِنْ اَسْلَمَ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ! اِنِّیْ اُرِیْدُ الْغَزْوَ وَلَیْسَ مَعِیَ مَا اَتَجَهَّزُبِهٖ قَالَ اِئْتِ فُلَانًا قَدْ كَانَ تَجَهَّزَ فَمَرِضَ فَاَتَاهُ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَیَقُوْلُ اَعْطِنِیْ الَّذِیْ تَجَهَّزْتَ بِهٖ قَالَ یَا فُلَانَةُ اَعْطِیْهِ الَّذِیْ كُنْتُ تَجَهَّزْتُ بِهٖ وَلَا تُحْبِسِیْ عَنْهُ شَیْئًا فَوَاللّٰہِ لَا تُحْبِسِیْ مِنْهُ

0313 6257913 makkabazakariyamultan@gmail.com

شَيْئًا فَيُبَارَكُ لَكِ فِيْهِ ۔(حدیث:۱۳۰۸) حدیث پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔خط کشیدہ الفاظ کی لغوی وصرفی تحقیق کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) الفاظ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق۔

جواب ..... ❶ حدیث پر اعراب:۔**كما مرّ فی السوال آنفا۔**

❷ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قبیلہ اسلم کے ایک آدمی نے کہا کہ یارسول اللہ ﷺ! بے شک میں جہاد کا ارادہ رکھتا ہوں مگر میرے پاس وہ سامان نہیں ہے جس کے ذریعہ جہاد کی تیاری کروں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ فلاں آدمی کے پاس جاؤ تحقیق اس نے جہاد کی تیاری کی تھی، اور وہ بیمار ہوگیا ہے۔پس وہ شخص اس (بیمار) کے پاس آیا اور کہا کہ بے شک رسول اللہ ﷺ تجھے سلام کہہ رہے ہیں اور فرمارہے ہیں کہ آپ مجھے وہ سامان دے دیں جو آپ نے جہاد کیلئے تیار کیا تھا اس شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ اے فلاں! تو اس کو وہ سامان دیدے جسکے ساتھ میں نے جہاد کی تیاری کی تھی اور اس میں سے کوئی چیز نہ روکنا، قسم بخدا اس میں سے کوئی چیز نہ روکنا کیونکہ تیرے لئے اس میں برکت دی جائے گی۔

❸ الفاظ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق:۔ "**اَتَجَهَّزُ**" صیغہ واحد متکلم بحث مضارع معلوم از مصدر **اَلتَّجَهُّزُ** (تفعل) بمعنی تیاری کرنا۔

"**فَاَتَاهُ**" صیغہ واحد مذکر غائب بحث فعل ماضی معلوم از مصدر **اِتْيَانٌ** (ضرب) بمعنی آنا۔

"**يُقْرِئُكَ**" صیغہ واحد مذکر غائب بحث فعل مضارع معلوم از مصدر **اِقْرَاءٌ** (افعال) بمعنی پڑھنا۔

"**لَا تُحْبِسِيْ**" صیغہ واحد مؤنث حاضر بحث فعل نہی حاضر معلوم از مصدر **اِحْبَاسٌ** (افعال) بمعنی روکنا۔

"**فَيُبَارَكُ**" صیغہ واحد مذکر غائب بحث فعل مضارع مجہول از مصدر **مُبَارَكَةٌ** (مفاعلۃ) بمعنی برکت دینا۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۲۹ھ

الشق الاوّل.....**عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يُصْبِحُ عَلٰى كُلِّ سُلَامَىٰ اَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ فَكُلُّ تَسْبِيْحَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَحْمِيْدَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَهْلِيْلَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَكْبِيْرَةٍ صَدَقَةٌ وَ اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَةٌ وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ وَيُجْزِءُ مِنْ ذٰلِكَ رَكْعَتَانِ يَرْكَعُهُمَا مِنَ الضُّحٰى** ۔(حدیث:۱۴۳۲)

حدیث پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔**يصبح على كل سلامى احدكم صدقة** کی ترکیب اور خط کشیدہ الفاظ کی لغوی وصرفی تحقیق کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) مذکورہ جملہ کی ترکیب (۴) الفاظ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق۔

جواب ..... ❶ حدیث پر اعراب:۔**كما مرّ فی السوال آنفا۔**

❷ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ صبح کے وقت تم میں سے ہر شخص کے ہر جوڑ پر صدقہ واجب ہوتا ہے، ہر تسبیح (**سبحان الله**) صدقہ ہے۔ہر تحمید (**الحمد لله**) صدقہ ہے، ہر تہلیل (**لا اله الا الله**) صدقہ ہے اور ہر تکبیر (اللہ اکبر) صدقہ ہے نیکی کا حکم کرنا صدقہ ہے برائی سے روکنا صدقہ ہے اور اس تمام سے کفایت کرتی ہیں وہ دو رکعتیں جن کو آدمی چاشت کے وقت پڑھے۔

❸ مذکورہ جملہ کی ترکیب:۔**يصبح** فعل ناقص **على** جارہ **سلامى** موصوف **من** جارہ **احدكم** مضاف ومضاف الیہ مل کر مجرور، جار مجرور مل کر **كائنة** کے متعلق ہوکر صفت، موصوف صفت مل کر مجرور، جار مجرور مل کر **ثابتة** کے متعلق ہوکر خبر مقدم **صدقه** اسم مؤخر، فعل ناقص اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ اسمیہ ہوا۔

❹ الفاظ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق:۔ "**يُجْزِءُ**" صیغہ واحد مذکر غائب بحث مضارع معلوم از مصدر **اِجْزَاءٌ** (افعال) بمعنی کافی ہونا، کفایت کرنا۔ "**اَمْرٌ**" یہ مصدر ہے از باب نصر بمعنی حکم کرنا۔ "**نَهْيٌ**" یہ مصدر ہے از باب فتح بمعنی روکنا ومنع کرنا۔

الشق الثانی.....**وَفِیْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ (لِلّٰهِ اَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهٖ حِيْنَ يَتُوْبُ اِلَيْهِ مِنْ اَحَدِكُمْ كَانَ عَلٰى**

رَاحِلَتِهٖ بِاَرْضٍ فَلَاةٍ فَانْفَلَتَتْ مِنْهُ وَعَلَيْهَا طَعَامُهٗ وَشَرَابُهٗ فَاَيِسَ مِنْهَا، فَاَتٰى شَجَرَةً فَاضْطَجَعَ فِيْ ظِلِّهَا وَقَدْ اَيِسَ مِنْ رَاحِلَتِهٖ فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ اِذْ هُوَ بِهَا قَائِمَةً عِنْدَهٗ فَاَخَذَ بِخِطَامِهَا ثُمَّ قَالَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ عَبْدِيْ وَاَنَا رَبُّكَ، اَخْطَاَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ)۔ (حدیث:۱۵)

حدیث پر اعراب لگا کر سلیس ترجمہ کریں، حدیث کا مطلب واضح کریں، خط کشیدہ الفاظ کی لغوی تحقیق لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) حدیث کا مطلب (۴) الفاظِ مخطوطہ کی لغوی تحقیق۔

جواب ..... ❶ حدیث پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

❷ حدیث کا ترجمہ:۔ مسلم کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ پر اس شخص سے زیادہ خوش ہوتا ہے جو جنگل میں اپنی سواری پر سوار تھا کھانے پینے کا سامان بھی ساتھ تھا اچانک سواری چھوٹ گئی، بسیار (بہت) تلاش کے بعد مایوس ہو کر وہ ایک درخت کے سائے میں لیٹ گیا اس حالت میں اچانک وہ کیا دیکھتا ہے کہ اونٹنی اسکے پاس آن کھڑی ہوتی ہے چنانچہ وہ اس کی مہار پکڑے ہوئے انتہائی خوشی کے عالم میں کہتا ہے کہ ''اے اللہ تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا پروردگار ہوں'' انتہائی خوشی کے عالم میں غلطی سے اس نے یہ جملہ کیا۔

❸ حدیث کا مطلب:۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے بہت زیادہ خوش ہوتے ہیں۔ علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کی مراد یہ ہے کہ اللہ بندے کی توبہ سے راضی اور اس کی توبہ کو قبول فرماتے ہیں۔

اللھم انت عبدی وانا ربك انتہائی خوشی کے عالم میں غلطی سے اس نے یہ جملہ کہا، صحیح جملہ یہ تھا کہ وہ کہتا **انا عبدك وانت ربی** اس جملہ میں یہ بتانا مقصود ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ سے حد درجے خوش ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کی خوشی کو اس شخص کی خوشی کے ساتھ تشبیہ دی کہ جنگل میں جہاں کوئی چیز نہ ملتی ہو جو کچھ اسکے پاس تھا وہ بھی گم ہو جائے پھر مایوس ہو جانے کے بعد اچانک مل جائے تو اس کی خوشی کا اس وقت کیا ٹھکانہ ہوگا اس سے بھی زیادہ اللہ تعالیٰ خوش ہوتے ہیں اس سے جو گناہ کر کے توبہ کرتا ہے مثال کے ذریعے بات زیادہ اچھی طرح سمجھ میں آجاتی ہے اسلئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مثال کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی خوشی کو بیان کیا ہے۔

❹ الفاظِ مخطوطہ کی لغوی تحقیق:۔ "بخطامها" **الخطام** کا معنی مہار، نکیل، کمان کی تانت ہے اس کی جمع خُطُم آتی ہے۔

"فلاة" یہ مفرد ہے اس کی جمع فَلَوَاتٌ ہے بمعنی وسیع بیابان۔ "ایس" **ایاسًا** (سمع) بمعنی کسی سے ناامید ہونا۔

"فانفلتت" **فلتًا** (ضرب) بمعنی رہا کرنا، چھوڑنا۔ "انفلتت" (انفعال) بمعنی رہا ہونا، چھوٹنا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۲۹ھ

الشق الاوّل .....عَنْ عُمَرَ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ: لَوْاَنَّكُمْ تَتَوَكَّلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ حَقَّ تَوَكُّلِهٖ لَرَزَقَكُمْ كَمَا يَرْزُقُ الطَّيْرَ، تَغْدُوْ خِمَاصًا وَتَرُوْحُ بِطَانًا۔ (حدیث:۷۹)

0343-6357913 maktabzakariyamultan@gmail.com

حدیث پر اعراب لگا کر ترجمہ وتشریح کریں، توکل کے معنی اور اس کی قسمیں تحریر کریں، الفاظ مخطوطہ کی لغوی تحقیق لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں پانچ امور مطلوب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) حدیث کی تشریح (۴) توکل کا معنی اور اقسام (۵) الفاظِ مخطوطہ کی لغوی تحقیق۔

جواب ..... ❶ حدیث پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

❷ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اگر تمہارا توکل اللہ پر صحیح ہو جائے تو وہ تم کو اس طرح رزق دے جس طرح پرندوں کو رزق دیتا ہے کہ صبح کے وقت بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر (گھونسلوں) میں آجاتے ہیں۔

❸ حدیث کی تشریح:۔ توکل کرنیوالوں کو اللہ تعالیٰ پرندوں کی طرح پالتے ہیں، مطلب اس حدیث کا یہ ہے کہ سعی وجدوجہد کسب و

عمل حقیقت میں رزق پہنچانے والا نہیں ہے بلکہ رزق پہنچانے والا صرف اللہ ہے لہٰذا اگر تم بھی اللہ تعالیٰ پر بھروسہ اور توکل کرو گے اور اپنا معاملہ اس کے سپرد کروگے تو وہ پرندوں کی طرح تمہارے لئے بھی روزی کے اسباب خود ہی پیدا کردے گا۔

❹ **توکل** کا معنی اور اقسام:۔ **توکل** کا لغوی معنی بھروسہ کرنا ہے اور شریعت کی اصطلاح میں بعض صورتوں میں اسباب کے اختیار کرنے کا نام ہے اور بعض صورتوں میں اسباب ترک کرنے کا نام ہے اسلئے **توکل** کا معنی سمجھنے کیلئے پہلے اسباب کی اقسام کا جاننا ضروری ہے۔

یاد رہے کہ اسباب کی تین قسمیں ہیں ① اسبابِ قطعیہ: وہ ہیں کہ جن پر مسبب عادۃً مرتب ہوجاتا ہے اور ان کے غیر پر مرتب نہیں ہوتا جیسے کھانے سے بھوک کا دور ہونا اور پینے سے پیاس کا دور ہونا۔ اس کا حکم یہ ہے کہ ان اسباب کو چھوڑنا حرام ہے اور تقلیل جائز ہے ② اسبابِ ظنیہ: وہ ہیں جن پر مسبب غالبًا مرتب ہوتا ہے اور سبب کے بغیر بھی مرتب ہوجاتا ہے جیسے ذرائع تحصیلِ مال۔ اس کا حکم یہ ہے کہ اگر ہمت ہو تو چھوڑنا جائز ومندوب ہے ③ اسبابِ وھمیہ: وہ ہیں جن پر مسبب غالبًا مرتب نہیں ہوتا جیسے فلاں جگہ سے مال مل جائے گا تو تجارت کروں گا۔ اس کا حکم یہ ہے کہ ان اسباب کو چھوڑنا واجب ہے۔

اس تقریر سے یہ سمجھ آیا کہ قرآن مجید اور احادیث شریفہ میں جہاں توکل کا امر ہے توکل کی تین اقسام مراد ہیں ① اسباب کی تقلیل مراد ہے اسبابِ قطعیہ میں ② اسباب کا ترک مراد ہے اسبابِ ظنیہ میں ③ اسباب کا ترک مراد ہے اسبابِ وھمیہ میں۔

❺ الفاظِ مخطوطہ کی لغوی تحقیق:۔ "**یرزق**" **رزقا** باب نصر سے مضارع کا صیغہ ہے بمعنی رزق دینا۔

"**تغدو**" **غُدُوًّا** نصر سے مضارع کا صیغہ ہے بمعنی صبح کو جانا، مطلق جانا۔

"**خماصا**" صیغہ جمع مذکر اسم فاعل از مصدر **خمصا** (سمع وکرم) بمعنی پیٹ کا خالی ہونا۔

"**تروح**" صیغہ واحد مؤنث غائب مضارع معروف از مصدر **الرواح** بمعنی شام یا سورج کے ڈھلنے کا وقت۔

"**بطانا**" صیغہ جمع مذکر اسم فاعل از مصدر **اَلْبَطَنُ** (سمع وکرم) بمعنی بڑے پیٹ والا ہونا۔

الشق الثانی.....عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَثَلِیْ وَمَثَلُکُمْ کَمَثَلِ رَجُلٍ اَوْقَدَ نَارًا فَجَعَلَ الْجَنَادِبُ وَالْفَرَاشُ یَقَعْنَ فِیْهَا وَهُوَ یَذُبُّهُنَّ عَنْهَا ، وَاَنَا اٰخِذٌ بِحُجَزِکُمْ عَنِ النَّارِ وَاَنْتُمْ تُفْلِتُوْنَ مِنْ یَدِیْ۔ (حدیث:۱۶۳)

حدیث پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، حدیث کی تشریح کرتے ہوئے تمثیل کی وضاحت کریں، خط کشیدہ الفاظ کی لغوی تحقیق کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) حدیث کی تشریح (۴) الفاظِ مخطوطہ کی لغوی تحقیق۔

جواب..... ❶ حدیث پر اعراب:۔ **کمامرّ فی السوال آنفا۔**

❷ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری اور تمہاری مثال اس آدمی کی مانند ہے جس نے آگ جلائی پس ٹڈیاں اور پروانے اس میں گرنے شروع ہوگئے اور وہ ان کو آگ سے روکتا تھا اور میں بھی تمہاری کمروں کو پکڑ کر آگ میں گرنے سے بچاتا ہوں اور تم میرے ہاتھ سے نکل رہے ہو۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

❸ حدیث کی تشریح:۔ اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے اپنے اور کفار کے طرزِ عمل کو مثال کے ذریعہ بیان کیا ہے اور اس میں **مثلکم** میں **کم** سے مراد امت محمدیہ کے کفار ہیں کہ جیسے کوئی شخص آگ جلائے تو پتنگے اس میں آکر گرتے ہیں وہ شخص ان پتنگوں کو آگ سے روکتا ہے تو میری اور کفار کی مثال بھی یہی ہے کہ کافر لوگ جہنم کی آگ میں تیزی سے گر رہے ہیں اور میں ان کو کمروں سے پکڑ کر جہنم سے بچانے کی کوشش کر رہا ہوں مگر وہ پھر بھی بدستور اس میں گر رہے ہیں۔

❹ الفاظِ مخطوطہ کی لغوی تحقیق:۔ "**اوقد**" **ایقادًا** باب افعال سے ماضی کا صیغہ ہے بمعنی آگ سلگانا۔

الجنادب: بمعنی ایک قسم کی ٹڈی عام لوگ اس کو قبوط کہتے ہیں۔ **الفراش:** بمعنی پروانہ یہ جمع ہے اس کا مفرد **الفراشة** ہے۔

یقعن:وقوعًا (فتح) سے مضارع کا صیغہ ہے بمعنی واقع ہونا، گرنا۔ **یذبّهن:اَلذَّبُّ** (نصر) سے مضارع کا صیغہ ہے بمعنی روکنا، دفع کرنا۔

"حُجَزٌ" یہ جمع ہے اس کا مفرد حُجْزَۃٌ ہے بمعنی ازار باندھنے کی جگہ۔

﴿الورقة الثانية: فی الحديث﴾

﴿السوال الاول﴾ ۱۴۳۰ھ

الشق الاوّل.....عن أم كلثوم بنت عقبة..... قالت: سمعت رسول الله ﷺ يقول: (ليس الكذاب الذي يصلح بين الناس فينمي خيرا اويقول خيرا) (حدیث:۲۴۹)

حدیث کا ترجمہ اور تشریح کریں جن مواقع پر جھوٹ بولنے کی اجازت ہے ان کی تفصیل لکھیں، خط کشیدہ حصے کی نحوی ترکیب کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) حدیث کا ترجمہ (۲) حدیث کی تشریح (۳) جن مواقع پر جھوٹ کی اجازت ہے ان کی نشاندہی (۴) کلام مخطوطہ کی ترکیب۔

جواب..... ❶ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ام کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے فرماتے ہوئے سنا کہ وہ انسان جھوٹا نہیں ہے جو لوگوں کے درمیان جھوٹ بول کر صلح کرواتا ہے اور نیکی کی بات پہنچاتا ہے یا اچھی بات کہتا ہے۔

❷ حدیث کی تشریح:۔ علامہ طبریؒ فرماتے ہیں کہ ان جگہوں پر جھوٹ بولنا جائز ہے مگر دوسرے بعض علماء فرماتے ہیں کہ جھوٹ بولنا تو ہر جگہ حرام ہے اور جہاں جھوٹ بولنے کا جواز معلوم ہوتا ہے وہاں مراد توریہ ہے کہ متکلم معنی بعید مراد لے رہا ہو اور مخاطب معنی قریب مراد لے۔

❸ جن مواقع پر جھوٹ کی اجازت ہے ان کی نشاندہی:۔ تین موقعوں پر جھوٹ بولنے کی اجازت ہے ① **يصلح بين الناس فينمي خيرا** جو لوگوں کے درمیان صلح کراتا ہے، بھلائی کی بات آگے پہنچاتا ہے مطلب یہ ہے کہ جب دو مسلمانوں میں لڑائی ہو جائے تو اب تیسرا آدمی ان دونوں کے باہم بغض وعناد کو دور کرنے اور ان میں صلح کروانے کے لئے ایک دوسرے کی طرف اچھی باتیں پہنچائے تاکہ وہ دونوں صلح اور دوستی پر آمادہ ہو جائیں ② **اَلْحَرْبُ** لڑائی کے موقع پر دشمن کو اصل صورتحال سے بے خبر رکھنے کے لئے غلط بیانی سے کام لینا اور دشمن کو دھوکہ میں رکھنا تاکہ فتح حاصل کرنا آسان ہو جائے ③ **حديث المرأة زَوْجَهَا** مرد کی بات اپنی بیوی سے کہ جب گھریلو زندگی کو صحیح کرنے کیلئے خاوند کو بیوی سے یا بیوی کو خاوند سے کچھ غلط بیانی کی ضرورت پڑے کہ اسکے بغیر زندگی تلخ ہونے کا خطرہ ہو تو اب اس موقع پر بھی شریعت نے بقدرِ ضرورت جھوٹ (توریہ) کی اجازت دی ہے۔

❹ کلام مخطوطہ کی ترکیب:۔ **ليس** فعل ناقص **الكذاب** اس کا اسم **الذی** اسم موصول **يصلح** فعل وفاعل **بين الناس** مضاف ومضاف الیہ ملکر مفعول فیہ، فعل فاعل مفعول فیہ ملکر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف علیہ **فا** عاطفہ **ينمي خيرا** فعل فاعل اور مفعول بہ ملکر معطوف اوّل **او** عاطفہ **يقول خيرا**، **ينمي خيرا** کی طرح معطوف ثانی، معطوف علیہ دونوں معطوفوں سے ملکر صلہ، موصول صلہ ملکر خبر، **ليس** اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

الشق الثانی.....عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: تَضَمَّنَ اللّٰهُ لِمَنْ خَرَجَ فِیْ سَبِيْلِهٖ، لَا يُخْرِجُهٗ اِلَّا جِهَادٌ فِیْ سَبِيْلِیْ وَاِيْمَانٌ بِیْ وَتَصْدِيْقٌ بِرُسُلِیْ، فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَیَّ اَنْ اُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ اَوْ اَرْجِعَهٗ اِلٰی مَنْزِلِهِ الَّذِیْ خَرَجَ مِنْهُ بِمَا نَالَ مِنْ اَجْرٍ اَوْ غَنِيْمَةٍ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ مَامِنْ كَلْمٍ يُكْلَمُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَهَيْئَتِهٖ يَوْمَ كُلِمَ لَوْنُهٗ لَوْنُ دَمٍ وَرِيْحُهٗ رِيْحُ مِسْكٍ۔ (حدیث:۱۲۹۴)

حدیث پر اعراب لگائیں۔ ترجمہ کریں۔ مخطوط الفاظ کے ابواب اور معانی لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) الفاظ مخطوطہ کے ابواب ومعانی۔

جواب..... ❶ حدیث پر اعراب:۔ **كما مرّ فی السوال آنفا۔**

❷ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کی ضمان وذمہ داری لی ہے جو اس کے راستہ میں نکلے اور اس کو گھر سے نکالنے والی چیز میرے راستہ میں جہاد کرنا اور میرے اوپر ایمان لانا اور

میرے رسولوں کی تصدیق کرنا ہی ہو تو وہ شخص میرے ذمہ ہے کہ میں اس کو جنت میں داخل کروں گا اس کو اس کے گھر کی طرف اجر یا مالِ غنیمت کے ساتھ لوٹا دوں اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے کہ راہِ خدا میں مجاہد کو کوئی زخم نہیں لگتا مگر وہ قیامت کے دن اس حال میں آئیگا کہ جیسے زخم ابھی لگا ہے اسکا رنگ خون والا ہوگا اور اسکی مہک مشک کی طرح ہوگی۔

③ الفاظ مخطوطہ کے ابواب ومعانی:۔ "تَضَمَّنَ" یہ باب تفعل سے ماضی معلوم کا صیغہ ہے بمعنی ضمان دینا، ذمہ داری لینا۔

"لَا یُخْرِجُهٗ" یہ باب افعال سے مضارع معلوم کا صیغہ ہے بمعنی نکالنا۔

"اَدْخَلَهٗ" یہ باب افعال سے مضارع معلوم کا صیغہ ہے بمعنی داخل کرنا۔

"اُرْجِعُهٗ" یہ باب افعال سے مضارع معلوم کا صیغہ ہے بمعنی لوٹانا۔

"نَالَ" یہ باب ضرب سے ماضی معلوم کا صیغہ ہے بمعنی پانا وحاصل کرنا۔

"یُکْلَمُ" یہ باب نصر وضرب سے مضارع مجہول کا صیغہ ہے بمعنی زخمی کرنا۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۰ھ

الشق الاوّل.....وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَنْ قَالَ لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ، فِیْ یَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ كَانَتْ لَهٗ عَدْلَ عَشْرِ رِقَابٍ، وَكُتِبَتْ لَهٗ مِائَةُ حَسَنَةٍ، وَمُحِیَتْ عَنْهُ مِائَةُ سَیِّئَةٍ، وَكَانَتْ لَهٗ حِرْزًا مِنَ الشَّیْطَانِ یَوْمَهٗ ذٰلِكَ حَتّٰی یُمْسِیَ، وَلَمْ یَاْتِ اَحَدٌ بِاَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِهٖ اِلَّا رَجُلٌ عَمِلَ اَكْثَرَ مِنْهُ ۔(حدیث:۱۴۱۰) اعراب لگائیں۔ترجمہ کریں۔مخطوط الفاظ کے ابواب اور معانی لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) الفاظ مخطوطہ کے ابواب ومعانی۔

جواب..... ① حدیث پر اعراب:۔کما مرّ فی السوال آنفا۔

② حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص ایک دن میں یہ کلمہ **لا الہ الا اللّٰہ وحدہ الخ** سو مرتبہ پڑھے گا اس کے لیے دس غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ہے اور اس کے نامہ اعمال میں سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور اس کے سو گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں اور اس دن شام تک اس کی شیطان سے حفاظت کر دی جاتی ہے اور کوئی شخص (قیامت کے دن) اس سے افضل عمل لے کر نہیں آئے گا مگر وہ شخص جس نے اس سے بھی زیادہ اس عمل کی کثرت کی ہوگی۔

③ الفاظ مخطوطہ کے ابواب ومعانی:۔ "كُتِبَتْ" یہ باب نصر سے ماضی مجہول کا صیغہ ہے بمعنی لکھنا۔

"مُحِیَتْ" یہ باب نصر سے ماضی مجہول کا صیغہ ہے بمعنی مٹانا۔ "عَمِلَ" یہ باب سمع سے ماضی معلوم کا صیغہ ہے بمعنی عمل کرنا۔

"یُمْسِیَ" یہ باب افعال سے مضارع معلوم کا صیغہ ہے بمعنی شام کرنا۔ "لَمْ یَاْتِ" یہ باب ضرب سے نفی جہد بلم معروف کا صیغہ ہے بمعنی آنا۔ "اَكْثَرُ" یہ باب کرم سے اسم تفضیل کا صیغہ ہے بمعنی کثیر وزیادہ ہونا۔

0313 6357913 makkebazakariamultan@gmail.com

الشق الثانی.....عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمَّا ثَقُلَ النَّبِیُّ ﷺ جَعَلَ یَتَغَشَّاهُ الْكَرْبُ، فَقَالَتْ فَاطِمَةُ: وَا كَرْبَ اَبَتَاهُ، فَقَالَ "لَیْسَ عَلٰی اَبِیْكِ كَرْبٌ بَعْدَ الْیَوْمِ" فَلَمَّا مَاتَ قَالَتْ: یَا اَبَتَاهُ ، اَجَابَ رَبًّا دَعَاهُ ، یَا اَبَتَاهُ ! جَنَّةُ الْفِرْدَوْسِ مَاوَاهُ ، یَا اَبَتَاهُ ! اِلٰی جِبْرِیْلَ نَنْعَاهُ، فَلَمَّا دُفِنَ قَالَتْ فَاطِمَةُ "اَطَابَتْ اَنْفُسُكُمْ اَنْ تَحْثُوْا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ التُّرَابَ"؟ (حدیث:۲۸)

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، حدیث کی بے غبار تشریح کریں، **أطابت أنفسکم** کی ترکیب کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) حدیث کی تشریح (۴) **اطابت انفسکم** کی ترکیب۔

جواب..... ① حدیث پر اعراب:۔کمامرّ فی السوال آنفا۔

❷ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری شدت اختیار کرگئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر غشی کے دورے پڑنے لگے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بیماری کی شدت دیکھ کر بول اُٹھیں ہائے میرے ابّا کس قدر کربناک ہیں یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج کے بعد تیرے ابّا کو کچھ تکلیف نہیں ہوگی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوگئے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے روتے ہوئے کہا کہ اے ابّا! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پروردگار کے بلائے کو قبول فرمالیا۔ اے ابّا! جنت الفردوس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ہے، اے ابّا! ہم جبرائیل علیہ السلام کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کی خبر دیتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدفون ہونے کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تعجب کے عالم میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کہتی ہیں کہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مٹی ڈالنے کو کیسے گوارا کیا۔

❸ حدیث کی تشریح:۔ **واکرب ابتاہ** ہائے میرے ابّا کی بے چینی، یہ جملہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بتقاضائے بشریت کہا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ موت کے وقت میں جو تکلیف اور بے چینی ہوتی ہے اس کا اظہار کرنا جائز ہے مگر اس اظہارِ غم میں حد سے تجاوز نہیں کرنا چاہیے۔ **اطابت انفسکم** یعنی تمہارے دلوں نے جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیرِ زمین دفن کردینا اور ان پر مٹی ڈالنا گوارا کرلیا؟ یہ جملہ بھی بے ساختہ محبت اور کمالِ رأفت ورحمت کی وجہ سے تھا، ورنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن کرنے پر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو کوئی اعتراض نہیں تھا کیونکہ یہ تو شریعت کا حکم ہے جس سے کوئی مستثنیٰ نہیں ہے۔

❹ **اطابت انفسکم** کی ترکیب:۔ **اطابت** فعل **انفسکم** مضاف ومضاف الیہ ملکر فاعل، فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۰ھ

الشق الاوّل.....عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فِیْمَا یَرْوِیْهِ عَنْ رَبِّهٖ عزّوجل قَالَ "اِذَا تَقَرَّبَ الْعَبْدُ اِلَیَّ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ اِلَیْهِ ذِرَاعًا وَاِذَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا وَاِذَا اَتَانِیْ یَمْشِیْ اَتَیْتُهٗ هَرْوَلَةً" (حدیث:۹۶)

اعراب لگا کر ترجمہ کریں، حدیث کی تشریح کریں، **شبرًا** اور **ذراعًا** کے منصوب ہونے کی وجہ تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) حدیث کی تشریح (۴) **شبرًا** اور **ذراعًا** کے منصوب ہونے کی وجہ۔

جواب..... ❶ حدیث پر اعراب:۔ **کمامرّ فی السوال آنفا۔**

❷ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے بیان فرماتے ہیں، فرمایا جب بندہ میری طرف ایک بالشت قریب ہوتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس کے قریب ہوجاتا ہوں اور جب وہ ایک ہاتھ میرے قریب ہوتا ہے تو میں دونوں ہاتھ پھیلانے کے بقدر اس کے قریب ہوتا ہوں اور جب وہ میری طرف آہستہ چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔

❸ حدیث کی تشریح:۔ حدیثِ قدسی ہے کہ جب بندہ میری طرف ایک بالشت قریب ہوتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس کے قریب ہوتا ہوں بندہ کا اللہ سے قریب ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جب بندہ اللہ کی فرمانبرداری واطاعت کرتا ہے یعنی بندہ معمولی سی عبادت کرتا ہے جتنی کہ ایک بالشت، کم سے کم خیر کی مثال بالشت کے ساتھ دیجاتی ہے تو کہا جارہا ہے کہ بندہ تو معمولی سی عبادت کرتا ہے مگر اللہ جل شانہٗ کی رحمت اس پر ایک ہاتھ کے بقدر مہربان ہوتی ہے اسی طرح اگر بندہ کچھ زیادہ عبادت کرتا ہے گویا ایک ہاتھ کے برابر تو اللہ اس سے دوگنا زیادہ قریب ہوتے ہیں یعنی دونوں بازوؤں کے پھیلانے کے بقدر، اور جب بندہ اللہ کی طرف آہستہ آہستہ رجوع کرتا ہے اور گناہوں کو چھوڑ کر اللہ جل شانہٗ کی طرف توجہ کرنے لگتا ہے تو اللہ جل شانہٗ کی رحمت اس کو دوڑ کر اپنی آغوش میں لے لیتی ہے کہ کہیں شیطان اسکو راستہ میں نہ روک لے۔

❹ **شبرًا** اور **ذراعًا** کے منصوب ہونے کی وجہ:۔ یہ دونوں تمیز ہونے کی بناء پر منصوب ہیں یا مفعول بہ ہونے کی بناء پر۔

الشق الثانی.....عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ "قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی یَقُوْلُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اَیْنَ الْمُتَحَابُّوْنَ؟ بِجَلَالِیْ اَلْیَوْمَ اُظِلُّهُمْ فِیْ ظِلِّیْ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلِّیْ" (حدیث:۳۷۷)

0343 6357013 maktabatakariyanbihar@gmail.com

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، خط کشیدہ الفاظ کی لغوی تحقیق لکھیں، اللہ کے ظل سے کیا مراد ہے؟ وضاحت کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) الفاظِ مخطوطہ کی لغوی تحقیق (۴) اللہ کے ظل کی مراد۔

جواب ..... ❶ حدیث پر اعراب:۔ **کمامرّ فی السوال آنفا۔**

❷ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اللہ جل شانہٗ قیامت کے دن فرمائے گا کہ کہاں ہیں وہ لوگ جو میرے جلال کے پیشِ نظر آپس میں محبت کرتے تھے آج میں انکو اپنے سایہ میں جگہ عطاء کرونگا جبکہ میرے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔

❸ الفاظِ مخطوطہ کی لغوی تحقیق:۔ **"اظلّهم"** صیغہ واحد متکلم مضارع معروف باب افعال بمعنی سایہ دینا۔

"المتحابون" التحاب (تفاعل) سے جمع مذکر اسم فاعل کا صیغہ ہے بمعنی آپس میں محبت کرنا۔

"بجلالي" جلا لا وَجُلَالَةً (ضرب) بڑی شان والا ہونا، حجم میں بڑا ہونا، عمر میں بڑا ہونا۔

❹ اللہ کے ظل کی مراد:۔ اسکے بارے میں مشہور تین قول ہیں ① **ظل** سے اللہ کے عرش کا سایہ مراد ہے جیسا کہ بعض روایات میں عرش کا ذکر بھی ہے ② **ظل** سے مراد حفاظتِ خداوندی اور رحمتِ الٰہی ہے جیسا کہ ایک حدیث میں آتا ہے **السُّلطان ظلّ الله في الارض** دنیا میں اللہ کا سایہ سلطان ہوتا ہے یعنی بادشاہ کے ذریعہ سے حفاظت ہوتی ہے ③ یہ کنایہ ہے راحتوں اور نعمتوں سے، مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن ان کو وہاں کی راحتیں اور نعمتیں بھرپور ملیں گی۔

﴿الورقة الثانية: في الحديث﴾

﴿السوال الاول﴾ ۱۴۳۱ھ

الشق الاوّل .....عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ "اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ بِالسَّهْمِ الْوَاحِدِ ثَلَاثَةَ نَفَرٍ الْجَنَّةَ: صَانِعَهٗ يَحْتَسِبُ فِيْ صَنْعَتِهِ الْخَيْرَ وَالرَّامِيَ بِهٖ وَمُنْبِلَهٗ وَارْمُوْا وَارْكَبُوْا وَاَنْ تَرْمُوْا اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ تَرْكَبُوْا وَمَنْ تَرَكَ الرَّمْيَ بَعْدَ مَا عَلِمَهٗ رَغْبَةً عَنْهُ فَاِنَّهَا نِعْمَةٌ تَرَكَهَا (حدیث:۱۳۳۵)

حدیث مبارک پر اعراب لگائیں۔ ترجمہ کریں۔ مخطوطہ الفاظ کے ابواب اور معانی لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) الفاظ مخطوطہ کے ابواب ومعانی۔

جواب ..... ❶ حدیث پر اعراب:۔ **کما مرّ فی السوال آنفا۔**

❷ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ بے شک اللہ تعالیٰ ایک تیر کی وجہ سے تین آدمیوں کو جنت میں داخل فرماتے ہیں اس کے بنانے والے کو جو اس کے بنانے سے ثواب کی امید رکھے اور اس تیر کو چلانے والا اس تیر کو ترکش سے نکال کر دینے والا، تیر اندازی کرو اور گھڑ سواری کرو اور تمہارا تیر اندازی کرنا تمہارے گھڑ سواری کرنے سے مجھے زیادہ پسند ومحبوب ہے اور جس شخص نے تیر اندازی کو سیکھنے کو بعد بے رغبتی کی وجہ سے چھوڑ دیا تو بے شک وہ ایک نعمت تھی جس کو اس نے چھوڑ دیا۔

0313 6357913 maktabahazkariyamultan@gmail.com

❸ الفاظ مخطوطہ کے ابواب ومعانی:۔ **"يَحْتَسِبُ"** یہ باب افتعال سے مضارع معلوم کا صیغہ ہے بمعنی ثواب کی امید رکھنا۔

"اِرْمُوْا" یہ باب ضرب سے امر حاضر معلوم کا صیغہ ہے بمعنی تیر پھینکنا اور تیر اندازی کرنا۔

"اِرْكَبُوْا" یہ باب سمع سے امر حاضر معلوم کا صیغہ ہے بمعنی سوار ہونا۔

"تَرَكَ" یہ باب نصر سے ماضی معلوم کا صیغہ ہے بمعنی چھوڑنا۔ **"عَلِمَهٗ"** یہ باب سمع سے ماضی معلوم کا صیغہ ہے بمعنی سیکھنا۔

الشق الثانی .....**عن زيد بن ارقم قال: كان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم يقول "اللهم انی أعوذبك من العجز والكسل والبخل والهرم وعذاب القبر، اللهم نفسی تقواها وزكها انت خير من زكاها، انت وليها ومولاها، اللهم انی**

اعوذبك من علم لاينفع ومن قلب لايخشع ومن نفس لاتشبع ومن دعوة لايستجاب لها ۔(حدیث:۱۴۷۹)

حدیث کا ترجمہ کریں۔**اعوذبك من علم لاينفع ومن قلب لايخشع** کی ترکیب کریں۔مخطوطہ الفاظ کے ابواب اور معانی لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں(۱) حدیث کا ترجمہ (۲) مذکورہ جملہ کی ترکیب (۳) الفاظ مخطوطہ کے ابواب ومعانی۔

جواب..... ❶ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے **اللهم انى اعوذ بك من العجز الخ** (ترجمہ،اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں عاجزی اور سستی سے،بخل اور کبر سے اور قبر کے عذب سے اے اللہ میرے نفس کو اس کا تقویٰ دے اور اس کو پاک کردے اور تو سب سے بہتر پاک کرنے والا ہے تو ہی اس کا والی ومولی ہے اے اللہ! بے شک میں تیری پناہ مانگتا ہوں ایسے علم سے جو نفع نہ دے اور ایسے دل سے جس میں خوف نہ ہو اور ایسے نفس سے جو سیر نہ ہو اور ایسی دعاء سے جو قبول نہ ہو۔

❷ مذکورہ جملہ کی ترکیب:۔ **اعوذ** فعل وفاعل **بك** جار ومجرور مل کر متعلق اوّل **من** جارہ **علم** موصوف **لاينفع** فعل وفاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صفت،موصوف صفت مل کر مجرور،جار مجرور ملکر معطوف علیہ،مابعد والا جملہ معطوف،معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر متعلق ثانی،فعل اپنے فاعل اور دونوں متعلقوں سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

❸ الفاظ مخطوطہ کے ابواب ومعانی:۔ "اَعُوْذُ" یہ باب نصر سے مضارع معلوم کا صیغہ ہے بمعنی پناہ مانگنا۔

"لَا يَنْفَعُ" یہ باب فتح سے نفی مضارع معلوم کا صیغہ ہے بمعنی نفع دینا۔

"لَا يَخْشَعُ" یہ باب فتح سے نفی مضارع معلوم کا صیغہ ہے۔بمعنی ڈرنا۔

"لَاتَشْبَعُ" یہ باب سمع سے نفی مضارع معلوم کا صیغہ ہے بمعنی سیر ہونا۔

"لَايُسْتَجَابُ" یہ باب استفعال سے نفی مضارع مجہول کا صیغہ ہے بمعنی قبول کرنا۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۱ھ

الشق الاوّل.....**قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِيْمَانِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَاُ الْمِيْزَانَ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَاٰنِ اَوْ تَمْلَاُ مَابَيْنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالصَّلَاةُ نُوْرٌ وَالصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ وَالصَّبْرُ ضِيَاءٌ وَالْقُرْاٰنُ حُجَّةٌ لَكَ اَوْ عَلَيْكَ، كُلُّ النَّاسِ يَغْدُوْ فَبَائِعٌ نَفْسَهٗ فَمُعْتِقُهَا اَوْ مُوْبِقُهَا** ۔(حدیث:۲۵)

حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں،حدیث کا صاف اور واضح مطلب لکھیں،خط کشیدہ الفاظ کی صرفی تحقیق لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں(۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) حدیث کا مطلب (۴) الفاظِ مخطوطہ کی لغوی تحقیق۔

جواب..... ❶ حدیث پر اعراب:۔ **كمامرّ فى السوال آنفا**۔

0313 6357913, maktabazakariyamultan@gmail.com

❷ حدیث کا ترجمہ:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نظافت نصف ایمان ہے،اور **الحمدللہ** کا کلمہ ترازو کو ثواب سے بھر دے گا اور **سبحان اللہ، الحمدللہ** کے کلمات آسمان اور زمین کے درمیان فضا کو بھر دیتے ہیں،نماز نور ہے،صدقہ دینا ایمان کی دلیل ہے اور صبر کرنا روشنی ہے،قرآن پاک تیرے موافق یا مخالف دلیل کی حیثیت رکھتا ہے،ہر انسان صبح کو اُٹھنے والا ہے پس اپنے آپ کو بیچنے والا ہے(نیک کام کرکے) اپنے نفس کو جہنم سے آزاد کرنے والا ہے یا(برے کام کرکے) اس کو تباہ وبرباد کرنے والا ہے۔

❸ حدیث کا مطلب:۔ **الطهور شطر الايمان** نظافت نصف ایمان ہے مطلب یہ ہے کہ ظاہری نجاست (حقیقی وحکمی) کو دور کرنا آدھی پاکیزگی ہے اور آدھی پاکیزگی نجاست باطنی یعنی حسد،کینہ،بغض وغیرہ سے اپنے آپ کو پاک کرنا ہے۔اس حدیث میں ترغیب ہے کہ جس طرح ظاہری پاکیزگی ضروری ہے اسی طرح باطنی پاکیزگی بھی حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔

الحمدللہ تملأ الميزان آسمیں **الحمد للہ** کے ثواب کی طرف اشارہ ہے کہ قیامت کے دن **الحمد للہ** کا ثواب ترازو کو بھر دیگا۔

الصلوٰۃ نور نماز روشنی ہے یعنی دنیا میں بھی اس نماز سے حق کی طرف رہنمائی ملتی ہے اور روزِ قیامت پل صراط سے گزرتے وقت اس کی روشنی ہوگی جو نمازی کو وہاں کام دیگی۔ **الصدقة برهان** محدثین ﷺ فرماتے ہیں کہ صدقہ دینا مومن اور مخلص ہونے کی علامت و دلیل ہے۔ **الصبر ضياء** صبر روشنی ہے کہ صبر بھی مومن کا ہتھیار رہے اس سے مومن کو استقامت ملتی ہے۔

القرآن حجة لك او عليك ایک دوسری روایت میں آتا ہے **يُحاجّ العباد** قرآن مجید قیامت میں بندوں سے جھگڑا کرے گا اپنے حقوق کے بارے میں جس طرح انسان آپس میں ایک دوسرے کے خلاف جھگڑتے ہیں یا دوسرا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ جو شخص قرآن کے حقوق ادا کرے تو قرآن قیامت کے دن اس کے بارے میں سفارشی ہوگا اور اس شخص کے لئے قرآن حجت اور دلیل بن جائے گا اور اگر قرآن کے حقوق کو ادا نہ کیا تو قیامت کے دن یہ قرآن اس کے خلاف ہوجائے گا۔

كل الناس يَغْدُوْ ہر شخص جب صبح کے وقت اپنے گھر سے نکلتا ہے تو اپنے نفس کو جہنم سے آزاد کرنے والا ہوتا ہے یا ہلاک کرنے والا یعنی اگر وہ دن کو اچھے اعمال کرے گا تو اسے جہنم سے آزاد کرے گا، جہنم کی آگ سے محفوظ کرے گا اور اگر برے کام اور اعمال کرے گا تو پھر خود ہی اپنے نفس کو ہلاک اور تباہ و برباد کرے گا۔

❹ الفاظِ مخطوطہ کی لغوی تحقیق:۔ "**تَمْلَأُنِ**" صیغہ تثنیہ مؤنث غائب مضارع معلوم باب فتح بمعنی بھرنا۔

"**برهان**" اسم ہے بمعنی دلیل و حجت، اس کی جمع **براهين** ہے۔

"**يَغْدُوْ**" واحد مذکر غائب مضارع معلوم از باب نصر بمعنی صبح کے وقت آنا۔

"**معتقها**" صیغہ واحد مذکر اسم فاعل باب افعال بمعنی آزاد کرنا، **عَتْقًا و عِتْقًا** (ضرب) بمعنی آزاد ہونا۔

"**موبقها**" صیغہ واحد مذکر اسم فاعل باب افعال بمعنی ہلاک کرنا۔ ضَرَبَ سے بمعنی ہلاک ہونا۔

الشق الثانی.....**قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ قَالَ يَعْنِيْ اِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهٖ "بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" يُقَالُ لَهٗ: هُدِيْتَ وَكُفِيْتَ وَوُقِيْتَ وَتَنَحّٰى عَنْهُ الشَّيْطَانُ۔** (حدیث:۸۳)

حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، حدیث کا مطلب تحریر کریں، خط کشیدہ کلمات کی صرفی تحقیق کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) حدیث کا مطلب (۴) الفاظِ مخطوطہ کی صرفی تحقیق۔

جواب..... ❶ حدیث پر اعراب:۔ **كمامرّ في السوال آنفا۔**

❷ حدیث کا ترجمہ:۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص گھر سے نکلتے وقت کہے کہ **بسم الله توكلت على الله لاحول ولا قوة الّا بالله** (اللہ کے نام سے نکلا ہوں اللہ پر توکل کیا، گناہ سے بچنے اور نیکی کرنے کی توفیق اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے) تو اس کو کہا جاتا ہے کہ تو ہدایت دیا گیا اور کفایت کیا گیا اور بچالیا گیا ہے اور شیطان اس سے دور ہوجاتا ہے۔

0313 6357 113 maktabaazkari@gmail.com

❸ حدیث کا مطلب:۔ اس حدیث میں آپ ﷺ نے گھر سے نکلتے وقت کی دعا بتلائی ہے کہ آدمی گھر سے نکلتے وقت یہ دعا پڑھے **بسم الله توكلت على الله الخ** اس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ شیطان اس سے دور ہوجاتا ہے، یہ دعا پڑھنا اگرچہ علماء نے مستحب لکھا ہے مگر دیکھیں کہ شریعت مطہرہ کے مستحب کاموں میں جب اتنی حفاظت ہے تو پھر سنن واجبات اور فرائض میں کتنی حفاظت ہوگی، یہ دعا پڑھ کر آدمی نے اللہ کی ذات پر توکل و اعتماد کیا اور **لاحول** کے ذریعے اپنے آپ کو عاجز مانا اس پر اللہ کی طرف سے اس کو ہدایت کا انعام ملا، ہدایت اس بات کا نام ہے کہ بندہ اللہ کو یاد کرے اور اس پر اعتماد کامل رکھنے کے ساتھ اپنے تمام امور کو اللہ کے سپرد کردے۔

❹ الفاظِ مخطوطہ کی لغوی تحقیق:۔ "**هُدِيْتَ**" صیغہ واحد مذکر حاضر فعل ماضی مجہول باب ضرب بمعنی ہدایت دینا، راہ دکھانا۔

"**كُفِيْتَ**" صیغہ واحد مذکر حاضر فعل ماضی مجہول باب ضرب بمعنی کافی ہونا۔

"**وُقِيْتَ**" صیغہ واحد مذکر حاضر فعل ماضی مجہول باب ضرب بمعنی کسی کی حفاظت کرنا و بچانا۔

"تَنَحّٰی" صیغہ واحد مذکر حاضر فعل ماضی معلوم باب تفعّل بمعنی علیحدہ ہونا، جدا ہونا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۱ھ

الشق الاوّل.....عَنْ جَابِرٍ قَالَ: اَرَادَ بَنُوْ سَلِمَةَ اَنْ يَنْتَقِلُوْ قُرْبَ الْمَسْجِدِ فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهُمْ، اِنَّهٗ بَلَغَنِيْ اَنَّكُمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَنْتَقِلُوْ قُرْبَ الْمَسْجِدِ فَقَالُوْا؟ نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْاَرَدْنَا ذٰلِكَ ، فَقَالَ: بَنِيْ سَلِمَةَ دِيَارَكُمْ تُكْتَبْ آثَارُكُمْ، دِيَارَكُمْ تُكْتَبْ آثَارُكُمْ۔ (حدیث:۱۳۶)

حدیث پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، حدیث کا مطلب بیان کریں، بنی سلمة دیارکم تکتب آثارکم کی ترکیب لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) حدیث کا مطلب (۴) بنی سلمة دیارکم تکتب آثارکم کی ترکیب۔

جواب..... (۱) حدیث پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

(۲) حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قبیلہ بنوسلمہ نے مسجد کے قریب منتقل ہونے کا ارادہ کیا چنانچہ یہ خبر رسول اللہ ﷺ کو پہنچی آپ ﷺ نے ان کو فرمایا مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم مسجد کے نزدیک انتقالِ آبادی کرنا چاہتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا جی ہاں، رسول اللہ ﷺ ہم نے اسکا ارادہ کیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا اے بنوسلمہ! تم اپنے گھروں میں سکونت پذیر رہو تمہارے قدموں کو لکھا جائیگا۔

(۳) حدیث کا مطلب:۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قبیلہ بنوسلمہ کے گھر مسجد سے دور تھے انہوں نے مسجد کے قریب انتقالِ آبادی کرنے کا ارادہ کیا اس بات کی خبر حضور ﷺ کو پہنچ گئی تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ کیا تم نے مسجد کے قریب انتقالِ آبادی کرنے کا ارادہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا جی ہاں یارسول اللہ ﷺ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا جہاں تمہارے گھر ہیں وہیں سکونت پذیر رہو تمہارے قدموں کو لکھا جائے گا یعنی جتنے قدم ہوں گے اتنی نیکیاں تم کو ملیں گی، علماء فرماتے ہیں کہ فضیلت زیادہ تو اسی گھر کی ہوگی جو مسجد سے زیادہ قریب ہو کیونکہ جب مسجد پر اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے تو مسجد کے پڑوس والے بھی اس سے محروم نہیں ہوتے لیکن مسجد سے زیادہ قریب تو چند گھر ہی آباد ہو سکتے ہیں باقی گھر مسجد سے دور ہوں گے اس لئے ان کی بھی تسکینِ خاطر کے لئے ان کی بھی فضیلت حدیث بالا میں ارشاد فرمائی جارہی ہے کہ جتنے قدم بھی رکھے گا اُتنی نیکیاں اس کو ملیں گی۔

(۴) بنی سلمة دیارکم تکتب آثارکم کی ترکیب:۔ بنی سلمة مضاف ومضاف الیہ ملکر منادیٰ مفعول بہ ہے یا حرفِ ندا قائم مقام ادعو فعل محذوف کا، ادعو فعل اس میں انا ضمیر فاعل دیارکم مضاف ومضاف الیہ ملکر اِلْزَمُوْا فعل محذوف کے متعلق ہو کر معلل، تکتب فعل مجہول آثارکم مضاف ومضاف الیہ ملکر نائب فاعل، فعل ونائب فاعل ملکر جملہ فعلیہ ہو کر تعلیل، معلل تعلیل ملکر ندا، فعل اپنے فاعل مفعول بہ اور ندا سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

الشق الثانی.....عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حَيْدَةَ قَالَ قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَاحَقُّ زَوْجَةِ اَحَدِنَا عَلَيْهِ؟ قَالَ: اَنْ تُطْعِمَهَا اِذَا طَعِمْتَ وَتَكْسُوْهَا اِذَا اكْتَسَيْتَ وَلَا تَضْرِبِ الْوَجْهَ وَلَاتُقَبِّحْ وَلَاتَهْجُرْ اِلَّا فِي الْبَيْتِ۔ (حدیث:۲۷۷)

حدیث پر اعراب لگا کر ترجمہ وتشریح کریں، حقوقِ زوجہ بیان کریں، خط کشیدہ کلمات کی لغوی اور صرفی تحقیق لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں پانچ امور مطلوب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) حدیث کی تشریح (۴) حقوقِ زوجہ کی نشاندہی (۵) الفاظِ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق۔

جواب..... (۱) حدیث پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

(۲) حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ بیوی کا حق خاوند پر کیسا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا جب تو کھانا کھائے تو اس کو بھی کھلائے، جب تو لباس پہنے تو اس کو بھی پہنائے اور اس کے چہرے پر نہ مار، اور اسے قبیح باتیں نہ کہو اور اس کے ساتھ قطع تعلق نہ کرو مگر گھر کے اندر۔

③ حدیث کی تشریح:۔ اس حدیث کریمہ کے اندر سرکارِ دوعالم ﷺ نے مرد پر عورت کے بعض حقوق کی نشاندہی کی ہے اور بعض معاملات پر تنبیہ فرمائی ہے کہ جب مرد خود کچھ کھائے پیئے تو زوجہ کو بھی کھلائے پلائے اور خود جس طرح کا کپڑا پہنے اسے بھی پہنائے یعنی کھانے پینے اور پہننے میں مساوات کرے اور عورت کے چہرے پر بالکل نہ مارے اور اسے برا بھلا بھی نہ کہے اور اگر بغرضِ تنبیہ علیحدگی اختیار کرنا چاہتا ہے تو پھر اس کے بستر کو چھوڑ کر یا اسکے کمرے کو چھوڑ کر تنبیہ کرے، تنبیہ کیلئے گھر کو چھوڑنا صحیح نہیں ہے۔

④ حقوقِ زوجہ کی نشاندہی:۔ مرد پر بیوی کا حق یہ ہے کہ اپنی استطاعت وطاقت کے مطابق اچھا لباس، اچھی خوراک اور دیگر ضروریاتِ زندگی فراہم کرے۔

⑤ الفاظِ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق:۔ "تَكْسُوْهَا" صیغہ واحد مذکر حاضر مضارع معروف از باب نصر بمعنی لباس پہنانا۔

"تُطْعِمَهَا" صیغہ واحد مذکر حاضر مضارع معروف از باب افعال بمعنی کھانا کھلانا، طعم از سمع بمعنی کھانا کھانا۔

"اِكْتَسَيْتَ" صیغہ واحد مذکر حاضر ماضی معروف از باب افتعال بمعنی کپڑا پہننا۔

"لَاتُقَبِّحْ" صیغہ واحد مذکر نہی حاضر معروف از باب تفعیل بمعنی قبیح وناشائستہ بات کہنا۔

"لَاتَهْجُرْ" صیغہ واحد مذکر نہی حاضر معروف از باب نصر بمعنی قطع تعلق کرنا۔

﴿الورقة الثانية: فی الحديث﴾

﴿السوال الاول﴾ ۱۴۳۲ھ

الشق الاوّل.....وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَامِنْ غَازِيَةٍ اَوْ سَرِيَّةٍ تَغْزُوْ فَتَغْنَمُ وَتَسْلَمُ اِلَّاكَانُوْا قَدْ تَعَجَّلُوْا ثُلُثَيْ اُجُوْرِهِمْ وَمَامِنْ غَازِيَةٍ اَوْ سَرِيَّةٍ تُخْفِقُ وَتُصَابُ اِلَّاتَمَّ اُجُوْرُهُمْ۔

حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق ذکر کریں۔ (حدیث:۱۳۴۴)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) کلمات مخطوطہ کی لغوی تحقیق۔

جواب..... ① حدیث پر اعراب:۔ کما مرّ فی السوال آنفا۔

② حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ لڑنے والا جو گروہ یا لشکر جہاد کرے پھر مالِ غنیمت حاصل کرے اور صحیح سالم واپس لوٹ آئے تو اس نے اپنے دو تہائی اجر کو جلدی لے لیا، اور جو گروہ یا لشکر مالِ غنیمت حاصل نہ کرے اور زخمی کر دیا جائے اس کے لئے مکمل اجر ہے۔

③ کلمات مخطوطہ کی لغوی تحقیق:۔ "سَرِيَّةٍ" یہ مفرد ہے اس کی جمع سَرَايَا ہے بمعنی فوج کا دستہ۔

"غَازِيَةٍ" یہ اسم فاعل کا صیغہ ہے از مصدر غَزْوًا، غَزَاوَةً (نصر) بمعنی جنگ وجہاد کے لئے نکلنا۔

"فَتَغْنَمُ" یہ مضارع معلوم کا صیغہ ہے از مصدر غَنَمًا وَغَنِيْمَةً (سمع) بمعنی غنیمت حاصل کرنا۔

"تَسْلَمُ" یہ مضارع معلوم کا صیغہ ہے از مصدر سَلَامًا وَسَلَامَةً (سمع) بمعنی سلامتی والا ہونا۔

"تُخْفِقُ" یہ مضارع معلوم کا صیغہ ہے از مصدر اِخْفَاقًا (افعال) بمعنی محروم کرنا ہونا، حاجت میں ناکام لوٹنا۔

"تُصَابُ" یہ مضارع مجہول کا صیغہ ہے از مصدر اِصَابَةً (افعال) بمعنی پہنچانا۔

الشق الثانی.....وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ وَدَرَكِ الشَّقَاءِ وَسُوْءِ الْقَضَاءِ وَشَمَاتَةِ الْاَعْدَاءِ وَعَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُوْعِ فَاِنَّهٗ بِئْسَ الضَّجِيْعُ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخِيَانَةِ فَاِنَّهَا بِئْسَتِ الْبِطَانَةُ۔ (حدیث:۱۴۷۱، ۱۴۸۵)

احادیث مبارکہ پر اعراب لگا کر سلیس ترجمہ کریں، خط کشیدہ کلمات کے لغوی معنی ذکر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) احادیث پر اعراب (۲) احادیث کا ترجمہ (۳) کلمات مخطوطہ کی لغوی تحقیق۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

جواب..... ① احادیث پر اعراب:۔ کما مرّ فی السوال آنفا۔

② احادیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پناہ مانگو آزمائش کی سختی سے اور بدبختی کے آنے سے اور بری قضاوتقدیر سے اور دشمنوں کے خوش ہونے سے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے (ترجمہ) اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں بھوک سے کیونکہ وہ برا ساتھی ہے، اور تیری پناہ مانگتا ہوں خیانت سے کیونکہ وہ بری خصلت ہے

③ کلمات مخطوطہ کی لغوی تحقیق:۔ "جُهْدًا" یہ اسم ہے بمعنی سختی ومشقت مصدر (فتح) بمعنی کوشش کرنا۔

"اَلْبَلَاءُ" یہ اسم ہے بمعنی غم وآزمائش مصدر (نصر) بمعنی آزمانا، تجربہ کرنا۔

"دَرَكُ" یہ باب نصر کا مصدر ہے بمعنی لاحق ہونا، پانا۔ "شَمَاتَةُ" یہ اسم ہے بمعنی دشمن کے غم پر خوشی کا اظہار کرنا۔

"اَلضَّجِيْعُ" یہ صفت کا صیغہ ہے بمعنی ساتھ لیٹنے والا۔ "بِطَانَةُ" یہ اسم ہے بمعنی بھیدراز، اندرونی خصلت وعادت۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۲ھ

الشق الاوّل.....عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَبْدِاللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ الْاَشْعَرِیِّ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الرَّجُلِ يُقَاتِلُ شُجَاعَةً وَيُقَاتِلُ حَمِيَّةً وَيُقَاتِلُ رِيَاءً اَیُّ ذٰلِكَ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِیَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔ (حدیث:۸)

اعراب لگا کر ترجمہ کریں، حمیۃ، شجاعۃ، ریاء کی لغوی تحقیق کریں نیز کلمۃ اللہ سے کیا مراد ہے؟ وضاحت فرمائیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور توجہ طلب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) مذکورہ الفاظ کی لغوی تحقیق (۴) کلمۃ اللہ کی مراد۔

جواب..... ① حدیث پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

② حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ ایک آدمی شجاعت دکھانے، دوسرا حمیت جتانے، تیسرا ریاء کاری کی غرض سے لڑائی کرتا ہے ان میں کون اللہ کی راہ میں جہاد کر رہا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ کے کلمہ کو بلند کرنے کے لئے لڑتا ہے وہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے۔

③ مذکورہ الفاظ کی لغوی تحقیق:۔ "شجاعة" یہ مصدر ہے از باب کرم بمعنی دلیر وبہادر ہونا۔

"حمية" یہ مصدر ہے از باب سمع بمعنی نفرت کا اظہار کرنا۔ "رياء" یہ مصدر ہے بمعنی دکھلاوا اور ریاء کاری کرنا۔

④ کلمۃ اللہ کی مراد:۔ اس سے مراد شریعتِ مطہرہ دینِ اسلام ہے یعنی جو شخص شریعتِ مطہرہ کی سربلندی کے لئے جہاد کرے گا تو وہ اللہ کے راستے میں ہے اور اس کے دل کے معاملے کو اللہ تعالیٰ بہتر جانتے ہیں۔

0213 6357913 maktabazakariyanulcap@gmail.com

الشق الثانی.....عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا سَاَلَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الطَّاعُوْنِ فَاَخْبَرَهَا اَنَّهٗ كَانَ عَذَابًا يَبْعَثُهُ اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مَنْ يَشَاءُ فَجَعَلَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی رَحْمَةً لِلْمُؤْمِنِيْنَ فَلَيْسَ مِنْ عَبْدٍ يَقَعُ فِی الطَّاعُوْنِ فَيَمْكُثُ فِیْ بَلَدِهٖ صَابِرًا مُحْتَسِبًا يَعْلَمُ اَنَّهٗ لَا يُصِيْبُهٗ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ اِلَّا كَانَ لَهٗ مِثْلُ اَجْرِ الشَّهِيْدِ۔ (حدیث:۳۳)

حدیث پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، احادیث کی روشنی میں طاعون زدہ علاقے میں رہنے کا حکم بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں ① حدیث پر اعراب ② حدیث کا ترجمہ ③ طاعون زدہ علاقے میں رہنے کا حکم۔

جواب..... ① حدیث پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

② حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طاعون کے متعلق دریافت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بتایا کہ طاعون عذابِ الٰہی تھا اللہ تعالیٰ جن لوگوں پر چاہتا تھا اس کو مسلط کر دیتا تھا اب اللہ نے اس کو ایمانداروں

کے لئے رحمت بنادیا ہے پس جو مؤمن انسان طاعون کی بیماری میں مبتلا ہوجائے وہ صبر اور طلبِ ثواب کی نیت سے اپنے شہر میں ہی رہے اس بات پر یقین کرتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے جو لکھ دیا ہے وہ پہنچ کر رہے گا تو اس کو شہید کے برابر ثواب ملے گا۔

③ طاعون زدہ علاقے میں رہنے کا حکم:۔ جہاں قیام پذیر ہے اگر کوئی ناگہانی آفت آجائے تو صبر واطمینان کا مظاہرہ کرے، ناشکری کا اظہار بھی نہ کرے، اس صورت میں اگر اس کی موت واقع ہوجاتی ہے تو وہ شہادت کے درجے پر فائز ہوجائے گا۔ یہ حکم اس لئے ہے کہ وبائی بیماری دوسری جگہ نہ پھیلے، نیز اگر تمام تندرست لوگ نقل مکانی کرجائیں گے تو پھر مردوں کی تجہیز وتکفین کون کرے گا۔ یہی حکم دوسرے شہر کے لوگوں کے لئے بھی ہے کہ وہ طاعون زدہ شہر میں جانے سے اجتناب کریں جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں جب طاعون آیا تو وہ بھی اس جگہ تشریف نہیں لے گئے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۲ھ

الشق الاوّل.....عَنْ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اُمِّ الْحَكَمِ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا فَزِعًا يَقُوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَأْجُوْجَ وَمَأْجُوْجَ مِثْلُ هٰذِهٖ وَحَلَقَ بِاِصْبَعَيْهِ الْاِبْهَامِ وَالَّتِيْ تَلِيْهَا فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَهْلِكُ وَفِيْنَا الصَّالِحُوْنَ قَالَ نَعَمْ اِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ (حدیث:۱۸۹)

حدیث پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، **ردم یأجوج ومأجوج** سے کیا مراد ہے؟ نیز **حلق باصبعیه الابهام والتی تلیها** کا مطلب واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور توجہ طلب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) **ردم یاجوج ماجوج** کی مراد (۴) **حلق باصبعیه الابهام الخ** کا مطلب۔

جواب..... ① حدیث پر اعراب:۔ **کمامرّ فی السوال آنفا**۔

② حدیث کا ترجمہ:۔ ام المؤمنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ انکے پاس گھبراہٹ کے عالم میں تشریف لائے، آپ ﷺ فرمارہے تھے **لا اله الا الله** عرب کیلئے ہلاکت ہے اس شر سے جو قریب آچکا ہے، آج یاجوج وماجوج کی دیوار کو اس قدر کھول دیا گیا ہے، آپ ﷺ نے انگوٹھے کے ساتھ متصل انگلی کے ساتھ حلقہ بناتے ہوئے ارشاد فرمایا، میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! کیا ہم تباہ وبرباد ہوجائیں گے جبکہ ہم میں نیک لوگ موجود ہونگے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں جب کہ خباثتیں زیادہ ہوجائینگی۔

③ **ردم یاجوج ماجوج کی مراد:۔** اس سے مراد ذوالقرنین بادشاہ کی تعمیر کردہ وہ دیوار ہے جس کو اس نے یاجوج ماجوج کا راستہ روکنے کے لئے دو پہاڑوں کے درمیان تعمیر کیا تھا تا کہ وہ بقیہ انسانوں پر حملہ آور نہ ہوں اور اس سدِ یاجوج ماجوج میں بقدرِ حلقہ سوراخ ہونا اپنے حقیقی معنی میں بھی ہوسکتا ہے اور مجازی طور پر اس دیوار کے کمزور ہونے کے معنی میں بھی ہوسکتا ہے۔

④ **حلق باصبعیه الابهام الخ** کا مطلب:۔ آپ ﷺ نے انگوٹھے اور اس کے ساتھ والی انگلی کو ملا کر حلقہ بناتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا کہ آج یاجوج ماجوج کی دیوار کو اِس قدر یعنی معمولی مقدار میں کھول دیا گیا ہے۔

الشق الثانی.....وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ كَانَتْ عِنْدَهٗ مَظْلَمَةٌ لِاَخِيْهِ مِنْ عِرْضِهٖ اَوْ مِنْ شَيْئٍ فَلْيَتَحَلَّلْهُ مِنْهُ الْيَوْمَ قَبْلَ اَنْ لَا يَكُوْنَ دِيْنَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ اِنْ كَانَ لَهٗ عَمَلٌ صَالِحٌ اُخِذَ مِنْهُ بِقَدْرِ مَظْلَمَتِهٖ وَاِنْ لَمْ يَكُنْ لَهٗ حَسَنَاتٌ اُخِذَ مِنْ سَيِّئَاتِ صَاحِبِهٖ فَحُمِلَ عَلَيْهِ۔ (حدیث:۲۱۰)

حدیث پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، حدیث کا مضمون بظاہر **ولاتزروازرة وزراخریٰ** کے خلاف ہے اسکی وضاحت فرمائیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) حدیث سے رفعِ تعارض۔

جواب..... ① حدیث پر اعراب:۔ **کمامرّ فی السوال آنفا**۔

② حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس شخص پر اس کے کسی بھائی کا حق ہو مثلاً

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

عزت یا اسی طرح کی کوئی اور چیز تو ضروری ہے کہ آج ہی اس سے معافی طلب کرلے اس سے پہلے کہ نہ اس کے پاس دینار رہیں گے نہ درہم، اگر اس کے نیک اعمال ہوں گے تو اس کے ظلم کے مطابق اس سے نیکیاں لی جائیں گی اور اگر ظالم کی نیکیاں نہیں ہیں تو مظلوم کی برائیوں کو ظالم کے حساب میں لکھ دیا جائے گا۔

③ حدیث سے رفعِ تعارض۔ سوال ہوتا ہے کہ بظاہر قرآن وحدیث میں تعارض ہے اس لئے کہ قرآن کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے **ولاتزروازرۃ وزر اخریٰ** کہ کوئی بھی شخص روزِ محشر دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا، ہر ایک اپنے اعمال کی جزاء وسزا وصول کرے گا اور اس حدیث میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے کہ ظالم کی نیکیاں مظلوم کو دے دی جائیں گی اور اگر ظالم کی نیکیاں نہ ہوں گی تو پھر مظلوم کی برائیاں ظالم کے نامۂ اعمال میں درج کردی جائیں گی تو اس کا جواب یہ ہے کہ ظالم کی نیکیوں کا مظلوم کو ملنا یا مظلوم کی برائیوں کا ظالم کو ملنا یہ آیت کے خلاف نہیں ہے اس لئے کہ ظالم کی نیکیاں جو مظلوم کو دی جارہی ہیں یا مظلوم کی برائیاں ظالم کو دی جا رہی ہیں یہ بھی درحقیقت ظالم کے اپنے ہی ہاتھ کے کئے ہوئے اعمال کا بدلہ ونتیجہ ہے۔

﴿الورقة الثانية: فی الحديث﴾

﴿السوال الاول﴾ ۱۴۳۳ھ

الشق الاوّل.....عَنْ مَعَاذٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَنْ قَاتَلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مِنْ رَّجُلٍ مُّسْلِمٍ فَوَاقَ نَاقَةٍ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَمَنْ جُرِحَ جَرْحًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ نَكَبَ نَكْبَةً فَاِنَّهَا تَجِيْءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَاَغْزَرِ مَاكَانَتْ، لَوْنُهَا كَالزَّعْفَرَانِ وَرِيْحُهَا كَالْمِسْكِ۔ (حدیث:۱۲۹۶)

حدیث شریف پر اعراب لگا کر واضح ترجمہ کریں۔ خط کشیدہ کلمات کی لغوی تشریح کریں۔ فانھا میں ھا ضمیر کا مرجع متعین کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور توجہ طلب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) کلمات مخطوطہ کی لغوی تشریح (۴) ھا ضمیر کا مرجع۔

جواب..... ① حدیث پر اعراب:۔ کما مرّ فی السوال آنفا۔

② حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس مسلمان شخص نے اونٹنی کے دو دفعہ دودھ دینے کے درمیان وقت کی بقدر اللہ کے راستہ میں جہاد کیا تو اس کیلئے جنت واجب ہوگئی اور جو شخص اللہ کے راستہ میں زخمی کیا گیا یا اسے کوئی مصیبت وچوٹ آئی تو وہ قیامت کے دن پہلے سے زیادہ تازہ زخم کے ساتھ آئے گا اسکا رنگ زعفران جیسا اور خوشبو مشک جیسے ہوگی۔

③ کلمات مخطوطہ کی لغوی تشریح:۔ "فَوَاقَ نَاقَةٍ" اسم ہے بمعنی دومرتبہ (صبح وشام) دودھ دوہنے کا درمیانی وقفہ یا ایک ہی وقت میں تھن سے دومرتبہ دودھ نکالنے کا درمیانی معمولی وقفہ (ایک دوسیکنڈ)۔

"نُكِبَ" صیغہ واحد مذکر غائب بحث ماضی مجہول از مصدر نَكْبًا (نصر) بمعنی مصیبت زدہ ہونا اَلنَّكْبَةُ یہ مفرد ہے اسکی جمع نَكَبَاتٌ ہے بمعنی مصیبت۔ كَاَغْزَرِ "صیغہ واحد مذکر بحث اسم تفضیل از مصدر غَزْرًا وغَزَارَةً (کرم) بمعنی کثیر ہونا، اسم بمعنی کثرت

④ ھا ضمیر کا مرجع:۔ مذکورہ جملہ میں ھا ضمیر کا مرجع نکبۃ ہے اور بواسطہ عطف کے مرجع جَرْحٌ بھی ہے۔

الشق الثانی.....وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهٗ كَانَ يَدْعُوْ بِهٰذَا الدُّعَاءِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ خَطِيْئَتِيْ وَجَهْلِيْ وَاِسْرَافِيْ فِيْ اَمْرِيْ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ جِدِّيْ وَ هَزْلِيْ وَخَطَئِيْ وَعَمَدِيْ وَكُلُّ ذٰلِكَ عِنْدِيْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ مَاقَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ۔ (حدیث:۱۴۷۶)

حدیث شریف پر اعراب لگائیں۔ حدیث کا ترجمہ اور مفہوم وضاحت کے ساتھ تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور حل طلب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) حدیث کا مفہوم۔

جواب ..... ❶ حدیث پر اعراب:۔ **کما مرّ فی السوال آنفا۔**

❷ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے۔ **اللھم اغفرلی الخ** (ترجمہ) اے اللہ! تو میری خطا، نادانی، کاموں میں زیادتی اور جن باتوں کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے بخش دے اے اللہ! میری سنجیدہ ومزاحیہ غیر ارادی اور ارادی سب خطاؤں کو بخش دے اور یہ تمام خطائیں مجھ میں موجود ہیں اے اللہ! میری اگلی وپچھلی، پوشیدہ وظاہری اور وہ خطائیں جن کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے ان سب کو بخش دے تو ہی آگے کرنیوالا اور پیچھے رکھنے والا ہے اور تو ہر چیز پر قادر ہے۔

❸ حدیث کا مفہوم:۔ اس حدیث مبارکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دعا کا ذکر ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ اے میرے پروردگار! میری غلطیوں ونادانیوں اور کاموں کی زیادتی کے گناہوں کو سنجیدگی ومزاح، ارادی وغیر ارادی سب خطاؤں کو بخش دے اور میں تسلیم کرتا ہوں کہ میرے اندر ان سب خطاؤں کا پایا جانا ممکن ہے اور نیز میرے سابقہ زندگی کے گناہ اور آئندہ زندگی کے گناہ خواہ وہ چھپ کر ہوئے یا ظاہرا ہوئے تمام کے تمام گناہ جن کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ ان سب خطاؤں کو معاف فرما تو ہی عمل صالح کی توفیق کے ذریعہ جنت کی طرف آگے کرنے والا ہے اور تو ہی عمل بد وخطاؤں کے ذریعہ رسوا وذلیل کر کے جنت اور عمل صالح سے پیچھے رکھنے والا ہے اور تو ہر چیز پر قادر ہے لہٰذا میری تمام خطاؤں ولغزشوں کو معاف فرمادے۔

اس حدیث ودعا سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ تمام گناہ سرزد بھی ہوئے، بلکہ یہ دعا ہے اور دعا میں عاجزی وانکساری کے ذریعہ معافی کو طلب کیا جاتا ہے اور خود کو امکانی وجہ سے بڑے سے بڑے مجرم کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۲ھ

الشق الاوّل .....عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اِحْتَجَّتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ فَقَالَتِ النَّارُ فِیَّ الْجَبَّارُوْنَ وَالْمُتَکَبِّرُوْنَ وَقَالَتِ الْجَنَّةُ فِیَّ ضُعَفَاءُ النَّاسِ وَمَسَاکِیْنُھُمْ فَقَضَی اللّٰہُ بَیْنَھُمَا اِنَّکِ الْجَنَّةُ رَحْمَتِیْ اَرْحَمُ بِکِ مَنْ اَشَاءُ وَاِنَّکِ النَّارُ عَذَابِیْ اُعَذِّبُ بِکِ مَنْ اَشَاءُ وَلِکِلَیْکُمَا عَلَیَّ مِلْؤُھَا۔ (حدیث:۲۵۴)

حدیث پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، جنت اور جہنم کے بھرنے کی کیفیت احادیث کی روشنی میں بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) جنت وجہنم کو بھرنے کی کیفیت۔

جواب ..... ❶ حدیث پر اعراب:۔ **کمامرّ فی السوال آنفا۔**

❷ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت اور دوزخ میں جھگڑا ہوا، دوزخ نے کہا مجھ میں سرکش متکبر لوگ داخل ہوں گے جنت نے کہا مجھ میں کمزور، مسکین لوگ داخل ہوں گے۔ اللہ نے ان کے جھگڑے کو نمٹاتے ہوئے جنت کو فرمایا کہ تو میری رحمت ہے جس پر رحم کرنا چاہوں گا تیرے ذریعہ کروں گا اور دوزخ کو فرمایا کہ تو میرا عذاب ہے تیرے ذریعہ جس کو چاہوں گا عذاب دوں گا، اور میں نے تم دونوں کو ہی بھرنا ہے۔

❸ جنت وجہنم کو بھرنے کی کیفیت:۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب جنتی جنت میں چلے جائیں گے اور جہنمی جہنم میں چلے جائیں گے تو جہنم مطالبہ کرے گی **ھل من مزید** کہ میرے اندر لاؤ، تو اللہ تعالیٰ اپنا قدم مبارک (**کمایلیق بشانہ**) جہنم میں رکھیں گے جس سے جہنم بھر جائے گی اور بول اٹھے گی بس بس، اور جنت کے بھرنے کے لئے اللہ تعالیٰ ایک نئی مخلوق پیدا فرمائیں گے جس کے داخل کرنے سے جنت بھر جائے گی۔

الشق الثانی .....عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَاغِرْتُ عَلٰی اَحَدٍ مِنْ نِسَاءِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم مَاغِرْتُ عَلٰی خَدِیْجَةَ وَمَا رَاَیْتُھَا قَطُّ وَلٰکِنْ کَانَ یُکْثِرُ ذِکْرَھَا وَرُبَّمَا ذَبَحَ الشَّاةَ ثُمَّ یُقَطِّعُھَا اَعْضَاءً ثُمَّ یَبْعَثُھَا فِیْ صَدَائِقِ خَدِیْجَةَ فَرُبَّمَا قُلْتُ لَهٗ کَاَنْ لَّمْ یَکُنْ فِی الدُّنْیَا اِلَّا خَدِیْجَةُ فَیَقُوْلُ اِنَّھَا کَانَتْ وَکَانَتْ وَکَانَ لِیْ مِنْھَا وَلَدٌ۔ (حدیث:۳۴۴)

حدیث پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، **ثم یبعثھا فی صدائق خدیجة** کی ترکیب کریں اور **الاخدیجة** کی ترکیبی حیثیت واضح کریں۔

0312 6357013 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) جملہ کی ترکیب۔

جواب..... (۱) حدیث پر اعراب:۔ **کمامرّ فی السوال آنفا۔**

(۲) حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عورتوں میں سے کسی پر اتنا رشک مجھ کو نہیں آتا جتنا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پر آتا تھا میں نے ان کو دیکھا بھی نہیں تھا البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کثرت کے ساتھ ان کا تذکرہ فرماتے اور بسا اوقات بکری ذبح کر کے اس کے اعضاء علیحدہ علیحدہ کر کے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کی طرف بھیجتے، اس پر میں اکثر کہہ دیا کرتی یوں معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ کوئی عورت ہی نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ وہ ایسی ایسی تھی یعنی تعریف کے کلمات فرماتے اور فرماتے کہ اس سے میری اولاد بھی ہے۔

(۳) جملہ کی ترکیب:۔ **ثم** عاطفہ **یبعث** فعل وفاعل **ھا** ضمیر مفعول بہٖ **فی** حرفِ جار **صدائق خدیجة** مضاف ومضاف الیہ ملکر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے، فعل اپنے فاعل مفعول بہٖ اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر ماقبل والے جملہ کا معطوف ہوا۔

الّا خدیجة : الّا حرفِ استثناء ہے اور **خدیجة** مستثنیٰ ہے اور اس کا مستثنیٰ منہ **النساء** محذوف ہے جو کہ **لم یکن** کا اسم ہے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۳ھ

الشق الاوّل.....عَنِ الْمِقْدَادِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ تُدْنَى الشَّمْسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الْخَلْقِ حَتّٰى تَكُوْنَ مِنْهُمْ كَمِقْدَارِ مِيْلٍ قَالَ سَلِيْمُ بْنُ عَامِرٍ الرَّاوِيُّ عَنِ الْمِقْدَادِ فَوَاللّٰهِ مَا اَدْرِيْ مَا يَعْنِيْ بِالْمِيْلِ اَمَسَافَةُ الْاَرْضِ اَمِ الْمِيْلِ الَّذِيْ تُكْتَحَلُ بِهِ الْعَيْنُ: فَيَكُوْنُ النَّاسُ عَلٰى قَدْرِ اَعْمَالِهِمْ فِي الْعَرَقِ فَمِنْهُمْ مَنْ يَكُوْنُ اِلٰى كَعْبَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَكُوْنُ اِلٰى رُكْبَتَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَكُوْنُ اِلٰى حِقْوَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يُلْجِمُهُ الْعَرَقُ اِلْجَامًا، وَاَشَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهٖ اِلٰى فِيْهِ۔ (حدیث:۴۰۲)

حدیث پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، **تدنی الشمس یوم القیامة من الخلق** کی ترکیب کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) جملہ کی ترکیب۔

جواب..... (۱) حدیث پر اعراب:۔ **کمامرّ فی السوال آنفا۔**

(۲) حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت مقداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا قیامت والے دن سورج کو مخلوق کے قریب کر دیا جائے گا حتیٰ کہ وہ ان سے ایک میل کے فاصلہ پر ہوگا، حضرت مقداد رضی اللہ عنہ سے روایت کرنیوالے تابعی (یعنی حضرت سلیم بن عامر رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں اللہ کی قسم میں نہیں جانتا کہ میل سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا مراد تھی؟ کیا زمین کی مسافت یا سرمہ دانی کی وہ سلائی جس سے آنکھ میں سرمہ لگایا جاتا ہے (کیونکہ عربی زبان میں اس کو بھی میل کہا جاتا ہے) پس لوگ اپنے اپنے اعمال کے مطابق پسینے میں ہونگے، بعض ان میں سے وہ ہونگے جو اپنے ٹخنوں تک اور بعض اپنے گھٹنوں تک اور بعض اپنی کمر تک پسینے میں ڈوبے ہوئے ہونگے۔

(۳) جملہ کی ترکیب:۔ **یدنی** فعل **الشمس** نائب فاعل **یوم القیامة** مضاف ومضاف الیہ ملکر مفعول فیہ ہوا فعل کا **من الخلق** جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے، فعل اپنے نائب فاعل مفعول فیہ اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

الشق الثانی.....عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا صَلّٰى بِالنَّاسِ يَخِرُّ رِجَالٌ مِنْ قَامَتِهِمْ فِي الصَّلٰوةِ مِنَ الْخَصَاصَةِ وَهُمْ اَصْحَابُ الصُّفَّةِ حَتّٰى يَقُوْلَ الْاَعْرَابُ: هٰؤُلَاءِ مَجَانِيْنُ فَاِذَا صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنْصَرَفَ اِلَيْهِمْ فَقَالَ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَالَكُمْ عِنْدَاللّٰهِ تَعَالٰى لَاَحْبَبْتُمْ اَنْ تَزْدَادُوْا فَاقَةً وَحَاجَةً۔

حدیث پر اعراب لگائیں، ترجمہ کریں، اصحابِ صفہ کے احوال لکھیں۔ (حدیث:۵۱۵)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) اصحابِ صفہ کے احوال۔

جواب..... (۱) حدیث پر اعراب:۔ **کمامرّ فی السوال آنفا۔**

03136359393 maktabazakariyamultan@gmail.com

❷ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب لوگوں کو نماز پڑھاتے تو صف میں کھڑے بعض لوگ بھوک کی شدت سے گر پڑتے تھے اور یہ اصحابِ صفہ تھے۔ یہاں تک کہ دیہاتی لوگ کہتے کہ یہ پاگل ہیں پس جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوتے تو ان کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے کہ اگر تمہیں معلوم ہو جائے کہ اللہ جل شانہٗ کے ہاں تمہارے لئے کیا ہے تو تم اس بات کو پسند کرو کہ تم اس سے زیادہ حاجت اور فاقے میں مبتلا ہو۔

❸ اصحابِ صفہ کے احوال:۔ علامہ نوویؒ کے بقول اصحابِ صفہ غریب الدیار اور بے سروسامانی کی حالت میں تھے جن کو دنیاوی عیش وعشرت سے کوئی لگاؤ نہ تھا، مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ان کا مسکن تھا بلکہ مسجد کے ایک طرف آخر میں ایک صفہ یعنی چبوترہ تھا جو مسجد سے الگ تھا اسی میں رات گزارتے تھے اور وہی چھوٹا سا مدرسہ پورے عالم میں علوم کی ضیاء پاشیوں کا سبب بنا، تعداد میں کبھی بڑھ جاتے اور کبھی کم ہو جاتے، کبھی پچاس یا ساٹھ ہوتے اور کبھی چار سو تک پہنچ جاتے، فقر وفاقہ کا عالم یہ تھا کہ نماز پڑھتے پڑھتے صفوں ہی میں گر جاتے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ایک حدیث میں خود فرماتے ہیں کہ بھوک سے میرا برا حال ہوتا اور میں بے ہوش ہو جاتا، ترغیب کی ایک روایت میں ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے تین دن فاقہ کی وجہ سے اتنی کمزوری ہوئی کہ چلتے چلتے گر جاتا تھا اور لوگ دیوانہ کہتے تھے، صفہ تک بمشکل پہنچا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو ثرید کے پیالے رکھے ہوئے تھے جو آخر میں بچا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے عطاء فرمایا اور وہ ایک لقمہ سے زیادہ نہیں تھا لیکن اس میں برکت اتنی کہ میں کھاتا رہا اور سیر ہو گیا لیکن وہ ختم نہ ہوا۔

﴿الورقة الثانية: فی الحديث﴾

﴿السوال الاول﴾ ۱۴۳۴ھ

الشق الاوّل ..... عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَجُلًا اَتَی النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم یَتَقَاضَاهُ فَاَغْلَظَ لَهٗ فَهَمَّ بِهٖ اَصْحَابُهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم دَعُوْهُ فَاِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا ثُمَّ قَالَ اَعْطُوْهُ سِنًّا مِثْلَ سِنِّهٖ قَالُوْا: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ لَا نَجِدُ اِلَّا اَمْثَلَ مِنْ سِنِّهٖ، قَالَ : اَعْطُوْهُ فَاِنَّ خَیْرَکُمْ اَحْسَنُکُمْ قَضَاءً۔ (حدیث:۱۳۶۷)

حدیث شریف پر اعراب لگا کر سلیس ترجمہ کریں، مفہوم واضح کریں، خط کشیدہ کلمات کی لغوی تشریح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾..... اس سوال کا خلاصہ چار امور ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) حدیث کا مفہوم (۴) کلمات مخطوطہ کی لغوی تشریح۔

جواب ..... ❶ حدیث پر اعراب:۔ کما مرّ فی السوال آنفا۔

❷ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے قرض کی ادائیگی کا تقاضا ومطالبہ کر رہا تھا۔ اور اس نے آپ کو سخت الفاظ کہے پس حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسے ٹوکنے وجواب دینے کا ارادہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو اس کے اونٹ کی مثل ادا کرو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول اس کے اونٹ سے اعلیٰ اونٹ ہم پاتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہی اس کو دیدو اسلئے کہ تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو اپنا قرض اچھی طرح ادا کرے۔

❸ حدیث کا مفہوم:۔ مفہوم حدیث یہ ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرض لینا تھا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اپنے قرض کا مطالبہ کیا اور بدتمیزی کی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اُس کے اِس بُرے عمل کی وجہ سے غصہ آیا اور اُس کو جواب دینے یا مارنے کا ارادہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اِسے کچھ نہ کہو اس لئے کہ جس نے اپنا حق لینا ہوتا ہے وہ اِس طرح کہہ سکتا ہے، اُس کو کہنے کی گنجائش ہے لہٰذا تم اُس کو اُس کے اونٹ کے مثل کوئی اونٹ ادا کر دو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول اُس کے اونٹ جیسا تو کوئی اونٹ نہیں ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چلو اچھا اونٹ ہی ادا کر دو اِس لئے کہ تم میں سے سب سے اچھا وہ شخص ہے جو ادائیگی کے اعتبار سے اچھا ہو یعنی لیے ہوئے سے بہتر ادا کرے۔

❹ کلمات مخطوطہ کی لغوی تشریح:۔ "فَهَمَّ" صیغہ واحد مذکر غائب بحث ماضی معلوم از مصدر هَمًّا (نصر) بمعنی ارادہ کرنا، چاہنا۔

0313 6a67913 mahabazakariyamultan@gmail.com

"یَتَقَاضَاہُ" صیغہ واحد مذکر غائب بحث مضارع معلوم از مصدر التقاضی (تفاعل) بمعنی قرض کا مطالبہ کرنا۔
"دَعُوْہُ ای اُتْرُکُوْاہُ" صیغہ جمع مذکر حاضر بحث امر حاضر معلوم از مصدر وَدْعًا بمعنی چھوڑنا۔
"سِنًّا" اسم ہے بمعنی اونٹ۔ "اَمْثَلُ" یہ مفرد ہے اس کی جمع اماثل، مثل ہے بمعنی افضل واعلیٰ۔

الشق الثانی.....وَعَنْ عَطَاءِ ابْنِ اَبِیْ رَبَاحٍ قَالَ : قَالَ لِیْ اِبْنُ عَبَّاسٍ اَلَا اُرِیْكَ اِمْرَأَةً مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَقُلْتُ بَلٰی قَالَ: هٰذِهِ الْمَرْأَةُ اَلسَّوْدَاءُ اَتَتِ النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَتْ اِنِّیْ اُصْرَعُ وَاِنِّیْ اَتَكَشَّفُ فَادْعُ اللّٰهَ تَعَالٰی لِیْ قَالَ اِنْ شِئْتِ صَبَرْتِ وَلَكِ الْجَنَّةُ وَاِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللّٰهَ تَعَالٰی اَنْ یُعَافِیَكَ فَقَالَتْ : اَصْبِرُ، وَقَالَتْ اِنِّیْ اَتَكَشَّفُ فَادْعُ اللّٰهَ اَنْ لَا اَتَكَشَّفَ فَدَعَالَهَا ۔ (حدیث:۳۵)

حدیث پر اعراب لگائیں، ترجمہ کریں، مخطوطہ الفاظ کے ابواب اور معانی بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) الفاظِ مخطوطہ کے ابواب و معانی۔

جواب..... ❶ حدیث پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

❷ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت عطاء بن ابی رباحؒ بیان کرتے ہیں کہ مجھے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں تجھے جنت کی حقدار عورت نہ دکھاؤں؟ میں نے کہا ضرور دکھایئے، انہوں نے کہا یہ سیاہ فام عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آکر کہنے لگی مجھے مرگی کا دورہ پڑتا ہے اور میری شرمگاہ سے کپڑا ہٹ جاتا ہے، میرے لئے اللہ سے دعا کیجئے، آپ ﷺ نے فرمایا اگر تو صبر کر سکے تو اس کا ثواب جنت ہے اور اگر تو چاہے تو اللہ سے تیری صحت کیلئے دعا کرتا ہوں، اس نے کہا صبر کرتی ہوں لیکن میرے لئے دعا فرمائیں کہ بے پردگی نہ ہو، آپ ﷺ نے دعا فرمائی۔

❸ الفاظِ مخطوطہ کے ابواب و معانی:۔ "اَلَا اُرِیْكَ" صیغہ واحد متکلم مضارع معروف از ارأة (افعال) بمعنی دکھانا۔
"شِئْتِ" صیغہ واحد مؤنث حاضر فعل ماضی معروف از مصدر المشیئة (ضرب) بمعنی چاہنا۔
"اَصْبِرُ" صیغہ واحد متکلم مضارع معروف از مصدر صَبْر (ضرب) بمعنی صبر کرنا۔
"اَتَكَشَّفُ" صیغہ واحد متکلم مضارع معروف از مصدر تکشف (تفعل) بمعنی ستر کا کھلنا۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۴ھ

الشق الاوّل.....عَنْ اَبِیْ عَمَّارَةَ الْبَرَّاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَا فُلَانُ اِذَا اَتَیْتَ اِلٰی فِرَاشِكَ فَقُلْ: اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِیْ اِلَیْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِیْ اِلَیْكَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَیْكَ وَاَلْجَاْتُ ظَهْرِیْ اِلَیْكَ رَغْبَةً وَرَهْبَةً اِلَیْكَ لَا مَلْجَاَ وَلَا مَنْجَاَ مِنْكَ اِلَّا اِلَیْكَ آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ وَنَبِیِّكَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ فَاِنَّكَ اِنْ مِتَّ مِنْ لَیْلَتِكَ مِتَّ عَلَی الْفِطْرَةِ وَاِنْ اَصْبَحْتَ اَصَبْتَ خَیْرًا ۔ (حدیث:۸۱۴)

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

حدیث پر اعراب لگائیں، ترجمہ کریں، مخطوطہ الفاظ کے ابواب اور معانی بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) الفاظِ مخطوطہ کے ابواب و معانی۔

جواب..... ❶ حدیث پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

❷ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا کہ جب تم اپنے بستر پر آؤ تو کہو **اللھم الخ** "اے اللہ میں نے اپنے آپ کو تیرے سپرد کر دیا اور میں نے اپنے چہرہ کو بھی تیری طرف کر دیا اور اپنے تمام معاملات تیرے سپرد کر دیئے اور میں نے اپنی پیٹھ کو تیری طرف جھکا دیا، تیری طرف رغبت کرتے ہوئے اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہوئے، تیرے علاوہ کوئی پناہ گاہ نہیں اور نہ کوئی نجات گاہ ہے، تیری نازل کردہ کتاب پر ایمان لے آیا اور تیرے نبی مرسل ﷺ کو تسلیم کر لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر اس رات تو فوت ہو جائے تو تیرا فوت ہونا فطرت پر ہوگا اور تو بھلائی کو پہنچا"۔

③ الفاظِ مخطوطہ کے ابواب ومعانی:۔ "اَسْلَمْتُ" صیغہ واحد متکلم ماضی معروف از مصدر اسلام (افعال) بمعنی تسلیم وسپرد کرنا۔
"وَجَّهْتُ" صیغہ واحد متکلم فعل ماضی معروف از مصدر توجیه (تفعیل) بمعنی متوجہ ہونا۔
"فَوَّضْتُ" صیغہ واحد متکلم فعل ماضی معروف از مصدر تفویض (تفعیل) بمعنی سپرد کرنا۔
"اَنْزَلْتُ" صیغہ واحد مذکر حاضر فعل ماضی معروف از مصدر انزال (افعال) بمعنی اتارنا۔
"اَرْسَلْتَ" صیغہ واحد مذکر حاضر فعل ماضی معروف از مصدر ارسال (افعال) بمعنی بھیجنا۔

الشق الثانی.....عَنْ اَبِیْ فِرَاسٍ رَبِیْعَةَ بْنِ كَعْبٍ الْاَسْلَمِیِّ خَادِمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَمِنْ اَهْلِ الصُّفَّةِ قَالَ كُنْتُ اَبِیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاٰتِیْهِ بِوُضُوْئِهٖ وَحَاجَتِهٖ فَقَالَ سَلْنِیْ فَقُلْتُ اَسْاَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِی الْجَنَّةِ فَقَالَ اَوَ غَیْرَ ذٰلِكَ ؟ قُلْتُ هُوَذٰلِكَ قَالَ فَاَعِنِّیْ عَلٰی نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ ۔ (حدیث:۱۰۶)

حدیث پر اعراب لگائیں، ترجمہ کریں، مخطوطہ الفاظ کے ابواب اور معانی بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) الفاظِ مخطوطہ کے ابواب ومعانی۔

جواب..... ① حدیث پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

② حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابوفراس ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ (جو رسول اللہ ﷺ کے خادم اور اصحابِ صفہ میں سے تھے) بیان کرتے ہیں کہ میں رات بھر رسول اللہ ﷺ کے پاس رہتا، آپ ﷺ کے وضو کیلئے پانی لاتا اور دیگر ضروریات کا خیال رکھتا، آپ ﷺ نے فرمایا جو کچھ مانگنا ہے مانگ لو، میں نے عرض کیا جنت میں آپ ﷺ کی رفاقت کا خواستگار ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا کوئی اور خواہش بھی ہے؟ میں نے عرض کیا وہ بھی یہی ہے فرمایا، کثرتِ نوافل کے ساتھ میری مدد کرو۔

③ الفاظِ مخطوطہ کے ابواب ومعانی:۔ "كُنْتُ" صیغہ واحد متکلم ماضی معروف از افعالِ ناقصہ از مصدر كون (نصر) بمعنی ہونا۔
"اَبِیْتُ" صیغہ واحد متکلم ماضی معروف از مصدر بیتوتة (ضرب وسمع) بمعنی رات گزارنا۔
"صَلّٰی" صیغہ واحد مذکر غائب ماضی معروف از مصدر صَلٰوة، تصلیة (تفعیل) بمعنی رحمت بھیجنا۔
"سَلَّمَ" صیغہ واحد مذکر غائب ماضی معروف از مصدر تسلیم (تفعیل) بمعنی سلامتی فرمانا۔
"سَلْنِیْ" صیغہ واحد مذکر حاضر امر حاضر معروف از مصدر السوال (فتح) بمعنی سوال کرنا، پوچھنا۔
"فَاَعِنِّیْ" صیغہ واحد مذکر حاضر امر حاضر معروف از مصدر اعانة (افعال) بمعنی مدد کرنا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۴ھ

الشق الاوّل.....عَنْ اَبِیْ مُحَمَّدٍ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ اُخْبِرَ النَّبِیُّ ﷺ اَنِّیْ اَقُوْلُ وَاللّٰهِ لَاَصُوْمَنَّ النَّهَارَ وَلَاَقُوْمَنَّ اللَّیْلَ مَاعِشْتُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْتَ الَّذِیْ تَقُوْلُ ذٰلِكَ؟ فَقُلْتُ لَهٗ قَدْ قُلْتُهٗ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَاِنَّكَ لَا تَسْتَطِیْعُ ذٰلِكَ فَصُمْ وَاَفْطِرْ وَنَمْ وَقُمْ وَصُمْ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثَةَ اَیَّامٍ فَاِنَّ الْحَسَنَةَ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا وَذٰلِكَ مِثْلُ صِیَامِ الدَّهْرِ قُلْتُ فَاِنِّیْ اُطِیْقُ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالَ فَصُمْ یَوْمًا وَاَفْطِرْ یَوْمَیْنِ قُلْتُ فَاِنِّیْ اُطِیْقُ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ فَصُمْ یَوْمًا وَاَفْطِرْ یَوْمًا فَذٰلِكَ صِیَامُ دَاوٗدَ عَلَیْهِ السَّلَامُ (حدیث:۱۵۰)

حدیث پر اعراب لگائیں، ترجمہ کریں، مخطوطہ الفاظ کے ابواب اور معانی بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) الفاظِ مخطوطہ کے ابواب ومعانی۔

جواب..... ① حدیث پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

② حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کو بتایا گیا کہ میں کہتا ہوں کہ جب تک زندہ رہوں گا دن کو روزہ رکھوں گا اور رات کو قیام کروں گا تو آپ ﷺ نے مجھے فرمایا کہ کیا تو نے ہی یہ بات

کہی ہے؟ میں نے کہا کہ آپ ﷺ پر میرے ماں باپ قربان ہوں جی ہاں میں نے یہ بات کہی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تجھ میں اس کی طاقت نہیں ہے پس تو روزہ بھی رکھ اور افطار بھی کر اور سویا بھی کر اور قیام بھی کیا کر اور مہینہ میں تین روزے رکھ اس لئے کہ ایک نیکی کا ثواب دس گنا ہوتا ہے اور یہ اس طرح ہے جیسا کہ زمانہ بھر کے روزے رکھے گئے ہوں، میں نے عرض کیا مجھ میں اس سے بھی زیادہ طاقت ہے، فرمایا: پھر تو ایک دن روزہ رکھ اور دو دن افطار کر، میں نے عرض کیا مجھے اس سے بھی زیادہ کی طاقت ہے، فرمایا: ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن افطار کرو یہ داؤد علیہ السلام کے روزے کی مثل ہیں۔

③ الفاظِ مخطوطہ کے ابواب ومعانی:۔ "مَاعِشْتُ" صیغہ واحد متکلم ماضی معروف از مصدر عیش (ضرب) بمعنی زندگی گزارنا۔

"لَأَصُوْمَنَّ" صیغہ واحد متکلم بحث لام تاکید بانون ثقیلہ معروف از مصدر صوم (نصر) بمعنی روزہ رکھنا۔

"لَأَقُوْمَنَّ" صیغہ واحد متکلم بحث لام تاکید بانون ثقیلہ معروف از مصدر قیام (نصر) بمعنی قیام کرنا، کھڑا ہونا۔

"لَا تَسْتَطِيْعُ" صیغہ واحد مذکر حاضر منفی مضارع معروف از مصدر استطاعة (استفعال) بمعنی طاقت رکھنا۔

"أُطِيْقُ" صیغہ واحد متکلم فعل مضارع معروف از مصدر اطاقة (افعال) بمعنی قادر ہونا، طاقت رکھنا۔

الشق الثانی.....وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ : مَرَّ رَجُلٌ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِشِعْبٍ فِيْهِ عُيَيْنَةٌ مِنْ مَاءٍ عَذْبَةٍ فَاَعْجَبَتْهُ فَقَالَ لَوِاعْتَزَلْتُ النَّاسَ فَاَقَمْتُ فِيْ هٰذَا الشِّعْبِ وَلَنْ اَفْعَلَ حَتّٰى اَسْتَاْذِنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَاتَفْعَلْ فَاِنَّ مَقَامَ اَحَدِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهٖ فِيْ بَيْتِهٖ سَبْعِيْنَ عَامًا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَغْفِرَاللّٰهُ لَكُمْ وَيُدْخِلَكُمُ الْجَنَّةَ؟ اِغْزُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ قَاتَلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فُوَاقَ نَاقَةٍ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ ۔ (حدیث:۱۲۹۷)

حدیث شریف پر اعراب لگائیں، واضح ترجمہ کریں، خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق کریں، فواق ناقة سے کیا مراد ہے؟ واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور حل طلب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) کلماتِ مخطوطہ کی لغوی تحقیق (۴) فواق ناقة کی مراد۔

جواب..... ① حدیث پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

② حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی پہاڑ کے ایک درے سے گزرے جس میں میٹھے پانی کا ایک چشمہ تھا جو ان کو اچھا لگا انہوں نے کہا اے کاش! میں لوگوں سے الگ ہو جاؤں، پس میں اس درے میں رہائش اختیار کرلوں۔ اس نے اس بات کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا، آپ ﷺ نے فرمایا ایسا نہ کر، تم میں سے ایک کا اللہ کی راہ میں ٹھہرنا اپنے گھر میں ستر سال نماز پڑھنے سے افضل ہے تم اس بات کو پسند نہیں کرتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تم کو معاف کردے اور جنت میں داخل کردے، اللہ کی راہ میں جنگ کرو جو شخص اللہ کی راہ میں اونٹنی کے دودھ دوہنے کی مقدار جہاد کرے اس کیلئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔

③ کلماتِ مخطوطہ کی لغوی تحقیق:۔ "عَذْبَةٌ" بمعنی میٹھا وخوشگوار، مصدر عَذُوْبَةٌ (کرم، صحیح) بمعنی میٹھا وخوشگوار ہونا۔

"شِعْبٌ" یہ مفرد ہے اس کی جمع شِعَابٌ ہے بمعنی پہاڑی راستہ، پانی کا راستہ، پہاڑی درّہ، بڑا قبیلہ، جانب۔

"عُيَيْنَةٌ" یہ عَيْنٌ (چشمہ) کی تصغیر ہے بمعنی چھوٹا سا چشمہ۔

"مَقَامٌ" یہ مصدر بھی ہوسکتا ہے اور اسمِ ظرف بھی ہوسکتا ہے بمعنی کھڑا ہونا یا کھڑے ہونے کا زمانہ وجگہ۔

④ فواق ناقة کی مراد:۔ اس کا معنی دو مرتبہ دودھ دوہنے کا درمیانی وقت ہے اور یہ معمولی مقدار میں جہاد کرنے سے کنایہ ہے۔

﴿الورقة الثانية: فی الحديث﴾

﴿السوال الاول﴾ ۱۴۳۵ھ

الشق الاوّل.....عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ لَايَقْبِضُ

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

اَلْعِلْمَ اِنْتِزَاعًا یَنْتَزِعُهٗ مِنَ الْعِبَادِ وَلٰکِنْ یَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ حَتّٰی اِذَا لَمْ یُبْقِ عَالِمًا اِتَّخَذَ النَّاسُ رُؤُوْسًا جُهَّالًا فَسُئِلُوْا فَاَفْتَوْا بِغَیْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوْا وَاَضَلُّوْا ۔ (حدیث:۱۳۹۲)

حدیث شریف پر اعراب لگائیں، سلیس ترجمہ کریں اور یہ بتائیں کہ انتزاعًا کیوں منصوب ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) انتزاعًا کے نصب کی وجہ۔

جواب ..... ❶ حدیث پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

❷ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نہیں اٹھائے گا علم کو کہ اٹھالے اسے لوگوں کے دلوں سے بلکہ علم کو اٹھائے گا علماء کو اٹھانے کے ذریعہ یہاں تک کہ جب کوئی بھی عالم باقی نہیں رکھے گا تو لوگ اپنے سردار و پیشوا جاہلوں کو بنالیں گے پھر وہ جاہل مسئلہ پوچھے جائیں گے۔ (لوگ پوچھیں گے) اور وہ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے پس وہ خود بھی گمراہ ہونگے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔

❸ انتزاعًا کے نصب کی وجہ:۔ یہ یَنْتَزِعُ کا مفعول مطلق مقدم ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

الشق الثانی.....عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ (وَكَانَ قَائِدَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ مِنْ بَنِيْهِ حِيْنَ عَمِيَ) قَالَ: سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ بِحَدِيْثِهٖ حِيْنَ تَخَلَّفَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ، قَالَ كَعْبٌ: لَمْ اَتَخَلَّفْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ غَزْوَةٍ غَزَاهَا قَطُّ اِلَّا فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ، غَيْرَ اَنِّيْ قَدْ تَخَلَّفْتُ فِيْ غَزْوَةِ بَدْرٍ وَلَمْ يُعَاتَبْ اَحَدٌ تَخَلَّفَ عَنْهُ، اِنَّمَا خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالْمُسْلِمُوْنَ يُرِيْدُوْنَ عِيْرَ قُرَيْشٍ حَتّٰى جَمَعَ اللّٰهُ تَعَالٰى بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ عَدُوِّهِمْ عَلٰى غَيْرِ مِيْعَادٍ ۔ (حدیث:۲۱) اعراب لگا کر ترجمہ کریں، مخطوطہ الفاظ کے ابواب اور معانی لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) الفاظِ مخطوطہ کے ابواب و معانی۔

جواب ..... ❶ حدیث پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

❷ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن کعب بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ وہ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو گھر سے لایا کرتے تھے جس وقت ان کی بینائی گئی، فرمایا! کہ میں نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا کہ وہ غزوۂ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے پیچھے رہ جانے کا واقعہ بیان کرتے ہیں، فرمایا! کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے میں کسی بھی غزوہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے نہ رہا علاوہ غزوۂ تبوک کے، ہاں غزوۂ بدر میں بھی میں پیچھے رہ گیا تھا لیکن اس میں کسی پر عتاب نہیں ہوا، اسلئے کہ غزوۂ بدر کے موقع پر تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمان قریش کا قافلہ روکنے کو نکلے تھے یہاں تک کہ اللہ رب العزت نے ان کو لڑائی میں جمع کرلیا کوئی وقت مقرر کئے بغیر۔

❸ الفاظِ مخطوطہ کے ابواب و معانی:۔ "قَالَ" باب نصر ینصر سے ماضی معروف کا صیغہ ہے بمعنی کہنا۔

"تَخَلَّفَ" باب تفعّل سے ماضی معروف کا صیغہ ہے بمعنی پیچھے رہ جانا۔ "جَمَعَ" باب فتح یفتح بمعنی جمع کرنا۔

"یُرِیْدُوْنَ" باب افعال سے مضارع معروف کا صیغہ ہے بمعنی ارادہ کرنا و چاہنا۔

"یُحَدِّثُ" باب تفعیل سے مضارع معروف کا صیغہ ہے بمعنی بیان کرنا۔

"غَزَاهَا" باب تفعیل سے مضارع معروف کا صیغہ ہے بمعنی جنگ کیلئے نکلنا۔

0313 6357913 maktabahazkariyamultan@gmail.com

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۵ھ

الشق الاوّل.....وَعَنْ اَبِیْ اِبْرَاهِيْمَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِیْ بَعْضِ اَيَّامِهِ الَّتِیْ لَقِیَ فِيْهَا الْعَدُوَّ اِنْتَظَرَ حَتّٰی اِذَا مَالَتِ الشَّمْسُ قَامَ فِيْهِمْ فَقَالَ: "يَاۤاَيُّهَا النَّاسُ لَاتَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ وَاسْاَلُوا اللّٰهَ الْعَافِيَةَ فَاِذَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاصْبِرُوْا وَاعْلَمُوْا اَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوْفِ" ثُمَّ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ "اَللّٰهُمَّ! مُنْزِلَ الْكِتَابِ وَمُجْرِیَ السَّحَابِ وَهَازِمَ الْاَحْزَابِ اِهْزِمْهُمْ وَانْصُرْنَا عَلَيْهِمْ"۔ (حدیث:۵۳)

حدیث پر اعراب لگائیں، ترجمہ کریں، مخطوطہ الفاظ کے ابواب اور معانی بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) الفاظِ مخطوطہ کے ابواب و معانی۔

جواب..... ❶ حدیث پر اعراب:۔ **کمامرّ فی السوال آنفا۔**

❷ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابوابراہیم عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ دشمن کے ساتھ ایک لڑائی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتظار فرمایا یہاں تک کہ سورج ڈھل گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا اے لوگو! دشمن سے لڑائی کی تمنا نہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگو اور پھر جب دشمن سے مقابلہ کو نکلو تو ثابت قدم رہو اور سمجھ لو جنت تلواروں کے سایہ کے نیچے ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی اے اللہ! کتاب نازل کرنیوالے، بادلوں کو چلانے والے، دشمن کو شکست دینے والے، دشمن کو شکست دے اور ان پر ہماری امداد فرما۔

❸ الفاظِ مخطوطہ کے ابواب و معانی:۔ "لَقِیَ" باب سمع سے ماضی معروف کا صیغہ ہے بمعنی ملاقات کرنا۔

"اِنْتَظَرَ" باب افتعال سے ماضی معروف کا صیغہ ہے بمعنی انتظار کرنا۔

"اسْأَلُوْا" باب فتح یفتح سے امر حاضر کا صیغہ ہے بمعنی سوال کرنا۔

"فَاصْبِرُوْا" باب ضرب سے امر حاضر کا صیغہ ہے بمعنی ثابت قدم رہنا، صبر کرنا۔

"وَاعْلَمُوْا" باب سمع سے امر حاضر کا صیغہ ہے بمعنی جاننا۔ "مُنْزِلَ" باب افعال سے اسم فاعل کا صیغہ ہے بمعنی اتارنا۔

الشق الثانی.....مِنْ رِوَایَةِ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "اِنَّهٗ خُلِقَ كُلُّ اِنْسَانٍ مِنْ بَنِیْ اٰدَمَ عَلٰی سِتِّیْنَ وَثَلَاثِ مِائَةِ مِفْصَلٍ، فَمَنْ كَبَّرَ اللّٰهَ وَحَمِدَ اللّٰهَ وَهَلَّلَ اللّٰهَ وَسَبَّحَ اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ اللّٰهَ وَعَزَلَ حَجَرًا عَنْ طَرِیْقِ النَّاسِ اَوْ شَوْكَةً اَوْ عَظْمًا عَنْ طَرِیْقِ النَّاسِ اَوْ اَمَرَ بِمَعْرُوْفٍ اَوْنَهٰی عَنْ مُنْكَرٍ عَدَدَ السِّتِّیْنَ وَثَلَاثِ مِائَةٍ، فَاِنَّهٗ یُمْسِیْ یَوْمَئِذٍ وَقَدْ زَحْزَحَ نَفْسَهٗ عَنِ النَّارِ۔ (حدیث:۱۲۲)

حدیث پر اعراب لگائیں، ترجمہ کریں، مخطوطہ الفاظ کے ابواب اور معانی بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) الفاظِ مخطوطہ کے ابواب و معانی۔

جواب..... ❶ حدیث پر اعراب:۔ **کمامرّ فی السوال آنفا۔**

❷ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر انسان ۳۶۰ جوڑ لیکر پیدا ہوا تو جو شخص **اللہ اکبر** کہے، **الحمد للہ** کہے، **لا الہ الا اللہ** کہے، **سبحان اللہ** کہے، **استغفر اللہ** کہے، لوگوں کے راستہ سے پتھر ہٹائے یا ہڈی اور کانٹا لوگوں کے راستہ سے ہٹائے یا امر بالمعروف کرے یا نہی عن المنکر کرے ۳۶۰ دفعہ تو وہ اس دن شام کرے گا اس حال میں کہ اس نے اپنے نفس کو آگ سے بچایا ہوگا۔

❸ الفاظِ مخطوطہ کے ابواب و معانی:۔ "خُلِقَ" باب نصر ینصر سے ماضی مجہول کا صیغہ ہے بمعنی پیدا کرنا۔

كَبَّرَ: باب تفعیل سے ماضی معروف کا صیغہ ہے بمعنی بڑائی بیان کرنا۔ حَمِدَ: باب سمع سے ماضی معروف کا صیغہ ہے بمعنی تعریف کرنا۔

"هَلَّلَ" باب تفعیل سے ماضی معروف کا صیغہ ہے بمعنی **لا الہ الا اللہ** کہنا۔

"سَبَّحَ" باب تفعیل سے ماضی معروف کا صیغہ ہے بمعنی پاکی بیان کرنا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۵ھ

الشق الاوّل.....عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَمَرَ بِلَعْقِ الْاَصَابِعِ وَالصَّحْفَةِ وَقَالَ "اِنَّكُمْ لَاتَدْرُوْنَ فِیْ اَیِّهَا الْبَرَكَةُ" وَفِیْ رِوَایَةٍ لَهٗ: "اِذَا وَقَعَتْ لُقْمَةُ اَحَدِكُمْ فَلْیَاْخُذْهَا فَلْیُمِطْ مَاكَانَ بِهَا مِنْ اَذًی وَلْیَاْكُلْهَا وَلَایَدَعْهَا لِلشَّیْطَانِ وَلَایَمْسَحْ یَدَهٗ بِالْمِنْدِیْلِ حَتّٰی "یَلْعَقَ اَصَابِعَهٗ فَاِنَّهٗ لَایَدْرِیْ فِیْ اَیِّ طَعَامِهِ الْبَرَكَةُ" وَفِیْ رِوَایَةٍ لَهٗ "اِنَّ الشَّیْطَانَ یَحْضُرُ اَحَدَكُمْ عِنْدَكُلِّ شَیْئٍ مِنْ شَانِهٖ حَتّٰی یَحْضُرَهٗ عِنْدَ طَعَامِهٖ، فَاِذَا سَقَطَتْ مِنْ

0312 6357913, maktabazakariyyadelhi@gmail.com

اَحَدِكُمُ اللُّقْمَةُ فَلْيُمِطْ مَا كَانَ بِهَا مِنْ اَذًى فَلْيَأْكُلْهَا وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطَانِ ۔ (حدیث:۱۶۴)

حدیث پر اعراب لگائیں، ترجمہ کریں، مخطوطہ الفاظ کے ابواب اور معانی بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) الفاظِ مخطوطہ کے ابواب و معانی۔

جواب ..... ❶ حدیث پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

❷ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگلیاں اور پیالہ چاٹنے کا حکم دیا اور فرمایا بے شک تمہیں نہیں معلوم کہ تمہارے کون سے کھانے میں برکت ہے اور ایک روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے فرمایا جب تم میں سے کسی سے لقمہ گر جائے تو چاہیے کہ اسے اٹھائے اور اس پر جو کچھ لگا ہے اسے ہٹائے اور پھر اسے کھائے اور اس کو شیطان کے لئے نہ چھوڑے اور ہاتھ کو کپڑے سے نہ پونچھے اس کو چاٹنے سے پہلے، اسلئے کہ اس کو معلوم نہیں کہ اس کے کون سے کھانے میں برکت ہے اور ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک شیطان تم میں سے ہر ایک کے پاس تمہاری اشیاء کے ہر موقع پر حاضر ہوتا ہے جو اسکے لائق ہو یہاں تک کہ اس کے پاس کھانے کے موقع پر بھی حاضر ہو جاتا ہے تو جب تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے تو چاہیے کہ اس پر سے ہٹائے وہ چیز جو اس کو لگی ہے اور پھر اس کو کھائے اور اس کو شیطان کیلئے نہ چھوڑے۔

❸ الفاظِ مخطوطہ کے ابواب و معانی:۔ "اَمَرَ" باب نصر ینصر سے ماضی معروف کا صیغہ ہے بمعنی حکم کرنا۔

"وَقَعَتْ" باب فتح یفتح سے ماضی معروف کا صیغہ ہے بمعنی گرنا، واقع ہونا۔

"فَلْيَأْخُذْهَا" باب نصر ینصر سے امر غائب کا صیغہ ہے بمعنی لینا، اٹھانا۔

"لَا يَدَعْهَا" باب فتح یفتح سے نہی غائب کا صیغہ ہے بمعنی چھوڑنا۔ "يَلْعَقَ" باب سمع یسمع سے مضارع معروف کا صیغہ ہے بمعنی چاٹنا۔

الشق الثانی .....عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم عَلٰى نَفَرٍ يَنْتَضِلُوْنَ فَقَالَ اِرْمُوْا بَنِيْ اِسْمَاعِيْلَ فَاِنَّ اَبَاكُمْ كَانَ رَامِيًا وَعَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ مَنْ رَمٰى بِسَهْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَهُوَ لَهٗ عِدْلُ مُحَرَّرَةٍ وَ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اَلْحَرْبُ خُدْعَةٌ ۔ (حدیث:۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۵۲)

احادیث مبارکہ پر اعراب لگائیں، ترجمہ کر کے مطلب بیان کریں، خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) احادیث پر اعراب (۲) احادیث کا ترجمہ (۳) کلماتِ مخطوطہ کی لغوی تحقیق۔

جواب ..... ❶ احادیث پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

❷ احادیث کا ترجمہ:۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک جماعت پر گزر ہوا جو تیر اندازی کر رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے بنو اسماعیل! تیر اندازی کرو اس لئے کہ تمہارے والد (آباء) بھی تیر انداز تھے۔ حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص اللہ کے راستہ میں تیر چلائے گا تو اس کیلئے غلام آزاد کرنے والے کے برابر ثواب ہوگا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جنگ دھوکہ و چال ہے۔

0312 6957913 maktabazakariyamultan@gmail.com

❸ کلماتِ مخطوطہ کی لغوی تحقیق:۔ "يَنْتَضِلُوْنَ" یہ انتضال (افتعال، صحیح) سے مضارع کا صیغہ ہے بمعنی تیر اندازی کرنا۔

"اِرْمُوْا" یہ اَلرَّمْیُ (ضرب، ناقص) سے امر حاضر کا صیغہ ہے بمعنی تیر پھینکنا و چلانا۔

"عِدْلٌ" یہ مفرد ہے اس کی جمع عُدُوْلٌ، اَعْدَالٌ ہے بمعنی نظیر و مثل، قیمت۔

"مُحَرَّرٌ" صیغہ واحد مذکر بحث اسم فاعل از مصدر تحریر (تفعیل، مضاعف) بمعنی آزاد کرنا۔

"خُدْعَةٌ" اس کا اعراب پانچ طرح ہے ① خُدْعَةٌ بمعنی لڑائی، دھوکہ و فریب ② خُدَعَةٌ یہ مبالغہ کا صیغہ ہے یعنی لڑائی بہت دھوکہ دینے والی چیز ہے ③ خَدَعَةٌ یہ خَادِعٌ کی جمع ہے بمعنی دھوکہ باز یعنی لڑنے والا دھوکہ باز ہوتا ہے ④ خِدْعَةٌ بمعنی حقیقت کے خلاف ظاہر کرنا ⑤ خَدْعَةٌ یہ فَعْلَةٌ کے وزن پر ہے جو مَرَّةٌ (ایک مرتبہ) کے لئے آتا ہے یعنی جنگ میں ایک ہی مرتبہ چال

چلنے سے کامیابی مل جاتی ہے یہی لغت سب سے فصیح ہے۔(کشف الباری، جہاد ج۳ص۳۸۲)

﴿الورقة الثانية: فی الحديث﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۶ھ

الشق الاوّل.....عَنْ أَبِي مُوسٰى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: إِنَّ مَثَلَ مَا بَعَثَنِيَ اللّٰهُ بِهٖ مِنَ الْهُدٰى وَالْعِلْمِ كَمَثَلِ غَيْثٍ أَصَابَ أَرْضًا فَكَانَتْ مِنْهَا طَائِفَةٌ طَيِّبَةٌ قَبِلَتِ الْمَاءَ فَأَنْبَتَتِ الْكَلَأَ وَالْعُشْبَ الْكَثِيْرَ وَكَانَ مِنْهَا أَجَادِبُ أَمْسَكَتِ الْمَاءَ فَنَفَعَ اللّٰهُ بِهَا النَّاسَ فَشَرِبُوْا وَسَقَوْا وَزَرَعُوْا وَأَصَابَتْ مِنْهَا طَائِفَةً أُخْرٰى، إِنَّمَا هِيَ قِيعَانٌ لَا تُمْسِكُ مَاءً وَلَا تُنْبِتُ كَلَأً فَذٰلِكَ مَثَلُ مَنْ فَقُهَ فِي دِينِ اللّٰهِ وَنَفَعَهُ مَا بَعَثَنِيَ اللّٰهُ بِهٖ فَعَلِمَ وَعَلَّمَ وَمَثَلُ مَنْ لَمْ يَرْفَعْ بِذٰلِكَ رَأْسًا وَلَمْ يَقْبَلْ هُدَى اللّٰهِ الَّذِي أُرْسِلْتُ بِهٖ ۔ (حدیث:۱۳۷۸)

حدیث شریف پر اعراب لگائیں، ترجمہ کرکے واضح تشریح کریں، خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور کا حل مطلوب ہے (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) حدیث کی تشریح (۴) کلماتِ مخطوطہ کی لغوی تحقیق۔

جواب..... ❶ حدیث پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

❷ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے جتنا علم اور ہدایت دے کر مبعوث فرمایا، اس کی مثال ایسے ہے جیسے کہ زمین پر بارش برسی، اس زمین میں سے کچھ حصہ ایسا تھا کہ جس نے پانی اپنے اندر جذب کرلیا اور بہت کثرت سے چارہ اور سبزہ اگایا اور زمین کا کچھ حصہ سخت تھا کہ وہ پانی کو روک لیتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ لوگوں کو نفع دیتا ہے، لوگ اس میں سے پیتے ہیں اور اپنے جانوروں کو پلاتے اور چراتے ہیں اور زمین کا کچھ حصہ چٹیل میدان ہے کہ وہ پانی کو نہیں روک سکتا اور نہ ہی اس میں گھاس پیدا ہوتی ہے، تو یہی مثال اس کی ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کے دین کو سمجھا اور اس کو اللہ تعالیٰ نے اس دین سے نفع دیا جو مجھے دے کر مبعوث فرمایا، چنانچہ اس نے خود دین سیکھا اور دوسروں کو بھی سکھایا اور مثال ہے ان لوگوں کی کہ جنہوں نے اس کی طرف سر بھی نہ اٹھایا اور اللہ تعالیٰ کی اس ہدایت و دین کو جسے میں دے کر بھیجا گیا ہوں قبول نہ کیا۔

❸ حدیث کی تشریح:۔ وحی کی مثال نبی کریم ﷺ نے بارش کے ساتھ دی، بارش ہونے کے بعد زمین کی تین قسمیں ہوجاتی ہیں اسی طرح علم وہدایت کے آنے کے بعد بھی لوگ تین قسموں میں تقسیم ہوگئے۔ ① بارش اگر صاف ستھری پاکیزہ زمین پر برسی تو اب زمین خود بھی منتفع ہوئی کہ اس سے سبزہ وغیرہ نکلا دوسرا یہ کہ اس سبزہ سے دوسروں کو فائدہ بھی پہنچا، اسی طرح ہدایت آنے کے بعد بعض لوگوں نے علم کو سیکھا اور اس پر عمل کیا اور دوسروں کو بھی سکھایا تو اس شخص نے علم سے خود بھی فائدہ حاصل کیا اور دوسروں کو بھی فائدہ پہنچایا مثلاً ائمہ اربعہ ② دوسری قسم زمین کی ہوتی ہے کہ بارش برسنے کے بعد وہ خود تو منتفع نہیں ہوتی کہ اس سے کوئی سبزہ وغیرہ نکلتا (پتھریلی ہونے کی وجہ سے) مگر وہ اپنے اندر پانی کو محفوظ کرلیتی ہے جس سے دوسروں کو فائدہ ہوجاتا ہے تو اسی طرح ہدایت آنے کے بعد علم تو حاصل کیا اس پر خود عمل نہیں کیا مگر دوسرے کو سکھایا تو یہ شخص خود علم سے منتفع نہیں ہوا مگر دوسرے کو اسکی وجہ سے فائدہ پہنچ گیا یہ مثال محدثین کی ہے ③ تیسری قسم زمین کی ہوتی ہے کہ بارش برسنے کے بعد اس پر پانی نہیں ٹھہرتا تو اس بارش سے زمین کو بھی کوئی فائدہ نہیں پہنچا اور نہ ہی دوسرے کو اس سے کوئی فائدہ پہنچا تو اسی طرح ہدایت آنے کے بعد لوگوں کی یہ حالت ہوئی کہ ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے نکال دیا، نہ خود انہوں نے فائدہ حاصل کیا اور نہ اس کے ذریعہ سے کسی اور کو کوئی فائدہ پہنچا۔(روضۃ الصالحین ج۴ص۳۹۳)

❹ کلماتِ مخطوطہ کی لغوی تحقیق:۔ "غَيْثٌ" بمعنی بادل و بارش۔ مصدر غَيْثًا (ضرب) بمعنی بارش برسنا۔

"كَلَأٌ" یہ مفرد ہے اس کی جمع اَكْلَاءٌ ہے بمعنی گھاس۔ "اَلْعُشْبُ" یہ مفرد ہے اس کی جمع اَعْشَابٌ ہے بمعنی سبز گھاس۔

"اَجَادِبُ" بمعنی وہ زمین جس میں پیداوار نہ ہو۔

0313 6357913 maktabazakariyaoltd@gmail.com

الشق الثانی.....عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: یَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰی : مَا لِعَبْدِی الْمُؤْمِنِ عِنْدِیْ جَزَاءٌ اِذَا قَبَضْتُ صَفِیَّهٗ مِنْ اَهْلِ الدُّنْیَا ثُمَّ احْتَسَبَهٗ اِلَّا الْجَنَّةَ ۔ وَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ مَا یُصِیْبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَصَبٍ وَلَا وَصَبٍ وَلَا هَمٍّ وَلَا حُزْنٍ وَلَا اَذًی وَلَا غَمٍّ حَتّٰی الشَّوْكَةِ یُشَاكُهَا اِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ خَطَایَاهُ۔ (حدیث:۳۲)

مذکورہ دونوں حدیثوں پر اعراب لگا کر سلیس ترجمہ کیجئے اور خط کشیدہ کلمات کی لغوی تشریح کیجئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں(۱)احادیث پر اعراب(۲)احادیث کا ترجمہ(۳)کلماتِ مخطوطہ کی لغوی تشریح۔

جواب..... ❶ احادیث پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

❷ احادیث کا ترجمہ:۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے ہاں مؤمن بندہ کے لئے جب میں اس کے دنیوی محبوب کو لے لیتا ہوں جنت کے سوا کوئی بدلہ نہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسلمان کو تھکاوٹ، بیماری، غم، رنج، تکلیف وغیرہ حتیٰ کہ کانٹا چبھ جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اس کے گناہ مٹا دیتا ہے۔

❸ کلماتِ مخطوطہ کی لغوی تشریح:۔ "صفیه" صفی اسم ہے بمعنی دوست۔ "نصب" اسم ہے بمعنی تھکاوٹ۔
"احتسبه" احتساب سے ہے بمعنی ثواب کی امید رکھنا۔ "وصب" اسم ہے بمعنی بیماری۔ "هم، حزن" دونوں اسم ہیں بمعنی غم ورنج۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۶ھ

الشق الاوّل.....عن ابی هریرة عن النبی ﷺ قال ان الدین یسر ولن یشاد الدین الا غلبه فسددوا وقاربوا وابشروا واستعینوا بالغدوة والروحة وشیئ من الدلجة، وفی روایة : سددوا وقاربوا وغدوا وروحوا وشیئ من الدلجة القصد القصد تبلغوا۔ (حدیث:۱۴۵)

حدیث شریف کا ترجمہ اور مفہوم بیان کیجئے، خط کشیدہ کلمات کی لغوی تشریح کیجئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں(۱)حدیث کا ترجمہ(۲)حدیث کا مفہوم(۳)کلماتِ مخطوطہ کی لغوی تشریح۔

جواب..... ❶ حدیث کا ترجمہ:۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دین آسان ہے اور جو شخص سختی (کی راہ) اختیار کرتا ہے مغلوب ہو جاتا ہے پس سیدھی راہ چلو، میانہ روی اختیار کرو، خوش رہو، صبح وشام اور رات کے کچھ حصہ میں (عبادت کے ذریعہ) مدد مانگو۔
ایک روایت میں ہے سیدھی راہ چلو، میانہ روی اختیار کرو، صبح وشام اور رات کے کچھ حصہ میں (عبادت کے ذریعہ) مدد طلب کرو، میانہ روی اختیار کرو مقصد کو پالو گے۔

❷ حدیث کا مفہوم:۔ یعنی دینِ اسلام چونکہ ایک فطری مذہب ہے اسلئے اس میں آسانی ہے اور جو شخص دین میں تشدد اور سختی کی راہ اختیار کرتا ہے وہ بالآخر مغلوب ہو جاتا ہے لہٰذا آدمی کو چاہیے کہ امورِ دینیہ میں میانہ روی کو اختیار کرے تو منزل کو پالے گا۔

❸ کلماتِ مخطوطہ کی لغوی تشریح:۔ "فسدّدوا" تَسْدِیْدٌ سے امر حاضر کا صیغہ ہے بمعنی سیدھا کرنا۔
"قاربوا" مقاربة سے امر حاضر کا صیغہ ہے بمعنی ایسی چیز کا ارادہ کرنا جس میں نہ زیادتی ہو اور نہ کمی ہو۔
"الغدوة" اسم ہے بمعنی صبح کے وقت چلنا۔ "الروحة" اسم ہے بمعنی شام کا وقت۔ "الدلجة" اسم ہے بمعنی رات کا آخری پہر۔

0313 6357913 maktabazakaria.multan@gmail.com

الشق الثانی.....عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَمِعَ رسولُ اللّٰهِ ﷺ صَوْتَ خُصُوْمٍ بِالْبَابِ عَالِیَةً اَصْوَاتُهُمَا وَ اِذَا اَحَدُهُمَا یَسْتَوْضِعُ الْاٰخَرَ وَیَسْتَرْفِقُهٗ فِیْ شَیْئٍ وَهُوَ یَقُوْلُ وَاللّٰهِ لَاافْعَلُ، فَخَرَجَ عَلَیْهِمَا رسولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: اَیْنَ الْمُتَاَلِّیْ عَلَی اللّٰهِ لَایُفْعَلُ الْمَعْرُوْفَ؟ فَقَالَ: اَنَا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ، فَلَهٗ اَیُّ ذٰلِكَ اَحَبَّ۔ (حدیث:۲۵۰)

حدیث شریف کا سلیس ترجمہ کیجئے، یستوضع، یسترفقه، المتالی کے معنی لکھئے، خط کشیدہ جملہ کا مطلب واضح کیجئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں(۱)حدیث کا ترجمہ(۲)مذکورہ الفاظ کے معنی(۳)خط کشیدہ جملے کا مطلب۔

جواب..... ❶ حدیث کا ترجمہ:۔ رسول اللہ ﷺ نے دروازے پر دو جھگڑنے والوں کی بلند آواز سنی ان میں سے ایک دوسرے

سے (قرض) کم کرنے کا مطالبہ کررہا تھا اور نرمی چاہتا تھا۔ دوسرا کہہ رہا تھا اللہ کی قسم! میں اس طرح نہیں کرونگا، رسول اللہ ﷺ ان دونوں کے پاس باہر تشریف لائے اور فرمایا کون ہے جو اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہے کہ میں نیکی نہیں کروں گا، اس آدمی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں ہوں اور اس (مقروض) کیلئے وہی ہے جو وہ چاہتا ہے۔

❷ مذکورہ الفاظ کے معنی:۔ "المتالی" اسم ہے بمعنی قسم اٹھانے والا۔

"یستوضع" صیغہ واحد مذکر غائب مضارع معروف از مصدر الاستیضاع (استفعال) بمعنی (قرض) کم کرنے کا مطالبہ کرنا۔

"یسترفقه" صیغہ واحد مذکر غائب مضارع معروف از مصدر الاسترفاق (استفعال) بمعنی نرمی طلب کرنا۔

❸ خط کشیدہ جملے کا مطلب:۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ اس مقروض کیلئے وہی کچھ ہے جو وہ (قرض کے معاملے میں) نرمی اور کمی چاہتا ہے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۶ھ

الشق الاوّل.....وَعَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا فَرَغَ مِنَ الصَّلٰوةِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ ، اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ ۔(حدیث:۱۴۱۶)

حدیث شریف پر اعراب لگائیں، واضح ترجمہ کریں، خط کشیدہ حصہ کا مطلب وضاحت کے ساتھ تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) جملۂ مخطوطہ کا مطلب۔

جواب..... ❶ حدیث پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

❷ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز سے فارغ ہوتے تھے اور سلام پھیر لیتے تھے تو یہ دعا پڑھتے تھے (ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں جو تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے، اسی کے لئے بادشاہت وتعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے اللہ! جو چیز تو عطا کرے اس کو کوئی روکنے والا نہیں ہے اور جو چیز تو روک لے اس کو کوئی دینے والا نہیں ہے اور کسی کی دولت اس کو تیرے بغیر نفع نہیں دے سکتی)۔

❸ جملۂ مخطوطہ کا مطلب:۔ اس جملہ کا ایک مطلب یہ ہے کہ کسی کی دولت تیرے حکم ومشیت کے بغیر اس کو نفع نہیں پہنچا سکتی اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ اگر تو کسی کو عذاب دینا چاہے تو اس کی دولت ومالداری تیرے عذاب کے معاملہ میں اس کو کوئی فائدہ نہیں دے سکتی۔

الشق الثانی.....وَعَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ اَحَدِ الْعَشَرَةِ الْمَشْهُوْدِ لَهُمْ بِالْجَنَّةِ، قَالَ جَاءَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَعُوْدُنِيْ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ مِنْ وَجَعٍ اِشْتَدَّ بِيْ، فَقُلْتُ:يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ قَدْبَلَغَ بِيْ مِنَ الْوَجَعِ مَاتَرٰى وَاَنَا ذُوْمَالٍ وَلَا يَرِثُنِيْ اِلَّا اِبْنَةٌ لِيْ، اَفَاَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِيْ؟ قَالَ لَا، قُلْتُ: فَالشَّطْرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ: لَا، قُلْتُ: فَالثُّلُثُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ اَلثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ اَوْكَبِيْرٌ۔(حدیث:۶)

0313-6377915 makkabaazkariyamultan@gmail.com

اعراب لگا کر ترجمہ کریں، عشرہ مبشرہؓ کے اسماء تحریر کریں، وصیت کی لغوی واصطلاحی تعریف اور اسکے بارے میں شرعی احکام تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں پانچ امور مطلوب ہیں۔(۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) عشرہ مبشرہؓ کے اسماء (۴) وصیت کی لغوی واصطلاحی تعریف (۵) وصیت کے بارے میں شرعی احکام۔

جواب..... ❶ حدیث پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

❷ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابو اسحاق سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ جو کہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ میں حجۃ الوداع والے سال سخت بیمار ہوگیا تو رسول اللہ ﷺ میری بیمار پرسی کے لئے تشریف لائے، میں نے کہا اے اللہ کے رسول! آپ میری بیماری کی شدت دیکھ رہے ہیں اور میرے پاس بہت مال ہے اور ایک بیٹی کے علاوہ میرا کوئی وارث نہیں ہے تو کیا میں اپنا دو تہائی مال صدقہ کرسکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں ، میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! کیا آدھا مال صدقہ کرسکتا ہوں؟

آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں، میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! ایک تہائی مال صدقہ کرسکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک تہائی صدقہ کرسکتے ہو اور ایک تہائی بھی زیادہ ہے یا فرمایا کہ ایک تہائی بھی بہت ہے۔

③ عشرہ مبشرہؓ کے اسماء:۔ ① حضرت ابوبکر صدیق ② حضرت عمر فاروق ③ حضرت عثمان غنی ④ حضرت علی المرتضیٰ ⑤ حضرت زبیر بن العوام ⑥ حضرت طلحہ بن عبیداللہ ⑦ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ⑧ حضرت ابوعبیدہ بن جراح ⑨ حضرت سعد بن ابی وقاص ⑩ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہم۔

④ وصیت کی لغوی واصطلاحی تعریف:۔ لغوی معنی: کسی کام کا عہد لینا، حکم دینا نیز وہ چیز جس کی وصیت کی جائے اور اصطلاح میں ھی **تملیكٌ مضافٌ الى بعد الموت بطريق التبرع** (ایسی تملیک جو بطورِ تبرع واحسان ہو اور مابعد الموت کی طرف منسوب ہو)

⑤ وصیت کے بارے میں شرعی احکام:۔ ویسے تو وصیت کے متعلق متعدد احکام ہیں مگر یہاں اجمالی طور پر چند ضروری احکام ذکر کئے جاتے ہیں۔ ① وصیت کرنا مستحب ہے واجب نہیں ہے ② ورثاء کی اجازت کے بغیر وارث کیلئے وصیت کرنا جائز نہیں ہے ③ قاتل کے لئے وصیت کرنا جائز نہیں ہے ④ کافر کا مسلمان کیلئے اور مسلمان کا کافر کے لئے وصیت کرنا جائز ہے ⑤ تہائی مال سے زائد کی وصیت کرنا جائز نہیں ہے۔ (التکمیل الضروری)

﴿الورقة الثانية: فى الحديث﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۷ھ

الشق الاوّل.....**وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا خَطَبَ اِحْمَرَّتْ عَيْنَاهُ وَعَلَا صَوْتُهُ وَاشْتَدَّ غَضَبُهُ حَتّٰى كَأَنَّهُ مُنْذِرُ جَيْشٍ، يَقُوْلُ صَبَّحَكُمْ وَمَسَّاكُمْ وَيَقُوْلُ: بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ وَيَقْرِنُ بَيْنَ أُصْبُعَيْهِ اَلسَّبَابَةِ وَالْوُسْطٰى وَيَقُوْلُ: أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرُّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ۔** (حدیث:۱۷۰) حدیث پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، **أنا والساعة كهاتين** کا مطلب واضح کریں، بدعت کی لغوی واصطلاحی تعریف کرنے کے بعد بدعت کی اقسام واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں پانچ امور مطلوب ہیں۔ (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) **انا والساعة كهاتين** کا مطلب (۴) بدعت کی لغوی واصطلاحی تعریف (۵) بدعت کی اقسام۔

جواب..... ① حدیث پر اعراب:۔ **كمامرّ فى السوال آنفا۔**

② حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب خطبہ ارشاد فرماتے تو آپ کی دونوں آنکھیں سرخ ہوجاتیں اور آپ کی آواز بلند ہوجاتی اور آپ سخت غصہ میں آجاتے یہاں تک کہ ایسے محسوس ہوتا جیسے آپ کسی لشکر سے ڈرا رہے ہوں اور کہہ رہے ہوں کہ وہ دشمن کا لشکر تم پر صبح کے وقت یا شام کے وقت آجائے گا اور فرماتے کہ میں اور قیامت ان دونوں انگلیوں کی مانند ہیں اور آپ ﷺ اپنی شہادت والی اور درمیانی انگلی کو ملاتے اور فرماتے: اما بعد پس بے شک بہترین حدیث اللہ کی کتاب ہے اور بہترین طریقہ محمد ﷺ کا طریقہ ہے اور بدترین کام وہ ہیں جو دین میں ایجاد کئے جائیں اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

③ **انا والساعة كهاتين** کا مطلب:۔ اس کے دو مطلب بیان کئے گئے ہیں ① جیسے یہ دونوں انگلیاں متصل اور قریب ہیں اسی طرح میرے اور قیامت کے درمیان فاصلہ بہت کم ہے، گویا میں اور قیامت دونوں ایک دوسرے کے انتہائی قریب ہیں، درمیان میں کسی اور نبی اور امت نے نہیں آنا ② ان دونوں انگلیوں میں سے جیسے درمیانی انگلی شہادت والی انگلی سے تھوڑی سی آگے بڑھی ہوئی ہے اور اُس میں معمولی اضافہ ہے اسی طرح میرے اور قیامت کے درمیان معمولی سا فاصلہ ہے کہ میں انتہائی معمولی طور پر قیامت سے پہلے بھیجا گیا ہوں۔ (کشف الباری، کتاب الرقاق)

④ بدعت کی لغوی واصطلاحی تعریف:۔ بدعت لغت میں نئی چیز کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں بدعت دین کے اندر اُس نئے کام کو

کہتے ہیں جس کی دورِ نبوی ﷺ اور دورِ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم میں دلیل ومثال نہ ہو اور اُسے دین سمجھ کر کیا جائے۔ پس کسی کام کے بدعت ہونے کے لئے دو باتوں کا ہونا ضروری ہے ① اس کام کے دین میں سے ہونے پر کوئی دلیل شرعی قائم نہ ہو ② اس کام کو دین سمجھ کر کیا جائے جس کام میں یہ دونوں باتیں موجود ہوں گی وہ کام بدعت کہلائے گا۔

⑤ بدعت کی اقسام:۔ بدعت کی دو طرح اقسام بیان کی جاتی ہیں۔ ① لغوی وشرعی بدعت۔ لغوی بدعت ہر اُس نئی ایجاد کو کہتے ہیں جو آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد پیدا ہو، عام ازیں کہ وہ عبادت یا عادت ہو اس کی پانچ اقسام ہیں۔ واجب، مندوب، مباح، مکروہ وحرام۔ شرعی بدعت وہ ہے جو قرونِ ثلاثہ کے بعد پیدا ہوئی ہو اور اس پر قولاً فعلاً صراحۃً واشارۃً کسی طرح بھی شارع کی طرف سے اجازت موجود نہ ہو اس بدت کو بدعتِ ضلالۃ وبدعتِ قبیحہ اور بدعتِ سیئہ کہتے ہیں۔ (راہِ سنت)

② بدعتِ مکفّرہ وبدعتِ مفسّقہ۔ بدعتِ مکفّرہ اس بدعت کو کہتے ہیں جس سے کفر لازم آئے مثلاً حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ذات میں حلولِ الوہیت کا عقیدہ رکھنا۔ بدعتِ مفسّقہ وہ بدعت ہے جس سے فسق وفجور لازم آئے مثلاً آج کل کی عمومی بدعات۔ (عمدۃ النظر ص ۲۸۵)

الشق الثانی.....عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَدِيْثَيْنِ قَدْ رَأَيْتُ اَحَدَهُمَا فَاَنَا اَنْتَظِرُ الْاٰخَرَ حَدَّثَنَا اَنَّ الْاَمَانَةَ نَزَلَتْ فِيْ جَذْرِ قُلُوْبِ الرِّجَالِ ثُمَّ نَزَلَ الْقُرْآنُ فَعَلِمُوْا مِنَ الْقُرْآنِ وَ عَلِمُوْا مِنَ السُّنَّةِ، ثُمَّ حَدَّثَنَا عَنْ رَفْعِ الْاَمَانَةِ فَقَالَ يَنَامُ الرَّجُلُ نَوْمَةً فَتُقْبَضُ الْاَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهٖ فَيَظِلُّ اَثَرُهَا مِثْلَ الْوَكْتِ ثُمَّ يَنَامُ نَوْمَةً فَتُقْبَضُ الْاَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهٖ فَيَظِلُّ اَثَرُهَا مِثْلَ اَثَرِ الْمَجْلِ كَجَمْرٍ دَحْرَجْتَهٗ عَلٰى رِجْلِكَ فَنَفِطَ فَتَرَاهُ مُنْتَبِرًا وَلَيْسَ فِيْهِ شَيْءٌ۔ ثُمَّ اَخَذَ حَصَاةً فَدَحْرَجَهَا عَلٰى رِجْلِهٖ، قَالَ: فَيُصْبِحُ النَّاسُ يَتَبَايَعُوْنَ لَا يَكَادُ اَحَدٌ يُؤَدِّي الْاَمَانَةَ حَتّٰى يُقَالَ اِنَّ فِيْ بَنِيْ فُلَانٍ رَجُلًا اَمِيْنًا وَحَتّٰى يُقَالَ لِلرَّجُلِ مَا اَجْلَدَهٗ مَا اَظْرَفَهٗ مَا اَعْقَلَهٗ، وَمَا فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةِ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ اِيْمَانٍ قَالَ وَلَقَدْ اَتٰى عَلَيَّ زَمَانٌ وَمَا اُبَالِيْ اَيُّكُمْ بَايَعْتُ لَئِنْ كَانَ مُسْلِمًا لَيَرُدَّنَّهٗ عَلٰى دِيْنِهٖ وَاِنْ كَانَ نَصْرَانِيًّا اَوْ يَهُوْدِيًّا لَيَرُدَّنَّهٗ عَلٰى سَاعِيْهِ فَاَمَّا الْيَوْمَ فَمَا كُنْتُ اُبَايِعُ مِنْكُمْ اِلَّا فُلَانًا وَ فُلَانًا۔

حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ خط کشیدہ جملوں کا مطلب واضح کریں۔ (حدیث:۲۰۰)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں۔ (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) خط کشیدہ جملوں کا مطلب۔

جواب..... ① حدیث پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

② حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں دو حدیثیں بیان فرمائیں، ان میں سے ایک کا میں مشاہدہ کر چکا ہوں اور دوسری کا منتظر ہوں، آپ ﷺ نے ہمیں بیان فرمایا کہ امانت کا لوگوں کے دلوں کے درمیان نزول ہوا تھا پھر قرآن نازل ہوا تو انہوں نے قرآن سے علم حاصل کیا اور سنت سے علم سیکھا پھر آپ نے ہمیں امانت کے اٹھائے جانے کے متعلق بتایا کہ آدمی نیند سے بیدار ہوگا تو اس کے دل سے امانت چھن جائے گی اور اس کا دھندلا سا اثر باقی رہ جائے گا پھر سو کر نیند سے بیدار ہوگا تو اسکے دل سے باقی ماندہ حصہ بھی نکال لیا جائے گا اور آبلہ کے مانند اثر باقی رہ جائے گا جیسا کہ آگ کی چنگاری کو تو اپنے پاؤں پر لڑھکائے اس سے چھالا نمودار ہو جائے اور وہ ابھرا ہوا نظر آئے لیکن اس میں کوئی چیز نہیں (تمثیل بیان فرماتے ہوئے) آپ نے ایک کنکر اٹھایا اور اس کو اپنے پاؤں پر گرایا، اس کے بعد لوگوں کی یہ حالت ہو جائے گی کہ خرید وفروخت کریں گے لیکن کوئی انسان ایسا نہیں ہوگا جو امانت ادا کرنے والا ہو، یہاں تک کہ کہا جائے گا کہ فلاں قبیلہ میں ایک امانت دار آدمی موجود ہے۔ اسی طرح ایک آدمی کے بارے میں عام یہ تاثر ہوگا کہ وہ بہت زیادہ مضبوط، ہوشیار، عقلمند ہے حالانکہ اس کے دل میں رائی کے برابر ایمان نہیں ہوگا (حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) مجھ پر ایسا وقت بھی آیا ہے کہ مجھے اس بات کا کچھ خیال نہیں ہوتا تھا کہ میں خرید وفروخت کس قسم کے انسان سے کر رہا ہوں اسلئے کہ اگر وہ مسلمان ہے تو اس کی دینداری کا جذبہ میرے حق کو مجھ تک پہنچا دے گا اور اگر عیسائی یا یہودی ہے تو اس کا حکم اس سے میرے حق کو واپس دلوائے گا لیکن آج (اس دور میں) چند مخصوص انسانوں کے علاوہ اور کسی سے میں خرید وفروخت کرنے کیلئے تیار نہیں ہوں۔

0312 6337713 maktabazakariyamultan@gmail.com

③ خط کشیدہ جملوں کا مطلب:۔ "الامانة نزلت فی جذر قلوب الرجال" یعنی امانت لوگوں کے دلوں کی جڑ اور گہرائی میں اتری ہے اور اسکے متعلق مولانا شبیر احمد عثمانیؒ فرماتے ہیں کہ اس امانت سے مراد تخم ہدایت ہے جو بنی آدم کے دلوں میں بکھیرا گیا ہے اِس کی نگہداشت کرنے سے ایمان کا درخت اُگتا ہے، گویا بنی آدم کے دل اللہ کی زمینیں ہیں جن میں بیج بھی اُس نے ڈال دیا ہے اور بارش برسانے کیلئے رحمت کے بادل بھی اُس نے بھیج دیئے ہیں جن کے ذریعے سینوں سے وحی الٰہی کی بارش ہوئی۔

"کجمر دحرجته علی رجلك فنفط" یعنی جیسے تم آگ کے انگارے کو اپنے پاؤں پر لڑھکا دو اور اس سے آبلہ پڑ جائے تو وہ تمہیں ابھرا ہوا نظر آئے گا مگر حقیقت میں اسکے اندر کچھ نہیں ہوگا اسی طریقے سے آدمی جب شریعت سے غافل اور گناہوں میں مبتلا ہوگا تو دل کے اندر سے ایمان کا نور رفتہ رفتہ ختم ہو جائیگا اور صرف ایک آبلہ نما نشان ہی باقی رہے جائیگا تو گویا ظاہراً وہ انسان صالح و نیک ہی نظر آئے گا مگر ایمان، امانت اور آخرت کے مفید اعمال میں سے کچھ بھی اُسکے اندر نہ ہوگا۔ (کشف الباری، کتاب الرقاق)

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۷ھ

الشق الاوّل .....وَعَنِ النُّزَالِ بْنِ سَبْرَةَ قَالَ: أَتَى عَلِيٌّ بَابَ الرَّحْبَةِ فَشَرِبَ قَائِمًا وَقَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَعَلَ كَمَا رَأَيْتُمُوْنِي فَعَلْتُ. وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنَّا نَأْكُلُ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ نَحْنُ نَمْشِي وَنَشْرَبُ وَنَحْنُ قِيَامٌ وَعَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهٗ نَهٰى أَنْ يَشْرَبَ الرَّجُلُ قَائِمًا قَالَ قَتَادَةُ: فَقُلْنَا لِأَنَسٍ: فَالْأَكْلُ؟ قَالَ: ذَالِكَ أَشَرُّ أَوْ أَخْبَثُ. (حدیث: ۷۶۸ تا ۷۷۱)

احایث پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، مذکورہ احادیث میں بظاہر تعارض ہے انمیں تطبیق کی کیا صورت ہے؟ کھڑے ہو کر کھانے پینے کا کیا حکم ہے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں۔ (۱) احادیث پر اعراب (۲) احادیث کا ترجمہ (۳) احادیث میں تطبیق (۴) کھڑے ہو کر کھانے پینے کا حکم۔

جواب ..... ① احادیث پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

② احادیث کا ترجمہ:۔ حضرت نزال بن سبرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ باب رحبہ پر تشریف لائے اور کھڑے ہو کر پانی پیا اور فرمایا کہ میں نے آپ ﷺ کو اِسی طرح پیتے ہوئے دیکھا تھا جیسا کہ تم مجھے کرتے ہوئے دیکھ رہے ہو۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں چلتے چلتے کھا لیتے تھے اور کھڑے کھڑے پی لیتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ رضی اللہ عنہ نے منع فرمایا اس بات سے کہ آدمی کھڑے ہو کر پانی پیئے، حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پس ہم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ پھر کھانے کا کیا حکم ہے تو انہوں نے فرمایا کہ یہ اُس سے بھی بدتر ہے۔

③ احادیث میں تطبیق:۔ بظاہر احادیث میں تعارض ہے اس لئے کہ ابتدائی دونوں احادیث سے کھڑے ہو کر کھانے پینے کا جواز معلوم ہو رہا ہے جبکہ آخری حدیث میں اس کی ممانعت ہے۔ تطبیق یہ ہے کہ عمومی حالات میں آخری حدیث معمول بہا ہے کہ کھڑے ہو کر کھانا پینا سخت منع ہے حتی کہ آج کل کی جدید تحقیق کے مطابق اس سے معدہ اور جگر میں لاعلاج بیماری پیدا ہوتی ہے نیز کھڑے ہو کر پانی پینے سے پاؤں پر ورم کا بھی خطرہ رہتا ہے جو کہ جسم کے تمام حصوں پر پھیل جاتا ہے۔

باقی جن احادیث سے کھڑے ہو کر کھانے پینے کا جواز معلوم ہوتا ہے وہ مجبوری کے درجے میں ہے کہ بسا اوقات بامرِ مجبوری کھڑے ہو کر کھانے پینے کی گنجائش ہے۔ (روضۃ الصالحین ج ۳)

④ کھڑے ہو کر کھانے پینے کا حکم:۔ سابقہ تطبیق میں تفصیل گزر چکی ہے۔

الشق الثانی .....عَنْ أُمِّ كُلْثُوْمٍ بِنْتِ عُقْبَةَ بْنِ أَبِي مُعَيْطٍ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: لَيْسَ الْكَذَّابُ الَّذِي يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ فَيَنْمِي خَيْرًا أَوْ يَقُوْلُ خَيْرًا وَفِي رِوَايَةِ مُسْلِمٍ زِيَادَةً قَالَتْ: وَلَمْ أَسْمَعْهُ يُرَخِّصُ فِي شَيْءٍ مِمَّا يَقُوْلُهُ النَّاسُ إِلَّا فِي ثَلَاثٍ تَعْنِي الْحَرْبَ وَالْإِصْلَاحَ بَيْنَ النَّاسِ وَحَدِيْثَ الرَّجُلِ

0315 6357913 maktabazakariyasultan@gmail.com

اِمْرَأَتَهٗ وَحَدِيْثُ الْمَرْاَةِ زَوْجَهَا ۔ (حدیث:۲۴۹)

حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، کذب وتوریہ کی تعریف اور حکم تحریر کریں، کذب کا جواز کن شرائط کے ساتھ مشروط ہے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں۔(۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) کذب اور توریہ کی تعریف وحکم (۴) کذب کے جواز کی شرائط۔

جواب..... ❶ حدیث پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

❷ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ وہ شخص جھوٹا نہیں ہے جو لوگوں کے درمیان صلح کروائے پس اچھی بات کو پھیلائے یا اچھی بات کہے (اور مسلم کی روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں) فرماتی ہیں کہ اور نہیں سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رخصت دیتے ہوئے کسی چیز کے بارے میں اُن چیزوں میں سے جو لوگ کہتے ہیں مگر تین چیزوں میں، مراد لے رہی تھیں وہ جنگ کو اور لوگوں کے درمیان صلح کرانے کو اور مرد کے اپنی عورت سے بات چیت کو اور عورت کے اپنے مرد سے بات چیت کو۔

❸ کذب اور توریہ کی تعریف وحکم:۔ کذب خلافِ واقعہ بات کرنے کو کہتے ہیں اور توریہ یہ ہے کہ کوئی ایسی بات کہی جائے جو بظاہر واقعہ کے خلاف ہو اور کہنے والا اُس سے کوئی دور والا ایسا معنیٰ مراد لے رہا ہو جو واقعہ کے مطابق ہو۔

علامہ نوویؒ کہتے ہیں کہ قاضی عیاضؒ نے فرمایا کہ اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں کہ ان تین مواقع مذکورہ فی الحدیث میں جھوٹ کا استعمال جائز ہے البتہ اس جھوٹ سے کیا مراد ہے اس بارے میں حضرات علماء کے دو قول ہیں۔

① جمہور اہلِ علم کہتے ہیں کہ اس سے مراد مطلقاً کذب ہے یعنی صریح جھوٹ ان مواقع میں مصلحۃً جائز ہے۔

② محقق طبری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سے منقول ہے کہ اس سے مراد صریح کذب نہیں بلکہ توریہ اور معاریض ہیں۔

فریق اوّل کا استدلال حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واقعات سے ہے کہ انہوں نے تین مواقع پر کذب سے کام لیا (۱) اپنی بیوی حضرت سارہ کو اپنی بہن بتایا (۲) عید کے دن لوگوں کے ساتھ عدم شرکت کی وجہ میں فرمایا انی سقیم کہ میں بیمار ہوں (۳) جب انہوں نے بتوں کو توڑا تو قوم کے معلوم کرنے پر فرمایا بل فعله كبيرهم ۔

راجح قول یہ ہے کہ حتی الامکان صریح جھوٹ سے بچا جائے اور توریہ ومعاریض کو استعمال کیا جائے بالفاظ دیگر ایسے کلمات استعمال کریں جو ذو معنیین ہوں مخاطب اس سے ایسے معنیٰ سمجھے جس سے اس کا دل خوش یا غمگین ہو جائے۔ (درسِ ترمذی ج۲ ص۹۱)

❹ کذب کے جواز کی شرائط:۔ بامر مجبوری ہو، بقدرِ ضرورت ہو، کسی کی حق تلفی نہ ہو، مصلحت کے پیش نظر ہو، اصلاح مقصود ہو، دھوکہ دینا مقصود نہ ہو۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۷ھ

الشق الاوّل.....عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اَبِىْ سَلَمَةَ قَالَتْ: دَخَلْتُ عَلٰى اُمِّ حَبِيْبَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم حِيْنَ تُوُفِّىَ اَبُوْهَا اِبْنُ سُفْيَانَ بْنِ حَرْبٍ فَدَعَتْ بِطِيْبٍ فِيْهِ صُفْرَةٌ خَلُوْقٍ اَوْغَيْرُهٗ فَدَهَنَتْ مِنْهُ جَارِيَةً ثُمَّ مَسَّتْ بِعَارِضَيْهَا، ثُمَّ قَالَتْ :وَاللّٰهِ مَالِىْ بِالطِّيْبِ مِنْ حَاجَةٍ غَيْرَ اَنِّىْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ عَلَى الْمِنْبَرِ: لَايَحِلُّ لِاِمْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تُحِدَّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجٍ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَ عَشْرًا قَالَتْ زَيْنَبُ: ثُمَّ دَخَلْتُ على زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ حِيْنَ تُوُفِّىَ اَخُوْهَا، فَدَعَتْ بِطِيْبٍ فَمَسَّتْ مِنْهُ۔ (حدیث:۱۷۷۴)

احادیث پر اعراب لگا کر ترجمہ وتشریح کریں، حداد کسے کہتے ہیں اور شرعاً اسکی اجازت کس صورت میں ہے، خط کشیدہ الفاظ کی لغوی تحقیق کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں پانچ امور مطلوب ہیں۔(۱) احادیث پر اعراب (۲) احادیث کا ترجمہ (۳) احادیث کی تشریح (۴) حداد کی تعریف اور شرعی جواز کی صورت (۵) خط کشیدہ الفاظ کی لغوی تحقیق۔

جواب..... ❶ حدیث پر اعراب:۔ **کمامرّ فی السوال آنفا۔**

❷ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج میں سے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس اُس وقت گئی جس وقت اُن کے والد حضرت ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تھی، انہوں نے خوشبو منگوائی جس میں زرد رنگ کی خلوق یا کوئی اور خوشبو ملی ہوئی تھی، اُس میں سے کچھ لونڈی کو لگائی اور پھر اُنہوں نے اسے اپنے رخساروں پر مَل لیا اور فرمایا کہ اللہ کی قسم مجھے خوشبو کی کوئی حاجت نہیں سوائے اس کے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ کسی عورت کے لئے جو اللہ اور آخرت کے دن پر یقین رکھتی ہو یہ حلال نہیں کہ وہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے مگر خاوند پر چار ماہ دس دن سوگ کرے۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر میں حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی جس وقت ان کے بھائی کا انتقال ہوا پس انہوں نے بھی خوشبو منگوائی اور اس میں سے کچھ لگائی۔

❸ احادیث کی تشریح:۔ دونوں احادیث کا حاصل یہ ہے کہ کسی مسلمان کے لئے تین دن سے زیادہ سوگ کرنا جائز نہیں ہے البتہ اگر خاوند کا انتقال ہو جائے تو پھر اُس کی عورت چار ماہ دس دن عدت گزارے گی یعنی اس میں زیب و زینت بھی اختیار نہیں کرے گی اور بلاوجہ گھر سے بھی نہیں نکلے گی۔

❹ حداد کی تعریف اور شرعی جواز کی صورت:۔ حداد و احداد کا لغوی معنی سوگ ہے اور فقہاء کی اصطلاح میں حداد یا احداد کا معنی عورت کا سوگ منانا یعنی عورت خوشبو، زیب و زینت، سرمہ اور تیل خواہ خوشبودار ہو یا غیر خوشبودار ہو سب کو چھوڑ دے۔

سوگ کا حکم صرف اُس عورت کے لئے ہے جس کا خاوند فوت ہو جائے، اگر وہ حاملہ ہے تو وضعِ حمل تک اور اگر غیر حاملہ ہے تو چار ماہ دس دن تک سوگ منائے گی۔

❺ خط کشیدہ الفاظ کی لغوی تحقیق:۔ "خُلُوق" ایک مخصوص خوشبو کا نام ہے جس کا جزءِ اعظم زعفران ہے۔
"تُوُفِّیَ" صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی مجہول از مصدر تَوَفِّیًا (تفعیل، لفیف) بمعنی موت دینا۔
"صُفْرَۃٌ" یہ اسم ہے بمعنی زردی و سیاہی۔ "عَارِضَیْھَا" یہ عَارِضٌ کا تثنیہ ہے بمعنی رخسار۔
"دَھَنَتْ" صیغہ واحد مؤنث غائب فعل ماضی معلوم از مصدر دَھْنًا (فتح) بمعنی تیل مَلنا، مالش کرنا۔
"تُحِدُّ" صیغہ واحد مؤنث غائب فعل مضارع معلوم از مصدر اِحْدَادٌ (افعال) بمعنی سوگ کرنا۔

الشق الثانی..... **وَعَنْ اَبِیْ نُجَیْدٍ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَیْنِ الْخُزَاعِیِّ : اَنَّ اِمْرَاَۃً مِنْ جُھَیْنَۃَ اَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم وَھِیَ حُبْلٰی مِنَ الزِّنٰی، فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ! اَصَبْتُ حَدًّا فَاَقِمْہُ عَلَیَّ فَدَعَا نَبِیُّ اللّٰہِ وَلِیَّھَا فَقَالَ اَحْسِنْ اِلَیْھَا فَاِذَا وَضَعَتْ فَاْتِنِیْ فَفَعَلَ فَاَمَرَ بِھَا نَبِیُّ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فَشُدَّتْ عَلَیْھَا ثِیَابُھَا ثُمَّ اَمَرَ بِھَا فَرُجِمَتْ ثُمَّ صَلّٰی عَلَیْھَا۔**

حدیث پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ رجم کا حکم کن شرائط کے ساتھ مشروط ہے، کیا حدود گناہوں کیلئے کفارات ہیں یا زواجر۔ (حدیث:۲۲)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) رجم کی شرائط (۴) حدود کے کفارات یا زواجر ہونے کی وضاحت۔

جواب..... ❶ حدیث پر اعراب:۔ **کمامرّ فی السوال آنفا۔**

❷ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قبیلہ جہینہ کی ایک عورت جو کہ زناء سے حاملہ ہو چکی تھی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مجھ سے حد والا گناہ سرزد ہو چکا ہے پس آپ مجھ پر حد قائم فرمائیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کے ولی کو بلوایا اور فرمایا کہ اِس کے ساتھ احسان کرو (اچھا برتاؤ کرو) پس جب یہ وضعِ حمل ہو جائے تو اِسے میرے پاس لے آنا، چنانچہ اس نے ایسے ہی کیا پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کے متعلق حکم دیا، اور اس پر اس کے کپڑوں کو باندھ دیا گیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق حکم کیا اور اُسے رجم کیا گیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کی نماز جنازہ بھی ادا کی۔

0313-5357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

③ رجم کی شرائط:۔ رجم کی سات شرائط ہیں: ① حریت ② عقل ③ بلوغ ④ اسلام ⑤ نکاحِ صحیح ⑥ دخول ⑦ صفتِ احصان میں مماثلت۔

④ حدود کے کفارات یا زواجر ہونے کی وضاحت:۔ حنفیہؒ کے ہاں حدود کفارہ نہیں بلکہ زواجر ہیں تاکہ مجرم آئندہ ارتکابِ جرم نہ کرے اور دوسروں کو بھی عبرت حاصل ہو۔ باقی گناہ اور اخروی مواخذہ توبہ سے معاف ہوتا ہے اور شوافعؒ کے ہاں حدود کفارۂ سیأت ہیں ان سے مجرم دونوں جہان میں سرخرو ہو جاتا ہے۔

حنفیہؒ کی دلیل: قرآن وحدیث کی نصوص سے معلوم ہوتا ہے کہ حدود جاری کرنے کے باوجود توبہ کی ضرورت ہے اگر حدود کفارۂ سیأت ہوتی تو توبہ کی ضرورت نہیں رہتی، مثلاً اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **السارق والسارقة فاقطعوا ایدهما الخ فمن تاب من بعد ظلمه** اس آیت سے واضح ہوا کہ حدِ سرقہ سزا اور نکال وعبرت ہے اس کے باوجود توبہ کی ضرورت ہے اسی طرح دوسری آیت **انما جزاء الذین یحاربون الله و رسوله..... ذالك لهم خزی فی الدنیا ولهم فی الآخرة عذاب عظیم** یہ آیت قطاع الطریق کے بارے میں ہے اس میں قطع ید وغیرہ کے بعد بھی سزائے اخروی اور توبہ کا ذکر ہے وغیرہ ذالک۔

امام شافعیؒ کی دلیل: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی مشہور حدیث ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم مجھ سے اس بات پر بیعت کرو کہ نہ تم شرک کرو گے، نہ چوری اور نہ زناء کرو گے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی مضمون کے متعلق آیت کریمہ تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ جس نے اپنے عہد کو پورا کیا اس کا اجر اللہ دے گا اور جو ان میں سے کسی گناہ کا مرتکب ہوا اور اسے سزا دی گئی تو یہ اس کیلئے کفارے کی طرح ہو جائے گی اور اگر کوئی شخص کسی گناہ کا مرتکب ہوا لیکن اللہ نے لوگوں سے اس کے گناہ کو پوشیدہ رکھا تو اب اللہ کو اختیار ہے چاہے تو اس کو سزا دے اور چاہے تو اس کو معاف کر دے۔

حنفیہؒ کی طرف سے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ابتداء اسلام کا واقعہ ہے جو مکہ مکرمہ میں پیش آیا اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جو ۷ھ میں مسلمان ہوئے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث مذکورہ **لاادری الحدود کفارة ام لا** کی تصریح کرتے ہیں لہٰذا یہ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مؤخر ہے اور حدیثِ عبادہ رضی اللہ عنہ مقدم ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ حدیث عبادہ رضی اللہ عنہ میں عُوْقِبَ سے مراد مصائب تکوینیہ ہیں جو بالاتفاق مکفرِ سیأت ہیں، حد شرعی مراد نہیں کیونکہ ہجرت سے پہلے حدود مقرر نہیں ہوئی تھی۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ عموماً حد نافذ ہونے سے توبہ کی توفیق ہو جاتی ہے خصوصاً عہد صحابہ رضی اللہ عنہم میں ایسا ہوتا تھا اس لئے حدود کو مطلقاً مکفر کہا گیا ہے۔

﴿الورقة الثانية: فی الحدیث﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۸ھ

الشق الاوّل..... عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ اِنَّ ثَلَاثَةً مِنْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ اَبْرَصَ وَاَقْرَعَ وَاَعْمٰی، اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ یَبْتَلِیَهُمْ فَبَعَثَ اِلَیْهِمْ مَلَکًا فَاَتَی الْاَبْرَصَ فَقَالَ اَیُّ شَیْئٍ اَحَبَّ اِلَیْكَ؟ قَالَ لَوْنٌ حَسَنٌ وَجِلْدٌ حَسَنٌ وَیَذْهَبُ عَنِّی الَّذِیْ قَدْ قَذِرَنِی النَّاسُ فَمَسَحَهٗ فَذَهَبَ عَنْهُ قَذَرُهٗ وَاُعْطِیَ لَوْنًا حَسَنًا فَقَالَ فَاَیُّ الْمَالِ اَحَبُّ اِلَیْكَ؟ قَالَ الْاِبِلُ اَوْ قَالَ الْبَقَرُ شَكَّ الرَّاوِیْ فَاُعْطِیَ نَاقَةً عُشَرَاءَ فَقَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِیْهَا، فَاَتَی الْاَقْرَعَ فَقَالَ اَیُّ شَیْئٍ اَحَبَّ اِلَیْكَ؟ قَالَ شَعْرٌ حَسَنٌ وَیَذْهَبُ عَنِّیْ هٰذَا الَّذِیْ قَذَرَنِی النَّاسُ۔ (حدیث:۶۵)

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، تیسرے شخص نے کس چیز کا مطالبہ کیا اور اسے کیا ملا؟ حدیث میں تینوں افراد کا آخری نتیجہ کیا بنا؟

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) تیسرے شخص کا مطالبہ اور صلہ (۴) تینوں افراد کا انجام۔

جواب..... ① عبارت پر اعراب:۔ **کمامرّ فی السوال آنفا۔**

② عبارت کا ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ بنی اسرائیل میں تین آدمی تھے، برص والا، گنجا اور اندھا۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کو آزمانا چاہا اور ایک فرشتہ (انسانی شکل میں) اُن کے پاس بھیجا، پس فرشتہ برص

والے کے پاس آیا اور کہا کہ تمہیں کیا چیز محبوب ہے؟ اُس نے کہا اچھا رنگ اور خوبصورت جِلد اور مجھ سے وہ بیماری دور ہوجائے جس کی وجہ سے لوگ مجھے برا جانتے ہیں۔ چنانچہ اُس فرشتہ نے اُس کے جسم پر ہاتھ پھیرا تو اُس کی بیماری چلی گئی اور اسے خوبصورت رنگ دیا گیا، پھر فرشتے نے کہا کہ تمہیں کون سا مال محبوب ہے؟ اُس نے کہا اونٹ یا گائے، (یہ راوی کا شک ہے) چنانچہ اُس کو دس ماہ کی حاملہ اونٹنی عطاء کی گئی اور فرشتے نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تیرے اس مال میں برکت ڈالے، پھر وہ فرشتہ گنجے کے پاس آیا اور کہا کہ تجھے کون سی چیز زیادہ محبوب ہے؟ اُس نے کہا کہ خوبصورت بال اور مجھ سے وہ بیماری دور ہوجائے جس کی وجہ سے لوگ مجھے برا جانتے ہیں۔

❸ تیسرے شخص کا مطالبہ اور صلہ:۔ تیسرے شخص (اندھے) سے جب فرشتے نے یہی سوال کیا تو اُس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ مجھے میری نظر واپس کردے تاکہ میں لوگوں کو دیکھ سکوں، فرشتے نے اُس کی آنکھ پر ہاتھ پھیرا تو اُس کی نظر واپس آگئی، پھر فرشتے نے پوچھا کہ تجھے کون سا مال محبوب ہے؟ تو اُس نے کہا کہ بکریاں، چنانچہ اُسے خوب بچے دینے والی ایک بکری عطاء کی گئی۔

❹ تینوں افراد کا انجام:۔ جب تینوں افراد کو اُن کی مطلوبہ چیزیں مل گئیں تو اُس سے کچھ عرصہ بعد فرشتہ برص والے آدمی کے پاس گیا اور کہا کہ میں فقیر اور مسافر آدمی ہوں، سفر میں میرے وسائل ختم ہوگئے ہیں میری مدد کرو، میں اُس ذات کے نام پر تجھ سے سوال کرتا ہوں جس نے تجھے خوبصورت رنگت اور مال ومتاع دیا ہے، تو مجھے ایک اونٹ دیدے جس کے ذریعے میں اپنی منزلِ مقصود تک پہنچ جاؤں، اُس نے جواب دیا کہ مجھ پر بہت زیادہ ذمہ داریاں ہیں، فرشتے نے کہا کہ شاید تو پہلے برص والا تھا، لوگ تجھ سے نفرت کرتے تھے اور تو انتہائی فقیر تھا؟ اُس نے کہا کہ نہیں میں تو خاندانی طور پر مالدار ہوں اور مجھے اپنے آباؤ اجداد سے وافر مقدار میں مال ملا ہے، فرشتے نے کہا کہ اگر تو جھوٹا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ تجھے پہلے والی حالت پر پہنچادے۔

یہی سوال فرشتے نے گنجے شخص سے بھی کیا اور اُس نے بھی وہی جواب دیا جو برص والے نے دیا تھا۔

پھر فرشتہ اندھے شخص کے پاس آیا اور اُس سے بھی یہی سوال کیا کہ میں فقیر اور مسافر آدمی ہوں، سفر میں میرے وسائل ختم ہوگئے ہیں میری مدد کرو، میں اُس ذات کے نام پر تجھ سے سوال کرتا ہوں جس نے تجھے تیری بینائی واپس کی ہے کہ ایک بکری دیدے تاکہ میں منزلِ مقصود تک پہنچ سکوں، اندھے نے کہا کہ واقعی میں اندھا تھا، اللہ تعالیٰ نے مجھے میری بینائی واپس کی، جتنا دل چاہے مال لے لو اور جتنا دل چاہے چھوڑ دو۔ فرشتے نے کہا کہ اپنا مال اپنے پاس رکھو، تمہارا امتحان مقصود تھا، اللہ تعالیٰ تم سے راضی ہوا اور تمہارے دونوں ساتھیوں سے ناراض ہوا۔

الشق الثانی..... **عن ابن عباس قال قال رسول اللّٰہ ﷺ عرضت علیّ الامم، ..... فقیل لی انظر الی الافق الاٰخر فاذا سواد عظیم فقیل لی ھذہ امتك ومعھم سبعون الفا یدخلون الجنة بغیر حساب ولا عذاب ثم نھض فدخل منزلہ فخاض الناس فی اولئك الذین یدخلون الجنة بغیر حساب ولاعذاب فقال بعضھم فلعلھم الذین صحبوا رسول اللّٰہ ﷺ وقال بعضھم فلعلھم الذین ولدوا فی الاسلام فلم یشرکوا باللّٰہ شیئا وذکروا اشیاء فخرج علیھم رسول اللّٰہ ﷺ فقال ماالذی تخوضون فیہ؟ فاخبرہ فقال ھم الذین لا یرقون ولایسترقون ولایتطیرون وعلی ربھم یتوکلون فقام عکاشة بن محصن فقال ادع اللّٰہ ان یجعلنی منھم فقال انت منھم ثم قام رجل آخر فقال ادع اللّٰہ ان یجعلنی منھم فقال سبقك بھا عکاشة.** (حدیث:۷۴)

حدیث کا ترجمہ کریں، خط کشیدہ الفاظ کی تشریح کریں، **سبقك بھا عکاشة** کا کیا مطلب ہے؟ کیا دوسرے کیلئے دعا نہیں ہوسکتی تھی۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں ① حدیث کا ترجمہ ② الفاظِ مخطوطہ کی تشریح ③ **سبقك بھا عکاشة** کا مطلب

جواب ..... ① حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا مجھ پر اُمتیں پیش کی گئیں اور مجھے کہا گیا کہ آپ آسمان کے آخری کنارے کی طرف نظر اُٹھائیں، پس میں نے دیکھا کہ ایک بہت بڑی جماعت موجود ہے اور مجھے کہا گیا کہ یہ آپ کی امت ہے، اور اُن کے ساتھ ستر ہزار افراد ہیں جو بلاحساب وکتاب جنت میں داخل ہوں گے،

0313 6357913 maktabazahanwalsultan@gmail.com

پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور اپنے حجرے میں تشریف لے گئے، پس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اُن لوگوں کے متعلق بحث کرنے لگے جو بغیر حساب وکتاب کے جنت میں داخل ہوں گے، پس بعض نے کہا کہ شاید وہ لوگ ہوں گے جن کو رسول اللہ ﷺ کی صحبت کا شرف حاصل ہوا اور بعض نے کہا کہ شاید وہ لوگ ہوں گے جن کی پیدائش حالتِ اسلام میں ہوئی اور انہوں نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک بھی نہیں ٹھہرایا (اِس طرح) انہوں نے مختلف چیزوں کا تذکرہ کیا، پس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور پوچھا کہ تم کس چیز میں بحث کررہے ہو؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جواب دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہوں گے جو نہ دَم کرتے ہیں اور نہ دَم کرواتے ہیں اور نہ ہی شگون لیتے ہیں اور اپنے رب پر توکل وبھروسہ کرتے ہیں، پس حضرت عکاشہ بن محصنؓ کھڑے ہوئے اور کہا (اے اللہ کے رسول) دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اُن میں سے بنادے، پس آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو انہی میں سے ہے، پھر دوسرے صحابی کھڑے ہوئے اور کہا اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ مجھے بھی ان میں سے کردیں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عکاشہ تجھ پر سبقت کرگیا۔

❷ الفاظِ مخطوطہ کی تشریح:۔ "لا یرقون ولا یسترقون" یعنی نہ وہ دَم کرتے ہیں اور نہ وہ دَم کرواتے ہیں، اس سے مراد جھاڑ پھونک اور تعویذ وغیرہ ہیں جو کلماتِ قرآنیہ، ادعیہ ماثورہ اور اسماءِ الٰہیہ کے بغیر ہو۔ شیخ عبدالحق دہلویؒ فرماتے ہیں کہ زیادہ صحیح بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ اِس سے زمانۂ جاہلیت کے جھاڑ پھونک اور مشرکانہ منتر مراد ہیں جن کا کتاب وسنت کی تعلیمات سے کوئی واسطہ نہیں ہے اور اس کی وجہ سے وہ شرک میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔

"ولا یتطیرون" وہ بدشگونی نہیں لیتے۔ آپ ﷺ نیک فال کو پسند فرماتے تھے، زمانۂ جاہلیت میں یہ رسم تھی کہ جب کوئی کام کرنا ہوتا یا کسی سفر میں جانے کا ارادہ ہوتا تو کسی پرندے کو اُڑاتے اگر وہ دائیں سمت میں اڑتا تو اس کام کو مبارک سمجھ کر کرلیتے اور اگر وہ پرندہ بائیں سمت میں اُڑتا تو اُس کام کو منحوس سمجھ کر چھوڑ دیتے۔ (روضۃ الصالحین ۱:۲۵۳)

❸ سبقك بها عكاشة کا مطلب:۔ اس جملے کا مطلب یہ ہے کہ عکاشہ نے اپنے آپ کو بغیر حساب وکتاب جنت میں داخل ہونے والوں میں شمار کروا کر تجھ پر سبقت کرلی۔ سوال ہوتا ہے کہ کیا اس دوسرے صحابی کیلئے یہی دعا نہیں ہوسکتی تھی؟

محدثین نے اسکے متعدد جوابات دیئے ہیں: ① ممکن ہے آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک ہی آدمی کے متعلق دعا کرنے کی اجازت دی گئی ہو۔ اسلئے دوسرے آدمی کے حق میں دعا کی گنجائش نہ رہی ہو۔ ② ممکن ہے وہ آدمی اپنی باطنی حیثیت اور حالت کے اعتبار سے اس مرتبے کا مستحق نہ ہو اس لئے آپ ﷺ نے اُس کے لئے دعا نہیں فرمائی۔ ③ دراصل وہ آدمی منافق تھا، آپ ﷺ کو اس بات کا علم تھا مگر بطورِ اخلاق ومروت آپ ﷺ نے ایک مجمل جواب دیا کہ تم نے تاخیر کردی اور عکاشہ تم پر سبقت کرگئے۔ ④ حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ کے حق میں آپ ﷺ کو بطورِ وحیِ خفی معلوم ہوگیا تھا اس لئے آپ ﷺ نے صرف اُن کے لئے دعا کی۔ سب سے بہتر آخری جواب ہے۔ (ایضاً)

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۸ھ

الشق الاوّل ..... عن ابی عمرو جریر بن عبداللہ قال کنا فی صدر النہار عند رسول اللہ ﷺ فجاء ہ قوم عراۃ مجتابی النمار او العباء متقلدی السیوف عامتھم من مضر بل کلھم من مضر فتمعر رسول اللہ ﷺ لما رأی بھم من الفاقۃ فدخل ثم خرج فامر بلالا فاذن واقام فصلی ثم خطب ..... تصدق رجل من دینارہ من درھمہ من ثوبہ من صاع برہ من صاع تمرہ۔ حتی قال ولوبشق تمرۃ فجاء رجل من الانصار بصرۃ کادت کفہ تعجز عنھا بل قد عجزت ثم تتابع الناس حتی رأیت کومین من طعام وثیاب حتی رأیت وجہ رسول اللہ ﷺ یتھلل کانہ مذھبۃ۔ (حدیث:۱۷۱)

حدیث شریف کا ترجمہ کریں، مسجد میں چندے کا اعلان کرنا کس صورت میں جائز ہے؟ خط کشیدہ الفاظ کی لغوی تحقیق کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ .....اس سوال میں تین امور توجہ طلب ہیں۔ (۱) حدیث شریف کا ترجمہ (۲) مسجد میں چندے کے اعلان کی جائز

صورت (۳) الفاظِ مخطوطہ کی لغوی تحقیق۔

جواب ..... ❶ حدیث شریف کا ترجمہ:۔ حضرت ابو عمرو جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم شروع دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ ایسے لوگ آئے جن کے جسم ننگے تھے، دھاری دار اُونٹ یعنی ٹاٹ کے کپڑے بدن پر لٹکائے ہوئے تھے، تلواروں کو گردنوں میں لٹکائے ہوئے تھے، اُن میں سے اکثر قبیلہ مضر سے تھے بلکہ وہ تمام کے تمام قبیلہ مضر سے تھے، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب فاقے کی وجہ سے اُن کی یہ حالت دیکھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ متغیر ہوگیا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لے گئے، پھر باہر نکلے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا انہوں نے اذان دی اور اقامت کہی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی اور پھر خطبہ دیا.....لوگوں نے اپنے دینار، درھم، گندم اور کھجوروں کے صاع صدقہ میں دیئے، حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگرچہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی صدقہ کردو، پس ایک انصاری صحابی اتنی بڑی تھیلی لائے کہ اُن کا ہاتھ قریب تھا کہ اُس کو اٹھانے سے عاجز آجائے بلکہ عاجز آگیا، پھر لوگ متواتر صدقہ لاتے رہے حتیٰ کہ میں نے غلہ اور کپڑوں کے دو ڈھیر دیکھے اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کو دیکھا جو خوشی سے چمک رہا تھا جیسا کہ سونا چمکتا ہے۔

❷ مسجد میں چندے کے اعلان کی جائز صورت:۔ مسجد میں بھیک مانگنا اور اپنی ذات کے لئے چندے کا اعلان کرنا کسی بھی صورت میں جائز نہیں ہے بلکہ بھیک دینا بھی مکروہ ہے البتہ کسی دینی کازو کام کے لئے یا کسی مجبور و مستحق شخص کے ساتھ اعانت کی اپیل کرنا درست ہے جیسا کہ احادیث میں مذکور ہے کہ جہاد وغیرہ کے لئے چندہ کیا جاتا تھا اور اس حدیث میں مستحقین کے لئے تعاون کا اعلان کیا گیا۔ (قاموس الفقہ)

❸ الفاظِ مخطوطہ کی لغوی تحقیق:۔ "اَلنِّمَارُ" یہ جمع ہے اس کا مفرد نَمِرَۃٌ ہے بمعنی دھاری دار چادر۔

"مُجْتَابِیْ" صیغہ جمع مذکر بحث اسم فاعل از مصدر اِجْتِیَابًا (افتعال، اجوف) بمعنی پہننا۔ مجرد میں جَوْبًا بمعنی کاٹنا۔

"مُتَقَلِّدِیْ" صیغہ جمع مذکر بحث اسم فاعل از مصدر تَقَلُّدًا (تفعل، صحیح) بمعنی قلادہ پہننا۔ مراد مطلق پہننا ہے۔

"اَلسُّیُوْفُ" یہ جمع ہے اس کا مفرد سَیْفٌ ہے بمعنی تلوار۔

"تَمَعَّرَ" صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم از مصدر تَمَعُّرًا (تفعل، صحیح) بمعنی غصے کی وجہ سے چہرے کا رنگ متغیر ہونا۔

الشق الثانی ..... وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِمُسْلِمٍ اَیْضًا عَنْ اُسَیْرِ بْنِ جَابِرٍ اَنَّ اَھْلَ الْکُوْفَۃِ وَفَدُوْا عَلٰی عُمَرَ وَفِیْھِمْ رَجُلٌ مِمَّنْ کَانَ یَسْخَرُ بِاُوَیْسٍ فَقَالَ عُمَرُ ھَلْ ھَاھُنَا اَحَدٌ مِنَ الْقَرَنِیِّیْنَ؟ فَجَاءَ ذٰلِکَ الرَّجُلُ فَقَالَ عُمَرُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَدْ قَالَ اِنَّ رَجُلًا یَأْتِیْکُمْ مِنَ الْیَمَنِ یُقَالُ لَہٗ اُوَیْسٌ لَایَدَعُ بِالْیَمَنِ غَیْرَ اُمٍّ لَہٗ قَدْ کَانَ بِہٖ بِیَاضٌ فَدَعَا اللّٰہَ تَعَالٰی فَاَذْھَبَہٗ اِلَّا مَوْضِعَ الدِّیْنَارِ اَوِ الدِّرْھَمِ فَمَنْ لَقِیَہٗ مِنْکُمْ فَلْیَسْتَغْفِرْ لَکُمْ۔ (حدیث:۳۷۲)

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، اویس کون ہیں؟ انہیں یہ مقام کس بنا پر ملا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے کیوں منتظر تھے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور توجہ طلب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) حضرت اویس قرنیؒ کا تعارف و بلند مرتبہ کی وجہ (۴) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حضرت اویسؒ کا انتظار کرنے کی وجہ۔

جواب ..... ❶ عبارت پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ اور مسلم کی روایت میں جو حضرت اُسیر بن جابر رضی اللہ عنہ سے ہے کہ اہلِ کوفہ میں سے کچھ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اُن میں ایک ایسا آدمی بھی تھا جو حضرت اویسؒ کا مذاق اُڑاتا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ کیا یہاں پر قبیلہ قرن والوں میں سے بھی کوئی ہے؟ پس یہ شخص آیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے پاس یمن سے ایک آدمی آئے گا اُسے اویس کہا جاتا ہوگا، وہ یمن میں صرف اپنی والدہ کو چھوڑ کر آئے گا، اُس کو برص کی بیماری رہی ہوگی، پس اُس نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اُس کی بیماری دور کردی سوائے ایک درہم یا دینار کی جگہ کے (صرف درہم یا دینار کی بقدر برص کا نشان اُن

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

کے جسم پر باقی ہوگا)۔ پس جو شخص بھی تم میں سے اُس سے ملے وہ اپنے لئے اُس سے مغفرت کی دعا کروائے۔

❸ حضرت اویس قرنیؒ کا تعارف وبلند مرتبہ کی وجہ:۔ حضرت اویسؒ کا نام بعض نے اویس بن عامر اور بعض نے اویس بن جلیس ذکر کیا ہے۔ اُنکی کنیت ابوعمرو ہے، یمن کے قبیلہ قرن سے اِن کا تعلق تھا۔ عبداللہ بن مسلم کے مطابق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں آذربائیجان کے غزوہ سے واپسی پر راستہ میں اُنکی وفات واقع ہوئی۔ اور ایک قول کے مطابق جنگِ صفین میں اِنکی شہادت واقع ہوئی۔ قرطبیؒ کہتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے خاص نیک بندوں میں سے تھے اور اُن گمنام لوگوں میں سے تھے جن کی پرواہ نہیں کی جاتی، اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے متعلق اطلاع نہ دی ہوتی تو کوئی بھی اُن کو نہ پہچانتا۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ایمان لے آئے تھے مگر والدہ کی خدمت کی وجہ سے ملاقات کا شرف حاصل نہ ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکے خیر التابعین ہونے کی اطلاع دی۔ (دلیل الفالحین)

علماء نے لکھا ہے کہ حضرت اویس قرنیؒ کو یہ مستجاب الدعوات ہونے کا بلند مرتبہ والدہ کی بہت زیادہ خدمت کی وجہ سے ملا۔

❹ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حضرت اویسؒ کا انتظار کرنے کی وجہ:۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت اویسؒ کا اس وجہ سے انتظار کرتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا کہ اے عمر! اگر تم اہلِ یمن میں سے قبیلہ قرن کے اویس بن عامر کو ملو تو اُس سے اپنے لئے مغفرت کی دعا کروانا کیونکہ وہ مستجاب الدعوات ہوگا۔ اِس سے یہ قطعاً ثابت نہیں ہوتا کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں اور نہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ غیر مغفور ہیں کیونکہ اس بات پر اجماع ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بہر صورت انبیاء علیہم السلام کے بعد تابعین بلکہ پوری امت سے افضل ہیں۔ اس روایت سے مقصود صرف حضرت اویس قرنیؒ کے مستجاب الدعوات ہونے کی لوگوں کو خبر دینا ہے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۸ھ

الشق الاوّل ..... وَعَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِیْ حَازِمٍ قَالَ دَخَلْنَا عَلٰی خَبَّابِ بْنِ الْاَرَتِّ نَعُوْدُهٗ وَقَدِ اكْتَوٰی سَبْعَ كَيَّاتٍ فَقَالَ اِنَّ اَصْحَابَنَا الَّذِيْنَ سَلَفُوْا مَضَوْا وَلَمْ تَنْقُصْهُمُ الدُّنْيَا وَاِنَّا اَصَبْنَا مَالًا لَانَجِدُ لَهٗ مَوْضِعًا اِلَّا التُّرَابَ وَلَوْلَا اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم نَهَانَا اَنْ نَدْعُوَ بِالْمَوْتِ لَدَعَوْتُ بِهٖ ثُمَّ اَتَيْنَاهُ مَرَّةً اُخْرٰی وَهُوَ يَبْنِیْ حَائِطًا لَهٗ فَقَالَ اِنَّ الْمُسْلِمَ لَيُؤْجَرُ فِیْ كُلِّ شَیْءٍ يُنْفِقُهٗ اِلَّا فِیْ شَیْءٍ يَجْعَلُهٗ فِیْ هٰذَا التُّرَابِ۔ (حدیث:۵۸۷)

حدیث پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، واضح تشریح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حاصل تین امور ہیں۔ (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) حدیث کی تشریح۔

جواب ..... ❶ حدیث پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

❷ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت قیس بن ابی حازمؒ کہتے ہیں کہ ہم حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کی بیمار پرسی کیلئے اُنکے پاس حاضر ہوئے اور انہوں نے سات داغ لگوائے تھے، حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمارے وہ ساتھی جو گزر گئے اور چلے گئے دنیا نے اُنکے اجر کو کم نہیں کیا اور ہم نے اتنی دولت پائی ہے کہ جس کیلئے ہم سوائے مٹی کے کوئی جگہ نہیں پاتے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موت کی دعا کرنے سے منع نہ کیا ہوتا تو میں ضرور موت کی دعا کرتا۔ پھر دوسری مرتبہ ہم حاضرِ خدمت ہوئے جب وہ اپنی دیوار تعمیر کر رہے تھے، انہوں نے فرمایا کہ بیشک مسلمان کو ہر چیز کا اجر ملتا ہے جس کو وہ خرچ کرتا ہے مگر اِس چیز کا جس کو وہ اس مٹی میں لگائے۔

❸ حدیث کی تشریح:۔ ترجمہ سے تشریح واضح ہے کہ ہم صحابیِ رسول حضرت خباب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ انہوں نے پچھنے لگوائے تھے، اِس موقع پر انہوں نے ارشاد فرمایا کہ ہم سے ہمارے سابقہ لوگ اچھے رہ گئے جو دنیا سے اس حال میں رخصت ہوئے کہ دنیاوی مال ومتاع نے اُن کے مراتب میں کوئی کمی نہیں کی جو آخرت میں اُن کے لئے تیار کئے گئے ہیں، اس لئے کہ انہوں نے دنیا میں کسی ایسی چیز کی تمنا نہیں کی جو اُن کی آخرت کی نعمتوں میں کمی کا باعث بنے بلکہ انتقال کے وقت اُن کے اجر وثواب کامل ومکمل تھے جبکہ ہمارا حال یہ ہے کہ ہم نے غنائم اور عطایا پائے اور اس حال میں جبکہ میں موت وحیات کی کشمکش میں ہوں میرے گھر کے ایک کونے میں چالیس ہزار درہم پڑے ہوئے ہیں اور میرے پاس لوگوں سے اِس مال کو بچانے کے لئے زمین میں دفن کرنے کے علاوہ کوئی حل بھی نہیں ہے، پھر فرمایا کہ اگر رسول

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

اللہ ﷺ نے موت کی تمنا کرنے سے منع نہ کیا ہوتا تو میں اس دنیاوی مال ومتاع کی وجہ سے یا دین میں فتنہ کے خطرہ سے اپنی موت کی تمنا کرتا۔

حضرت قیسؒ کہتے ہیں کہ ہم جب دوبارہ حضرت خباب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو وہ اپنے گھر کی تعمیر میں مصروف تھے اس موقع پر انہوں نے فرمایا کہ مسلمان جو مال بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے خرچ کرتا ہے اُس کو ضرور اس کا اجر ملتا ہے سوائے تعمیر پر لگائے جانے والے مال کے، اس پر آدمی کو اجر نہیں ملتا۔ (یہاں تعمیر سے مراد ضرورت سے زائد تعمیر ہے)۔ (دلیل الفالحین)

الشق الثانی..... عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ سَعْدِ بْنِ مَالِكِ بْنِ سِنَانِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ اَنَّ نَاسًا مِنَ الْاَنْصَارِ سَاَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاَعْطَاهُمْ ثُمَّ سَاَلُوْا فَاَعْطَاهُمْ حَتّٰی نَفِدَ مَا عِنْدَهٗ، فَقَالَ لَهُمْ حِیْنَ اَنْفَقَ كُلَّ شَیْئٍ بِیَدِهٖ: مَا یَكُنْ عِنْدِیْ مِنْ خَیْرٍ فَلَنْ اَدَّخِرَهٗ عَنْكُمْ وَمَنْ یَسْتَعْفِفْ یُعِفَّهُ اللّٰهُ وَمَنْ یَسْتَغْنِ یُغْنِهِ اللّٰهُ وَمَنْ یَتَصَبَّرْ یُصَبِّرْهُ اللّٰهُ وَمَا اُعْطِیَ اَحَدٌ عَطَاءً خَیْرًا وَاَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ۔ (حدیث:۲۶)

حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ حدیث کی مکمل تشریح اور قرآن وحدیث کی روشنی میں صبر کے فضائل تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾..... اس سوال کا حل چار امور ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) حدیث کی تشریح (۴) صبر کے فضائل۔

جواب..... (۱) حدیث پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

(۲) حدیث کا ترجمہ:۔ ابوسعید سعد بن مالک بن سنان خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار کے بعض لوگوں نے آپ ﷺ سے سوال کیا آپ ﷺ نے انکو دے دیا، پھر انہوں نے سوال کیا آپ ﷺ نے پھر ان کو دے دیا حتی کہ آپ ﷺ کے پاس جو کچھ تھا وہ سب ختم ہو گیا پھر جب آپ ﷺ نے ہاتھ میں موجود سب کچھ خرچ کر دیا تو ارشاد فرمایا کہ میرے پاس جو کچھ ہوتا ہے میں اس کو ہرگز جمع نہیں رکھتا، اور جو شخص سوال سے بچنے کی کوشش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بچا لیتے ہیں اور جو شخص بے نیازی طلب کرتا ہے اللہ اس کو بے نیاز کر دیتے ہیں اور جو شخص صبر اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو صبر عطاء کرتے ہیں اور صبر سے زیادہ بہتر وسیع تر عطیہ کسی کو نہیں دیا گیا۔

(۳) و (۴) حدیث کی تشریح وصبر کے فضائل:۔ حاصلِ حدیث یہ ہے کہ جب انصار نے بار بار سوال کیا اور آپ ﷺ نے ان کو بار بار عطیہ کیا تو مال ختم ہونے پر اور ان کو ضرورت سے زائد مال طلب سے روکنے اور قناعت پر آمادہ کرنے کے لیے ارشاد فرمایا کہ اگر میرے پاس مزید مال ہوتا تو میں وہ بھی تمہیں عطیہ کر دیتا میں نے تم سے روک کر اور کس کو مال دینا ہے؟ میں تم سے ہرگز مال نہیں چھپاتا اور پھر فرمایا کہ جو آدمی پاکدامنی اختیار کرتا ہے اور نفس کو خواہشات کے پیچھے نہیں لگاتا اللہ تعالیٰ اسکو پاکدامنی نصیب کرتے ہیں اور خواہش پرستی سے اس کو بچاتے ہیں اور جو لوگوں کے پاس موجود مال سے بچتا ہے اللہ تعالیٰ اسکو غنیٰ و بے نیازی کی دولت سے نوازتے ہیں اور جو حاجت وفقر میں بھی اصرار سے کام نہیں لیتا صبر کی کوشش کرتا ہے اسکو صبر بھی مل ہی جاتا ہے اور صبر کرنیوالا انسان ہمیشہ اطمینان وسکون میں رہتا ہے۔ دکھ درد، مصائب وآلام، شیطانی شرارتوں کے وقت پختگی سے احکام خداوندی پر جما رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ صبر کرنیوالوں کے ساتھ ہے، صبر کرنیوالوں کیلئے خوشخبری ہے، صبر کرنیوالوں کو ان کے صبر کا پورا پورا اجر وبدلہ ملے گا۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿الورقة الثانية: فی الحدیث﴾

﴿السوال الاول﴾ ۱۴۳۹ھ

الشق الاوّل..... عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: مَثَلُ الْقَائِمِ فِیْ حُدُوْدِ اللّٰهِ وَالْوَاقِعِ فِیْهَا كَمَثَلِ قَوْمٍ اِسْتَهَمُوْا عَلٰی سَفِیْنَةٍ فَصَارَ بَعْضُهُمْ اَعْلَاهَا وَبَعْضُهُمْ اَسْفَلَهَا وَكَانَ الَّذِیْنَ فِیْ اَسْفَلِهَا اِذَا اسْتَقَوْا مِنَ الْمَاءِ مَرُّوْا عَلٰی مَنْ فَوْقَهُمْ، فَقَالُوْا: لَوْ اَنَّا خَرَقْنَا فِیْ نَصِیْبِنَا خَرْقًا وَلَمْ نُؤْذِ مَنْ فَوْقَنَا، فَاِنْ تَرَكُوْهُمْ وَمَا اَرَادُوْا هَلَكُوْا جَمِیْعًا وَاِنْ اَخَذُوْا عَلٰی اَیْدِیْهِمْ نَجَوْا وَنَجَوْا جَمِیْعًا۔ (حدیث:۱۸۷)

حدیث مبارکہ پر اعراب لگائیں۔ دلنشین ترجمہ کریں۔ "القائم فی حدود اللّٰه والواقع فیها" کا مطلب لکھ کر مثال مذکور کی وضاحت اور اس کا مقصد تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) "القائم فی حدود اللّٰہ والواقع فیھا" کا مطلب (۴) مثال کی وضاحت ومقصد۔

جواب ..... ❶ حدیث پر اعراب:۔ **کمامرّ فی السوال آنفا۔**

❷ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کی حدود پر قائم رہنے اور ان میں واقع ہونے والوں کی مثال ان لوگوں کی طرح ہے جنہوں نے کشتی پر سوار ہوتے ہوئے قرعہ اندازی کی، پس ان میں سے بعض کشتی کے اوپر والے حصے میں بیٹھ گئے اور بعض کشتی کے نیچے والے حصے میں بیٹھ گئے اور وہ لوگ جو نچلے حصے میں تھے جب ان کو پانی کی طلب ہوتی تو وہ اوپر والوں کے پاس آتے جاتے، انہوں نے کہا ہم اپنے نچلے حصے میں ہی سوراخ کرلیں اور اپنے اوپر والوں کو تکلیف نہ دیں، پس اگر اوپر والوں نے نیچے والوں کو چھوڑ دیا اور ان کو روکنے کا ارادہ نہ کیا تو وہ سب ہلاک ہوجائیں گے اور اگر وہ ان کے ہاتھوں کو روک دیں گے تو وہ خود بھی نجات پائیں گے اور سب لوگ بھی نجات پاجائیں گے۔

❸ **"القائم فی حدود اللّٰہ والواقع فیھا" کا مطلب:۔ القائم فی حدود اللّٰہ:** جو منع کی ہوئی چیزوں کا انکار کرنے والا، ان کے ازالہ کی کوشش کرنے والا، محارم سے دفاع کرنے والا، حد سے بڑھنے والے کی حرکت پر انکار کرنے والا اور اسکے ازالہ کیلئے کوشاں شخص ہو۔ **الواقع فیھا:** جو حدود میں واقع ہونے والا اور ان کا ارتکاب کرنے والا محارم سے نہ بچنے والا ہو۔ (دلیل الفالحین)

❹ مثال کی وضاحت ومقصد:۔ مثال کا حاصل یہ ہے کہ جیسے کشتی میں سوار ہونے والے لوگ اوپر نیچے دو حصوں میں منقسم ہیں اوپر والے اور نیچے والے، اگر نیچے والے لوگ اوپر جانے کی مشقت سے بچنے اور راحت کے حصول کے لئے اور اوپر والوں کی تنگی سے بچنے کے لئے نچلے حصے میں سوراخ کریں اور اوپر والے ان کو منع نہ کریں اپنے کام سے کام رکھیں کہ ہمیں کیا پرواہ ہے تو سوراخ کے نتیجہ میں سب لوگ ہلاک ہوجائیں گے۔ اسی طرح اگر حدود سے بچنے والے اور ان کی پاسداری کرنے والے لوگ غلط کاموں کے مرتکبین کو برے کاموں سے منع نہیں کریں گے تو پھر عذاب کے نتیجے میں صرف برے لوگ ہی ہلاک نہ ہوں گے بلکہ سب لوگ ہلاک ہوجائیں گے۔ حدیث کا مقصد یہ ہے کہ نیک لوگ محض اپنی نیکی میں ہی مگن نہ رہیں بلکہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر بھی کرتے رہیں یعنی برائی کے ازالہ کی کوشش کرتے رہنا چاہیے۔

الشق الثانی ..... **عن جابرؓ قال: سمعت رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: اذا دخل الرجل بیتہ فذکر اللّٰہ تعالٰی عند دخولہ وعند طعامہ، قال الشیطٰن لأصحابہ: لا مبیت لکم ولا عشاء، واذا دخل فلم یذکر اللّٰہ تعالٰی عند دخولہ، قال الشیطٰن: ادرکتم المبیت، واذا لم یذکر اللّٰہ تعالٰی عند طعامہ، قال: ادرکتم المبیت والعشاء۔** (حدیث:۷۳۰) حدیث کا ترجمہ کریں۔ مختصر تشریح کرکے اختتامِ طعام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کم از کم تین دعائیں تحریر کریں۔ احادیث کی روشنی میں کھانے پینے سے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر جامع نوٹ تحریر کریں۔

0313 3257913 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿خلاصۂ سوال﴾..... اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) حدیث کا ترجمہ (۲) حدیث کی تشریح (۳) اختتامِ طعام کی دعائیں (۴) کھانے پینے سے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات۔

جواب ..... ❶ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جب آدمی اپنے گھر میں داخل ہوتا ہے اور اس میں داخل ہوتے وقت اور کھانا کھاتے وقت اللہ کا ذکر کرتا ہے تو شیطان اپنے کارندوں کو کہتا ہے کہ نہ تمہارے رات گزارنے کی جگہ ہے اور نہ رات کا کھانا ہے اور جب آدمی گھر میں داخل ہوتا ہے اور اللہ کا ذکر نہیں کرتا تو شیطان کہتا ہے کہ تم نے رات کا قیام پالیا اور جب کھانے کے وقت اللہ کا ذکر نہیں کرتا تو شیطان کہتا ہے کہ تم نے رات کا قیام اور شام کا کھانا دونوں پالیے۔

❷ حدیث کی تشریح:۔ حدیث کا حاصل یہ ہے کہ اگر گھر میں داخل ہوتے وقت اور کھانا کھاتے وقت اللہ کا ذکر کیا جائے تو کھانا

باعثِ برکت ہوتا ہے اور شیطان اپنے کارندوں سے کہتا ہے کہ تم شام کے کھانے اور رات کے قیام سے محروم ہو اور داخلے کے وقت اور کھانے کے وقت اللہ کا نام نہ لیا جائے تو شیطان کہتا ہے کہ تمہیں شام کا کھانا بھی مل گیا اور رات کا قیام بھی مل گیا گویا شیطان اس کھانے میں شریک ہو جاتا ہے۔

③ اختتام طعام کی دعائیں:۔ ① **الحمد للّٰہ الذی اطعمنا وسقانا وجعلنا من المسلمین** ② **الحمد للّٰہ حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ غیر مَکْفِیٍّ ولا مُوَدَّعٍ ولا مستغنًی عنہ ربنا** ③ **الحمد للّٰہ الذی اطعمنی ھذا ورزقنیہ من غیر حول منی ولا قوۃ۔**

④ کھانے پینے سے متعلق آپ ﷺ کی تعلیمات:۔ آپ ﷺ کھانے سے پہلے ہاتھ دھوتے اور سیدھے ہاتھ سے اپنے سامنے سے کھانا نوش فرماتے۔ آپ ﷺ ٹیک لگا کر کھانا نوش نہ فرماتے بلکہ دوزانو بیٹھتے یا بدن کے نچلے حصے کو زمین پر ٹیک کر دونوں زانو کھڑے کر کے بیٹھتے، یا اُکڑوں بیٹھتے۔ آپ ﷺ نے میز و کرسی پر کبھی کھانا نوش نہیں فرمایا بلکہ زمین پر دسترخوان بچھایا جاتا اور آپ کھانا تناول فرماتے۔ آپ ﷺ اکثر تین انگلیوں سے کھانا نوش فرماتے (شہادت کی انگلی، انگوٹھا، درمیانی انگلی)۔ کھانے کے بعد انگلیاں چاٹ لیتے، پہلے بیچ کی انگلی چاٹتے، اس کے بعد شہادت والی اور پھر انگوٹھا۔ بہت گرم کھانا تناول نہ فرماتے بلکہ ٹھنڈا ہونے کا انتظار کرتے اور گرم کھانے کے متعلق فرماتے کہ اللہ نے ہم کو آگ نہیں کھلائی اور کبھی فرماتے کہ گرم کھانے میں برکت نہیں ہوتی۔ آپ ﷺ کھانے کو سونگھتے نہیں تھے اور سونگھنے کو برا جانتے تھے۔ آپ ﷺ کھانا بیٹھ کر ہی نوش فرماتے مگر میوہ یا پھل وغیرہ کھڑے کھڑے بھی نوش فرمالیا کرتے تھے۔ کھانے کی چیز میں پورا ہاتھ انگلیوں کی جڑوں تک نہیں بھرتے تھے۔ آپ ﷺ پکا ہوا گوشت کبھی چھری سے کاٹ کر بھی نوش فرماتے۔ آپ ﷺ سالن کے نیچے کا حصہ پسند فرماتے اور اکثر اُس کو بعد میں پی جاتے۔ گھر میں گوشت لا کر دیتے تو ہدایت فرماتے کہ اس میں شوربہ رکھنا تاکہ پڑوسیوں کو دیا جاسکے۔ آپ ﷺ کھانا شروع کرتے وقت تین لقموں تک ہر لقمہ پر بسم اللہ پڑھ کر لقمہ لیتے۔ جو شخص بغیر بسم اللہ پڑھے کھانا شروع کرتا آپ ﷺ اس کا ہاتھ پکڑ لیتے اور بسم اللہ پڑھنے کی تاکید فرماتے اور اگر کوئی الٹے ہاتھ سے کھانا کھاتے دکھائی دیتا تو آپ ﷺ اسکے ہاتھ کو ایسا جھٹکتے کہ لقمہ گر جاتا اور پھر فرماتے کہ کھانا سیدھے ہاتھ سے کھاؤ۔ اگر ایک ہی قسم کا کھانا ہوتا تو اپنے سامنے سے تناول فرماتے اور اگر مختلف قسم کا کھانا ہوتا تو بلا تأمل دوسری جانب بھی ہاتھ بڑھا دیتے۔ کھانے کے بعد ہاتھ دھوتے اور ہاتھوں میں جو تری ہوتی اُس کو اپنے ہاتھوں، چہرے اور سر مبارک پر مَل کر خشک کر لیا کرتے۔ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد **"الحمدللّٰہ الذی اطعمنا و سقانا و جعلنا من المسلمین"** پڑھتے اور اگر کسی کے ہاں مدعو ہوتے تو ان الفاظ میں دعا فرماتے **"اللھم بارک لھم فیما رزقتھم واغفرلھم وارحمھم"**۔

آپ ﷺ پانی چوس کر بغیر آواز کے نوش فرماتے، غٹ غٹ کر کے گھونٹوں کی آواز سے کبھی نہ پیتے، میٹھا پانی پینے کا بہت شوق تھا، ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے خصوصی اُنس تھا اس لئے عادت تھی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جس برتن سے اور جس رُخ سے پانی پیتیں آپ ﷺ اُسی جگہ سے پانی نوش فرماتے۔ آپ ﷺ مشک یا ڈول کو بھی منہ لگا کر پانی پی لیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ اپنے احباب کو کوئی مشروب پلاتے تو خود سب سے آخر میں نوش فرماتے۔ آپ ﷺ عام استعمال گاہوں مثلاً نہروں، ندیوں یا تالابوں سے پانی منگوا کر نوش فرماتے تاکہ عام مسلمانوں کے ہاتھوں کی برکت حاصل فرمائیں۔ آپ ﷺ نے کانچ، مٹی، تانبے اور لکڑی کے برتن میں پانی نوش فرمایا۔ آپ ﷺ بیٹھ کر تین سانس میں اس طرح پانی نوش فرماتے کہ ہر بار برتن منہ سے لگاتے وقت بسم اللہ پڑھتے اور جب برتن منہ سے ہٹاتے تو **الحمدللّٰہ** پڑھتے اور آخر میں **الحمدللّٰہ** کے ساتھ **والشکر للّٰہ** بھی فرماتے۔ (نبوی لیل ونہار)

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۹ھ

الشق الاوّل ..... **عن ابی ذرؓ عن النبی ﷺ، قال: ثلاثۃ لا یکلمھم اللّٰہ یوم القیٰمۃ ولا ینظر الیھم ولا یزکیھم ولھم عذاب الیم قال: فقرأھا رسول اللّٰہ ﷺ ثلث مرار، قال ابوذر: خابوا وخسروا، من ھم یا رسول اللّٰہ؟ قال: المسبل والمنان والمنفق سلعتہ بالحلف الکاذب۔** (حدیث:۷۹۴) حدیث کا ترجمہ کریں۔

مختصر تشریح کر کے نیا لباس پہننے پر آپ ﷺ کی کم از کم دو دعائیں تحریر کریں۔ لباس سے متعلق آپ ﷺ کی تعلیمات پر جامع نوٹ تحریر کریں۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿خلاصۂ سوال﴾..... اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) حدیث کا ترجمہ (۲) حدیث کی تشریح (۳) نیا لباس پہننے کی دعائیں (۴) لباس سے متعلق آپ ﷺ کی تعلیمات۔

جواب ..... ❶ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابوذرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تین لوگ ایسے ہیں کہ اللہ رب العزت قیامت کے دن نہ اُن سے کلام کریں گے اور نہ اُن کی طرف نظرِ شفقت فرمائیں گے اور نہ اُن کو پاک صاف فرمائیں گے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔ آپ ﷺ نے یہ ارشاد تین مرتبہ فرمایا۔ ابوذرؓ نے کہا کہ وہ لوگ رسوا ہوئے اور خسارے میں گئے، کون لوگ ہیں وہ اے اللہ کے رسول؟ آپ ﷺ نے فرمایا ٹخنوں سے نیچے چادر لٹکانے والا اور احسان جتلانے والا اور جھوٹی قسم کھا کر اپنا سامان بیچنے والا۔

❷ حدیث کی تشریح:۔ حدیث کا حاصل یہ ہے کہ یہ تین لوگ قیامت کے دن اللہ رب العزت کی خصوصی نظرِ کرم اور نظرِ شفقت سے محروم ہوں گے اور اللہ رب العزت ان سے پیار و محبت سے ہم کلامی بھی نہیں فرمائیں گے۔ وہ تین لوگ ٹخنوں سے نیچے چادر لٹکانے والا، احسان جتلانے والا اور جھوٹی قسم کھا کر اپنا سامان بیچنے والا ہیں۔

❸ نیا لباس پہننے کی دعائیں:۔ ① **الحمد للّٰه الذی کسانی ما أُواری به عورتی واتجمّل به فی حیاتی۔**

② **اللهم لك الحمد انت کسوتنیه اسألك خیره وخیر ما صنع له واعوذبك من شره وشر ما صنع له۔**

❹ لباس سے متعلق آپ ﷺ کی تعلیمات:۔ آپ ﷺ کو تمام لباسوں میں کُرتہ زیادہ پسند تھا، کُرتے کی آستین زیادہ تنگ رکھتے اور نہ زیادہ کشادہ بلکہ درمیانی آستین ہوتی جو ہاتھ کے گٹے تک رکھتے۔ آپ ﷺ کے سفر کا کُرتہ اقامت کے کُرتے سے دامن اور آستین میں کچھ چھوٹا ہوتا۔ آپ ﷺ کی قمیض کا گریبان سینے پر ہوتا، بسا اوقات آپ ﷺ کُرتے کا گریبان کھول لیا کرتے کہ سینہ مبارک صاف نظر آتا اور اِسی حالت میں نماز پڑھ لیتے۔ قمیض پہنتے وقت پہلے سیدھا ہاتھ سیدھی آستین میں پھر الٹا ہاتھ اُلٹی آستین میں ڈالتے۔ آپ ﷺ نے کبھی پاجامہ نہیں پہنا بلکہ ہمیشہ تہبند پہنتے اور تہبند ہمیشہ ناف سے نیچے باندھتے اور نصف پنڈلی سے اونچا رکھتے۔ آپ ﷺ کے تہبند کا اگلا حصہ پچھلے حصے سے کچھ نیچے ہوتا۔ آپ ﷺ جب نیا لباس پہنتے تو جمعہ کے دن پہنتے۔ آپ ﷺ کو سفید لباس محبوب تھا ہی مگر رنگین لباس میں سبز رنگ کا لباس طبیعت کو زیادہ پسند تھا۔ خالص گہرے سرخ رنگ کو ناپسند فرماتے تھے۔ جب نیا لباس پہنتے تو اوپر مذکور کوئی ایک دعا پڑھتے۔

آپ ﷺ عمامہ بھی باندھتے تھے۔ اگر عمامہ نہ ہوتا تو سر اور پیشانی پر ایک پٹی ہی باندھ لیتے اور آپ ﷺ کا عمامہ تقریباً سات گز لمبا ہوتا۔ آپ ﷺ جب بھی عمامہ پہنتے شملہ ضرور چھوڑتے۔ آپ ﷺ عمامہ کے نیچے ٹوپی ضرورت پہنتے اور آپ ﷺ سفید ٹوپی پہنتے۔ حالتِ اقامت میں آپ ﷺ سر سے چپٹی ہوئی ٹوپی پہنتے اور آپ ﷺ کی سفر کی ٹوپی اُٹھی ہوئی اور باڑ دار ہوتی تھی جس کو بسا اوقات نماز پڑھتے وقت اپنے سامنے رکھ لیا کرتے تھے۔ (نبوی لیل ونہار)

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

الشق الثانی.....**عن انس قال مرّالنبی ﷺ بامرأة تبکی عند قبرفقال: اتقی اللّٰه واصبری، فقالت: الیك عنی فانك لم تصب بمصیبتی ولم تعرفه، فقیل لها انه النبی ﷺ فأتت باب النبی ﷺ فلم تجد عنده بوابین فقالت: لم اعرفك، فقال: انما الصبرعند الصدمة الأولی.** (حدیث:۳۱)

حدیث کا ترجمہ وتشریح کریں۔ صبر کی اقسام اور قرآنی آیات کی روشنی میں اس کی اہمیت تحریر کریں۔ **الیك عنی فانك لم تصب بمصیبتی ولم تعرفه** کی نحوی ترکیب کریں اور اس میں مذکورہ الفاظ کی صرفی تحقیق کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور مطلوب ہیں ① حدیث کا ترجمہ ② حدیث کی تشریح ③ صبر کی اقسام و اہمیت ⑤ جملہ کی نحوی ترکیب والفاظ کی صرفی تحقیق۔

جواب ..... ❶ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک عورت کے پاس سے گزرے وہ ایک

قبر کے پاس رو رہی تھی آپ ﷺ نے فرمایا اللہ سے ڈرو اور صبر اختیار کرو، عورت بولی جاؤ اپنا کام کرو، آپ کو مجھ جیسی مصیبت کا سامنا نہیں ہوا، عورت نے آپ ﷺ کو پہچانا نہیں تھا، اس سے کہا گیا کہ یہ تو نبی ﷺ تھے تو وہ آپ ﷺ کے مکان پر آئی وہاں کوئی دربان موجود نہ تھا، آپ ﷺ سے معذرت کرتے ہوئے کہا کہ میں نے آپ کو پہچانا نہیں تھا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ صبر تو پہلی چوٹ پر ہوتا ہے۔

❷ حدیث کی تشریح:۔ حدیث کا حاصل یہ ہے کہ آپ ﷺ کا ایک مرتبہ کسی قبر کے پاس گذر ہوا، وہاں پر موجود ایک عورت میت پر چیخ و پکار کر رہی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا کہ: اپنے پروردگار سے ڈرو اور صبر سے کام لو، گویا آپ ﷺ نے خاموشی و صبر کی تلقین کی، عورت نے کہا اپنے کام سے کام رکھو آپ کو مصیبت و تکلیف پہنچی ہوتی تو آپ کو احساس ہوتا آپ کو کون سا مصیبت پہنچی ہے؟ درحقیقت اس عورت نے آپ ﷺ کو پہچانا نہیں تھا اور آپ ﷺ نے بھی اسکے جواب اور رویے کو محسوس نہیں کیا۔ جب اس عورت کو بتلایا گیا کہ یہ تنبیہ کرنے والے آپ ﷺ تھے، تو اس عورت کو شرمندگی اور افسوس ہوا، وہ عورت معذرت کیلئے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میں نے آپ کو پہچانا نہیں تھا جسکی وجہ سے شانِ اقدس میں کوتاہی و بے ادبی ہوئی، آپ ﷺ نے اسے صبر کی تلقین فرمائی اور فرمایا: صبر تو ابتداءِ مصیبت کے وقت کیا جاتا ہے یعنی درحقیقت صبر وہی ہوتا ہے جو تازہ صدمے اور غم کے وقت کیا جائے ورنہ زمانہ گزرنے کے ساتھ ساتھ اس صدمہ اور غم کا بوجھ قابلِ برداشت ہو جاتا ہے یا بالکل ہی بھول جاتا ہے لیکن جس صبر پر اجر کا وعدہ ہے وہ وہی صبر ہے جو ابتدائی صدمے کے وقت کیا جائے۔

❸ صبر کی اقسام اور اس کی اہمیت:۔ قرآن و حدیث کی اصطلاح میں صبر کے تین شعبے ہیں: ① اپنے نفس کو حرام و ناجائز چیزوں سے روکنا ② نفس کو طاعات و عبادات کی پابندی پر مجبور کرنا ③ مصائب و آفات پر صبر کرنا۔ صبر کی اہمیت کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے بَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ (جو لوگ آزمائشوں پر ثواب کی نیت سے صبر کرتے ہیں ان کے لئے اجر و خوشخبری ہے) نیز فرمایا اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ (صبر کرنے والوں کو ان کا اجر و ثواب بے اندازہ و بے حساب دیا جائے گا)۔ وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ (جس نے ظالم کے ظلم پر صبر کیا، انتقام نہیں لیا بلکہ معاف کر دیا تو یہ صبر و عفو شرعاً مطلوب ہے اور ایسا آدمی افضل الناس ہے)۔ اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ (اے مسلمانو! ہر قسم کے حوائج، مصائب و تکالیف دور کرنے میں صبر اور نماز سے کام لو کیوں کہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے)۔

❷ جملہ کی نحوی ترکیب والفاظ کی صرفی تحقیق:۔ **اليك** اسم فعل بمعنی امر یعنی اُبْعُدْ عنی جار مجرور ملکر اسم فعل کے متعلق ہوا اسم فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ انشائیہ ہو کر معلل **فانك** میں **فا** تعلیلیہ **اِنَّ** حرف مشبہ بالفعل **ك** ضمیر اس کا اسم **لم تصب** فعل مجہول اس میں **انت** ضمیر مستتر اس کا نائب فاعل **با** حرف جارہ **مصیبتی** مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل مجہول کے، فعل مجہول اپنے نائب فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ **واؤ** حرف عطف **لم تعرفه** فعل اس میں **انت** ضمیر فاعل **ہٗ** ضمیر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف، معطوف علیہ معطوف ملکر **انّ** کی خبر، **اِنَّ** اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر تعلیل، معلّل اپنی تعلیل سے ملکر جملہ تعلیلیہ ہوا۔

"**اليك**" اسم فعل ہے بمعنی امر حاضر یعنی اُبْعُدْ۔

"**لَمْ تُصَبْ**" صیغہ واحد مذکر حاضر فعل نفی جحد بلم مجہول از مصدر **الاصابة** (افعال) بمعنی پہنچانا۔

"**مصيبةٌ**" صیغہ واحد مؤنث بحث اسم فاعل از مصدر **الاصابة** (افعال) بمعنی پہنچانا۔

"**لَم تعرف**" صیغہ واحد مؤنث غائب بحث نفی جہد بلم معروف از مصدر **المعرفة** (ضرب) پہچاننا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۹ھ

الشق الاوّل .....عن ابی هريرة قال: قال رسول الله ﷺ: قاربوا و سددوا و اعلموا أنه لن ينجو أحد منكم بعمله قالوا: و لا أنت يا رسول الله ﷺ؟ قال: لا أنا ، الّا أن يتغمدنى الله برحمة منه و فضل. (حدیث:۸۶)

0313 6357913 maktabaakkariyarulan@gmail.com

حدیث مبارک کا ترجمہ کریں۔ "قاربوا و سددوا" کا مفہوم لکھ کر واضح تشریح کریں۔ حدیث مذکور کے مطابق جب عمل سے مغفرت نہیں ہوگی تو پھر بندہ اعمال کا مکلّف کیوں ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے ① حدیث کا ترجمہ ② "قاربوا و سددوا" کا مفہوم وتشریح ③ حدیث سے ظاہر ہونے والے اشکال کا جواب۔

جواب..... ① حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلام پر سیدھے رہو (میانہ روی اختیار کرو) اور مضبوطی اختیار کرو اور یاد رکھو کہ تم میں سے کوئی شخص بھی اپنے عمل کے ذریعے نجات نہیں پائے گا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ بھی نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں بھی نہیں، مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت وفضل سے ڈھانپ لیں گے۔

② "قاربوا و سددوا" کا مفہوم اور تشریح:۔ اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ اپنے اعمال کی بقدرِ وسعت وامکان اصلاح کرتے رہو اور ان میں میانہ روی اختیار کرو افراط وتفریط نہ کرو، حد سے تجاوز اور غلوّ نہ کرو، بلکہ معتدل راہ پر چلتے رہو، تب ان اعمال کی بدولت فلاح وکامیابی کی خوشخبری۔ مابعد والے جملہ سے مناسبت یہ ہے کہ یہ جملہ وہم کو دور کرنے کیلئے ہے۔ مابعد والے جملہ سے وہم پیدا ہوتا ہے کہ جب اعمال کے ذریعہ نجات اور دخولِ جنت نہیں ہے تو پھر ان اعمال کا کیا فائدہ؟ **توسددوا الخ** سے اس وہم کو دور کر دیا کہ جس قدر ممکن ہو اعمال کی اصلاح ودرستگی کرتے رہو کیونکہ ظاہری طور پر قبولیت ونجات کا یہی سبب ہے۔

③ اشکال کا جواب:۔ اس اشکال کے متعدد جوابات دیئے گئے ہیں۔ ① اعمال جنت میں داخل ہونے کا ظاہری سبب ہیں جیسا کہ آیات کا مقتضیٰ ہے اور رحمتِ خداوندی جنت میں داخل ہونے کا حقیقی سبب ہے جیسا کہ احادیث میں مذکور ہے لہٰذا کوئی تعارض نہیں ہے۔ ② نفسِ دخولِ جنت تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہوگا اور درجات کی بلندی اعمال کے ذریعہ ہوگی۔ ③ حافظ ابنِ حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صرف عمل دخولِ جنت کا سبب نہیں کیونکہ صرف عمل کافی نہیں بلکہ عمل کا مقبول ہونا لازمی ہے اور بندوں کے اعمال کو قبول کرنا یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہے، گویا دخولِ جنت کا سبب ظاہری عمل ہے مگر سبب حقیقی رحمتِ خداوندی ہے جس کی وجہ سے عمل قبول ہو کر دخولِ جنت کا سبب بنتا ہے، ورنہ اعمال تو کافر بھی کرتے ہیں مگر قبول نہ ہونے کی وجہ سے دخولِ جنت نہیں ہے۔ ④ اعمال جنت میں داخل ہونے کا سبب ہیں مگر ان اعمال کی توفیق اللہ تعالیٰ کی رحمت وفضل سے ہوتی ہے گویا رحمتِ خداوندی ہی جنت میں داخل ہونے کا حقیقی سبب ہے۔

الشق الثانی.....عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ "يُؤْتٰى بِالرَّجُلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُلْقٰى فِي النَّارِ فَتَنْدَلِقُ اَقْتَابُ بَطْنِهٖ فَيَدُوْرُ بِهَا كَمَا يَدُوْرُ الْحِمَارُ فِي الرَّحٰى فَيَجْتَمِعُ اِلَيْهِ اَهْلُ النَّارِ فَيَقُوْلُوْنَ يَا فُلَانُ! مَالَكَ؟ اَلَمْ تَكُ تَاْمُرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهٰى عَنِ الْمُنْكَرِ؟ فَيَقُوْلُ بَلٰى، كُنْتُ اٰمُرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَا اٰتِيْهِ وَاَنْهٰى عَنِ الْمُنْكَرِ وَاٰتِيْهِ۔ (حدیث:۱۹۸)

حدیث پر اعراب لگا کر ترجمہ وتشریح کریں، خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق کریں، **یؤتی** کا نائب فاعل متعین کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چھ امور مطلوب ہیں (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) حدیث کی تشریح (۴) الفاظِ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق (۵) **یؤتی** کا نائب فاعل (۶) **فتندلق اقتاب بطنہ الخ** کا مطلب۔

جواب..... ① حدیث پر اعراب:۔ **کمامرّ فی السوال آنفا۔**

② حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ قیامت کے دن ایک آدمی کو لایا جائے گا اور اس کو دوزخ میں ڈالا جائے گا تو اس کے پیٹ کی آنتیں باہر نکل پڑیں گی وہ آنتوں کو لیکر یوں گھومے گا جیسے کہ گدھا چکی کے گرد گھومتا ہے چنانچہ دوزخی اس کے پاس جمع ہو کر کہیں گے اے فلاں تیرا حال ایسا کیوں ہے، کیا تو نیک کاموں کا حکم نہیں دیا کرتا تھا اور برے کاموں سے روکتا نہیں تھا؟ وہ کہے گا ہاں میں نیک کاموں کی تلقین کرتا تھا لیکن خود نیک

کام نہیں کرتا تھا اور برے کاموں سے روکتا تھا لیکن خود ان کا مرتکب ہوتا تھا۔

③ حدیث کی تشریح:۔ حدیث بالا میں اس شخص کی مذمت ہے جو دوسروں کو تو نیکی اور بھلائی کی ترغیب دے مگر خود عمل نہ کرے دوسروں کو تو خدا سے ڈرائے مگر خود نہ ڈرے۔ ایک دوسری روایت میں آتا ہے کہ بعض جنتی بعض دوزخیوں کو آگ میں دیکھ کر پوچھیں گے کہ تم جہنم میں کیونکر پہنچ گئے حالانکہ ہم تو بخدا انہی نیک اعمال کی بدولت جنت میں داخل ہوئے جو ہم نے تم سے سیکھے تھے؟ اہلِ دوزخ کہیں گے ہم زبان سے تو ضرور کہتے تھے مگر خود عمل نہیں کرتے تھے۔

④ الفاظِ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق:۔ "تندلق" دال مہملہ کے ساتھ بمعنی کسی چیز کا اپنی جگہ سے نکلنا۔

"اقتاب" قتب کی جمع ہے بمعنی انتڑیاں۔ "الرحیٰ" بمعنی چکی اس کی جمع ارحاء اور ارحیہ ہے۔

⑤ یُؤتیٰ کا نائب فاعل:۔ یؤتی کا فاعل الرجل ہے جو کہ لفظاً مجرور اور محلاً مرفوع ہے۔

⑥ خط کشیدہ جملہ کا مطلب:۔ جب اس بے عمل داعی کو دوزخ میں ڈالا جائے گا تو عذاب کی شدت سے اس کے پیٹ کی آنتیں باہر نکل پڑیں گی وہ آنتوں کو لیکر یوں گھومے گا جیسے کہ گدھا چکی کے گرد گھومتا ہے یعنی تکلیف کی وجہ سے گھومنے کے نتیجہ میں اسکی اپنی آنتیں اسکے گرد لپٹ جائیں گی۔

الشق الثانی.....عن عبد اللّٰہ بن المغفل ؓ قال: قال رجل للنبی ﷺ: یا رسول اللّٰہ! و اللّٰہ انّی لأحبك، فقال: انظر ما تقول؟ قال: و اللّٰہ انی لاحبك! ثلاث مرات، فقال رسول اللّٰہ ﷺ: ان کنت تحبنی فأعد للفقر تجفافا، فان الفقر أسرع الی من یحبنی من السیل الی منتهاه۔ (حدیث:۴۸۴)

حدیث کا ترجمہ کریں۔ حدیث کی مکمل تشریح کر کے خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں ① حدیث کا ترجمہ ② حدیث کی تشریح ③ کلمات مخطوطہ کی لغوی تحقیق۔

جواب..... ① حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن مغفل ؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! قسم بخدا میں آپ سے محبت کرتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ غور کرو تم کیا کہہ رہے ہو؟ اس نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! قسم بخدا میں آپ سے محبت کرتا ہوں، تین مرتبہ یہ جملہ کہا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو مجھ سے محبت کرتا ہے تو فقر کیلئے ڈھال (یا فقر کا ٹاٹ) تیار کرو، اسلئے کہ فقر وغربت مجھ سے محبت کرنے والے شخص کی طرف اس سیلاب سے جلدی وتیز آتا ہے جو سیلاب نیچے کی طرف جاتا ہے۔

② حدیث کی تشریح:۔ حدیث کا حاصل یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن مغفل ؓ کہتے ہیں ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! قسم بخدا میں آپ سے محبت کرتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ غور کرو تم کیا کہہ رہے ہو؟ تم بہت بڑی بات کہہ رہے ہو سوچ سمجھ لو، اس صحابی نے تین مرتبہ عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! قسم بخدا میں آپ سے محبت کرتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو واقعی مجھ سے محبت کرتا ہے اور اپنے دعویٰ میں سچا ہے تو خود کو فقر کیلئے تیار کرو اور دنیا سے زہد اختیار کرو، اسلئے کہ مجھ سے محبت کرنے والے شخص کی طرف فقر وغربت اتنی تیزی کیساتھ آتے ہیں کہ سیلاب بھی اتنی جلدی وتیزی سے نیچے کی طرف نہیں جاتا۔

③ کلمات مخطوطہ کی لغوی تحقیق:۔ **اُحِبُّ**: صیغہ واحد متکلم فعل مضارع معلوم از مصدر **اِحبَابٌ** (افعال۔ مضاعف) محبت کرنا

اَعِدَّ: صیغہ واحد مذکر حاضر امر حاضر معلوم از مصدر **اعداد** (افعال۔ مضاعف) بمعنی تیار کرنا۔

تِجفَافًا: وہ کپڑا جس سے گھوڑے کو گندگی وغیرہ سے بچایا جائے۔

اَسرَعُ: صیغہ واحد مذکر اسم تفضیل از مصدر **سُرعَۃً، سِرعًا، سَرَاعَۃً** (سمع وکرم) بمعنی جلدی کرنا۔

اَلسَّیلُ: یہ مفرد ہے اسکی جمع **سُیُوْلٌ** ہے بمعنی سیلاب۔ مصدر **سَیْلًا سَیَلَانًا** (ضرب۔ اجوف) بمعنی بہنا۔

﴿الورقة الثانية: فی الحدیث﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۴۰ھ

الشق الاوّل.....عن ابی ذر و معاذ بن جبلؓ عن رسول اللّٰہ ﷺ قال اتّق اللّٰہ حیث کنت واتبع السیّئۃ الحسنۃ تمحها و خالق الناس بخلق حسن ۔(حدیث:۶۱)

حدیث کا ترجمہ وتشریح کریں، اکثر احادیث کے مطابق گناہ مٹانے کیلئے توبہ کرنا ضروری ہے تو پھر اس حدیث میں **واتبع السیّئۃ الحسنۃ تمحها** کا کیا مطلب ہے؟ واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) حدیث کا ترجمہ (۲) تشریح (۳) **واتبع السیّئۃ الحسنۃ تمحها** کا مطلب۔

جواب ..... ❶ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابوذر و معاذ بن جبلؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ سے ڈرو جہاں بھی ہو، اور برائی کے بعد نیکی کرو تا کہ وہ اس برائی کو مٹادے اور مخلوق کے ساتھ اچھا سلوک و برتاؤ کرو۔

❷ حدیث کی تشریح:۔ حضرت ابوذر و معاذ بن جبلؓ سے مروی روایت کا حاصل یہ ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ سے ڈرو جہاں بھی ہو، تقوی کے اس حکم میں تمام مامورات کی پابندی وتمام منہیات سے بچنا شامل ہے گویا یہ ارشاد شریعت کے تمام احکام کی بنیاد واصل ہے۔

اور فرمایا کہ برائی کے بعد نیکی کرو تا کہ وہ اس برائی کو مٹادے، یہی مفہوم آیت کریمہ "**انّ الحسنات یذهبن السیّاٰت**" کا ہے، اگرچہ یہاں عموم ہے کہ حسنات سے تمام نیک کام اور سیئات سے تمام بُرے کام مراد ہیں مگر دیگر آیات واحادیث کی وجہ سے علماء اس آیت وحدیث کو صغیرہ گناہوں کے ساتھ خاص کرتے ہیں، بلکہ علماءِ اصول نے کہا کہ یہ صغیرہ گناہوں کی معافی اس وقت ہے جب آدمی ان پر شرمندہ ونادم بھی ہو اور آئندہ نہ کرنے کا ارادہ بھی کرے۔

مخلوق کے ساتھ اچھا سلوک و برتاؤ کرو، دوسری حدیث میں ارشاد ہے مخلوق اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہے اور مخلوق میں سے اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب وہ شخص ہے جو اس کے کنبہ کے ساتھ اچھا سلوک کرے یعنی جو مخلوقِ خدا کے ساتھ جتنا زیادہ اچھا سلوک و برتاؤ کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اُتنا ہی محبوب و پسندیدہ آدمی ہوگا اور مخلوقِ خدا میں انسان سب سے مقدم ہے۔

❸ **واتبع السیّئۃ الحسنۃ تمحها** کا مطلب:۔ اس کا مفہوم ابھی گزرا ہے۔

الشق الثانی.....عن ابی هریرة قال قال رسول اللّٰہ ﷺ المسلم اخو المسلم لا یخونه ولا یکذبه ولا یخذله، کلّ المسلم علی المسلم حرام عرضه وماله و دمه ، التقوی ههنا ، بحسب امرئ من الشر ان یحقر اخاه المسلم ۔

حدیث کا ترجمہ وتشریح کریں، احادیث کی روشنی میں ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر کیا کیا حقوق ہیں؟۔(حدیث:۲۳۴)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) حدیث کا ترجمہ (۲) حدیث کی تشریح (۳) مسلمان کے مسلمان پر حقوق۔

جواب ..... ❶ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس سے خیانت ودھوکہ کرے، نہ اس سے جھوٹ بولے، نہ اس کی مدد چھوڑے، ایک مسلمان کی تمام چیزیں دوسرے مسلمان پر حرام ہیں: اسکی عزت، اس کا مال اور اس کا خون حرام ہے۔ تقوی یہاں ہے، آدمی کیلئے اتنی برائی ہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

❷ حدیث کی تشریح:۔ اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے اسلامی اخوت وبھائی چارہ کے کچھ حقوق وذمہ داریوں کا ذکر کیا ہے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، لہٰذا ایک بھائی دوسرے بھائی سے خیانت ودھوکہ نہ کرے، اس سے جھوٹ نہ بولے، مشکل حالات میں اس کی مدد نہ چھوڑے، اسکے جان ومال اور عزت وآبرو کی حفاظت کرے، اور اپنے مسلمان بھائی کو کسی بھی حال میں حقیر نہ جانے۔

❸ مسلمان کے مسلمان پر حقوق:۔ احادیث کی روشنی میں ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر متعدد حقوق ہیں، جن میں سے چند یہ ہیں: سلام کا جواب دینا، مریض کی عیادت کرنا، نماز جنازہ ادا کرنا اور تدفین کرنا، دعوت قبول کرنا، چھینک کا جواب دینا، خیر خواہی چاہے تو خیر خواہی کرنا، مظلوم کی مدد کرنا، قسم اٹھانے والے کی قسم کو پورا کرنا، عیوب پر پردہ ڈالنا، جان ومال اور عزت وآبرو کی حفاظت

کرنا، مشکل وقت میں حاجت روائی کرنا۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۰ھ

الشق الاوّل.....عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا یَحِلُّ لِاِمْرَاَةٍ اَنْ تَصُوْمَ وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ وَلَا تَاْذَنُ فِیْ بَیْتِهٖ اِلَّا بِاِذْنِهٖ۔ وَعَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ لَوْ کُنْتُ اٰمِرًا اَحَدًا اَنْ یَسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ الْمَرْاَةَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا۔ (حدیث:۲۸۲، ۲۸۷)

دونوں حدیثوں پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ احادیث کی روشنی میں میاں بیوی کے باہمی حقوق کی اہمیت واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے ① احادیث پر اعراب ② احادیث کا ترجمہ ③ میاں بیوی کے باہمی حقوق کی اہمیت۔

جواب..... ① احادیث پر اعراب:۔ کما مرّ فی السوال آنفًا۔

② احادیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کسی عورت کیلئے جائز نہیں ہے کہ وہ خاوند کی موجودگی میں اسکی اجازت کے بغیر روزہ رکھے اور اسکی اجازت کے بغیر کسی کو اسکے گھر میں داخلہ کی اجازت دے۔ اور انہی سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں کسی کو (اللہ کے علاوہ) سجدہ کا حکم دیتا تو میں عورت کو خاوند کیلئے سجدہ کا حکم دیتا۔

③ میاں بیوی کے باہمی حقوق کی اہمیت:۔ انسانوں کے باہمی حقوق وتعلقات میں ازدواجی تعلق کی جو خاص اہمیت ہے اور اس سے جو عظیم مصالح ومنافع وابستہ ہیں وہ کسی وضاحت کے محتاج نہیں نیز زندگی کا سکون وقلب کا اطمینان بڑی حد تک اسکی خوشگواری اور باہمی الفت واعتماد پر موقوف ہے۔ آپ ﷺ نے اسکے متعلق جو ہدایات دی ہیں ان کا خاص مقصد یہی ہے کہ یہ تعلق فریقین کیلئے زیادہ سے زیادہ خوشگوار اور مسرت وراحت کا باعث ہو اور دل جڑے رہیں۔

عورت پر مرد کے حقوق کے متعلق آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کسی عورت پر سب سے بڑا حق اسکے شوہر کا ہے اور مرد پر سب سے بڑا حق اسکی والدہ کا ہے۔ نیز آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں کسی کو اللہ کے علاوہ کیلئے سجدہ کا حکم دیتا تو میں عورت کو خاوند کیلئے سجدہ کا حکم دیتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کسی عورت کیلئے جائز نہیں ہے کہ وہ خاوند کی موجودگی میں اسکی اجازت کے بغیر روزہ رکھے اور اسکی اجازت کے بغیر کسی کو اسکے گھر میں داخلہ کی اجازت دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو عورت اس حال میں دنیا سے رخصت ہو کہ اس کا خاوند اس سے راضی وخوش ہو تو وہ عورت جنت میں جائے گی۔

مرد پر عورت کے حقوق کے متعلق آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی ایمان والا شوہر اپنی مؤمنہ بیوی سے نفرت نہیں کرتا، اگر اسکو بیوی کی کوئی عادت ناپسند ہوگی تو دوسری کوئی عادت پسند بھی ہوگی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ لوگو! بیویوں کے ساتھ بہتر سلوک کے متعلق میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرو، نرمی ومدارات کا برتاؤ رکھو۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمانوں میں زیادہ کامل الایمان وہ ہیں جن کے اخلاق بہتر ہیں اور تم میں اچھے اور خیر کے زیادہ حامل وہ ہیں جو اپنی بیویوں کے حق میں زیادہ اچھے ہیں۔ نیز فرمایا کہ تم میں زیادہ اچھا اور بھلا وہ ہے جو اپنی بیوی کے حق میں اچھا ہو اور میں تم میں سے اپنی بیویوں کیلئے بہت اچھا ہوں۔

031 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

الشق الثانی.....عن أبی موسی الاشعریؓ أن النبی ﷺ قال: انما مثل الجلیس الصالح و جلیس السوء کحامل المسك و نافخ الکیر، فحامل المسك اما أن یحذیك و اما أن تبتاع منه و اما أن تجد منه ریحا طیبة، و نافخ الکیر اما أن یحرق ثیابك و اما أن تجد منه ریحا منتنة۔ (حدیث:۳۶۴)

حدیث کا ترجمہ کریں۔ حدیث کی مکمل تشریح کر کے خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں ① حدیث کا ترجمہ ② حدیث کی تشریح ③ کلمات مخطوطہ کی لغوی تحقیق۔

جواب..... ① حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اچھے اور بُرے ہم نشین کی

مثال کستوری والے اور آگ کی بھٹی دھونکنے و پھونکنے والے کی مثل ہے، پس کستوری والا یا تجھے عطیہ دے گا اور یا تو اس سے خرید لے گا اور یا تو اس سے پاکیزہ خوشبو پائے گا، اور بھٹی دھونکنے والا یا تیرے کپڑے جلائے گا یا تو اس سے بدبودار ہوا پائے گا۔

❷ حدیث کی تشریح:۔ حدیث کا حاصل یہ ہے کہ اچھے لوگوں کی صحبت اختیار کرو اور بُرے لوگوں کی صحبت سے بچو، کیوں کہ اچھے لوگوں کی صحبت مفید و نافع ہے اور بُرے لوگوں کی صحبت ضرر و نقصان کا باعث ہے، اسی بات کو ایک مثال کے ذریعے سمجھایا کہ نیک آدمی کی مثال کستوری والے کی ہے کہ وہ کسی نہ کسی طرح تمہیں فائدہ دے گا، یا تو از خود تمہیں کستوری دے گا یا تم اس سے خرید لوگے یا کم از کم اچھی خوشبو تو اس سے ضرور ہی حاصل کروگے، اور بُرے آدمی کی مثال لوہار و آگ کی بھٹی والے کی ہے کہ وہ کسی نہ کسی طرح تمہیں نقصان ضرور دے گا، اولاً تو اس کا شعلہ تیرے کپڑوں کو جلا دے گا، وگرنہ کم از کم تجھے بدبودار ہوا کے جھونکے تو ضرور ہی ملیں گے۔ الغرض ہم نشین کی صحبت ضرور اپنا اثر دکھاتی ہے، لہٰذا اچھے ہم نشین بناؤ اور بُروں سے بچو۔

❸ کلماتِ مخطوطہ کی لغوی تحقیق:۔ **حَامِلٌ**: یہ اَلْحَمْلُ (ضرب) سے اسم فاعل کا صیغہ ہے بمعنی اٹھانا۔

نَافِخٌ: یہ اَلنَّفْخُ (نصر) سے واحد مذکر اسم فاعل کا صیغہ ہے، بمعنی پھونکنا۔

یُحْذِیْ: یہ اِحْذَاءٌ (افعال، ناقص) سے مضارع معلوم کا صیغہ ہے بمعنی مال غنیمت کا حصہ دینا۔

تَبْتَاعُ: یہ اِبْتَاعٌ (افتعال، اجوف) سے مضارع معلوم کا صیغہ ہے بمعنی خریدنا۔

مُنْتِنَةٌ: یہ اِنْتَانٌ (افعال، مضاعف) سے اسم فاعل کا صیغہ ہے بمعنی بدبودار ہونا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۰ھ

الشق الاوّل .....**عن ابی هريرة عن النبیّ ﷺ قال بينما ايوب عليه السلام يغتسل عريانا فخرّ عليه جراد من ذهب فجعل ايوب يحثی فی ثوبه، فناداه ربه عزوجل:يااايوب الم تكن اغنيتك؟قال بلٰی و عزّتك ولكن لاغنی بی عن بركاتك.** (حدیث:۵۷۰)

حدیث کا ترجمہ وتشریح کریں، **جرادٌ من ذهب** کی حقیقت واضح کریں۔ خط کشیدہ کلمات کی لغوی وصرفی تحقیق کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا خلاصہ چار امور ہیں (۱) حدیث کا ترجمہ (۲) حدیث کی تشریح (۳) جراد کی حقیقت (۴) کلمات مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق۔

جواب ..... ❶ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت ایوب علیہ السلام کے عریاناً غسل کرنے کی حالت میں ان پر سونے کی ٹڈیاں گرنے لگیں تو حضرت ایوب علیہ السلام نے انکو کپڑے میں ڈالنا (سمیٹنا) شروع کر دیا، اللہ تعالیٰ نے انکو آواز دی کہ اے ایوب! کیا میں نے تجھے غنی نہیں کیا؟ تو ایوب علیہ السلام نے جواب دیا کہ اے پروردگار! آپکی عزت کی قسم کیوں نہیں؟ (آپ نے مجھے غنی کیا ہے) مگر میں آپ کی برکات سے غنی اور بے پرواہ نہیں ہوں۔

0312 6357613 maktabazakariyamultan@gmail.com

❷ حدیث کی تشریح:۔ حاصل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت ایوب علیہ السلام عریاناً غسل کر رہے تھے کہ اس دوران ان پر سونے کی ٹڈیاں گرنے لگیں اور حضرت ایوب علیہ السلام نے انکو کپڑے میں سمیٹنا شروع کر دیا، غائب سے آواز آئی کہ اے ایوب! کیا میں نے تجھے غنی نہیں کیا؟ تو ایوب علیہ السلام نے جواب دیا کہ اے پروردگار! آپکی عزت کی قسم آپ نے مجھے غنی کیا ہے مگر میں پھر بھی آپ کے فضل و برکات سے کون سیراب ہوسکتا ہے؟۔ باقی حضرت ایوب علیہ السلام الامحالہ میدان میں ستر چھپا کر غسل کر رہے ہوں گے اور عریانا سے مراد یہ ہے کہ تہبند کے علاوہ کوئی کپڑا جسم پر نہ تھا۔ یا اگر کسی کپڑے وغیرہ سے پردہ نہیں کیا ہوگا تو اس طرف لوگوں کی آمد و رفت کا کوئی اندیشہ نہیں ہوگا کیونکہ پیغمبرؑ کی شان سے خلافِ شریعت و طبیعت کام بعید ہے۔ نیز ممکن ہے کہ انکی شریعت میں بغیر ستر غسل جائز ہو۔

❸ جراد کی حقیقت:۔ غالب یہ ہے کہ یہ حقیقۃً جراد نہ تھی بلکہ جراد کی شکل میں بلا روح سونے کی کوئی چیز تھی۔ (حاشیہ)

❹ کلماتِ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق:۔ **خَرَّ**: صیغہ واحد مذکر غائب ماضی معلوم از مصدر **خَرًّا و خُرُوْرًا** (نصر وضرب،

مضاعف) بمعنی اوپر سے نیچے گرنا۔ اَغْنَیْتُکَ: صیغہ واحد متکلم فعل ماضی معلوم از مصدر اِغْنَاء (افعال، ناقص) بمعنی مالدار کرنا۔
یَحْثِیْ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع معلوم از مصدر حَثْوًا و حَثًی (ضرب، ناقص) بمعنی گرنا و گرانا۔

الشق الثانی.....عن انس انّ رسول اللّٰہ ﷺ کان اذا اکل طعاما لعق اصابعہ الثلاث ، قال و قال : اذا سقطت لقمۃ احدکم فلیمط عنھا الاذی و لیاکلھا ولا یدعھا للشیطان ، و امر ان تسلت القصعۃ ، قال فانّکم لاتدرون فی ایّ طعامکم البرکۃ ۔(حدیث:۷۵۳)

حدیث کا ترجمہ وتشریح کریں۔خط کشیدہ کلمات کی لغوی وصرفی تحقیق کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) حدیث کا ترجمہ (۲) حدیث کی تشریح (۳) کلمات مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق۔

جواب ..... ① حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کھانا تناول فرمالیتے تو اپنی تین انگلیاں چاٹ لیتے تھے، راوی کہتے ہیں اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے تو اس سے گندگی (مٹی وغیرہ) صاف کرکے اس کو کھالے اور اس کو شیطان کیلئے نہ چھوڑے، اور آپ ﷺ نے حکم دیا کہ پیالہ کو چاٹ لیا جائے اسلئے کہ تم نہیں جانتے کہ تمہارے کس کھانے میں برکت ہے؟۔

② حدیث کی تشریح:۔ اس حدیث میں حضرت انس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے کھانے کے تین آداب نقل کئے ہیں ① جب کھانا تناول فرمالیتے تو اپنی تین انگلیاں چاٹ لیتے تھے۔ ② ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے تو اس سے گندگی (مٹی وغیرہ) صاف کرکے اس کو کھالے، اس کو شیطان کیلئے نہ چھوڑے، اس لقمہ کو چھوڑنے میں کھانے کی تحقیر اور اللہ تعالی کی نعمت کو ضائع کرنا ہے، یہ متکبرین کی عادت ہے اور اس کا باعث عموماً کبر ہوتا ہے جو کہ شیطانی عمل ہے۔ ③ آپ ﷺ نے حکم دیا کہ کھانے سے فراغت کے بعد سالن والے برتن کو انگلی سے چاٹ لیا جائے یعنی اچھی طرح سے اسکو صاف کیا جائے اسلئے کہ تم نہیں جانتے کہ تمہارے کس کھانے میں برکت ہے؟ اور شاید جو ذرّات آخر میں برتن یا انگلیوں میں بچ رہے ہیں انہی میں برکت ہو، اسلئے انگلی و برتن کو اچھی طرح سے صاف کیا جائے۔

③ کلمات مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق:۔ لَعِقَ: صیغہ واحد مذکر غائب ماضی معلوم از مصدر لَعْقًا، لَعْقَةً (سمع) بمعنی انگلی سے چاٹنا۔
فَلْیُمِطْ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل امر غائب معلوم از مصدر اِمَاطَةً (افعال۔اجوف) بمعنی ہٹانا و دور کرنا۔
تُسْلَتُ: صیغہ واحد مؤنث غائب فعل مضارع مجہول از مصدر سَلْتًا (نصر وضرب) بمعنی انگلی سے چاٹنا۔

﴿الورقة الثانية : فی الحدیث﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۴۱ھ

الشق الاوّل.....عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ مَرَّ فِیْ شَیْئٍ مِنْ مَسَاجِدِنَا اَوْ اَسْوَاقِنَا وَ مَعَہٗ نَبْلٌ فَلْیُمْسِكْ اَوْ لِیَقْبِضْ عَلٰی نِصَالِھَا بِکَفِّہٖ اَنْ یُّصِیْبَ اَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ مِنْھَا بِشَیْئٍ ۔(حدیث:۲۲۳)

حدیث پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔راہ چلنے کے آداب بیان کریں۔خط کشیدہ جملہ کی ترکیب کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① حدیث پر اعراب ② حدیث کا ترجمہ ③ راستہ میں چلنے کے آداب ④ جملۂ مخطوطہ کی ترکیب۔

جواب ..... ① حدیث پر اعراب:۔ کما مرّ فی السوال آنفا۔

② حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص ہماری مسجدوں یا بازاروں میں سے کسی میں تیر لے کر گذرے، تو اسے چاہئے کہ اس کی پیکار (اگلا تیز حصہ) کو روک لے یا اسکو اپنے ہاتھ میں پکڑ لے، کہیں ایسا نہ ہو کہ اسکے ذریعہ کسی مسلمان کو تکلیف پہنچے۔

③ راستہ میں چلنے کے آداب:۔ تواضع وعاجزی کے ساتھ چلو۔تکلیف دہ چیز کو راستہ سے ہٹادو۔کسی کو تکلیف نہ پہنچاؤ اور نہ ایسی

0313 6337676 marfabazakaria@multan.com

ہیئت کے ساتھ چلو جس سے دوسرے کو تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہو۔ مسلم شریف کی روایت کے مطابق آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ راستہ کے حقوق یہ ہیں کہ آنکھ نیچی رکھو، کسی کو ایذاء نہ دو، سلام کا جواب دو، اچھی بات کا حکم کرو اور بُری بات سے منع کرو۔

④ جملۂ مخطوطہ کی ترکیب:۔ اَنْ ناصبہ مصدریہ یُصِیْبَ فعل اَحَدًا موصوف مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ جار مجرور ملکر کائنا کے متعلق ہوکر صفت، موصوف وصفت ملکر مفعول بہ مِنْهَا جار مجرور ملکر متعلق ہوا یصیب فعل کے ب جارہ زائدہ شَیْئٌ لفظا مجرور محلا فاعل، فعل اپنے فاعل، مفعول بہ و متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل والے فعل کا مفعول لہ ہوا۔

الشق الثانی.....عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ یَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا اَوْاَزِیْدُ وَمَنْ جَاءَ بِالسَّیِّئَةِ فَجَزَاءُ سَیِّئَةٍ مِثْلُهَا اَوْ اَغْفِرُ وَمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّیْ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا وَمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّیْ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا وَمَنْ اَتَانِیْ یَمْشِیْ اَتَیْتُهٗ هَرْوَلَةً وَمَنْ لَقِیَنِیْ بِقُرَابِ الْاَرْضِ خَطِیْئَةً لَا یُشْرِكُ بِیْ شَیْئًا لَقِیْتُهٗ بِمِثْلِهَا مَغْفِرَةً۔ (حدیث:۴۱۳)

حدیث پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ حدیث کی تشریح کریں۔ هَرْوَلَةً منصوب کیوں ہے؟ وجہ تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① حدیث پر اعراب ② حدیث کا ترجمہ ③ حدیث کی تشریح ④ هَرْوَلَةً کے نصب کی وجہ۔

جواب..... ① حدیث پر اعراب:۔ کما مرّ فی السوال آنفا۔

② حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ رب العزت فرماتا ہے کہ جو ایک نیکی لائے گا اسے اس کی دس گنا ثواب ہوگا یا میں اس سے بھی زیادہ اجر عطا کروں گا اور جو برائی لائے گا تو اس کا بدلہ اسی کی مثل ہوگا یا میں اسے معاف کردوں گا اور جو مجھ سے ایک بالشت قریب ہوگا میں ایک ہاتھ اس کے قریب ہوں گا اور جو مجھ سے ایک ہاتھ قریب ہوگا میں ایک ذراع اس کے قریب ہوں گا جو میرے پاس چل کر آئے گا میں اس کے پاس دوڑ کر آتا ہوں اور جو مجھ سے تمام زمین کے برابر گناہ لے کر ملے گا بشرطیکہ میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرتا ہو تو میں اس سے اسی کی مثل مغفرت کے ساتھ ملاقات کروں گا۔

③ حدیث کی تشریح:۔ حدیثِ قدسی کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان کوئی نیکی کرتا ہے تو اس کو اس کا اجر دس گنا بلکہ اگر اللہ تعالیٰ چاہیں گے تو سات سو گنا تک ملے گا اور اگر انسان کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کو اس کی مثل ہی ایک گنا بدلہ ملے گا بلکہ اگر اللہ تعالیٰ چاہیں گے تو اسکو بھی معاف کردیں گے۔ اور جو شخص ایک بالشت باری تعالیٰ کے قریب ہوگا باری تعالیٰ ایک ہاتھ اس کے قریب ہوں گے اور جو باری تعالیٰ سے ایک ہاتھ قریب ہوگا باری تعالیٰ ایک ذراع اس کے قریب ہوں گے اور جو باری تعالیٰ کے پاس چل کر آئے گا باری تعالیٰ اس کے پاس دوڑ کر آتے ہیں اور جو باری تعالیٰ سے تمام زمین کے برابر گناہ لے کر ملے گا بشرطیکہ وہ شرک نہ کرتا ہو تو باری تعالیٰ اس سے اسی کی مثل مغفرت کے ساتھ ملیں گے۔ اس حدیث میں بطورِ تمثیل اللہ تعالیٰ کی رحمت وعطاء کی وسعت کو بیان کیا گیا ہے کہ وہ بندہ کی کوشش وجستجو سے زیادہ اسکے ساتھ کرم ومہربانی کا معاملہ کرتا ہے۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

④ هَرْوَلَةً کے نصب کی وجہ:۔ اَتَیْتُ فعل کے فاعل سے حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۱ھ

الشق الاوّل.....عن ابی سعید عبد الرحمنِ بن سمرة قال قال لِی رسول اللّٰهِ ﷺ یا عبد الرحمنِ بن سمرة لا تسأل الإمارة فإنّك إن اعطِیتها عن غیر مسألة اُعِنت علیها وإن اُعطِیتها عن مسألة وُكِّلت إلیها وإذا حلفت علی یمِین فرأیت غیرها خیرا مِنها فائتِ الذِی هو خیر وكفِّر عن یمِینِك۔ (حدیث:۶۷۴)

ترجمہ کریں۔ حکومتی منصب کا تقاضا کرنا کیسا ہے؟ حدیث کی روشنی میں تحریر کریں۔ وإذا حلفت علی یمِین الخ کا مطلب تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① حدیث کا ترجمہ ② حکومتی منصب کا تقاضا کرنے کی

وضاحت ③ جملہ کا مطلب۔

جواب ..... ① حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابوسعید عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اے عبدالرحمٰن بن سمرہ! امارت وسرادری کا سوال نہ کرنا کیونکہ اگر تجھے سرداری تیرے مانگنے کے بغیر عطا کی گئی تو اس پر تیری مدد کی جائے گی اور اگر تیرے مانگنے سے تجھے سرداری دی گئی تو تو اس کے سپرد کر دیا جائے گا اور جب تو کسی بات پر قسم اٹھائے پھر تو اس کے علاوہ میں اس سے بہتری دیکھے تو تو وہی عمل سرانجام دے جو بہتر ہو اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کر۔

② حکومتی منصب کا تقاضا کرنے کی وضاحت:۔ کسی سرکاری عہدہ اور منصب کو طلب کرنا خاص صورتوں میں جائز ہے جیسے یوسف علیہ السلام نے خزائنِ ارض کا انتظام اور ذمہ داری طلب فرمائی۔ مگر اس میں یہ تفصیل ہے کہ جب کسی خاص عہدہ کے متعلق یہ معلوم ہو کہ کوئی دوسرا آدمی اس کا اچھا انتظام نہیں کر سکے گا اور اپنے بارہ میں یہ اندازہ ہو کہ عہدہ کے کام کو اچھا انجام دے سکے گا اور کسی گناہ میں مبتلا ہونے کا خطرہ نہ ہو تو عہدہ کا خود طلب کر لینا بھی جائز ہے بشرطیکہ حبِ جاہ ومال اس کا سبب نہ ہو بلکہ خلقِ خدا کی صحیح خدمت اور انصاف کے ساتھ ان کے حقوق پہنچانا مقصود ہو جیسے حضرت یوسف علیہ السلام کے سامنے صرف یہی مقصد تھا اور جہاں یہ صورت نہ ہو تو وہاں آپ ﷺ نے حکومت کا کوئی عہدہ خود طلب کرنے سے منع فرمایا ہے کیونکہ اگر تم نے خود سوال کر کے عہدِ امارت حاصل بھی کر لی تو اللہ تعالیٰ کی تائید نہیں ہوگی جس کے ذریعہ تم لغزشوں اور خطاؤں سے بچ سکو اور اگر بغیر درخواست اور طلب کے تمہیں کوئی عہدہ مل گیا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تائید واعانت ہوگی جس کی وجہ سے تم اس عہدے کے پورے حقوق ادا کر سکو گے اور جس نے خود کسی عہدہ کی درخواست کی اس کو آپ ﷺ نے عہدہ نہیں دیا۔

اگر آج بھی کوئی شخص یہ محسوس کرے کہ حکومت کا کوئی عہدہ ایسا ہے جس کے فرائض کو کوئی دوسرا آدمی صحیح طور پر انجام دینے والا موجود نہیں اور میں صحیح انجام دے سکتا ہوں تو اس کیلئے جائز بلکہ واجب ہے کہ اس عہدہ کی خود درخواست کرے مگر اپنے جاہ ومال کیلئے نہیں بلکہ خدمتِ خلق کیلئے، جس کا تعلق قلبی نیت اور ارادہ سے ہے جو اللہ تعالیٰ پر خوب روشن ہے۔ حضرات خلفائے راشدین کا خلافت کی ذمہ داری اٹھا لینا اسی وجہ سے تھا کہ وہ جانتے تھے کہ کوئی دوسرا اس وقت اس ذمہ داری کو صحیح انجام نہ دے سکے گا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جو اختلافات پیش آئے وہ سب اسی پر مبنی تھے کہ ان میں سے ہر ایک یہ خیال کرتا تھا کہ اس وقت فرائضِ خلافت کو میں اپنے مقابل سے زیادہ حکمت وقوت کے ساتھ پورا کر سکوں گا، جاہ ومال کی طلب کسی کا مقصد اصلی نہ تھا۔ (معارف القرآن ۵:۹۰)

③ جملہ کا مطلب:۔ کسی آدمی نے قسم کھائی کہ میں فلاں کام نہیں کروں گا پھر اس نے اُس کام کے کرنے کو بہتر جانا یا اُس کام کے کرنے میں اُسے بہتری نظر آئی تو اُس حالف کو چاہئے کہ اپنی قسم میں حانث ہو جائے اور وہ کام کر لے، پھر اس قسم کا کفارہ ادا کر دے۔

الشق الثانی .....**عن ابی مسعود البدریؓ قال دعا رجل النبیّ ﷺ لطعام صنعه له خامِس خمسة فتبِعهم رجل فلمّا بلغ الباب قال النبی ﷺ اِن هٰذا تبعنا فاِن شِئت اَن تأذن له واِن شِئت رجع قال بل اٰذن له یا رسول اللّٰه۔** (حدیث:۳۹۷۰)

حدیث کا ترجمہ کریں۔ حدیث سے مستفاد آداب تحریر کریں۔ **خامس خمسة** ترکیب میں کیا واقع ہو رہا ہے؟۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں: ① حدیث کا ترجمہ ② حدیث سے مستفاد آداب ③ **خامس خمسة** کی ترکیب

جواب ..... ① حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابومسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی ﷺ کو کھانے کی دعوت دی جو کھانا اس نے تیار کیا تھا اور آپ ﷺ پانچوں میں پانچویں آدمی تھے، (راوی کہتے ہیں) آپ ﷺ کے ساتھ ایک اور آدمی پیچھے چل پڑا جب آپ ﷺ دروازہ پر پہنچے تو آپ نے فرمایا یہ شخص بھی ہمارے پیچھے آ گیا ہے اگر تو چاہے تو اسے اجازت دیدے ورنہ یہ واپس لوٹ جائے، میزبان نے عرض کیا اے اللہ کے رسول میں اس کو اجازت دیتا ہوں۔

② حدیث سے مستفاد آداب:۔ اس حدیث سے متعدد آداب معلوم ہوئے: ① بن بُلائے شخص کو دعوت میں لیکر نہیں جانا

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

چاہئے ② اگر کوئی ایسا شخص دعوت میں آجائے تو میزبان سے اسکے کھانے کی اجازت لینی چاہئے ③ مہمانوں کی تکلیف وکسی قسم کے ضرر کا اندیشہ نہ ہو تو میزبان ایسے شخص کو بھی کھانے کی اجازت دیدے۔ (روضۃ الصالحین ۲۶۲:۳)

③ خامس خمسة کی ترکیب:۔ ① یہ جملہ منصوب ہے اور یہ ماقبل کی ضمیرِ مجرور سے حال ہے۔ ② یہ جملہ مرفوع ہے اور یہ هُوَ (مبتدا محذوف) کی خبر ہے، پھر یہ پورا جملہ ماقبل سے حال ہے۔ (حاشیۂ بخاری)

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۱ھ

الشق الاوّل.....عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ قَعَدَ مَقْعَدًا لَمْ یَذْکُرِ اللّٰهَ تَعَالٰی فِیْهِ کَانَتْ عَلَیْهِ مِنَ اللّٰهِ تِرَةٌ وَمَنِ اضْطَجَعَ مَضْجَعًا لَا یَذْکُرُ اللّٰهَ تَعَالٰی فِیْهِ کَانَتْ عَلَیْهِ مِنَ اللّٰهِ تِرَةٌ ۔ (حدیث:۸۳۷)

حدیث پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ حدیث سے مستفاد ادب تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں: ① حدیث پر اعراب ② حدیث کا ترجمہ ③ حدیث سے مستفاد ادب

جواب..... ① حدیث پر اعراب:۔ کما مرّ فی السوال آنفا۔

② حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کسی جگہ بیٹھے اور وہاں اللہ کا ذکر نہ کرے تو وہ مجلس اللہ کی طرف سے اس کے لئے ندامت ہوگی اور جو شخص کہیں لیٹے اور وہاں اللہ کا ذکر نہ کرے تو وہ مجلس اللہ تعالی کی طرف سے اس کے لئے ندامت ہوگی۔

③ حدیث سے مستفاد ادب:۔ اس حدیث سے مجلس کا یہ ادب مستفاد ہوا کہ کوئی بھی مجلس ذکر اللہ (اور درودِ نبوی ﷺ) سے خالی نہیں ہونی چاہئے، وگرنہ ذکر اللہ سے خالی یہ مجلس حسرت، وبال، ندامت وشرمندگی کا باعث ہوگی۔ اور ترمذی کی روایت کے مطابق یہ عمل اللہ تعالی کی ناراضی کا سبب ہے، اگر اللہ تعالی چاہیں گے تو معاف کردیں گے اور اگر چاہیں گے تو عذاب دیں گے۔

الشق الثانی.....عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ لَا یَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ اِلَّا وَمَعَهَا ذُوْ مَحْرَمٍ وَلَا تُسَافِرُ الْمَرْأَةُ اِلَّا مَعَ ذِیْ مَحْرَمٍ فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ امْرَأَتِیْ خَرَجَتْ حَاجَّةً وَاِنِّیْ اُکْتُتِبْتُ فِیْ غَزْوَةِ کَذَا وَکَذَا ؟ قَالَ اِنْطَلِقْ فَحُجَّ مَعَ امْرَأَتِكَ ۔ (حدیث:۹۹۰)

حدیث پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ حدیث سے مستفاد ادب تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں: ① حدیث پر اعراب ② حدیث کا ترجمہ ③ حدیث سے مستفاد ادب

جواب..... ① حدیث پر اعراب:۔ کما مرّ فی السوال آنفا۔

② حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ کوئی شخص غیر عورت کے ساتھ تنہائی اختیار نہ کرے اور نہ کوئی عورت محرم کے بغیر سفر کرے، ایک شخص نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! میری بیوی حج کرنے جارہی ہے اور میرا نام فلاں فلاں لڑائی میں لکھا جاچکا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا واپس چلا جا اور اپنی بیوی کے ساتھ حج کر۔

③ حدیث سے مستفاد ادب:۔ کسی بھی مرد کو کسی اجنبی عورت کے ساتھ علیحدگی وتنہائی اختیار نہیں کرنی چاہئے اور نہ سفر کرنا چاہئے، کیونکہ اس صورت میں شیطان مرد وعورت کے جذبات برانگیختہ کرتا ہے اور جنسی ہیجان کے غلبہ سے گناہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے۔

0313 6757913 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿الورقة الثانية : فی الحدیث﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۴۲ھ

الشق الاوّل.....عن کعب بن مالك قال.....فبینا انا امشِی بِسوقِ المدِینةِ اِذا نبطِی مِن نبطِ اهلِ الشامِ مِمن قدِم بِالطعامِ یبِیعه بِالمدِینةِ یقول من یدل علی کعبِ بنِ مالِك فطفِق الناسُ یشِیرون له الیّ حتی جائنِی فدفع اِلیّ کِتابا مِن ملِكِ غسّان وکنتُ کاتبا فقرأته فاِذا فِیهِ امّا بعد فاِنه قد بلغنا انّ

صاحِبك قد جفاك ولم يجعلك الله بِدارِ هوان ولا مضيعة فالحق بنا نواسِك ۔(حدیث:۲۱)

حدیث کا ترجمہ وتشریح کریں۔نبطی اور ملکِ غسان کی مراد واضح کریں۔توبہ کی تعریف وقبولیت کی شرائط تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے:① حدیث کا ترجمہ ② حدیث کی تشریح ③ نبطی اور ملکِ غسان کی مراد ④ توبہ کی تعریف وقبولیت کی شرائط۔

جواب ..... ① حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے.....میں ایک دن مدینہ کے بازار میں جارہا تھا کہ ایک نصرانی کسان جو ملک شام کا رہنے والا تھا اور اناج فروخت کرنے آیا تھا وہ میرے متعلق لوگوں سے معلوم کررہا تھا تو لوگوں نے میری طرف اشارہ کیا کہ یہ کعب بن مالک ہیں وہ میرے پاس آیا اور غسان کے نصرانی بادشاہ کا ایک خط مجھے دیا، میں لکھنا جانتا تھا، پس میں نے وہ خط پڑھا تو اس میں لکھا تھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم پر بہت زیادتی کررہے ہیں حالانکہ اللہ نے تم کو ذلیل وگمنام نہیں بنایا ہے تم ہمارے پاس آجاؤ ہم تمہارے ساتھ ہمدردی کریں گے۔

② حدیث کی تشریح:۔ یہ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے مشہور واقعہ (غزوۂ تبوک میں عدمِ شرکت، مسلمانوں کی قطع کلامی اور توبہ کی قبولیت) کے متعلق مروی حدیث کا ایک ٹکڑا ہے۔اس کا حاصل یہ ہے کہ جب مسلمانوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے میرے ساتھ قطع تعلق کیا ہوا تھا اس دوران میں ایک مرتبہ مدینہ کے بازار میں جارہا تھا کہ ایک نصرانی کسان ملکِ شام کا باشندہ جو غلہ اناج فروخت کرنے کیلئے مدینہ آیا ہوا تھا وہ میرے متعلق لوگوں سے معلوم کرتے ہوئے میرے پاس آیا اور غسان کے نصرانی بادشاہ کا ایک خط میرے سپرد کیا، اس خط میں لکھا تھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہارے رسول اور تمہارے ساتھی تم پر ظلم وزیادتی کررہے ہیں حالانکہ تم ذلیل وگمنام وبیکار پیدا نہیں کئے گئے ہو، تم کام کے آدمی ہو، تم ہمارے پاس آجاؤ ہم تمہارے ساتھ ہمدردی اور اچھا برتاؤ کریں گے۔میں سمجھ گیا کہ یہ اللہ کی طرف سے مزید آزمائش ہے میں نے وہ خط تنور میں ڈال کر جلادیا۔

③ نبطی وملکِ غسّان کی مراد:۔ نبطی سے مراد ملکِ شام کا کسان اور غلہ اناج فروخت کرنے والا تاجر ہے۔

ملکِ غسان سے مراد جبلہ بن ایہم یا حارث بن ابی سمرہ ہے۔(دلیل الفالحین)

④ توبہ کی تعریف وقبولیت کی شرائط:۔ توبہ کا معنی لوٹنا ورجوع کرنا ہے۔درحقیقت گناہوں کو چھوڑنا اور آئندہ نہ کرنے کے عزم کے ساتھ بارگاہِ الٰہی کی طرف لوٹنا توبہ ہے۔ امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں فرمایا کہ گناہوں پر اقدام کے تین درجے ہیں:① کسی گناہ کا کبھی ارتکاب نہ ہو، یہ فرشتوں اور انبیاء علیہم السلام کی خصوصیت ہے۔② گناہوں پر اقدام کرے اور پھر اُن پر اصرار بھی ہو، کبھی اُن پر ندامت اور اُنکے چھوڑنے کا خیال نہ آئے یہ درجہ شیاطین کا ہے ③ گناہ سرزد ہو اور فوراً اُس پر ندامت ہو اور آئندہ اُسکے ترک کا پختہ عزم ہو یہ بنی آدم کا مقام ہے۔پس معلوم ہوا کہ گناہ سرزد ہونے کے بعد توبہ نہ کرنا شیاطین کا خاصہ ہے اسلئے باجماعِ اُمت توبہ فرض ہے۔

توبہ کے تین ارکان ہیں، انہی کو قبولیت کی شرائط بھی کہا جاسکتا ہے:① گناہ پر ندامت وشرمندگی ہو ② جس گناہ کا ارتکاب کیا ہے اُس کو فوراً چھوڑ دے اور آئندہ اُس سے باز رہنے کا پختہ عزم وارادہ کرے ③ جو گناہ سرزد ہوگئے اُن کی تلافی کی فکر کرے یعنی جتنا تدارک اُسکے قبضے میں ہے اُسکو پورا کرے مثلاً نماز، روزہ فوت ہوا ہے تو اُس کو قضاء کرے، فوت شدہ نمازوں اور روزوں کی صحیح تعداد یاد نہ ہو تو اندازہ لگا کر اُنکی قضاء کا پورا اہتمام کرے۔زکوٰۃ ادا نہیں کی تو گزشتہ زمانے کی زکوٰۃ یکمشت یا آہستہ آہستہ ادا کرے، کسی انسان کا حق لیا ہے تو اسکو واپس کرے، کسی کو تکلیف پہنچائی ہے تو اُس سے معافی طلب کرے۔(معارف القرآن ج۲ص۳۴۵)

اگر گناہ ومعصیت کا تعلق بندہ کی ذات وحقوق کے ساتھ ہو تو پھر چوتھی شرط یہ ہے کہ اسکی ادائیگی ومعافی تلافی وغیرہ کرے۔

الشق الثانی.....**عن انس قال انّكم لتعملون اعمالا هى ادق فى اعينكم من الشعر كنّا نعدّها على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم من الموبقات۔ رواه البخارى** (حدیث:۶۳)

حدیث کا ترجمہ کریں۔حدیث کی تشریح کریں۔**موبقات** کی مراد واضح کریں۔

جواب ..... ① حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:فرمایا کہ تم ایسے کام کرتے ہو جو تمہاری نظر میں بال سے بھی زیادہ باریک ہیں لیکن ہم ان کاموں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں موبقات میں شمار کرتے تھے۔

0313 6257913 makkahazakariyamultan@gmail.com

② و ③ حدیث کی تشریح و موبقات کی مراد:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ارشاد کا حاصل یہ ہے کہ تم لوگ ایسے ایسے کام کرتے ہو اور ایسی ایسی چیزیں اختیار کرتے ہو جو تمہاری نظر میں بہت معمولی اور بہت حقیر ہیں، زیادہ سے زیادہ تم ان کو مکروہات میں شمار کرتے ہو لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ کام اور چیزیں بڑی نقصان دہ ہیں اور بڑی تباہی کی طرف لے جانے والی ہیں، چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہم لوگ اُنہیں ایسے کاموں میں شمار کرتے تھے جو اخروی انجام کے اعتبار سے ہلاکت میں ڈالنے والے ہیں۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۲ھ

الشق الاوّل.....**عن ابی موسٰی الاشعریّ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلّی البردین دخل الجنة۔**

عن عبد اللّٰہ بن عمرو بن العاص قال قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم اربعون خصلة اعلاها: منیحة العنز، ما من عمل یعمل بخصلة منها رجاء ثوابها و تصدیق موعدها الّا ادخله اللّٰہ بها الجنّة۔ (حدیث:۱۳۲، ۱۳۸)

احادیث کا ترجمہ کریں۔ **البردین و منیحة العنز** کی مراد تحریر کریں۔ نیکی سے گناہِ کبیرہ معاف ہوتے ہیں یا نہیں؟ وضاحت کریں

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① احادیث کا ترجمہ ② **البردین و منیحة العنز** کی مراد ③ نیکی سے گناہِ کبیرہ کی معافی کی وضاحت۔

جواب..... ① احادیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص دو ٹھنڈی نمازیں پڑھتا ہے وہ جنت میں داخل ہوگا۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چالیس خصلتیں ہیں ان میں سے سب سے اعلیٰ خصلت دودھ والا جانور دینا ہے، جو شخص بھی ان خصلتوں میں سے کسی خصلت پر ثواب کی امید اور اسکے وعدہ کو سچا جانتے ہوئے عمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرمائیں گے۔

② **البردین و منیحة العنز** کی مراد:۔ **بردین**: یہ تثنیہ کا صیغہ ہے، حدیث میں اسکی وضاحت فجر و عصر کی نماز سے کی گئی ہے۔

منیحة العنز: ''منیحۃ'' کسی کو عطیہ کے طور پر دودھ والا جانور دینا۔ **العنز**: بکری و مادہ جانور۔

اس سے مراد یہ ہے کہ کسی کو دودھ والا جانور دودھ کے استعمال کیلئے دینا کہ وہ اس کے دودھ کے ذریعہ اپنی ضرورت پوری کرتا رہے۔

③ نیکی سے گناہِ کبیرہ کی معافی کی وضاحت:۔ صغائر توبہ کے بغیر بھی معاف ہو جاتے ہیں، وضو، نماز وغیرہ اعمال صالحہ کے ذریعہ گناہوں کا کفارہ ہونا جو روایاتِ حدیث میں مذکور ہے اس سے مراد صغیرہ گناہ ہیں اور کبیرہ گناہ توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوتے اور صغیرہ کی یہ شرط ہے کہ آدمی ہمت اور کوشش کر کے کبیرہ گناہوں سے بچ گیا ہو، معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص کبیرہ گناہوں میں مبتلا رہتے ہوئے وضو اور نماز ادا کرتا رہے تو محض وضو نماز یا دوسرے اعمال صالحہ سے اس کے صغیرہ گناہوں کا بھی کفارہ نہیں ہوگا اور کبیرہ تو اپنی جگہ میں ہیں، اسلئے کبیرہ گناہوں کا ایک بہت بڑا ضرر خود ان گناہوں کا وجود ہے جس پر قرآن و حدیث کی شدید وعیدیں آئی ہیں اور وہ بغیر سچی توبہ کے معاف نہیں ہوتے، اس کے علاوہ دوسری محرومی یہ بھی ہے کہ ان کی وجہ سے چھوٹے گناہ بھی معاف نہیں ہوں گے اور یہ شخص محشر میں کبائر و صغائر کے بوجھ میں لدا حاضر ہوگا اور کوئی اس وقت اس کا بوجھ ہلکا نہ کر سکے گا۔ (معارف القرآن)

الشق الثانی.....**عن ابی هریرة انّ رجلاً قال یا رسول اللّٰہ! انّ لی قرابةً اَصِلُهم و یقطعونی و احسن الیهم و یسیئون الیّ و اَحْلُمُ عنهم و یجهلون علیّ فقال لئن کنتَ کما قلتَ فکانّما تُسِفُّهم المَلَّ و لا یزال من اللّٰہ معك ظهیر علیهم ما دمتَ علٰی ذٰلك ۔ رواه مسلم۔** (حدیث:۳۱۸)

حدیث کا ترجمہ کریں۔ خط کشیدہ جملوں کی تشریح کریں۔ صلہ رحمی کے کیا فوائد ہیں؟ وضاحت سے لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں: ① حدیث کا ترجمہ ② خط کشیدہ جملوں کی تشریح ③ صلہ رحمی کے فوائد۔

جواب..... ① حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے کچھ

قرابت دار ایسے ہیں کہ میں ان کے ساتھ صلہ رحمی (اچھا و نیک سلوک) کرتا ہوں اور وہ مجھ سے قطع تعلقی (بُرا سلوک) کرتے ہیں، میں ان کے ساتھ احسان کرتا ہوں اور وہ میرے ساتھ برائی کرتے ہیں میں ان کے ساتھ حلم و بردباری اور درگزر کا رویہ اختیار کرتا ہوں اور وہ مجھ سے جہالت کے ساتھ پیش آتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تم ایسے ہی ہو جیسا کہ تم نے بیان کیا تو گویا تم گرم راکھ ان کے منہ میں ڈال رہے ہو اور اللہ کی مدد و نصرت ہمیشہ ان کے خلاف تمہارے شاملِ حال رہے گی (جو ان کی ایذا اور شر سے تمہاری محافظ ہوگی) جب تک تم اسی صفت پر قائم ہو۔ (توضیحات)

❷ خط کشیدہ جملوں کی تشریح:۔ **احلم عنهم ويجهلون عليّ:** میں ان کی طرف سے کی جانے والی زیادتیوں سے حلم و بردباری کا مظاہرہ کرتے ہوئے درگزر و رفع دفع کی کوشش کرتا ہوں اور وہ جاہلانہ روش اختیار کرتے ہوئے مسلسل مجھے برا بھلا کہتے ہیں اور مجھ پر غیظ و غضب کا اظہار کرتے ہیں۔

فكانّما تسفهم المل: تمہارے قرابت دار چونکہ تمہارے نیک سلوک کے قدر دان نہیں ہیں اور تمہاری نیکی کا شکریہ ادا نہیں کرتے اسلئے تم ان کو جو کچھ دیتے ہو وہ ان کے حق میں حرام مال کا حکم رکھتا ہے اور تمہاری دی ہوئی چیزیں ان کے پیٹ میں آگ کی طرح ہیں گویا آپ نے ان قرابت داروں کے اس گناہ کو گرم راکھ کے ساتھ تشبیہ دی ہے جو ان چیزوں کو کھانے کی وجہ سے ان کو لاحق ہوتی ہے۔ بعض حضرات نے فرمایا کہ تم ان کے ساتھ احسان و سلوک کر کے ان کو خود ان کے نفس کے سامنے ذلیل و رسوا کرتے ہو جیسا کہ کوئی شخص اگر گرم راکھ منہ میں ڈالے اور اس کو پیٹ میں اتارے تو اس کا نفس اس کو لعنت و ملامت کرتا ہے۔ بعض شارحین نے کہا کہ ان کے ساتھ تمہارا احسان گویا ان کے حق میں گرم راکھ ہے جو ان کو جلاتا اور ہلاک کرتا ہے۔ بعض حضرات نے کہا کہ تمہارا احسان ان کا منہ کالا کرتا ہے جیسا کہ گرم راکھ کسی چہرے کو جلا کر سیاہ کر دے۔ (توضیحات)

❸ صلہ رحمی کے فوائد:۔ چند احادیث کا خلاصہ ذکر کیا جا رہا ہے جس سے صلہ رحمی کی اہمیت و فوائد اخذ کئے جا سکتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص تم میں سے یہ پسند کرے کہ اسکے رزق میں فراخی ہو اور عمر لمبی ہو تو اس کو چاہیے کہ وہ صلہ رحمی کرے۔ نیز رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے جو شخص یہ پسند کرے کہ اس کے مکانات روزِ قیامت بلند ہوں اور اس کو اونچے اونچے درجات ملیں تو وہ قطع رحمی کرنے والے سے صلہ رحمی کرے۔ نیز آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مخاطب کر کے فرمایا کہ کیا میں تمہیں دنیا و آخرت کے بہترین اخلاق نہ بتاؤں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ضرور ارشاد فرمائیں، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو تم پر ظلم کرے تم اس کو معاف کرو، جو تمہیں اپنی عطاء سے محروم رکھے تم اس کو عطاء کرو اور جو تم سے تعلقات توڑے تم اس سے صلہ رحمی کرو۔ نیز آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو صلہ رحمی کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو ملائے گا۔

قطع رحمی کے متعلق آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کسی شرعی عذر کے بغیر تین دن تک اپنے مسلمان بھائی سے قطع رحمی کرنا اور نہ بولنا جائز نہیں ہے۔ نیز ارشاد فرمایا کہ جو قطع رحمی کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ نیز آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب باری تعالیٰ جن و انس کی پیدائش سے فارغ ہوئے تو صلہ رحمی کھڑی ہوئی اور اس نے کہا کہ یہ اس شخص کا مقام ہے جو آپ کی قطع رحمی سے پناہ چاہے تو فرمایا کہ ہاں کیا تو پسند نہیں کرتی کہ میں اس شخص سے انصاف کروں جو تجھے قائم رکھے گا اور اس شخص سے قطع تعلق کروں جو تجھ سے تعلق منقطع کر دے گا؟ صلہ رحمی نے کہا: ہاں بالکل درست ہے، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ تیرا مقام ہے۔

ان تمام ارشاداتِ نبوی ﷺ سے صلہ رحمی کی اہمیت و فوائد اور قطع رحمی کی شناعت و نقصانات معلوم ہو گئے۔ باقی اچھے معاملہ والے کے ساتھ اچھا معاملہ کرنا صلہ رحمی نہیں بلکہ یہ احسان کا بدلہ ہے۔ صلہ رحمی یہ ہے کہ دوسرے کی طرف سے بے التفاتی، بے نیازی اور قطع رحمی ہو اور تم پھر بھی اس کے ساتھ اچھا معاملہ اور اچھا برتاؤ کرتے رہو۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۲ھ

الشق الاوّل .....عَنْ عثمان بن عفّان انّ النبيّ ﷺ قال ليس لابن آدم حقّ فی سوی هٰذه الخصال:

0323635791 3 maktabazakariyamultan@gmail.com

بیت یسکنه و ثوب یواری عورتهٗ و جلف الخبز و الماء ۔ رواه الترمذی (حدیث:۴۸۲)

حدیث کا ترجمہ کریں۔ **جلف الخبز** کی مراد میں شارحین کے اقوال تحریر کریں۔ زھد سے متعلق کتاب میں موجود تین احادیث لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں: ① حدیث کا ترجمہ ② **جلف الخبز** کی مراد ③ زہد سے متعلق تین احادیث۔

جواب ..... ① حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابن آدم ان چیزوں کے علاوہ اور کسی چیز پر اپنا حق نہیں رکھتا: گھر کہ جس میں وہ رہائش اختیار کرے (ایسا گھر جو رہائشی ضروریات کے بقدر ہو کہ سردی گرمی سے محفوظ رکھ سکے)۔ کپڑا جس سے وہ اپنا ستر چھپا سکے۔ خشک روٹی (جس سے وہ اپنی بھوک دفع کر سکے)۔ پانی (جس سے وہ اپنی پیاس بجھا سکے)۔

② **جلف الخبز** کی مراد:۔ مصنفؒ نے یہاں شارحینؒ وغیرہ کے تین اقوال ذکر کئے ہیں: امام لغت نضر بن شمیلؒ نے اس کا ترجمہ سوکھی روٹی یعنی بغیر سالن خشک روٹی کیا ہے۔ بعض علماء نے فرمایا کہ اس سے مراد موٹی روٹی ہے۔ علامہ ہرویؒ نے فرمایا کہ اس سے مراد روٹی کا برتن یعنی بورے تھیلے وغیرہ ہیں۔

③ زہد سے متعلق تین احادیث:۔ **اللھمّ لا عیش الّا عیش الاٰخرة** (زندگی تو بس آخرت کی زندگی ہے)۔

اَلدُّنیا سجن المؤمن و جنّة الکافرِ (دنیا مؤمن کیلئے قید خانہ اور کافر کیلئے جنت ہے)۔

لَا تتّخِذوا الضَّیعة فترغبوا فی الدنیا (جائیدادیں نہ بناؤ ورنہ آخرت میں تمہاری رغبت بڑھ جائے گی)۔

الشق الثانی.....**عَنْ ابی هریرة قال قال رسول اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم من سأل الناس تکثّرًا فانّما یسأل جمرًا فَلْیَسْتَقِلّ او لِیَسْتَکْثِرْ ۔ رواه مسلم** (حدیث:۵۳۲)

حدیث کا ترجمہ کریں۔ تشریح کریں۔ قناعت سے متعلق کتاب کی تین احادیث تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہے: ① حدیث کا ترجمہ ② حدیث کی تشریح ③ قناعت سے متعلق تین احادیث۔

جواب ..... ① حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مال کی کثرت کیلئے لوگوں سے سوال کرتا ہے تو وہ آگ کے انگارہ کا سوال کرتا ہے خواہ کم طلب کرے یا زیادہ طلب کرے۔

② حدیث کی تشریح:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص بلا ضرورت محض اپنے مال میں اضافہ کرنے کیلئے لوگوں سے بھیک مانگتا ہے تو وہ مال جمع نہیں کر رہا بلکہ آگ کے انگارے جمع کر رہا ہے، اب اسکی مرضی ہے کہ کوئی حقیر و کمتر چیز طلب کرے یا قیمتی و اعلیٰ چیز طلب کرے، جس نوعیت کی چیز طلب کرے گا اسی اعتبار سے انگاروں میں اضافہ کرے گا۔

③ قناعت سے متعلق تین احادیث:۔ ① **لا تزال المسئلة باحدکم حتّی یلقی اللّٰه تعالٰی و لیس فی وجهه مُزْعَةُ لحمٍ** (جو شخص تم میں سے برابر سوال کرتا رہے گا وہ قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ سے ملے گا تو اسکے چہرہ پر گوشت کی بوٹی نہ ہوگی)

② **لیس الغنٰی عن کثرة العرض ولٰکنّ الغِنی غنی النفس** (غِنٰی مال و اسباب کی کثرت کا نام نہیں، غنی تو نفس کے استغناء کا نام ہے) ③ **قد افلح من اسلم و رُزق کفافا وقنّعه اللّٰه بما آتاه** (وہ شخص کامیاب ہو گیا جو اسلام لایا اور اُسے بقدرِ ضرورت رزق دیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے اُسے جو کچھ دیا اس پر اُسے قناعت کی توفیق بھی عطاء کی)

0313 6157013 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿الورقة الثانیة : فی الحدیث﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۴۳ھ

الشق الاوّل.....**عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لَوْ اَنَّ لِابْنِ آدَمَ وَادِیًا مِنْ ذَهَبٍ اَحَبَّ اَنْ یَّکُوْنَ لَهٗ وَادِیَانِ وَ لَنْ یَّمْلَأَ فَاهُ اِلَّا التُّرَابُ وَیَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰی مَنْ تَابَ۔** (حدیث:۲۳،۲۴)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ یَضْحَکُ اللّٰهُ (سبحانه و تعالٰی) اِلٰی رَجُلَیْنِ یَقْتُلُ اَحَدُهُمَا الْاٰخَرَ یَدْخُلَانِ الْجَنَّةَ یُقَاتِلُ هٰذَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَیُقْتَلُ ثُمَّ یَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَی الْقَاتِلِ فَیُسْلِمُ فَیُسْتَشْهَدُ ۔

احادیث پر اعراب لگا کر بامحاورہ ترجمہ کریں۔ لَنْ یَّمَلَّا فَاهُ اِلَّا التُّرَابُ اور یَضْحَكُ اللّٰهُ (سبحانه و تعالٰی) اِلٰی رَجُلَیْنِ کا مطلب واضح کریں۔ وَادِیَان، لَنْ یَّمَلَّا، یَتُوْبُ، یُسْلِمُ، یُسْتَشْهَدُ کی لغوی وصرفی تحقیق کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① احادیث پر اعراب ② احادیث کا ترجمہ ③ جملوں کا مطلب ④ وَادِیَان، لَنْ یَّمَلَّا، یَتُوْبُ، یُسْلِمُ، یُسْتَشْهَدُ کی لغوی وصرفی تحقیق۔

جواب..... ① احادیث پر اعراب:۔ کما مرّ فی السوال آنفا۔

② احادیث کا ترجمہ:۔ (پہلی حدیث کا ترجمہ و پہلے جملہ کا مطلب کما مرّ فی الشق الثانی من السوال الثالث ۱۴۲۳ھ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالی دو آدمیوں کو دیکھ کر ہنسیں گے، ان میں سے ایک دوسرے کو قتل کرے گا، اسکے باوجود وہ دونوں جنت میں داخل ہونگے: ایک اللہ کے راستہ میں جہاد کرتا رہا یہاں تک کہ شہید ہوگیا، پھر اللہ تعالی نے قاتل کو توفیق دی اور وہ اسلام لے آیا (پھر وہ بھی جہاد کرتا رہا) اور اللہ کے راستہ میں شہید ہوگیا۔

③ یَضْحَكُ اللّٰهُ (سبحانه و تعالٰی) اِلٰی رَجُلَیْنِ کا مطلب:۔ ضحک سے مراد راضی ہونا ہے یعنی اللہ تعالی اپنی رحمتِ خاصہ کے ساتھ ان کی طرف متوجہ ہوں گے اور ان سے راضی ہو کر ان کو جنت میں داخل فرمائیں گے۔

④ وَادِیَان، لَنْ یَّمَلَّا، یَتُوْبُ، یُسْلِمُ، یُسْتَشْهَدُ کی لغوی وصرفی تحقیق:۔

وَادِیَان: یہ وَادِیٌ کا تثنیہ ہے بمعنی وادی۔ پہاڑوں کے درمیان کشادگی جو پانی کی گزرگاہ ہو۔

لَنْ یَّمَلَّا: صیغہ واحد مذکر غائب بحث نفی تاکید بلن معلوم از مصدر مَلْأٌ مِلْأَةً (فتح۔مہموز) بمعنی بھرنا۔

یَتُوْبُ: صیغہ واحد مذکر غائب بحث فعل مضارع معلوم از مصدر تَوْبًا تَوْبَةً (نصر۔اجوف) متوجہ ہونا۔نادم وپشیمان ہونا۔

یُسْلِمُ: صیغہ واحد مذکر غائب بحث فعل مضارع معلوم از مصدر اسلامًا (افعال۔صحیح) مطیع ہونا۔ دینِ اسلام اختیار کرنا۔

یُسْتَشْهَدُ: صیغہ واحد مذکر غائب بحث فعل مضارع مجہول از مصدر استشهادًا (استفعال۔صحیح) بمعنی قتل وشہید کیا جانا۔

الشق الثانی.....عَنْ عَائِشَةَ ؓ انّ النبی ﷺ دخل علیها و عندها امرأة قال من هٰذه؟ قالت هٰذه فلانة تُذْكَرُ من صلاتها قال: مَهْ، علیکم بما تطیقون، فواللّٰه لا یَمَلُّ اللّٰه حتّٰی تَمَلُّوْا وکان احبُّ الدین الیه ما داوم صاحبه علیه۔ متفق علیه (حدیث:۱۴۲)

حدیث کا بامحاورہ ترجمہ کریں۔ کیا شرعی نقطۂ نظر سے عبادات میں اعتدال محمود ہے یا نہیں؟۔ آخری جملہ فواللّٰه لا یَمَلُّ اللّٰه حتّٰی تَمَلُّوْا الخ کا مطلب واضح کریں۔ مَهْ، تُطِیْقُوْنَ، لَایَمَلُّ، اَحَبُّ کی لغوی وصرفی تحقیق کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① حدیث کا ترجمہ ② عبادات میں اعتدال محمود ہونے کی وضاحت ③ فواللّٰه لا یَمَلُّ اللّٰه حتّٰی تَمَلُّوْا الخ کا مطلب ④ مَهْ، تُطِیْقُوْنَ، لَایَمَلُّ، اَحَبُّ کی لغوی وصرفی تحقیق۔

0313 6367913 maktabazakariya.multan@gmail.com

جواب..... ① حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے، اس حال میں کہ ان کے پاس ایک عورت موجود تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ جس کی نماز کے تذکرے وچرچے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رُک جاؤ، تم پر وہ لازم ہے (خود پر وہ لازم کرو) جس کی تم طاقت رکھتے ہو، قسم بخدا! اللہ تعالی کو اُکتاہٹ وتھکاوٹ نہیں ہوتی، البتہ تم تھک جاؤ گے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ عمل زیادہ محبوب وپسند تھا جس عمل کا کرنے والا اس پر ہمیشگی اختیار کرے۔

② عبادات میں اعتدال محمود ہونے کی وضاحت:۔ سابقہ امتوں میں ایک طرف تو یہ نظر آئے گا کہ اپنی شریعت کے احکام کو چند ٹکوں کے بدلے فروخت کیا جاتا ہے رشوتیں لے کر آسمانی کتاب میں ترمیم کی جاتی ہے یا غلط فتوے دیئے جاتے ہیں اور طرح طرح کے حیلے بہانے کر کے شرعی احکام کو بدلا جاتا ہے عبادت سے پیچھا چھڑایا جاتا ہے اور دوسری طرف عبادت خانوں میں آپ کو ایسے لوگ بھی نظر آئیں گے جنہوں نے ترکِ دنیا کر کے رہبانیت اختیار کر لی وہ خدا کی دی ہوئی حلال نعمتوں سے بھی اپنے آپ کو

محروم رکھتے اور سختیاں جھیلنے ہی کو عبادت وثواب سمجھتے ہیں۔

امت محمدیہ نے اس کے خلاف ایک طرف رہبانیت کو انسانیت پر ظلم قرار دیا اور دوسری طرف احکام خدا ورسول پر مر مٹنے کا جذبہ پیدا کیا اور قیصر وکسری کے تخت وتاج کے مالک بن کر دنیا کو یہ دکھلا دیا کہ دیانت وسیاست میں یا دین ودنیا میں بیر وضد نہیں ہے مذہب صرف مسجدوں یا خانقاہوں کے گوشوں کیلئے نہیں آیا بلکہ اس کی حکمرانی بازاروں اور دفتروں پر بھی ہے اور وزارتوں اور امارتوں پر بھی اس نے بادشاہی میں فقیری اور فقیری میں بادشاہی سکھلائی۔ (معارف القرآن)

مشہور واقعہ ہے کہ تین صحابی ازواج مطہراتؓ کی خدمت میں رسول اللہ ﷺ کی عبادت کا حال معلوم کرنے کیلئے حاضر ہوئے جب ان لوگوں کو آپ ﷺ کی عبادت کا حال معلوم ہوا تو اسے انہوں نے کم خیال کرتے ہوئے کہا کہ کہاں ہم اور کہاں رسول اللہ ﷺ ؟ یعنی عبادت کے مقابلہ میں ہمیں سرکار دو عالم ﷺ کی ذات اقدس سے کیا نسبت؟ اسلئے کہ آپ ﷺ کو اتنی بھی عبادت کی حاجت نہیں ہے کیونکہ آپ ﷺ سراپا معصوم اور مغفور ہیں آپ ﷺ کے اگلے پچھلے تمام گناہ بارگاہ الوہیت میں سے پہلے ہی بخش دیئے گئے ہیں۔ چنانچہ ان تینوں نے حسب طبیعت ایک ایک چیز کو اپنے اوپر لازم کرلیا اور یہ خیال کیا کہ عبادت میں اتنی زیادتی عرفانِ حق کا باعث اور تقرب الی اللہ کا واحد ذریعہ ہے لیکن رسول اللہ ﷺ نے انہیں اس سے منع فرمادیا اسلئے کہ عبادت وہی معتبر اور قابل تحسین ہوگی جو اللہ اور اللہ کے رسول کی قائم کردہ حدود کے اندر ہو اور جتنی عبادت کیلئے بندہ کو مکلّف کیا گیا ہے اتنی عبادت ہی تقرب الی اللہ کا باعث ہوگی، چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں تم سے زیادہ ڈرتا ہوں، تقوی تم سے زیادہ اختیار کئے ہوئے ہوں، اللہ کا خوف میرے دل میں تم سے زیادہ ہے لیکن اس کے باوجود بھی میری عبادت اور میری ریاضت ان ہی حدود کے اندر ہے جو اللہ نے قائم کردی ہے، اسلئے میں روزے بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں، نماز بھی پڑھتا ہوں اور سونے کے وقت سوتا بھی ہوں اور بتقاضۂ فطرت عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں۔ چنانچہ کمال انسانیت یہی ہے کہ بندہ علائق سے تعلق رکھے، عورتوں سے نکاح بھی کرے لیکن اس شان کے ساتھ کہ ایک طرف تو ان کے حقوق میں ذرہ برابر بھی کمی نہ ہو اور دوسری طرف حقوق اللہ میں بھی فرق نہ آئے اور نہ توکل کا دامن ہاتھ سے چھوٹے، اسی چیز کو رسول اللہ ﷺ نے پورے کمال کے ساتھ عملی حیثیت سے دنیا کے سامنے پیش کردیا تاکہ امت بھی اسی طریقہ پر چلتی رہے اور پھر آخر میں آپ ﷺ نے صاف طور پر اعلان فرمادیا کہ یہ میرا طریقہ ہے اور یہی میری سنت ہے، اب جو آدمی میری سنت سے انحراف کرتا ہے وہ میری بتائی ہوئی حدود سے تجاوز کرتا ہے اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ میری سنت اور میرے طریقہ سے بیزاری وبے رغبتی کررہا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ایسا آدمی میری جماعت سے خارج ہے اسے مجھ سے اور میری جماعت سے کوئی نسبت نہیں۔ اس ارشاد نے اس طرف بھی اشارہ کردیا کہ علائق دنیا سے بالکل منہ موڑ لینا اور رہبانیت کا طریق اختیار کرلینا جائز نہیں ہے اسلئے کہ اس سے نہ صرف یہ کہ انسانی زندگی کا شیرازہ بکھر جائے گا بلکہ حقوق اللہ کی ادائیگی میں بھی کوتاہی ہوگی اور عبادت کا جو اصلی حق ہے وہ ادا نہیں ہوگا۔ لہذا اولی یہی ہے کہ جو عبادت آنحضرت ﷺ سے منقول ہو اور جس طرح ثابت ہو اسی طرح ادا کرے اس میں اپنی طرف سے کمی زیادتی نہ کرے۔ (شرح مشکوٰۃ مترجم)

0313 6357213 maktabbarakat@gmail.com

❸ **فواللہ لا یَمَلُّ اللّٰہ حتّٰی تَمَلُّوْا الخ** کا مطلب:۔ اللہ تعالی کو تمہیں اجر وثواب وبدلہ دیتے ہوئے اُکتاہٹ وبیزاری نہیں ہوتی کہ وہ تمہیں تمہارے اعمال کا اجر وثواب اور بدلہ دینے سے تھک جائے، یا اُکتا جائے، یا بدلہ دینے سے عاجز آجائے، یا اسکے خزانے ختم ہوجائیں، البتہ تم ہی عمل پر دوام اختیار نہ کرسکو گے اور اُکتاہٹ کا شکار ہوکر عمل چھوڑ دو گے، لہٰذا وہی عمل کرو جس پر ہمیشگی کی طاقت ہو، کیونکہ پسندیدہ عمل وہی ہے جو ہمیشہ کیا جائے اگرچہ وہ تھوڑا ہو۔

❹ **مَہ، تُطِیْقُوْنَ، لَایَمَلُّ، اَحَبُّ** کی لغوی وصرفی تحقیق:۔ **مَہ**: یہ اسم فعل بمعنی نہی حاضر (رُک جا) زجر وتوبیخ کیلئے ہے۔

تُطِیْقُوْنَ: صیغہ جمع مذکر حاضر بحث فعل مضارع معلوم از مصدر **اِطَاقَۃً** (افعال۔ اجوف) بمعنی قادر ہونا۔ طاقت رکھنا۔

لَایَمَلُّ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل منفی مضارع معلوم از مصدر **مَلَلًا مَلَالًا** (سمع۔ مضاعف) بمعنی زچ ہونا۔ اُکتا جانا۔

اَحَبُّ: صیغہ واحد مذکر بحث اسم تفضیل از مصدر حُبًّا (ضرب۔مضاعف) بمعنی محبت کرنا۔رغبت کرنا۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۳ھ

الشق الاوّل.....عَنِ اَبِیْ عُمَارَۃَ الْبَرَّاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بِسَبْعٍ وَنَھَانَا عَنْ سَبْعٍ،اَمَرَنَا بِعِیَادَۃِ الْمَرِیْضِ وَاتِّبَاعِ الْجَنَازَۃِ وَتَشْمِیْتِ الْعَاطِسِ وَ اِبْرَارِ الْمُقْسِمِ وَنَصْرِ الْمَظْلُوْمِ وَ اِجَابَۃِ الدَّاعِیْ وَ اِفْشَاءِ السَّلَامِ وَنَھَانَا عَنْ خَوَاتِیْمِ اَوْتَخَتُّمٍ بِالذَّھَبِ اَوْ حَلْقَۃِ الذَّھَبِ وعَنْ شُرْبٍ بِالْفِضَّۃِ وَ عَنِ الْمَیَاثِرِ الْحُمْرِ وَ عَنِ الْقَسِّیِّ وَ عَنْ لُبْسِ الْحَرِیْرِ وَالْاِسْتَبْرَقِ وَالدِّیْبَاجِ ۔ وفی روایۃ وَ اِنْشَادِ الضَّالَّۃِ فِی السَّبْعِ الْاُوَلِ ۔ (حدیث:۲۳۹) حدیث شریف کا سلیس ترجمہ کریں۔

حدیث میں مذکور اوامر ونواہی کی تشریح کریں۔**وفی روایۃ: و انشاد الضالّۃ فی السبع الاول** کا مطلب واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① حدیث کا ترجمہ ② مذکورہ اوامر ونواہی کی تشریح ③ **وفی روایۃ: و انشاد الضالّۃ فی السبع الاول** کا مطلب۔

جواب..... ① حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابوعمارہ براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سات چیزوں کا حکم دیا اور سات ہی چیزوں سے منع کیا: حکم دیا ہمیں مریض کی عیادت کا، جنازہ کے پیچھے جانے کا، چھینکنے والے کی چھینک کے جواب کا، قسم اٹھانے والے کی قسم پوری کرنے کا، مظلوم کی مدد کرنے کا، دعوت دینے والے کی دعوت قبول کرنے کا اور سلام پھیلانے کا، اور روکا ہمیں سونے کی انگوٹھی سے یا سونے کے حلقہ سے اور چاندی کے برتن میں پینے سے، سرخ ریشمی گدوں پر بیٹھنے سے، قسی کا کپڑا، ریشم، دیباج، استبرق کے پہننے سے۔ایک روایت میں پہلی سات اشیاء میں گمشدہ چیز کا اعلان کرنا شامل ہے۔

② مذکورہ اوامر ونواہی کی تشریح:۔ اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے سات چیزوں کے کرنے کا حکم دیا اور سات چیزوں سے ہی منع فرمایا ہے اور دوسری حدیث میں ان اوامر کو حق المسلم سے تعبیر کیا گیا ہے کہ یہ اوامر ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان کے ذمہ حقوق لازمہ میں سے ہیں۔ ① مسلمان بھائی بیمار ہوجائے تو اس کی عیادت یعنی بیمار پُرسی کی جائے، بیماری پر تسلی دی جائے، صحت یابی کی دعا کی جائے۔ ② مسلمان بھائی کا انتقال ہوجائے تو نمازِ جنازہ، تجہیز وتکفین میں شرکت کی جائے، احادیث میں نمازِ جنازہ میں شرکت پر ایک قیراط اور کفن دفن میں شرکت پر مزید ایک قیراط ثواب کا ذکر ہے۔ ③ چھینکنے والے کی چھینک کا جواب دیا جائے، اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس کی چھینک کے جواب میں تم بھی چھینک مارو بلکہ مطلب یہ ہے کہ چھینکنے والے کو چاہیے کہ جب چھینک آئے تو "**الحمدللّٰہ**" کہے اور سننے والے کو چاہیے کہ اس کی چھینک کا جواب دے یعنی اس کے جواب میں "**یرحمک اللّٰہ**" کہے اور چھینکنے والے کو چاہیے کہ اس کے جواب میں پھر "**یھدیکم اللّٰہ ویصلح لکم بالکم**" کہے۔ ④ قسم کھانے والے کی قسم کو پورا کرنا یعنی اگر کوئی مسلمان بھائی کسی معاملہ پر قسم اٹھائے تو مسلمان کو چاہیے کہ اس کی قسم کو پورا کرنے میں اس کے ساتھ تعاون کریں یعنی اس کے ساتھ آسانی کا معاملہ کریں، اس کے ساتھ ایسا رویہ اختیار نہ کریں کہ جس کی وجہ سے تنگ ہوکر اسے قسم میں حانث ہونا پڑے۔دوسرا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی مسلمان کسی قسم میں حانث ہوجائے تو کفارہ ادا کرنے میں اس کا تعاون کرو۔ ⑤ مظلوم کی مدد اور نصرت کی جائے، اسکے ظلم کے خاتمہ اور اسکی مشکل کو حل کرنے کی کوشش کی جائے۔ ⑥ دعوت دینے والے کی دعوت قبول کی جائے، امیری غریبی کو نہ دیکھا جائے، حوصلہ افزائی کرتے ہوئے دعوت میں شرکت کی جائے۔ ⑦ سلام پھیلانے کا بھی حکم دیا گیا ہے، سلام کرنا سنت ہے اور سلام کا جواب دینا واجب ہے۔سلام میں پہل کرنے والا تکبر سے بری ہے۔سلام کرنے والے کیلئے نوّے اور جواب دینے والے کیلئے دس نیکیوں کا ثواب لکھا جاتا ہے۔

آنحضرت ﷺ نے سات چیزوں سے منع بھی فرمایا: مرد کیلئے سونے کی انگوٹھی وزیور کے استعمال سے منع فرمایا۔چاندی کے برتن استعمال کرنے سے منع فرمایا۔سرخ ریشمی گدوں پر بیٹھنے سے، حریر، دیباج، استبرق اور قسی کا کپڑا استعمال کرنے سے بھی منع فرمایا۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

حریر، دیباج واستبرق میں فرق: حریر وہ کپڑا جو نرم ریشم سے بنایا گیا ہو۔استبرق وہ کپڑا جو سخت موٹے ریشم سے بنا ہوا ہواور دیباج وہ کپڑا جو پتلے ریشم سے بنا ہوا ہو۔ حریر عام ہے دیباج اور استبرق اس کی دو عمدہ قسمیں ہیں۔

قسی ایک کپڑے کا نام ہے جو ریشم اور کتان سے بُنا جاتا تھا اور یہ بھی ریشم کی کثرت کی وجہ سے مردوں کے لئے ممنوع اور منھی عنہ ہے اور قس مصر کے ایک علاقہ کا نام ہے یہ کپڑا ابتداءً چونکہ اسی علاقہ میں کثرت سے بنتا تھا اس وجہ سے اس کو قسی کہتے ہیں۔

چاندی کے برتن استعمال کرنے کی ممانعت عمومی ہے اور باقی سونا وریشم والی چیزوں کی ممانعت صرف مردوں کیلئے ہے عورتوں کیلئے ان کا استعمال درست ہے۔

③ **وفی روایۃ: و انشاد الضالّۃ فی السبع الاول** کا مطلب:۔ آنحضرت ﷺ نے جن سات چیزوں کا حکم دیا ایک روایت کے مطابق ان سات اشیاء میں گمشدہ چیز کا اعلان کرنا بھی شامل ہے، یعنی کسی کو کوئی گمشدہ گری پڑی چیز راستہ وغیرہ میں کہیں مل جائے تو اس کا اعلان وتشہیر کروائے، تاکہ وہ چیز مالک تک پہنچ جائے۔

الشق الثانی.....**عن ابن عمرؓ انّ رسول اللّٰہ ﷺ قال: المسلم اخو المسلم لایَظْلِمُہ و لایَسْلِمُہ ، من کان فی حاجۃ اخیہ کان اللّٰہ فی حاجتہ و من فرّج عن مسلم کُرْبَۃً فرج اللّٰہ عنہ بھا کربۃ من کُرَبِ یوم القیامۃ و من ستر مسلما سترہ اللّٰہ یوم القیامۃ۔**

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ المسلم اخو المسلم لا یخونہ ولا یکذّبہ ولا یخذُلہ، کلّ المسلم علی المسلم حرام عرضہ وماله و دمہ ، التقوی ھٰھنا ، بحسب امرئٍ من الشر ان یحقر اخاہ المسلم۔(حدیث:۲۳۳ ، ۲۳۵)

احادیث کا سلیس ترجمہ کریں۔احادیث کی تشریح کریں۔ **لایسلمہ، فرج، لایخذلہ، لایحقر** کی صرفی تحقیق کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے:①احادیث کا ترجمہ ②**المسلم اخو المسلم لایَظْلِمُہ و لایَسْلِمُہ** کی تشریح ③**لایسلمہ، فرج، لایخذلہ، لایحقر** کی صرفی تحقیق۔

جواب..... ① احادیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرے، نہ اسکی مدد چھوڑ کر اسکو دشمن کے حوالہ کرے، جو شخص اپنے بھائی کی حاجت روائی میں ہوتا ہے اللہ تعالی اسکی حاجات کو پورا کرتا ہے اور جو شخص کسی مسلمان سے کوئی مصیبت دور کرتا ہے اللہ تعالی اسکی قیامت کے دن کی مصیبتوں میں سے کوئی مصیبت دور کرتا ہے، جو شخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرتا ہے اللہ تعالی قیامت کے دن اسکی پردہ پوشی کرے گا۔

(**نوٹ**: دوسری حدیث کا ترجمہ وتشریح **کما مرّ فی الشق الثانی من السوال الاول ۱۴۴۰ھ**)۔

② **المسلم اخو المسلم لایَظْلِمُہ و لایَسْلِمُہ** کی تشریح:۔ ارشادِ نبوی کا حاصل یہ ہے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، بھائی ہونے کا تقاضا یہ ہے کہ اس پر ظلم نہ کرے، کوئی دوسرا اس پر ظلم کرے تو اسکی مدد کرے، اسکی مدد چھوڑ کر اسکو دشمن کے سپرد نہ کرے، اس کو کسی چیز کی حاجت وضرورت ہو تو اسکی حاجت وضرورت کو پورا کرے اسلئے کہ جو شخص اپنے بھائی کی حاجت کو پورا کرتا ہے اللہ تعالی اسکی حاجات کو پورا کرتا ہے، اگر مسلمان بھائی کسی مصیبت ومشکل میں پھنس جائے تو اسکی مصیبت ومشکل کو حل کرنے کی کوشش کرے اسلئے کہ جو شخص کسی مسلمان سے کوئی مصیبت دور کرتا ہے تو اللہ تعالی اسکی قیامت کے دن کی مصیبتوں میں سے کوئی مصیبت دور کرے گا، مسلمان بھائی کے کسی عیب پر مطلع ہو تو اسکے چرچے نہ کرتا پھرے، پردہ پوشی کرے اسلئے کہ جو شخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرتا ہے اللہ تعالی قیامت کے دن ستّاری کا معاملہ کرتے ہوئے اسکی پردہ پوشی کرے گا۔

031-6357613 maktabazakariyamultan@gmail.com

③ **لایسلمہ، فرج، لایخذلہ، لایحقر** کی صرفی تحقیق:۔ **فَرَجٌ**: یہ باب ضرب کا مصدر ہے بمعنی کھولنا۔دور کرنا۔زائل کرنا۔

لَا یُسْلِمُ: صیغہ واحد مذکر غائب بحث منفی مضارع معلوم از مصدر **اِسْلَامٌ** (افعال۔صحیح) بمعنی سپرد کرنا۔

لَایَخْذُلُہٗ: صیغہ واحد مذکر غائب بحث منفی مضارع معلوم از مصدر **خَذْلًا** (نصر۔صحیح) بمعنی مدد چھوڑنا۔

لَا یَحْقِرُ: صیغہ واحد مذکر غائب بحث منفی مضارع معلوم از مصدر حَقْرًا (ضرب۔صحیح) بمعنی چھوٹا و ذلیل سمجھنا۔

﴿السوال الثالث﴾ ١٤٤٣ھ

الشق الاوّل.....عن ابی هريرة انّ رجلاً قال يا رسول الله! انّ لی قرابةً اَصِلُهم و يقطعونی و احسن اليهم و يسيئون اليّ و اَحْلُمُ عنهم و يجهلون عليّ فقال لئن كنتَ كما قلتَ فكانّما تُسِفُّهم المَلَّ و لا يزال من الله معك ظهير عليهم ما دمتَ على ذلك ۔ رواه مسلم۔ (حدیث:٣١٨)

حدیث کا ترجمہ کریں۔روایت بالا کو مدنظر رکھتے ہوئے دوسروں کی جانب سے دی جانے والی تکالیف پر صبر کرنے کی فضیلت بیان کریں۔ قرابة، تسفّ، ظهير کی لغوی وصرفی تحقیق کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے:① حدیث کا ترجمہ ② دوسروں کی جانب سے دی جانے والی تکالیف پر صبر کرنے کی فضیلت ③قرابة، تسفّ، ظهير کی لغوی وصرفی تحقیق۔

جواب..... ① حدیث کا ترجمہ:۔ **كما مرّ فی الشق الثانی من السوال الثانی ١٤٤٢ھ۔**

② دوسروں کی جانب سے دی جانے والی تکالیف پر صبر کرنے کی فضیلت:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مذکورہ روایت سے معلوم ہوا کہ جو شخص قرابتداروں کے بُرے سلوک اور تکالیف پر صبر کرتا ہے، حلم و بردباری اور درگزر کا رویہ اختیار کرتا ہے، اللہ کی مدد و نصرت ہمیشہ ان کے خلاف اسکے شاملِ حال رہتی ہے جو ان کی ایذاء اور شر سے اسکی حفاظت کرتی ہے۔

③ قرابة، تسفّ، ظهير کی لغوی وصرفی تحقیق:۔ قَرَابَةٌ: اسم بمعنی رشتہ داری۔

تُسِفُّ: صیغہ واحد مذکر حاضر بحث فعل مضارع معلوم از مصدر اِسْفَافًا (افعال۔مضاعف) بمعنی پھانکنا۔

ظَهِيْرٌ: یہ صفت کا صیغہ ہے از مصدر ظَهَارَةً (نصر۔صحیح) بمعنی مددگار ہونا۔مضبوط پیٹھ والا ہونا۔

الشق الثانی.....عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اِنَّ اَحَبَّكُمْ اِلَیَّ وَاَقْرَبَكُمْ مِنِّیْ مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَحَاسِنُكُمْ اَخْلَاقًا وَاِنَّ اَبْغَضَكُمْ اِلَیَّ وَاَبْعَدَكُمْ مِنِّیْ مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الثَّرْثَارُوْنَ وَالْمُتَشَدِّقُوْنَ وَالْمُتَفَيْهِقُوْنَ ۔

مذکورہ حدیث پر حرکات لگا کر ترجمہ کریں۔مذکورہ حدیث کی تشریح اور ثرثرہ کے کچھ نقصانات تحریر کیجئے۔ ثرثارون، متشدقون اور متفيهقون کی لغوی تحقیق کیجئے۔(حدیث:٦٣١)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل چار امور ہیں:① حدیث پر اعراب ② حدیث کا ترجمہ ③ حدیث کی تشریح و ثرثرہ کے نقصانات ④ثرثارون، متشدقون اور متفيهقون کی لغوی تحقیق۔

جواب..... ① حدیث پر اعراب:۔ **كما مرّ فی السوال آنفا۔**

② حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے تم میں سے سب سے زیادہ محبوب اور قیامت کے دن میرے سب سے زیادہ نزدیک تمام امت میں سے وہ لوگ ہوں گے جن کے اخلاق اچھے ہونگے اور میرے نزدیک سب سے زیادہ مبغوض و مجھے انتہائی ناپسند اور روزِ محشر مجھ سے سب سے زیادہ دور وہ لوگ ہوں گے جو بات کرتے ہوئے منہ بھر لیتے ہیں اور فخریہ گفتگو کرتے ہیں اور اپنی بڑائی ظاہر کرنے و برتری جتلانے کیلئے متکبرانہ انداز سے گفتگو کرتے ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ثرثارون و متشدقون کا تو ہمیں علم ہے، متفيهقون کون لوگ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تکبر کرنے والے۔

③ حدیث کی تشریح و ثرثرہ کے نقصانات:۔ حدیث شریف کا حاصل یہ ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے تم میں سے سب سے زیادہ محبوب اور قیامت کے دن میرے سب سے زیادہ نزدیک تمام امت میں سے وہ شخص ہوگا جس کے اخلاق اچھے ہونگے خواہ اپنا ہو یا بیگانہ ہو جس نے لوگوں سے اچھا معاملہ کیا اور ہر ایک سے اچھے اخلاق کے ساتھ پیش آیا وہ شخص روزِ قیامت میرے سب سے زیادہ نزدیک ہوگا۔اور جو شخص لوگوں کے ساتھ غلط اخلاق سے پیش آیا، بلا سوچے سمجھے گفتگو کی بلا احتیاط منہ سے بات نکال ڈالی

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

اور بات کرتے ہوئے بھی تکبر کیا اور اپنے آپ کو بڑا سمجھا تو ایسا شخص میرے نزدیک سب سے زیادہ مبغوض اور مجھے انتہائی ناپسند ہے اور روزِ محشر ایسا شخص مجھ سے سب سے زیادہ دور ہوگا۔

① ثرثرۃ کا سب سے پہلا نقصان یہ ہے کہ اس نے اپنا سب سے قیمتی سرمایہ وقت ضائع کیا۔② دوسرا نقصان یہ کہ لوگوں کی نظروں سے اس کا مقام و مرتبہ ختم ہوگیا اور اسے پاگل و فارغ سمجھا جاتا ہے۔③ دنیا تو گئی ہی تھی آخرت بھی برباد ہوئی کہ ایسا شخص آپ ﷺ کے نزدیک سب سے زیادہ مبغوض و ناپسند ہے اور جو آپ ﷺ کو ناپسند و مبغوض ہے وہ عنداللہ بھی مبغوض و ناپسند ہے (**اعاذنا اللّٰہ منہ**)۔

❹ مذکورہ الفاظ کی لغوی تحقیق:۔ **ثرثارون: ثرثرۃ** سے ماخوذ ہے اس کا معنی کثرتِ کلام ہے، ثرثارون وہ لوگ جو تکلفاً کثرت سے واہی تباہی فضول بکْ بکْ کرنے والے ہیں۔ **المتشدّقون: تشدق** سے ماخوذ ہے بمعنی بتکلف لوگوں سے ایسی کلام کرنا جو فصاحت و بلاغت سے مزین ہو اور لوگوں کے ساتھ ٹھٹھہ مذاق کرنا۔

المتفیھقون: فھق سے ماخوذ ہے بمعنی تکبر کرنا۔ دوسروں پر اپنی برتری و بڑائی جتلانے کیلئے متکبرانہ کلام کرنا۔

﴿جزی اللّٰہ عنّا سیّدنا ومولٰنا محمدًا ما ھو اھلہٗ﴾

مکتبہ زکریا
ملتان ◎ پاکستان
0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

تنظیم المدارس، کنزالمدارس، نظام المدارس، وفاق المدارس العربیہ اور دیگر بورڈز کی کتابیں، داخلہ جات، امتحانی مسائل کے حل، گزشتہ پیپرز، اور دیگر اپڈیٹس حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ وزٹ کریں۔

www.ahlesunnatboardspak.com

Follow Our Social Media Account:

1. **Whatsapp Channel (https://whatsapp.com/channel/0029VaFmkdD0VycHbvDRY70I)**
2. **Youtube (https://youtube.com/@ahlesunnatboards)**
3. **Tiktok (https://www.tiktok.com/@ahlesunnatboardspak)**
4. **Facebook Page (https://www.facebook.com/ahlesunnatboardspak)**

الورقة الثالثة: فی الفقه

﴿الورقة الثالثة : فی الفقه﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۳ھ

الشق الاوّل.....اَلْاِقَالَةُ جَائِزَةٌ فِی الْبَیْعِ لِلْبَائِعِ وَالْمُشْتَرِیْ بِمِثْلِ الثَّمَنِ الْاَوَّلِ فَاِنْ شُرِطَ اَکْثَرَمِنْهُ اَوْاَقَلَّ مِنْهُ فَالشَّرْطُ بَاطِلٌ وَیُرَدُّ بِمِثْلِ الثَّمَنِ الْاَوَّلِ وَهِیَ فَسْخٌ فِیْ حَقِّ الْمُتَعَاقِدَیْنِ وَبَیْعٌ جَدِیْدٌ فِیْ حَقِّ غَیْرِهِمَا فِیْ قَوْلِ اَبِیْ حَنِیْفَةَ وَهَلَاكُ الثَّمَنِ لَایَمْنَعُ صِحَّةَ الْاِقَالَةِ وَهَلَاكُ الْمَبِیْعِ یَمْنَعُ صِحَّتَهَا۔

عبارت کا ترجمہ ومسئلہ کی وضاحت کریں نیز اقالہ اگر غیر متعاقدین کیلئے بیع جدید ہے تو اس کا کیا فائدہ ہوگا۔ اقالہ کی لغوی اور اصطلاحی تعریف کریں، کیا اقالہ شروطِ فاسدہ سے فاسد ہوتا ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں ممتحن پانچ امور کا طالب ہے (۱) عبارت کا ترجمہ (۲) مسئلہ کی وضاحت (۳) اقالہ کا غیر متعاقدین کیلئے بیع جدید ہونے کا فائدہ (۴) اقالہ کی لغوی اور اصطلاحی تعریف (۵) شروطِ فاسدہ کی وجہ سے اقالہ کا حکم۔

جواب..... (۱) عبارت کا ترجمہ:۔ اقالہ جائز ہے بیع میں بائع اور مشتری کیلئے ثمنِ اول کی مثل کے ساتھ، پس اگر اس سے زیادہ یا کم کی شرط لگادی تو شرط باطل ہے اور مبیع واپس کی جائے گی ثمنِ اول کی مثل کے ساتھ، اور یہ اقالہ فسخ ہے متعاقدین کے حق میں اور بیع جدید ہے انکے غیر کے حق میں امام صاحب کے نزدیک اور ثمن کی ہلاکت اقالہ کی صحت سے مانع نہیں اور مبیع کی ہلاکت اقالہ کی صحت سے مانع ہے۔

(۲) مسئلہ کی وضاحت:۔ اس عبارت میں اقالہ کے متعلق مسئلہ ذکر کیا جارہا ہے۔ اقالہ بیع کے ثابت ہونے کے بعد زائل وفسخ کرنے کو کہتے ہیں تو فرمایا کہ بائع ومشتری دونوں کیلئے اقالہ کرنا درست ہے بشرطیکہ ثمن اول کی مثل پر اقالہ ہو یعنی پہلے جتنے ثمن میں چیز فروخت ہوئی ہے اب بھی اتنے ہی ثمن میں واپس ہو، اگر کمی یا زیادتی ثمن کی شرط لگادی گئی تو پھر یہ شرط باطل ہوگی اور اقالہ بہر صورت ثمنِ اول کی مثل کے ساتھ ہی ہوگا اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک یہ اقالہ متعاقدین کیلئے فسخ ہے یعنی وہ پہلی بیع کو ہی ختم کررہے ہیں اور انکے غیر کے حق میں یہ اقالہ بیع جدید سمجھا جائے گا، نہ کہ عقدِ اوّل کا فسخ۔ گویا اقالہ کی صورت میں شفیع کو شفعہ کا حق حاصل ہوگا۔

اگر عقدِ بیع کے بعد بائع کے پاس ثمن ہلاک ہوجائیں اور متعاقدین کا اقالہ کا ارادہ ہو تو اقالہ صحیح ہے۔ البتہ اگر مشتری کے پاس مبیع ہلاک ہوگئی تو پھر اقالہ درست نہیں ہے کیونکہ اقالہ کا محل ہی باقی نہیں رہا۔

(۳) اقالہ کا غیرِ متعاقدین کیلئے بیع جدید ہونے کا فائدہ:۔ غیرِ متعاقدین کیلئے بیعِ جدید ہونے کا فائدہ یہ ہے کہ اگر وہ زمین وغیرہ ہے تو ان کو حقِ شفعہ حاصل ہوگا۔

(۴) اقالہ کی لغوی اور اصطلاحی تعریف:۔ اقالہ کا لغوی معنیٰ توڑنا، فسخ کرنا اور زائل کرنا اور اصطلاحی معنیٰ بیع کو توڑنا وفسخ کرنا ہے۔

(۵) شروطِ فاسدہ کی وجہ سے اقالہ کا حکم:۔ اگر اقالہ کے اندر کوئی شرطِ فاسد لگادی گئی تو اِس صورت میں شرط باطل ہوگی، اقالہ بہر صورت ثمنِ اوّل پر لازم ہوگا۔

الشق الثانی.....اَلشِّرْكَةُ عَلٰی قِسْمَیْنِ شِرْكَةُ اَمْلَاكٍ وَشِرْكَةُ عُقُوْدٍ فَشِرْكَةُ الْاَمْلَاكِ اَلْعَیْنُ یَرِثُهَا رَجُلَانِ اَوْ یَشْتَرِیَانِهَا فَلَایَجُوْزُ لِاَحَدِهِمَا اَنْ یَتَصَرَّفَ فِیْ نَصِیْبِ الْاٰخَرِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ وَكُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا فِیْ نَصِیْبِ صَاحِبِهٖ كَالْاَجْنَبِیِّ۔

اعراب لگا کر ترجمہ کریں، کیا شرکتِ املاک میں ایک شریک دوسرے کے حصہ میں تصرف کرسکتا ہے؟ شرکتِ عقود کی اقسام مع تعریف ذکر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) شرکتِ املاک میں تصرف کی وضاحت (۴) شرکتِ عقود کی اقسام مع تعریفات۔

جواب..... ① عبارت پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

② عبارت کا ترجمہ:۔ شرکت دو قسم پر ہے، شرکتِ املاک اور شرکتِ عقود۔ پس شرکتِ املاک وہ عین ہے جس کے دو آدمی وارث ہوں یا جسے دو آدمی خریدیں پس اُن دونوں میں سے کسی ایک کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ دوسرے کے حصہ میں اُس کی اجازت کے بغیر تصرف کرے اور ہر ایک اُن میں سے اپنے ساتھی کے حصے میں اجنبی کی مثل ہے۔

③ شرکتِ املاک میں تصرف کی وضاحت:۔ شرکتِ املاک میں ایک شریک دوسرے کے حصہ میں تصرف نہیں کرسکتا۔ اور ہر ایک دوسرے کے حصہ میں بمنزلِ اجنبی کے ہوتا ہے۔

④ شرکتِ عقود کی اقسام مع تعریفات:۔ (شرکت کی اولاً دو قسمیں ہیں: شرکتِ املاک وعقود۔ شرکتِ عقود یہ ہے کہ دو یا زائد افراد وراثت، خریداری، ہبہ، صدقہ وغیرہ کے ذریعے کسی چیز کے مالک ہوجائیں) شرکتِ عقود کی چار اقسام ہیں: ① شرکتِ مفاوضہ: کہ دو شخص آپس میں مالِ تصرف اور دَین ونفع میں مساوات کی شرط پر ایک دوسرے کے شریک بن جائیں۔ ان میں سے ہر ایک دوسرے کا وکیل بھی ہوتا ہے اور کفیل بھی ② شرکتِ عنان: کہ دو شخص آپس میں شرکت کرلیں۔ خواہ مال اور نفع میں برابری ہو یا کمی بیشی، ہر طرح جائز ہے اس میں ہر ایک دوسرے کا محض وکیل ہوتا ہے، نہ کہ کفیل ③ شرکتِ صنائع: کہ دو متفرق پیشہ والے لوگ اس طرح شرکت کریں کہ دونوں ہر ممکن کام قبول کرینگے اور نفع میں برابر کے شریک ہوں گے۔ لہٰذا اگر کسی کے پاس کوئی کام آئے گا تو دوسرا بھی اس کے ساتھ وہ کام کرے گا اور حاصل شدہ مزدوری دونوں میں تقسیم ہوگی اور اگر کسی نے کوئی کام اکیلا بھی کیا تب بھی اجرت دونوں میں تقسیم ہوگی ④ شرکتِ وجوہ: کہ دو شخصوں کے پاس کوئی مال نہیں ہے اور وہ اس بات میں شرکت کرتے ہیں کہ دونوں اپنی پہچان اور اعتماد کی بنیاد پر مال ادھار اٹھا کر فروخت کریں گے جو کچھ نفع حاصل ہوگا اس کو فیصد کے اعتبار سے تقسیم کریں گے، اس میں ہر ایک دوسرے کا وکیل ہوتا ہے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۳ھ

الشق الاوّل..... وَلَا يَجُوْزُ بَيْعُ ذِرَاعٍ مِنْ ثَوْبٍ وَلَا بَيْعُ جُزْءٍ مِنْ سَقْفٍ وَضَرْبَةِ الْقَانِصِ وَلَا بَيْعُ الْمُزَابَنَةِ وَهُوَ بَيْعُ التَّمْرِ عَلَى النَّخْلِ بِخَرْصِهٖ تَمْرًا وَلَا يَجُوْزُ الْبَيْعُ بِالْقَاءِ الْحَجَرِ وَالْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ وَلَا يَجُوْزُ بَيْعُ ثَوْبٍ مِنْ ثَوْبَيْنِ۔ اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ مسائل کی تشریح کریں، بیع کی مذکورہ اقسام کی تعریفات کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾..... اس سوال کا حل چار امور ہیں ① عبارت پر اعراب ② عبارت کا ترجمہ ③ مسائل کی تشریح ④ بیع کی اقسامِ مذکورہ کی تعریف۔

جواب..... ① عبارت پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

② عبارت کا ترجمہ:۔ اور جائز نہیں ہے بڑے کپڑے میں سے ایک گز کی بیع، اور نہ کڑی کے بیع چھت میں سے اور نہ جال پھینکنے کی بیع اور نہ بیع مزابنہ اور بیع مزابنہ یہ ہے کہ درخت پر لگی ہوئی کھجور کی بیع کٹی ہوئی کھجور کے بدلہ میں اندازہ کے ساتھ کرنا اور نہ پتھر پھینکنے کی بیع جائز ہے اور نہ بیع منابذہ جائز ہے اور نہ بلا تعیین دو کپڑوں میں سے ایک کپڑے کی بیع جائز ہے۔

③ مسائل کی تشریح:۔ اس عبارت میں بیع فاسد کی چند صورتوں کا ذکر ہے کہ بائع کہتا ہے کہ اس بڑے کپڑے میں سے ایک گز کپڑا بیچتا ہوں جبکہ وہ کپڑا ایسا ہو کہ اس میں سے ایک گز کاٹنا نقصان دیتا ہو۔ یا اس چھت میں جو کڑیاں لگی ہیں وہ فروخت کرتا ہوں یا کہتا ہے کہ دریا میں جال پھینکتا ہوں جتنی مچھلیاں آگئیں پچاس روپے میں تمہاری، خواہ ایک آئے یا دس آئیں اسی طرح بیع مزابنہ، یہ تمام بیوع ناجائز ہیں۔

بیع بالقاء الحجر کی مختلف صورتیں ذکر کی گئی ہیں مثلاً مشتری نے کہا کہ یہ چیز میں نے تیرے سے دس درہم میں خریدی اور فوراً اس پر کوئی پتھر رکھ دیا کہ بیع لازم ہوگئی خواہ بائع راضی ہو یا نہ ہو، اسی طرح نیچے مختلف اشیاء پڑی ہیں مشتری بائع کو دس درہم دیکر ایک پتھر ان اشیاء پر پھینکتا ہے جس چیز پر پتھر پڑے اس میں بیع لازم ہوگئی خواہ وہ دو درہم کی ہو یا بیس درہم کی اسی کا دوسرا نام بیع المنابذہ اور بیع الحصاۃ ہے۔ بیع ملامسہ کہ کسی چیز کے بارے میں عقدِ بیع ہوا ابھی دوسرے کی رضامندی ظاہر نہیں ہوئی کہ اسکو چھو لیا جسکے نتیجہ میں

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

بغیر رضا کے بھی بیع لازم ہوگئی، یہ تمام بیوع زمانۂ جاہلیت میں ہوتی تھیں جن کو ناجائز قرار دیدیا گیا۔ اسی طرح دو کپڑے ہیں ایک قیمتی اور ایک ہلکا تو بلاتعیین ان میں سے ایک کی بیع جائز نہیں ہے کیونکہ یہ محلِ نزاع ہے، الّا یہ کہ ایک کی تعیین ہوجائے۔

④ بیع کی اقسام مذکورہ کی تعریفات:۔ ابھی تشریح کے ضمن میں بیع کی مذکورہ اقسام کی تعریف کی بھی وضاحت ہوگئی۔

الشق الثانی ..... **اَلسَّلَمُ جَائِزٌ فِی الْمَکِیْلَاتِ وَالْمَوْزُوْنَاتِ وَالْمَعْدُوْدَاتِ الَّتِیْ لَاتَتَفَاوَتُ کَالْجَوْزِ وَالْبَیْضِ وَالْمَذْرُوْعَاتِ وَلَا یَجُوْزُ السَّلَمُ فِی الْحَیْوَانِ وَلَا فِیْ اَطْرَافِهٖ وَلَا فِیْ الْجُلُوْدِ عَدَدًا وَلَا فِیْ الْحَطَبِ حُزْمًا وَلَا فِیْ الرُّطَبِ جُرَزًا**۔ (ص۷۵۔امدادیہ) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، مذکورہ عبارت کی تشریح کریں، بیع سلم کی تعریف کرکے ان کی شرائط کو بیان کریں۔ صاحبینؒ کا جن شرائط میں امام اعظمؒ سے اختلاف ہے انہیں وضاحت کے ساتھ ذکر کریں، تحریر کردہ اصطلاحات کی وضاحت کریں **مسلم الیه، مسلم فیه، راس المال، رب السلم**۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا خلاصہ چھ امور ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) عبارت کی تشریح (۴) بیع سلم کی تعریف وشرائط (۵) صاحبینؒ کی شرائط مختلفہ (۶) اصطلاحات کی وضاحت۔

جواب ..... ① عبارت پر اعراب:۔ **کمامرّ فی السوال آنفا**۔

② عبارت کا ترجمہ:۔ بیع سلم کیلی وزنی اور ایسی عددی چیزوں میں جائز ہے جن میں تفاوت نہیں ہوتا جیسے اخروٹ وانڈے اور پیائش کی جانے والی چیزوں میں بھی جائز ہے اور بیع سلم جانور میں اور اس کے اطراف میں جائز نہیں ہے اور نہ کھال میں عدد کے اعتبار سے اور نہ لکڑیوں میں گٹھوں کے اعتبار سے اور نہ سبز چارہ میں بوجھ کے اعتبار سے۔

③ عبارت کی تشریح:۔ اس عبارت میں بیع سلم کے جواز وعدمِ جواز والی اشیاء کو بیان کررہے ہیں۔ صاحبِ قدوریؒ فرماتے ہیں کہ تمام کیلی یعنی کیل کے ذریعہ فروخت ہونے والی اشیاء میں اور وزنی یعنی وزن وتول کے ذریعہ فروخت ہونے والی اشیاء میں بیع سلم جائز ہے مثلاً گندم، چاول، کھجور وغیرہ۔ اسی طرح وہ عددی اشیاء یعنی جو گنتی کے اعتبار سے فروخت ہوتی ہیں اور ان میں باہم فرق وتفاوت بھی نہیں ہوتا مثلاً انڈے اور اخروٹ وغیرہ، ان میں بھی بیع سلم جائز ہے۔

جانور اور اس کے اطراف یعنی سری پائے اور کھال وغیرہ میں بیع سلم جائز نہیں ہے کیونکہ یہ اشیاء اگرچہ عددی ہیں مگر ان میں باہم تفاوت زیادہ ہوتا ہے جو نزاع وجھگڑے کا باعث بن سکتا ہے اسلئے ان میں بیع سلم جائز نہیں ہے اسی طرح لکڑی میں گٹھوں کے اعتبار سے اور سبزہ وچارہ وغیرہ میں بوجھ کے اعتبار سے بیع سلم جائز نہیں ہے۔

④ بیع سلم کی تعریف وشرائط:۔ **بیع الآجل بالعاجل** کہ نقد کے بدلہ میں ادھار یعنی ثمن نقد ادا کرنا اور مبیع کچھ عرصہ کے بعد وصول کرنا اور سلم لغت میں وہ بیع ہے جس میں ثمن فوری ادا کیا جائے۔ بیع سلم کے صحیح ہونے کی امام ابوحنیفہؒ نے سات شرائط ذکر کی ہیں جب وہ شرائط پائی جائیں گی اس وقت بیع سلم صحیح ہوگی۔ ① جنس معلوم ہو مثلاً چاول، گندم، چنے ② نوع معلوم ہو مثلاً نہری ہیں یا باراتی ③ صفت معلوم ہو مثلاً نئے، پرانے، موٹے، باریک، عمدہ وغیر عمدہ ④ مقدار معلوم ہو مثلاً ایک من، دو من ⑤ مدت معلوم ہو مثلاً چار ماہ بعد، چھ ماہ بعد ⑥ رأس المال کی مقدار معلوم ہو اگر وہ عقد مقدار سے متعلق ہو مثلاً پانچ من چاول کے بدلہ میں ⑦ مبیع سپرد کرنے کی جگہ معلوم ہو کہ ملتان میں مشتری کے گھر پہنچائی جائے گی یا بہاولپور میں بائع سے وصول کی جائے گی۔

⑤ صاحبینؒ کی شرائطِ مختلفہ:۔ امام اعظمؒ کے نزدیک سلم کی صحت کی چھٹی شرط مقدارِ رأس المال کی معرفت اور ساتویں شرط ''سپرد کرنے کی جگہ'' کا ذکر ہے صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ جب رأس المال کی طرف محض اشارہ ہوجائے تو اس کی مقدار کی معرفت ضروری نہیں اسی طرح جائے تسلیم کا ذکر بھی ضروری نہیں، بلکہ عقد کی جگہ پر ہی مسلم فیہ سپرد کی جائے گی۔

⑥ اصطلاحات کی وضاحت:۔ **مسلم الیه** (بائع) جس کو رأس المال (ثمن) سپرد کیا جائے۔ **مسلم فیه** مبیع کو **رأس المال** ثمن کو اور **رب السلم** صاحبِ مال یعنی مشتری کو کہتے ہیں۔ مثلاً زید نے بکر کو ایک ہزار روپیہ دیا کہ میں تین ماہ بعد دو من

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

چاول وصول کروں گا، اس میں بکر مسلم الیہ، زید رب السلم، ہزار روپیہ رأس المال اور چاول مسلم فیہ ہے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۳ھ

الشق الاوّل.....**ویجوز البیع بثمن حال و مؤجل اذا کان الاجل معلوما۔ ومن اطلق الثمن فی البیع کان علی غالب نقدالبلد فان کانت النقود مختلفة فالبیع فاسد اِلّاان یبین اَحدَھا۔ ویجوز بیع الطعام والحبوب کلھا مکایلة ومجازفة وبأناء بعینه لایعرف مقداره اوبوزن حجر بعینه لایعرف مقداره۔**

عبارت بالا کا ترجمہ کریں، عبارت میں مذکورہ مسائل کی عام فہم تشریح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں دو امر مطلوب ہیں (۱) عبارت کا ترجمہ (۲) مسائل کی تشریح۔

جواب..... ① عبارت کا ترجمہ:۔ اور بیع جائز ہے نقد اور ادھار ثمن کے ساتھ جبکہ مدت معلوم و معین ہو، اور جس شخص نے مطلق چھوڑ دیا ثمن کو بیع میں تو محمول ہونگے ثمن شہر میں زیادہ رائج سکہ پر پس اگر مختلف سکے رائج ہوں تو بیع فاسد ہوگی، الّا یہ کہ بیان کردے کسی ایک کو، اور جائز ہے ہر قسم کے اناج اور غلہ کی بیع پیمانہ سے کیل کر کے اور اٹکل (اندازہ) سے اور ایسے متعین برتن اور پتھر سے جن کی مقدار معلوم نہیں ہے۔

② مسائل کی تشریح:۔ ① نقد ثمن اور ادھار ثمن کے ساتھ بیع جائز ہے جبکہ ادھار کی مدت متعین ہو کہ ہفتہ یا مہینہ کے بعد ثمن دیدوں گا ② کسی نے بیع کی اور ثمن کو مطلق چھوڑ دیا۔ مثلاً یہ چیز دس کی ہے روپیہ درہم دینار متعین نہیں کیا تو پھر شہر میں جو سب سے زیادہ کرنسی چلتی ہوگی مثلاً روپیہ تو اس پر ثمن محمول ہوں گے یعنی یہ چیز دس روپیہ کی ہے۔ اور اگر مختلف سکے چلتے ہیں اور مالیت بھی مختلف ہے اور کوئی زیادہ رائج بھی نہیں یعنی سب برابر چلتے ہیں تو اس صورت میں کسی ایک کو متعین کردیا تو بیع درست ہے وگرنہ بیع فاسد ہوگی ③ اناج اور غلہ کی بیع پیمانہ سے اور اندازہ سے اور کسی پتھر کے وزن کے برابر یا کسی برتن کی مقدار کے برابر جنکی مقدار معلوم نہیں ہے ہر طرح سے بیع جائز اور درست ہے۔

الشق الثانی.....اشربہ محرمہ (**خمر، عصیر، نقیع التمر، نقیع الزبیب**) کی تعریف لکھیں۔

(ولا باس بالانتباذ فی الدباء والحنتم والمزفت والنقیر واذا تخلّلت الخمر حلت، سواء صارت بنفسها خلا اوبشیئ طرح فیها ولایکره تخلیلها)۔

عبارت کا مطلب بیان کریں۔ دباء، حنتم، مزفت، نقیر کے معنی بیان کریں۔ خط کشیدہ عبارت کی ترکیب کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل چار امور ہیں ① اشربہ محرمہ کی تعریف ② عبارت کا مطلب ③ الفاظ کا معنی ④ عبارت کی ترکیب۔

جواب..... ① اشربہ محرمہ کی تعریف:۔ **خمر**: انگور کا کچا پانی جب وہ گاڑھا ہو کر جھاگ پھینکنے لگے، جوش مار کر ابلنے لگے اور نشہ آور ہوجائے۔ **عصیر**: انگور کا پانی اتنا پکایا جائے کہ دو تہائی سے کم جل جائے اور نشہ آور ہوجائے۔ **نقیع التمر**: پختہ و تر کھجور کا کچا پانی جب جوش مار کر گاڑھا (نشہ آور) ہوجائے۔ **نقیع الزبیب**: خشک انگور (کشمش) کو پانی میں بھگویا جائے یہاں تک کہ جوش مار کر گاڑھا (نشہ آور) ہوجائے۔ اوّل کی حرمت قطعی اور بقیہ کی حرمت اجتہادی ہے۔

② عبارت کا مطلب:۔ اس عبارت میں مصنفؒ نبیذ کے متعلق کچھ احکامات بیان کررہے ہیں کہ کدّو کے برتن، سبز ٹھلیا، رال کے روغن والی ٹھلیا اور کُھدی ہوئی لکڑی کے برتن میں نبیذ بنانا درست ہے اس میں کوئی ممانعت نہیں ہے۔

اس کے بعد سرکہ کے متعلق فرمایا کہ جب شراب کا سرکہ بن جائے، خواہ خود بخود یا کوئی چیز ڈالنے کے نتیجہ میں تو وہ شراب سرکہ ہونے کی وجہ سے حلال ہے اس میں حرمت باقی نہیں رہی اور شراب کو سرکہ بنانے میں کوئی کراہت بھی نہیں ہے۔

③ الفاظ کا معنی:۔ "**الدّباء**" کدّو کا برتن، بعض اوقات کدو کو خشک کر کے اس میں سے گودا نکال کر برتن بنالیتے تھے اور بسا اوقات گودا نکال کر پھر اسے خشک کرتے تھے۔

0313 6337013 mahabbatzakariyamultan@gmail.com

"حَنُتَمْ" اس کی تشریح میں متعدد اقوال ہیں سب سے صحیح اور قوی قول کے مطابق سبز رنگ کے مٹکے کو کہتے ہیں۔
"المزفّت" وہ برتن جس پر زفت (تارکول کی مثل کوئی چیز ہوتی ہے) مل کر اس کے مسامات کو بند کیا گیا ہو۔
"النقیر" وہ برتن جو کھجور کی جڑ کو کھود کر بنایا گیا ہو۔ بعض حضرات کے نزدیک وہ برتن جو مطلقاً لکڑی یا درخت کی جڑ کو کھود کر بناتے ہیں۔

❹ عبارت کی ترکیب:۔ واؤ استینافیہ لانفی جنس بأسَ اس کا اسم بـاحرف جار الانتبـاذ مصدر اس میں ضمیر مستتر اس کا فاعل فی حرف جار الدبـاء معطوف علیہ واؤ حرف عطف الحنتم معطوف واؤ حرف عطف المزفت معطوف واؤ حرف عطف النقیر معطوف، معطوف علیہ اپنے تمام معطوفات سے ملکر مجرور ہوا جار کا، جار مجرور ملکر متعلق ہوا مصدر کے، مصدر اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہوکر مجرور، جار مجرور ملکر کائنٌ محذوف کے متعلق ہوکر شبہ جملہ ہوکر لا کی خبر، لا نفی جنس اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوگیا۔

﴿الورقة الثالثة : فی الفقه﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۴ھ

الشق الاوّل.....**اذا تمت الحوالة بَرِئَ المحیل من الدیون ولم یرجع المحتال له علی المحیل الّا ان یتوی حقه.**

حوالہ کی اصطلاحی تعریف لکھیں محتال محتال علیہ اور محیل کسے کہتے ہیں نیز عبارت کا ترجمہ کرکے توی کی صورتیں لکھیں۔ (ص:۱۱۳)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور کا حل مطلوب ہے (۱) حوالہ کی اصطلاحی تعریف (۲) محتال محتال علیہ، محیل کی تعریف (۳) عبارت کا ترجمہ (۴) توی کی صورتوں کی وضاحت۔

جواب..... ❶ حوالہ کی اصطلاحی تعریف:۔ محیل کے ذمہ سے محتال علیہ کے ذمہ کی طرف دَین منتقل کرنا حوالہ ہے۔

❷ محتال محتال علیہ، محیل کی تعریف:۔ محتال: وہ شخص جس کا دوسرے کے ذمہ دَین (قرض) ہے۔
محتال علیہ: وہ تیسرا شخص جو نہ دائن ہے اور نہ مدیون، بلکہ جس نے حوالہ کو قبول کیا ہے۔
محیل: وہ شخص جس کے ذمہ محتال کا دَین ہے مثلاً زید نے بکر سے ہزار روپیہ دَین وصول کرنا ہے، خالد نے یہ ہزار اپنے ذمہ لے لیا تو زید محتال، بکر محیل اور خالد محتال علیہ ہے۔

❸ عبارت کا ترجمہ:۔ جب مکمل ہوجائے حوالہ تو بری ہوجائے گا محیل قرضوں سے اور نہیں رجوع کرسکتا محتال لہ محیل پر، مگر یہ کہ تلف ہو اس کا حق۔

❹ توی کی صورتوں کی وضاحت:۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک توی کی دو صورتیں ہیں: ① محتال علیہ حوالہ کا انکار کرے اور قسم بھی کھالے اور محتال کے پاس کوئی بینہ نہ ہو ② محتال علیہ مفلس ہوکر مرجائے۔ صاحبینؒ کے نزدیک توی کی ایک صورت اور بھی ہے کہ قاضی محتال علیہ کو اس کی زندگی میں ہی مفلس قرار دیدے تو ان تمام صورتوں میں محتال لہ محیل پر رجوع کرسکتا ہے، اسکے علاوہ کسی اور صورت میں نہیں۔

الشق الثانی.....**اَلشُّفْعَةُ وَاجِبَةٌ لِلْخَلِيْطِ فِيْ نَفْسِ الْمَبِيْعِ ثُمَّ لِلْخَلِيْطِ فِيْ حَقِّ الْمَبِيْعِ كَالشُّرْبِ وَالطَّرِيْقِ ثُمَّ لِلْجَارِ وَلَيْسَ لِلشَّرِيْكِ فِي الطَّرِيْقِ وَالشُّرْبِ وَالْجَارِ شُفْعَةٌ مَعَ الْخَلِيْطِ، فَاِنْ سَلَّمَ الْخَلِيْطُ فَالشُّفْعَةُ لِلشَّرِيْكِ فِي الطَّرِيْقِ، فَاِنْ سَلَّمَ اَخَذَهَا الْجَارُ وَالشُّفْعَةُ تَجِبُ بِعَقْدِ الْبَيْعِ وَتَسْتَقِرُّ بِالْاِشْهَادِ وَتُمْلَكُ بِالْاَخْذِ اِذَا سَلَّمَهَا الْمُشْتَرِيْ اَوْ حَكَمَ بِهَا الْحَاكِمُ.**

ترجمہ ومطلب واضح کریں، شفعہ کا لغوی واصطلاحی معنی بیان کریں، شفعہ کن چیزوں میں واجب ہوتا ہے؟ وضاحت سے لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل چار امور ہیں ① عبارت کا ترجمہ ② عبارت کا مطلب ③ شفعہ کا معنی ④ شفعہ والی اشیاء۔

جواب..... ❶ عبارت کا ترجمہ:۔ شفعہ ثابت ہے نفسِ مبیع میں شریک کیلئے۔ پھر حق مبیع مثلاً پانی اور راستہ کے حق میں شریک کیلئے پھر پڑوسی کیلئے اور نہیں ہے شفعہ پانی اور راستہ کے حق میں شریک اور پڑوسی کیلئے نفسِ مبیع میں شریک کے ہوتے ہوئے پس اگر شریک فی نفس المبیع سپرد کردے (شفعہ کا طالب نہ ہو) تو پھر شفعہ شریک فی الطریق کیلئے ہے پس اگر سپرد کردے وہ بھی تو لے سکتا

ہے اسے پڑوسی۔ اور شفعہ ثابت ہوتا ہے عقدِ بیع کے ساتھ اور پختہ ہوتا ہے گواہ بنانے سے اور مملوک ہوجاتا ہے لے لینے کے ساتھ جب کہ سپرد کرے اس کو مشتری یا فیصلہ کردے اس کا حاکم (قاضی)۔

❷ عبارت کا مطلب:۔ اس عبارت میں اقسام شفیع اور ترتیبِ شفعہ کا ذکر ہے تو فرمایا کہ سب سے پہلے شفعہ نفسِ مبیع میں شریک کیلئے ثابت ہوتا ہے اگر وہ شفعہ کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا پھر حقِ مبیع یعنی پانی اور راستہ وغیرہ میں جو شریک ہو وہ شفعہ کرسکتا ہے بشرطیکہ وہ راستہ نافذ نہ ہو۔ اگر اس کا بھی شفعہ کا ارادہ نہیں ہے تو پشت کی جانب جو اس زمین کا پڑوسی ہے وہ شفعہ کرسکتا ہے اوّل کے شفعہ کرنے کی صورت میں دوسرے دونوں کو شفعہ کا حق نہیں۔ اگر وہ شفعہ نہ کرے تو دوسرے کے شفعہ کرنے کی صورت میں تیسرے کو شفعہ کا حق نہیں اگر وہ بھی شفعہ نہ کرے تو پھر تیسرے کو شفعہ کا حق حاصل ہے۔ بس یہی تین شفیع ہیں اس کے بعد طریقہ کارِ شفعہ کو بیان کیا کہ اولاً جونہی شفیع کو بیع کی خبر ملے وہ شفعہ طلب کرے اسے طلبِ مواثبہ کہتے ہیں پھر بائع اور مشتری میں سے جس کے قبضہ میں بھی زمین ہو اس پر گواہ قائم کرے کہ یہ مکان فلاں نے بیچا یا فلاں نے خریدا ہے میں اس کا شفیع ہوں تم اس پر گواہ ہوجاؤ اسے طلب اشہاد کہتے ہیں اس کے بعد قاضی کی عدالت میں جاکر کہے گا کہ فلاں زمین فروخت ہوئی ہے میں اس کا شفیع ہوں وہ زمین مجھے دلوائی جائے اسے طلب خصومت اور طلب تملّک کہتے ہیں اب وہ مشتری کے سپرد کرنے سے یا قاضی کے حکم سے ثمن ادا کرکے زمین کا مالک ہوجائے گا۔

❸ شفعہ کا لغوی واصطلاحی معنی:۔ شفعہ لغت میں جفت کرنا اور ملانا اور اصطلاح میں مشتری پر زبردستی کرتے ہوئے اسکی رضاء کے بغیر اس کے مال کے عوض اس کی زمین کا مالک بننا ہے۔

❹ شفعہ والی اشیاء:۔ شفعہ ہر اُس زمین میں واجب ہے جو مالِ مملوک کا عوض ہو خواہ وہ زمین قابلِ تقسیم ہو جیسے زمین یا بڑا مکان اور خواہ وہ قابلِ تقسیم نہ ہو جیسے حمام و پن چکی وغیرہ۔ بالفاظِ دیگر غیر منقولہ اشیاء میں شفعہ جائز ہے، منقولی اشیاء میں شفعہ جائز نہیں ہے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۴ھ

الشق الاوّل ..... **ولاتصح المرابحة والتولية حتى يكون العوض مماله مثل ويجوز ان يضيف الى راس المال اجرة القصار والصباغ والطرازو الفتل واجرة حمل الطعام ويقول قام علیّ بكذا ولايقول اشتريته بكذا.**

بیع مساومہ، مرابحہ وتولیہ کی تعریف کریں، عبارت کا مطلب وضاحت کے ساتھ تحریر کریں۔ (ص ۷۲۔ امدادیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں دو امر حل طلب ہیں۔ (۱) بیع مساومہ، مرابحہ وتولیہ کی تعریف (۲) عبارت کا مطلب۔

جواب ..... ❶ بیع مساومہ، مرابحہ وتولیہ کی تعریف:۔ بیع مرابحہ: وہ بیع جو ثمنِ اوّل پر زیادتی کے ساتھ ہو۔

بیع مساومہ: وہ بیع جس میں ثمنِ اوّل کو قطع نظر کرتے ہوئے عاقدین جس قیمت پر متفق ہوجائیں۔

بیع تولیہ: وہ بیع جو صرف ثمنِ اوّل کیساتھ ہو، اس پر زیادتی نہ ہو مثلاً پچاس روپے کی چیز پچاس میں بیچنا تولیہ اور ساٹھ میں بیچنا مرابحہ ہے۔

❷ عبارت کا مطلب:۔ اوّلاً یہ بات بتلائی کہ بیع مرابحہ وتولیہ صرف ان اشیاء میں ہوسکتی ہے جنکا عوض (ثمن) مثلی ہو، کیونکہ اگر اس کا عوض مثلی نہ ہو تو پھر اندازہ لگانا مشکل ہوگا کہ یہ چیز ثمنِ اول پر فروخت ہورہی ہے یا کمی زیادتی پر۔ اسکے بعد یہ مسئلہ بیان کیا کہ بائع مبیع کے اصل ثمن کے ساتھ دھوبی رنگریز وغیرہ کا خرچہ بھی شامل کرسکتا ہے مثلاً کپڑا پچاس روپے کا خریدا اس روپے میں رنگ کروایا تو اب وہ یہ کپڑا بیع تولیہ کے طور پر ساٹھ کا اور مرابحہ کے طور پر ستر کا بیچ سکتا ہے۔ البتہ قول میں احتیاط کرے گا یعنی یہ نہیں کہے گا کہ میں نے ساٹھ کا خریدا ہے اسلئے کہ یہ جھوٹ ہے کیونکہ اس نے پچاس کا خریدا ہے البتہ اسطرح کہے گا کہ مجھے یہ کپڑا ساٹھ میں پڑا ہے میں اتنے میں بیچتا ہوں۔

الشق الثانی ..... **مضاربت، حوالة، كفالة، مساقاة، صرف، اجاره** میں سے ہر ایک کی تعریف کریں۔

جواب ..... اصطلاحات کی تعریف:۔ مضاربت: لغوی معنی زمین پر چلنا اور سفر کرنا۔ اصطلاحی معنی **عقد على الشركة فى الربح بمال من احد الشريكين وعمل من الآخر** (شریکین کا نفع میں شرکت پر عقد کرنا کہ مال ایک کا اور عمل دوسرے کا ہوگا)۔

حوالہ: **تحويل الدّين من ذمة الاصيل الى ذمة المحتال عليه على سبيل التوثق به** (اصل مقروض

کے ذمہ سے محتال علیہ کے ذمہ کی طرف ضمانت کے طور پر قرض منتقل کرنا)۔ کفالہ: **ھی ضم الذمة الی الذمة فی المطالبة** (اصیل جس چیز کا ذمہ دار ہے اس کی ذمہ داری کے ساتھ مطالبہ میں کفیل کا اپنی ذمہ داری کو ملانا)۔

مساقات: مساقات ومزارعت ایک ہی چیز ہے فرق صرف اتنا ہے کہ مزارعت کا معاملہ زمین وکھیتی کے متعلق ہوتا ہے اور مساقات کا معاملہ درختوں کے متعلق ہوتا ہے، اس اعتبار سے مساقات کی یہ تعریف ہوئی کہ درختوں کا کوئی باغ کسی کے حوالہ کرنا کہ تم اس کی حفاظت ودیکھ بھال کرو اور اس کو پانی سے سیراب کرتے رہو پھر جو پھل آئے گا اس میں ہم شریک ہوں گے۔

صرف: **ھو البیع اذا کان کل واحدٍ من عوضیه من جنس الاثمان** (بیع کے دونوں عوض ثمن کی جنس یعنی سونا وچاندی ہوں) یعنی سونے کو سونے کے عوض، چاندی کو چاندی کے عوض اور دونوں کو ایک دوسرے کے عوض بیچنا۔

اجارہ: یہ لغۃً **اجرة** کا اسم ہے یہ اس مزدوری کو کہتے ہیں جس کا استحقاق عملِ خیر پر ہو۔ اصطلاحی معنی **عقد یرد علی المنافع بعوض** (ایسا عقد جو منافع پر بعوض واقع ہو یعنی اجارہ منافع فروخت کرنا ہے)۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۴ھ

الشق الاوّل..... **قال ابو حنیفةؒ المزارعة بالثلث والربع باطلة وقالا جائزة وھی عندھما علی اربعة اوجه اذا کانت الارض والبذر لواحد والعمل والبقر لواحد جازت المزارعة وان کانت الارض لواحد والعمل والبذر والبقر لاخر جازت المزارعة وان کانت الارض والبذر والبقر لواحد والعمل لواحد جازت وان کانت الارض والبقر لواحد والبذر والعمل لواحد فھی باطلة ولاتصح المزارعة الا علی مدة معلومة وان یکون الخارج بینھما مشاعا۔** مزارعت کا لغوی واصطلاحی معنی تحریر کیجئے، عبارت کی مکمل تشریح کیجئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں دو امور مطلوب ہیں (۱) مزارعت کا لغوی واصطلاحی معنی (۲) عبارت کی تشریح۔

جواب..... ❶ مزارعت کا لغوی واصطلاحی معنی:۔ لغوی اعتبار سے یہ باب مفاعلہ کا مصدر ہے جو زَرْعٌ بمعنی اُگانا سے مشتق ہے تو مزارعت کا معنی دو آدمیوں کا باہمی عقدِ زراعت کرنا ہے۔ اصطلاحی اعتبار سے **ھی عقد علی الزرع ببعض الخارج** (زمین کی بعض پیداوار پر دو آدمیوں کا باہمی عقدِ زراعت کرنا) ہے یعنی مالکِ زمین ومزارع کا بعض پیداوار پر باہمی عقد کرنا مزارعت کہلاتا ہے۔

❷ عبارت کی تشریح:۔ اس عبارت میں مزارعت کے جواز کے متعلق مسئلہ ذکر کیا گیا ہے۔ صاحبِ قدوریؒ فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک زمین کی تہائی یا چوتھائی پیداوار پر زمین کاشت وبٹائی کیلئے دینا باطل یعنی فاسد ہے (امام مالکؒ وامام شافعیؒ کا بھی یہی مسلک ہے) انکی دلیل یہ ہے کہ آپ ﷺ نے مخابرہ سے منع کیا ہے اور مخابرہ سے مراد مزارعت ہی ہے۔

صاحبینؒ، امام احمدؒ اور جمہورؒ کے نزدیک مزارعت جائز ہے اور احناف کے نزدیک فتویٰ بھی اسی پر ہے۔

نقلی دلیل: آپ ﷺ نے اہلِ خیبر کے ساتھ زمین کی کاشت اور باغ کے پھلوں میں نصف پیداوار پر معاملہ کیا تھا، پس معلوم ہوا کہ مزارعت جائز ہے۔ عقلی دلیل: عقدِ مزارعت مالک ومزارع کے درمیان مال وعمل کے اعتبار سے ایک عقدِ شرکت ہے اور جس طرح دفعِ ضرورت کی وجہ سے عقدِ مضاربت جائز ہے اسی طرح دفعِ ضرورت کی وجہ سے مزارعت بھی جائز ہے۔

اس اختلاف کو ذکر کرنے کے بعد صاحبِ قدوریؒ نے مزارعت کی چار اقسام ذکر کی ہیں ① زمین وبیج ایک کا ہو اور کام وبیل دوسرے کا ہو ② زمین ایک کی ہو، بیج بیل وکام دوسرے کا ہو ③ زمین بیج وبیل ایک کا ہو اور صرف کام دوسرے کا ہو۔ یہ تین صورتیں جائز ہیں ④ زمین وبیل ایک کا ہو اور بیج وکام دوسرے کا ہو۔ یہ صورت ظاہر الروایۃ کے مطابق باطل ہے۔

جبکہ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک یہ صورت بھی جائز ہے۔ (تکمیل الضروری ج ۲ ص ۲۴۱)

الشق الثانی.....**الھبة تصح بالایجاب والقبول وتتم بالقبض فان قبض الموھوب له فی المجلس بغیر اذن الواھب جاز وان قبض بعد الافتراق لم تصح۔**

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

عبارت کی تشریح کریں، ہبہ میں رجوع جائز ہے یا نہیں، رقبیٰ کے متعلق فقہاء کا اختلاف بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا خلاصہ تین امور ہیں (۱) عبارت کی تشریح (۲) ہبہ میں رجوع کا حکم (۳) رقبیٰ میں فقہاء کا اختلاف۔

جواب ..... ❶ عبارت کی تشریح:۔ اولاً ہبہ کے ارکان کا ذکر ہے کہ ہبہ ایجاب وقبول سے صحیح ہوتا ہے اور جب موہوب لہٗ موہوبہ چیز پر قبضہ کرلے تو ہبہ مکمل ہوجاتا ہے اسکے بعد ہبہ کا ایک مسئلہ بیان کیا کہ اگر واہب نے کوئی چیز ہبہ کی اور موہوب لہ نے واہب کی اجازت کے بغیر ہی مجلسِ عقد میں موہوبہ چیز پر قبضہ کرلیا تو ہبہ مکمل ہوجائیگا اور یہ قبضہ کرنا صحیح ہوگا اور اگر مجلس برخواست ہوگئی واہب نے موہوبہ چیز موہوب لہ کے سپرد نہیں کی تو اب واہب کے جانے کے بعد موہوب لہٗ کا موہوبہ چیز پر قبضہ کرنا صحیح نہ ہوگا اور یہ ہبہ تام نہ ہوگا۔

❷ ہبہ میں رجوع کا حکم:۔ عندالاحناف ہبہ سے رجوع کرنا جائز ہے اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اگر باپ نے بیٹے کو کوئی چیز ہبہ کی ہے تو صرف وہی اس کے اندر رجوع کرسکتا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی شخص اپنے ہبہ سے رجوع نہیں کرسکتا۔

❸ رقبیٰ میں فقہاء کا اختلاف:۔ امام ابوحنیفہؒ، امام محمدؒ اور امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ رقبیٰ ناجائز ہے کیونکہ اس میں جانبین میں سے ہر ایک دوسرے کی موت کا منتظر رہتا ہے کہ کس وقت وہ مرے اور میں زمین کا مالک بن جاؤں، جبکہ امام ابو یوسفؒ، امام شافعیؒ وامام احمدؒ کے نزدیک رقبیٰ جائز ہے۔

﴿الورقة الثالثة : فی الفقه﴾
﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۵ھ

الشق الاوّل.....و التعزير اكثره تسعة و ثلاثون سوطا و اقلّه ثلاث جلدات، وقال ابو يوسف يبلغ بالتعزير خمسة و سبعين جلدة. (باب حد القذف)

عبارت کا ترجمہ کریں۔ امام ابو یوسفؒ کے قول کی دلیل ذکر کریں۔ حد وتعزیر میں فرق واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں: ① عبارت کا ترجمہ ② امام ابو یوسفؒ کے قول کی دلیل ③ حد وتعزیر میں فرق

جواب ..... ❶ عبارت کا ترجمہ:۔ تعزیر کی زیادہ سے زیادہ مقدار انتالیس کوڑے ہیں اور کم سے کم مقدار تین کوڑے ہیں، امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ تعزیر میں پچھتر (۷۵) کوڑے لگاسکتے ہیں۔

❷ امام ابو یوسفؒ کے قول کی دلیل:۔ امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ آزاد آدمی کی حد اسّی (۸۰) کوڑے ہیں اور تعزیر میں اس حد تک نہیں پہنچیں گے، پس تعزیر میں اس حد سے پانچ کوڑے نیچے رہتے ہوئے ایک سے لیکر پچھتر (۷۵) تک کوڑے لگاسکتے ہیں۔

❸ حد وتعزیر میں فرق:۔ حد: وہ سزا جو نصوص میں جرم وگناہ کی تعیین کے ساتھ مقرر کی گئی ہو، مثلاً زانی محصن کی حد اسکو رجم کرنا ہے، زانی غیر محصن آزاد کی حد سو کوڑے ہیں، حدِ قذف وشرابی آزاد کی سزا اسّی کوڑے ہیں، چور کی حد یہ ہے کہ اس کا ہاتھ کاٹا جائے۔

تعزیر: وہ سزا جو نصوص میں جرم وگناہ کی تعیین کے ساتھ مقرر نہ کی گئی ہو، بلکہ قاضی کی صوابدید پر چھوڑا گیا ہو کہ وہ جرم کی نوعیت دیکھ کر جرم کے مناسب سزا دے۔ مثلاً کسی نے کسی مسلمان کو کافر فاسق یا خبیث کہا تو قاضی تعزیراً اسکو کچھ سزا دے سکتا ہے۔

تعزیر کے متعلق علماء نے لکھا ہے کہ اتنی زیادہ سزا نہ دی جائے کہ نصوص میں مذکور سزاؤں کو تجاوز کر جائے، چنانچہ اس سوال کی عبارت میں اُس آخری مقدار کو ذکر کیا گیا ہے۔

الشق الثانی..... ہبہ کی تعریف کریں اور بتائیں کہ ہبہ کا کیا طریقہ ہے اور وہ کس طرح مکمل ہوتا ہے۔

وَلَاتَجُوْزُ الْهِبَةُ فِيْمَا يُقْسَمُ اِلَّا مُحَوَّزَةً مَقْسُوْمَةً وَهِبَةُ الْمُشَاعِ فِيْمَا لَايُقْسَمُ جَائِزَةٌ وَمَنْ وَهَبَ شِقْصًا مُشَاعًا فَالْهِبَةُ فَاسِدَةٌ فَاِنْ قَسَمَهُ وَسَلَّمَهُ جَازَ ، وَلَوْوَهَبَ دَقِيْقًا فِيْ حِنْطَةٍ اَوْدُهْنًا فِيْ سِمْسَمٍ فَالْهِبَةُ فَاسِدَةٌ فَاِنْ طَحَنَ وَسَلَّمَ لَمْ يَجُزْ. وَاِذَا كَانَتِ الْعَيْنُ فِيْ يَدِالْمَوْهُوْبِ لَهٗ مَلَكَهَا بِالْهِبَةِ وَاِنْ لَمْ يُجَدِّدْ فِيْهَا قَبْضًا.

عبارت پر اعراب لگا کر مطلب واضح کریں۔ محوزہ، مقسومہ، مشاع کی تشریح کریں۔ (ص ۱۱۸۔ امدادیہ)

0313 6[illegible]913 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں پانچ امور حل طلب ہیں (۱) ہبہ کی تعریف (۲) ہبہ کا طریقہ (۳) عبارت پر اعراب (۴) عبارت کا مطلب (۵) **محوزۃ، مقسومۃ، مشاع** کی تشریح۔

جواب..... ❶ ہبہ کی تعریف:۔ لغوی معنیٰ دینا اور اصطلاح میں **تملیك العین بلاعوض** (کسی کو بغیر عوض کسی عین کا مالک بنانا)۔

❷ ہبہ کا طریقہ:۔ ہبہ بھی چونکہ ایک عقد ہی ہے اس وجہ سے یہ ایجاب وقبول سے منعقد ہوتا ہے یعنی ایک جانب سے ایجاب ہو دوسری جانب سے قبول ہو یہی ہبہ کا طریقہ ہے اور یہ قبضہ سے مکمل ہوتا ہے یعنی جب موہوب لہ موہوبہ چیز پر قبضہ کرلے تو ہبہ مکمل ہوجاتا ہے۔

❸ عبارت کا مطلب:۔ **ولا تجوز الھبة الخ** جو اشیاء قابلِ تقسیم ہوں یعنی تقسیم کے بعد بھی ان کی مکمل منفعت باقی رہتی ہو ایسی اشیاء کا ہبہ اسوقت درست ہوگا جب واہب اسے تقسیم بھی کردے اور اسے اپنے حقوق واستعمال وغیرہ سے فارغ بھی کردے۔

وہ اشیاء جو قابلِ تقسیم نہ ہوں یعنی تقسیم کے بعد انکی مکمل منفعت یا بعض منفعت فوت ہوجائے تو ان کو مشترک طور پر بھی ہبہ کیا جاسکتا ہے۔ اگر کسی شخص نے کسی چیز کا کچھ حصہ ہبہ کیا تو یہ ہبہ اس وقت درست ہوگا جب واہب وہ چیز تقسیم کرکے موہوب لہ کے سپرد کردے اور اگر اس نے یہ چیز تقسیم کرکے سپرد نہ کی تو پھر یہ ہبہ فاسد ہوگا۔

ولو وھب دقیقا الخ کسی شخص نے آٹا ہبہ کیا گیہوں میں یا تیل ہبہ کیا تلوں میں تو یہ ہبہ فاسد ہے۔ اگرچہ بعد میں گیہوں سے آٹا اور تلوں سے تیل نکال کر سپرد کردے تب بھی یہ ہبہ درست نہیں۔ اس لیے کہ بوقتِ ہبہ آٹا اور تیل معدوم ہے۔

واذا کانت العین الخ اگر ہبہ کی ہوئی چیز پہلے سے ہی موہوب لہ کے قبضہ میں ہو تو وہ اسی طرح اسکا مالک ہوجائیگا نیا قبضہ ضروری نہیں۔

❹ عبارت پر اعراب:۔ **کمامرّ فی السوال آنفا**۔

❺ **محوزۃ، مقسومۃ، مشاع** کی تشریح:۔ **مقسومہ** کا مطلب یہ ہے کہ جو چیز قابلِ تقسیم ہو وہ تقسیم کردی جائے۔ **محوزۃ** کا مطلب یہ ہے کہ واہب کی ملک یا اس کے حقوق سے علیحدہ کردی جائے **مشاعا** کا مطلب یہ ہے کہ وہ چیز مشترک ہو۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۵ھ

الشق الاوّل.....**والقاصد فی الیمین والمکرہ والناسی سواء ومن فعل المحلوف علیه مکرھا او ناسیا فھو سواء**۔

یمین غموس، منعقدہ اور لغو کی تعریف کرکے بتائیں کہ ان میں کس کس کے اندر کفارہ واجب ہوتا ہے۔ نیز کفارے کی تفصیل بھی تحریر کریں۔ عبارت کا مطلب تحریر کریں۔ **اللّٰہ افعل کذا** میں حرفِ قسم نہیں ہے پھر بھی اسے قسم کیوں شمار کیا گیا ہے؟، **علیّ نذرٌ او نذر اللّٰہِ فھو یمینٌ** کا کیا مطلب ہے اور اس عبارت کی ترکیب بھی کریں۔ (ص ۱۹۹۔ امدادیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چھ امور مطلوب ہیں ① یمین غموس، منعقدہ ولغو کی تعریف ② وجوبِ کفارہ والی قسم ③ کفارہ کی تفصیل ④ عبارت کا مطلب ⑤ **اللّٰہ افعل کذا** قسم کیوں ہے ⑥ **علیّ نذرٌ او نذر اللّٰہِ فھو یمینٌ** کا مطلب وترکیب۔

جواب..... ❶ یمین غموس، منعقدہ، لغو کی تعریف:۔ یمینِ غموس: کسی امرِ ماضی پر جان بوجھ کر جھوٹ بولتے ہوئے قسم کھانا مثلاً زید کو معلوم ہے کہ بکر نہیں آیا مگر وہ جان بوجھ کر کہتا ہے کہ اللہ کی قسم بکر آیا ہے۔ یمینِ لغو: کسی امرِ ماضی پر اپنے گمان میں سچی قسم کھانا حالانکہ وہ جھوٹا ہو مثلاً زید نے رات کو بکر کے آنے کا انتظار کیا مگر بکر نہ آیا تو زید سو گیا اس کے بعد بکر آیا مگر زید کو اس کا علم نہ ہوا چنانچہ زید سے صبح کسی نے بکر کے بارے میں معلوم کیا تو زید نے کہا اللہ کی قسم بکر نہیں آیا حالانکہ وہ آیا ہوا ہے۔

یمینِ منعقدہ: کسی امرِ مستقبل کے کرنے یا نہ کرنے کی قسم کھانا، مثلاً اللہ کی قسم میں ضرور تجھے ماروں گا۔

❷ وجوبِ کفارہ والی قسم:۔ یمین منعقدہ میں کفارہ واجب ہے۔ جبکہ یمینِ غموس میں اختلاف ہے، احناف، مالکیہ وحنابلہ کے نزدیک صرف توبہ واستغفار ہے جبکہ امام شافعیؒ کے نزدیک یمینِ غموس میں کفارہ واستغفار دونوں لازم ہیں اور یمینِ لغو میں غالب اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس قسم کا مواخذہ نہیں کریں گے۔

❸ کفارہ کی تفصیل:۔ قسم کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا کپڑے پہنانا یا ایک غلام آزاد کرنا ہے اگر کسی پر بھی قادر نہ ہو تو تین

روزے مسلسل رکھنا، **کماقال اللّٰہ تعالٰی: فکفارته اطعام عشرة مساکین من اوسط ما تطعمون اهلیکم اوکسوتهم او تحریر رقبة، فمن لم یجد فصیام ثلثة ایام ذلك کفارة ایمانکم۔**

❹ عبارت کا مطلب:۔ اس عبارت میں یمین کے متعلق مسئلہ بیان فرمارہے ہیں کہ کوئی شخص جان بوجھ کر قسم کھاتا ہے یا کسی کے مجبور کرنے سے (زبردستی) یا بھول کر قسم کھاتا ہے تو یہ سب برابر ہیں انکی قسم منعقد ہوجائے گی وہ شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں نے بھول کر قسم کھائی ہے یا مجھے قسم پر مجبور کیا گیا تھا۔

اسی طرح کسی نے قسم کھائی پھر بھول کر یا کسی کے مجبور کرنے پر اس نے قسم توڑ ڈالی تو یہ دونوں بھی حانث ہوں گے یہ دونوں یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہم نے بھول کر یہ قسم توڑی ہے یا ہمیں قسم کے توڑنے پر مجبور کیا گیا تھا لہٰذا ہم پر کفارہ نہیں، ایسا نہیں ہے۔

❺ **اللّٰہ افعل کذا** قسم کیوں ہے:۔ مذکورہ جملہ میں اگرچہ بظاہر حرفِ قسم نہیں ہے مگر یہاں حرفِ قسم مضمر ہے اصل عبارت ہے **واللّٰہ افعل کذا۔**

❻ **علیّ نذرٌ او نذر اللّٰہِ فهو یمینٌ** کا مطلب وترکیب:۔ **عَلَیَّ** جار مجرور ملکر ثابت مقدر کے متعلق ہوکر خبر مقدم **نذرٌ** معطوف علیہ **او** حرف عطف **نذرُ اللّٰہ** مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف، معطوف معطوف علیہ ملکر مبتدا مؤخر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر مبتداء متضمن معنی شرط، **فا** جزائیہ **هو یمین** مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر جزا، شرط جزا ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔

اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی آدمی نے مطلق نذر مانی اور یہ کہا کہ مجھ پر نذر ہے یا مجھ پر اللہ کی نذر ہے اور یہ تفصیل نہیں کی مثلاً میرا غلام آزاد یا میری بیوی کو طلاق تو یہ قسم سمجھی جائیگی۔ اگر اس کے خلاف کیا تو قسم کا کفارہ واجب ہوجائے گا۔

الشق الثانی.....**القتل علی خمسة اوجه عمدوشبه عمد وخطاء و ماجری مجری الخطاء والقتل بسبب۔**

قتل کی اقسامِ خمسہ میں سے ہر ایک کی تعریف اور حکم بیان کریں۔ (ص۱۷۶۔امدادیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں دو امور مطلوب ہیں (۱) قتل کی اقسامِ خمسہ کی تعریف (۲) اقسامِ قتل کا حکم۔

جواب..... ❶ و ❷ قتل کی اقسامِ خمسہ کی تعریف اور ان کا حکم:۔ **قتلِ عمد:** کسی شخص کو آلۂ قتل سے یا کسی ایسی نوکدار چیز سے قصداً قتل کرنا جو تفریقِ اجزاء میں آلۂ قتل کی مثل ہو (جس سے عام طور پر قتل واقع ہوتا ہو) مثلاً تلوار، چھری، کلاشنکوف، پستول، نوکدار پتھر وغیرہ۔ ''حکم'' اس کا موجب گناہ اور قصاص ہے اِلّا یہ کہ ورثاء معاف کردیں اور اس میں کفارہ نہیں ہے۔

قتل شبہ عمد: کسی کو ایسی چیز سے قصداً قتل کرنا جو نہ آلۂ قتل ہو اور نہ تفریقِ اعضا میں اس کی مثل ہو مثلاً بڑا پتھر، لاٹھی۔ ''حکم'' اس کا موجب گناہ ہے اور اس پر کفارہ و دیت ہے قصاص نہیں ہے۔

قتلِ خطاء: اس کی دو قسمیں ہیں (۱) خطاء فی القصد یہ ہے کہ کسی شخص کو شکار سمجھ کر تیر مار دیا (۲) خطاء فی الفعل یہ ہے کہ کسی شکار کو تیر مارا مگر وہ آدمی کو لگ گیا۔ ''حکم'' اس کی سزا کفارہ اور عاقلہ پر دیت ہے، اس قتل میں گناہ نہیں ہے۔

قتل جاری مجریٰ خطا: یہ ہے کہ کوئی پہلوان شخص سو رہا تھا اس نے کروٹ لی تو کوئی کمزور شخص یا کوئی بچہ اسکے نیچے آکر مرگیا۔ ''حکم'' اس میں بھی کفارہ اور عاقلہ پر دیت ہے البتہ گناہ نہیں ہے۔

قتل بسبب: کہ کسی نے حاکم کی اجازت کے بغیر غیر کی مِلک (زمین) میں کنواں کھودا یا پتھر رکھ دیا اور کوئی شخص کنویں میں گر کر یا پتھر سے ٹکرا کر مرگیا۔ ''حکم'' اس میں بھی فقط عاقلہ پر دیت ہے اور کفارہ واجب نہیں ہے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۵ھ

الشق الاوّل.....**وَتَنْفَسِخُ الْاِجَارَةُ بِالْاَعْذَارِ کَمَنْ اِسْتَاجَرَ دُکَانًا فِی السُّوْقِ لِیَتَّجِرَ فِیْهِ فَذَهَبَ مَالُهٗ وَکَمَنْ آجَرَ دَارًا اَوْ دُکَانًا ثُمَّ اَفْلَسَ فَلَزِمَتْهُ دُیُوْنٌ لَایَقْدِرُ عَلٰی قَضَائِهَا اِلَّا مِنْ ثَمَنِ مَاآجَرَ فَسَخَ الْقَاضِی الْعَقْدَ وَبَاعَهَا فِی الدُّیُوْنِ۔**

عبارت کا آسان ترجمہ کریں، عبارت کی بے غبار شرح کریں، اعراب لگائیں، **لِیَتَّجِرَ** کونسا صیغہ ہے کس باب سے ہے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور حل طلب ہیں (۱) عبارت کا ترجمہ (۲) عبارت کی تشریح (۳) عبارت پر اعراب (۴) **لیتجر** صیغہ کی وضاحت۔

جواب..... (۱) عبارت کا ترجمہ:۔ اور فسخ ہوجاتا ہے اجارہ عذروں کی وجہ سے مثلاً وہ شخص جس نے اجرت پر بازار میں دکان لی تاکہ تجارت کرے اس میں پس اس کا مال جاتا رہا اور مثلاً وہ شخص جس نے گھر یا دکان کرایہ پر دیا پھر مفلس ہوگیا پس اس کو اتنا قرض لازم ہوگیا کہ وہ اسکی ادائیگی پر قادر نہیں مگر اس چیز کے ثمن سے جسکو اجارہ پر دیا ہے اس نے تو فسخ کردیگا قاضی عقد کو اور بیچ دے گا اس کو دَین میں۔

(۲) عبارت کی تشریح:۔ اس عبارت میں مصنفؒ نے اجارہ کا ایک حکم بیان کیا ہے وہ یہ کہ بوقتِ عذر اور مجبوری اجارہ فسخ ہوسکتا ہے عام ازیں کہ عذر آجر کی جانب سے ہو یا مستاجر کی جانب سے، مستاجر کی جانب سے عذر ہو مثلاً کسی نے اجارہ پر دکان لی کاروبار کیلئے ابھی کام شروع نہیں کیا تھا کہ مال ضائع ہوگیا تو اجارہ فسخ ہوجائے گا' آجر کی جانب سے عذر کی مثال کہ ایک شخص نے مکان یا دکان اجارہ پر دی پھر خود مفلس ہوگیا اور اسکے ذمہ اتنا قرض ہوگیا کہ اب وہ ادا پر قادر ہی نہیں رہا۔ ادائیگی کی صورت صرف اس دکان یا گھر کے ثمن ہیں کہ جن کو اس نے اجارہ پر دیا تو قاضی اجارہ کو فسخ کردے گا اور اس مکان یا دوکان کو بیچ کر قرض ادا کرے گا۔

(۳) عبارت پر اعراب:۔ **کمامرّ فی السوال آنفًا۔**

(۴) **لیتجر** صیغہ کی وضاحت:۔ صیغہ واحد مذکر غائب بحث مضارع معروف از مصدر **اِتّجَار** (افتعال) بمعنی تجارت کرنا۔

الشق الثانی.....**وَمَنْ حَلَفَ اَنْ لَایَاکُلَ لَحْمًا فَاَکَلَ السَّمَکَ لَمْ یَحْنَثْ وَلَوْ حَلَفَ اَنْ لَایَشْرَبَ مِنْ دَجْلَةَ فَشَرِبَ مِنْهَا بِاِنَاءٍ لَمْ یَحْنَثْ حَتّٰی یَکْرَعَ مِنْهَا کَرْعًا عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَةَ وَمَنْ حَلَفَ اَنْ لَایَشْرَبَ مِنْ مَاءِ دَجْلَةَ فَشَرِبَ مِنْهَا بِاِنَاءٍ حَنِثَ۔** عبارت کا ترجمہ ومسائل کی وضاحت کریں، عبارت پر اعراب لگائیں، **لم یحنث ، لایشرب** کس باب سے ہیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حاصل چار امور ہیں (۱) عبارت کا ترجمہ (۲) مسائل کی وضاحت (۳) عبارت پر اعراب (۴) **لم یحنث، لایشرب** کا باب۔

جواب..... (۱) عبارت کا ترجمہ:۔ اور جس شخص نے قسم اٹھائی کہ وہ گوشت نہ کھائے گا، پس اس نے مچھلی کھالی تو وہ حانث نہ ہوگا، اور اگر قسم اٹھائی کہ دجلہ سے نہیں پیئے گا پھر پیا اس سے برتن کے ساتھ تو حانث نہیں ہوگا۔ یہاں تک کہ پیئے اس سے منہ ڈال کر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک، اور جس شخص نے قسم اٹھائی کہ وہ دجلہ کا پانی نہیں پیئے گا پس پیا اس سے برتن کیساتھ تو حانث ہوجائیگا۔

(۲) مسائل کی وضاحت:۔ اس عبارت میں حلف کے چند مسائل کو ذکر کیا جارہا ہے تو پہلا مسئلہ یہ بیان کیا کہ کسی نے قسم اٹھائی کہ میں گوشت نہیں کھاؤں گا پھر اس نے مچھلی کا گوشت کھایا تو وہ حانث نہ ہوگا، کیونکہ عرف میں مچھلی کو گوشت شمار نہیں کیا جاتا۔

دوسرا مسئلہ کہ کسی نے قسم اٹھائی کہ دجلہ سے نہیں پیئے گا پھر اس نے کسی برتن کے ذریعہ وہاں سے پانی پیا تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک وہ حانث نہ ہوگا، کیونکہ اس سے عُرفًا دجلہ میں منہ ڈال کر پینا مراد ہے لہٰذا اگر منہ ڈال کر دجلہ سے پیئے گا تو حانث ہوگا ورنہ نہیں۔

تیسرا مسئلہ یہ کہ کسی نے یہ قسم کھائی کہ میں دجلہ کا پانی نہیں پیئوں گا پھر اس سے کسی برتن سے پانی پیا یا منہ ڈال کر، بہرصورت حانث ہوجائے گا، کیونکہ دونوں صورتوں میں پانی پینا متحقق ہورہا ہے۔

(۳) عبارت پر اعراب:۔ **کمامرّ فی السوال آنفا۔**

(۴) **لم یحنث، لایشرب** کا باب:۔ یہ دونوں صیغے باب سمع سے ہیں۔

﴿الورقة الثالثة : فی الفقه﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۶ھ

الشق الاوّل.....**وَمَنِ امْتَنَعَ مِنَ الْجِزْیَةِ اَوْقَتَلَ مُسْلِمًا اَوْسَبَّ النَّبِیَّ ﷺ اَوْزَنٰی بِمُسْلِمَةٍ لَمْ یَنْتَقِضْ عَهْدُهٗ وَلَایَنْتَقِضُ الْعَهْدُ اِلَّا بِاَنْ یَلْحَقَ بِدَارِ الْحَرْبِ اَوْیَغْلِبُوْا عَلٰی مَوْضِعٍ فَیُحَارِبُوْنَنَا۔**

0313 6359913 maktabazakariyamultan@gmail.com

عبارت پر اعراب لگائیں، عبارت کا ترجمہ کریں، مسائل کی وضاحت کریں، اور عہد ٹوٹنے یا نہ ٹوٹنے سے کیا مراد ہے؟ اس کی بھی وضاحت کریں، **ولاینتقض العهد** سے آخر تک عبارت کی ترکیب کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾..... اس سوال میں پانچ امور توجہ طلب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) مسائل کی وضاحت (۴) عہد ٹوٹنے یا نہ ٹوٹنے کی مراد (۵) **ولاینتقض العهد الخ** کی ترکیب۔

جواب..... (۱) عبارت پر اعراب:۔ **كمامرّ في السوال آنفا۔**

(۲) عبارت کا ترجمہ:۔ اور جو شخص باز رہے جزیہ سے یا قتل کردے کسی مسلمان کو یا برا کہے نبی کریم ﷺ کو یا زنا کرے کسی مسلمان عورت سے تو نہ ٹوٹے گا اس کا عہد۔ اور نہیں ٹوٹتا عہد مگر یہ کہ چلا جائے وہ دارالحرب میں یا غلبہ پالیں وہ کسی جگہ پر پھر ہم سے لڑنے کو تیار ہوجائیں۔

(۳) مسائل کی وضاحت:۔ اس عبارت میں ذمی کے متعلق مسائل کا ذکر ہے تو فرمایا کہ اگر کوئی ذمی شخص جزیہ دینے سے انکار کردے یا کسی مسلمان کو قتل کردے یا آنحضرت ﷺ کو برا کہے یا کسی مسلمان عورت سے زنا کرے تو ان تمام صورتوں میں عہد نہیں ٹوٹے گا بلکہ وہ ذمی ہی رہے گا اس پر ذمی والے احکام ہی جاری ہونگے۔ اس کو حربی کافر نہیں سمجھا جائیگا۔ البتہ اگر وہ دارالاسلام چھوڑ کر دارالحرب میں چلا گیا یا کسی علاقہ پر غلبہ پاکے ذمیوں نے مسلمانوں سے لڑنے کیلئے صف بندی کرلی تو اس صورت میں ذمی کا عہد ٹوٹ جائے گا یہ معاہدہ ختم ہوجائے گا اب اس پر حربی کافر والے احکامات جاری ہونگے۔

(۴) عہد ٹوٹنے یا نہ ٹوٹنے کی مراد:۔ مراد یہ ہے کہ اس پر ذمی والے احکام جاری ہونگے یا نہیں اگر عہد ٹوٹ جائیگا تو ذمی والے احکام جاری نہ ہونگے بلکہ کافر حربی والے احکام جاری ہونگے، اور عہد نہ ٹوٹنے کی صورت میں ذمی والے احکام ہی جاری ہونگے۔

(۵) **ولاینتقض العهد الخ** کی ترکیب:۔ **لاینتقض** فعل **العهد** اس کا فاعل **الّا** حرف استثناء لغوب حرف جار **ان** ناصبہ مصدریہ **یلحق** فعل وفاعل ب جارہ **دار** مضاف **الحرب** مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے، فعل اپنے فاعل ومتعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ **او** عاطفہ **یغلبوا** فعل و فاعل **علی** حرف جار **موضع** مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے، فعل اپنے فاعل ومتعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ **فا** عاطفہ **یحاربون** فعل وفاعل **نا** ضمیر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف، معطوف علیہ معطوف ملکر معطوف ہوا **یلحق** کا، **یلْحَقَ** اپنے معطوف سے ملکر مصدر کی تاویل میں ہوکر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا **لاینتقض** کے، **لاینتقض** فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

الشق الثانی..... **ومن جمع بين حروعبد اوشاة ذكيةوميتة بطل البيع فيهما ومن جمع بين عبدومدبر اوبين عبده وعبد غيره صح البيع فى العبد بحصته من الثمن ونهى رسول اللّٰه ﷺ عن النجش وعن السوم على سوم غيره وعن تلقّى الجلب وعن بيع الحاضر للبادى والبيع عندأذان الجمعة وكل ذلك يكره ولايفسدبه البيع.**

عبارت کا واضح ترجمہ کریں، عبارت کی تشریح وضاحت کے ساتھ تحریر کریں۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿خلاصۂ سوال﴾..... اس سوال کا حل دو امور ہیں (۱) عبارت کا ترجمہ (۲) عبارت کی تشریح۔

جواب..... (۱) عبارت کا ترجمہ:۔ جس شخص نے جمع کیا (بیع میں) آزاد اور غلام کو یا ذبح شدہ اور مردار بکری کو تو باطل ہوجائے گی بیع دونوں میں، اور جس نے جمع کیا غلام اور مدبر کو یا اپنے غلام اور اپنے غیر کے غلام کو تو صحیح ہوجائے گی بیع غلام میں ثمن میں سے اس کے حصہ کے بدلہ میں، اور منع فرمایا رسول اللہ ﷺ نے بیع میں نجش سے اور غیر کے بھاؤ پر بھاؤ لگانے سے اور تلقی جلب سے اور شہری کے دیہاتی کیلئے بیع کرنے سے اور اذانِ جمعہ کے وقت بیع کرنے سے اور یہ تمام کی تمام بیع مکروہ ہیں، اور نہیں فاسد ہوتی اس سے بیع۔

(۲) عبارت کی تشریح:۔ کسی آدمی نے ایک ہی عقد میں آزاد آدمی اور غلام کو یا ایک ہی عقد میں ذبح شدہ بکری اور مردار بکری کو بیچ دیا تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک دونوں میں بیع باطل ہوجائے گی، اس لئے کہ اس نے غلام کی بیع میں حُر کی اور مذبوحہ کی بیع میں مُردار کی بیع کی شرط لگادی جو عقد کے تقاضا کے خلاف ہے اس وجہ سے بیع باطل ہے۔

اور اگر غلام اور مدبر کو یا اپنے غلام اور غیر کے غلام کو ایک ہی عقد میں بیچ دیا تو پہلی صورت میں غلام میں اور دوسری صورت میں اپنے غلام میں انکے ثمن کے حصہ کے اعتبار سے بیع درست ہو جائیگی اور مدبر میں اور غیر کے غلام میں درست نہ ہوگی۔

اسی طرح کوئی چیز خریدنے کا ارادہ نہیں ہے صرف مشتری کو دھوکہ دینے کیلئے زیادہ بھاؤ لگانا، یا کسی نے بھاؤ لگایا اور بائع و مشتری اس پر راضی ہو گئے پھر جان بوجھ کر اس سے زیادہ بھاؤ لگانا یہ مکروہ ہے، اسی طرح تلقی جلب یعنی شہر سے باہر ہی اناج غلہ وغیرہ والے قافلوں سے سستا غلہ دھوکہ دہی سے خریدنا یا کوئی دیہاتی بیچنے آیا شہری نے کہا جلدی نہ کرنا میں زیادہ ریٹ سے بعد میں فروخت کروادوں گا ذرا ٹھہر جاؤ یا اذانِ جمعہ کے وقت کوئی بیع کرنا یہ تمام بیوع فاسد نہیں ہیں صرف مکروہ ہیں، حتی الامکان احتراز کرنا چاہیے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۶ھ

الشق الاوّل .....وَالْاُجَرَاءُ عَلٰی ضَرْبَیْنِ: اَجِیْرٌ مُشْتَرَکٌ وَاَجِیْرٌ خَاصٌّ فَالْمُشْتَرَکُ مَنْ لَایَسْتَحِقُّ الْاُجْرَةَ حَتّٰی یَعْمَلَ کَالصَّبَّاغِ وَالْقَصَّارِ وَالْمُتَاعُ اَمَانَةٌ فِیْ یَدِهٖ اِنْ هَلَکَ لَمْ یَضْمَنْ شَیْئًا عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَةَ وَ قَالَا یَضْمَنُهٗ وَمَا تَلَفَ بِعَمَلِهٖ کَتَخْرِیْقِ الثَّوْبِ مِنْ دَقِّهٖ وَزَلَقِ الْحَمَّالِ وَانْقِطَاعِ الْحَبْلِ الَّذِیْ یَشُدُّ بِهِ الْمَکَارِیْ اَلْحَمْلَ وَغَرْقِ السَّفِیْنَةِ مِنْ مَدِّهَا مَضْمُوْنٌ۔ عبارت کا ترجمہ کریں، عبارت مذکورہ کی روشنی میں اجیرِ مشترک اور اجیرِ خاص میں سے ہر ایک کی تعریف اور حکم وضاحت سے تحریر کریں۔ منافع اور اجرت کے معلوم ہونے کی کیا صورتیں ہیں؟

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس عبارت میں تین امور حل طلب ہیں (۱) عبارت کا ترجمہ (۲) اجیرِ مشترک اور اجیر خاص کی تعریف و حکم (۳) منافع اور اجرت معلوم ہونے کی صورتیں۔ (ص۹۲۔امدادیہ)

جواب ..... ① عبارت کا ترجمہ:۔ اجیر دو قسم پر ہے، اجیرِ مشترک اور اجیرِ خاص، پس اجیر مشترک وہ ہے جو نہیں مستحق ہوتا اجرت کا یہاں تک کہ کام کر دے جیسے رنگریز اور دھوبی۔ اور سامان اس کے پاس امانت ہوتا ہے اگر وہ ہلاک ہو جائے تو وہ نہیں ضامن ہوتا کسی چیز کا امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اور صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ وہ سامان کا ضامن ہوگا اور جو چیز اُس کے عمل کے ذریعے سے تلف ہوگی جیسے کپڑے کا اُس کے کوٹنے سے پھٹ جانا یا مزدور کا پھسل جانا یا اُس رسّی کا ٹوٹ جانا جس سے جانور کو کرایہ پر دینے والا سامان باندھتا ہے اور ملاح کے کشتی کھینچنے سے کشتی کا غرق ہو جانا (ان تمام صورتوں میں) اجیر ضامن ہوگا۔

② اجیرِ مشترک واجیرِ خاص کی تعریف وحکم:۔ اجیرِ مشترک: وہ شخص جو بلا تخصیص ہر کسی کا کام کرتا ہو اور بعد العمل ہی اجرت کا مستحق ہوتا ہو جیسے دھوبی رنگریز کہ انکے پاس جو آجائے اس کا کام کر دیتے ہیں اور بعد العمل اجرت وصول کرتے ہیں۔

اگر اجیرِ مشترک کے عمل سے کوئی چیز ضائع ہو جائے مثلاً دھوبی نے اپنی لکڑی سے کپڑا کوٹا اور وہ پھٹ گیا یا مزدور کوئی سامان لے کر جا رہا تھا بغیر کسی بھیڑ اور دھکے کے پھسل کر گر پڑا یا جس رسّی سے سامان باندھا ہوا تھا وہ ٹوٹ گئی یا ملاح نے معمول سے ہٹ کر کشتی کھینچی اور وہ ڈوب گئی تو ان تمام صورتوں میں سامان کے ضائع ہونے سے احناف کے نزدیک اجیرِ مشترک پر تاوان لازم ہوگا۔ امام زفرؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک کوئی تعاون نہیں ہے۔

اجیرِ خاص: وہ شخص جو ایک وقت میں صرف ایک ہی آدمی کا کام کرتا ہو اور یہ محض اپنا نفس سپرد کر دینے سے ہی اجرت کا مستحق ہو جائے گا خواہ مستاجر نے اس مدت میں اس سے کام لیا ہو یا نہ لیا ہو جیسے کسی آدمی کو خدمت یا بکریاں چرانے کیلئے ایک ماہ تک اجیر رکھا، تو اس ایک ماہ میں اس سے کام لیا گیا ہو یا نہ لیا گیا ہو وہ اجرت کا مستحق ہوگا۔ اور اس کے پاس جو چیز بلا تعدی ہلاک ہو جائے وہ اس کا ضامن نہ ہوگا اور یہ مدتِ معینہ پر اجرت کا مستحق ہوگا خواہ اس سے کام لیا گیا ہو یا نہ لیا گیا ہو۔

③ منافع اور اجرت معلوم ہونے کی صورتیں:۔ منافع تین طریقے سے معلوم ہو سکتے ہیں ① مدت کی تعیین کے ذریعے مثلاً مکان رہائش کے طور پر ایک خاص مدت کے لئے کرائے پر لیا اسی طرح زمین ایک متعین مدت تک کاشت کیلئے کرایہ پر لی، مدت خواہ کم ہو یا زیادہ ہو بہر صورت جو بھی متعین ہو جائے اجارہ صحیح ہو جائے گا ② عمل اور تسمیہ کے ذریعے یعنی جس کام کے لئے کسی کو اجرت

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

پر رکھا گیا ہے اُس کو بیان کردیا تو منافع معلوم ہوجائیں گے مثلاً کسی شخص کو کپڑا رنگنے یا سینے کے لئے اُجرت پر رکھا یا جانور کو وزن اٹھانے کے لئے یا سواری کرنے کے لئے کرایہ پر لیا، البتہ اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ کپڑا کس قسم کا ہے یعنی سوتی، اونی یا ریشمی وغیرہ اور کون سا رنگ کیا جائے گا اور کس قسم کی سلائی کی جائے گی۔ وزن اٹھانے میں بوجھ کا وزن، مقام کی تعیین اور سواری کرنے میں مقدارِ مسافت واضح کرنا ضروری ہے تاکہ بعد میں نزاع پیدا نہ ہو ③ تعیین اور اشارہ کے ذریعے یعنی سامان جس مقام پر پہنچانا ہے اگر اُس سامان کی تعیین اور اُس جگہ کی طرف اشارہ کردیا جائے تو اجیر کو اُس چیز اور اُس مقام کا معائنہ کرنے کے بعد منفعت کا علم ہوجائے گا اور یہ عقد صحیح ہوجائے گا۔ (التکمیل الضروری ج۲ ص۹۷)

الشق الثانی .....موات کی تعریف کرکے عادی ومملوک فی الاسلام کا مطلب وحکم لکھیں۔ **(ومن حجّر ارضا ولم یعمرها ثلث سنین اخذها الامام و دفعها الی غیره۔ ومن کان له نهر فی ارض غیره فلیس له حریم عند ابیحنیفة الّاان یکون له البینة علی ذٰلك وعند هما له مسناة النهر یمشی علیها ویلقی علیها طینه)**

دونوں عبارتوں کا مطلب واضح کریں، امام اعظمؒ وصاحبینؒ کے مسلک کا فرق بیان کریں، خط کشیدہ جملہ کی ترکیب کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں پانچ امور کا جواب مطلوب ہے (۱) موات کی تعریف (۲) عادی ومملوک فی الاسلام کا مطلب وحکم (۳) عبارت کا مطلب (۴) امام اعظمؒ وصاحبینؒ کے مسلک میں فرق (۵) جملہ کی ترکیب۔

جواب ..... ① موات کی تعریف:۔ وہ غیر مملوک زمین جو آبادی سے دور ہو اور پانی کے غلبہ یا انقطاع کی وجہ سے اسے کاشت کرنا دشوار ہو۔

② عادی ومملوک فی الاسلام کا مطلب وحکم:۔ **عادی:** وہ زمین جو ہمیشہ سے بنجر ہو اس کا کوئی بھی مالک نہ ہو۔

مملوك فی الاسلام: وہ زمین جو دورِ اسلام میں مقبوض ہو مگر اس کے مالک کا علم نہ ہو۔

حکم: اگر یہ دونوں قسم کی زمین آبادی سے اتنی دور ہے کہ اگر آبادی کے کنارے پر کھڑے ہوکر آواز لگائیں تو اس تک نہ پہنچے تو یہ زمین موات ہے، جو شخص بھی امامِ وقت یعنی حاکم سے اجازت لیکر اسے آباد کریگا بالاتفاق وہی اسکا مالک ہوگا اور اگر امام کی اجازت کے بغیر آباد کیا تو امام اعظمؒ کے نزدیک وہ اس زمین کا مالک نہ ہوگا اور صاحبینؒ کے نزدیک بلا اجازت آباد کرنے سے بھی مالک ہوجائیگا۔

③ عبارت کا مطلب:۔ کسی شخص نے ارض موات پر پتھر لگا کر اسے اپنی تحویل میں لے لیا مگر تین برس گزرنے کے باوجود بھی اسے آباد نہیں کیا تو حاکم کو چاہیے کہ وہ زمین اس سے لیکر کسی اور کے سپرد کردے تاکہ وہ اسے آباد کرکے اس سے نفع حاصل کرے۔

کسی شخص کی زمین میں دوسرے شخص کی نہر گزر رہی ہے تو اس زمین کے اندر نہر والے کیلئے امام اعظمؒ کے نزدیک کوئی حریم نہ ہوگا۔ البتہ اگر اس کے پاس کوئی بینہ وغیرہ حریم کے بارے میں موجود ہے تو پھر نہر والے کیلئے حریم ہوگا، اور صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ نہر والے کیلئے اس زمین میں پٹڑی ہوگی جس پر چل کر وہ نہر کی صفائی کرسکے اور اس سے مٹی وغیرہ نکال کر وہاں پھینک سکے۔

④ امام اعظمؒ وصاحبینؒ کے مسلک میں فرق:۔ مذکورہ عبارت کے مطلب سے مسلک میں فرق بھی واضح ہوگیا کہ امام اعظمؒ کے نزدیک بلا بینہ کوئی حریم نہ ہوگا، اور صاحبینؒ کے نزدیک بقدرِ ضرورت حریم ہوگا جس پر چل سکے اور مٹی نکال کر پھینک سکے۔

⑤ جملہ کی ترکیب:۔ **یمشی** فعل اس میں ھُوَ ضمیر اس کا فاعل **علٰی** جار **ھا** ضمیر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے، **یمشی** فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ **واؤ** عاطفہ **یُلْقِی** فعل ھُوَ ضمیر اس کا فاعل **علیها** جار مجرور ملکر متعلق **طینَـهٗ** مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل مفعول بہ اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف، معطوف علیہ معطوف ملکر جملہ معطوفہ ہوکر مُسَنَّاۃٌ کی صفت بنتا ہے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۶ھ

الشق الاوّل .....وَمَنْ شُرِطَ لَهُ الْخِيَارُ فَلَهُ اَنْ يَفْسَخَ فِیْ مُدَّةِ الْخِيَارِ وَلَهُ اَنْ يُجِيْزَهٗ فَاِنْ اَجَازَهٗ بِغَيْرِ حَضْرَةِ صَاحِبِهٖ جَازَ وَاِنْ فَسَخَ لَمْ يَجُزْ اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ الْاٰخَرُ حَاضِرًا ، وَاِذَا مَاتَ مَنْ لَهُ الْخِيَارُ بَطَلَ خِيَارُهٗ

وَلَمْ يَنْتَقِلْ اِلٰى وَرَثَتِهٖ وَمَنْ بَاعَ عَبْدًا عَلٰى اَنَّهٗ خَبَّازٌ اَوْ كَاتِبٌ فَوَجَدَهٗ بِخِلَافِ ذٰلِكَ فَالْمُشْتَرِيْ بِالْخِيَارِ اِنْ شَاءَ اَخَذَهٗ بِجَمِيْعِ الثَّمَنِ وَاِنْ شَاءَ تَرَكَهٗ ۔ (ص ۶۷۔امدادیہ)

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، عبارت کی تشریح کریں، خیارِ شرط کی مدت میں امام صاحبؒ اور صاحبینؒ کے اختلاف کو مدلل بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں۔(۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) عبارت کی تشریح (۴) خیارِ شرط کی مدت میں اختلاف مع الدلائل۔

جواب ..... ❶ عبارت پر اعراب:۔ کما مرّ فی السوال آنفا۔

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ بیع میں خیار شرط بائع اور مشتری دونوں کیلئے جائز ہے اور جس شخص کیلئے خیار شرط ہے اس کو اختیار ہے کہ مدت خیار میں بیع فسخ کردے اور اس کو اختیار ہے کہ بیع کی اجازت دے پس اگر اس نے اپنے ساتھی کی غیر موجودگی میں بیع کی اجازت دیدی تو جائز ہے اور اگر فسخ کیا تو جائز نہیں، مگر یہ کہ دوسرا موجود ہو اور اگر مر گیا وہ شخص جس کیلئے خیار شرط تھا تو خیار باطل ہو جائے گا اور اسکے ورثاء کی طرف منتقل نہیں ہوگا۔ اور جس شخص نے کوئی غلام اس شرط پر خریدا کہ وہ نان بائی (روٹی پکانے والا) ہے پس اس نے اُس شرط کے خلاف پایا تو مشتری کو خیار حاصل ہوگا اگر چاہے تو اُس غلام کو پورے ثمن سے خرید لے اور اگر چاہے تو بیع کو ترک کردے۔

❸ عبارت کی تشریح:۔ بائع و مشتری دونوں کے لئے خیارِ شرط رکھنا جائز ہے اور دونوں میں سے جس کیلئے بھی خیار ہو اس کیلئے مدتِ خیار میں بیع کو جائز رکھنا اور فسخ کرنا دونوں جائز ہیں، اگر اس نے مدتِ خیار میں بیع کو جائز رکھا اور مجلس میں اسکا ساتھی موجود نہ تھا تب بھی یہ بیع جائز ہو جائے گی اور اگر اس نے خیار کو استعمال کرتے ہوئے ساتھی کی غیر موجودگی میں بیع فسخ کردی تو یہ بیع فسخ نہ ہوگی بلکہ فسخ کے لئے مجلس میں اس کے ساتھی کا موجود ہونا ضروری ہے، خیارِ شرط والا متعاقد مر گیا تو خیار خود بخود ہی ختم ہو جائیگا، یہ خیار ورثاء کی طرف منتقل نہ ہوگا اسی طرح مدتِ مقررہ کے گزرنے سے بھی عقد مکمل ہو جائے گا۔

اگر کسی شخص نے کوئی غلام اس شرط پر خریدا کہ وہ روٹی پکانے والا ہے یا لکھنے والا ہے مگر بعد میں معلوم ہوا کہ اُس کے اندر اُن میں سے کوئی بھی ہنر موجود نہیں ہے تو مشتری کو اختیار ہے کہ وصف کے نہ پائے جانے کے باوجود اگر چاہے تو پوری قیمت ادا کر کے غلام خرید لے اور اگر چاہے تو بیع کو ہی ختم کردے۔

❹ خیارِ شرط کی مدت میں اختلاف مع الدلائل:۔ خیارِ شرط بائع و مشتری دونوں کیلئے جائز ہے البتہ مدتِ خیار میں اختلاف ہے۔

امام ابوحنیفہؒ، امام زفرؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک مدتِ خیار زیادہ سے زیادہ تین دن ہے، اس سے زائد جائز نہیں۔

صاحبینؒ نے فرمایا ہے کہ شرعًا خیار کی کوئی مدت مقرر نہیں ہے بلکہ جو مدت بھی ذکر کردے جائز ہے بشرطیکہ معلوم ہو۔

خیار کے ثبوت کی دلیل حضرت حبان بن منقذ بن عمرو الانصاری رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ وہ کمزور آدمی تھے، ان کے سر میں چوٹ لگنے سے ان کا دماغ بھی کمزور ہو گیا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تو خرید و فروخت کرے تو کہہ دیا کر کہ کوئی دھوکہ نہیں میرے لئے تین دن کا اختیار ہے یعنی تین دن تک میرے لئے غور و فکر کا موقع ہے، اگر مناسب ہوا تو عقد کو جائز کردوں گا ورنہ تو فسخ کردوں گا۔ اس روایت سے خیارِ شرط اور مدتِ خیار دونوں کا ثبوت ہوتا ہے۔

صاحبینؒ کی پہلی دلیل: حدیثِ ابنِ عمر رضی اللہ عنہما ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو ماہ تک خیار کو جائز رکھا ہے، معلوم ہوا کہ مدتِ خیار تین دن سے زائد بھی ہو سکتی ہے۔ دوسری دلیل: خیارِ شرط معاملہ میں غور و فکر کے لئے مشروع کیا گیا ہے اور غور و فکر کے لئے کبھی تین دن سے زائد بھی ضرورت پیش آتی ہے لہٰذا اس میں مدتِ قلیل و کثیر دونوں برابر ہیں، اس کی مثال ادھار ثمن ہیں کہ جیسے ان میں باہمی رضامندی سے قلیل و کثیر مدت جائز ہے اسی طرح خیارِ شرط میں بھی جائز ہے۔

امام صاحبؒ فرماتے ہیں کہ خیار کی شرط مقتضاءِ عقد کے خلاف ہے کیونکہ عقد لزومِ بیع کا تقاضا کرتا ہے اور خیارِ شرط عدمِ لزومِ بیع کا مقتضی ہے اور مقتضاءِ عقد کے خلاف شرط لگانا عقد کو فاسد کرتا ہے پس قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ خیارِ شرط جائز نہ ہو مگر ہم نے

0113-357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

حدیثِ حبان بن منقذ رضی اللہ عنہ کی وجہ سے خلافِ قیاس اس کو جائز قرار دیا اور ضابطہ ہے کہ جو چیز خلافِ قیاس ثابت ہو وہ اپنے مورد پر منحصر ہوتی ہے اور نص سے صرف تین دن کا خیار ثابت ہے اس لئے صرف تین دن تک خیارِ شرط جائز ہوگا، زائد نہیں۔

الشق الثانی.....**العارية جائزة ..... وللمعير ان يرجع فى العارية متى شاء والعارية امانة فى يد المستعير ان هلك من غير تعدلم يضمن المستعير وليس للمستعير ان يوجر ما استعاره فان آجره فهلك ضمن وله ان يعيره اذاكان المستعار مما لا يختلف باختلاف المستعمل وعارية الدراهم والدنانير والمكيل والموزون قرض .** عاریہ کا لغوی اور اصطلاحی معنی بیان کریں، مذکورہ عبارت کا ترجمہ واضح کر کے تشریح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) عاریہ کا لغوی واصطلاحی معنی (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) عبارت کی تشریح۔

جواب..... (۱) عاریہ کا لغوی واصطلاحی معنی:۔ لغوی معنی: عاریہ عریۃ سے مشتق ہے بمعنی عطیہ یا یہ عار کی طرف منسوب ہے کیونکہ عاریت پر کوئی چیز لینا باعثِ عار ہے یا یہ تعاور سے مشتق ہے تداول کے معنٰی میں ہے یعنی کسی چیز کو باری باری لینا، ہاتھ ہاتھ لینا۔ اصطلاحی معنی: تملیک المنافع بلاعوض یعنی کسی کو منافع کا بلاعوض مالک بنانا۔

(۲) عبارت کا ترجمہ:۔ عاریۃ جائز ہے اور معیر کے لئے جائز ہے کہ جب چاہے عاریت سے رجوع کر لے اور عاریت مستعیر کے قبضہ میں امانت رہے گی اگر ہلاک ہو جائے بغیر زیادتی کے تو مستعیر اس کا ضامن نہ ہوگا اور مستعیر کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ جس چیز کو اس نے عاریت پر لیا ہے اس کو اجرت پر دے پس اگر اس نے اس کو اجرت پر دیا اور وہ چیز ہلاک ہوگئی تو ضامن ہوگا اور مستعیر کو یہ حق ہے کہ اس شئ کو عاریت پر دے جبکہ شئ مستعار ایسی چیزوں میں سے ہو جو استعمال کرنے والوں کے اختلاف سے بدلتی نہ ہو اور دراہم، دنانیر، کیلی اور وزنی چیزوں کو عاریت پر دینا قرض ہے۔

(۳) عبارت کی تشریح:۔ عاریت جائز ہے اور معیر (عاریۃً چیز دینے والا) کو اس بات کا حق ہے کہ جب چاہے عاریت پر دی گئی چیز واپس لے لے خواہ عاریت مطلق ہو یا مؤقت۔

"**والعارية امانة الخ**" عاریت کے حکم میں اختلاف ہے صاحبِ قدوریؒ فرماتے ہیں کہ عاریت مستعیر کے قبضہ میں امانت کے حکم میں ہے اگر یہ چیز مستعیر کی زیادتی کے بغیر ہلاک ہوتی ہے تو عندالاحناف ضمان لازم نہیں ہوگی۔ امام شافعیؒ کے نزدیک ضمان لازم ہوگی اور اگر مستعیر کی زیادتی سے ہلاک ہوتی ہے تو ایسی صورت میں بالاتفاق ضمان لازم ہوگی۔

"**وليس للمستعير**" مستعیر کے لئے شریعت کی جانب سے اس بات کی اجازت نہیں ہے کہ جو چیز عاریت پر لی ہے اس کو کرایہ پر دے اب اگر اس نے کرایہ پر دے دیا اور وہ ہلاک ہوگئی تو اس پر ضمان لازم ہوگی۔

"**وله ان يعير**" اگر مستعمل کے بدلنے سے شئ مستعار میں کوئی تبدیلی نہیں آتی تو مستعیر کے لئے کسی غیر کو شئ مستعار عاریت پر دینا جائز ہے یہ امام صاحبؒ کے نزدیک ہے امام شافعیؒ کے نزدیک جائز نہیں۔

"**وعارية الدراهم**" صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی نے دراہم ودنانیر کیلی اور وزنی اشیاء عاریت پر لی تو یہ عاریت قرض کے حکم میں ہوگی کیونکہ اعارہ میں عین کی نہیں بلکہ منافع کی تملیک ہوتی ہے اور ان اشیاء میں عاریت کا قرض کے حکم میں ہونا اسی وقت ہے جبکہ اعارہ مطلق ہو لیکن اگر اعارہ کی جہت متعین کر دی گئی مثلاً دراہم وغیرہ اس خیال سے عاریت پر لیا کہ اس سے ترازو ٹھیک کرے تو اس صورت میں عاریت قرضہ کے حکم میں نہیں ہے۔

0313 6357913 makkibazakaria@multan@gmail.com

﴿الورقة الثالثة : فى الفقه﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۷ھ

الشق الاوّل.....**الوديعة امانة فى يد المودع اذا هلكت فى يده لم يضمنها وللمودع ان يحفظها بنفسه وبمن فى عياله فان حفظها بغيرهم او او دعها ضمن الا ان يقع فى داره حريق فيسلمها الى**

جارہ او یکون فی سفینۃ وھو یخاف الغرق فیلقیھا الی سفینۃ اخری

ودیعت کی تعریف کریں نیز ودیعت اور امانت کے درمیان فرق واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں دو امر مطلوب ہیں (۱) ودیعت کی تعریف (۲) ودیعت اور امانت کے درمیان فرق۔

جواب ..... ❶ ودیعت کی تعریف:۔ کسی چیز کو ایسے شخص کے پاس حفاظت کے لئے رکھنا جو قابلِ تصرف ہو باوجود یہ کہ وہ چیز مالک ہی کی ملکیت کے حکم میں رہے۔

❷ ودیعت اور امانت کے درمیان فرق:۔ ودیعت بالقصد حفاظت کیلئے دی جاتی ہے، امانت وہ چیز ہے جو کسی کے پاس بلاقصد کے آجائے مثلاً ہوا کسی کا کپڑا اڑا کر کسی دوسرے کے گھر میں ڈال دے اور ودیعت میں یہ ہے کہ اگر وہ چیز مالک کے پاس اتفاق سے پہنچ جائے تو مودَع ضمان سے بری ہوجائے گا اور امانت میں یہ ہے کہ امانت دار جب تک امانت صاحب مال کے حوالہ نہ کردے وہ بری نہیں ہوگا۔

الشق الثانی.....**ووکیل البائع اذا باع وھو الشفیع فلا شفعۃ لہ ووکیل المشتری اذا ابتاع وھو الشفیع فلہ الشفعۃ ومن باع بشرط الخیار فلاشفعۃ للشفیع فان اسقط البائع الخیار وجبت الشفعۃ وان اشتری بشرط الخیار وجبت الشفعۃ۔**

مذکورہ مسائل کی صورت واضح کرکے دل نشین تشریح کریں۔

ہاں یا نہیں میں جواب دیں۔

① کیا زنا میں تین آدمیوں کی گواہی کافی ہے؟ (نہیں)

② کیا مرد کے لئے ریشم کا پہننا حلال نہیں ہے؟ (ہاں)

③ کیا ہدیہ میں غلام کا قول قبول کیا جائے گا؟ (نہیں)

④ کیا یمین کی چار قسمیں ہیں؟ (نہیں)

⑤ کیا کدو میں نبیذ بنانا جائز ہے؟ (ہاں)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں دو امور مطلوب ہیں (۱) مذکورہ مسائل کی صورت مع التشریح (۲) معروضی سوالات کا جواب۔

جواب ..... ❶ مذکورہ مسائل کی صورت مع التشریح:۔ ① اگر بائع کے وکیل نے ایک مکان فروخت کیا اور اس وکیل کو حق شفعہ بھی حاصل ہے تو اس وکیل کے لئے حق شفعہ باقی نہیں رہے گا بلکہ باطل ہوجائے گا اس کی صورت یہ ہے کہ ایک مکان تین آدمیوں کے درمیان مشترک ہے ایک نے دوسرے کو اپنا حصہ بیچنے کا وکیل بنا دیا وکیل نے اس حصہ کو بیچ دیا تو اصل مبیع میں حق شفعہ نہ وکیل کیلئے ہوگا نہ مؤکل کیلئے بلکہ شریکِ ثالث کیلئے ہوگا ② اگر کوئی شفیع بائع کی جانب سے درک یعنی مبیع کے حقوق کا ذمہ دار ہو تو اس کیلئے حق شفع نہیں ہوگا یہ مسئلہ عندالاحناف ہے ائمہ ثلاثہؒ کے نزدیک حقِ شفعہ ثابت ہوگا ③ اگر مشتری کے وکیل نے کوئی مکان خریدا اور یہ وکیل خود بھی شفیع ہے تو اس کا حق شفعہ باقی رہے گا اس کی صورت یہ ہے کہ ایک مکان میں تین آدمی شریک ہیں ان میں سے ایک نے دوسرے شریک کو تیسرے شریک کے حصہ کی خریداری کا وکیل بنا دیا تو اس صورت میں وکیل کیلئے حق شفعہ ہوگا ④ اگر کوئی شخص خیارِ شرط کے ساتھ مکان فروخت کرے تو شفیع کیلئے حقِ شفعہ ثابت نہیں ہوگا البتہ اگر بائع خیار شرط کو ساقط کردے تو شفیع کیلئے حقِ شفعہ ثابت ہوگا ⑤ اگر مشتری نے کوئی مکان خیار شرط کے ساتھ خریدا تو شفیع کیلئے حقِ شفعہ ثابت ہوگا مثلاً زید نے بکر سے ایک مکان خیارِ شرط کے ساتھ خریدا کہ مجھے پسند آیا تو ٹھیک ہے وگرنہ تین دن میں واپس کردوں گا تو اس صورت میں شفیع کو حقِ شفعہ ملے گا۔

❷ معروضی سوالات کا جواب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۷ھ

الشق الاوّل.....**نھٰی رسول اللہ ﷺ عن النجش وعن السوم علی سوم غیرہ وعن تلقی الجلب وعن بیع الحاضر للبادی والبیع عند اذان الجمعۃ وکل ذلک یکرہ ولایفسد بہ البیع، ومن ملک مملوکین صغیرین احدھما ذورحم محرم من الاٰخر لم یفرق بینھما وکذلک اذا کان احدھما کبیرا والاٰخر صغیرا فان فرق بینھما کرہ ذلک وجاز البیع وان کانا کبیرین فلا بأس بالتفریق بینھما۔**

عبارت مذکورہ کا سلیس ترجمہ کیجئے اور اس میں مذکورہ مسائل کی بے غبار تشریح کیجئے۔

0313 0357913 maktabazakariyasultan@gmail.com

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں دو باتیں مطلوب ہیں (۱) عبارت کا ترجمہ (۲) مسائل مذکورہ کی تشریح۔

جواب ..... (۱) عبارت کا ترجمہ:۔ حضور ﷺ نے نجش سے منع فرمایا اور دوسرے کے دام پر دام لگانے سے اور تلقی جلب اور شہری کے دیہاتی کا مال فروخت کرنے سے اور اذانِ جمعہ کے وقت بیع کرنے سے اور یہ سب بیوع مکروہ ہیں اور کراہت کی وجہ سے بیع فاسد نہیں ہوگی اور جو شخص ایسے دو نابالغ مملوک کا مالک ہو کہ ان دونوں میں سے ایک دوسرے کا ذی رحم محرم ہو تو ان میں تفریق نہ کرے اور اسی طرح اگر ان میں سے ایک بالغ ہو اور دوسرا نابالغ ہو تو اگر ان دونوں میں تفریق کر دی تو یہ مکروہ ہے اور بیع جائز ہے اور اگر دونوں بڑے ہوں تو ان دونوں میں تفریق کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۲) مسائل مذکورہ کی تشریح:۔ "النجش" اس کی صورت یہ ہے کہ دو آدمیوں کے درمیان کسی چیز کی خریداری کے متعلق گفتگو چل رہی تھی اور مبیع کی مناسب قیمت طے ہو چکی، تیسرے شخص نے آکر مشتری کو قیمت کے اضافہ پر ابھارنے کے لئے مبیع کی قیمت بڑھا دی جبکہ اس کا خریدنے کا ارادہ نہیں ہے یہ بیع مکروہ ہے۔ "السوم علی سوم غیرہ" اگر دو آدمی کسی چیز کے بارے میں گفتگو کر رہے ہوں اور مبیع کی قیمت بائع اور مشتری کے اتفاق سے طے ہو چکی ہو تیسرا شخص آکر کہتا ہے کہ میں اس سے کم قیمت میں دونگا اسی طرح دوسرا آدمی آکر کہتا ہے کہ میں اس سے زائد دام ادا کرتا ہوں تو یہ بیع مکروہ ہے۔

"تلقی الجلب" اس کی دو صورتیں ہیں ① شہر کے بعض تاجروں کو غلہ کے قافلہ کی آمد کی اطلاع ملی تو انہوں نے شہر سے باہر نکل کر قافلہ والوں سے غلہ سستا خرید لیا تا کہ حسبِ منشاء فروخت کریں جبکہ شہر میں قحط ہے اور غلہ بہت گراں ہے ② قافلہ والوں سے غلہ سستا خرید لیا اور شہر کے نرخ سے واقف نہیں کرایا اور قافلہ والوں کو شہر کا نرخ معلوم نہیں تھا، یہ دونوں صورتیں مکروہ ہیں پہلی صورت میں تو اس وجہ سے کہ شہر والوں کو نقصان پہنچے گا اور دوسری صورت میں اسلئے کہ اہل قافلہ سے بھاؤ چھپا کر ان کو دھوکہ دیا گیا۔

"بیع الحاضر للبادی" ایک دیہات کا آدمی اپنا غلہ فروخت کرنے کے لئے شہر میں آیا تو ایک شہری نے اس سے ملاقات کی اور کہا کہ تم اہل شہر کے معاملات سے واقف نہیں ہو اور میں واقف ہوں اس لئے تم اپنا غلہ مجھے دے دو میں اسے گراں قیمت میں فروخت کرونگا پس یہ شہری اس دیہاتی تاجر کا وکیل بن کر زائد قیمت میں غلہ فروخت کرتا ہے تو یہ بیع مکروہ ہے کیونکہ اس صورت میں شہر والوں کا نقصان ہے بایں طور کہ شاید دیہاتی اپنا مال کم قیمت میں فروخت کرتا۔ "والبیع عند اذان الجمعة" جمعہ کے دن اذان اوّل کے بعد خرید و فروخت مکروہ ہے ان تمام صورتوں میں بیع مکروہ تو ہوگی لیکن فاسد نہیں ہوگی۔

"ومن ملك الخ" اگر کوئی شخص ایسے دو نابالغ بچوں کا مالک ہو گیا کہ ان میں سے ایک دوسرے کا ذی رحم محرم ہے یا ان میں سے ایک بالغ اور دوسرا نابالغ ہے تو ان دونوں کے درمیان تفریق مکروہ ہے یہ بیع جائز ہے البتہ تفریق کی وجہ سے گناہگار ہوگا اور کراہت بھی اسی وجہ سے ہے اور اگر دونوں مملوک بالغ ہوں تو ان دونوں کے درمیان تفریق کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

الشق الثانی.....**واذا قضی للشفیع بالدار ولم یکن راٰھا فله خیار الرؤیة فان وجدبھا عیبا فله ان یردھا به وان کان المشتری شرط البرأة منه، واذا ابتاع بثمن مؤجل فالشفیع بالخیار ان شاء أخذھا بثمن حال وان شاء صبر حتی ینقضی الأجل ثم یاخذھا واذا اقتسم الشرکآء العقار فلا شفعة لجارھم بالقسمة، واذا اشتری دارا فسلم الشفیع الشفعة ثم ردھا المشتری بخیار رؤیة او بشرط او بعیب بقضاء قاض فلا شفعة للشفیع ان ردھا بغیر قضاء قاض او تقایلا فللشفیع الشفعة۔**

عبارت میں مذکورہ مسائل کی تشریح وضاحت کے ساتھ تحریر کریں۔

جواب ..... عبارت میں مذکورہ مسائل کی تشریح:۔ ① شفیع مشتری کے حکم میں ہے اس لئے شفیع کو مشتری کی طرح خیار رؤیت حاصل ہوگا، اگر مشتری نے عیب سے بری ہونے کی شرط لگا دی لیکن عیب پایا گیا تو شفیع کو خیار عیب حاصل ہوگا کیونکہ مشتری کو خیارِ عیب کے ساقط کرنے کا حق حاصل نہیں ہے ② اگر مشتری نے کوئی مکان ادھار میں خریدا تو شفیع کو دو طرح کا اختیار حاصل ہے ایک

یہ کہ فوراً قیمت دیکر مکان حاصل کرلے البتہ اس شفیع کے لئے ادھار کی گنجائش نہیں ہے یہ احناف کا مسلک ہے۔امام زفرؒ، امام مالکؒ، امام احمدؒ کے نزدیک شفیع کو ادھار کا اختیار حاصل ہے۔دوسرا یہ کہ وہ مدت کے گزرنے کا انتظار کرے، جب مدت گزر جائے پھر شفعہ کرے ③ اگر چند شرکاء نے جائیداد آپس میں تقسیم کرلی تو تقسیم کی وجہ سے ان کے پڑوسیوں کو حقِ شفعہ نہیں ملے گا ④ ایک مکان فروخت ہوا کسی نے اس مکان کو خرید لیا، شفیع اپنے حقِ شفعہ سے دستبردار ہوگیا اس کے بعد خریدار نے قاضی کے فیصلہ کی وجہ سے خیارِ رؤیت یا خیارِ شرط یا خیارِ عیب کی بنیاد پر مکان کو واپس کردیا تو اس صورت میں بھی فسخ بیع کی وجہ سے شفیع کو حقِ شفعہ نہیں ملے گا لیکن اگر خیارِ عیب کی وجہ سے قاضی کے فیصلہ کے بغیر یا اقالہ کے ذریعے واپس کردیا تو اس صورت میں عندالاحناف شفیع کیلئے حقِ شفعہ حاصل ہوگا مگر امام زفرؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ کے نزدیک اس صورت میں حقِ شفعہ حاصل نہیں ہوگا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۷ھ

الشق الاوّل.....**فان اطلع المشترى على خيانة فى المرابحة فهو بالخيار عند ابى حنيفةؒ ان شاء أخذه بجميع الثمن وان شاء رده وان اطلع على خيانة فى التولية أسقطها من الثمن وقال أبويوسفؒ يحط فيهما وقال محمدؒ لايحط فيهما لكن يخير فيهما۔** مرابحہ وتولیہ کی تعریف کریں، عبارت کی جامع تشریح کیجئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں دو امر مطلوب ہیں (۱) مرابحہ اور تولیہ کی تعریف (۲) عبارت کی تشریح۔

جواب..... ① مرابحہ اور تولیہ کی تعریف:۔ مرابحہ: **نقل ماملكه بالعقد الأول مع زيادة ربح۔** یعنی مرابحہ فقہ اسلامی میں اس بیع کو کہا جاتا ہے جس میں مشتری خرید شدہ شے کو اسی ثمن کے عوض آگے بیچ دے جس پر اس نے خریدی ہے لیکن کچھ اضافہ کے ساتھ یہی اضافہ ربح ہے۔ تولیہ: **نقل ماملكه بالعقد الأول بالثمن الأول من غير زيادة ربح۔** یعنی تولیہ اس بیع کو کہتے ہیں جس میں مشتری مبیع کو بغیر کسی زیادتی اور نفع کے اسی ثمن پر آگے بیچے جس پر اس نے خریدی۔

② عبارت کی تشریح:۔ اس عبارت میں مصنفؒ نے ایک مسئلہ ذکر فرمایا ہے جو مرابحہ اور تولیہ میں بائع کی جانب سے دھوکہ دہی سے تعلق رکھتا ہے۔مسئلہ یہ ہے کہ اگر زید نے بکر کو ایک کتاب مرابحۃً یہ کہہ کر بیچی کہ میں نے یہ کتاب احمد سے سو روپیہ میں خریدی ہے اور اب میں تمہیں یہ کتاب دس روپیہ نفع کے ساتھ ایک سو دس روپیہ میں مرابحۃً بیچتا ہوں، بکر نے قبول کرلیا اور بیع تام ہوگئی لیکن اسے بعد میں پتہ چلا کہ زید نے جھوٹ بولا ہے، اس نے احمد سے کتاب ایک سو روپیہ میں نہیں بلکہ اسّی روپیہ میں خریدی تھی، یہ صورت مرابحہ میں خیانت کے صادر ہونے کی ہے۔ دوسری صورت جو تولیہ میں خیانت کی ہے یہ ہے کہ زید نے بکر کو کتاب ایک سو روپیہ میں یہ کہہ کر بیچی کہ میں نے احمد سے اسے ایک سو روپیہ میں خریدا ہے اور اب میں تمہیں تولیۃً ایک سو ہی میں بیچتا ہوں، بکر نے قبول کرلیا تاہم بعد میں اسے معلوم ہوا کہ زید نے دھوکہ دیا ہے کیونکہ اس نے احمد سے یہ کتاب ایک سو میں نہیں بلکہ اسّی روپیہ میں خریدی ہے اب ان دونوں صورتوں میں فقہی اعتبار سے کیا حکم لگایا جائے گا؟ اس میں علماء کا اختلاف ہے۔

0313 6357913 maktabazakariamultan@gmail.com

امام اعظم ابوحنیفہؒ کا مذہب یہ ہے کہ اگر مشتری کو بائع کی جانب سے دھوکہ دہی کا علم بیعِ مرابحہ میں ہوا ہے تو اسے اختیار ہے چاہے تو اسی ثمن کے عوض مبیع لے لے جو بائع نے بیان کئے ہیں اور چاہے تو چھوڑ دے اور اگر یہ خیانت بیعِ تولیہ میں کی گئی تو پھر مشتری از خود بقدرِ خیانت ثمن میں سے پیسے کم کرکے بائع کو دے اور بیع لازم ہوگی۔گزشتہ مثال کے تناظر میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک پہلی صورت میں بکر کو اختیار ہے وہ چاہے تو زید سے کتاب پورے ایک سو دس روپیہ میں لے جیسا کہ زید نے ثمن مقرر کیا اور چاہے تو بیع کو چھوڑ دے اور دوسری صورت میں بکر از خود ثمن میں سے بقدرِ خیانت رقم کم کردیگا اور زید کو ایک سو کی بجائے فقط اسّی روپیہ دے گا۔

امام ابویوسفؒ فرماتے ہیں کہ دونوں صورتوں میں مشتری بقدرِ خیانت پیسے کم کرکے بائع کو دے اور بیع لازم ہوگی خیار ثابت نہیں ہوگا۔

امام محمدؒ کی رائے یہ ہے کہ بہر صورت مشتری کے لئے خیار ثابت ہوگا وہ چاہے تو بیان کردہ ثمن کو قبول کرے اور بائع کو ادا کرے اور چاہے تو بیع چھوڑ دے لیکن اسے یہ اختیار حاصل نہیں کہ از خود ذکر کردہ ثمن میں کمی کردے۔

امام محمدؒ کی دلیل: کا خلاصہ یہ ہے کہ بیع کا مرابحہ یا تولیہ ہونا یہ اصل نہیں ہے بلکہ یہ تو ایک طرح کا وصفِ مرغوب فیہ ہے، اصل بات یہ ہے کہ ثمن مذکور اور معلوم ہے یا نہیں؟ یہاں دونوں صورتوں میں ثمن معلوم اور مذکور ہے جہاں تک بات وصفِ مرغوب فیہ کی ہے تو اس کے فوت ہوجانے کی صورت میں یہ اختیار تو مشتری کے لئے ثابت ہوتا ہے کہ وہ چاہے تو بیع کو باقی رکھے اور چاہے تو بیع فسخ کردے لیکن یہ اختیار اسے حاصل نہیں ہوتا کہ از خود ثمن میں کمی کردے، لہٰذا اس مسئلہ میں بھی دونوں صورتوں میں مشتری کے لئے خیار ثابت ہوگا لیکن اسے ثمن میں کمی کا حق حاصل نہیں ہوگا۔

امام ابو یوسفؒ کی دلیل: عقدِ مرابحہ اور عقدِ تولیہ میں اصل بات اس کا مرابحہ اور تولیہ ہونا ہے یہی وجہ ہے کہ عقدِ مرابحہ اور تولیہ کا انعقاد مرابحہ اور تولیہ کے لفظ سے ہوجاتا ہے ثمن اصل نہیں ہے ہاں البتہ ثمن کا معلوم ہونا ضروری ہے اور وہ دونوں صورتوں میں معلوم ہے جب یہاں اعتبار مرابحہ اور تولیہ کا ہے تو عقدِ ثانی یعنی مرابحہ اور تولیہ کا ثمن کے حق میں عقدِ اوّل پر مبنی ہونا ضروری ہے اور مقدارِ خیانت چونکہ عقدِ اوّل میں ثابت نہیں اسلئے اسے عقدِ ثانی میں بھی ثابت کرنا ممکن نہیں لہٰذا اسے ثمن میں سے کم کردیا جائیگا۔

امام ابوحنیفہؒ کی دلیل: اگر تو خیانت کا ظہور مرابحہ میں ہوا ہو تو مشتری کیلئے خیار ثابت ہے کیونکہ خیانت کا ظہور مرابحہ کو مرابحہ سے نہیں نکالتا بلکہ مرابحہ مرابحہ ہی رہتا ہے، ہاں نفع کے تناسب میں ضرور فرق آجاتا ہے، اس صورت میں مشتری کیلئے خیار ثابت ہوگا کیونکہ اس کی رضامندی فوت ہوجائے گی جبکہ خیانت کا تولیہ میں واقع ہونا ناقابلِ تحمل ہے کیونکہ اگر اس خیانت کو باقی رکھا جائے تو تولیہ تولیہ نہیں رہے گا مرابحہ ہوجائے گا، اسلئے تولیہ میں قدرِ خیانت کا ساقط کرنا ضروری ہے۔ راجح قول امام اعظمؒ کا ہے۔

الشق الثانی.....وفی کل سن خمس من الابل والأسنان والأضراس کلها سواء ومن ضرب عضوًا فأذهب منفعته ففیه دیة کاملة کما لو قطعه کالید اذا شلت والعین اذا ذهب ضوؤها والشجاج عشرة، الحارصة والدامعة والدامیة.....

عبارت کا تعلق کس باب سے ہے؟ عبارت کی اس طرح تشریح کیجئے کہ **الحارصة، الدامعة، الدامیة** کا تعارف بھی ہوجائے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) عبارت کا باب (۲) عبارت کی تشریح (۳) مذکورہ الفاظ کا تعارف۔

جواب..... (۱) عبارت کا باب:۔ عبارت کا تعلق مختصر القدوری میں کتاب الدیات سے ہے اس کتاب میں ان مختلف صورتوں کا بیان ہے جن میں جانی یا مجرم پر دیت لازم ہوتی ہے پہلے مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے وہ مسائل ذکر فرمائے جن میں جانی کی جنایت کے نتیجے میں مجنی علیہ کی جان چلی جائے، پھر ان صورتوں کا ذکر ہے جن میں جانی کی جنایت کے نتیجہ میں مجنی علیہ کا کوئی عضو ضائع ہوجائے، سوال میں ذکر کردہ عبارت کا تعلق قسم ثانی سے ہے۔

(۲) عبارت کی تشریح:۔ مصنفؒ فرماتے ہیں کہ ہر دانت میں پانچ اونٹ دیت لازم ہے یعنی اگر کوئی شخص دوسرے کا دانت توڑ ڈالے تو توڑنے والے پر پانچ اونٹ کا جرمانہ عائد کیا جائیگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح ارشاد فرمایا، دانت اور داڑھیں اس حکم میں برابر ہیں کیونکہ حدیث مطلق ہے لہٰذا حدیث کے اطلاق کے پیشِ نظر دانت اور داڑھ دونوں میں پانچ پانچ اونٹ کی دیت لازم ہوگی۔

0313 6357912 maktabazakariyya@gmail.com

اگر کوئی شخص دوسرے کے کسی عضو کو اس طرح ضرب لگائے کہ اس مضروب عضو کا فائدہ باقی نہ رہے تو اگرچہ ظاہری اعتبار سے وہ مضروب عضو باقی ہو، جسم سے جدا نہ ہوا ہو لیکن تب بھی پوری دیت لازم ہوگی اور یہ ایسا ہوگا جیسے ضارب نے وہ عضو کاٹ دیا ہو مثلاً زید اگر بکر کے ہاتھوں پر اس طرح ضرب لگائے کہ بکر کے ہاتھ شل ہوجائیں اور کام کرنا چھوڑ دیں تو یہ ایسا ہی ہے جیسے زید نے بکر کے ہاتھ کاٹ ڈالے ہوں کیونکہ عضو کی اہمیت اس کی افادیت کے پیشِ نظر ہے جب اس کی افادیت ہی باقی نہ رہی تو اس عضو کی ظاہری بقاء کا کیا فائدہ؟ اور چونکہ ہاتھوں کے کاٹ ڈالنے کی صورت میں پوری دیت واجب ہوتی ہے لہٰذا مذکورہ صورت میں بھی پوری دیت لازم ہوگی ایک اور مثال جو مصنفؒ نے ذکر فرمائی یہ ہے کہ زید بکر کی آنکھوں پر اس طرح ضرب لگائے کہ بینائی جاتی رہے اب ظاہری اعتبار سے اگرچہ آنکھیں اپنی جگہ موجود ہیں لیکن چونکہ ان کی افادیت باقی نہیں رہی لہٰذا یہ بھی ایسے ہوگیا کہ جیسے

زید نے اس کی آنکھیں اُکھاڑ ڈالی ہوں اس صورت میں بھی پوری دیت کا اعتبار کیا جائے گا۔

③ مذکورہ الفاظ کا تعارف:۔ **الحارصة**: وہ زخم جو جلد پر خراش ڈال دے، اس زخم کی وجہ سے جلد پر رگڑ لگ جاتی ہے اور کچھ نہیں ہوتا۔

الدامعة: وہ زخم جس کے نتیجہ میں خون بہے بغیر فقط ظاہر ہو جائے بعض فقہاء نے **الدامعة** سے وہ زخم مراد لیا ہے جس سے آنسوؤں کے مشابہ پانی زخم سے نکل پڑے، خون نہ نکلے۔ **الدامية**: اس سے مراد ایسا زخم ہے جس سے خون بہہ جائے۔

﴿الورقة الثالثة : فی الفقه﴾

﴿السوال الاول﴾ ۱۴۳۸ھ

الشق الاوّل.....**ولایجوز بیع السمک فی الماء قبل ان یصطاده ولابیع الطائر فی الهواء ولایجوز بیع الحمل فی البطن ولاالنتاج ولاالصوف علی ظهر الغنم ولابیع اللبن فی الضرع ولایجوز بیع ذراع من ثوب ولابیع جذع من سقف وضربة القانص ولابیع المزابنة.**

درج بالا عبارت کا ترجمہ کریں، عبارت میں مذکورہ مسائل کی دلنشین تشریح کریں۔ معروضی سوالات کا ہاں یا نہیں میں جواب دیں۔

① اگر آسمان میں بادل نہ ہو تو کیا عید الفطر کے چاند کے بارے میں دو مردوں کی گواہی معتبر ہوگی؟ (نہیں)

② کیا مذی میں غسل واجب ہے؟ (نہیں) ③ کیا عورت بغیر محرم یا شوہر کے حج کر سکتی ہے؟ (نہیں)

④ کیا قتل شبہ عمد میں قصاص واجب ہے؟ (نہیں) ⑤ کیا خلع سے طلاق بائن واقع ہوتی ہے؟ (ہاں)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) عبارت کا ترجمہ (۲) مسائل کی تشریح (۳) معروضی سوالات کا جواب۔

جواب..... ① عبارت کا ترجمہ:۔ نہیں ہے جائز مچھلی کی بیع پانی میں اس کو شکار کرنے سے پہلے، اور نہ پرندہ کی بیع فضاء میں اور نہ حمل کی بیع پیٹ میں اور نہ حمل کے حمل کی بیع اور نہ اون کی بیع بھیڑ کی پیٹھ پر اور نہ دودھ کی بیع تھن میں اور جائز نہیں ہے ایک گز کی بیع بڑے کپڑے میں سے اور نہ کڑی کی بیع چھت میں سے اور نہ جال پھینکنے کی بیع اور نہ بیع مزابنہ۔

② مسائل کی تشریح:۔ اس عبارت میں بیع فاسد کی چند صورتوں کا ذکر ہے کہ بائع کہتا ہے کہ پانی میں وہ مچھلی ہے میں وہ بیچتا ہوں حالانکہ اس نے ابھی تک اسے شکار نہیں کیا، اسی طرح کہتا ہے کہ وہ سامنے فضاء میں جو پرندہ جا رہا ہے وہ میں فروخت کرتا ہوں تو یہ دونوں بیع جائز نہیں اسلئے کہ یہ اس کے سپرد کرنے پر قادر نہیں اسی طرح کہتا ہے کہ اس بکری کے پیٹ میں جو بچہ ہے میں اسکی بیع کرتا ہوں یا اس حمل والے بچہ کے پیٹ میں جو دوسرا بچہ ہوگا میں اس کی بیع کرتا ہوں یہ بیع باطل ہے یا بھیڑ کی پیٹھ پر جو اُون ہے یا بکری کے تھن میں جو دودھ ہے میں اس کی بیع کرتا ہوں یہ بیع بھی جائز نہیں ہے اور اسی طرح کہتا ہے کہ اس بڑے کپڑے میں سے ایک گز کپڑا بیچتا ہوں جبکہ وہ کپڑا ایسا ہو کہ اس میں سے ایک گز کاٹنا نقصان دیتا ہو، یا اس چھت میں جو کڑیاں لگی ہیں وہ فروخت کرتا ہوں یا کہتا ہے کہ دریا میں جال پھینکتا ہوں جتنی مچھلیاں آگئیں پچاس روپے میں تمہاری، خواہ ایک آئے یا دس آئیں، اسی طرح بیع مزابنہ یہ تمام کی بیوع ناجائز ہیں۔

③ معروضی سوالات کا جواب:۔ **کمامرّ فی السوال آنفا۔**

الشق الثانی..... **وَلَا يَجُوْزُ الْبَيْعُ اِلَى الْحَصَادِ وَالدِّيَاسِ وَالْقَطَافِ وَقُدُوْمِ الْحَاجِّ فَاِنْ تَرَاضَيَا بِاِسْقَاطِ الْاَجَلِ قَبْلَ اَنْ يَّاْخُذَ النَّاسُ فِی الْحَصَادِ وَالدِّيَاسِ وَ قَبْلَ قُدُوْمِ الْحَاجِّ جَازَ الْبَيْعُ وَاِذَا قَبَضَ الْمُشْتَرِی الْمَبِيْعَ فِی الْبَيْعِ الْفَاسِدِ بِاَمْرِ الْبَائِعِ وَفِی الْعَقْدِ عِوَضَانِ كُلٌّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مَالٌ مَلَكَ الْمَبِيْعَ وَلَزِمَتْهُ قِيْمَتُهٗ وَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنَ الْمُتَعَاقِدَيْنِ فَسْخُهٗ فَاِنْ بَاعَهُ الْمُشْتَرِیْ نَفَذَ بَيْعُهٗ۔**

عبارت پر اعراب لگائیں، ترجمہ کریں، اس میں مذکورہ مسائل کو واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) مسائل کی وضاحت۔

جواب..... ① عبارت پر اعراب:۔ **کمامرّ فی السوال آنفا۔**

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ اور کھیتی کاٹنے، کاشت کرنے اور پھل و میوہ توڑنے اور حاجیوں کے آنے کے وقت تک بیع کرنا جائز نہیں ہے پھر اگر متعاقدین لوگوں کے کھیتی کاٹنے یا کاشت کرنے کی ابتداء سے پہلے یا حاجیوں کے آنے سے پہلے ان مدتوں کو ساقط کرنے پر راضی ہوگئے تو یہ بیع جائز ہے اور جب بیع فاسد میں مشتری نے بائع کے حکم سے مبیع پر قبضہ کرلیا اور عقد میں دونوں عوض مال ہیں تو مشتری پر قیمت لازم ہوجائیگی اور متعاقدین میں سے ہر ایک کو بیع فسخ کرنے کا حق حاصل ہوگا، پس اگر مشتری نے اس مبیع کو فروخت کردیا تو اس کی بیع نافذ ہوگی۔

❸ مسائل کی وضاحت:۔ عبارت میں مذکورہ مدتِ ادائیگی ثمن کی تمام صورتوں میں بیع فاسد ہے اس لئے کہ ان میں اگرچہ مدت بیان کی گئی ہے مگر اس میں تقدیم وتاخیر ممکن ہے اس لئے بیع فاسد ہے۔ اگر کسی نے مذکورہ مدتوں پر بیع کی جو کہ درست نہ تھی مگر متعاقدین مذکورہ مدت کی آمد سے قبل اس مدت کو ختم کرنے پر راضی ہوگئے تو حنفیہ کے نزدیک یہ بیع درست ہوجائے گی۔

اگر مشتری نے بیع فاسد کی صورت میں بائع کی اجازت سے مبیع پر قبضہ کرلیا اور بیع میں دونوں عوض یعنی ثمن و مبیع مال ہیں تو مشتری مبیع کا مالک ہوجائیگا اور مبیع کی قیمت مشتری کے ذمہ لازم ہوجائے گی، ثمن لازم نہ ہوں گے۔ ائمہ ثلاثہؒ کے نزدیک مشتری مبیع کا مالک نہ ہوگا۔ بیع فاسد میں مبیع کے فاسد ہونے کی وجہ سے متعاقدین میں سے ہر ایک کو بیع فسخ کرنے کا اختیار ہوگا خواہ مبیع پر قبضہ کیا ہو یا نہ کیا ہو۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۸ھ

الشق الاوّل.....**ولایصح الرھن الّا بدین مضمون وھو مضمون بالاقل من قیمتہ ومن الدین فاذا ھلك الرھن فی یدالمرتھن وقیمتہ والدین سواء صارالمرتھن مستوفیا لدینہ حکما وان کانت قیمۃ الرھن اکثر من الدین فالفضل امانۃ وان کانت قیمۃ الرھن اقل من ذلك سقط من الدین بقدرھا ورجع المرتھن بالفضل۔**

عبارت کا ترجمہ کریں، عبارت میں مذکورہ مسئلہ کی وضاحت مثال کے ذریعہ کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں دو امور مطلوب ہیں (۱) عبارت کا ترجمہ (۲) مسئلہ کی وضاحت بالمثال۔

جواب..... ❶ عبارت کا ترجمہ:۔ اور صحیح نہیں رہن مگر دین مضمون کے ساتھ اور وہ مضمون ہوگا اپنی قیمت اور دَین میں سے اقل کے عوض میں، پس جب ہلاک ہوجائے شئی مرہون راہن کے پاس اور اس کی قیمت اور دَین برابر ہو تو ہوجائے گا مرتہن وصول کرنیوالا اپنے حق کو حکمی طور پر اور اگر مرہون کی قیمت زائد ہو دَین سے تو زیادتی امانت ہے اور اگر مرہون کی قیمت کم ہو دَین سے تو ساقط ہوجائے گا دَین اس کے بقدر اور رجوع کرے گا مرتہن باقی دَین کے ساتھ۔

❷ مسئلہ کی وضاحت بالمثال:۔ اولاً یہ بات بتلائی کہ دین مضمون کے ساتھ ہی آدمی کوئی چیز رہن رکھ سکتا ہے اس کے بغیر نہیں، تو اب مسئلہ کا حاصل یہ ہے کہ راہن نے مرتہن کے پاس کوئی چیز رہن رکھی وہ چیز مرتہن کے پاس اس کی تعدّی کے بغیر ہلاک ہوگئی تو مرہونہ چیز کی قیمت اور دَین میں سے جو کم ہوگا مرتہن پر اس کا ضمان لازم ہوجائے گا۔ اگلی عبارت میں اسی کی وضاحت ہے مثلاً زید نے عمرو کو ہزار روپیہ کی سائیکل بیچی اس کے بدلہ میں گھڑی رہن رکھ لی جسکی قیمت ہزار روپیہ ہے تو یہ گھڑی زید سے گم ہوگئی تو اب زید اسکا ضامن ہوگا تو گویا زید نے حکماً اپنا ہزار روپیہ وصول کرلیا۔ اور اگر گھڑی بارہ سو روپے کی تھی تو اب زائد قیمت (بارہ سو) اور دَین (ہزار روپیہ) میں سے کم کا ضامن ہوگا گویا اب بھی اس نے حکماً اپنا ہزار روپیہ وصول کرلیا اور جو دو سو روپیہ زائد قیمت تھی وہ اسکے پاس امانت تھی اور امانت کی ضمان لازم نہیں ہوتی۔ اور اگر گھڑی کی قیمت آٹھ سو تھی اور وہ زید کے پاس گم ہوگئی تو اب گویا کہ زید نے حکماً آٹھ سو روپیہ وصول کرلیا تو جو زائد (دو سو روپیہ) دَین ہے اس کے ساتھ وہ عمرو پر رجوع کریگا کہ میرا بقیہ دَین ادا کر۔

الشق الثانی.....**وَلَا تَجُوْزُ الْھِبَۃُ فیما یقسم إلا محوزۃ مقسومۃ** (ص ۱۱۸۔ امدادیہ)

ان الفاظ کو ذکر کریں جن سے ہبہ درست ہوتا ہے، عمریٰ اور رقبیٰ کی تعریف اور حکم تحریر کریں اور یہ بتائیں کہ صدقہ کا کیا حکم ہے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں ① وہ الفاظ جن سے ہبہ درست ہے ② عمریٰ و رقبیٰ کی تعریف و حکم ③ صدقہ کا حکم۔

جواب..... ❶ وہ الفاظ جن سے ہبہ درست ہے:۔ مندرجہ ذیل الفاظ سے ہبہ درست ہے۔ وَھَبْتُ (میں نے ہبہ کیا)، نَحَلْتُ (میں

0313 6357911 maktabakarramuitan@gmail.com

نے دیدیا)، **اَعْطَیْتُ** (میں نے بخش دیا)، **اَطْعَمْتُکَ هٰذَا الطَّعَامَ** (میں نے یہ کھانا تمہیں کھلایا یا دیا)، **جَعَلْتُ هٰذَا الثوبَ لَکَ** (میں نے یہ کپڑا تیرے لئے مخصوص کر دیا)، **اَعْمَرْتُکَ هٰذَا الشیءَ** (میں نے یہ چیز عمر بھر کیلئے تجھے دی)، **حَمَلْتُکَ عَلٰی هٰذِهِ الدابة** (میں نے تجھے اس سواری پر سوار کر دیا جبکہ سوار کرانے سے ہبہ کی نیت کی ہو)۔

❷ عمریٰ ورقبیٰ کی تعریف وحکم:۔ عمریٰ کا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص کہتا ہے کہ میں نے اپنا مکان فلاں شخص کو زندگی بھر رہنے کیلئے دیدیا ہے اور جب وہ مرجائیگا تو اسکو واپس لے لوں گا چنانچہ بولا جاتا ہے "**اعمرتہ الدار عمری**"۔ ہبہ کا یہ طریقہ درست ہے البتہ واپسی کی شرط باطل ہے۔ یہ مکان پوری مدت معمرلہ یعنی موہوب لہٗ کیلئے ہوگا اور اسکے بعد اسکے ورثاء کو مل جائے گا۔ امام احمدؒ اور امام شافعیؒ کا قول جدید یہی ہے مگر امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کا قول قدیم یہ ہے کہ معمرلہٗ کے انتقال کے بعد معمر اس کو واپس لے لے گا۔

رقبیٰ یہ ہے کہ مالک کہے **داری لك رُقبی** اگر میں تم سے پہلے مرجاؤں تو یہ گھر تیرا ہے اور اگر تم مجھ سے پہلے مرجاؤ تو یہ گھر میرا ہے۔ حضرات طرفینؒ کے نزدیک ہبہ کی یہ شکل جائز نہیں ہے کیونکہ دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کی موت کا منتظر ہے۔ امام ابو یوسفؒ، امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک ہبہ کی یہ صورت جائز ہے۔ اختلاف کی بنیاد رقبیٰ کی تفسیر ہے۔ حضرات طرفین کے نزدیک **داری لك رقبی** کا مفہوم یہ ہے کہ اگر میں تم سے پہلے مرجاؤں تو یہ تیرا ہے لہٰذا ہبہ کو موہوب لہٗ کی موت پر معلق کرنا ہوا اسلئے یہ باطل ہے اور قبضہ کے بعد عاریت کے حکم میں ہوگا لہٰذا مالک کو اختیار ہے جب چاہے فروخت کر دے اگرچہ اس کے قبضہ میں نہیں ہے اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک معنی یہ ہے کہ میرا مکان تیرے لئے ہبہ ہے کیونکہ یہ جملہ **دار لك** تملیک فی الحال کو بتاتا ہے اور رقبیٰ یعنی واہب کی موت کے انتظار کی شرط فاسد ہے البتہ دونوں مسلکوں میں طحیح مسلک حضرات طرفین کا ہے جیسا کہ مضمرات میں ہے اور صاحب غایۃ البیان کے نزدیک اصح مذہب حضرت امام ابو یوسفؒ کا ہے کیونکہ ہبہ شرط فاسد سے باطل نہیں ہوتا ہے۔

❸ صدقہ کا حکم:۔ صدقہ مثل ہبہ کے ہے جب تک مصدق لہٗ صدقہ پر قبضہ نہ کرلے اس وقت تک صدقہ صحیح نہیں ہوتا ہے کیونکہ صدقہ بھی ہبہ کی طرح احسان اور تبرع ہے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۸ھ

الشق الاوّل ..... **وَمَنْ حَلَفَ عَلٰی مَعْصِیَةٍ مِثْلَ اَنْ لَا یُصَلِّیَ اَوْ لَایُکَلِّمَ اَبَاهُ اَوْلَیَقْتُلَنَّ فُلَانًا فَیَنْبَغِیْ اَنْ یَحْنِثَ نَفْسَهٗ وَیُکَفِّرَعَنْ یَمِیْنِهٖ وَمَنْ حَرَّمَ عَلٰی نَفْسِهٖ شَیْئًا مِمَّا لَمْ یَمْلِکْهُ لَمْ یَصِرْ مُحَرَّمًا وَعَلَیْهِ اِنِ اسْتَبَاحَهٗ کَفَّارَةُ یَمِیْنٍ فَاِنْ قَالَ کُلُّ حَلَالٍ عَلَیَّ حَرَامٌ فَهُوَعَلَی الطَّعَامِ**۔ (ص۲۰۰۔ امدادیہ)

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ وتشریح کریں، قسم کن الفاظ سے منعقد ہوتی ہے اور کن سے نہیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں۔ (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) عبارت کی تشریح (۴) قسم منعقد ہونے والے الفاظ۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

جواب ..... ❶ عبارت پر اعراب:۔ **کما مرّ فی السوال آنفا**۔

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ جس شخص نے گناہ پر قسم کھائی مثلاً یہ کہا کہ وہ نماز نہیں پڑھے گا یا اپنے والد سے بات چیت نہیں کرے گا یا فلاں کو ضرور قتل کرے گا تو مناسب یہ ہے کہ وہ حانث ہوجائے اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کرے اور جس شخص نے اپنی ذات پر ایسی چیز کو حرام کیا جس کا وہ مالک نہیں ہے تو وہ چیز اُس پر حرام نہیں ہوگی پھر اگر وہ اُس چیز کو مباح سمجھے گا تو اُس پر کفارۂ یمین لازم ہوگا۔ پس اگر کسی شخص نے کہا **کُل حلال علی حرامٌ** (ہر حلال چیز میرے اوپر حرام ہے) تو اُس کی یہ قسم کھانے پینے کی چیزوں پر محمول ہوگی۔

❸ عبارت کی تشریح:۔ ترجمہ سے تشریح واضح ہوچکی ہے۔

❹ قسم منعقد ہونے والے الفاظ:۔ لفظِ "اللہ" کے ساتھ، اللہ تعالیٰ کے اسماء مثلاً رحمٰن ورحیم کے ساتھ، صفاتِ ذاتیہ مثلاً اللہ تعالیٰ کی عزت، جلال، کبریائی کی قسم کھانے سے قسم منعقد ہوجاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علم، غضب وغصہ کی قسم اور غیر اللہ کے نام مثلاً رسول،

نبی، کعبہ وقرآن کی قسم منعقد نہیں ہوتی اور قسم حروفِ قسمیہ سے بھی منعقد ہوجاتی ہے جیسے **باللّٰہ، تاللّٰہ** وغیرہ۔

اسی طرح میں قسم کھاتا ہوں یا میں حلف اٹھاتا ہوں یا میں اللہ کا حلف اٹھاتا ہوں یا میں گواہ کرتا ہوں یا میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں یا میں اللہ تعالیٰ کے عہد کی یا میثاق کی قسم اٹھاتا ہوں یا میرے ذمہ نذر ہے یا میرے ذمہ اللہ تعالیٰ کی نذر ہے۔ان تمام الفاظ سے قسم منعقد ہوجاتی ہے۔ اگر میں نے یہ کام کیا تو میں یہودی نصرانی یا مجوسی یا کافر ومشرک ہوں، یہ بھی قسم ہے۔اگر میں نے یہ کام کیا تو مجھ پر اللہ کا غضب ہو یا اللہ تعالیٰ کا غصہ وناراضگی ہو، یہ قسم نہیں ہے،اسی طرح اگر میں نے یہ کام کیا تو میں زانی ہوں، شرابی ہوں، سود کھانے والا ہوں یہ بھی قسم نہیں ہے۔

الشق الثانی ..... **وَالْاُجَرَاءُ عَلٰی ضَرْبَیْنِ: اَجِیْرٌ مُشْتَرَکٌ وَاَجِیْرٌ خَاص..... و لا یجوز اجارۃ المشاع عند ابی حنیفۃؒ و قالا اجارۃ المشاع جائزۃ ۔ (کتاب الاجارہ)**

عبارت کا ترجمہ کریں۔اجیرِ مشترک واجیرِ خاص کی تعریف وحکم بیان کیجئے، مشاع چیز کے اجارہ پر لین دین کا حکم واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے:① عبارت کا ترجمہ ② اجیرِ مشترک واجیرِ خاص کی تعریف وحکم ③ مشاع چیز کے اجارہ پر لین دین کا حکم۔

جواب ..... ① عبارت کا ترجمہ:۔ اجراء (اجیر) کی دو قسمیں ہیں: اجیرِ مشترک واجیرِ خاص.....امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مشاع ومشترک چیز کا اجارہ جائز نہیں ہے اور صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ مشاع چیز کا اجارہ جائز ہے۔

② اجیرِ مشترک واجیرِ خاص کی تعریف وحکم:۔ **کما مرّ فی الشق الاول من السوال الثانی ۱۴۳۶ھ۔**

③ مشاع چیز کے اجارہ پر لین دین کا حکم:۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مشاع ومشترک چیز کو اجارہ پر دینا جائز نہیں ہے، اسکی وجہ یہ ہے کہ اجارہ میں مستأجر کو مکمل اختیار وکنٹرول حاصل ہونا ضروری ہے تاکہ وہ اس چیز سے مطلوبہ نفع حاصل کرسکے اور یہاں چیز کی ملکیت مشترک ہونے کی وجہ سے ایک شریک کیلئے مکمل سپرد کرنا ممکن نہیں ہے، پس مشترک چیز کا اجارہ صحیح نہیں ہے۔

صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ مشاع چیز کا اجارہ جائز ہے، اسلئے کہ اجارہ کا مدار منفعت پر ہے اور مشاع چیز میں منفعت موجود ہے یہی وجہ ہے کہ اگر مشترک مکان اجارہ پر دیا اور مستأجر نے اس میں رہائش کرلی تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک بھی اجرتِ مثل لازم ہے، اگر اس مشاع چیز میں منفعت نہ ہوتی تو یہ اجارہ منعقد ہی نہ ہوتا۔اور مشترک غیر مقسوم چیز کو سپرد کرنا بھی ممکن ہے کہ تخلیہ کردے یا باری مقرر کرلے، یہ ایسے ہی ہے کہ اپنے شریک یا دو افراد کو چیز اجارہ پر دے، پس ثابت ہوا کہ مشاع چیز کا اجارہ جائز ہے۔

امام صاحبؒ کی طرف سے جواب یہ ہے کہ مشترک غیر مقسوم چیز میں محض تخلیہ کے ذریعہ انتفاع کیلئے تسلیم نہیں ہوتا۔(اشرف الہدایہ)

﴿الورقۃ الثالثۃ فی الفقہ﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۹ھ

الشق الاوّل ..... **وَالْاَعْوَاضُ الْمُشَارُ اِلَیْھَا لَایَحْتَاجُ اِلٰی مَعْرِفَۃِ مِقْدَارِھَا فِیْ جَوَازِ الْبَیْعِ وَالْاَثْمَانُ الْمُطْلَقَۃُ لَاتَصِحُّ اِلَّا اَنْ تَکُوْنَ مَعْرُوْفَۃَ الْقَدْرِ وَیَجُوْزُ الْبَیْعُ بِثَمَنٍ حَالٍ وَمُؤَجَّلٍ اِذَا کَانَ الْاَجَلُ مَعْلُوْمًا وَمَنْ اَطْلَقَ الثَّمَنَ فِی الْبَیْعِ کَانَ عَلٰی غَالِبِ نَقْدِ الْبَلَدِ فَاِنْ کَانَتِ النُّقُوْدُ مُخْتَلِفَۃً فَالْبَیْعُ فَاسِدٌ اِلَّا اَنْ یُبَیِّنَ اَحَدَھُمَا۔**

عبارت پر اعراب لگا کر تشریح کریں، بیع کی لغوی واصطلاحی تعریف کریں، بیع فاسد وباطل میں کیا فرق ہے؟(ص ۶۵۔امدادیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کی تشریح (۳) بیع کی لغوی و اصطلاحی تعریف (۴) بیع فاسد وباطل میں فرق۔

جواب ..... ① عبارت پر اعراب:۔ **کمامرّ فی السوال آنفا۔**

② عبارت کی تشریح:۔ اس عبارت میں متعدد مسائل کا ذکر ہے:① اعواض (مبیع وثمن) کی طرف اگر بیع میں اشارہ کیا گیا تو پھر دونوں کی مقدار اور وصف کا معلوم ہونا ضروری نہیں ہے کیونکہ اشارہ شناخت کیلئے کافی ہے ایسی صورت میں بائع اور مشتری کے درمیان اختلاف کا اندیشہ

نہیں ہے۔ ② اگر ثمن کی طرف اشارہ نہیں کیا گیا تو مطلق ثمن کی صورت میں بیع صحیح نہیں ہے جب تک کہ اُن کی مقدار اور وصف کو بیان نہ کیا جائے مثلاً ثمن کی تعداد کتنی ہوگی اور کس قسم کے ثمن ہونگے کیونکہ اگر ثمن کی مقدار میں ابہام ہو یا وصف میں ابہام ہو تو نزاع کا باعث بن سکتا ہے۔ ③ نقد ثمن اور ادھار ثمن دونوں صورتوں میں بیع جائز ہے البتہ ادھار کی صورت میں مدت کا معلوم ہونا ضروری ہے وگرنہ اس جہالت کے نزاع کا باعث ہونے کی وجہ سے بیع فاسد ہوگی۔ ④ اگر کسی شہر میں مختلف قسم کی کرنسی اور سکّے رائج ہوں مگر مالیت میں سب برابر ہوں تو ایسی صورت میں اگر ثمن کو مطلق ذکر کیا گیا یعنی اُسکی مقدار کو تو ذکر کیا گیا مگر وصف کو ذکر نہیں کیا گیا تب بھی بیع درست ہو جائیگی اور اگر اُنکی مالیت مختلف ہو تو اس صورت میں نزاع کا باعث ہونے کی وجہ سے بیع فاسد ہوگی البتہ اگر مختلف کرنسی وسکّوں میں سے کسی خاص قسم کو متعین کر دیا گیا تو پھر بیع صحیح ہو جائیگی۔

الغرض جہاں جہالت ہو اور نزاع کا باعث ہو وہاں بیع جائز نہیں ہے اور جہاں جہالت ہو مگر نزاع کا باعث نہ ہو وہاں بیع جائز ہے۔

③ بیع کی لغوی واصطلاحی تعریف:۔ یہ لفظ اضداد میں سے ہے۔ لغوی معنی: **مبادلة المال بالمال** ہے خواہ بیچنا ہو یا لینا ہو۔

اصطلاحی معنی: **مبادلة المال بالمال بالتراضي بطريق التجارة** کو بیع کہتے ہیں۔

④ بیع فاسد و باطل میں فرق:۔ بیع فاسد وہ بیع ہے جو اپنی اصل کے اعتبار سے تو جائز ہو البتہ وصف کے اعتبار سے ناجائز ہو مثلاً ایسی چیز فروخت کرنا جسکے سپرد کرنے پر قادر نہ ہو جیسے بھاگا ہوا غلام اور بیع باطل جو اپنی اصل کے اعتبار سے ہی جائز نہ ہو جیسے معدوم یا مردار چیز کی بیع۔ نیز بیع فاسد میں ملکیت کے ثبوت کیلئے قبضہ ضروری ہے اور بیع باطل علی الاطلاق غیر مفید ہے خواہ قبضہ سے پہلے ہو یا بعد میں ہو۔

الشق الثاني ..... **وَكُلُّ شِرْكَةٍ فَاسِدَةٍ فَالرِّبْحُ فِيهَا عَلٰى قَدْرِ رَأْسِ الْمَالِ وَيَبْطُلُ شَرْطُ التَّفَاضُلِ وَإِذَا مَاتَ اَحَدُ الشَّرِيْكَيْنِ اَوْ إِرْتَدَّ وَلَحِقَ بِدَارِ الْحَرْبِ بَطَلَتِ الشِّرْكَةُ وَلَيْسَ لِوَاحِدٍ مِنَ الشَّرِيْكَيْنِ اَنْ يُؤَدِّيَ زَكَاةَ مَالِ الْاٰخَرِ إِلَّا بِإِذْنِهٖ فَإِنْ اَذِنَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا لِصَاحِبِهٖ اَنْ يُؤَدِّيَ زَكَاتَهٗ فَاَدّٰى كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا فَالثَّانِيْ ضَامِنٌ سَوَاءٌ عَلِمَ بِاَدَاءِ الْاَوَّلِ اَوْ لَمْ يَعْلَمْ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَقَالَا: إِنْ لَمْ يَعْلَمْ لَمْ يَضْمَنْ۔** (ص۱۰۳۔امدادیہ)

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، مسئلہ مذکورہ میں ائمہ کا اختلاف وضاحت کے ساتھ لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) مسئلہ مذکورہ میں اختلافِ ائمہ کی وضاحت۔

جواب ..... ① عبارت پر اعراب:۔ **كمامرّ في السوال آنفا۔**

② عبارت کا ترجمہ:۔ اور ہر شرکتِ فاسدہ میں نفع رأس المال کے اعتبار سے تقسیم ہوگا اور کمی زیادتی کی شرط باطل ہوگی اور اگر شریکین میں سے کوئی ایک مر جائے یا مرتد ہو کر دار الحرب میں چلا جائے تو شرکت باطل ہو جائے گی۔ اور شریکین میں سے کسی ایک کیلئے دوسرے کے مال کی زکوٰۃ اُس کی اجازت کے بغیر دینا جائز نہیں ہے۔ پس اگر ہر ایک نے اُن میں سے اپنے ساتھی کو اپنی زکوٰۃ کی ادائیگی کی اجازت دی اور ہر ایک نے اُن میں سے زکوٰۃ ادا کر دی تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک دوسرا ادا کرنے والا ضامن ہوگا خواہ اُسے پہلے کی ادائیگی کا علم ہو یا نہ ہو اور صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ اگر اُسے پہلے کی ادائیگی کا علم نہیں ہے تو پھر وہ ضامن نہیں ہے۔

③ مسئلہ مذکورہ میں اختلافِ ائمہ کی وضاحت:۔ اگر شریکین میں سے ہر ایک نے اپنے ساتھی کو زکوٰۃ ادا کرنے کی اجازت دی ہے تو اِس صورت میں ایک کا دوسرے کی طرف سے زکوٰۃ ادا کرنا ٹھیک ہے البتہ اگر دونوں نے زکوٰۃ ادا کر دی تو اِس صورت میں امام صاحب اور صاحبینؒ کا اختلاف ہے۔ امام صاحبؒ کے نزدیک جس شخص نے بعد میں زکوٰۃ ادا کی ہے وہ دوسرے کیلئے زکوٰۃ کی بقدر مال کا ضامن ہوگا خواہ اُسے اپنے ساتھی کے زکوٰۃ ادا کرنے کا علم ہو یا نہ ہو، جبکہ صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ اگر دوسرے شریک کو پہلے شریک کے زکوٰۃ ادا کرنے کا علم نہ ہو تو اِس صورت میں وہ شخص ضامن نہ ہوگا البتہ اگر اُسے معلوم تھا اُسکے باوجود اُس نے زکوٰۃ ادا کر دی تو اِس صورت میں وہ ضامن ہوگا۔

﴿السوال الثاني﴾ ۱۴۳۹ھ

الشق الاوّل ..... **إِذَا غَابَ الرَّجُلُ فَلَمْ يُعْرَفْ لَهٗ مَوْضِعٌ وَلَا يُعْلَمُ اَحَيٌّ هُوَ اَمْ مَيِّتٌ؟ نَصَبَ الْقَاضِيْ مَنْ**

0313 6367911 mailbabazkariyamultan@gmail.com

يَحْفَظُ مَالَهٗ وَ يَقُوْمُ عَلَيْهِ وَيَسْتَوْفِيْ حُقُوْقَهٗ وَيُنْفِقُ عَلٰى زَوْجَتِهٖ وَاَوْلَادِهِ الصِّغَارِ مِنْ مَالِهٖ وَلَا يُفَرِّقُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ اِمْرَأَتِهٖ فَاِذَا تَمَّ لَهٗ مِائَةٌ وَعِشْرُوْنَ سَنَةً مِنْ يَوْمٍ وُلِدَ حَكَمْنَا بِمَوْتِهٖ وَاعْتَدَّتْ اِمْرَأَتُهٗ وَقُسِّمَ مَالُهٗ بَيْنَ وَرَثَتِهِ الْمَوْجُوْدِيْنَ فِيْ ذٰلِكَ الْوَقْتِ۔ (ص۱۲۹۔امدادیہ) عبارت پر اعراب لگا کر تشریح کریں، مفقود کی تعریف کریں، مفقود کی موت کا حکم لگانے کیلئے ایک سوبیس سال کا انتظار ضروری ہے یا اس سے کم بھی ممکن ہے اور اس کی کیا صورت ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کی تشریح (۳) مفقود کی تعریف (۴) مفقود کی موت کیلئے مدت کی وضاحت۔

جواب ..... ❶ عبارت پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

❷ عبارت کی تشریح:۔ اس عبارت میں مفقود کی تعریف اور اس کا حکم بیان کیا گیا ہے تو فرمایا کہ مفقود وہ شخص ہے جس کے بارے میں بالکل کچھ بھی معلوم نہ ہو کہ وہ کہاں ہے؟ حتیٰ کہ یہ بھی معلوم نہ ہو کہ وہ زندہ ہے یا مر گیا ہے۔

اس کے بعد مفقود کا حکم بیان کہ ایسے شخص کے متعلق قاضی کی ذمہ داری ہے کہ اُس کے مال کی حفاظت ونگرانی اور لوگوں سے اُسکے حقوق کی وصولی اور اُسکے ذاتی امور کی نگہداشت کے لئے کسی شخص کو مقرر کرے چنانچہ وہ شخص اُس کے مال کی حفاظت بھی کریگا، اُسکے مال کی نگرانی ودیکھ بھال بھی کرے گا، اُسکے حقوق کی وصولی بھی کرے گا اور اُس کی بیوی اور نابالغ اولاد پر خرچ بھی کرے گا۔

البتہ قاضی مفقود اور اُس کی بیوی کے درمیان تفریق کا فیصلہ جاری نہیں کرے گا، پس جب مفقود کی عمر ایک سوبیس سال ہوجائے تو پھر قاضی اُس کی موت کا حکم جاری کرے گا اور اُس کے بعد اُس کی عورت عدت گزارے گی اور پھر وراثت کے قانون کے مطابق اُس کا مال ورثاء میں تقسیم کیا جائے گا۔

❸ مفقود کی تعریف:۔ اوپر تشریح کے ضمن میں تعریف معلوم ہوگئی کہ وہ غائب شخص جس کا بالکل کوئی ٹھکانہ معلوم نہ ہو حتیٰ کہ اُس کی موت وحیات کا بھی علم نہ ہو۔

❹ مفقود کی موت کیلئے مدت کی وضاحت:۔ مفقود کے انتقال کے متعلق معتبر مدت میں علماء کا اختلاف ہے۔

امام مالکؒ کے نزدیک ایک قول میں امام شافعیؒ اور ایک روایت کے مطابق امام احمدؒ کے نزدیک جب کوئی شخص چار سال تک لاپتہ رہے تو قاضی مفقود اور اُس کی بیوی کے درمیان تفریق کردے اور عورت عدتِ وفات گزارنے کے بعد جس سے چاہے نکاح کرلے۔

امام ابوحنیفہؒ سے امام حسنؒ کی روایت کے مطابق ایک سوبیس سال مدت ہے اور ظاہر الروایہ کے مطابق جب بستی کے تمام ہم عصر لوگ مرجائیں تو پھر مفقود کی موت کا حکم لگا دیا جائے کیونکہ آدمی اپنے ہم عصروں کے بعد کم ہی زندہ رہتا ہے۔ اور احکامِ شرعیہ کی بنیاد غالب واکثر پر ہے اس لئے ہم عصر کی موت کی صورت میں اُس کی موت کا اعلان بھی کردیا جائے گا۔

امام ابو یوسفؒ سے سو سال کی مدت منقول ہے، بعض فقہاء سے نوے سال منقول ہے کیونکہ عموماً آج کل اس سے زیادہ مدت تک آدمی زندہ نہیں رہتا۔ شرح وقایہ اور کنز میں ایسا ہی ہے اور اِسی پر فتویٰ ہے۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

مذہبِ مختار یہ ہے کہ اس مسئلہ کو امام کی رائے کے حوالے کردیا جائے کیونکہ علاقوں اور طبیعتوں کے اختلاف سے اس میں اختلاف ہوتا ہے۔ بعض متأخرین حنفیہ نے وقت کی نزاکت اور فتنوں پر نظر رکھتے ہوئے امام مالکؒ کے مسلک پر فتویٰ دیا ہے۔ (التکمیل الضروری ۲:۲۳۰)

الشق الثانی ..... اِذَا اشْتَرَكَ جَمَاعَةٌ فِيْ سَرِقَةٍ فَاَصَابَ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ عَشَرَةُ دَرَاهِمَ قُطِعَ وَاِنْ اَصَابَهٗ اَقَلَّ مِنْ ذٰلِكَ لَمْ يُقْطَعْ وَلَا يُقْطَعُ فِيْمَا يُوْجَدُ تَافِهًا مُبَاحًا فِيْ دَارِ الْاِسْلَامِ كَالْخَشَبِ وَالْحَشِيْشِ وَالْقَصَبِ وَالسَّمَكِ وَالصَّيْدِ وَلَا فِيْمَا يُسْرِعُ اِلَيْهِ الْفَسَادُ كَالْفَوَاكِهِ الرَّطْبَةِ وَاللَّبَنِ وَاللَّحْمِ وَالْبِطِّيْخِ وَالْفَاكِهَةِ عَلَى الشَّجَرِ وَالزَّرْعِ الَّذِيْ لَمْ يُحْصَدْ وَلَا قَطْعَ فِي الْاَشْرِبَةِ الْمُطْرِبَةِ وَلَا فِي الطُّنْبُوْرِ وَلَا فِيْ سَرِقَةِ الْمَصْحَفِ۔

اعراب لگا کر تشریح کریں، سارق اور قاطع الطریق میں کیا فرق ہے؟ دونوں کا حکم لکھیں، کس قدر مالیت کی چوری پر ہاتھ کاٹنے کا حکم ہے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کی تشریح (۳) سارق اور قاطع الطریق میں فرق وحکم (۴) سرقہ کی مقدارِ حد۔ (ص۱۹۱۔امدادیہ)

جواب..... ❶ عبارت پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

❷ عبارت کی تشریح:۔ اس عبارت میں سرقہ یعنی چوری کے متعلق مختلف مسائل بیان کئے گئے ہیں۔

① اگر کسی گروہ نے مل کر کسی کا مال چوری کیا تو اِس صورت میں اگر مال اِس قدر زیادہ ہے کہ اُس کو پورے گروہ پر تقسیم کیا جائے اور ہر ایک چور کو دس درہم کی مقدار مال مل جائے تو اِس صورت میں تمام لوگوں کے ہاتھ کاٹے جائیں گے۔ لیکن اگر چوری کئے ہوئے مال کی مقدار اس سے کم ہے یعنی ہر ایک کو دس درہم مال نہیں پہنچتا تو اِس صورت میں اُن کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

② جو چیزیں معمولی حیثیت رکھتی ہوں اور عموماً دارالاسلام میں وہ مباح سمجھی جاتی ہوں یعنی ہر شخص کے لئے اسکو لینا جائز ہے تو ایسی چیزوں کو چوری کرنے کی صورت میں چور کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا جیسے لکڑی، نرکل، مچھلی وغیرہ۔ اسی طرح جو چیزیں جلد خراب ہوجاتی ہیں اُن چیزوں کے چوری کرنے پر بھی ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا جیسے تازہ فروٹ، دودھ، گوشت وغیرہ۔ اسی طرح کسی نے اگر نشہ آور شراب چوری کرلی یا باجا وغیرہ چوری کرلیا یا مصحف وغیرہ چوری کرلیا تو اِن چیزوں کے چور پر بھی حد جاری نہیں کی جائے گی۔

❸ سارق اور قاطع الطریق میں فرق وحکم:۔ سارق (چور) وہ شخص کہلاتا ہے جو کسی کا مالِ محفوظ پوشیدہ طور پر اٹھائے اور اُسکی حفاظت میں کوئی شبہ نہ ہو جبکہ قاطع الطریق (ڈاکو) وہ طاقتور شخص ہے جو آنکھوں کے سامنے مال چھیننے اور راستہ روکنے پر قادر ہو۔

سارق نے اگر دس درہم مالیت کی بقدر مال چوری کیا تو اُس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔

قاطع الطریق کے حکم میں تفصیل ہے ① اگر ڈاکو ڈکیتی کے ارادہ سے نکلے، ابھی تک نہ مال چھینا اور نہ کسی کو قتل کیا اُس سے پہلے ہی گرفتار کرلئے گئے تو اُن کو توبہ کرنے تک قید کردیا جائے گا۔ ② اگر ڈاکو ڈکیتی کیلئے نکلے اور کسی مسلمان یا ذمی کا اتنا مال لے لیا کہ اگر اُس کو سب شرکاء پر تقسیم کیا جائے تو سب کو دس دراہم یا اُس سے زائد مل سکے تو اس صورت میں ہر ایک کے ہاتھ پاؤں مخالف سمت (دایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں) سے کاٹے جائینگے۔ ③ اگر ڈاکوؤں نے واردات کے دوران دوسرے شخص کو قتل کردیا کوئی مال وغیرہ حاصل نہیں کیا تو امام اُن کو بطورِ حد قتل کرے گا یعنی اُن کو مقتول کے اولیاء کی معافی کے باوجود معاف نہیں کیا جائیگا۔ ④ اگر ڈاکوؤں نے واردات کے دوران دوسرے شخص کو قتل کردیا اور مال بھی لے گئے تو اِس صورت میں امام کو متعدد اختیارات ہیں۔ خواہ ہاتھ پاؤں کاٹنے کے بعد قتل کردے یا شروع سے ہی سولی پر چڑھادے یا صرف قتل کردے یا صرف سولی پر چڑھادے۔ (التکمیل الضروری ج۲ ص۴۱۴)

❹ سرقہ کی مقدارِ حد:۔ احناف کے نزدیک سرقہ کی مقدار دس درہم ہے خواہ وہ ایک ہی شخص کا مال ہو یا مشترک مال ہو۔ امام شافعیؒ کے نزدیک سرقہ کی مقدار رُبع دینار ہے اور امام مالکؒ وامام احمدؒ کے نزدیک سرقہ کی مقدار تین درہم ہے اگر چور نے مذکورہ مالیت کی بقدر مال چوری کیا تو اُس کا ہاتھ کاٹا جائے گا وگرنہ اُس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۹ھ

الشق الاوّل..... وَاِذَا اخْتَلَفَ الشَّفِيْعُ وَالْمُشْتَرِیْ فِی الثَّمَنِ، فَالْقَوْلُ قَوْلُ الْمُشْتَرِیْ، فَاِنْ اَقَامَا الْبَیِّنَةَ فَالْبَیِّنَةُ بَیِّنَةُ الشَّفِیْعِ عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَةَ وَمُحَمَّدٍ رحمهما الله، وَقَالَ اَبُوْیُوْسُفَ: اَلْبَیِّنَةُ بَیِّنَةُ الْمُشْتَرِیْ، وَاِذَا ادَّعَی الْمُشْتَرِیْ ثَمَنًا اَکْثَرَ وَادَّعَی الْبَائِعُ اَقَلَّ مِنْهُ وَلَمْ یَقْبِضِ الثَّمَنَ اَخَذَهَا الشَّفِیْعُ بِمَا قَالَ الْبَائِعُ وَکَانَ ذٰلِکَ حَطًّا عَنِ الْمُشْتَرِیْ وَاِنْ کَانَ قَبَضَ الثَّمَنَ اَخَذَهَا بِمَا قَالَ الْمُشْتَرِیْ وَلَمْ یَلْتَفِتْ اِلٰی قَوْلِ الْبَائِعِ۔

اعراب لگاکر ترجمہ کریں۔ مسائل کی تشریح اور مسئلہ اختلافیہ میں ائمہ کا مدلل اختلاف تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) مسائل کی تشریح واختلاف۔

جواب..... ❶ عبارت پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ اور جب شفیع اور مشتری کا ثمن میں اختلاف ہوجائے تو مشتری کا قول معتبر ہوگا پس اگر وہ دونوں گواہ قائم کردیں تو طرفینؒ کے نزدیک شفیع کے گواہ معتبر ہوں گے اور امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ مشتری کے گواہ معتبر ہوں گے۔ اور جب مشتری نے زیادہ ثمن کا دعویٰ کیا اور بائع نے کم ثمن کا دعویٰ کیا اور ابھی بائع نے ثمن پر قبضہ نہیں کیا تھا تو شفیع اُس زمین کو اُس قیمت پر لے لے جو بائع نے بیان کی ہے اور یہ مشتری کے ذمہ سے ثمن کم کرنے کے حکم میں ہوگا۔ اور اگر بائع نے قیمت پر قبضہ کرلیا تو شفیع اُس مکان کو مشتری کے بیان کے مطابق لے لے اور بائع کے بیان کی طرف متوجہ نہ ہو۔

❸ مسائل کی تشریح واختلاف:۔ اگر شفیع اور مشتری کے درمیان کسی چیز کے ثمن (قیمت) کی کمی بیشی میں اختلاف ہوجائے مثلاً شفیع کہتا ہے کہ تم نے یہ مکان ہزار روپے میں خریدا ہے اور مشتری کہتا ہے کہ مَیں نے یہ مکان بارہ سو میں خریدا ہے یعنی مشتری شفیع کے قول کا منکر ہے تو اس صورت میں مشتری کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوگا۔ بشرطیکہ شفیع اپنی بات پر بینہ قائم نہ کرسکے۔

اگر مذکورہ صورت میں شفیع اور مشتری دونوں نے اپنے اپنے دعویٰ پر گواہ قائم کردیئے تو اس صورت میں طرفینؒ کے نزدیک شفیع کے گواہ معتبر ہوں گے جبکہ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک مشتری کے گواہ معتبر ہوں گے۔ امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک دونوں کے گواہ غیر معتبر ہوں گے اور صرف مشتری کا قول ہی معتبر ہوگا اور ایک روایت کے مطابق قرعہ اندازی ہونی چاہیے۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ جس کے گواہ زیادہ عادل ہوں گے اُن گواہوں کے مطابق فیصلہ ہوگا ورنہ قسم کے ذریعے فیصلہ کیا جائیگا۔

اگر مشتری اور بائع میں قیمت کے متعلق اختلاف ہوا، مشتری زیادہ قیمت کا دعویدار ہے اور بائع کم قیمت کا دعویدار ہے تو اِس صورت میں بائع نے قیمت وصول کی ہوگی یا نہیں، اگر بائع نے قیمت وصول نہیں کی تو اِس صورت میں شفیع کے حق میں بائع کا قول معتبر ہوگا لہٰذا شفیع کو چاہیے کہ بائع نے جو قیمت بیان کی ہے وہ قیمت ادا کرکے مکان لے لے اور جو قیمت کم ہوئی ہے وہ مشتری کے ذمہ سے کم کرنے کے حکم میں ہے۔ اور اگر بائع قیمت وصول کرچکا ہے اُس کے بعد بائع اور مشتری میں اختلاف ہوا تو اِس صورت میں شفیع مشتری کے بیان کے مطابق قیمت ادا کرکے مکان لے لے اِس صورت میں قیمت وصول کرنے کی وجہ سے بائع کی حیثیت ایک اجنبی کی طرح ہے اور اس صورت میں اختلاف صرف شفیع اور مشتری کے درمیان ہے اس لئے بائع کے قول کی طرف بالکل توجہ نہیں کی جائے گی اور وہ غیر معتبر ہوگا۔ جبکہ ائمہ ثلاثہؒ کے نزدیک دونوں صورتوں میں مشتری کا قول ہی معتبر ہے۔

الشق الثانی ..... **وَيُكْرَهُ الْاِحْتِكَارُ فِيْ اَقْوَاتِ الْاٰدَمِيِّيْنَ وَ الْبَهَائِمِ ..... وَلَا يَنْبَغِيْ لِلسُّلْطَانِ اَنْ يُّسَعِّرَ عَلَى النَّاسِ وَيُكْرَهُ بَيْعُ السِّلَاحِ فِيْ اَيَّامِ الْفِتْنَةِ وَلَا بَأْسَ بِبَيْعِ الْعَصِيْرِ مِمَّنْ يَعْلَمُ اَنَّهٗ يَتَّخِذُهٗ خَمْرًا۔**

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ مسائل کی تشریح کریں۔ معروضی سوالات میں صحیح وغلط کی نشاندہی کریں:

① امانات میں رہن رکھنا جائز نہیں ہے (صحیح) ② کفالہ کو کسی شرط کے ساتھ معلق کرنا جائز نہیں ہے (غلط)

③ خیارِ شرط صرف مشتری کیلئے جائز ہے (غلط) ④ ثمن کے خرچ ہونے کے بعد اقالہ جائز نہیں (غلط)

⑤ ہبہ ایجاب وقبول کے ساتھ تام ہوجاتا ہے (غلط) ⑥ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک لڑکا پندرہ برس میں بالغ ہوجاتا ہے (غلط)

﴿خلاصۂ سوال﴾ .....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں: ① عبارت پر اعراب ② عبارت کا ترجمہ ③ مسائل کی تشریح ④ معروضی سوالات کا جواب۔ (کتاب الحضر والاباحة)

جواب ..... ① عبارت پر اعراب:۔ **کما مرّ فی السوال آنفا۔**

② عبارت کا ترجمہ:۔ آدمیوں اور چوپاؤں کی غذا کو روکنا اور ذخیرہ کرنا مکروہ ہے..... بادشاہ کیلئے مناسب نہیں ہے کہ لوگوں کیلئے بھاؤ مقرر کرے اور فتنہ کے ایام میں ہتھیار بیچنا مکروہ ہے اور انگور کا رس اس شخص کو بیچنے میں کوئی حرج نہیں ہے جس کے متعلق معلوم ہو کہ وہ اسکو شراب بنائے گا۔

③ مسائل کی تشریح:۔ آدمیوں اور چوپاؤں کی غذا کو بازار سے خرید کر ذخیرہ کرنا اور ضرورت کے باوجود لوگوں کو نہ بیچنا کہ مہنگی ہونے

0313 6357013 maktabazakariyamultan@gmail.com

پر بیچوں گا یہ مکروہ ہے، دلیل آپ ﷺ کا ارشاد ہے: عن ابی امامة قال نهی رسول الله ﷺ ان یحتکر الطعام۔
بادشاہ کیلئے مناسب نہیں ہے کہ ہمیشہ کیلئے لوگوں کی کھانے پینے کی چیز کا بھاؤ مقرر کرے کیونکہ اس میں بائع کا نقصان ہے، یہ قدرت کا نظام ہے کہ اشیاء کی قیمتیں کم زیادہ کرتے رہتے ہیں۔ فتنہ کے ایام میں باغی یا حربی کو اسلحہ بیچنا مکروہ ہے کیونکہ وہ یہ ہتھیار مسلمانوں کے خلاف ہی استعمال کرے گا، گویا یہ اپنے پاؤں پر خود ہی کلہاڑی مارنا ہے۔ انگور کا رس ایسے شخص کو بیچنا جس کے متعلق معلوم ہو کہ وہ اسکو شراب بنائے گا، اس بیع میں کوئی حرج نہیں ہے، البتہ گناہ میں معاونت کی وجہ سے نہ بیچنا بہتر ہے۔

❹ معروضی سوالات کا جواب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

﴿الورقة الثالثة فی الفقه﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۴۰ھ

الشق الاوّل.....وَاِذَا أَوْجَبَ أَحَدُ الْمُتَعَاقِدَيْنِ الْبَيْعَ فَالآخَرُ بِالْخِيَارِ اِنْ شَاءَ قَبِلَ فِي الْمَجْلِسِ وَ اِنْ شَاءَ رَدَّهُ فَأَيُّهُمَا قَامَ مِنَ الْمَجْلِسِ قَبْلَ الْقَبُوْلِ بَطَلَ الْاِيْجَابُ فَاِذَا حَصَلَ الْاِيْجَابُ وَ الْقَبُوْلُ لَزِمَ الْبَيْعُ وَلَا خِيَارَ لِوَاحِدٍ مِنْهُمَا۔ عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ بیع کی لغوی واصطلاحی تعریف اور قرآن مجید سے اسکی مشروعیت کی دلیل ذکر کریں۔ عبارت کی تشریح کر کے بتلائیں کہ کیا "وَلَا خِيَارَ لِوَاحِدٍ مِنْهُمَا" سے تمام خیارات کی نفی مقصود ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے ① عبارت پر اعراب ② عبارت کا ترجمہ ③ بیع کی لغوی و اصطلاحی تعریف اور مشروعیت ④ عبارت کی تشریح اور خیارِ منفی کی وضاحت۔

جواب..... ① عبارت پر اعراب:۔ کما مر فی السوال آنفًا۔

② عبارت کا ترجمہ:۔ جب متعاقدین میں سے کسی ایک نے ایجاب کیا تو دوسرے کو اختیار ہے اگر چاہے تو مجلس میں قبول کر لے اور اگر چاہے تو رد کر دے، پس ان دونوں میں سے کوئی ایک قبول سے پہلے مجلس سے اٹھ گیا تو ایجاب باطل ہو جائے گا۔ پس جب ایجاب وقبول دونوں حاصل ہو جائیں تو بیع لازم ہو جائے گی اور ان دونوں میں سے کسی کو بھی خیار حاصل نہیں ہوگا۔

③ بیع کی تعریف ومشروعیت:۔ بیع کا لغوی معنیٰ مبادلة الشیئ بالشیئ (شیئ کا شیئ سے تبادلہ کرنا) ہے، خواہ وہ مال ہو یا نہ ہو۔ اصطلاح میں بیع مبادلة المال بالمال بالتراضی بطریق التجارة (باہمی رضامندی سے تجارت کے طور پر مال کا مال سے تبادلہ کرنا) کو کہتے ہیں۔ بیع کی مشروعیت کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا (اور اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے)۔

④ عبارت کی تشریح وخیارِ منفی کی وضاحت:۔ عبارت کا حاصل یہ ہے کہ جب متعاقدین میں سے کسی ایک نے ایجاب کیا تو دوسرے کو مجلس میں اختیار ہے کہ ایجاب کو قبول کرے یا رد کر دے، یعنی دوسرے شخص کو بیع قبول اور رد کرنے کے دونوں اختیار حاصل ہیں۔ اگر ایجاب کے بعد ابھی تک قبول نہیں ہوا تھا کہ متعاقدین میں سے کوئی ایک مجلس سے اٹھ کر چلا گیا تو ایجاب ختم ہو جائے گا یعنی اب کسی دوسری مجلس میں قبول نہیں ہو سکتا۔ اگر ایجاب والی مجلس میں ہی قبول بھی ہو گیا تو بیع مکمل ہو جائے گی اور لازم بھی ہو جائے گی۔ اب متعاقدین میں کسی کو خیارِ مجلس حاصل نہ ہوگا کہ وہ بیع ختم کر دے البتہ خیارِ عیب اور خیار رؤیت حاصل ہوگا یعنی اگر مبیع میں کوئی عیب ظاہر ہوا یا خریدار نے مبیع کو دیکھا نہیں تھا اور دیکھنے پر اُسے پسند نہیں آئی تو ان دونوں صورتوں میں مشتری کو رد کا خیار حاصل ہوگا۔ گویا عبارت میں صرف خیارِ مجلس کی نفی کی گئی ہے، نہ کہ ہر قسم کے خیار کی۔

الشق الثانی.....اَلرَّهْنُ يَنْعَقِدُ بِالْاِيْجَابِ وَالْقَبُوْلِ وَيَتِمُّ بِالْقَبْضِ فَاِذَا قَبَضَ الْمُرْتَهِنُ الرَّهْنَ مُحَوَّزًا مُفَرَّغًا مُمَيَّزًا تَمَّ الْعَقْدُ فِيْهِ وَمَالَمْ يَقْبِضْهُ فَالرَّاهِنُ بِالْخِيَارِ اِنْ شَاءَ سَلَّمَهُ وَاِنْ شَاءَ رَجَعَ عَنِ الرَّهْنِ فَاِذَا سَلَّمَهُ اِلَيْهِ فَقَبَضَهُ دَخَلَ فِيْ ضَمَانِهِ وَلَا يَصِحُّ الرَّهْنُ اِلَّا بِدَيْنٍ مَضْمُوْنٍ وَهُوَ مَضْمُوْنٌ بِالْاَقَلِّ مِنْ قِيْمَتِهِ وَمِنَ الدَّيْنِ۔

0313 6357917 muktahazakariyamultany@gmail.com

رہن کی تعریف کریں، عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ اور واضح تشریح کریں، خط کشیدہ قیود کا مطلب وضاحت کے ساتھ تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں پانچ امور حل طلب ہیں (۱) رہن کی تعریف (۲) عبارت پر اعراب (۳) عبارت کا ترجمہ (۴) عبارت کی تشریح (۵) خط کشیدہ قیود کا مطلب۔

جواب ..... ① رہن کی تعریف:۔ رہن لغت میں کسی چیز کے روک لینے کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں مالی چیز کو کسی حق کے عوض میں روک لینا تا کہ وہ حق وصول ہو سکے اور رہن کا قعد بھی کیا ہو یعنی ایجاب وقبول کیا ہو۔

② عبارت پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفًا۔

③ عبارت کا ترجمہ:۔ رہن ایجاب وقبول سے منعقد ہو جاتا ہے اور قبضہ سے مکمل ہو جاتا ہے پس جب مرتہن نے رہن پر قبضہ کر لیا اس حال میں کہ وہ تقسیم شدہ ہو، فارغ کردہ ہو، تمیز کردہ ہو تو اب اُس میں عقد مکمل ہو گیا اور جب تک مرتہن رہن پر قبضہ نہ کرلے تو راہن کو اختیار ہے اگر چاہے تو اُس مرہون کو مرتہن کے سپرد کرے اور اگر چاہے تو رہن سے رجوع کر لے، پس جب راہن نے رہن کو مرتہن کے سپرد کر دیا اور مرتہن نے اُس پر قبضہ کر لیا تو اب رہن مرتہن کی ضمان میں داخل ہو گیا، اور رَہن صحیح نہیں ہوگا مگر دَینِ مضمون کے عوض اور رہن اپنی قیمت اور دَین میں سے کم کے عوض میں مضمون ہوتا ہے۔

④ عبارت کی تشریح:۔ اس عبارت میں رہن کے انعقاد کی صورت کو بیان فرما رہے ہیں کہ رہن ایجاب وقبول سے منعقد ہوتا ہے مثلاً راہن نے کہا کہ میں نے یہ چیز دَین کے بدلہ میں تیرے پاس رہن رکھی اور مرتہن نے کہا کہ میں نے قبول کیا تو رہن منعقد ہو گیا، اس کے بعد جب راہن نے وہ چیز مرتہن کے حوالہ کر دی اس حال میں کہ وہ چیز علیحدہ تھی، اور راہن کے حق کے ساتھ مشغول بھی نہ تھی اور مقسوم تھی مشاع نہ تھی اور مرتہن نے اس پر قبضہ کر لیا تو عقدِ رہن مکمل ہو گیا، اور چیز مرتہن کی ضمان میں داخل ہو گئی، اور جس وقت تک مرتہن نے مرہونہ چیز پر قبضہ نہیں کیا اس وقت تک راہن کو اختیار بھی ہوگا چاہے رہن سپرد کر دے اور چاہے رہن سے رجوع کرے، مگر بعد القبض راہن کو اختیار نہ ہوگا بلکہ وہ چیز مرتہن کی ضمان میں داخل ہو جائے گی۔

اور رہن کے صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ مرہونہ چیز دَینِ مضمون کے عوض میں ہو اور مرہونہ چیز کی ہلاکت کی صورت میں مرہونہ چیز کی قیمت اور دَین میں سے جس کی مالیت کم ہوگی اُسی کے اعتبار سے مرہونہ چیز کی ضمان لازم ہوگی۔

⑤ خط کشیدہ قیود کا مطلب:۔ "ممیزا" کا مطلب یہ ہے کہ مرہونہ چیز غیر مرہون کے ساتھ متصل نہ ہو پیدائشی طور پر۔

"محوزا" کا مطلب یہ ہے کہ مرہونہ چیز مقسوم ہو مشاع (مشترک) نہ ہو یعنی جتنی رہن رکھی جا رہی ہے ساری سپرد کر دی جائے یہ رہن مشترک سے احتراز ہے۔ "مُفَرَّغًا" کا مطلب یہ ہے کہ راہن کے حق کے ساتھ مشغول نہ ہو۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۰ھ

الشق الاوّل.....و من باع بشرط الخیار فلا شفعة للشفیع فان اسقط البائع الخیار وجبت الشفعة وان اشتریٰ بشرط الخیار وجبت الشفعة و من ابتاع دارا شراء فاسدا فلا شفعة فیها و لکل واحد من المتعاقدین الفسخ فان سقط الفسخ وجبت الشفعة۔ ترجمہ کریں۔ مذکورہ مسائل کی دلیل کے ساتھ وضاحت کریں۔ کیا ہبہ بالعوض میں شفعہ ثابت ہوتا ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے ① عبارت کا ترجمہ ② مسائل کی وضاحت بالدلیل ③ ہبہ بشرط العوض میں ثبوتِ شفعہ کا حکم۔

جواب ..... ① عبارت کا ترجمہ:۔ کسی شخص نے خیارِ شرط کے ساتھ مکان وغیرہ فروخت کیا تو شفیع کے لیے حق شفعہ نہیں ہے، پس اگر بائع نے خیارِ شرط ساقط کر دیا تو شفعہ ثابت ہو جائے گا۔ اور اگر کسی شخص نے خیارِ شرط کے ساتھ مکان وغیرہ خریدا تو حق شفعہ ثابت ہوگا۔ اور جس شخص نے کوئی مکان بیع فاسد کے ساتھ خریدا تو اس میں بھی شفعہ ثابت نہ ہوگا اور متعاقدین میں سے ہر ایک کو فسخ کا حق حاصل ہوگا پس اگر فسخ کا حق ساقط ہو جائے تو شفعہ ثابت ہو جائے گا۔

❷ مسائل کی وضاحت بالدلیل:۔ اس عبارت میں پہلا مسئلہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ کسی شخص نے اپنی کوئی زمین یا مکان وغیرہ خیار شرط کے ساتھ فروخت کر دیا تو شفیع کو حقِ شفعہ حاصل نہیں ہوگا اور اگر بائع نے اپنا خیارِ شرط ساقط کر دیا تو پھر شفیع کو حق شفعہ حاصل ہوگا۔ دلیل یہ ہے کہ جب تک بائع کو خیارِ شرط حاصل ہے اس وقت تک وہ جائیداد اس کی ملک سے خارج نہیں ہوئی، جب جائیداد اس کی ملک سے خارج نہیں ہوئی تو شفعہ کا حق بھی ثابت نہیں ہوگا۔ البتہ جب بائع نے خیارِ شرط ختم کر کے بیع مکمل کر دی تو مبیع اس کی ملک سے نکل گئی لہٰذا اب شفیع کو حق شفعہ حاصل ہوگا۔ اسی طرح اگر مشتری نے اپنے لیے خیارِ شرط رکھا تو پھر بھی شفعہ کا حق ثابت ہوگا، اس لیے کہ بائع کے پاس اختیار نہ ہونے کی وجہ سے مبیع اس کی ملک سے نکل گئی ہے اور اس کی طرف سے بیع مکمل ہے۔

دوسرا مسئلہ: کسی نے بیع فاسد کے ذریعے مکان وغیرہ خریدا تو بیع کے فاسد ہونے کی وجہ سے متعاقدین کو چاہیے کہ بیع کو ختم کر دیں اور متعاقدین میں سے ہر ایک کو بیع فسخ کرنے کا حق حاصل ہے، لہٰذا جب تک یہ فسخ کا حق حاصل ہے اس وقت تک بیع مکمل نہ ہونے اور مبیع کے بائع کی ملک سے نہ نکلنے کی وجہ سے شفیع کو حقِ شفعہ حاصل نہ ہوگا۔ البتہ اگر متعاقدین نے فسخ کا حق ساقط کر دیا اور بیع فاسد کو بحال ہی رکھا اور بیع توڑنے کا امکان ختم ہو گیا تو بیع کے ثابت ہونے کی وجہ سے شفیع کو شفعہ کا حق حاصل ہوگا، کیوں کہ اب یقینی طور پر مبیع بائع کی ملک سے نکل چکی ہے۔

❸ ہبہ بشرط العوض میں ثبوتِ شفعہ کا حکم:۔ محض ہبہ کی صورت میں شفیع کے لیے حقِ شفعہ ثابت نہیں ہوتا، البتہ اگر بائع نے ہبہ میں عوض کی شرط لگا دی تو حقِ شفعہ ثابت ہو جائے گا کیوں کہ عوض کی شرط لگانے کی وجہ سے ہبہ بیع کے حکم میں ہو گیا جیسا کہ بیع میں عوض نہ ہونے کی شرط لگانے سے بیع ہبہ کے حکم میں ہو جاتی ہے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۰ھ

الشق الاوّل .....درج ذیل سوالات کا ہاں یا نہیں میں جواب دیں۔

① اگر قاتل مقتول کے اولیاء کے ساتھ مال پر صلح کر لے تو کیا قاتل سے پھر بھی قصاص لیا جائے گا؟ (نہیں)

② کیا یہ درست ہے کہ کسی کا ہاتھ کاٹنے سے پوری دیت کا نصف واجب ہوتا ہے۔ (ہاں)

③ کیا مستامن کے مقابلے میں مسلمان سے قصاص لیا جائے گا؟ (نہیں) ④ کیا قتل کی شرعاً چار قسمیں ہیں؟ (نہیں)

⑤ کیا قتل خطا میں دیت عاقلہ پر واجب ہوتی ہے؟ (ہاں) ⑥ کیا یوم نحر سے مراد عید الاضحیٰ کا پہلا دن ہوتا ہے؟ (ہاں)

⑦ کیا جماء اس جانور کو کہتے ہیں جس کی دم کٹی ہوئی ہو؟ (نہیں) ⑧ کیا اہل سواد کیلئے طلوعِ فجر سے پہلے قربانی کرنا جائز ہے؟ (نہیں)

⑨ کیا شبہ عمد میں قصاص اور کفارہ دونوں واجب ہوتے ہیں؟ (نہیں)

⑩ کیا قربانی کے وجوب کے لیے آدمی کا آزاد ہونا بھی شرط ہے؟ (ہاں)

⑪ کیا عاقلہ پر دیت کی ادائیگی پانچ سال میں ضروری ہوتی ہے؟ (نہیں)

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

جواب ..... کمامرّ فی السوال آنفا۔

الشق الثانی .....درج ذیل سوالات کا جواب ہاں یا نہیں میں دیں۔

① کیا اسلحہ جیسی چیز سے کیا جانے والا قتل شبہ عمد کہلاتا ہے؟ (نہیں) ② کیا قتل خطا فی القصد اور خطا فی الفعل کا ایک ہی حکم ہے؟ (ہاں)

③ کیا ذمی کو قتل کرنے پر مسلمان سے قصاص لیا جائے گا؟ (ہاں) ④ کیا مرتد کو قتل کرنے سے بھی قصاص واجب ہوتا ہے؟ (نہیں)

⑤ کیا قتل کی تمام اقسام میں دیت واجب ہوتی ہے؟ (نہیں) ⑥ کیا حد رجم کیلئے زانی کا محصن ہونا بھی ضروری ہے؟ (ہاں)

⑦ اگر کسی شخص کو بڑا پتھر مار کر قتل کیا جائے تو کیا یہ صاحبین کے نزدیک قتل عمد ہے؟ (ہاں)

⑧ کیا اپنے بیٹے کو قتل کرنے کی وجہ سے باپ کو قتل کیا جائے گا؟ (نہیں)

⑨ جو شخص اہلِ دیوان میں سے نہ ہو تو کیا اس کے عاقلہ اس کا قبیلہ ہوگا؟ (ہاں)

⑩ کیا صلح کی وجہ سے لازم ہونے والے مال کی ادائیگی بھی عاقلہ کے ذمہ ہوگی؟ (نہیں)

⑪ اگر زنا کا اقرار کرنے والا اجراءِ حد سے پہلے رجوع کرلے تو رجوع معتبر ہوگا؟ (ہاں)

جواب.....کما مرّ فی السوال آنفًا۔

﴿الورقة الثالثة : فی الفقه﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۴۱ھ

الشق الاوّل.....**ومن باع صبرة طعام كل قفيز بدرهم جاز البيع فی قفيز واحد عند ابی حنيفة وبطل فی الباقی الا ان يسمی جملة قفزانها وقال ابويوسف ومحمد يصح فی الوجهين، ومن باع قطيع غنم كل شاة بدرهم فالبيع فاسد فی جميعها وكذلك من باع ثوبا مذارعة كل ذراع بدرهم ولم يسم جملة الذراعان۔**

عبارت کا لغوی اور شرعی معنی ذکر کریں، مذکورہ مسائل کی بے غبار تشریح کریں۔ دوسرے مسئلہ میں بیع کے فاسد ہونے کی وجہ تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) بیع کا لغوی واصطلاحی معنی (۲) مسائل کی تشریح (۳) دوسرے مسئلہ میں بیع کے فاسد ہونے کی وجہ۔

جواب..... ❶ بیع کا لغوی واصطلاحی معنی:۔ لغوی معنی: **مبادلة الشيئ بالشيئ** ہے خواہ وہ مال ہو یا نہ ہو۔

اصطلاحی معنی: **مبادلة المال بالمال بالتراضی بطريق التجارة** کو بیع کہتے ہیں۔

❷ مسائل کی تشریح:۔ کسی شخص نے غلہ کا ایک ڈھیر فروخت کیا کہ ہر ایک قفیز ایک درہم میں ہے تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بیع صرف ایک قفیز میں جائز ہوگی باقی مقدار میں باطل ہوگی البتہ اسی مجلس عقد میں اس ڈھیری کے تمام قفیزوں کی مقدار کو بیان کردیا جائے تو پورے ڈھیر کی بیع جائز ہوگی اس لئے کہ جب کل کی اضافت ایسی چیز کی جانب کی جائے جس کا منتہی معلوم نہ ہو تو اس کا اطلاق ادنیٰ پر کیا جائے گا اور ادنیٰ کی مقدار ایک عدد ہے اور صاحبین رحمہما اللہ نے کہا کہ دونوں صورتوں میں بیع درست ہے خواہ تمام قفیزوں کی مقدار بیان کی گئی ہو یا بیان نہ کی گئی ہو۔

"**ومن باع قطيع غنم الخ**" اس عبارت میں دو مسئلے بیان کئے گئے ہیں ① کسی شخص نے بکریوں کا ریوڑ فروخت کیا کہ ہر ایک بکری ایک درہم کے عوض ہے تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تمام بکریوں کی بیع فاسد ہے ② کسی نے گزوں کے حساب سے کپڑا فروخت کیا کہ ایک گز ایک درہم کے عوض ہے اور تمام گز بیان نہیں کئے تو بھی بیع فاسد ہے اور صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک دونوں صورتوں میں بیع جائز ہے۔ البتہ اگر بوقتِ عقد کل ریوڑ اور کپڑے کے کل تھان کی مقدار واضح کردی جائے تو بیع بالاتفاق جائز ہوجائیگی۔

❸ دوسرے مسئلہ میں بیع کے فاسد ہونے کی وجہ:۔ دوسرے مسئلہ میں کسی ایک بکری میں بھی بیع جائز نہیں ہے، کیونکہ بکریوں میں فرق وتفاوت ہوتا ہے بکریاں دُبلی وموٹی ہوتی ہیں، اگر ایک بکری میں بیع جائز ہو تو مشتری موٹی بکری لینا چاہے گا اور بائع کمزور بکری دینے کی کوشش کرے گا، جس سے نزاع کا خطرہ واندیشہ ہے لہٰذا بیع فاسد ہے۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

الشق الثانی.....**اذا اطلع المشتری علی عيب فی المبيع فهو بالخيار ان شاء اخذ بجميع الثمن وان شاء رده وليس له ان يمسكه ويأخذ النقصان واذا حدث عند المشتری عيب ثم اطلع علی عيب كان عند البائع فله ان يرجع بنقصان العيب ولا يرد المبيع الا ان يرضی البائع ان ياخذه بعيبه۔**

عبارت کا ترجمہ وتشریح کریں، مشتری بائع سے نقصان کا معاوضہ لیکر معیوب مبیع اپنے پاس رکھ سکتا ہے؟ خیارِ رؤیت، خیارِ شرط اور خیارِ عیب کی مثالوں سے وضاحت کریں۔ تاجروں کے عرف میں عیب کسے کہتے ہیں؟ اور ایسے پانچ عیوب ذکر کریں جو غلام و جاریہ کے حق میں عیب شمار ہوتے ہیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل پانچ امور ہیں (۱) عبارت کا ترجمہ (۲) عبارت کی تشریح (۳) نقصان کا معاوضہ لینے کی

صورت میں مبیع کا حکم (۴) خیارِ رؤیت، خیارِ شرط وخیارِ عیب کی مثالوں سے وضاحت (۵) عیب کی تعریف اور غلام وجاریہ کے عیوب۔

جواب ..... ① عبارت کا ترجمہ:۔ جب مطلع ہو مشتری مبیع میں عیب پر تو اسے خیار ہے اگر چاہے تو لے اسے پورے ثمن کے ساتھ اور اگر چاہے تو اسے رد کردے۔ اور مشتری کیلئے مبیع کو روکنا اور نقصان لینا جائز نہیں ہے، اور جب مشتری کے پاس عیب پیدا ہوگیا اور پھر وہ ایسے عیب پر مطلع ہوا جو بائع کے پاس تھا تو اس کے لئے عیب کے نقصان کے ساتھ رجوع کرنا جائز ہے، اور مبیع رد کرنا جائز نہیں ہے، مگر یہ کہ بائع اس کو عیب کے باوجود لینے پر راضی ہوجائے۔

② عبارت کی تشریح:۔ بیع کے وقت مشتری کو عیب کا علم نہ ہوا، قبضہ کرنے کے بعد مشتری مبیع کے اندر کسی عیب پر مطلع ہوا تو مشتری کو اختیار ہے اگر چاہے تو اس مبیع کو پورے ثمن کے عوض خریدے اور اگر چاہے تو مبیع کو واپس کردے البتہ مشتری کو یہ اختیار حاصل نہیں ہے کہ عیب دار مبیع کو روک کر بائع سے ثمن کی وہ مقدار وصول کرے جو عیب کی بنیاد پر کم ہوگئی ہے۔

ایک شخص نے ایک عیب دار چیز خریدی خریدار کو خریدتے وقت اس عیب کا علم نہیں تھا اب خریدار کے قبضہ میں رہ کر مبیع کے اندر ایک اور عیب پیدا ہوگیا اس کے بعد وہ عیب سامنے آیا جو مبیع میں بائع کے قبضہ میں رہ کر پیدا ہوا تھا تو اس صورت میں مشتری سامان کو واپس کرنے کا اختیار نہیں رکھتا البتہ اس کو اتنا اختیار ہے کہ مبیع میں موجود عیب سابق کی وجہ سے ثمن میں جو نقصان لاحق ہوا ہے اس کو بائع سے وصول کرے لیکن اگر بائع اس عیب دار مبیع کو لینے پر از خود راضی ہے تو یہ اس کا اپنا اختیار ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

③ نقصان کا معاوضہ لینے کی صورت میں مبیع کا حکم:۔ مشتری نے مبیع کے اندر عیب پایا تو مشتری نقصان کا معاوضہ لیکر مبیع اپنے پاس نہیں رکھ سکتا، بلکہ چاہے تو پورے ثمن دے کر مبیع رکھ لے۔ چاہے تو پوری مبیع واپس کردے۔

④ خیارِ رؤیت، خیارِ شرط وخیارِ عیب کی مثالوں سے وضاحت:۔ خیارِ رؤیت: وہ خیار ہے جو مشتری کو مبیع دیکھنے کے بعد حاصل ہو جیسے زید نے سائیکل بیچا اور بکر نے بلا دیکھے خرید لیا بعد میں اس نے اسے دیکھا تو کسی وجہ سے اسے پسند نہ آیا تو اسے خیار ہے کہ مبیع واپس کردے۔

خیارِ شرط: وہ خیار ہے جو بائع یا مشتری کو شرط لگانے کی وجہ سے حاصل ہو مثلاً زید نے بکر سے گھڑی خرید لی اور شرط لگادی کہ مجھے خیار حاصل ہوگا اگر میرے گھر والوں کو پسند آگئی تو ٹھیک ہے وگرنہ کل تک میں تمہیں واپس کردوں گا۔ مجھے واپسی کا خیار ہے۔

خیارِ عیب: وہ خیار ہے جو مشتری کو عیب کی وجہ سے حاصل ہو مثلاً زید نے خالد سے ایک غلام (بکر) خریدا، جب بعد میں اسے گھر لے آیا تو کچھ ایام کے بعد وہ بھاگ گیا، تو یہ بھاگنا عیب ہے، لہٰذا زید کو خیارِ عیب حاصل ہے کہ اسکی وجہ سے غلام واپس کردے۔

⑤ تاجروں کے عرف میں عیب کی تعریف:۔ عیب ہر وہ چیز ہے جس سے شیئ کی اصل فطرت سلیمہ خالی ہو اور اس کی وجہ سے وہ شیئ ناقص شمار ہو اور تاجروں کے عُرف میں عیب ہر وہ نقص ہے جس کی وجہ سے مبیع کی قیمت کم ہوجائے۔

غلام کا بھگوڑا اور چور ہونا عیب ہے۔ جاریہ کے منہ یا بغل سے بدبو آنا، اس کا زانیہ یا حرامیہ ہونا عیب ہے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۱ھ

0313 6357913 mahabazakariyamultan@gmail.com

الشق الاوّل .....**و ان استاجرها ليركبها فأردف معه رجلا آخر فعطبت ضمن نصف قيمتها ان كانت الدابّة تطيقها ولا يعتبر بالثقلو ان استاجرها ليحمل عليها مقدارا من الحنطة فحمل عليها أكثر منه فعطبت ضمن ما زاد من الثقل و ان كبح الدابة بلجامها أو ضربها فعطبت ضمن عند أبي حنيفة و قال أبو يوسف و محمد: لا يضمن .** عبارت کا ترجمہ اور تشریح کرکے اختلافی مسئلہ میں ائمہ کا مدلل اختلاف ذکر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے ① عبارت کا ترجمہ ② عبارت کی تشریح و اختلاف۔

جواب ..... ① عبارت کا ترجمہ:۔ اگر کسی شخص نے جانور کرایہ پر لیا تا کہ اس پر سوار ہو پھر اس نے اپنے ساتھ دوسرے شخص کو پیچھے بٹھالیا اور وہ جانور ہلاک ہوگیا تو مستاجر اس کی نصف قیمت کا ضامن ہوگا بشرطیکہ جانور اسکی طاقت رکھتا ہو، اور اس میں وزن کا اعتبار نہ کیا جائے گا۔ اگر کسی شخص نے جانور کرایہ پر لیا تا کہ اس پر گندم (کی ایک مخصوص مقدار) لادے، پس اس نے اس مقدار

سے زیادہ گندم لاد دی اور وہ جانور ہلاک ہوگیا تو مستاجر زائد مقدار بوجھ کا ضامن ہوگا۔ اور اگر جانور کی لگام کو سختی سے کھینچا یا اس کو مارا اور وہ مر گیا تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مستاجر ضامن ہوگا اور صاحبین رحمہما اللہ نے فرمایا کہ وہ ضامن نہ ہوگا۔

❷ عبارت کی تشریح واختلاف کی وضاحت:۔ کسی شخص نے اپنی سواری کیلئے جانور کرایہ پر لیا پھر خلافِ عقد اس نے اپنے ساتھ دوسرے شخص کو پیچھے بٹھا لیا جس کے نتیجہ میں وہ جانور ہلاک ہوگیا تو مستاجر اس کی نصف قیمت کا ضامن ہوگا بشرطیکہ جانور اسکی طاقت رکھتا ہو، اور اس میں وزن کا اعتبار نہ کیا جائے گا، خواہ وزن کم ہو یا زیادہ ہو، کیونکہ بسا اوقات کم وزن والا انسان گھوڑ سواری نہ جاننے کی وجہ سے جانور کیلئے زیادہ اذیت کا باعث ہوتا ہے۔ مذکورہ صورت میں اگر جانور میں دوسرے فرد کو اُٹھانے کی طاقت ہی نہ ہو اور وہ جانور ہلاک ہوگیا تو مستاجر اس کی کُل قیمت کا ضامن ہوگا۔

اگر کسی شخص نے کوئی جانور کرایہ پر لیا اور مالک سے کہا کہ میں اس پر مثلاً دس من گندم لادوں گا، مگر اس نے دس کی جگہ بارہ من گندم لاد دی اور اس کے نتیجے میں وہ جانور ہلاک ہوگیا تو مستاجر پر اسی زائد حصے (چھٹے حصے) کی ضمان لازم ہوگی بشرطیکہ اس جانور میں اس زائد بوجھ اٹھانے کی طاقت بھی ہو، اور اگر اس میں اس بوجھ کو اٹھانے کی طاقت ہی نہ تھی اور مستاجر نے پھر بھی وہ بوجھ اس پر لاد دیا تو ہلاک ہونے کی صورت میں پوری قیمت کا ضامن ہوگا۔

تیسرا مسئلہ یہ ذکر کیا ہے کہ مستاجر نے جانور کرایہ پر لیا اور پھر چلاتے وقت اسکی لگام کو زور سے کھینچا، یا جانور کو مارا پیٹا اور وہ ہلاک ہوگیا تو امام صاحبؒ کے ہاں اس پر ضمان لازم ہوگی اور صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ اس پر ضمان لازم نہیں ہوگی۔ امام صاحبؒ کی دلیل یہ ہے کہ مستاجر کو لگام کھینچنے اور مارنے کی اجازت تھی مگر اس میں احتیاط بھی لازم تھی، جانور کے ہلاک ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس نے احتیاط سے کام نہیں لیا اسلئے اس پر ضمان لازم ہے۔ صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ لگام کو کھینچے بغیر تو جانور کو کھڑا ہی نہیں کیا جا سکتا اور یہ اس کا ذاتی حق ہے اسلئے اگر لگام کھینچنے یا مارنے سے ہلاک ہوگیا تو تعدی نہیں ہے لہٰذا مستاجر پر ضمان لازم نہ ہوگی۔ (الثمیر ی)

الشق الثانی ..... **وَاِذَا دَفَعَ الْوَكِيْلُ بِالشِّرَاءِ الثَّمَنَ مِنْ مَالِهٖ وَقَبَضَ الْمَبِيْعَ فَلَهٗ اَنْ يَرْجِعَ بِهٖ عَلَى الْمُوَكِّلِ فَاِنْ هَلَكَ الْمَبِيْعُ فِيْ يَدِهٖ قَبْلَ حَبْسِهٖ هَلَكَ مِنْ مَالِ الْمُوَكِّلِ وَلَمْ يَسْقُطِ الثَّمَنُ وَلَهٗ اَنْ يَحْبِسَ حَتّٰى يَسْتَوْفِيَ الثَّمَنَ فَاِنْ حَبَسَهٗ فَهَلَكَ فِيْ يَدِهٖ كَانَ مَضْمُوْنًا ضَمَانَ الرَّهْنِ عِنْدَ اَبِيْ يُوْسُفَ وَضَمَانَ الْبَيْعِ عِنْدَ مُحَمَّدٍ۔**

عبارت پر اعراب لگائیں، مذکورہ مسائل کی وضاحت کریں اور اختلاف کو بھی واضح کریں، وکالہ کا لغوی اور اصطلاحی معنی بیان کریں نیز یہ بتائیں کہ وکالت کن چیزوں میں درست نہیں۔ ضمانِ رہن وضمانِ بیع سے کیا مراد ہے؟ واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں پانچ امور مطلوب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) مسائل کی وضاحت (۳) وکالہ کا لغوی اور اصطلاحی معنی (۴) وکالت کن چیزوں میں درست نہیں (۵) ضمانِ رہن وضمانِ بیع کی مراد۔

جواب ..... ❶ عبارت پر اعراب:۔ **كمامرّ في السوال آنفا۔**

0312 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

❷ مسائل کی وضاحت:۔ اگر کسی شخص کو سامان کی خریداری کا وکیل بنایا گیا اور وکیل نے اپنے پاس سے سامان کے ثمن ادا کر دیئے یا وکیل نے ادھار پر سامان لے لیا کہ مؤکل سے پیسے وصول کر کے ادائیگی کر دے گا تو اس صورت میں احناف کے نزدیک وکیل رقم کی وصولی کے لئے مبیع کو روک سکتا ہے جبکہ امام زفرؒ فرماتے ہیں کہ وکیل کو مبیع روکنے کا اختیار نہیں ہے۔

وکیل نے مبیع خریدنے کے بعد اُسے اپنے پاس روکا نہیں تھا ویسے ہی اُس کے پاس وہ ہلاک ہوگئی تو یہ ہلاکت مؤکل کے مال سے سمجھی جائے گی اور اُس پر ثمن کی ادائیگی لازم ہوگی کیونکہ وکیل کا قبضہ گویا مؤکل کا قبضہ ہے۔

احنافؒ کے نزدیک جب وکیل کو مبیع روکنے کا اختیار حاصل تھا اور وکیل نے ثمن کی وصولی کے لئے اُس مبیع کو اپنے پاس روکا اور پھر وہ مبیع وکیل کے قبضہ میں ہلاک ہوگئی تو طرفینؒ کے نزدیک وکیل ضمانِ مبیع کے حکم کے مطابق ضامن ہوگا اور مبیع مضمون ہوگی یعنی مؤکل کی ذمہ سے ثمن ساقط ہو جائیگے کیونکہ اس مسئلہ میں وکیل بائع کی طرح ہے، تو جب وکیل نے ثمن کی وصولی کیلئے مبیع کو روکا اور

وہ ہلاک ہوگئی تو جیسے بائع کے روکنے کی صورت میں ثمن ساقط ہوجاتے ہیں اسی طرح وکیل کے روکنے سے بھی ثمن ساقط ہوجائینگے۔

امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ ضمانِ رہن کے حکم کے مطابق وکیل ضامن ہوگا اور مبیع مضمون ہوگی اور رہن کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ ہلاک ہوجائے اور ثمن قیمت سے زائد ہو تو وکیل زائد مقدار مؤکل سے وصول کرتا ہے۔

③ وکالہ کا لغوی اور اصطلاحی معنی:۔ وکالہ کا لغوی معنی حفاظت ہے اور اصطلاح میں **هو اقامة الانسان غيره مقام نفسه في تصرف معلوم** (آدمی کا کسی دوسرے شخص کو کسی خاص تصرف کے لئے اپنے قائم مقام بنانا)۔

④ وکالت کن چیزوں میں درست نہیں:۔ ہر وہ معاملہ جو آدمی خود انجام دے سکتا ہے اس کے لئے وکیل بھی بنا سکتا ہے گویا حقوق العباد میں کلی طور پر اثبات ومخاصمت کے لئے وکیل بنانا جائز ہے اور حقوق کی وصولی کے لئے بھی وکیل بنانا جائز ہے البتہ حدود وقصاص کے حصول میں وکالت درست نہیں ہے۔ اسی طرح وہ تمام معاملات جو آدمی خود نہیں کرسکتا اس کیلئے وکیل بھی نہیں بنا سکتا۔

⑤ ضمانِ رہن وضمانِ بیع کی مراد:۔ ضمانِ رہن کا مطلب یہ ہے کہ اگر مرتہن کے پاس مرہونہ چیز ہلاک ہوجائے تو دیکھا جائے گا کہ مرہونہ چیز کی قیمت کتنی تھی اور راہن کے ذمہ قرض کتنا تھا، قرض کی بقدر قیمت ساقط ہوجائے گی اور زائد قیمت کی امانت ہونے کی وجہ سے ضمان لازم نہ ہوگی۔ (گویا ضمانِ رہن امانت ہونے کی وجہ سے لازم نہیں ہوتی)۔

ضمانِ بیع کا مطلب یہ ہے کہ اگر بائع کے پاس مبیع ہلاک ہوجائے تو مشتری کے ذمہ سے ثمن ساقط ہوجائیں گے، خواہ مبیع کی قیمت ثمن سے کم ہو یا زیادہ ہو۔ (انوار القدوری ص ۲۵۶ ج ۲)

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۱ھ

الشق الاوّل .....معروضی سوالات کا ہاں یا نہیں میں جواب دیں: ① کیا شبہ عمد میں قاتل سے قصاص لینا جائز ہے؟ (نہیں)

② کیا درہم ودینار سے دیت ادا کرنے میں احناف کا اختلاف ہے؟ (نہیں) ③ کیا مسلمان وذمی کی دیت برابر ہے؟ (ہاں)

④ کیا قتلِ خطاء میں کفارہ قاتل کے عاقلہ پر ہوتا ہے؟ (نہیں) ⑤ بنتِ مخاض اونٹ کا وہ بچہ جو دوسرے سال میں ہو؟ (ہاں)

جواب .....معروضی سوالات کا جواب:۔ **كمامرّ في السوال آنفا۔**

الشق الثانی .....معروضی سوالات کا ہاں یا نہیں میں جواب دیں۔

① کیا حلتِ صید کیلئے کلبِ معلم کا شکار کو زخمی کرنا ضروری ہے؟ (ہاں) ② کیا مجوسی کا کیا ہوا شکار کھانا حلال ہے؟ (نہیں)

③ کیا غیر ماکول اللحم جانوروں کا شکار کرنا جائز ہے؟ (ہاں) ④ کیا تارک التسمیہ عمداً کا ذبیحہ حلال ہے؟ (نہیں)

⑤ کلبِ معلم شکار میں سے کچھ کھالے تب بھی شکار حلال ہوگا؟ (نہیں) ⑥ کیا از روئے قرآن اہلِ کتاب کا ذبیحہ حرام ہے؟ (نہیں)

جواب .....معروضی سوالات کا جواب:۔ **كمامرّ في السوال آنفاً۔**

0313 6357913 Maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿الورقة الثالثة : فی الفقه﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۴۲ھ

الشق الاوّل .....**واذا قبض المشترى المبيع فى البيع الفاسد بامر البائع و فى العقد عوضان كل واحد منهما مال ملك المبيع و لزمته قيمته و لكل واحد من المتعاقدين فسخه فان باعه المشترى نفذ بيعه۔**

عبارت کا ترجمہ کریں۔ عبارت میں مذکور بیع فاسد کا حکم وضاحت سے تحریر کریں۔ (باب البیع الفاسد)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① عبارت کا ترجمہ ② مذکورہ بیع فاسد کا حکم۔

جواب ..... ① عبارت کا ترجمہ:۔ جب بیع فاسد میں مشتری نے بائع کے حکم سے مبیع پر قبضہ کرلیا جبکہ عقد میں دو عوض ہیں اور ان میں سے ہر ایک مال ہے تو مشتری مبیع کا مالک ہوگا اور اس پر مبیع کی قیمت لازم ہوگی اور متعاقدین میں سے ہر ایک کو بیع فسخ کرنے کا حق ہوگا۔ اگر مشتری نے وہ مبیع فروخت کردی تو اسکی یہ بیع نافذ ہوگی۔

② مذکورہ بیع فاسد کا حکم:۔ سوال میں مذکورہ صورت میں مشتری مبیع کا مالک ہوجائے گا کیونکہ بیع فاسد میں تین شرائط پائی جائیں تو مشتری مبیع کا مالک ہوجاتا ہے: ① مشتری نے مبیع پر قبضہ کرلیا ہو ② قبضہ بائع کی رضامندی سے ہو ③ مبیع وثمن دونوں مال ہوں ۔پس یہاں بھی مشتری مبیع کا مالک ہوجائے گا اور مشتری پر مبیع کی بازاری قیمت لازم ہوگی ثمن لازم نہ ہوں گے۔ البتہ بیع کے فاسد ہونے کی وجہ سے قبضہ سے پہلے اور قبضہ کے بعد متعاقدین میں سے ہر ایک کو بیع فسخ کرنے کا اختیار حاصل ہوگا۔ (الثمیر ی)

الشق الثانی.....**و اذا تعدّی المودع فی الودیعة بِاَنْ کانت دابة فرکبها او ثوبا فلبسه او عبدا فاستخدمه او اودعها عند غیره ثم ازال التعدی و ردّها الی یده زال الضمان فان طلبها صاحبها فجحده ایاها ضمنها فان عاد الی الاعتراف لم یبرأ من الضمان ۔ (کتاب الودیعة)**

عبارت کا ترجمہ وتشریح کریں۔ ودیعت ہلاک ہوجائے تو مودَع پر ضمان ہوگا یا نہیں؟

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① عبارت کا ترجمہ ② عبارت کی تشریح ③ ودیعت ہلاک ہوجائے تو مودَع پر ضمان کا حکم۔

جواب..... ① عبارت کا ترجمہ:۔ جب مودَع نے ودیعت میں تعدّی کی بایں طور کہ وہ جانور تھا اس نے اس پر سواری کرلی یا وہ کپڑا تھا اس نے اسکو پہن لیا یا وہ غلام تھا پس اس نے اس سے خدمت لی یا مودَع نے وہ ودیعت کسی دوسرے شخص کے پاس ودیعت رکھ دی پھر مودَع نے وہ تعدّی ختم کردی اور وہ ودیعت واپس اپنے پاس لوٹالی تو (تلف کی صورت میں) ضمان زائل وختم ہوگئی، پس اگر مالک نے ودیعت طلب کی اور مودَع نے ودیعت کا انکار کردیا تو (تلف کی صورت میں) مودَع ضامن ہوگا، پس اگر اس نے اعتراف واقرار بھی کرلیا تو وہ ضمان سے بری نہ ہوگا۔

② عبارت کی تشریح:۔ مودَع نے ودیعت میں کوئی تعدّی وزیادتی کی مثلاً ودیعت کوئی جانور تھا اس نے اس پر سواری کرلی یا ودیعت کوئی کپڑا تھا مودَع نے اسکو پہن لیا یا ودیعت کوئی غلام تھا مودَع نے اس سے خدمت لی یا مودَع نے وہ ودیعت آگے کسی دوسرے شخص کے پاس ودیعت رکھ دی پھر مذکورہ تمام صورتوں میں مودَع نے وہ تعدّی ختم کردی اور آگے ودیعت رکھنے کی صورت میں وہ ودیعت واپس اپنے پاس لوٹالی پھر یہ ودیعت ہلاک وتلف ہوگئی تو مودَع پر ضمان لازم نہ ہوگی۔ اسلئے کہ مودَع نے ودیعت میں جو تعدی وزیادتی کی تھی وہ اسکی ہلاکت سے پہلے ہی ختم کردی ہے اور مالِ ودیعت صحیح سالم اسکے پاس واپس آگیا ہے لہٰذا اب ہلاکت کی صورت میں مودَع پر ضمان لازم نہ ہوگی۔ اگر مالک نے ودیعت طلب کی اور مودَع نے ودیعت کا انکار کردیا کہ میرے پاس تمہاری کوئی چیز ودیعت نہیں ہے پھر یہ ودیعت ہلاک وتلف ہوگئی تو مودَع پر ضمان لازم ہوگی۔ خواہ مودَع نے انکار کے بعد اعتراف واقرار بھی کرلیا کہ آپ کی امانت میرے پاس ہے تب بھی وہ ضمان سے بری نہ ہوگا۔ اسلئے کہ ودیعت کے مطالبہ کے بعد انکار کی وجہ سے امین کی امانت ہی ختم ہوگئی ہے، اب جب تک مالک دوبارہ امین نہیں بنائے گا تو وہ امین نہ ہوگا، اور یہاں مالک نے دوبارہ امین نہیں بنایا، لہٰذا تلف کی صورت میں ضمان لازم ہوگی۔

③ ودیعت ہلاک ہوجائے تو مودَع پر ضمان کا حکم:۔ ودیعت مودَع کے پاس امانت ہوتی ہے اور امانت تعدی کے بغیر ہلاک ہوجائے تو تاوان وضمان لازم نہیں ہوتی، ابنِ ماجہ کی حدیث میں ہے **من اودع ودیعة فلا ضمان علیه** (کسی نے کوئی چیز ودیعت رکھی تو مودَع پر ضمان لازم نہیں ہے)۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۲ھ

الشق الاوّل.....**واذا فسدت المزارعة فالخارج لصاحب البذر فان کان البذر من قبل رب الارض فللعامل اجر مثله ، لایُزاد علی مقدار ما شرط له من الخارج ۔ وقال محمد لهٗ اجر مثله بالغًا ما بلغ۔ وان کان البذر من قبل العامل فلصاحب الارض اجر مثلها ۔(کتاب المزارعة)**

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

عبارت کا ترجمہ وتشریح کریں۔مزارعت،مساقات ورہن کی لغوی واصطلاحی تعریف کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے:① عبارت کا ترجمہ ② عبارت کی تشریح ③ مزارعت، مساقات ورہن کی لغوی واصطلاحی تعریف۔

جواب..... ① عبارت کا ترجمہ:۔ جب مزارعت فاسد ہوجائے تو پیداوار بیج والے کی ہوگی، پس اگر بیج زمین والے کا ہوتو عامل کیلئے اُجرتِ مثل ہوگی جو نہیں زائد ہوگی اس مقدار سے جو پیداوار میں سے عامل کیلئے مقرر کی گئی ہے۔امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ عامل کیلئے اُجرتِ مثل ہوگی خواہ وہ جس مقدار کو بھی پہنچ جائے۔اور اگر بیج عامل کا ہوتو زمین والے کیلئے اُجرتِ مثل ہوگی۔

② عبارت کی تشریح:۔ کسی وجہ سے مزارعت فاسد ہوجائے تو زمین کی پیداوار بیج والے کی ہوگی، پس اگر بیج زمین والے کا ہوتو عامل کیلئے کام کی اُجرتِ مثل ہوگی اور اگر بیج عامل کا ہوتو زمین والے کیلئے زمین کی اُجرتِ مثل ہوگی۔البتہ صاحبینؒ کے نزدیک یہ اُجرتِ مثل اس مقدار سے زائد نہیں ہونی چاہئے جو پیداوار میں سے عامل یا مالک کیلئے مقرر کی گئی ہے۔امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ عامل ومالک کیلئے اُجرتِ مثل ہوگی خواہ وہ جس مقدار کو بھی پہنچ جائے،یعنی مشروطہ مقدار سے زائد بھی اُجرتِ مثل لازم ہوسکتی ہے۔

③ مزارعت،مساقات ورہن کی لغوی واصطلاحی تعریف:۔ رہن: لغوی معنی کسی چیز کو روک لینا۔اصطلاح میں کسی ایسی مالی چیز کو کسی حق یعنی دَین کی وجہ سے روک لینا کہ اُس چیز کے ذریعے وہ بعض یا مکمل حق وصول کرلینا ممکن ہو۔

مزارعت ومساقات: کمامرّ فی الشق الثانی من السوال الثانی ۱۴۳۴ھ۔

الشق الثانی.....ومن اعطی صیرفیا درهما فقال اعطنی بنصفه فلوسا وبنصفه نصفا الّا حبّة فسد البیع فی الجمیع عند ابی حنیفةؒ و قالا یجوز البیع فی الفلوس وبطل فیما بقی۔ ولو قال اعطنی نصف درهم فلوسا ونصفا الّا حبّة جاز البیع ۔ (باب الصرف)

عبارت کا ترجمہ وتشریح کریں۔عبارت میں مذکور دونوں مسئلوں کی صورت اوران میں فرق واضح کریں۔

جواب..... ① عبارت کا ترجمہ:۔ کسی نے صراف کو ایک درہم دیا اور کہا آدھے درہم کے فلوس دو اور آدھے درہم کا ایک رتی کم درہم دو تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک یہ مکمل بیع ہی باطل ہوگی اور صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ فلوس میں بیع جائز ہے اور بقیہ میں بیع باطل ہے۔اور اگر کہا آدھا درہم فلوس دو اور ایک رتی کم آدھا درہم دو تو یہ بیع جائز ہوگی۔

② عبارت میں مذکور مسئلوں کی صورت اوران میں فرق:۔ پہلے مسئلہ کی صورت یہ ہے کہ کسی نے صرّاف کو ایک درہم دیا اور درہم تقسیم کرتے ہوئے کہا کہ اس درہم میں سے آدھے درہم کے عوض فلوس دو اور بقیہ آدھا درہم ہی دیدو مگر اس میں ایک رتی کم ہو۔

دوسرے مسئلہ میں اصل درہم تقسیم نہیں کیا بلکہ یہ کہا کہ اس پورے درہم کے عوض آدھا درہم فلوس اور رتی کم آدھا درہم دیدو۔

ان صورتوں سے ان میں فرق واضح ہوگیا کہ پہلی صورت میں باقاعدہ درہم کی تقسیم کے ساتھ معاملہ ہے اور دوسری صورت میں تقسیم کے بغیر پورے درہم کے عوض فلوس اور رتی کم نصف درہم طلب کیا گیا ہے۔

پہلی صورت میں امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک نصف درہم کے مقابلے میں جو ایک رتی کم نصف درہم ہے اسکی بیع فاسد ہے، پس نصف درہم کے مقابلے میں جو فلوس ہے اسکی بیع بھی فاسد ہوجائے گی۔وجہ یہ ہے کہ یہاں آدھے درہم کا مقابلہ آدھے درہم سے ہے اور اس میں ایک رتی کم ہے تو ربوا ہوگیا اسلئے اس آدھے درہم کی بیع فاسد ہوگئی اور چونکہ فساد قوی ہے اور شروع سے ہے اسلئے یہ سرایت کرکے درہم کے بدلے فلوس کی جو بیع تھی وہ بھی فاسد ہوجائے گی کیونکہ پوری بیع ایک ہی ہے جس کو صفقہ واحدہ کہتے ہیں۔

اس کی مثال بیع فاسد میں آزاد وغلام کی بیع ہے کہ کسی نے آزاد اور غلام دونوں کو ایک ساتھ مثلاً ایک ہزار میں بیچا تو آزاد کی بیع فاسد ہے اور اس کی وجہ سے غلام کی بیع بھی فاسد ہوجائے گی، کیونکہ دونوں کا عقد ایک ہی ہے۔

صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ اس صورت میں اندرونی طور پر دو بیع ہیں: ایک بیع میں آدھے درہم کا مقابلہ فلوس کے ساتھ ہے اور دوسری

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

بیع میں آدھے درہم کا مقابلہ ایک رتی کم نصف درہم کے ساتھ ہے۔اسلئے جس آدھے درہم کا مقابلہ فلوس کے ساتھ ہے وہ بیع جائز ہوگی کیونکہ اس میں کوئی ربوا نہیں ہے۔اور جس آدھے درہم کا مقابلہ ایک رتی کم نصف درہم کے ساتھ ہے وہ بیع فاسد ہوگی کیونکہ اس میں دونوں طرف چاندی ہے اور آدھے درہم کے مقابلے میں پورا آدھا درہم نہیں ہے بلکہ ایک رتی کم ہے اسلئے سود ہو گیا پس یہ دوسری بیع فاسد ہوگی۔اور ایک کا فساد دوسری بیع میں سرایت نہیں کرے گا اور حتی الامکان بیع جائز ہونے کی صورت نکالی جائے گی۔

دوسری صورت میں سب کے نزدیک بیع جائز ہے اسلئے کہ اس میں درہم کا مقابلہ رتی کم آدھے درہم اور آدھے درہم کے فلوس کے ساتھ ہے، اسلئے رتی کم آدھا درہم رتی کم آدھے درہم کے مقابلے پر ہوگا اور جو باقی آدھا درہم اور رتی ہوا وہ فلوس کے مقابلے پر ہوگا۔گویا اس صورت میں رتی کم نصف درہم کے مقابلہ میں رتی کم نصف درہم ہی ہے، اسلئے اس میں کمی بیشی نہ ہونے کی وجہ سے سود لازم نہیں ہوا اور سب کے نزدیک بیع جائز ہوگئی۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۲ھ

الشق الاوّل.....وَلَا يُجْبِرُ الْقَاضِيْ النَّاسَ عَلٰى قَاسِمٍ وَاحِدٍ وَ لَايَتْرُكُ الْقُسَّامَ يَشْتَرِكُوْنَ ۔ وَاَجْرُ الْقِسْمَةِ عَلٰى عَدَدِ رُؤُوْسِهِمْ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَقَالَا عَلٰى قَدْرِ الْاَنْصِبَاءِ ۔(کتاب القسمة)

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔امام ابوحنیفہ وصاحبین رحمہم اللہ کا اختلاف تفصیل سے ذکر کریں۔

معروضی سوالات میں صحیح وغلط کی نشاندہی کریں:

① شراب کی بیع فاسد ہے (صحیح)

② شراب کا سرکہ بنانا مکروہ ہے (غلط)

③ بیع سلم میں مسلم فیہ پر مجلس میں قبضہ واجب ہے (غلط)

④ خنزیر کی بیع باطل ہے (صحیح)

⑤ مالِ مضاربت کا نقصان پہلے رأس المال سے پورا کیا جائے گا (غلط)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں: ① عبارت پر اعراب ② عبارت کا ترجمہ ③ ائمہ کے اختلاف کی تفصیل ④ معروضی سوالات میں صحیح وغلط کی نشاندہی۔

جواب..... ① عبارت پر اعراب:۔ کما مرّ فی السوال آنفا۔

② عبارت کا ترجمہ:۔ قاضی لوگوں کو ایک قاسم پر مجبور نہ کرے اور قاسموں کو شرکت میں کام کرنے کیلئے نہ چھوڑے۔قسمت کی اجرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک حصہ داروں کی تعداد کے اعتبار سے ہوگی اور صاحبینؒ کے نزدیک حصوں کے اعتبار سے ہوگی۔

③ ائمہ کے اختلاف کی تفصیل:۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک تقسیم کی اجرت حصہ داروں کی تعداد کے اعتبار سے ہوگی یعنی جتنے لوگ حصہ دار ہیں قاسم کی اجرت ان سب پر برابر تقسیم ہوگی، خواہ کسی کا حصہ کم ہو یا زیادہ ہو، اسلئے کہ قاسم نے ہر ایک کا حساب کرنا ہے اور اس کا حصہ دوسروں سے جُدا کرنا ہے اور اس کام میں سب کیلئے برابر محنت کرنی پڑے گی۔صاحبینؒ کے نزدیک تقسیم کی اجرت حصوں کے اعتبار سے ہوگی یعنی جس کا حصہ زیادہ ہوگا وہ تقسیم کی اجرت بھی زیادہ ادا کرے گا اور جس کا حصہ کم ہوگا وہ تقسیم کی اجرت بھی کم ادا کرے گا، اسلئے کہ جس کو جتنا حصہ ملے گا قاسم کو اُسی کے اعتبار سے محنت کرنی پڑے گی۔(اثمیر ی ۴:۲۰۵)

④ معروضی سوالات کا جواب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿الورقة الثالثة : فی الفقه﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۴۳ھ

الشق الاوّل.....خيار الشرط جائز فی البيع للبائع والمشترى ولهما الخيار ثلاثة ايام فما دونها ولايجوز اكثر من ذلك عند ابی حنيفة ؒ وقال ابو يوسف و محمد يجوز اذا سمى مدة معلومة وخيار البائع يمنع خروج المبيع من ملكه فان قبضه المشترى فهلك بيده فی مدة الخيار ضمنه بالقيمة وخيار المشترى لايمنع خروج المبيع من ملك البائع الّاانّ المشترى لا يملكه عند ابی حنيفة ؒ وقال

ابویوسف ومحمد یملکه فان هلك بیده هلك بالثمن وكذلك ان دخله عیب. (ص ۶۷)

عبارت کا ترجمہ وتشریح کرتے ہوئے قیمت وثمن میں فرق واضح کریں، خیارِ شرط کی تعریف کریں نیز بائع ومشتری کیلئے مدتِ خیار بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں پانچ امور کا حل مطلوب ہے ① عبارت کا ترجمہ ② عبارت کی تشریح ③ قیمت وثمن میں فرق ④ خیارِ شرط کی تعریف ⑤ مدتِ خیار کی مقدار۔

جواب..... ① عبارت کا ترجمہ:۔ خیارِ شرط جائز ہے بیع میں بائع ومشتری دونوں کے لئے، اور اُن دونوں کے لئے تین دن یا اس سے کم کا خیار ہوگا اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک تین دن سے زائد خیار جائز نہیں ہے اور صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ یہ زائد خیار بھی جائز ہے جبکہ مدتِ معلومہ کو ذکر کردیا جائے اور بائع کا خیار منع کرتا ہے مبیع کو اس کی ملک سے نکلنے سے پس اگر قبضہ کرلیا اس پر مشتری نے پس ہلاک ہوگئی وہ اس کے قبضہ میں مدتِ خیار میں تو وہ قیمت کا ضامن ہوگا اور مشتری کا خیار نہیں منع کرتا مبیع کو بائع کی ملک سے نکلنے سے مگر یہ کہ نہیں مالک ہوتا مشتری اس کا امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اور صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ مالک ہوجائے گا اس کا مشتری پس اگر ہلاک ہوگئی وہ اسکے قبضہ میں تو ہلاک ہوگی ثمن کے ساتھ اور اسی طرح اگر داخل ہوگیا اس میں عیب۔

② عبارت کی تشریح:۔ اس عبارت میں خیارِ شرط کے مسئلہ کو ذکر کیا جارہا ہے، تو فرمایا کہ اگر بائع ومشتری نے کسی چیز کی خرید وفروخت کی اور بائع نے اپنے لئے خیارِ شرط رکھا تو ایسی صورت میں مبیع بائع کی ملک سے نہیں نکلے گی، لہٰذا اگر اس چیز پر مشتری قبضہ کر کے لے گیا اور وہ مبیع مشتری کے پاس مدتِ خیار میں ہلاک ہوگئی تو مشتری قیمت کا ضامن ہوگا، کیونکہ وہ چیز بائع کی ملک سے نکلی ہی نہیں ہے اور اگر مشتری نے اپنے لئے خیارِ شرط رکھا تو اس صورت میں مبیع بائع کی ملک سے نکل جائیگی لہٰذا اب اگر مبیع مشتری کے پاس ہلاک ہوگئی یا اس کو عیب لگ گیا تو وہ ثمن کا ضامن ہوگا کیونکہ مبیع بائع کی ملک سے نکل گئی ہے۔ اب اس صورت میں اختلاف ہے کہ جب مبیع بائع کی ملک سے نکل گئی اور مشتری کیلئے خیارِ شرط ہے تو اس صورت میں وہ مبیع مشتری کی ملک میں داخل ہوگی یا نہیں تو امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ وہ مبیع مشتری کی ملک میں داخل نہ ہوگی وگرنہ بدل مبدل منہ کا ایک ہی شخص (مشتری) کے پاس جمع ہونا لازم آتا ہے جو درست نہیں ہے اور صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ اس صورت میں مبیع مشتری کی ملک میں داخل ہوجائے گی وگرنہ زوالِ ملک لاالی مالک لازم آئے گا جس کی کوئی نظیر نہیں ہے تو امام صاحب کی طرف سے اس کا جواب یہ ہے کہ خروج ملک لاالی مالک کی متعدد نظیریں موجود ہیں مثلاً متولی کعبہ نے خدمتِ کعبہ کیلئے غلام خریدا تو وہ مالک کی ملک سے نکل جاتا ہے مگر کسی کی ملک میں داخل نہیں ہوتا۔ اسی طرح ترکہ مستغرق بالدَین ہو تو وہ میت کی ملک سے نکل جاتا ہے مگر ورثاء اور قرض خواہوں کی ملک میں داخل نہیں ہوتا۔

③ قیمت وثمن میں فرق:۔ قیمت کسی چیز کی وہ مالیت جو بازار میں ہو اور ثمن وہ مالیت جو بائع ومشتری آپس کی رضامندی سے طے کرلیں مثلاً زید نے بکر کو ایک سائیکل ہزار روپے کا بیچا جبکہ بازار میں اس کی مالیت بارہ سو روپے ہے تو ہزار روپیہ ثمن اور بارہ سو روپیہ قیمت ہے۔

④ خیارِ شرط کی تعریف:۔ وہ خیار جو بائع یا مشتری کو محض شرط لگانے کی وجہ سے حاصل ہو اور بلا شرط حاصل نہ ہو۔

⑤ مدتِ خیار کی مقدار:۔ تین دن یا اس سے کم مدتِ خیار بالاتفاق جائز ہے تین دن سے زائد صاحبینؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک جائز جبکہ امام ابوحنیفہؒ، زفرؒ اور شافعیؒ کے نزدیک جائز نہیں۔ اور مدت بیان کیے بغیر (مدت مجہول) کے ساتھ خیار بالاتفاق ناجائز ہے۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

الشق الثانی.....**وَ اِذَا مَلَكَ الْعِقَارَ بِعِوَضٍ هُوَ مَالٌ وَجَبَتْ فِيْهِ الشُّفْعَةُ وَ لَاشُفْعَةَ فِی الدَّارِ الَّتِیْ يَتَزَوَّجُ الرَّجُلُ عَلَيْهَا اَوْ يُخَالِعُ الْمَرْاَةُ بِهَا اَوْ يَسْتَاْجِرُ بِهَا دَارًا اَوْ يُصَالِحُ بِهَا عَنْ دَمِ عَمَدٍ اَوْ يُعْتِقُ عَلَيْهَا عَبْدًا اَوْ يُصَالِحُ عَنْهَا بِاِنْكَارٍ اَوْ سُكُوْتٍ ، فَاِنْ صَالَحَ عَنْهَا بِاِقْرَارٍ وَجَبَتْ فِيْهَا الشُّفْعَةُ۔** (کتاب الشفعة)

عبارت پر اعراب لگا کر ایسی واضح تشریح کریں کہ عبارت میں مذکور حقِ شفعہ نہ ہونے کی تمام صورتیں واضح ہوجائیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل دو امور ہیں: ① عبارت پر اعراب ② عبارت کی تشریح وحقِ شفعہ کی صورتوں کی وضاحت۔

جواب..... ① عبارت پر اعراب:۔ **كما مرّ فی السوال آنفا۔**

❷ عبارت کی تشریح وحقِ شفعہ کی صورتوں کی وضاحت:۔ اس عبارت میں حقِ شفعہ حاصل ہونے یا نہ ہونے کی صورتیں بیان کی گئی ہیں۔ چنانچہ فرمایا کہ جب کوئی شخص کسی مال کے عوض کسی زمین یا مکان وغیرہ کا مالک ہوا تو اس زمین ومکان میں شفیع کو شفعہ کا حق حاصل ہوگا۔ اگر کسی شوہر نے کوئی مکان و پلاٹ اپنی بیوی کو مہر میں ادا کیا ہے یا عورت نے اپنے شوہر سے طلاق لینے کیلئے بدلِ خلع میں کوئی مکان و پلاٹ ادا کیا ہے یا کسی مکان کے عوض کوئی دوسرا مکان اجارہ وکرایہ پر لیا گیا ہے یا وہ مکان قتلِ عمد میں صلح کے طور پر دیا گیا ہے یا اس مکان کے عوض وبدلہ میں غلام کو آزاد کیا گیا ہے یا وہ مکان کسی جھگڑے ومقدمہ میں مدعیٰ علیہ نے صلح کے طور پر ادا کیا ہے بشرطیکہ وہ صلح انکار یا سکوت کی صورت میں کی گئی ہو تو ان تمام صورتوں میں شفیع کو شفعہ کا حق حاصل نہ ہوگا۔ البتہ اگر وہ صلح اقرار کی صورت میں ہو یعنی مدعیٰ علیہ نے دعویٰ تسلیم کرتے ہوئے اس مکان پر صلح کی تو پھر شفیع کو شفعہ کا حق حاصل ہوگا۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۳ھ

الشق الاوّل.....وَاِذَا وَهَبَ اِثْنَانِ مِنْ وَاحِدٍ دَارًا جَازَ. وَاِذَا وَهَبَ وَاحِدٌ مِنْ اِثْنَيْنِ لَمْ تَصِحَّ عِنْدَ اَبِیْ حَنِيْفَةَؒ وَقَالَا رحمهما الله تعالٰی: تَصِحُّ وَاِذَا وَهَبَ لِاَجْنَبِیٍّ هِبَةً فَلَهُ الرُّجُوْعُ فِيْهَا اِلَّا اَنْ يُعَوِّضَهٗ عَنْهَا اَوْ يَزِيْدَ زِيَادَةً مُتَّصِلَةً اَوْ يَمُوْتَ اَحَدُ الْمُتَعَاقِدَيْنِ اَوْ يَخْرُجَ الْهِبَةُ مِنْ مِلْكِ الْمَوْهُوْبِ لَهٗ وَاِنْ وَهَبَ هِبَةً لِذِیْ رَحْمٍ مَحْرَمٍ مِنْهُ فَلَا رُجُوْعَ فِيْهَا وَكَذٰلِكَ مَا وَهَبَهٗ اَحَدُ الزَّوْجَيْنِ لِلْاٰخَرِ۔

اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ مسائل کی تشریح اور مسئلہ اختلافیہ میں ائمہ کا مدلل اختلاف تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) مسائل کی تشریح۔

جواب..... ❶ عبارت پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ اگر دو آدمی ایک مکان کسی ایک شخص کو ہبہ کردیں تو یہ جائز ہے اور اگر ایک آدمی کوئی مکان دو آدمیوں کو ہبہ کرے تو یہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک جائز نہیں ہے اور صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ یہ جائز ہے۔ اگر کسی نے ایک اجنبی کو کوئی چیز ہبہ کردی تو اس کو واپس لے لینا جائز ہے مگر یہ کہ موہوب لہٗ اس کا معاوضہ دیدے یا اس میں ایسی زیادتی کردے جو متصل ہو یا متعاقدین میں سے کوئی مرجائے یا ہبہ موہوب لہٗ کی مِلک سے خارج ہوجائے اور اگر کسی نے اپنے ذی رحم محرم کو کوئی چیز ہبہ کی تو اس میں رجوع نہیں ہے۔ اسی طرح وہ چیز جس کو زوجین میں سے ایک دوسرے کو ہبہ کردے۔

❸ مسائل کی تشریح:۔ اگر دو آدمیوں نے ملکر ایک گھر کسی ایک شخص کو ہبہ کردیا تو بالاتفاق یہ جائز ہے کیونکہ موہوب لہٗ کو پورا گھر حوالے کردیا گیا اور اُس نے مکمل طور پر قبضہ کرلیا اور اس میں کوئی اشتراک نہیں ہے۔

مذکورہ صورت کے برعکس ایک شخص نے اپنا گھر دو آدمیوں کو ہبہ کردیا تو اِس مسئلہ میں اختلاف ہے۔ امام ابوحنیفہؒ وامام زفرؒ کے نزدیک یہ ہبہ صحیح نہیں ہے جبکہ صاحبینؒ اور ائمہ ثلاثہؒ کے نزدیک یہ ہبہ درست ہے کیونکہ تملیک متحد اور عقد ایک ہی ہے لہٰذا شیوع و اشتراک نہیں رہا جیسا کہ ایک چیز کو دو شخصوں کے پاس رہن رکھنا صحیح ہے۔ امام صاحبؒ فرماتے ہیں کہ واہب نے ہر ایک کو نصف نصف گھر ہبہ کیا ہے اور نصف غیر معین وغیر مقسوم ہے۔ لہٰذا محتمل القسمۃ میں شیوع پایا گیا جو کہ ہبہ کے جواز کے لئے مانع ہے ۔بخلاف رہن کے کہ اُس میں تمام چیز ہر ایک کے دَین کے عوض محبوس ہوگی اس لئے وہ رہن صحیح ہے۔

اگر کسی شخص نے کسی اجنبی کو کوئی چیز ہبہ کی تو اُس کے لئے واپس لینا جائز ہے البتہ حنفیہ کے نزدیک چند اشیاء ایسی ہیں کہ اگر ان میں سے کوئی ایک چیز پائی گئی تو پھر ہبہ میں رجوع جائز نہیں ہے۔

① زیادتِ متصلہ: یعنی موہوب لہ نے ہبہ میں ایسی زیادتی کردی جو اس سے علیحدہ نہیں ہوسکتی مثلاً کپڑا تھا، اس نے اس پر کڑھائی کروالی۔ ② موت: یعنی واہب وموہوب لہٗ میں سے کسی ایک کی موت واقع ہوگئی۔ ③ عوض: یعنی موہوب لہ نے ہبہ کے عوض میں کوئی چیز دیدی۔ ④ خروج عن الملک: یعنی وہ چیز موہوب لہ کی ملک سے بھی نکل گئی مثلاً اس نے آگے کسی اور کو ہبہ

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

کردی یا فروخت کردی۔ ⑤ زوجیت: یعنی واہب اور موہوب لہ کی آپس میں شادی ہوگئی تو پھر بھی رجوع جائز نہیں ہے۔ ⑥ قرابت: یعنی واہب اور موہوب لہ میں کوئی اور رشتہ داری وقرابت کا تعلق قائم ہوگیا۔ ⑦ ہلاکت: یعنی وہ موہوبہ چیز ہلاک ہوگئی تو پھر بھی اس میں رجوع جائز نہیں ہے۔ دَمْعٌ خَرَّقَهٗ کے سات حروف سے ان کی طرف بالترتیب اشارہ ہے۔ (تحفۃ الالمعی ج۴ص۲۲۲)

الشق الثانی.....**اللقیط حرّ و نفقته من بیت المال، فان التقطه رجل لم یکن لغیره ان یأخذه من یده، فان ادّعی مدع انّه ابنه فالقول قوله مع یمینه، و ان ادعاه اثنان و وصف احدهما علامة فی جسده فهو اولی به، و اذا وُجد فی مصر من امصار المسلمین او فی قریة من قراهم فادّعی ذمیٌّ انّه ابنه ثبت نسبه منه و کان مسلما، و ان وُجد فی قریة من قری اهل الذمة او فی بیعة او کنیسة کان ذمیّا۔ (کتاب اللقیط)**

عبارت کی روشنی میں لقیط کسے کہتے ہیں؟ لقیط کا کیا حکم ہے اور اس کا خرچہ کس کے ذمہ ہوگا؟ اگر ایک یا دو آدمی دعوی کریں کہ لقیط اس کا بیٹا ہے تو کیا حکم ہے؟ اگر ذمی دعوی کرے کہ لقیط اس کا بیٹا ہے تو اس کے نسب واسلام کے بارے میں کیا تفصیل ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① لقیط کی تعریف، حکم وخرچہ کی ذمہ داری ② لقیط کے متعلق ایک یا دو آدمیوں کا بیٹا ہونے کے دعوی کا حکم ③ لقیط کے متعلق ذمی کا بیٹا ہونے کا دعوی اور اس کے نسب واسلام کا حکم۔

جواب..... ① لقیط کی تعریف، حکم وخرچہ کی ذمہ داری:۔ لغوی معنی: گری ہوئی یا پھینکی ہوئی چیز یعنی ایسا بچہ جس کو کسی نے اُٹھایا ہو اور اس کا وارث معلوم نہ ہو۔ اصطلاحی معنی: ایسا بچہ جس کو لوگوں نے پرورش سے بچنے کیلئے یا زنا کی تہمت سے بچنے کیلئے پھینک دیا ہو۔ راستہ وغیرہ سے ایسے لاوارث بچہ کو اُٹھالینا مستحب ہے لیکن اگر بچہ کے ہلاک ہونے کا قوی اندیشہ ہو تو اُٹھالینا واجب ہے۔

بنی آدم اصل میں آزاد ہے اسلئے یہ بچہ تمام احکام میں آزاد ہی سمجھا جائے گا۔ اگر اس کے پاس مال نہ ہو تو اس کا خرچہ بیت المال کے ذمہ ہے اور اسکے انتقال کے بعد اسکی میراث بھی بیت المال میں جمع ہوگی اور اسکی جنایت کا تاوان بھی بیت المال کے ذمہ ہی ہوگا۔

② لقیط کے متعلق ایک یا دو آدمیوں کا بیٹا ہونے کے دعوی کا حکم:۔ لقیط کے متعلق ایک آدمی نے دعوی کیا کہ یہ میرا بیٹا ہے تو اس سے قسم لیکر اسکے حق میں فیصلہ کیا جائے گا یعنی اس کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوگا۔

اگر لقیط کے متعلق دو آدمیوں نے دعوی کیا یعنی ہر ایک یہ کہتا ہے کہ یہ میرا بیٹا ہے تو ان سے اس کی جسمانی علامت ونشانی پوچھی جائے گی، ان میں سے جو بھی اسکے جسم پر موجود علامت ونشانی بتلائے گا اُسی کا قول معتبر ہوگا۔

③ لقیط کے متعلق ذمی کا بیٹا ہونے کا دعوی اور اس کے نسب واسلام کا حکم:۔ لقیط کے متعلق کسی ذمی نے دعوی کیا کہ یہ میرا بیٹا ہے تو اگر یہ بچہ کسی مسلم علاقہ سے ملا ہے تو بچہ کا نسب اِس ذمی سے ثابت ہوجائے گا مگر یہ بچہ مسلمان شمار ہوگا، اسلئے کہ ذمی کے دعوی میں دو باتیں ہیں: ① ذمی سے نسب کا ثبوت، یہ دعوی بچہ کیلئے نفع بخش ومفید ہے اسلئے یہ دعوی ثابت ہوجائے گا ② بچہ کے مذہب سے اسلام کے خاتمہ کا دعوی، یہ دعوی بچہ کیلئے مضر ونقصان دہ ہونے کی وجہ سے ثابت نہ ہوگا اور بچہ مسلمان ہی ہوگا۔

اگر یہ لقیط بچہ ذمیوں کے کسی علاقہ میں پایا گیا یا کسی مندر وکلیسہ میں پایا گیا اور کسی ذمی نے نسب کا دعوی کردیا تو اس لقیط کا نسب اس ذمی سے ثابت ہوجائے گا اور ذمی علاقہ میں پائے جانے کی وجہ سے مذہبًا بھی یہ بچہ ذمی ہی ہوگا۔

0313 6357913 maktabaazkariyamultan@gmail.com

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۳ھ

الشق الاوّل.....**وَمَنْ ضَرَبَ عُضْوًا فَاَذْهَبَ مَنْفَعَتَهٗ فَفِيْهِ دِيَةٌ كَامِلَةٌ كَمَا لَوْقَطَعَهٗ كَالْيَدِ اِذَا شَلَّتْ وَالْعَيْنِ اِذَا ذَهَبَ ضَوْؤُهَا، وَالشِّجَاجُ عَشَرَةٌ: اَلْحَارِصَةُ وَالدَّامِعَةُ وَالدَّامِيَةُ وَالْبَاضِعَةُ وَالْمُتَلَاحِمَةُ وَالسِّمْحَاقُ وَالْمُوْضِحَةُ وَالْهَاشِمَةُ وَالْمُنَقِّلَةُ وَالْاٰمَّةُ، فَفِي الْمُوْضِحَةِ الْقِصَاصُ اِنْ كَانَتْ عَمَدًا۔** (ص۱۸۰۔امدادیہ)

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، دیت کے لغوی واصطلاحی معنی بیان کریں، **والشجاج عشرة الخ** ہر ایک کی وضاحت کرکے حکم بتائیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل چار امور ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) دیت کا لغوی واصطلاحی معنیٰ (۴) **والشجاج عشرة الخ** کی وضاحت وحکم۔

جواب ..... ① عبارت پر اعراب:۔ **كما مرّ فی السوال آنفا۔**

② عبارت کا ترجمہ:۔ جس شخص نے کسی کے عضو پر مارا پس اُس کی منفعت ختم ہوگئی تو اُس پر پوری دیت لازم ہوگی جیسا کہ اگر وہ اُسکو کاٹ دیتا مثلاً ہاتھ جب شل ہوجائے اور آنکھ کی جب بینائی چلی جائے۔ اور زخم دس ہیں **حارصہ، دامعہ، دامیہ، باضعہ، متلاحمہ، سمحاق، موضحہ، ھاشمہ، منقلہ، اٰمۃ** (انکی وضاحت مابعد میں آرہی ہے)۔ پس **موضحہ** کے اندر قصاص ہے بشرطیکہ عمداً ہو۔

③ دیت کا لغوی واصطلاحی معنیٰ:۔ دیت کا لغوی معنیٰ خون بہا وادائیگی ہے اور اصطلاح میں وہ مال جو کسی نفس یا عضو کا بدل ہو۔

④ **والشجاج عشرۃ الخ** کی وضاحت وحکم:۔ (شجاج: وہ زخم جو چہرہ وسر پر ہو) **موضحہ** (وہ زخم جس میں ہڈی کھل جائے) اگر عمداً و جان بوجھ کر ہو تو اس میں قصاص ہے وگرنہ نہیں، اس کے علاوہ **شجاج** کی کسی بھی قسم میں قصاص نہیں ہے اور **موضحہ** اگر خطاءً ہو تو اس میں دیت کا نصفِ عشر (پانچ اونٹ) ہے، **ھاشمہ** (وہ زخم جو ہڈی توڑ دے) اس میں دیت کا عشر (دس اونٹ) ہے، **منقلہ** (وہ زخم جو ہڈی کو اپنی جگہ سے سرکا دے) اس میں عشر اور نصفِ عشر (پندرہ اونٹ) ہے، **اٰمہ** (وہ زخم جو دماغ کی کھال تک پہنچ جائے) **جائفہ** (وہ زخم جو پیٹ وسر میں ہو) ان دونوں میں دیت کا ثلث (۳۳ اونٹ) ہے اور جو زخم **موضحہ** سے کم ہے اس میں ایک عادل آدمی کا فیصلہ معتبر ہے۔ **حارصہ** (وہ زخم جو جلد پر خراش ڈال دے، اس زخم کی وجہ سے جلد پر رگڑ لگ جاتی ہے اور کچھ نہیں ہوتا) **دامعۃ** (وہ زخم جسکے نتیجہ میں خون بہے بغیر فقط ظاہر ہوجائے بعض فقہاء نے کہا وہ زخم جس سے آنسوؤں کے مشابہہ پانی زخم سے نکل پڑے، خون نہ نکلے) **دامیہ** (وہ زخم جس سے خون بہہ جائے) **باضعہ** (وہ زخم جس میں کھال کٹ جائے) **متلاحمہ** (وہ زخم جس میں گوشت کٹ جائے) **سمحاق** (وہ زخم جو اس باریک جھلی تک پہنچ جائے جو گوشت اور سر کی ہڈی کے درمیان ہے) (التکمیل الضروری)

الشق الثانی ..... **وَ الْحِرْزُ عَلٰی ضَرْبَیْنِ: حِرْزٌ لِمَعْنًی فِیْهِ كَالْبُیُوْتِ وَ الدُّوْرِ وَ حِرْزٌ بِالْحَافِظِ ۔ فَمَنْ سَرَقَ عَیْنًا مِنَ الْحِرْزِ اَوْ غَیْرِ حِرْزٍ وَ صَاحِبُهٗ عِنْدَهٗ یَحْفَظُهٗ وَجَبَ عَلَیْهِ الْقَطْعُ وَ لَا قَطْعَ عَلٰی مَنْ سَرَقَ مِنْ حَمَامٍ اَوْ مِنْ بَیْتٍ اُذِنَ لِلنَّاسِ فِیْ دُخُوْلِهٖ وَ مَنْ سَرَقَ مِنَ الْمَسْجِدِ مَتَاعًا وَ صَاحِبُهٗ عِنْدَهٗ قُطِعَ۔** (کتاب السرقۃ)

عبارت پر اعراب لگائیں۔ حرز کسے کہتے ہیں؟ اسکی کتنی اقسام ہیں؟ ہر ایک کی تعریف ذکر کریں۔ **واذا نقب اللص البیت فدخل فاخذ المال و ناوله آخر خارج البیت فلا قطع علیهما** کی تشریح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① عبارت پر اعراب ② حرز کی تعریف واقسام ③ **واذا نقب اللص البیت الخ** کی تشریح۔

جواب ..... ① عبارت پر اعراب:۔ **كما مرّ فی السوال آنفا۔**

② حرز کی تعریف واقسام:۔ حرز کا لغوی معنیٰ محفوظ مقام ہے اور اصطلاح میں وہ مقام جہاں عموماً وعادۃً مال کی حفاظت کی جائے۔

حرز کی دو اقسام ہیں: ① حرز معنوی یعنی وہ مکان ہی حفاظت کیلئے ہو جیسے گھر کوٹھی وغیرہ میں سامان وغیرہ کو حفاظت میں رکھا جائے۔ ② وہ جگہ تو حفاظت کیلئے نہ ہو مگر نگہبان وچوکیدار وغیرہ کے ذریعہ کھلی جگہ پر سامان کی حفاظت کی جائے۔

③ **واذا نقب اللص البیت الخ** کی تشریح:۔ ایک چور گھر میں نقب لگا کر اندر داخل ہوا، اس نے اندر سے سامان اُٹھا کر گھر سے باہر موجود دوسرے شخص کو چوری شدہ سامان پکڑا دیا یا مال باہر پھینک دیا اور باہر سے دوسرے شخص نے سامان اُٹھا لیا تو ایسی صورت میں دونوں کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ اسلئے کہ دونوں پر مکمل سرقہ کی تعریف صادق نہیں آرہی، کیونکہ پہلے نے محفوظ جگہ سے مال اُٹھایا ہے مگر خود اُٹھا کر مکانِ محفوظ سے باہر نہیں لایا۔ اور دوسرے نے مکانِ محفوظ سے ہی مال نہیں اُٹھایا بلکہ اس نے پہلے شخص کے ہاتھ سے یا باہر غیر محفوظ جگہ سے مال اُٹھایا ہے۔

﴿بسم اللہ والصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ﴾

0213 6357913 maktabazakariyyamultan@gmail.com

تنظیم المدارس، کنزالمدارس، نظام المدارس، وفاق المدارس العربیہ اور دیگر بورڈز کی کتابیں، داخلہ جات، امتحانی مسائل کے حل، گزشتہ پیپرز، اور دیگر اپڈیٹس حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ وزٹ کریں۔

www.ahlesunnatboardspak.com

Follow Our Social Media Account:

1. **Whatsapp Channel (https://whatsapp.com/channel/0029VaFmkdD0VycHbvDRY70I)**
2. **Youtube (https://youtube.com/@ahlesunnatboards)**
3. **Tiktok (https://www.tiktok.com/@ahlesunnatboardspak)**
4. **Facebook Page (https://www.facebook.com/ahlesunnatboardspak)**

الورقة الرابعة: فی اصول الفقه و الفرائض

﴿الورقة الرابعة فی اصول الفقه و الفرائض﴾

﴿السوال الاول﴾ ﴿نور الانوار﴾ ۱۴۳۵ھ

الشق الاوّل.....بیان تبدیل..... وهو النسخ فی اللغة.....(ص۲۱۹۔رحمانیہ)

نسخ کے لغوی اور اصطلاحی معنی بیان کرنے کے بعد جواز نسخ کی دلیل ذکر کریں۔منسوخ من الکتاب کی اقسام اربعہ مع امثلہ تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور کا حل مطلوب ہے(۱) نسخ کا لغوی واصطلاحی معنی (۲) جوازِ نسخ کی دلیل (۳) منسوخ من الکتاب کی اقسام اربعہ مع امثلہ۔

جواب..... ❶ نسخ کا لغوی واصطلاحی معنی:۔ نسخ کا لغوی معنی نقل وتحویل اور رفع وازالہ ہے جیسے نَسَخَ الْکِتَابَ (اس نے کتاب منتقل کی) اور نَسَخَتِ الشَّمْسُ الظِّلَّ (سورج نے سایہ کو زائل کردیا)۔

اصطلاح میں نسخ کا معنی حکم کی تبدیلی ہے،خواہ یہ تبدیلی پہلے حکم کو بالکل ختم کرکے اس کی جگہ دوسرا حکم لانے کی صورت میں ہو یا کسی سابقہ مطلق وعام حکم میں کوئی قید یا شرط بڑھانے کی صورت میں ہو، یہ متقدمین کے نزدیک ہے اور متأخرین کے نزدیک نسخ وہ تبدیلی ہے جس میں پہلے حکم کے ساتھ دوسرے حکم کی کسی بھی طرح تطبیق نہ ہوسکے۔

❷ جوازِ نسخ کی دلیل:۔ نسخ کے جواز کی پہلی دلیل یہ آیت کریمہ ہے مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰیَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْهَآ کہ جب ہم کسی آیت کو نسخ کرتے ہیں یا ذہنوں سے بھلاتے ہیں تو اس آیت سے بہتر دوسری آیت وحکم لے آتے ہیں۔دوسری دلیل عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِنَّ اَحَادِیْثَنَا یَنْسَخُ بَعْضُهَا بَعْضًا کَنَسْخِ الْقُرْآنِ۔

❸ منسوخ من الکتاب کی اقسام اربعہ مع امثلہ:۔ منسوخ من الکتاب کی چار اقسام ہیں۔①منسوخ التلاوة والحکم جمیعا: کہ تلاوت وحکم دونوں منسوخ ہوں جیسے سورۃ الاحزاب کے متعلق روایت کیا گیا ہے کہ یہ سورۃ البقرۃ کے برابر تھی۔اب صرف ستر آیات باقی رہ گئی ہیں حکم وآیات سب کچھ منسوخ ہے۔②منسوخ التلاوة دون الحکم: کہ صرف تلاوت منسوخ ہو حکم باقی ہو جیسے الشیخ والشیخة اذا زنیا فارجموهما نکالا من اللّٰه، اس آیت کی تلاوت تو منسوخ ہوگئی ہے مگر حکم اب بھی باقی ہے۔③منسوخ الحکم دون التلاوة: کہ حکم منسوخ ہوگیا ہو مگر تلاوت باقی ہو جیسے لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْنِ اس قسم کی آیات صلح وتخییر کا حکم آیاتِ قتال کے ذریعہ منسوخ ہے مگر تلاوت باقی ہے۔④نسخ و صف الحکم: کہ آیت کا اصل حکم تو باقی رہے مگر حکم عام اور حکم مطلق کو منسوخ کردیا گیا ہو مثلاً عاشورہ کا روزہ فرضیت رمضان سے قبل فرض تھا اور فرضیتِ رمضان کے بعد اس کی فرضیت ختم ہوگئی مگر جواز وسنیت باقی ہے۔

الشق الثانی.....والوحی نوعان: ظاهر وباطن، فالظاهر ثلاثة أنواع.....(ص۲۲۵۔رحمانیہ)

0313 635 7913 maktabazakariyaquran@gmail.com

وحی اور اس کی قسموں کی تعریفات مع امثلہ تحریر کریں۔وحی کا اطلاق اپنی دو قسموں وحی ظاہر اور باطن پر حقیقت اور مجاز کے طور پر ہے یا اشتراک کے طور پر؟ حضور اکرم ﷺ اور ائمہ مجتہدین کے اجتہاد میں فرق بیان کرتے ہوئے بتلائیں کہ رسول اللہ ﷺ کے اجتہاد سے ظاہر ہونے والے شرعی حکم کا کیا رتبہ ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور توجہ طلب ہیں (۱) وحی اور اسکی اقسام کی تعریف مع امثلہ (۲) وحی کا اطلاق ظاہر و باطن پر حقیقت ومجاز یا اشتراک کے قبیل سے؟ (۳) حضور ﷺ کے اجتہاد اور ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ کے اجتہاد میں فرق (۴) حضور ﷺ کے اجتہاد سے ظاہر ہونے والے شرعی حکم کا رُتبہ۔

جواب..... ❶ وحی اور اس کی اقسام کی تعریف مع امثلہ:۔ وحی کا لغوی معنی الاعلام فی خفاء (چپکے سے بتادینا) ہے اور اصطلاح میں الوحی هو اعلام من اللّٰه تعالی لنبیه ﷺ یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے نبی کو اطلاع کرنا اور بتانا

وحی ہے۔خواہ فرشتہ کے ذریعہ ہو یا کسی اور ذریعہ سے۔وحی کی ابتداءً دو قسمیں ہیں ① ظاہر ② باطن۔پھر ظاہر کی تین اقسام ہیں،تو اس لحاظ سے وحی کی چار قسمیں ہوئیں ہر ایک قسم کی تعریف مع المثال یہ ہے۔

① وہ حکم جو فرشتہ (جبرائیل علیہ السلام) کی زبان سے ثابت ہو اور رسول اللہ ﷺ نے اسے وحی لانے والے فرشتہ کا یقینی علم ہونے کے بعد سنا ہو جیسے قرآن مجید کی آیات **کما قال اللّٰہ تعالٰی قل نزلہ روح القدس من ربك الخ** ② وہ حکم جو فرشتہ کے اشارہ سے کلام کئے بغیر آپ ﷺ کیلئے ثابت ہو جیسے نبی علیہ السلام نے فرمایا **ان روح القدس نفث فی روعی** ③ وہ حکم جو الہام کے ذریعے آپ ﷺ کے قلب اطہر پر ظاہر ہو بایں طور کہ آپ ﷺ اس کو اپنے اس نور سے دیکھ لیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کے پاس ہے اس کو الہام کہتے ہیں ④ وحی کی چوتھی قسم وحی باطن ہے وحی باطن وہ ہے جو احکام منصوصہ میں تامل کے ساتھ اجتہاد کے ذریعے حاصل ہو۔بایں صورت کہ حکم منصوص میں سے کسی علت کا استنباط ہو اور اس پر اسی شئ کو قیاس کیا جائے جس کا حال معلوم نہیں ہے۔

② کلمۂ وحی کا اطلاق ظاہر و باطن پر حقیقت و مجاز یا اشتراک کے قبیل سے:۔ کلمہ وحی کا ظاہر و باطن (وحی کی دو اقسام) پر اطلاق حقیقت و مجاز کے قبیل سے بھی ہے کہ ظاہر وحی کی حقیقت اور باطن اس کا مجاز ہے اور یہ اشتراک کے قبیل سے بھی ہے یعنی لفظ وحی مشترک ہے ظاہر اور باطن کے معنی میں یعنی وحی کا معنی ظاہر اور باطن یہ دونوں حقیقت ہیں۔

③ حضور ﷺ کے اجتہاد اور ائمہ مجتہدینؒ کے اجتہاد میں فرق:۔ حضور ﷺ کے اجتہاد اور ائمہ مجتہدینؒ کے اجتہاد میں فرق یہ ہے کہ اگر آپ ﷺ سے کسی حادثہ میں خطاء واقع ہو جائے تو خطاء پر تنبیہ کے لئے وحی نازل ہوتی ہے۔اور خطاء برقرار نہیں رہتی بخلاف ائمہ مجتہدینؒ کے کہ اگر ان سے کسی حادثہ کے حکم میں خطاء واقع ہو جائے تو وہ برقرار رہتی ہے۔

④ حضور ﷺ کے اجتہاد سے ظاہر ہونے والے شرعی حکم کا رتبہ:۔ حضور ﷺ کے اجتہاد سے ظاہر ہونے والا شرعی حکم حجتِ قطعیہ ہے اور اقسام وحی میں داخل ہے اور اس کی مخالفت حرام ہے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۵ھ

الشق الاوّل.....**الراوی ان عرف بالفقه والتقدم فی الاجتهادکالخلفاء الراشدینؓ والعبادلة کان حدیثه حجة یترك به القیاس خلافا لما لك فانه قال القیاس مقدم علی خبر الواحد ان خالفه۔** (ص۱۹۰۔رحمانیہ)

عبارت کی وضاحت کریں۔**عبادلة** سے کون کون مراد ہیں واضح کریں۔اختلاف کو مدلل بیان فرمائیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) عبارت کی وضاحت (۲) عبادلہ کا مصداق (۳) ائمہ کا اختلاف مع الدلائل۔

جواب..... ① عبارت مذکورہ کی وضاحت:۔ مصنفؒ فرماتے ہیں کہ اگر خبر واحد کا راوی معروف بالفقہ ہے اور درجہ اجتہاد میں سب سے مقدم ہے تو ایسی خبرِ واحد حجت ہوگی اگر ایسی حدیث کا قیاس سے معارضہ ہو گیا تو قیاس کو چھوڑ دیا جائے گا اور خبر واحد پر عمل کیا جائے گا لیکن امام مالکؒ اس مسئلہ میں اختلاف کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ اس صورت میں خبرِ واحد کو چھوڑ دیا جائے گا اور قیاس پر عمل کیا جائے گا۔اس کی مثال حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت **من حمل جنازة فلیتوضا** ہے۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس حدیث کو قیاس سے رد فرمایا چنانچہ ارشاد فرمایا کہ کیا دو خشک لکڑیاں اٹھانے سے ہمیں وضو لازم ہوتا ہے؟ تو معلوم ہوا کہ خبرِ واحد اگر قیاس کے مخالف ہو جائے تو خبر واحد کو چھوڑ دیں گے اور قیاس پر عمل کریں گے۔

② عبادلہ کا مصداق:۔ عبادلہ یہ عبدل کی جمع ہے اس سے مراد حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم اور بعض کے نزدیک حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔

③ ائمہؒ کا اختلاف مع الدلائل:۔ اگر راوی فقیہ ہے اور اجتہادی صلاحیت کی وجہ سے اس کو حق تقدم حاصل ہے تو اس کی روایت کردہ حدیث حجت ہے اور اس کے خلاف اگر قیاس ہوگا تو قیاس کو ترک کر دیا جائے گا۔حضرت امام مالکؒ کے نزدیک اگر قیاس خبرِ واحد کے خلاف ہو تو خبرِ واحد سے قیاس مقدم ہے،دلیل یہ روایت ہے **ان ابا هریرة الخ** (ترجمہ) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

روایت بیان کی کہ **من حمل جنازة فليتوضأ** (جو شخص جنازہ اٹھائے وہ وضوء کرے)۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس روایت کو سن کر یہ ارشاد فرمایا **ایلزمنا الوضوء الخ** کیا ہم پر وضوء لازم ہو جائے گا دو خشک لکڑیوں کے اٹھانے کی وجہ سے؟۔ احناف کی جانب سے اس کا جواب دیا گیا کہ خبرِ واحد اپنی اصل کے ساتھ تو یقینی ہے کہ آپ ﷺ کا فرمان ہے اور خبرِ واحد میں جو شبہ ہے وہ نفس خبر میں نہیں بلکہ اس کے طریقِ وصول میں ہے بخلاف قیاس کے کہ وہ اپنی اصل سے ہی مشکوک ہے اور اپنی صفت کے اعتبار سے بھی (ممکن ہے کہ مجتہد سے قیاس کرنے میں نسیان چوک وغیرہ ہوگئی ہو) اور جب قیاس میں اس قدر ضعف ہے تو وہ خبرِ واحد کے ساتھ کسی بھی وقت مقابلہ نہیں کرسکتا ہے بلکہ خبرِ واحد کو قیاس کے مقابلہ میں راجح قرار دیا جائے گا۔

﴿سراجی﴾

الشق الثانی..... **اذکر احوال الاخت العینیة والزوج والزوجة والبنت وبنت الابن۔** (ص۱۰تا۱۴۔امدادیہ)

جواب..... مذکورہ ورثاء کے احوال:۔ اُختِ عینی کے احوال: اخت عینیہ کے پانچ حال ہیں۔ ① ایک بہن ہو تو وہ نصف کی حقدار ہے۔ ② دو یا زائد بہنیں ہوں تو وہ ثلثین کی حقدار ہیں۔ ③ حقیقی بھائی کے ذریعہ حقیقی بہن عصبہ بن کر بھائی کی نصف مقدار کی مستحق ہوتی ہے۔ ④ میت کی بیٹیوں اور پوتیوں کے ساتھ میت کی بہنیں عصبہ بن جاتی ہیں یعنی میت کی بیٹی اور پوتی کو حصہ دینے کے بعد جو بچے گا وہ بہنوں میں تقسیم ہوگا۔ ⑤ میت کا باپ یا بیٹا یا پوتا ہو تو پھر یہ بہنیں بالاتفاق محروم ہیں اور اگر میت کا دادا ہے تو امام صاحب کے نزدیک اب بھی بہنیں محروم ہوں گی۔

زوج کے احوال: زوج کی دو حالتیں ہیں۔ ① زوجہ میتہ کی اولاد یا بیٹے کی اولاد زندہ نہ رہنے کی صورت میں زوج نصف ترکہ کا حقدار ہوتا ہے ② زوجہ میتہ کی اولاد یا اس کے بیٹے کی اولاد زندہ رہنے کی صورت میں زوج چوتھائی ترکہ کا حقدار ہوتا ہے۔

زوجہ کے احوال: زوجہ کے دو احوال ہیں۔ ① میت کی اولاد اور اس کے بیٹے کی اولاد نہ ہو تو پھر زوجہ کیلئے ربع ہے ② میت کی اولاد یا اس کے بیٹے کی اولاد ہو تو زوجہ کے لئے ثمن ہے۔

بنت کے احوال: بیٹیوں کی تین حالتیں ہیں۔ ① صرف ایک بیٹی کیلئے ترکہ کا نصف ہے ② دو یا زیادہ بیٹیوں کے لئے ترکہ کے دو تہائی ہیں ③ بیٹی کے ساتھ بیٹا بھی ہو تو مرد کے واسطے دو عورتوں کے حصہ کے برابر ہے اور بیٹا بیٹیوں کو عصبہ بنا دیتا ہے۔

بنت الابن کے احوال: پوتیوں کی چھ حالتیں ہیں۔ ① پوتی کیلئے ترکہ کا نصف ہے جب بیٹی نہ ہو ② دو پوتیاں یا زیادہ کیلئے ترکہ کی دو تہائی ہیں جبکہ بیٹی نہ ہو ③ ایک بیٹی کے ساتھ پوتیوں کیلئے ترکہ کا چھٹا حصہ ہے دو تہائی کو پورا کرنے کیلئے ④ دو بیٹیوں کے ساتھ پوتیاں وارث نہیں ہوتی ⑤ ان پوتیوں کے برابر یا ان سے نیچے کوئی پوتا یا پڑپوتا ہو تو وہ پوتیوں کو عصبہ بنا دیتا ہے اور جو ترکہ باقی بچے وہ انکے درمیان مرد کیلئے دو عورتوں کے حصے کے برابر والے ضابطہ پر منقسم ہوگا ⑥ میت کے بیٹے کے ذریعے پوتیاں ساقط ہو جاتی ہیں۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۵ھ

0313 6357913 maktabazikariyamuradan@gmail.com

الشق الاوّل.....**عرف الردّ والعول لغةً و اصطلاحًا۔ عین الذین یرد علیهم والذین لا یرد علیهم و وضّح ذالك بالمثال۔** (ص۴۳۔امدادیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں دو امور مطلوب ہیں (۱) ردّ و عول کا لغوی و اصطلاحی معنی (۲) ردّ اور عدمِ ردّ والے ورثاء کی تعیین مع امثلہ۔

جواب..... ① ردّ و عول کا لغوی و اصطلاحی معنی:۔ ردّ کا لغوی معنی لوٹانا ہے اور اصطلاح میں ردِ عول کی ضد ہے کہ وہ مال جو ذوی الفروض سے بچ جائے اس کا کوئی اور مستحق نہ ہو تو اس مال کو دوبارہ ذوی الفروض پر ان کے حقوق کے مطابق لوٹانا رد ہے، بالفاظِ دیگر رؤس کم ہوں اور فروض و سہام بڑھ جائیں تو ان فروض کو رؤس پر لوٹانا اور تقسیم کرنا رد ہے۔

عول کا لغوی معنی زیادتی اور غلبہ ہے اور اصطلاح میں وہ اعداد جن کے ذریعہ ورثاء کے حصے معلوم ہوں ان کو مخرج کہتے ہیں، اگر مخرج حصوں سے تنگ ہو جائے یعنی عدد چھوٹا ہو اور ورثاء کے حصے زیادہ ہوں تو پھر مخرج (عدد) میں زیادتی کی جاتی ہے یعنی ایک

ایسا عدد تلاش کیا جاتا ہے جس سے تمام ورثاء کے حصے نکل آئیں کسی سہام کو توڑنے کی حاجت اور ضرورت پیش نہ آئے اسی زیادتی کرنے کا نام عول ہے۔ مثلاً میت نے ایک زوج اور دو حقیقی بہنوں کو چھوڑا تو اب زوج کا نصف اور بہنوں کے دو ثلث جمع ہو گئے، مسئلہ چھ سے بنے گا مرد کے تین حصے اور بہنوں کے چار حصے تو مخرج (چھ) تنگ ہو گیا کیونکہ مخرج چھ ہے اور حصے سات ہیں تو اب چھ میں سات تک عول ہوگا۔ کل مال کے سات حصے کر کے تین زوج کو اور چار دو بہنوں میں تقسیم ہونگے۔

❷ رڈ اور عدم رڈ والے ورثاء کی تعیین مع امثلہ:۔ ہمارے نزدیک بارہ ورثاء میں سے زوجین پر رڈ نہیں ہوگا، اس کے علاوہ بقیہ تمام ورثاء خواہ مرد ہوں یا عورتیں ہوں ان سب پر رد ہو سکتا ہے اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم رڈ کے قائل تھے۔

جبکہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، امام مالکؒ و امام شافعیؒ کے نزدیک رد نہیں ہوگا بلکہ جو مال حصوں کے بعد بچ جائے گا وہ بیت المال میں جمع کر دیا جائے گا ان حضرات کی دلیل یہ ہے کہ قرآن کریم میں ذوی الفروض کے حصے مقرر ہیں لہٰذا رڈ کے ذریعہ ان کے حصوں میں کمی بیشی نہیں کی جا سکتی کیونکہ یہ کتاب اللہ پر زیادتی ہے۔

الشق الثانی.....وَاَمَّا اِثْنَا عَشَرَ فَهِيَ تَعُوْلُ اِلٰى سَبْعَةَ عَشَرَ وِتْرًا لَاشَفْعًا وَاَمَّا اَرْبَعَةٌ وَعِشْرُوْنَ فَاِنَّهَا تَعُوْلُ اِلٰى سَبْعَةٍ وَعِشْرِيْنَ عَوْلًا وَاحِدًا كَمَا فِي الْمَسْئَلَةِ الْمِنْبَرِيَّةِ وَهِيَ اِمْرَأَةٌ وَبِنْتَانِ وَاَبَوَانِ وَلَايُزَادُ عَلٰى هٰذَا اِلَّا عِنْدَ اِبْنِ مَسْعُوْدٍؓ فَاِنَّ عِنْدَهٗ تَعُوْلُ اِلٰى اَحَدٍ وَثَلٰثِيْنَ ۔(ص۳۲۔امدادیہ)

شکّل العبارة ثم اشرحها ببسط ووضوح ۔ ماهو وجه تسمية "المسئلة المنبرية"؟

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کی تشریح (۳) مسئلہ منبریہ کی وجہ تسمیہ۔

جواب..... ❶ عبارت پر اعراب:۔ **كما مرّ في السوال آنفا۔**

❷ عبارت کی تشریح:۔ بارہ میں عول سترہ تک ہوتا ہے فقط طاق، جفت نہیں، اگر بارہ کے سدس کا نصف یعنی ایک بڑھ جائے تو عول تیرہ تک ہوگا یہ اس وقت ہوگا جب ربع، ثلثان اور سدس جمع ہو جائیں مثلاً میت نے ایک بیوی اور دو حقیقی بہنیں اور ایک اخیافی بہن چھوڑی

مسئلہ ۱۲ عول ۱۳

میت

زوجہ	دو اخت عینی	ایک اخت اخیافی
ربع	ثلثان	سدس
۳	۸	۲

اور اگر بارہ پر بارہ کے ربع یعنی تین کا اضافہ ہو جائے تو یہ عول پندرہ تک ہوگا یہ اس وقت ہوگا جب ربع، ثلثان اور ثلث جمع ہو جائیں مثلاً میت نے زوجہ اور دو حقیقی بہنیں اور دو اخیافی بہنیں چھوڑی۔

مسئلہ ۱۲ عول ۱۵

میت

زوجہ	اخت عینی ۲	اخت اخیافی ۲
ربع	ثلثان	ثلث
۳	۸	۴

اور اگر بارہ پر بارہ کے ربع یعنی تین اور سدس یعنی دو کا اضافہ ہو جائے تو عول سترہ تک ہوگا یہ اس وقت ہوگا جب ربع، ثلثان، ثلث اور سدس جمع ہو جائیں مثلاً میت نے زوجہ، دو حقیقی بہنیں دو اخیافی بہنیں اور ایک ماں کو چھوڑا۔

مسئلہ ۱۲ عول ۱۷

میت

زوجہ	اخت عینی ۲	اخت اخیافی ۲	ام
ربع	ثلثان	ثلث	سدس

۳ ۸ ۴ ۲

جمہور کے نزدیک ۲۴ میں صرف ایک ہی عول ہوتا ہے ۲۷ تک، جیسا کہ مسئلہ منبریہ میں ہوا جس کا نقشہ یہ ہے

مسئلہ ۲۴ عول ۲۷

میت

زوجہ	بنتان	اب	اُم
ثمن	ثلثان	سدس	سدس
۳	۱۶	۴	۴

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک ۲۴ میں ۳۱ تک عول ہوتا ہے کیونکہ انکے نزدیک محروم شخص حاجب بن سکتا ہے جیسے

مسئلہ ۲۴ عول ۳۱

میت

زوجہ	اُم	اُختان (علاتی یا حقیقی)	اُختان اخیافی	ابن کافر
ثمن	سدس	ثلثان	ثلث	محروم
۳	۴	۱۶	۸	.....

۳ مسئلہ منبریہ کی وجہ تسمیہ:۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے خطبہ دینے کے لئے منبر پر چڑھتے ہوئے یہ مسئلہ دریافت کیا گیا تھا اور انہوں نے فی الفور یہ جواب دیا تھا اس لئے اس مسئلہ کو مسئلہ منبریہ کہا جاتا ہے۔

﴿الورقة الرابعة فی اصول الفقه و الفرائض﴾

﴿السوال الاول﴾ ﴿نور الانوار﴾ ۱۴۳۶ھ

الشق الاوّل .....وَالضَّبْطُ : هُوَ سِمَاعُ الْكَلَامِ كَمَا يَحِقُّ سِمَاعُهُ: اَیْ سِمَاعًا مِثْلَ سِمَاعِ شَیْئٍ يَحِقّ سِمَاعَهُ: يَعْنِیْ مِنْ اَوَّلِهٖ اِلٰی آخِرِهٖ بِتَمَامِ الْكَلِمَاتِ وَالْهَيْئَةِ التَّرْكِيْبِيَّةِ، وَاِنَّمَا قَالَ ذٰلِكَ: لِاَنَّهٗ كَثِيْرًا مَايَجِیْئُ السَّامِعُ فِی سِمَاعِ مَجْلِسِ الْوَعْظِ بَعْدَ اَنْ مَضٰی شَیْئٌ مِّنْ اَوَّلِهٖ وَفَاتَهٗ وَلَمْ يَعْلَمْهُ الْمُعَلِّمُ لِلْاِزْدِحَامِ حَتّٰی يُرَدِّدَ الْكَلَامَ الْمَاضِیْ بَعْدَ حُضُوْرِهٖ فَمِثْلُ هٰذَا السِّمَاعِ لَايَكُوْنُ حُجَّةً فِیْ بَابِ الْحَدِيْثِ ۔ (ص۱۹۴۔رحمانیہ)

عبارت پر اعراب لگائیں۔عبارت کا خلاصہ بیان کریں۔حدیث اور سنت کی تعریف کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا خلاصہ (۳) حدیث اور سنت کی تعریف۔

جواب ..... ۱ عبارت پر اعراب:۔ کما مرّ فی السوال آنفا۔

۲ عبارت کا خلاصہ:۔ خبر واحد کے حجت ہونے کیلئے اسکے راوی میں جن چار شرائط کا ہونا ضروری ہے ان میں سے دوسری شرط ضبط ہے اس عبارت میں ضبط کی تعریف کا ذکر ہے۔ چنانچہ مصنفؒ فرماتے ہیں کہ ضبط کلام کو کما حقہ سننے کا نام ہے۔شارحؒ کماحقہٗ سننے کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اسکا مطلب یہ ہے کہ سامع اس کلام کو ابتداء سے انتہاء تک کلمات کی ہیئتِ ترکیبیہ کے ساتھ سنے کیونکہ بسا اوقات سامع وعظ کی مجلس کے سماع میں اس وقت آتا ہے کہ اسکے اوّل سے کچھ حصہ گزر چکا ہوتا ہے اور اس وعظ کا اوّل حصہ اس سامع سے رہ جاتا ہے اور معلم بھی ازدحام کی وجہ سے اسکے دیر سے آنے کو نہیں جانتا کہ وہ گزشتہ کلام کو اسکے حاضر ہونے کے بعد لوٹائے تاکہ وہ اسکو سن لے پس اس جیسا سماع بابِ حدیث میں حجت نہیں ہوتا بلکہ محض تبرک ہوتا ہے جسطرح وعظ کی مجالس میں بچوں کو تبرکاً لایا جاتا ہے۔

۳ حدیث اور سنت کی تعریف:۔ سنت کا لفظ آپ ﷺ کے اقوال اور افعال اور آپ ﷺ کے سکوت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال اور افعال پر بولا جاتا ہے۔اور حدیث رسول اللہ ﷺ کے قول کو کہتے ہیں۔البتہ بعض دفعہ سنت کا لفظ حدیث پر بولا جاتا ہے اسی وجہ سے ملاجیون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس جگہ یعنی **باب السنة** میں سنت سے مراد حدیث یعنی فقط قول الرسول ﷺ مراد ہے کیونکہ افعال

0313 6357913 maktabazakariyamuhsin@gmail.com

النبی ﷺ اور افعال صحابہ رضی اللہ عنہم اور اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم کا ذکر مصنفؒ نے اس باب کے آخر میں ایک مستقل فصل میں کیا ہے۔ یہ تعریف صاحب نور الانوار کی عبارت کے مطابق ہے۔ اور مشہور تعریف کے مطابق حدیث مطلقا آپ ﷺ کے اقوال وافعال وسکوت کا نام ہے اور سنت وہ عمل ہے جس پر آپ ﷺ نے آخر زندگی میں دوام کے ساتھ عمل کیا ہو یعنی سنت دائمی غیر منسوخ عمل کا نام ہے۔

الشق الثانی.....**والطعن المبهم من ایمة الحدیث لایجرح الراوی عندنا الا اذا وقع مفسرا بما هو جرح متفق علی ممن اشتهر بالنصیحة دون التعصب حتی لایقبل الطعن بالتدلیس والتلبیس والارسال وركض الدابة**۔(ص۲۰۴۔رحمانیہ) طعن مبہم اور طعن مفسر کی تعریف ذکر کریں، مذکورہ عبارت کی بے غبار تشریح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں دو امر مطلوب ہیں (۱) طعن مبہم اور مفسر کی تعریف (۲) عبارت کی تشریح۔

جواب..... ❶ طعن مبہم ومفسر کی تعریف:۔ راویِ حدیث پر کوئی محدث مبہم الفاظ جرح کے ذریعہ جرح کرے مثلاً "**وهو مجروح، منكر وغيره**" تو یہ راوی پر طعن مبہم کہلاتا ہے۔ اور اگر راوی حدیث پر الفاظ جرح جو مبہم ہیں بولے پھر ایسے لفظ سے اسکی تفسیر کردے جو کہ جرح میں متفق علیہ ہیں یا ایسے الفاظ کے ذریعہ جرح کی جو بنات خود جرح میں متفق علیہ ہیں تو یہ طعن مفسر ہے۔

❷ عبارت کی تشریح:۔ اس عبارت میں مصنفؒ نے جرح معتبر وغیر معتبر کو ذکر کیا ہے فرماتے ہیں کہ طعن مبہم یعنی محدث کا صرف یہ کہنا **هذا الحديث مجروح او منكر** یہ حدیث پر جرح کے لئے کافی نہیں ہے لہٰذا اس طرح کئی حدیث قابل عمل ہوگی۔ البتہ طعن مفسر راوی میں جرح کو پیدا کردے گا اور اس کی روایت مجروح اور نا قابل عمل قرار پائے گی۔ پھر مصنفؒ فرماتے ہیں کہ طعن مفسر سے حدیث میں جرح کا پیدا ہو جانا ہر عام آدمی کے طعن سے نہیں بلکہ اس شخص کے طعن مفسر سے حدیث مجروح ہوگی اور اس پر عمل نہ ہوگا جو دین میں خیر خواہی چاہنے والا ہو اور متعصب اور متشدد بھی نہ ہو۔ کیونکہ متعصب ومتشدد افراد کی جرح اور طعن اس لئے حجت نہیں ہے کہ ان کی اختلافی حالت سے یہ بعید نہیں کہ یہ جرح وطعن محض تعصب اور تشدد کی وجہ سے ہو۔ پھر مصنفؒ بطور تفریع کے چند ان امور کو ذکر کرتے ہیں جن سے حدیث پر طعن نہیں ہوسکتا وہ تقریباً آٹھ چیزیں ہیں۔ ① تدلیس یعنی راوی کے متعلق یہ کہا جائے کہ یہ سند کی تفصیل کو چھپا رہا ہے ② تلبیس یعنی راوی اپنے شیخ کے معروف نام یا کنیت کو خلط کر رہا ہے ③ ارسال یا تلبیس یعنی اپنے شیخ کا ایسا نام یا ایسی صفت ذکر کرنا جو لوگوں میں مشہور نہ ہو ④ رکض الدابۃ یعنی گھڑ دوڑ وغیرہ میں سواری کا ایڑ لگانا ⑤ مزاح کرنا یعنی دل لگی کے لئے کوئی حق بات مزاحًا کہہ دینا ⑥ کم عمری یعنی یہ کہنا کہ یہ حدیث اس نے نو عمری میں سنی ہے ⑦ کثیر تعداد میں روایات کا نہ ہونا ⑧ کثرت سے مسائل کا استنباط، یہ تمام امور جرح میں معتبر نہیں ہیں۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۶ھ

الشق الاوّل.....**او بیان ضرورة وهو اما ان یکون فی حکم المنطوق أو ثبت بدلالة حال المتكلم او ثبت ضرورة دفع الغرور عن الناس او ثبت ضرورة كثرة الكلام**۔(ص۲۱۸۔رحمانیہ)

0313 6377913 maktabazahariyamultan@gmail.com

بیانِ ضرورت کی تعریف کریں، بیانِ ضرورت کی مذکورہ تمام صورتوں کی وضاحت مثالوں کے ذریعہ کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں دو امر حل طلب ہیں (۱) بیانِ ضرورت کی تعریف (۲) ضرورت کی مذکورہ صورتوں کی وضاحت

جواب..... ❶ بیانِ ضرورت کی تعریف:۔ بیانِ صورت وہ بیان ہے جو بوقتِ ضرورت متکلم کی کلام سے قضاءً وضرورۃً سمجھا جائے۔

❷ بیانِ ضرورۃ کی مذکورہ صورتوں کی وضاحت مع امثلہ:۔ اس عبارت میں بیانِ ضرورت کی چار صورتوں کو ذکر کیا گیا ہے۔

① یہ ہے کہ متکلم کا بیان منطوق کے حکم میں ہو یا وہ کلام جس سے سکوت کیا گیا ہو اور مقدر تسلیم کیا گیا ہو وہ منطوق کے حکم میں ہو جیسے **ورثه ابواه فلامه الثلث**، اس آیت میں شارح نے اولاً والدین کو مع الشرکت میت کا وارث قرار دیا۔ اسکے بعد والدہ کا حصہ ثلث خاص کردیا تو یہ بیانِ ضرورت ہے اسلئے کہ اسکے علاوہ جو حصہ (دو ثلث) بچا ہے وہ از خود معلوم ہو گیا کہ اسکا حقدار والد ہے ② یہ ہے کہ متکلم کی حالتِ ساکتہ دلالت کرے کہ بیانِ ضرورت مکمل ہو چکا ہے اگر ضرورت ہوتی تو متکلم خاموش نہ رہتا، یہاں متکلم کا

خاموش رہنا بیانِ ضرورت ہے جیسے آپ کے سامنے لوگ مختلف عقود (مضاربت مشارکت بیع وشراء وغیرہ) کرتے رہے آپ نے ان امور کا ملاحظہ کرنے کے باوجود خاموشی اختیار کی تو یہ ان امور کے جواز کیلئے بیانِ ضرورت ہے کہ اگر یہ امور وعقود جائز نہ ہوتے تو آپ خاموشی اختیار نہ کرتے ③ یہ ہے کہ لوگوں سے ضرر کو دفع کرنے کیلئے ضرورۃً اس کو بیان تسلیم کیا جائے جیسے ایک مالک کے سامنے اس کا غلام خرید وفروخت کرتا ہے اور وہ مالک خاموش رہتا ہے تو مالک کی یہ خاموشی مالک کی طرف سے اجازت سمجھی جائیگی، کیونکہ اگر اس خاموشی کو بیانِ ضرورت کے درجہ میں اجازت پر محمول نہ کریں تو لوگ اس غلام کو عبدِ ماذون سمجھتے ہوئے اس سے خرید و فروخت کرینگے اور ان کا ضرر لازم آئے گا جو کہ حرام ہے اور اس ضرر کو دفع کرنا واجب ہے ④ یہ ہے کہ کثرتِ کلام یا طولِ عبارت ہونے کی وجہ سے اس کو ضرورۃً بیان تسلیم کرلیا جائے کہ وہ عبارت مراد کلام پر دلالت کرتی ہے جیسے **له علی مائة ودرهم**، اس مثال میں متکلم نے مائۃ کے ساتھ تمیز کو ذکر نہیں کیا، اور عطف کی صورت مابعد میں درہم کا لفظ اس بات کا بیان ہے کہ معطوف علیہ میں بھی مائۃ سے مراد دراہم ہی ہیں اور متکلم نے کثرتِ کلام یا طولِ عبارت سے بچنے کے لئے معطوف علیہ میں تمیز کو ذکر نہیں کیا۔

﴿سراجی﴾

الشق الثانی.....**وَأَمَّا لِلْأُمِّ فَأَحْوَالٌ ثَلَاثٌ: اَلسُّدُسُ مَعَ الْوَلَدِ أَوْ وَلَدِ الْاِبْنِ وَ اِنْ سَفَلَ أَوْ مَعَ الْاِثْنَيْنِ مِنَ الْاِخْوَةِ وَ الْأَخَوَاتِ فَصَاعِدًا مِنْ أَيِّ جِهَةٍ كَانَا، وَ ثُلُثُ الْكُلِّ عِنْدَ عَدَمِ هٰؤُلَاءِ الْمَذْكُوْرِيْنَ، وَ ثُلُثُ مَا بَقِيَ بَعْدَ فَرْضِ أَحَدِ الزَّوْجَيْنِ وَ ذٰلِكَ فِيْ مَسْأَلَتَيْنِ:..... وَ لَوْ كَانَ مَكَانَ الْأَبِ جَدٌّ فَلِلْأُمِّ ثُلُثُ جَمِيْعِ الْمَالِ اِلَّا عِنْدَ أَبِيْ يُوْسُفَ۔**

اعراب لگا کر ترجمہ اور تشریح کریں۔ آخری مسئلے میں امام ابو یوسف کا اختلاف واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے ① عبارت پر اعراب ② عبارت کا ترجمہ ③ عبارت کی تشریح ④ امام ابو یوسفؒ کے اختلاف کی وضاحت۔

جواب..... ① عبارت پر اعراب:۔ **كما مر في السوال آنفًا۔**

② عبارت کا ترجمہ:۔ اور رہی ماں تو اس کی تین حالتیں ہیں: سدس ہے اولاد کے ساتھ یا بیٹے کی اولاد کے ساتھ چاہے رشتے میں نیچے ہو جائے، یا دو یا دو سے زیادہ بھائیوں اور بہنوں کے ساتھ خواہ وہ دونوں کسی جہت سے ہوں۔ اور پورے مال کا تہائی حصہ ہے ان مذکورہ ورثاء کے نہ ہونے کی صورت میں۔ اور میاں بیوی میں سے ایک کا حصہ دینے کے بعد بچے ہوئے مال کا تیسرا حصہ ہے۔ اور یہ دو مسئلوں میں ہے.....اور اگر باپ کی جگہ دادا ہو تو ماں کیلئے پورے مال کا تیسرا حصہ ہے، مگر امام ابو یوسفؒ کے نزدیک۔

③ عبارت کی تشریح:۔ اس عبارت میں ام کی تین حالتیں بیان کی گئی ہیں۔ ① میت کے بیٹے بیٹی یا پوتے پوتی یا پڑپوتے پڑپوتی کے ساتھ یا دو بھائی بہن یا زیادہ بھائی بہنوں کی موجودگی میں ماں کیلئے سدس ہے خواہ وہ عینی بھائی بہن ہوں یا علاتی یا اخیافی یا مخلوط ② مذکورہ ورثاء کے نہ ہونے کی صورت میں ماں کے لئے کل ترکہ کا ایک ثلث ہے ③ احد الزوجین کا حصہ نکالنے کے بعد جو باقی بچے اس کا ثلث ہے، اور یہ حالت صرف دو مسئلوں میں پیش آتی ہے ① بیوی کا انتقال ہوا اور ورثاء میں صرف خاوند اور والدین ہوں ② خاوند کا انتقال ہوا اور ورثاء میں صرف بیوی اور والدین ہوں۔

باپ کی جگہ اگر دادا ہو تو طرفین رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ ماں کو کل مال کا ثلث ملے گا، امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ماں کو زوجین میں سے ایک کا حصہ دینے کے بعد بقیہ مال ہی کا ثلث ملے گا۔

④ اختلاف کی وضاحت:۔ اگر میت نے اپنی ماں کے ساتھ اپنے دادا اور میاں بیوی میں سے کسی ایک کو چھوڑا تو اس صورت میں اختلاف ہے۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ باپ کی جگہ اگر دادا ہو تو پھر ماں کو زوجین میں سے ایک کا حصہ دینے کے بعد بقیہ مال ہی کا ثلث ملے گا جبکہ طرفین رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ کل مال کا ثلث ملے گا، اور اسی پر فتویٰ ہے۔ گویا طرفین رحمہما اللہ کے نزدیک باپ اور دادا کے احکام الگ الگ ہیں۔ (طرازی)

0313 6357913 maktabahazakariyamultan@gmail.com

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۶ھ

الشق الاوّل.....وَالْمَحْرُوْمُ لَا يَحْجُبُ عِنْدَنَا وَ عِنْدَ اِبْنِ مَسْعُوْدٍؓ يَحْجِبُ حِجْبَ النُّقْصَانُ كَالْكَافِرِ وَالْقَاتِلِ وَالرَّقِيْقِ وَالْمَحْجُوْبُ يَحْجِبُ بِالْاِتِّفَاقِ (ص ۲۷۔امدادیہ)

محجوب کا لغوی اور اصطلاحی معنی بتائیے۔محروم اور محجوب میں کیا فرق ہے؟ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا اختلاف واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور حل طلب ہیں (۱) محجوب کا لغوی اور اصطلاحی معنی (۲) محروم اور محجوب میں فرق (۳) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور جمہور میں اختلاف۔

جواب.....(۱) محجوب کا لغوی اور اصطلاحی معنی:۔ حجب کا لغوی معنی منع کرنا ہے اور اصطلاح میں کسی وارث کو میت کے بعض یا کل ترکہ سے روک دینے کو حجب کہا جاتا ہے۔حجب کی دو قسمیں ہیں ① حجبِ نقصان: محجوب کا ایک بڑے حصے سے دوسرے چھوٹے حصے کی طرف منتقل ہونا اور یہ اصحاب فرائض میں سے پانچ فریق کیلئے ہے یعنی زوج، زوجہ، ماں، پوتی اور علاتی بہن کیلئے ② حجبِ حرمان: اس بارے میں وارثوں کے دو فریق ہیں ایک فریق جو کسی حال میں اس حجب کے ساتھ محجوب نہیں ہوتا اور وہ چھ قسم کے وارثین ہیں یعنی بیٹا، باپ، شوہر، بیٹی، ماں، بیوی اور دوسرا فریق کسی حالت میں وارث ہوتا ہے اور کسی حالت میں حجب حرمان کے ساتھ محجوب ہو جاتا ہے اور وہ ان چھ کے علاوہ ہیں۔

الحاصل وہ ورثاء جن میں حجب حرمان نہیں ہوتا انکی تعداد چھ ہے اور وہ اب، ام، ابن، بنت، زوج اور زوجہ ہیں۔

اور حجب نقصان صرف پانچ ذوی الفروض میں ہوتا ہے۔① زوج ② زوجہ: ان دونوں کا حصہ اولاد کی وجہ سے کم ہوتا ہے ③ام: اس کا حصہ اولاد، اخوۃ اور اخوات کی وجہ سے کم ہوتا ہے ④ بنت الابن: اس کا حصہ بنت صلبیہ کی وجہ سے کم ہوتا ہے ⑤اخت علاتیہ: اس کا حصہ اخت عینیہ کی وجہ سے کم ہوتا ہے۔

(۲) محروم اور محجوب میں فرق:۔ محجوب: وہ شخص ہے کہ میراث نہ ملنے یا کم ملنے کا باعث کوئی اس کا ذاتی سبب نہ ہو بلکہ کوئی دوسرا شخص ہو جس کی وجہ سے یہ میراث نہیں پاتا یا پاتا ہے مگر کم پاتا ہے جیسے اولاد کی وجہ سے زوجین کے حصہ کا کم ہونا

محروم: وہ شخص ہے کہ جس کی ذات میں برائی یا کوئی کمی پائی جائے جیسے کفر، غلامی وغیرہما۔

(۳) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور جمہور میں اختلاف:۔ جو کسی مانع ارث کی وجہ سے محروم ہو وہ حنفیہ اور جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہاں کسی دوسرے کیلئے نہ حاجبِ حرمان بن سکتا ہے اور نہ حاجبِ نقصان، بلکہ اس کو غیر موجود شمار کر کے دوسرے ورثہ کو وارث بنایا جاتا ہے اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ محروم حاجب بن جاتا ہے جیسے کافر، رقیق، قاتل اس کی صورت یہ ہے کہ ایک مسلمان عورت کا انتقال ہوا اور اس نے ایک مسلمان زوج اور دو مسلمان بھائی چھوڑے اور ایک کافر بیٹا چھوڑا اب یہ بیٹا محروم ہے تو ہمارے نزدیک یہ بیٹا زوج کیلئے حاجب نہیں بنے گا زوج کیلئے نصف ہوگا اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ بیٹا محروم ہونے کے باوجود زوج کیلئے حاجب بنے گا اس کے لئے بجائے نصف کے ربع ہوگا۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

الشق الثانی.....درج ذیل مسائل حل کیجئے۔(زوج ، ۳بنات)(زوج ، ۶ بنات)(زوج ، ۵بنات)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں فقط مذکورہ مسائل کا حل مطلوب ہے۔

جواب.....مذکورہ مسائل کا حل:۔

مسئلہ ردّیہ ۴

میت

زوج	بنات ۳
ربع	ثلثان
۱	۳

مسئلہ ردّیہ ۴ مضروب ۲ تصحیح ۸

میت

زوج	بنات ۶
ربع	ثلثان
۱×۲=۲	۳×۲=۶ (فی بنت ۱)

مسئلہ ردّیہ ۴ مضروب ۵ تصحیح ۲۰

میت

زوج	بنات ۵
ربع	ثلثان
۵=۵×۱	۱۵=۵×۳ (فی بنت ۳)

﴿الورقة الرابعة فی اصول الفقه و الفرائض﴾

﴿السوال الاول﴾ ﴿نور الانوار﴾ ۱۴۳۷ھ

الشق الاوّل.....والمنسوخ انواع: التلاوة والحكم جميعا، والحكم دون التلاوة، والتلاوة دون الحكم، ونسخ وصف فی الحكم، وذلك مثل الزيادة على النص فانّها نسخ عندنا و عند الشافعیؒ تخصيص و بيان۔ (فصل فی احكام البيان۔ بيان انواع المنسوخ)

عبارت کا ترجمہ کریں۔اختلافی مسئلہ تفصیل سے تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① عبارت کا ترجمہ ② اختلافی مسئلہ کی تفصیل۔

جواب..... ① عبارت کا ترجمہ:۔ منسوخ کی کئی اقسام ہیں: تلاوت وحکم دونوں منسوخ ہوں، تلاوت کے علاوہ صرف حکم منسوخ ہو، حکم کے علاوہ صرف تلاوت منسوخ ہو، (آیت کا اصل حکم تو باقی رہے) حکم کی وصف کو منسوخ کر دیا گیا ہو، اور یہ نص پر زیادتی کی مثل ہے، پس یہ ہمارے نزدیک نسخ ہے اور امام شافعیؒ کے نزدیک تخصیص و بیان ہے۔

② اختلافی مسئلہ کی تفصیل:۔ منسوخ کی چوتھی قسم وصورت یہ ہے کہ حکم میں کسی وصف کو منسوخ کر دیا جائے، بایں طور کہ اسکے عموم و اطلاق کو منسوخ کر دیا جائے۔اسکی مثال خفین پر مسح کرنا ہے، نصِ قرآنی کے مطابق وضو میں مطلقاً پاؤں کو دھونے کا حکم ہے خواہ موزے ہوں یا نہ ہوں، یہاں پر حدیثِ مشہور نے پاؤں دھونے کے اطلاق کو منسوخ کر دیا اور حدیثِ مشہور کی وجہ سے ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ حکم عام نہیں ہے بلکہ اس صورت کے ساتھ مخصوص ہے جب موزے نہ پہنے ہوں۔

اس صورت کے متعلق حنفیہ وشوافع کا اختلاف ہے: حنفیہ کے نزدیک یہ صورت بھی نسخ ہی ہے، لہٰذا نسخ کی دیگر اقسام کی طرح یہ نسخ بھی خبرِ متواتر یا خبرِ مشہور سے ہی جائز ہے، عام خبر سے یہ نسخ جائز نہیں ہے۔شوافعؒ کہتے ہیں کہ یہ تخصیص و بیان ہے، لہٰذا بیان کی دیگر اقسام کی طرح خبرِ واحد و قیاس کے ذریعہ بھی یہ نسخ جائز ہے۔(قوۃ الاخیار)

الشق الثانی.....وَاِذَا انْتَقَلَ اِلَيْنَا اِجْمَاعُ السَّلَفِ بِاِجْمَاعِ كُلِّ عَصْرٍ عَلٰى نَقْلِهٖ كَانَ كَنَقْلِ الْحَدِيْثِ الْمُتَوَاتِرِ وَاِذَا انْتَقَلَ اِلَيْنَا بِالْاٰفْرَادِ كَانَ كَنَقْلِ السُّنَّةِ بِالْآحَادِ ثُمَّ هُوَ عَلٰى مَرَاتِبَ۔(ص۲۳۴۔رحمانیہ)

عبارت پر اعراب لگائیں، مذکورہ عبارت کا مطلب بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل دو امور ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا مطلب۔

جواب..... ① عبارت پر اعراب:۔ كمامرّ فی السوال آنفا۔

② عبارت کا مطلب:۔ حاصلِ عبارت یہ ہے کہ اجماع کا ایک زمانہ کے اہلِ اجماع سے دوسرے زمانہ کے اہلِ اجماع کی طرف منتقل ہونا ضروری ہے، جب کوئی اجماع ہماری طرف منتقل ہو کر پہنچے گا تو وہ حدیثِ متواتر کی مثل ہوگا یعنی اس کا ایجاب قطعی ہوگا اور وہ اجماع سے ثابت شدہ حکم واجب العمل ہوگا جیسا کہ قرآن کریم کے کتاب اللہ ہونے اور نماز کے فرض ہونے پر اجماع نقل در نقل ہے۔ اور اگر یہ اجماع بذریعہ آحاد منقول ہو تو پھر یہ خبرِ واحد کی مثل ہوگا یعنی یہ عمل کو ثابت کرے گا مگر یقین وقطعیت کو ثابت نہیں کرے گا جیسا کہ عبیدہ سلمانی نے ظہر سے قبل چار رکعت سنت پر اہتمام کے ساتھ محافظت کرنے پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع نقل کیا ہے۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۷ھ

الشق الاوّل ..... وَالرَّاوِیْ اِنْ عُرِفَ بِالْفِقْهِ وَالتَّقَدُّمِ بِالْاِجْتِهَادِ كَالْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ وَالْعُبَادَلَةِ كَانَ حَدِیْثُهٗ حُجَّةً، یُتْرَكُ بِهِ الْقِیَاسُ، خِلَافًا لِمَالِكٍ، وَاِنْ عُرِفَ بِالْعَدَالَةِ وَالضَّبْطِ دُوْنَ الْفِقْهِ كَاَنَسٍ وَاَبِیْ هُرَیْرَةَ اِنْ وَافَقَ حَدِیْثُهُ الْقِیَاسَ عُمِلَ بِهٖ وَاِنْ خَالَفَهٗ لَمْ یُتْرَكْ اِلَّا بِالضَّرُوْرَةِ كَحَدِیْثِ الْمُصَرَّاةِ (ص۱۹۰۔رحمانیہ)

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، مذکورہ بحث کا تعلق خبر کی کس قسم سے ہے، حضرت انس اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کے بارے میں دون الفقہ کا لفظ کس اعتبار سے کہا گیا، حدیث مصراۃ کی تفصیل ائمہ کے مذاہب کی روشنی میں لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں پانچ امور مطلوب ہیں۔(۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) بحث کے متعلق کی نشاندہی (۴) حضرت انس وابو ہریرہ رضی اللہ عنہما میں دون الفقہ کے لفظ کا استعمال (۵) حدیث مصراۃ کی تفصیل۔

جواب ..... ❶ عبارت پر اعراب:۔ کما مرّ فی السوال آنفا۔

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ اور اگر راوی کا فقیہ ہونا معروف ہے اور اجتہادی صلاحیت کی وجہ سے اُسے حق تقدم حاصل ہے جیسے خلفاءِ راشدین اور عبادلہ رضی اللہ عنہم تو اس کی حدیث حجت ہوگی اُس کی وجہ سے قیاس کو ترک کر دیا جائے گا۔امام مالکؒ کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے اور اگر راوی کی عدالت اور ضبطِ حدیث معروف ہے مگر فقاہت معروف نہیں ہے جیسا کہ حضرت انس اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما اگر اُس کی حدیث قیاس کے موافق ہوگی تو اس پر عمل کیا جائے گا اور اگر وہ قیاس کے مخالف ہو تو اُس کو ضرورت کے بغیر ترک نہیں کیا جائے گا جیسا کہ حدیثِ مصراۃ۔

❸ بحث کے متعلق کی نشاندہی:۔ مذکورہ عبارت و بحث کا تعلق اتصالِ سند کی کیفیت کے اعتبار سے خبر کی قسم ثالث یعنی خبرِ واحد کے ساتھ ہے۔

❹ حضرت انس وابو ہریرہ رضی اللہ عنہما میں **دون الفقہ** کے لفظ کا استعمال:۔ حضرت انس وحضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کے متعلق **دون الفقہ** کا لفظ محض مسئلہ ومثال کو سمجھانے کیلئے ایک نکتہ کے طور پر بطورِ ضرورت بامرِ مجبوری استعمال کیا گیا ہے، معاذ اللہ حضرت انس وابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کی جانب حقارت واستخفاف کو منسوب نہیں کیا گیا۔اس کو صاحبِ اصول الشاشی نے ان الفاظ سے تعبیر کیا ہے کہ وہ راوی معروف بالحفظ والعدالت ہو مگر معروف بالفقہ والاجتہاد نہ ہو یعنی ان کو اجتہاد واستنباط کا ملکہ عطاء نہ کیا گیا ہو اور وہ راوی فتویٰ میں مشہور نہ ہو بلکہ کبھی کبھار وہ فتویٰ دیتے ہوں جیسے حضرت ابو ہریرہ وانس بن مالک رضی اللہ عنہما۔(خیر الحواشی)

❺ حدیث مصراۃ کی تفصیل:۔ حدیث میں تصریہ سے منع کیا گیا ہے، تصریہ اور مصراۃ الابل کا مطلب یہ ہے کہ جانور کے تھن میں اسے فروخت کرنے سے دو تین روز قبل سے دودھ رہنے دیا جائے اور اسے دوہا نہ جائے تاکہ خریدار یہ سمجھے کہ یہ بہت زیادہ دودھ دینے والا جانور ہے۔

ائمہ ثلاثہؒ فرماتے ہیں کہ ''مصراۃ'' بکری یا ''محفلہ'' اونٹنی خریدنے والے مشتری کو تین دن کا اختیار ملے گا، چاہے تو وہ اس کو اپنے پاس رکھے یا واپس کر دے اور ساتھ میں ایک صاع کھجور بھی لوٹا دے، ان کی دلیل "**ولاتصروا الابل والغنم فمن ابتاعها فهو بخير النظرين بعد ان يحلبها فان رضيها امسكها وان سخطها ردها وصاعامن تمر**" (مسلم) ہے۔

پھر بعض فقہاء یہ فرماتے ہیں کہ ایک صاع کھجور ہی لوٹانا ضروری ہے جبکہ دوسرے بعض فقہاء یہ فرماتے ہیں کہ صاع تمر کا ذکر اتفاقی ہے، ورنہ اصل بات یہ ہے کہ جتنا دودھ نکال کر استعمال کیا ہے اس کی قیمت ادا کرے۔

حنفیہ اور اہل کوفہ کا مذہب یہ ہے کہ اس صورت میں مشتری کو یہ اختیار نہیں کہ وہ بکری بائع کو واپس کرے البتہ مشتری رجوع بالنقصان کر سکتا ہے وہ اس طرح کہ یہ دیکھا جائے گا کہ اس وقت بازار میں اس بکری کی کیا قیمت ہے؟ اور مشتری نے اس کے دودھ سے بھرے ہوئے تھن دیکھ کر کیا قیمت لگائی تھی؟ ان دونوں قیمتوں کے درمیان جو فرق ہوگا وہ بائع مشتری کو ادا کریگا یہ امام ابوحنیفہؒ کا مسلک ہے۔

اس حدیث کے دو جزو ہیں ایک خیار رد اور دوسرا رد کی صورت میں ایک صاع تمر دینا۔شوافعؒ تو اس کے ظاہر پر عمل کرتے ہوئے

0313 6377913 maktabazakariamultan@gmail.com

دونوں جزو کو اختیار کرتے ہیں۔ امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ دونوں جزو کے خلاف عمل کرتے ہیں۔ نہ رد کا اختیار دیتے ہیں اور نہ صاع تمر کے رد کا حکم دیتے ہیں۔ امام ابو یوسفؒ اور امام مالکؒ حدیث کے پہلے جزو پر تو عمل کرتے ہیں کہ مشتری کو رد کا اختیار دیتے ہیں لیکن دوسرے جزو یعنی مبیع کے ساتھ ایک صاع تمر کا رد بھی ضروری ہے، اسے اختیار نہیں کرتے۔ البتہ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ صاع کا لوٹانا ضروری نہیں ہے لیکن غالب قوت بلد میں سے ایک صاع کو لوٹانا ضروری ہے، خواہ وہ تمر ہو یا اس کے علاوہ کوئی اور جنس ہو کیونکہ حضور اکرم ﷺ کے زمانہ میں غالب قوت مدینہ تمر تھی اس لئے حضور ﷺ نے اسی کا حکم دیا، ہمارے شہر میں جو قوت غالب ہوگی، ہمارے ہاں اس کا رد کرنا ضروری ہوگا۔ امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ جتنا دودھ مشتری نے اس شاۃ مصراۃ سے نکالا ہے اس کی قیمت لوٹانا ضروری ہے کیونکہ مضمون دودھ ہی ہے لہٰذا اس کی قیمت واجب ہوگی اور عام طور پر حضور ﷺ کے زمانے میں اس دودھ کی قیمت ایک صاع تمر بنتی تھی، اس لئے آپ ﷺ نے اس کی ادائیگی کا حکم دے دیا، یا پھر مصلحۃً اس کا حکم دیا۔

امام ابوحنیفہؒ نے اس حدیث کو اس لئے چھوڑا کہ یہ حدیث بہت سے اصولِ شریعہ کے معارض تھی مثلاً ایک اصول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے **فمن اعتدی علیکم فاعتدوا علیه بمثل مااعتدی علیکم**، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ضمان بقدرِ نقصان ہوتا ہے، دونوں میں مساوات ہوتی ہے، اگر حدیث پر عمل کرتے ہیں تو ضمان اور نقصان میں مساوات ممکن نہیں اس کے علاوہ یہ حدیث اور بھی اصولِ مسلّمہ کے خلاف ہے۔

حنفیہ کا استدلال: امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ اس مسئلے میں یہ بکری بائع کو واپس لوٹانے کی کوئی صورت نہیں، اس لئے کہ جس وقت بائع نے وہ بکری فروخت کی اس وقت بکری کے تھنوں میں جو دودھ تھا وہ بھی فروخت کیا تو وہ دودھ بھی مشتری کی ملکیت میں آ گیا اور وہ دودھ بھی مبیع کا ایک حصہ ہو گیا لہٰذا اگر کسی وقت اس بکری کو واپس لوٹایا جائے گا تو اس دودھ کو بھی لوٹانا ضروری ہوگا جو بیع کے وقت بکری کے تھنوں میں موجود تھا لیکن جب مشتری اس بکری کو خرید کر گھر لایا تو اس میں مزید دودھ پیدا ہو گیا اور یہ دودھ مشتری کی ملکیت اور اس کی ضمان میں پیدا ہوا اور یہ اصول وقاعدہ ہے کہ ''الخراج بالضمان'' یعنی اگر کوئی چیز کسی شخص کی ضمان میں ہے تو اس کے ضمان میں ہوتے ہوئے اس سے جو نفع حاصل ہوگا وہ اسی شخص کی ملکیت ہوگا جس شخص کے ضمان میں وہ چیز ہوگی تو چونکہ یہ بکری مشتری کے ضمان میں ہے اس لئے اس عرصہ میں پیدا ہونے والا دودھ بھی اس کی ملکیت ہونا چاہیے۔ اس قاعدہ کی رُو سے مشتری پر صرف پہلی قسم کا دودھ لوٹانا لازم ہونا چاہیے یعنی وہ دودھ جو بیع کے وقت بکری کے تھنوں میں موجود تھا اور دوسری قسم کا دودھ جو بعد میں پیدا ہوا، اس کا لوٹانا لازم نہ ہونا چاہیے۔ اب اگر ہم مشتری پر کل دودھ کی قیمت لازم کریں تو اس میں مشتری کا نقصان ہے کیونکہ اس دودھ میں وہ دودھ بھی تھا جو اس کے اپنے ضمان میں پیدا ہوا تھا اور اگر ہم مشتری پر بالکل قیمت لازم نہ کریں تو اس میں بائع کا ضرر ہے کیونکہ عقد کے وقت بکری میں جو دودھ تھا وہ بائع کے یہاں پیدا ہوا تھا۔ اور اگر ہم یہ کہیں کہ مشتری پر اس دودھ کی قیمت لازم ہے جو عقد کے وقت تھا اور جو دودھ اس کے بعد اس کی ملکیت میں پیدا ہوا ہے اس کی قیمت لازم نہیں ہے۔ مگر عقد کے وقت کتنا دودھ تھا اور بعد میں کتنا پیدا ہوا؟ یہ معلوم کرنا ممکن نہیں ہے لہٰذا اب واپسی کا کوئی راستہ ممکن نہیں اور جب دودھ کے رد کی کوئی صورت ممکن نہیں ہے تو اس کے بغیر شاۃ مصراۃ کے رد کی بھی کوئی صورت ممکن نہیں ہے اس لئے وہی راستہ باقی رہ گیا ہے جو احنافؒ نے کہا ہے کہ رجوع بالنقصان کر لیا جائے۔ (تقریرِ ترمذی ج ۱ ص ۱۷۰)

﴿سراجی﴾

الشق الثانی.....**اکتب احوال اولاد الام (اخ خیفی ، اخت خیفیة) ۔ اکتب الامور التی تختص با ولاد الام دون غیرهم من اصحاب الفرائض ۔ ما الفرق بین الجد الصحیح والفاسد وبین الجدة الصحیحة والفاسدة ۔** (ص ۱۰۔ امدادیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) اولاد الام (اخ خیفی، اخت خیفیہ) کے احوال (۲) امور مختصہ باولاد الام کی نشاندہی (۳) جد صحیح اور جد فاسد، جدہ صحیحہ اور جدہ فاسدہ کے درمیان فرق۔

جواب ..... ① اولاد الام (اخ حقیقی، اخت حقیقیہ) کے احوال:۔ اخ حقیقی اخت حقیقیہ کے احوال: اخ حقیقی اور اخت حقیقیہ کی تین حالتیں ہیں۔ ① اخیافی بھائی یا بہن کو ترکہ کا چھٹا حصہ ملتا ہے جبکہ میت کے اصول وفروع میں سے کوئی نہ ہو ② دو اخیافی بھائی بہن یا دو سے زیادہ اخیافی بھائی بہن کو برابری کے ساتھ ترکہ کی تہائی ملتی ہے ③ میت کے اصول وفروع (میت کی اولاد یا میت کے بیٹے کی اولاد، میت کا باپ یا دادا) زندہ رہنے کی صورت میں اخیافی بھائی اور بہن بالاتفاق ساقط ہو جاتے ہیں۔

② امور مختصہ باولاد الام کی نشاندہی:۔ اولادِ ام یعنی اخیافی بہن بھائی کی تین حالتیں ہیں۔ ① میت کے مذکر اصول یعنی باپ یا دادا کی موجودگی میں یہ وارث نہیں بنتے ② میت کی اولاد کی موجودگی میں خواہ وہ مذکر ہو یا مؤنث ہو یہ وارث نہیں بنتے ③ اولادِ ام یعنی اخیافی بہن بھائیوں کو جو ترکہ ملتا ہے وہ ان کے درمیان برابر تقسیم ہوتا ہے یعنی جتنا ایک اخیافی بھائی کو دیا جائے گا اتنا ہی اخیافی بہن کو دیا جائے گا۔ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ والا ضابطہ ان میں جاری نہیں ہوگا۔

(یہ تیسری حالت ان کی خصوصیت ہے کہ ان میں بہن بھائی میں برابری ہے)۔

③ جد صحیح اور جد فاسد، جدہ صحیحہ اور جدہ فاسدہ کے درمیان فرق:۔ جد صحیح کی تعریف: میت کا وہ مذکر اصول جس کا میت کی طرف رشتہ جوڑنے میں کسی مؤنث کا واسطہ نہ آئے جیسے دادا اور پردادا۔

جد فاسد کی تعریف: میت کا وہ مذکر اصول جس کا میت کی طرف رشتہ جوڑنے میں مؤنث کا واسطہ ہو جیسے نانا۔

جدہ صحیحہ کی تعریف: میت کی وہ مؤنث اصول جسکا میت کی طرف رشتہ جوڑنے میں جد فاسد کا واسطہ نہ آئے جیسے دادی، نانی، پردادی۔

جدہ فاسدہ کی تعریف: میت کی وہ مؤنث اصول جس کا میت سے رشتہ جوڑنے میں جد فاسد کا واسطہ آئے جیسے نانا کی ماں ان تعریفات سے ان کے درمیان فرق بھی واضح ہے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۷ھ

الشق الاوّل .....ثم يقسم الباقي بين ورثته بالكتاب والسنة و اجماع الامة۔ (ص۴۔امدادیہ)

اكتب الماخذو المصادر لعلم الميراث هل القياس داخل فيها ۔ حرر اسماء مستحقي الميراث۔ بين اقسام الورثة ۔ عرّف التركة وَماهي الفروض المقدّرة في كتاب الله ۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں پانچ امور حل طلب ہیں (۱) علمِ میراث کے ماخذ ومصادر (۲) میراث کے مستحقین کے اسماء (۳) ورثاء کی اقسام (۴) ترکہ کی تعریف (۵) فروضِ مقدرہ کی نشاندہی۔

جواب ..... ① علمِ میراث کے ماخذ ومصادر:۔ علمِ میراث کے ماخذ ومراجع تین ہیں۔ ① کتاب اللہ ② سنتِ رسول اللہ ③ اجماعِ امتِ محمدیہ ﷺ۔ قیاس ماخذ میراث میں داخل نہیں ہے۔

② میراث کے مستحقین کے اسماء:۔ میراث کے مستحقین بارہ افراد ہیں جن میں سے چار مرد اور آٹھ عورتیں ہیں، چار مرد یہ ہیں اب، جد صحیح، اخ حقیقی، زوج۔ آٹھ عورتیں یہ ہیں زوجہ، بنت صلبیہ، بنت الابن، اخت عینیہ، اخت علاتیہ، اخت حقیقیہ، ام، جدہ صحیحہ۔

③ ورثاء کی اقسام:۔ درجہ ذیل ترتیب سے ترکہ کو ورثاء میں تقسیم کرینگے۔ ① اصحاب فرائض ② عصبہ نسبی ③ عصبہ سببی ④ معتَق کا معتِق ⑤ اصحاب فرائض پر ردّ ⑥ ذوی الارحام ⑦ مولی الموالات ⑧ مقرلہ بالنسب علی الغیر ⑨ موصٰی لہ زائد علی الثلث ⑩ بیت المال۔

④ ترکہ کی تعریف:۔ میت کا وہ مال جس کے ساتھ غیر کا حق متعلق نہ ہو۔

⑤ فروضِ مقدرہ کی نشاندہی:۔ کتاب اللہ میں ذکر کردہ فروضِ مقدرہ چھ ہیں، نصف، رُبع وثُمن اور ثلثان ثلث وسدس۔ اور یہ چھ فروض تضعیف وتنصیف کے طریقہ پر ہیں۔ تضعیف کا مطلب دُگنا ہے یعنی نصف ربع کا دُگنا ہے اور ربع ثمن کا دُگنا ہے۔ اسی طرح ثلثان ثلث کا دُگنا ہے اور ثلث سدس کا دُگنا ہے۔ تنصیف کا مطلب نصف کرنا ہے یعنی اسکے برعکس سدس، ثلث کا نصف ہے اور ثلث ثلثان کا نصف ہے، اسی طرح ثمن رُبع کا نصف ہے اور رُبع نصف کا نصف ہے۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

الشق الثانی.....اذکر احوال الاشخاص التالیة الجد، الام، الجدة الصحیحة و اکتب حل المسئلة التالیة۔ (بنتان ، اخ خیفی، زوجه، بنت الابن، اب) (ص۸،۱۷،۱۸۔امدادیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں دو امور مطلوب ہیں (۱) مذکورہ ورثاء کے احوال (۲) مذکورہ مسئلہ کا حل۔

جواب..... ❶ مذکورہ ورثاء کے احوال:۔ام کے احوال:ام کی تین حالتیں ہیں:① میت کے بیٹے بیٹی یا پوتے پوتی یا پڑپوتے پڑپوتی کے ساتھ یا دو بھائی بہن یا زیادہ بھائی بہنوں کی ماں کیلئے سدس ہے خواہ وہ عینی بھائی بہن ہوں یا علاتی یا اخیافی یا مخلوط ② ان کے نہ ہونے کی صورت میں ماں کیلئے کل ترکہ کا ایک ثلث ہے ③ احدالزوجین کے حصہ کے بعد جو باقی بچے اس کا ثلث ہے۔

جد کے احوال: جد صحیح کے چار احوال ہیں ① اگر میت کا باپ موجود ہو تو دادا ساقط ومحروم ہو جائے گا ② باپ نہ ہونے کی صورت میں دادا کے ساتھ میت کی مذکر اولاد بیٹا، پوتا وغیرہ ہو تو دادا کو سدس ملے گا ③ اگر دادا کے ساتھ باپ کی بجائے میت کی صرف مؤنث اولاد (بیٹی، پوتی) موجود ہو تو دادا سدس پانے کے ساتھ عصبہ بھی ہوگا ④ اگر دادا کے ساتھ میت کی کوئی اولاد نہ ہو تو دادا عصبہ محض ہوگا۔تنہا ہونے کی صورت میں سارا ترکہ اور دوسرے اصحابِ فرائض کی موجودگی میں بقیہ میراث اس کو ملے گی۔

جدہ کے احوال: جدہ کی دو حالتیں ہیں ① جدہ کیلئے کل ترکہ کا سدس ہے خواہ ماں کی طرف سے ہو یا باپ کی طرف سے ہو خواہ ایک ہو یا زیادہ، جب یہ جدات صحیحہ ہوں اور درجہ میں سب برابر ہوں ② ماں کی وجہ سے تمام جدات، باپ کی وجہ سے صرف پوری جدات (دادیاں)، دادا کی وجہ سے وہ دادیاں جو دادا کے واسطہ سے ہوں اور قریب والی جدہ کی وجہ سے دور والی جدہ یہ تمام ساقط ہو جائینگی۔

❷ مسئلہ مذکور کا حل:۔

مسئلہ ۲۴

میت

بنتان	اخ خیفی	زوجہ	بنت الابن	اب
ثلثان	محروم	ثمن	محروم	سدس مع العصبہ
۱۶	.....	۳	.....	۵

﴿الورقة الرابعة فی اصول الفقه و الفرائض﴾

﴿السوال الاول﴾ ﴿نور الانوار﴾ ۱۴۳۸ھ

الشق الاوّل..... وَالْمَرْوِیُّ عَنْهُ اِذَا اَنْکَرَالرِّوَایَةَ اَوْعَمَلَ بِخِلَافِهٖ بَعْدَالرِّوَایَةِ مِمَّا هُوَخِلَافٌ بِیَقِیْنٍ سَقَطَ الْعَمَلُ بِهٖ وَاِنْ کَانَ قَبْلَ الرِّوَایَةِ اَوْ لَمْ یُعْرَفْ تَارِیْخُهٗ لَمْ یَکُنْ جَرْحًا، وَتَعْیِیْنُ الرَّاوِیْ بَعْضَ مُحْتَمَلَاتِهٖ لَا یَمْنَعُ الْعَمَلَ بِهٖ وَالْاِمْتِنَاعُ عَنِ الْعَمَلِ مِثْلُ الْعَمَلِ بِخِلَافِهٖ۔(ص۲۰۳۔رحمانیہ)

0313 6357913 maktabazakariyyah.com@gmail.com

عبارت پر اعراب لگائیں، مذکورہ عبارت کا تعلق کس بحث سے ہے، عبارت میں مذکور اصول کو مثالوں کے ساتھ بطرز شارح واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) بحث کے متعلَق کی نشاندہی (۳) عبارت میں مذکور اصول کی وضاحت بطرزِ شارح۔

جواب..... ❶ عبارت پر اعراب:۔کما مرّ فی السوال آنفا۔

❷ بحث کے متعلَق کی نشاندہی:۔مذکورہ عبارت کا تعلق حدیث کو لاحق ہونے والے طعن اور جرح کے ساتھ ہے۔

❸ عبارت میں مذکور اصول کی وضاحت بطرزِ شارح:۔عبارت کا حاصل یہ ہے کہ راوی اگر اپنی روایت کا بالکل انکار کر دے یا روایت کا انکار تو نہ کرے لیکن روایت کے بعد اپنی ہی روایت کردہ روایت کے خلاف عمل کرے تو اِس صورت میں روایت پر عمل ساقط ہو جائیگا جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مشہور حدیث **ایما امرأة نکحت بلا اذن ولیها فنکا حها با طل** (جو عورت ولی کی اجازت

کے بغیر نکاح کرے اُس کا نکاح باطل ہے) کی راویہ ہیں مگر خود انہوں نے اپنی بھتیجی کا نکاح اُسکے ولی کی اجازت کے بغیر کیا۔

اور اگر راوی کے عمل کا اختلاف روایت لئے جانے سے قبل ہوا ہو یا تاریخ کا علم نہ ہو کہ عمل روایت سے پہلے ہے یا روایت کے بعد ہے تو اس صورت میں وہ روایت قابلِ اعتبار ہے، یہ چیز اِس روایت کے لئے مضر نہیں ہے۔

اگر حدیث کے راوی نے حدیث کے مشترک معانی میں سے کسی ایک محتمل معنیٰ کی تعیین کردی تو ہم اُس پر عمل کریں گے۔ اُس پر عمل کرنا دوسری تاویل کے لئے مانع نہ ہوگا بلکہ اُس پر بھی عمل کیا جاسکتا ہے، اِس لئے کہ صرف راوی کا قول حجت نہیں ہے، اِس کی مثال ترمذی شریف کی ایک روایت (**المتبایعان بالخیار مالم یتفرقا**) ہے جس کے راوی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ پس یہ روایت تفرقِ اقوال اور تفرقِ ابدان دونوں کا احتمال رکھتی ہے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کی تاویل تفرقِ ابدان کے ساتھ کی ہے جیسا کہ امام شافعیؒ کا قول ہے اور یہ اس بات کے منافی نہیں ہے کہ ہم اِس حدیث کے دوسرے معنیٰ تفرقِ اقوال پر عمل کرتے ہیں۔

اور خود کسی راوی کا اپنی روایت کردہ روایت کے مطابق عمل نہ کرنا اور اُس پر عمل کرنے سے باز رہنا یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ وہ راوی اُس حدیث کے خلاف پر عمل کرے جیسا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین والی حدیث کے راوی ہیں مگر وہ خود اس حدیث پر عمل نہیں کرتے وہ صرف تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کرتے تھے پس اُن کا اِس روایت کے مطابق عمل نہ کرنا یہ اِس بات کی دلیل ہے کہ یہ روایت منسوخ ہوچکی ہے۔

الشق الثانی.....**وکونہ من الصحابۃ أومن العترۃ لایشترط،وکذاأھل المدینۃ وانقراض عصر و قیل: یشترط للإجماع اللاحق عدم الا ختلاف فی السبق عندأبی حنیفۃ،ولیس کذلك فی الصحیح۔**

مذکورہ عبارت کی اس طرح تشریح کریں جس سے تمام قیودات احترازیہ کی افادیت واضح ہوجائے۔ (ص ۲۳۱۔ رحمانیہ)

جواب.....عبارت و قیوداتِ احترازیہ کی وضاحت:۔ عبارت کا حاصل یہ ہے کہ اجماع کے لئے مجتہد کا متقی وصالح ہونا اور خواہش پرست و بدعتی نہ ہونا ضروری ہے۔ اجماع کیلئے بالخصوص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل قرابت ہونا یا اہلِ مدینہ ہونا ضروری نہیں ہے۔ اسی طرح اجماع کے بعد تمام مجتہدین واہلِ اجماع کا فوت ہونا اور ان کے زمانہ کا ختم ہونا ضروری نہیں ہے۔ یہ احترازی قیود اس لئے لگائی گئی ہیں تاکہ ان بعض حضرات کے اقوال کی نفی ورد ہوجائے جنہوں نے یہ قیود لگائی ہیں مثلاً بعض حضرات نے کہا کہ صرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع معتبر ہے اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انعقادِ احکام اور علم شریعت کے اصول کی سمجھ بوجھ پر ان کی مدح وثناء کی ہے۔ اسی طرح بعض حضرات نے کہا کہ صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل اور اہلِ قرابت کا اجماع معتبر ہے اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد گمراہی سے بچنے کیلئے کتاب اللہ اور اپنے اہل بیت کو مضبوطی سے تھامنے کی وصیت کی۔ اسی طرح امام مالکؒ نے فرمایا کہ صرف اہلِ مدینہ کا اجماع معتبر ہے اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدینہ سے خبث کی نفی کی گئی ہے اور خطاء بھی خبث ہی ہے، اس لئے خبث سے پاک لوگوں کا اجماع معتبر ہے۔ اسی طرح امام شافعیؒ نے فرمایا کہ اجماع کے بعد اہلِ اجماع کا فوت ہونا اور ان کے زمانہ کا ختم ہونا بھی ضروری ہے کیونکہ اگر اہلِ اجماع میں سے کوئی زندہ ہے تو اجماع کے بعد موت سے پہلے اس کے رجوع کرنے کا احتمال موجود ہے۔ تو مصنفؒ نے ان قیودِ احترازیہ کے ذریعہ ان تمام اقوال کی نفی کردی۔ اس لئے کہ جو نصوص اجماع کے حجت ہونے پر دلالت کرتے ہیں ان میں اس طرح کی کوئی قید نہیں ہے وہ تمام نصوص مطلق ہیں۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۸ھ

الشق الاوّل..... **وَالْعَدَالَةُ وَهِيَ الْاِسْتِقَامَةُ فِي الدِّيْنِ وَهُوَ يَتَفَاوَتُ اِلٰى دَرَجَاتٍ مُتَفَاوِتَةٍ بِالْاِفْرَاطِ وَالتَّعَصُّبِ وَالْمُعْتَبَرُ هٰهُنَا كَمَالُهَا وَهُوَ رُجْحَانُ جِهَةِ الدِّيْنِ وَالْعَقْلِ عَلٰى طَرِيْقِ الْهَوٰى وَالشَّهْوَةِ حَتّٰى اِذَا ارْتَكَبَ كَبِيْرَةً اَوْ اَصَرَّ عَلٰى صَغِيْرَةٍ سَقَطَتْ عَدَالَتُهٗ۔** (ص ۱۹۵۔ رحمانیہ)

عبارت پر اعراب لگا کر تشریح کریں، گناہ صغیرہ وکبیرہ کی تعریف کریں اور بتائیں کہ کبائر کتنے ہیں؟ عدالتِ قاصرہ کسے کہتے

0313 6257213 maktabazakariyamultan@gmail.com

ہیں؟ اور عدالتِ قاصرہ روایتِ حدیث میں کیوں معتبر نہیں؟

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کی تشریح (۳) گناہ صغیرہ وکبیرہ کی تعریف اور کبیرہ کی تعداد (۴) عدالتِ قاصرہ کی مراد اور روایتِ حدیث میں معتبر نہ ہونے کی وجہ۔

جواب..... ❶ عبارت پر اعراب:۔ **کمامرّ فی السوال آنفا۔**

❷ عبارت کی تشریح:۔ خبر کے قبول ہونے کیلئے راوی کی شرائط میں سے یہ ہے کہ وہ عادل ہو اور عدالت دین میں استقامت اختیار کرنا ہے۔ اور استقامت کے مختلف درجات ہیں جس قدر وہ استقامتِ دین پر مستحکم وقوت کے ساتھ قائم ہوگا اُسی اعتبار سے وہ اعلیٰ درجے کا عادل ہوگا اور روایتِ حدیث میں جس عدالت کا اعتبار کیا گیا ہے وہ عدالتِ کاملہ ہے۔ اور عدالتِ کاملہ یہ ہے کہ اُس کا رجحان دین کی جانب ہو، نفسانی خواہشات اور شہوت رانی سے دور ہو لہٰذا اگر وہ کسی کبیرہ گناہ کا ارتکاب کرے گا یا کسی صغیرہ پر اصرار کرے گا تو اِس صورت میں اُس کی عدالت ختم ہوجائے گی البتہ اگر کبھی کسی صغیرہ گناہ میں پڑ گیا تو اُس کی عدالت ساقط نہ ہوگی۔ اس لئے کہ ہر چھوٹے بڑے گناہ سے دائمی طور پر بچنا یہ انبیاء علیہم السلام کی خصوصیت ہے جو کہ عوام کے حق میں دشوار ہے اور صغیرہ پر اصرار کرنا اُس کو کبیرہ کے درجے میں پہنچا دیتا ہے لہٰذا عادل ہونے کے لئے صغیرہ پر اصرار سے بھی بچنا ضروری ہے۔

❸ گناہ صغیرہ وکبیرہ کی تعریف اور کبیرہ کی تعداد:۔ گناہ کبیرہ کی تعیین اور تعارف میں مختلف روایات ہیں۔

بعض حضرات نے کہا کہ ہر وہ گناہ جس کی ماتحت گناہ کی طرف نسبت کی جائے تو وہ کبیرہ ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ ہر وہ گناہ جو مابعد میں مذکور گناہوں میں سے کسی ایک کے برابر ہو یا اس سے زیادہ ہو کبیرہ ہے۔ بعض نے کہا کہ ہر وہ گناہ جس پر خصوصیت سے شارح کی طرف سے دھمکی وارد ہوئی ہو وہ کبیرہ ہے مثلاً جاندار کی تصویر بنانا۔ بعض حضرات نے کہا کہ ہر وہ معصیت جس پر معمولی سمجھ کر اصرار ہو وہ کبیرہ ہے اور جس سے استغفار کرلے وہ صغیرہ ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ کبائر کی تعداد نو ہے۔ ① اشراک باللہ ② قتل النفس بغیر حق خواہ دوسرے نفس کا ہو یا اپنے نفس کا قتل ہو جس کو خودکشی کہتے ہیں ③ مؤمنہ آزاد عاقلہ بالغہ پر زنا کی تہمت لگانا ④ زنا کرنا ⑤ میدانِ جنگ میں کفار کے مقابلہ سے بھاگنا ⑥ کسی پر جادو کرنا ⑦ یتیم کا مال ناحق طریقہ سے کھانا ⑧ جائز امور میں مسلمان والدین کی نافرمانی کرنا ⑨ حدودِ حرم میں گناہ کرنا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان نو پر سود کھانے کا اضافہ کیا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان دس پر چوری کرنے اور شراب پینے کا اضافہ کیا ہے۔

بعض حضرات نے ان میں ① لواطت ② جھوٹی گواہی ③ جھوٹی قسم ④ ڈاکہ ڈالنا ⑤ غیبت ⑥ جوابازی کو بھی شامل کیا ہے تو کل تعداد اٹھارہ ہوگئی۔ (بیان الفوائد ج ۲ ص ۱۱۲)

❹ عدالتِ قاصرہ کی مراد اور روایتِ حدیث میں معتبر نہ ہونے کی وجہ:۔ عدالتِ قاصرہ سے مراد وہ عدالت ہے جو ایک مسلمان کی ظاہری حالت سے نظر آئے کیونکہ ظاہری امر یہی ہے کہ ہر وہ مسلمان جس کی عقل میں اعتدال ہو وہ جھوٹ وغلط بیانی سے پرہیز واجتناب کرے گا۔ روایتِ حدیث میں عدالتِ قاصرہ معتبر نہیں ہے اس لئے کہ انسان کے ظاہر کے معارض ایک دوسرا معارض ہے جسے ہواءِ نفس یعنی نفسانی خواہشات کہتے ہیں اور انسان بسا اوقات ان نفسانی خواہشات والے عارض میں مبتلا ہوجاتا ہے پس ان نفسانی خواہشات کے پیشِ نظر یہ شخص **من کل الوجوہ** عادل نہ ہوا بلکہ اس کی عدالت قاصرہ ہے اور عدالت کے قاصرہ ہونے کی وجہ سے ایسے شخص کی روایتِ حدیث معتبر نہیں ہے۔

﴿سراجی﴾

الشق الثانی.....**اکتب سهم الوارثین فی المسائل الآتیة۔** (٦ بنات، ٣ جدات، ٣ اعمام) (اب، ام، زوج) (زوج، اب، ام، ٦ بنات) (بنت، بنت الابن، اخت عینیه)

جواب.....مذکورہ مسائل میں وارثین کے سہام:۔

مسئلہ ۶ مضروب ۳ تصحیح ۸۱

میت

بنت ۶	جدات ۳	اعمام ۳
ثلثان	سدس	عصبہ
۴×۳=۱۲	۱×۳=۳	۱×۳=۳
(فی بنت ۲)	(فی جدہ ۱)	(فی عم ۱)

مسئلہ ۶ مضروب ۳ تصحیح ۱۸

میت

اب	ام	زوج
عصبہ	ثلث ماقی	نصف
۲	۱	۳

زوج کو اولاد نہ ہونے کی وجہ سے ربع ملا اور اَب مذکر اولاد نہ ہونے کی وجہ سے عصبہ ہے اسلئے بقایا دو حصے اَب کے ہی ہوں گے۔

مسئلہ ۱۲، عول ۱۵، مضروب ۳، تصحیح ۴۵

میت

زوج	اب	ام	بنات ۶
ربع	سدس	سدس	ثلثان
۳×۳=۹	۲×۳=۶	۲×۳=۶	۸×۳=۲۴

مسئلہ ۶

میت

بنت	بنت الابن	اخت عینیہ
نصف	سدس	عصبہ
۳	۱	۲

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۸ھ

الشق الاوّل.....وقال زید بن ثابت لا میراث لذوی الارحام ویوضع المال فی بیت المال۔(ص۵۶:امدادیہ)

عرّف ذا الرحم ۔ ماھو الاختلاف فی مسئلۃ توریث ذوی الارحام بین الصحابۃ؟ وما ھو مذھب الامام ابی حنیفۃؒ والشافعیؒ ومالکؒ فی ھذہ المسئلۃ ۔ بیّن أصناف ذوی الارحام۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور حل طلب ہیں (۱) ذوی الارحام کی تعریف (۲) ذوی الارحام کے وارث بننے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اختلاف (۳) مسئلہ مذکورہ میں ائمہ اربعہ کا مذہب (۴) ذوی الارحام کی اصناف۔

جواب..... ❶ ذوی الارحام کی تعریف:۔ھو کل قریب لیس بذی سھم ولا عصبۃ میت کے وہ رشتہ دار جن کا حصہ قرآن پاک وحدیث میں مقرر نہیں ہے اور اجماع سے طے پایا ہے اور نہ وہ عصبات ہیں۔

❷ ذوی الارحام کے وارث بننے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اختلاف:۔ اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وتابعین حضرت عمر حضرت علی، حضرت ابن مسعود، حضرت ابوعبیدہ بن جراح، حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہم وغیرہ کے نزدیک ذوی الفروض اور عصبات کی عدم موجودگی میں ذوی الارحام کو ترکہ ملے گا لیکن حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، حضرت سعید بن مسیّب وسعید بن جبیر رحمہما اللہ کے نزدیک ذوی الارحام ترکہ کے وارث نہیں بن سکتے بلکہ ترکہ بیت المال میں جمع کرادیا جائے گا۔

❸ مسئلہ مذکورہ میں ائمہ اربعہ کا مذہب:۔ احناف اور حنابلہ کے نزدیک ذوی الارحام ترکہ کے وارث ہونگے امام مالک اور امام شافعی کے نزدیک ذوی الارحام ترکہ کے وارث نہیں بن سکتے بلکہ ترکہ بیت المال میں جمع کرادیا جائیگا۔ بشرطیکہ بیت المال شرعی نظم وضبط کے مطابق چلتا ہو (اس شرط کے نہ پائے جانے کی وجہ سے متأخرین مالکیہ وشافعیہ نے بھی حنفیہ وحنابلہ والے قول پر فتویٰ دیا ہے۔ (طرازی ص ۲۱۷)

❹ ذوی الارحام کی اصناف:۔ استحقاقِ وراثت کے اعتبار سے ذوی الارحام کی چار قسمیں ہیں ① وہ ذوی الارحام جو میت کی طرف منسوب ہوتے ہیں جیسے بیٹی اور پوتی کی مذکر ومؤنث اولاد نیچے تک ② وہ ذوی الارحام جن کی طرف میت منسوب ہوتی ہے جیسے جد فاسد (نانا، نانا کا باپ اوپر تک) اور جدہ فاسدہ (نانا کی ماں اور اسکی ماں اوپر تک) ③ وہ ذوی الارحام جو میت کے والدین کی طرف منسوب ہوتے ہیں جیسے حقیقی علاتی اور اخیافی بہن کی مذکر ومؤنث اولاد اور حقیقی علاتی اخیافی بھائی کی لڑکیاں اور آگے انکی لڑکیاں نیچے تک اور اخیافی بھائیوں کے لڑکے اور انکی مذکر ومؤنث اولاد ④ وہ ذوی الارحام جو میت کے دادا اور دادی کی طرف منسوب ہوتے ہیں جیسے باپ کی حقیقی علاتی اور اخیافی بہنیں اور ان سب کی اولاد نیچے تک اور باپ کے اخیافی بھائی اور انکی اولاد نیچے تک اور ماں کے حقیقی علاتی اور اخیافی بھائی اور انکی اولاد نیچے تک اور ماں کی حقیقی علاتی اور اخیافی بہنیں اور انکی اولاد نیچے تک۔

الشق الثانی..... اکتب جواب المسائل المذکورۃ۔

(بنت ، ام ، عم) (٦ بنات ، ام ، اب) (۳زوجہ ، ٥ اُخت خیفی ، ۷عم) (زوج ، ۳ اُخت عینی ، اُم)

جواب..... مذکورہ مسائل کا حل:۔

مسئلہ٦

میت

بنت	اُم	عم
نصف	سدس	عصبہ
۳	۱	۲

مسئلہ٦ مضروب۳ تصحیح۱۸

میت

٦ بنات	اُم	اب
ثلثان	سدس	سدس
۱۲×۳=۴	۳×۳=۱	۳×۳=۱

مسئلہ۱۲ مضروب۳۵ تصحیح۴۲۰

میت

۳زوجہ	۱۵اخت خیفی	۷عم
ربع	ثلث	عصبہ
۳×۳۵=۱۰۵	۴×۳۵=۱۴۰	۵×۳۵=۱۷۵
فی زوجہ۳۵	فی اخت۲۸	فی عم۲۵

مسئلہ٦ عول۸ مضروب۳ تصحیح۲۴

میت

زوج	۱۳اخت عینی	اُم
نصف	ثلثان	سدس
۳×۳=۹	۴×۳=۱۲	۱×۳=۳
	فی اخت۴	

﴿الورقة الرابعة فی اصول الفقه و الفرائض﴾

﴿السوال الاول﴾ ﴿نور الانوار﴾ ۱۴۳۹ھ

الشق الاوّل..... وَاَمَّا اِذَا وَقَعَ التَّعَارُضُ بَيْنَ الْقِيَاسَيْنِ فَلَمْ يَسْقُطْ بِالتَّعَارُضِ لِيَجِبَ الْعَمَلُ بِالْحَالِ لِاَنَّهٗ لَمْ يُوْجَدْ بَعْدَ الْقِيَاسِ دَلِيْلٌ يُصَارُ اِلَيْهِ اِلَّا الْعَمَلُ بِالْحَالِ وَهُوَ لَيْسَ بِحُجَّةٍ عِنْدَنَا وَاِنَّمَا يُصَارُ اِلَيْهِ فِیْ سُوْرِ الْحِمَارِ لِلضَّرُوْرَةِ بَلْ يَعْمَلُ الْمُجْتَهِدُ بِاَيِّهِمَا شَاءَ بِشَهَادَةِ قَلْبِهٖ يَعْنِیْ يَتَحَرّٰی قَلْبُهٗ اِلٰی اَحَدِ الْقِيَاسَيْنِ الَّذِیْ اِطْمَاَنَّ اِلَيْهِ بِنُوْرِ الْفَرَاسَةِ الَّتِیْ اَعْطَاهَا اللّٰهُ لِكُلِّ مُؤْمِنٍ وَعِنْدَ الشَّافِعِیْ.....۔(ص۲۰۷۔رحمانیہ)

عبارت پر اعراب لگا کر تشریح کریں، عمل بالحال اور تقریر الاصول کسے کہتے ہیں؟ امام شافعیؒ کی اس بارے میں کیا رائے ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں۔(۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کی تشریح (۳) عمل بالحال وتقریر الاصول کی وضاحت (۴) امام شافعیؒ کی رائے۔

جواب..... ❶ عبارت پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

❷ عبارت کی تشریح:۔ مصنفؒ فرماتے ہیں کہ جب دو قیاسوں کے درمیان تعارض واقع ہوجائے تو اِس صورت میں اِس تعارض کی وجہ سے دونوں قیاسوں کو ترک نہیں کیا جائے گا تا کہ حال (اصل) پر عمل کرنا واجب ہو اور دونوں قیاسوں کو ترک نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ قیاس کے بعد کوئی دلیلِ شرعی ایسی نہیں ہے کہ عمل کیلئے اُس کی جانب رُخ کیا جاسکے بلکہ قیاس کے بعد صرف حال (اصل) باقی رہ جاتا ہے مگر وہ احناف کے نزدیک حجت نہیں ہے۔جب دونوں متعارض قیاسوں کو ترک نہیں کیا جائے گا تو پھر مجتہد اُن دونوں قیاسوں میں سے اپنے قلب کی شہادت یعنی تحری اور قلب کے اطمینان کے ذریعے جس قیاس پر بھی عمل کرنا چاہے اُس پر عمل کرلے۔

باقی سورِ حمار میں حال (اصل) پر جو عمل کیا گیا ہے وہ مجبوری کے درجے میں ہے۔

❸ عمل بالحال وتقریر الاصول کی وضاحت:۔ ملاجیونؒ نے تقریر الاصول کی تعریف اس طرح کی ہے۔**تقریر کل شیئ علی اصلہ وایقاد ماکان علی ماکان** یعنی ہر چیز کو اس کی اصل پر باقی رکھنا اور جو چیز جس کیفیت پر پہلے تھی اُسی کیفیت پر اسے چھوڑنا تقریر اصول وعمل بالحال کہلاتا ہے مثلاً کسی چیز کے متعلق نصوص میں تعارض ہو تو مابعد والے نصوص ودلائل کی طرف رجوع کیا جاتا ہے اگر مابعد والے دلائل بھی متعارض ہوں یا مابعد میں کوئی دلیل نہ ہو تو اسے عجز کہتے ہیں اور عجز کے وقت تقریر الاصول پر عمل کیا جاتا ہے یعنی اُس چیز کو اپنی اصل حالت وکیفیت پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔

❹ امام شافعیؒ کی رائے:۔ جب دو قیاسوں میں تعارض واقع ہوجائے تو ہمارے نزدیک مجتہد شہادتِ قلب وتحری کے ذریعے کسی ایک قیاس پر عمل کرے گا جبکہ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ شہادتِ قلب وتحری شرط نہیں ہے بلکہ شہادتِ قلب کے بغیر ہی دونوں قیاسوں پر عمل ہوسکتا ہے یہی وجہ ہے کہ متعدد مسائل میں امام شافعیؒ سے ایک سے زائد اقوال منقول ہیں۔ (قوت الاخیار ج۳ ص۴۷)

الشق الثانی ..... **اَفْعَالُ النَّبِیِّ ﷺ سِوَی الزَّلَّةِ اَرْبَعَةُ اَقْسَامٍ مُبَاحٌ وَمُسْتَحَبٌّ وَوَاجِبٌ وَفَرْضٌ ..... وَلٰکِنْ هٰذَا التَّقْسِیْمُ بِالنِّسْبَةِ اِلَیْنَا..... ثُمَّ اِنَّهُمْ اِخْتَلَفُوْا فِیْ اِقْتِدَاءِ اَفْعَالِ لَمْ تَصْدُرْ عَنْهُ سَهْوًا وَلَمْ تَکُنْ لَهٗ طَبْعًا وَلَمْ تَکُنْ مَخْصُوْصَةً بِهٖ۔** عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، زلّۃ کی تعریف کرتے ہوئے بتائیں کہ اس کا استثناء کیوں کیا گیا؟ بالنسبۃ الینا کا کیا مطلب ہے؟ **ثم انهم اختلفوا فی اقتداء افعال الخ** اختلاف کی وضاحت کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں پانچ امور مطلوب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) زلّۃ کی تعریف اور استثناء کی وجہ (۴) **بالنسبة الینا** کا مطلب (۵) **ثم انهم اختلفوا فی اقتداء افعال** کی تفصیل۔ (ص۲۲۴۔رحمانیہ)

جواب ..... ❶ عبارت پر اعراب:۔ **کمامرّ فی السوال آنفا۔**

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ زلّۃ کے علاوہ آپ ﷺ کے دیگر افعال کی چار قسمیں ہیں۔ مباح، مستحب، واجب، فرض.....لیکن یہ تقسیم ہماری طرف نسبت کرتے ہوئے ہے (ہمارے اعتبار سے ہے).....پھر بے شک علماء نے اختلاف کیا ہے آپ ﷺ کے اُن افعال کی اقتداء میں جو آپ ﷺ سے نہ سہواً صادر ہوئے اور نہ طبعاً صادر ہوئے اور نہ وہ آپ ﷺ کے ساتھ خاص تھے۔

❸ زلّۃ کی تعریف اور استثناء کی وجہ:۔ زلّۃ کا لغوی معنیٰ گرنا، گناہ ولغزش ہے اور اصطلاح میں آپ ﷺ کا کسی فعل کو مباح سمجھتے ہوئے اس کا ارتکاب کرنا ہے جبکہ حقیقت میں وہ فعل مباح نہ ہو بالفاظِ دیگر اجتہادی لغزش وخطاء کو زلّۃ کہتے ہیں۔

چونکہ اس باب و بحث سے مقصود آپ ﷺ کے اُن افعال وغیرہ کو ذکر کرنا ہے جو قابلِ اقتداء وقابلِ عمل ہیں اور ازلّات (اجتہادی لغزشیں) قابلِ اقتداء وقابلِ عمل نہیں ہوتے اس لئے افعالِ نبی ﷺ سے ازلّات کا استثناء کیا گیا ہے۔

شارحؒ نے اس کو مثال کے ذریعہ واضح فرمایا ہے کہ جیسے کوئی شخص راستہ میں چلتے چلتے لغزش کھا کر گر گیا اور اس کے فوراً بعد وہ اُٹھ کر چل پڑا تو ظاہر ہے کہ یہ شخص نہ قصداً گرا ہے اور نہ اِس پر قائم رہا ہے۔ پس ازلّات کے اعتبار سے حضرات انبیاء علیہم السلام کا بھی یہی معاملہ ہے۔ الغرض ازلّات قابلِ اقتداء وقابلِ عمل نہیں ہیں۔

❹ **بالنسبة الینا** کا مطلب:۔ شارحؒ فرماتے ہیں کہ افعال النبی ﷺ کی فرض واجب ومستحب وغیرہ کی طرف تقسیم ہمارے اعتبار سے ہے، خود رسول اللہ ﷺ کے اعتبار سے نہیں ہے اس لئے کہ کوئی بھی عمل وفعل اس اصطلاح کے طور پر آپ ﷺ پر واجب نہ ہوا تھا، کیونکہ وجوبِ اصطلاحی کا معنیٰ یہ ہے کہ وہ فعل ایسی دلیل سے ثابت ہے جس میں شبہ ہے حالانکہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے اعتبار سے ہر دلیل قطعی ہوتی ہے کسی دلیل میں کوئی شک وشبہ نہیں ہوتا۔ پس ان افعال کا فرض واجب وغیرہ ہونا ہمارے اعتبار سے ہے، رسول اللہ ﷺ کے اعتبار سے نہیں ہے۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

❺ **ثم انهم اختلفوا فی اقتداء افعال** کی تفصیل:۔ جو افعال آپ ﷺ سے سہواً صادر ہوئے یا طبعی افعال یا آپ ﷺ کے خصوصی افعال، اِن تینوں اقسام کے علاوہ دیگر جو افعال آپ ﷺ سے صادر ہوئے اُن پر عمل کرنا یا ان کی اتباع کرنا فی الفور واجب ہے یا نہیں؟ اس میں علماء کا اختلاف ہے

بعض حضرات کے نزدیک ان میں فی الفور توقف کرنا واجب ہے جب یہ ظاہر ہوجائے کہ آپ ﷺ کا یہ فعل کس نوعیت کا ہے مباح ہے، واجب ہے یا مستحب ہے تو پھر اس پر عمل واقتداء کرے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ جب تک کوئی منع کرنے والی دلیل نہ آجائے اُس وقت تک اُن افعال کی اتباع کرنا واجب وضروری ہے۔ امام کرخیؒ فرماتے ہیں کہ اُن افعال میں اباحت کا اعتقاد رکھنا ہوگا، البتہ جب اُس پر کوئی وجوب یا استحباب کی دلیل دلالت کرے گی تو پھر اُسی درجے میں اُس پر عمل ہوگا۔ مصنفؒ ان تمام اقوال کو ترک کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہمارے

نزدیک مذہبِ مختار یہ ہے کہ آپ ﷺ کے جو افعال معلوم ہوں وہ جس نوعیت (واجب، مستحب، مباح) کے ہوں اُسی اعتبار سے ہم اُن کی اقتداء کریں گے اور جب کوئی خصوصیت کی دلیل آجائے گی تو پھر ہم اُن افعالِ مخصوصہ کی اقتداء نہیں کریں گے لہٰذا جو افعال آپ ﷺ پر واجب ہیں وہ ہم پر بھی واجب ہیں اور جو آپ ﷺ کے لئے مباح ہیں وہ ہمارے لئے بھی مباح ہیں۔ البتہ اگر کوئی علامت اِس نوعیت پر دلالت کرنے والی نہ ہو تو پھر اُن افعال کو اباحت کے درجے میں رکھتے ہوئے اُن پر عمل کریں گے کیونکہ عمل کا ادنیٰ درجہ یہی ہے۔ (قوت الاخیار ج۳ ص۸۱)

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۹ھ

الشق الاوّل.....(و المثبت اولی من النافی) هٰذه قاعدة مستقلة لا تعلق لها بما سبق يعنى اذا تعارض المثبت و النافى فالمثبت اولىٰ بالعمل من النافى (عند الكرخى، و عند ابن ابان يتعارضان) اى يتساويان، فبعد ذٰلك يصار الى الترجيح ۔ (باب اقسام السنة۔ بحث المعارضة)

عبارت کا ترجمہ کریں۔ مذکورہ قاعدہ کی تشریح کریں اور اس بارے میں راجح قول تحریر کریں۔ مثبت و نافی کی تعریف کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① عبارت کا ترجمہ ② قاعدہ کی تشریح و راجح قول کی تعیین ③ مثبت و نافی کی تعریف۔

جواب..... ① عبارت کا ترجمہ:۔ (مثبت نص، منفی نص سے اولیٰ ہے) یہ مستقل مسئلہ ہے اس کا ماسبق سے کوئی تعلق نہیں ہے یعنی جب مثبت و منفی میں تعارض ہو جائے تو امام کرخیؒ کے نزدیک مثبت پر عمل کرنا منفی پر عمل کرنے سے اولیٰ ہے۔ ابن ابانؒ کے نزدیک دونوں متعارض ہیں یعنی دونوں متساوی ہیں۔ اسکے بعد راوی کے حال کے اعتبار سے ترجیح کی طرف لوٹایا جائے گا۔

② قاعدہ کی تشریح و راجح قول کی تعیین:۔ جب دو نصوص میں تعارض ہو جائے کہ ان میں سے ایک مثبت ہو اور دوسری نص منفی ہو تو امام کرخیؒ کے نزدیک مثبت پر عمل کرنا اور اس کو مقدم کرنا منفی پر عمل کرنے سے اولیٰ ہے، کیونکہ یہ مثبت نص زیادتِ علم پر مشتمل ہے۔ ابن ابانؒ کے نزدیک دونوں متعارض و متساوی ہیں یعنی دونوں کا درجہ برابر ہے، بذاتہ کسی ایک کو دوسری نص پر ترجیح نہیں ہے۔ البتہ اس برابری کے بعد راوی کے حال کے اعتبار سے ان میں سے ایک کو دوسری نص پر ترجیح دی جائے گی۔

اس اختلاف میں محاکمہ کرتے ہوئے مصنفؒ نے ایک قاعدہ کلیہ کی جانب اشارہ کیا ہے جس سے یہ اختلاف ختم ہو جاتا ہے۔ قاعدہ یہ ہے کہ اگر نفی ایسی جنس سے ہو کہ وہ دلیل سے معلوم ہو سکتی ہو یا اس طور کہ وہ نفی کسی دلیل و علامتِ ظاہرہ پر مبنی ہو ایسی چیز پر مبنی نہ ہو جو دلیل و حجت کے قبیل سے نہیں (مثلاً استصحابِ حال وغیرہ) یا وہ نفی اس نوع سے ہو کہ اس کی حالت تو مشتبہ ہو مگر حقیقت معلوم ہو جائے کہ راوی نے کسی معروف دلیل پر اعتماد کیا ہے، محض ظاہری حالت پر اعتماد نہیں کیا تو ان صورتوں میں اس نفی کا درجہ و حکم مثبت کے برابر ہوگا، کیوں کہ اس نفی کے دلیل سے ثابت ہونے کی وجہ سے مثبت و منفی دونوں کی حالت برابر ہو گئی، اس صورت میں ابن ابانؒ کے مذہب پر عمل کیا جائے گا اور راوی کے حال کے اعتبار سے ان میں سے ایک کو دوسری نص پر ترجیح دی جائے گی۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

اگر نفی کسی دلیل پر مبنی نہ ہو بلکہ اس کی بنیاد ظاہری حالت پر ہو تو اس صورت میں نفی کو مثبت کے برابر قرار نہیں دیا جائے گا، اس صورت میں امام کرخیؒ کے مذہب پر عمل کیا جائے گا اور مثبت کو منفی پر ترجیح ہوگی۔

③ مثبت و نافی کی تعریف:۔ مثبت: وہ نص و دلیل جو کسی ایسے امرِ عارض و زائد کو ثابت کرے جو گزشتہ دلیل سے ثابت نہ ہو۔

نافی: وہ نص و دلیل جو امرِ عارض و زائد کی نفی کرے اور حکم کو سابقہ حالت و اصل پر برقرار رکھے۔

(سراجی)

الشق الثانی.....الرد ضد العول.... ثم مسائل الباب على اقسام اربعة: احدها ان يكون فى المسائل جنس واحد ممن يردّ عليه عند عدم من لا يردّ عليه.... كما لو ترك بنتين.... والثانى اذا اجتمع فى المسئلة جنسان او ثلاثة اجناسممن يردّ عليه عند عدم من لا يردّ عليه....اعنى من اثنين اذا كان فى

المسئلة سدسان.... و الثالث ان یکون مع الاول من لایرد علیه کزوج و ست بنات.... والرابع ان یکون مع الثانی من لایرد علیه کزوجة واربع جدّات و ست اخوات لام ....الخ .

رد کے مسائل کی قسموں کی مثالوں سے وضاحت کریں۔ وہ کون سے ورثہ ہیں جو کسی صورت میں میراث سے محروم نہیں ہوتے ؟۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل دو امور ہیں: ① رد کے مسائل کی وضاحت ② کسی صورت میں میراث سے محروم نہ ہونے والے ورثہ۔

جواب ..... ❶ رد کے مسائل کی اقسام کی وضاحت:۔ رد کے مسائل کی چار اقسام ہیں: ① ورثاء میں من یُرَدّ علیہ کی صرف ایک جنس ہو اور من لایُرَدّ علیہ میں سے کوئی وارث نہ ہو تو یہ مسئلہ من یُرَدّ علیہ ورثاء کی تعداد سے بنایا جائے گا، مثلاً ورثاء میں صرف دو بیٹیاں ہیں تو مسئلہ دو سے بنے گا، ورثاء میں صرف تین بہنیں ہیں تو مسئلہ تین سے بنے گا، ورثاء میں صرف چار دادیاں ہیں تو مسئلہ چار سے بنے گا، سب کو ایک ایک حصہ ملے گا۔ ② ورثاء میں من یُرَدّ علیہ کی متعدد اجناس ہوں اور من لایُرَدّ علیہ میں سے کوئی وارث نہ ہو تو یہ مسئلہ من یُرَدّ علیہ ورثاء کے مجموعۂ سہام سے بنایا جائے گا، مثلاً سہام میں صرف دو سدس (جدہ۔ اُخت لام) ہیں تو مسئلہ دو سے بنے گا، سہام میں ثُلث و سدس (اخ لام ۔ام) ہیں تو مسئلہ تین سے بنے گا، سہام میں نصف و سدس (بنت۔ بنت الابن) ہیں تو مسئلہ چار سے بنے گا، سہام میں ثُلثان و سدس (بنتان۔ام) ہیں، یا سہام میں نصف و سدسان (بنت۔ بنت الابن۔ام) ہیں، یا سہام میں نصف و ثُلث (اخت۔ام) ہیں تو مسئلہ پانچ سے بنے گا۔ ③ ورثاء میں من یُرَدّ علیہ کی ایک جنس کے ساتھ من لایُرَدّ علیہ میں سے بھی کوئی وارث ہو تو یہ مسئلہ من لایُرَدّ علیہ کے سہام سے بنا کر اُسے دے دیا جائے، پھر اگر بقیہ سہام من یُرَدّ علیہ کی تعداد کے برابر ہوں تو ان کو وہی بقیہ سہام دے دیئے جائیں گے جیسے ورثاء میں ایک زوج (ربع) اور تین بیٹیاں (ثلثان) ہیں تو یہ مسئلہ چار سے بنے گا، زوج کو ربع دینے کے بعد بقیہ تین سہام تین بیٹیوں پر برابر تقسیم ہو رہے ہیں۔ اگر بقیہ سہام من یُرَدّ علیہ کی تعداد کے برابر نہ ہوں تو مابقیہ سہام اور من یردعلیہ کی تعداد میں نسبت دیکھیں گے اگر توافق یا تداخل کی نسبت ہو تو من یُرَدّ علیہ کے وفق یا دخل کو اصل مسئلہ میں ضرب دیں گے مثلاً **مسئلہ ۴** بقیہ ۳ اصل مسئلہ ۴ مضروب چھ کا دخل ۲ تصحیح ۸

میت

زوج	۶ بنات
ربع	ثلثان
۱×۲=۲	۳×۲=۶

اگر بقیہ سہام من یُرَدّ علیہ کی تعداد کے برابر نہ ہوں اور مابقیہ سہام اور من یردعلیہ کی تعداد میں تباین کی نسبت ہو تو من یُرَدّ علیہ کے کُل کو اصل مسئلہ میں ضرب دیں گے مثلاً **مسئلہ ۴** بقیہ ۳ اصل مسئلہ ۴ مضروب ۵ تصحیح ۲۰

میت

زوج	۵ بنات
ربع	ثلثان
۱×۵=۵	۳×۵=۱۵

0313 6357913 mubazakarijsultan@gmail.com

④ ورثاء میں من یُرَدّ علیہ کی متعدد اجناس ہوں اور من لایُرَدّ علیہ میں سے بھی کوئی وارث ہو تو من یُرَدّ علیہ اور اور من لایُرَدّ علیہ دونوں قسم کے ورثاء کے الگ الگ مسئلے بنائے جائیں گے پھر اگر من لایُرَدّ علیہ کو دینے کے بعد اسکے مابقیہ اور من یُرَدّ علیہ کے مسئلہ میں تماثل کی نسبت ہو تو مابقیہ من یُرَدّ علیہ کو دے دیا جائے گا اور من لایُرَدّ علیہ کا مخرج ہی من یُرَدّ علیہ کا مخرج ہو گا مثلاً

مسئلہ ۴ بقیہ ۳ اصل مسئلہ ۴ مضروب ۱۲ تصحیح ۴۸

میت

زوجہ	۴ جدات	۱۶ اخوات لام
ربع	سدس	ثلث
۱×۱۲=۱۲	۱×۱۲=۱۲	۲×۱۲=۲۴

اگر من لایُرِدّعلیہ کو دینے کے بعد اسکے مابقیہ اور من یُرِدّعلیہ کے مسئلہ میں تماثل کی نسبت نہ ہو تو من یُرِدّعلیہ کے مسئلہ کو من لایُرِدّعلیہ کے مسئلہ میں ضرب دیں گے، حاصلِ ضرب سے مسئلہ بنے گا مثلاً

مسئلہ ۸ بقیہ ۷ مسئلہ ۶ ردّ ۵۔۸ مضروب ۵=۴۰۔۴۰×۳۶=تصحیح ۱۴۴۰

میت

۴ زوجہ	۹ بنات	۶ جدات
ثمن	ثلثان	سدس
۱×۵=۵	۴×۷=۲۸	۱×۷=۷
۵×۳۶=۱۸۰	۲۸×۳۶=۱۰۰۸	۷×۳۶=۲۵۲
فی زوجہ ۴۵	فی بنت ۱۱۲	فی جدہ ۴۲

② کسی صورت میں میراث سے محروم نہ ہونے والے ورثہ:۔ وہ ورثہ جو کبھی وراثت سے محروم نہیں ہوتے البتہ بسا اوقات دیگر ورثہ کی وجہ سے ان کے حصہ میں کمی ہوتی رہتی ہے، یہ چھ افراد ہیں: زوج وزوجہ، والد ووالدہ، بیٹا و بیٹی۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۹ھ

الشق الاوّل.....عرّفی العصبة ۔ بیّنی اقسام العصبة النسبية مع ذكر الامثلة۔ ماهو حكم كل صنف فی استحقاق الميراث؟ ۔(ص۲۱۔امدادیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور حل طلب ہیں (۱) عصبہ کی تعریف (۲) عصبہ کی اقسام مع امثلہ (۳) ہر قسم کے مستحقِ میراث ہونے کا حکم۔

جواب..... ① عصبہ کی تعریف:۔ عصبہ عاصب کی جمع ہے اور یہ عصوبہ بمعنی گھیرنا واحاطہ کرنا سے ماخوذ ہے اور عصبہ میت کے وہ رشتہ دار ہیں جن کا حصہ شریعت نے مقرر نہیں کیا، بلکہ وہ ذوی الفروض کے نہ ہونے کی صورت میں تمام ترکہ اور ذوی الفروض کی موجودگی میں باقی ماندہ ترکہ کے مستحق ہوتے ہیں۔

② عصبہ کی اقسام مع امثلہ:۔ عصبہ کی اولاً دو قسمیں ہیں: عصبہ سببیہ وعصبہ نسبیہ۔

عصبہ سببیہ: یعنی وہ انسان جو دوسرے کو آزاد کردے پس وہ جس کو آزاد کیا ہے اس کا عصبہ سببیہ ہے۔

عصبہ نسبیہ: عصبہ نسبیہ (جن کا میت سے ولادت کا تعلق ہو) کی تین قسمیں ہیں: ① عصبہ بنفسہٖ: میت کا وہ مرد رشتہ دار جو کسی عورت کے واسطہ سے میت کا رشتہ دار نہیں۔ پھر اس کی چار اقسام ہیں (۱) جزءِ میت یعنی میت کی مذکر اولاد نیچے تک جیسے بیٹا، پوتا، پڑپوتا نیچے تک (۲) اصل میت یعنی میت کے مذکر اصول اوپر تک جیسے باپ، دادا، پردادا اوپر تک (۳) جزءِ اب میت یعنی میت کا باپ، حقیقی بھائی کا بیٹا پھر علاتی بھائی کا بیٹا نیچے تک (۴) جزءِ جدِ میت یعنی میت کے دادا کی مذکر اولاد جیسے حقیقی چچا پھر علاتی چچا پھر حقیقی چچا کی اولاد پھر علاتی چچا کی اولاد نیچے تک۔ ② عصبہ بغیرہٖ: وہ عورتیں جو اپنے بھائیوں کی وجہ سے عصبہ ہوجاتی ہیں، اگر یہ تنہا ہوں تو پھر انکا حصہ ایک ہونے کی صورت میں نصف اور زائد ہونے کی صورت میں ثلثان ہے، لیکن اگر انکے ساتھ بھائی بھی ہو تو پھر یہ سب عصبہ ہونگے اور یہ چار عورتیں ہیں، بیٹی، پوتی، حقیقی بہن، علاتی بہن ③ عصبہ مع غیرہٖ: ہر وہ عورت ہے جو دوسری کسی عورت کے ساتھ عصبہ ہوجائے جیسے بہن بیٹی کے ساتھ عصبہ ہوجاتی ہے۔

③ ہر قسم کے مستحقِ میراث ہونے کا حکم:۔ عصبہ بنفسہٖ کی اقسام اربعہ میں اگر ایک ہی درجہ کے عصبات ہوں تو وہی مستحق ہونگے اور اگر متعدد انواع ودرجات کے عصبات ہوں تو ان میں تین طریقہ سے ترجیح ہوگی ① پہلی قسم والے عصبہ کو دوسری قسم والے عصبہ پر ترجیح ہوگی اور دوسری قسم کو تیسری قسم پر اور تیسری قسم کو چوتھی قسم پر ترجیح ہوگی، پس بیٹے و پوتے کی موجودگی میں باپ دادا عصبہ نہیں ہوگا، باپ دادا کی موجودگی میں بھائی و بھتیجا عصبہ نہیں ہوگا، بھائی و بھتیجا کی موجودگی میں چچا اور اسکے لڑکے عصبہ نہیں ہونگے۔ ② **الاقرب فالاقرب** یعنی قریب والا رشتہ دار دور والے رشتہ دار پر مقدم ہوگا پس سب سے قریبی میت کی فرع یعنی بیٹا پھر پوتا ہے پھر میت کی اصل یعنی باپ پھر

03139695919 maktabazakariyamultan@gmail.com

دادا ہے، پھر میت کے باپ کی فرع یعنی بھائی پھر اسکے بیٹے ہیں، پھر میت کے دادا کی فرع یعنی چچا پھر اس کے بیٹے ہیں۔③
یرجحون بقوۃ القرابۃ یعنی قوتِ قرابت کے اعتبار سے ترجیح ہوگی یعنی جس کا رشتہ قوی ہوگا وہ دوسرے پر مقدم ہوگا، اس اعتبار سے حقیقی بھائی علاتی بھائی پر، حقیقی چچا علاتی چچا پر، حقیقی بھتیجا علاتی بھتیجے پر مقدم ہوگا۔ (طرازی ص ۱۰۵ تا ۱۰۸)

الشق الثانی.....**عرف التماثل والتداخل والتوافق والتباین فی ضوء الأمثلة ۔ لماذا یقال ان علم الفرائض نصف العلم بین وجه ذالك ۔** (ص ۲،۳۲۔امدادیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں دو امور حل طلب ہیں (۱) تماثل، توافق، تداخل اور تباین کی تعریف مع امثلہ (۲) علم الفرائض کو نصف العلم کہنے کی وجہ۔

جواب..... ❶ تماثل، توافق، تداخل اور تباین کی تعریف مع امثلہ:۔ تماثل: اگر ایک عدد دوسرے عدد کا ہم مثل ہو جیسے تین تین، چار چار، پانچ پانچ، تو ان دونوں کو متماثلین اور ان کی نسبت کو تماثل کہتے ہیں۔

تداخل: اگر دو مختلف عدد اس کیفیت پر ہوں کہ ان میں جو عدد چھوٹا ہو وہ بڑے عدد کا جزء ہو تو ان دونوں کو متداخلین اور ان کی نسبت کو تداخل کہا جاتا ہے جیسے تین اور نو کہ تین نو کا جز ہے اس کو بالفاظِ دیگر یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ چھوٹا عدد بڑے عدد کو فنا کردے یعنی اگر چھوٹے عدد کو بڑے عدد میں سے ایک بار یا چند بار نکالا جائے تو بڑا عدد ختم ہو جائے جیسے مثال مذکور میں جب نو میں سے تین کو تین مرتبہ نکالا گیا تو نو ختم ہو گیا بالفاظِ دیگر اسی مفہوم کو یوں بھی تعبیر کر سکتے ہیں کہ تداخل یہ ہے کہ بڑا عدد چھوٹے عدد پر برابر تقسیم ہو جائے جیسے نو، تین پر برابر تقسیم ہو جاتا ہے۔

توافق: اگر دو عدد ایسے ہوں کہ چھوٹا عدد بڑے کا جزء نہیں ہے اور نہ چھوٹا عدد بڑے کو فنا کر سکتا ہے اور نہ بڑا عدد چھوٹے پر برابر تقسیم ہو سکتا ہے تو وہاں غور کیا جائے کہ کوئی ایسا تیسرا عدد ہے جو ان دونوں کو فنا کردے یا وہ دونوں اس پر بلا کسر تقسیم ہو جائیں، اگر مل جائے تو ان دونوں کو متوافقین اور انکی نسبت کو توافق کہا جاتا ہے جیسے آٹھ اور بیس کہ اس مثال میں آٹھ اور بیس کو چار فنا کر دیتا ہے آٹھ کو دو مرتبہ نفی کرنے سے اور بیس کو پانچ مرتبہ نفی کرنے سے تو انکو فنا کرنیوالا عدد چار ہے اور چار ربع کا مخرج ہے تو انکو متوافقین بالربع کہا جاتا ہے۔

تباین: اگر دو عدد ایسے ہوں کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کی مثل بھی نہ ہوں اور ایک دوسرے پر نہ برابر تقسیم ہو سکتے ہوں اور نہ کوئی تیسرا عدد ایسا ملتا ہو کہ جس پر یہ دونوں برابر تقسیم ہو سکیں تو ایسے دو عددوں کو متباینین اور ان کی نسبت کو تباین کہا جاتا ہے جیسے چار اور پانچ۔

❷ علم الفرائض کو نصف العلم کہنے کی وجہ:۔ اس کو نصف علم کہنے کی وجہ یہ ہے کہ احکامِ میراث صرف نصوص سے ثابت ہیں قیاس کا ان میں دخل نہیں بخلاف دوسرے احکام کے کیونکہ وہ قیاس سے بھی ثابت ہوتے ہیں اور بعضوں نے کہا کہ احکام کی دو قسمیں ہیں ① وہ احکام جن کا تعلق مردہ کے ساتھ ہے ② وہ احکام جن کا تعلق زندہ کے ساتھ ہے، قسم اوّل کو فرائض کہا جاتا ہے اور یہ فرائض احکام کی دو قسموں میں سے ایک قسم ہونے کی وجہ سے اس کو نصف علم کہا گیا ہے۔

0313 6257913 makabazakariyamultan@gmail.com

نیز ملک کے دو سبب ہیں: اختیاری جیسے خرید و فروخت ہبہ وغیرہ اور غیر اختیاری جیسے وراثت چونکہ علم الفرائض میں غیر اختیاری سبب (میراث، وراثت) سے بحث ہوتی ہے اس لئے اس کو نصف العلم کہا گیا ہے۔

﴿الورقة الرابعة فی اصول الفقه و الفرائض﴾

﴿السوال الاول﴾ ﴿نور الانوار﴾ ۱۴۴۰ھ

الشق الاوّل..... وَالتَّقْسِيْمُ الثَّالِثُ فِیْ بَيَانِ مَحَلِّ الْخَبَرِ الَّذِیْ جُعِلَ الْخَبَرُ فِيْهِ حُجَّةً وَهُوَ اِمَّا حُقُوْقُ اللّٰهِ وَهُوَ نَوْعَانِ: اَلْعُقُوْبَاتُ وَغَيْرُهَا وَاِمَّا حُقُوْقُ الْعِبَادِ وَهُوَ ثَلٰثَةُ اَقْسَامٍ: مَا فِيْهِ اِلْزَامٌ مَحْضٌ اَوْ لَا اِلْزَامَ فِيْهِ اَصْلًا اَوْ فِيْهِ اِلْزَامٌ مِنْ وَجْهٍ دُوْنَ وَجْهٍ، فَهٰذِهِ خَمْسَةُ اَقْسَامٍ وَهٰذَا التَّقْسِيْمُ لِمُطْلَقِ الْخَبَرِ الْوَاحِدِ۔

اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ عبارت کی تشریح کرتے ہوئے خبر واحد کے قبول و عدم قبول کے اعتبار سے حقوق کا حکم اور مثال سے اسکی وضاحت کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) عبارت کی تشریح۔

جواب..... ① عبارت پر اعراب:۔ **کمامرّ فی السوال آنفا۔**

② عبارت کا ترجمہ:۔ یہ خبر کی تیسری تقسیم ہے جو کہ محلِ خبر کے بیان میں ہے، وہ محل کہ اُس میں خبر کو حجت کا مقام دیا گیا ہے اور وہ مقام یا حقوق اللہ ہوگا اور اِسکی دو قسمیں ہیں عقوبات اور غیرِ عقوبات۔ اور یا حقوق العباد ہوگا اور اِسکی تین قسمیں ہیں اُس میں الزام محض ہوگا یا بالکل الزام نہیں ہوگا یا اُس میں من وجہ الزام ہوگا اور من وجہ الزام نہیں ہوگا۔ پس یہ پانچ اقسام ہیں اور یہ مطلق خبرِ واحد کی تقسیم ہے۔

③ عبارت کی تشریح:۔ اس عبارت میں مصنفؒ نے محلِ خبر کے اعتبار سے خبرِ واحد کی تقسیم کی ہے چنانچہ فرمایا کہ محلِ خبر کا تعلق یا حقوق اللہ سے ہوگا یا حقوق العباد سے ہوگا۔ اگر محلِ خبر کا تعلق حقوق اللہ سے ہو تو پھر اسکی دو قسمیں ہیں ① عقوبات ② غیرِ عقوبات (عبادات)۔ بہرصورت خبرِ واحد اس میں حجت ہوگی، اِس میں تعداد وغیرہ کی کوئی شرط نہیں ہے اس کی مثال **اذا التقی الختانان الخ** والی حدیث ہے جس کی راویہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں اور بغیر کسی تعداد کی شرط کے ساتھ یہ حدیث قبول کی گئی ہے۔ البتہ دوسری جماعت کی رائے یہ ہے کہ اِس میں بھی تعداد شرط ہے۔ اِس کی مثال حضرت ذوالیدینؓ والا واقعہ ہے کہ جب انہوں نے نماز کے مکمل نہ ہونے کی خبر دی تو آپ ﷺ نے دیگر صحابہؓ سے تائید کروانے کے بعد اُن کی خبر کو قبول کیا۔

علامہ کرخیؒ عقوبات میں اختلاف کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ عقوبات کا ثبوت خبرِ واحد سے نہیں ہوسکتا کیونکہ خبرِ واحد کے اتصال الی الرسول ﷺ میں قدرِ شبہ ہوجاتا ہے اور حدود شبہات کی وجہ سے ختم ہوجاتی ہیں۔

اگر محلِ خبر کا تعلق حقوق العباد سے ہو تو پھر اس کی تین قسمیں ہیں ① اُس میں من کلِ وجہ الزام ہو، اس خبر میں وہ تمام شرائط مطلوب ہوں گی جو آپ ﷺ کی دیگر اخبار واحادیث میں معتبر ہیں یعنی عاقل، عادل ہونا وغیرہ۔ مثلاً کسی شخص کے ذمے کسی حق کو ثابت کرنا۔ ② اگر حقوق العباد میں بالکل الزام نہ ہو تو پھر اخبارِ آحاد بغیر کسی شرط کے حجت ہیں خواہ خبر دینے والا بچہ ہو یا بالغ، آزاد ہو یا غلام، مسلمان ہو یا حربی کافر، عادل ہو یا فاسق ہر ایک کی خبر قابلِ قبول ہوگی۔ جیسے وکالہ کی خبر دینا یا عقدِ مضاربت کی خبر دینا۔ ③ اگر حقوق العباد میں من وجہ الزام ہو اور من وجہ الزام نہ ہو تو اس صورت میں امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک شہادت کی دو شرطوں میں سے کسی ایک شرط کا پایا جانا ضروری ہے یعنی یا تعداد دو ہو یا گواہ عادل ہوں تاکہ دونوں جانب کی رعایت ہوجائے۔ اس میں ایک اعتبار سے الزام والی نوع کی مشابہت ہے اور ایک اعتبار سے عدمِ الزام والی نوع کی مشابہت ہے۔ اس کی مثال وکیل کو وکالت سے معزول کرنے کی خبر اور عبدِ ماذون پر پابندی کی خبر ہے۔

الشق الثانی.....**ثم ھو (ای الاجماع) علٰی مراتب.... فالاقوٰی اجماع الصحابة نصّا.... فانّه مثل الآیة و الخبر المتواتر.... ثم الذی نصّ البعض وسکت الباقون.... ثم اجماع من بعدھم.... علٰی حکم لم یظھر فیه خلاف من سبقھم .... ثم اجماع علٰی قول سبقھم فیه مخالف۔**

عبارت کا ترجمہ کریں۔ رکنِ اجماع کی قسم ثانی میں امام شافعیؒ کا اختلاف تحریر کریں۔ **والامة اذا اختلفوا علٰی اقوال کان اجماعا منھم علٰی ان ماعداھا باطل** کا مطلب واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں: ① عبارت کا ترجمہ ② رکنِ اجماع کی قسم ثانی میں امام شافعیؒ کا اختلاف ③ **والأمة اذا اختلفوا.....الخ** کی مثال سے وضاحت۔

جواب..... ① عبارت کا ترجمہ:۔ اجماع کے متعدد مراتب ہیں، سب سے زیادہ قوی اجماع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا وہ اجماع ہے جو نصًا ہو.... یہ اجماع آیت اور خبر متواتر کی مثل ہے.... پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا وہ اجماع ہے جسمیں بعض صحابہ نے نص کی ہو اور باقی صحابہ خاموش رہے ہوں.... پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد والے لوگوں کا اجماع ہے.... بشرطیکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں اس حکم کا خلاف ظاہر نہ ہوا ہو.... پھر کسی ایسے مسئلہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد والے لوگ اتفاق کرلیں جو پہلے دور میں مختلف فیہ تھا۔

② رکنِ اجماع کی قسم ثانی میں امام شافعیؒ کا اختلاف:۔ رکنِ اجماع کی دوسری قسم رخصت ہے۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

رخصت سے مراد یہ ہے کہ بعض اصحابِ اجتہاد قول یا فعل پر متفق ہوجائیں اور باقی خاموش رہیں اور مدۃ تامل کے گزرنے کے بعد بھی ان پر رد اور نکیر نہ کریں اور یہ مدۃِ تامل تین دن یا مجلسِ علم ہے اور اس کا نام اجماع سکوتی ہے۔ یہ اجماع احناف کے نزدیک معتبر اور مقبول ہے۔ امام شافعیؒ کا اختلاف ہے وہ فرماتے ہیں کہ اجماعِ سکوتی معتبر نہیں ہے کیونکہ سکوت جس طرح موافقت میں ہوسکتا ہے اِسی طرح بڑوں کے دبدبہ کی وجہ سے بھی ہوسکتا ہے، جو کہ رضامندی پر دال نہیں ہے۔ چنانچہ حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ انہوں نے عول کے مسئلہ میں حضرت عمرؓ سے اختلاف کیا تو اُن سے کسی نے عرض کیا کہ آپ نے حضرت عمرؓ پر اپنی حجت کو کیوں ظاہر نہ کیا؟ انہوں نے فرمایا کہ وہ ایک بارُعب شخص ہیں ان کے دُرے نے مجھے حجت سے باز رکھا۔

احناف کی طرف سے جواب یہ ہے کہ حضرت ابنِ عباسؓ کا یہ قول کس طرح درست ہوسکتا ہے حالانکہ حضرت عمر حق کو قبول کرنے میں دوسروں سے بہت زیادہ احتیاط کرتے تھے اور اُن کا یہ مقولہ مشہور ہے "**لا خیر فیکم مالم تقولوا ولا خیر لی مالم اسمع**" (تمہارے لئے اُس چیز میں خیر نہیں ہے جو تم نہ کہہ سکو اور میرے لئے اُس چیز میں خیر نہیں ہے جو میں نہ سن سکوں)۔ لہٰذا یہ کیسے گمان کیا جاسکتا ہے کہ حضرات صحابہ کرامؓ دین کے معاملات میں تقصیر کریں اور خاموشی کا مظاہرہ کریں۔ (قوت الاخیار۔ص ۹۵)

۳ والأمة اذا اختلفوا.....الخ کی مثال سے وضاحت:۔ کسی بھی زمانے میں جب کسی مسئلہ میں دو یا زائد اقوال ہوں اور اس مسئلہ میں امت کا اختلاف ہوگیا تو اس اختلاف نے یہ ثابت کردیا کہ اب ان اقوال کے علاوہ کوئی نیا قول باطل ہے، اب اس میں کوئی قول پیدا نہیں کیا جاسکتا۔ گویا اختلاف کے بعد اجماع شدہ مسئلہ پر بعد میں اختلاف کرتے ہوئے نیا قول پیدا کرنا جائز نہ ہوگا۔ مثلاً جس عورت کے زوج کا انتقال ہوجائے اور وہ عورت حاملہ بھی ہو تو اسکی عدت میں اختلاف ہوا، بعض حضرات کے نزدیک اسکی عدت وضعِ حمل ہی ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ اسکی عدت ابعد الاجلین ہے یعنی عدتِ وفات اور وضعِ حمل میں سے جس کی مدت زیادہ ہوگی وہ اس عورت کی عدت ہوگی۔ اب اس عورت کی عدت کے متعلق کوئی تیسرا قول نہیں نکالا جاسکتا (قوت الاخیار)

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۰ھ

الشق الاوّل.....وَالْمَرْوِیُّ عَنْهُ اِذَا اَنْکَرَالرِّوَایَةَ اَوْعَمَلَ بِخِلَافِهٖ بَعْدَالرِّوَایَةِ مِمَّا هُوَخِلَافٌ بِیَقِیْنٍ سَقَطَ الْعَمَلُ بِهٖ وَاِنْ کَانَ قَبْلَ الرِّوَایَةِ اَوْ لَمْ یُعْرَفْ تَارِیْخُهٗ لَمْ یَکُنْ جَرْحًا۔ (ص۲۰۳۔رحمانیہ)

عبارت کا ترجمہ کریں۔ ذکر کردہ ضابطوں کی دلیل ذکر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں دو امور مطلوب ہیں ① عبارت کا ترجمہ ② ضابطوں کی دلیل۔

جواب ..... ① عبارت کا ترجمہ:۔ راوی اگر اپنی روایت کا بالکل انکار کردے یا روایت کے بعد اپنی ہی روایت کردہ روایت کے خلاف عمل کرے اور یہ عمل کا خلاف بالیقین ہے تو روایت پر عمل ساقط ہوجائیگا اور اگر راوی کے عمل کا اختلاف روایت لئے جانے سے قبل ہوا ہو یا تاریخ کا علم نہ ہو تو یہ چیز اِس روایت کے لئے مضر نہیں ہے۔

② ضابطوں کی دلیل:۔ راوی کے روایت کا انکار کرنے کی صورت میں روایت کا ساقط العمل ہونا واضح ہے۔ راوی کے روایت کرنے کے بعد اپنی ہی روایت کردہ روایت کے خلاف عمل کرنے سے روایت پر عمل ساقط ہوجائے گا، دلیل یہ ہے کہ راوی کا جان بوجھ کر اپنی روایت کے خلاف عمل کرنا اس روایت کے منسوخ یا موضوع ہونے کی دلیل ہے، لہٰذا روایت قابلِ عمل نہیں ہے۔ اور اگر راوی قلتِ رغبت یا غفلت کی وجہ سے اس پر عمل نہیں کررہا تو اس صورت میں وہ فاسق یا مغفّل ہے، اس سے اسکی عدالت ختم ہوجائے گی،، لہٰذا اسکی روایت قابلِ عمل نہیں ہے۔ اگر راوی کا عمل روایت لئے جانے سے قبل اس روایت کے خلاف ہوا ہو تو یہ چیز اِس روایت کیلئے مضر نہیں ہے، دلیل یہ ہے کہ یہ اختلافی عمل راوی کے روایت کرنے سے پہلے تھا جب حدیث آگئی تو راوی نے سابقہ اختلافی عمل کو ترک کردیا۔ اگر اختلافی عمل و روایت کرنے کی تاریخ کا علم نہ ہو تو یہ چیز بھی اِس روایت کیلئے مضر نہیں ہے، دلیل یہ ہے کہ حدیث اصالتاً حجت ہے اور راوی کا عمل اسکے خلاف ہے مگر تاریخ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے اس میں شک ہوگیا اور محض شک کی وجہ سے عمل بالحدیث ساقط نہ ہوگا۔

0313 6357013 maktabazakariyamultan@gmail.com

(سراجی)

الشق الثانی.....وبنات الابن کبنات الصلب ولهن أحوال ست : النصف للواحدة والثلثان للاثنتين فصاعدًا عند عدم بنات الصلب ولهن السدس مع الواحدة الصلبية تكلمة للثلثين (ص۱۲-امدادیہ)

ترجم العبارة ووضّح قول المصنفؒ تكلمةً للثلثين مع سرد الدليل له.

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا خلاصہ دو امور ہیں (۱) عبارت کا ترجمہ (۲) **تكملة للثلثين** کی وضاحت۔

جواب..... (۱) عبارت کا ترجمہ:۔ اور پوتیاں حقیقی بیٹیوں کی مثل ہیں اور ان کے چھ احوال ہیں: ایک پوتی کیلئے نصف ترکہ ہے، دو یا زائد پوتیوں کیلئے حقیقی بیٹیاں نہ ہونے کے وقت دو ثلث ہیں اور ایک حقیقی بیٹی کی موجودگی میں دو ثلث کو پورا کرنے کیلئے ان کیلئے سدس ہے۔

(۲) **تكملة للثلثين** کی وضاحت:۔ لڑکیوں اور پوتیوں کا مجموعی حصہ ثلثان ہی ہے اس سے زیادہ ان کو نہیں مل سکتا، جب ایک حقیقی بیٹی کو نصف (چھ میں سے تین) مل گیا تو ثلثان میں سے صرف سدس (ایک) بچ گیا کیونکہ نصف وسدس کا مجموعہ ثلثان ہے۔ لہٰذا پوتیوں کو ثلثان کا بقیہ (سدس) مل جائیگا، باقی لڑکیوں اور پوتیوں کا مجموعی حصہ ثلثان ہونے اور نہ ہونے کی دلیل یہ آیت ہے **فان كن نساء فوق اثنتين فلهن ثلثا ما ترك** نیز قاعدہ ہے **لايزاد حق البنات على الثلثين** ۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۰ھ

الشق الاوّل.....واما لأولاد الأم فأحوال ثلاث: السدس للواحد والثلث للاثنين فصاعدًا نكورهم واناثهم فى القسمة والاستحقاق سواء ويسقطون بالولد وولد الابن وان سفل وبالأب والجد بالاتفاق (ص۱۰-امدادیہ)

ترجم العبارة رائقة وفسرقول المصنفؒ ذكورهم واناثهم فى القسمة والاستحقاق سواء فى ضوء الدليل ووضّح قوله بالأب والجد بالاتفاق .

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور حل طلب ہے۔ (۱) عبارت کا ترجمہ (۲) **ذكورهم واناثهم الخ** کی تفسیر (۳) **بالاب والجد بالاتفاق** کی وضاحت۔

جواب..... (۱) عبارت کا ترجمہ:۔ پس **اولاد الام** (اخیافی بہن و بھائی) کے تین احوال ہیں ایک کیلئے سدس ہے اور دو یا زائد کے لئے ثلث ہے، ان کے مذکر و مؤنث تقسیم اور حقدار ہونے میں برابر ہیں اور یہ سب ساقط ہو جاتے ہیں اولاد کے ذریعہ اور بیٹے کی اولاد کے ذریعہ اگرچہ وہ نیچے ہو، اور باپ و دادا کی وجہ سے بھی بالاتفاق یہ ساقط ہو جاتے ہیں۔

(۲) **ذكورهم و اناثهم الخ** کی تفسیر:۔ اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ علمِ فرائض کا ایک ضابطہ ہے **للذكر مثل حظ الانثيين** کہ مرد کے لئے دو عورتوں کے حصہ کے برابر ایک حصہ ہوتا ہے، بالفاظِ دیگر عورت کو مرد کا نصف حصہ ملتا ہے مگر اخیافی بہن بھائی کے ورثاء بننے کی صورت میں یہ ضابطہ جاری نہیں ہوگا بلکہ ایک ہونے کی صورت میں سدس اور زائد ہونے کی صورت میں ثلث ملے گا اور یہ سب بہن و بھائی برابر کے شریک ہوں گے۔ اس برابری کی دلیل یہ آیت کریمہ ہے **وان كان رجل يورث كلالة او امرأة وله اخ او اخت فلكل واحد منهما السدس** اس آیت میں اخ واخت سے بالاجماع اخیافی بہن بھائی مراد ہیں اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی قرأت میں **وله اخ او اخت من الام** کی تصریح ہے، پس اس آیت میں واضح طور پر خواہ اخیافی بھائی ہو یا بہن ہو اس کے لئے سدس بیان کیا گیا ہے، ان میں کوئی فرق نہیں کیا گیا۔ (طرازی صفحہ ۶۶)

(۳) **بالاب والجد بالاتفاق** کی وضاحت:۔ مصنفؒ کے اس قول کا مطلب یہ ہے کہ باپ اور دادا کی وجہ سے اخیافی بہن و بھائی بالاتفاق ساقط ہو جاتے ہیں اس میں علماءِ احناف کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔

الشق الثانی..... بيّن من يصير عصبةً من بين ذوى الفروض ۔ ثم اكتب حل المسائل الآتية ۔

(۱) زوج ، ۳بنت، ام، عم (۲) زوج ، ۳اخت عینی، اُم (۳) زوجہ ۵ بنات، ام، اب

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل دو امور ہیں (۱) عصبہ کی نشاندہی (۲) مذکورہ مسئلوں کا حل۔

جواب ..... ❶ عصبہ کی نشاندہی:۔ کل دس افراد (چار مرد اور چھ عورتیں) عصبہ بنتے ہیں۔

چار افراد عصبہ بنفسہٖ ہیں ① جزء المیت یعنی میت کی اولاد (بیٹا، پوتا نیچے تک) ② اصل المیت یعنی میت کے اصول (والد، دادا اوپر تک) ③ جزء اب المیت یعنی والد کی اولاد (بھائی، بھتیجے نیچے تک) ④ جزء جد المیت یعنی دادا کی اولاد (چچا، چچا کی اولاد نیچے تک)۔

چار عورتیں عصبہ لغیرہٖ ہیں ① بیٹی ② پوتی ③ حقیقی بہن ④ علاتی بہن۔ دو عورتیں عصبہ مع غیرہٖ ہیں ① حقیقی بہن ② علاتی بہن۔

❷ مذکورہ مسئلوں کا حل:۔

① زوج، ۳ بنات، ام، عم

مسئلہ ۱۲ عول ۱۳ مضروب ۳ تصحیح ۳۹

میت

زوجہ	۳ بنات	ام	عم
ربع	ثلثان	سدس	محروم
۳×۳=۹	۸×۳=۲۴	۲×۳=۶	
	فی بنت ۸		

② زوجہ، ۵ بنات، ام، اب

مسئلہ ۲۴ عول ۲۷ مضروب ۵ تصحیح ۱۳۵

میت

زوجہ	۱۳ اخت عینی	اُم
نصف	ثلثان	سدس
۳×۳=۹	۴×۳=۱۲	۱×۳=۳
	فی اخت ۴	

مسئلہ ۲۴ عول ۲۷ مضروب ۵ تصحیح ۱۳۵

میت

زوجہ	۵ بنات	ام	اب
ثمن	ثلثان	سدس	سدس
۳×۵=۱۵	۱۶×۵=۸۰	۴×۵=۲۰	۴×۵=۲۰
	(فی بنت ۱۶)		

﴿الورقة الرابعة فی اصول الفقه و الفرائض﴾

﴿السوال الاول﴾ ﴿نور الانوار﴾ ۱۴۴۱ھ

الشق الاوّل .....**أو يكون اتصالا فيه شبهة صورة ومعنى كخبر الواحد وهو كل خبر يرويه الواحد أو الاثنان فصاعدا ولاعبرة للعدد فيه بعد أن يكون دون المشهور و المتواتر وأنه يوجب العمل دون العلم اليقين بالكتاب والسنة والأجماع والمعقول .** (ص ۱۸۸۔ رحمانیہ)

ترجمہ کرتے ہوئے عبارت کی وضاحت کریں۔ کتاب، سنۃ، اجماع اور معقول کی تشریح بطرز شارح تحریر کریں۔ نیز خبرِ واحد متواتر اور مشہور میں سے ہر ایک کی تعریف اور حکم بیان کریں۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) عبارت کا ترجمہ (۲) عبارت کی وضاحت (۳) خبرِ واحد، متواتر و مشہور کی تعریف و حکم۔

جواب ..... ❶ عبارت کا ترجمہ:۔ یا سند میں ایسا اتصال ہو جس میں صورۃً و معنیً شبہ ہو جیسے خبر واحد۔ اور خبر واحد وہ خبر ہے جسے ایک یا دو یا زائد افراد روایت کریں، اور اس میں عدد کا اعتبار نہیں ہے جبکہ وہ مشہور و متواتر سے کم درجہ پر ہو، اور خبر واحد کتاب و سنت اور اجماع و قیاس و عقل کی وجہ سے عمل کو واجب کرتی ہے، نہ کہ علمِ یقین کو۔

❷ عبارت کی وضاحت:۔ اس عبارت میں سند کے اتصال کے اعتبار سے حدیث کی تیسری قسم کا ذکر ہے کہ وہ حدیث و خبر اس نوع کی ہو کہ اسکے اتصال میں صورۃً و معنیً دونوں اعتبار سے شبہ ہو کیونکہ خیر القرون (قرنِ اول: صحابہ کرامؓ کا زمانہ، قرنِ ثانی: تابعینؒ کا زمانہ، قرنِ ثالث: تبع تابعینؒ کا زمانہ) کے کسی بھی زمانہ میں وہ مشہور نہ ہوئی ہو جیسے خبر واحد۔

خبرِ واحد وہ روایت ہے کہ اس کے راوی ایک یا دو یا اس سے زائد ہوں، بعض کی رائے یہ ہے کہ دو کی روایت قابلِ قبول ہے، مصنفؒ ان کے قول پر رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جو روایت متواتر و مشہور سے کم رتبہ پر ہے اس میں کسی خاص تعداد کا اعتبار نہ ہو گا، خواہ وہ راوی ایک ہو دو ہوں، یا اس سے زائد ہوں بہر صورت ان کا درجہ برابر ہے اور یہ خبر خبرِ واحد ہی رہے گی۔

یہ خبرِ واحد عمل کو ثابت کرتی ہے البتہ اس سے علم الیقین کا درجہ حاصل نہ ہو گا اگر چہ اس کا راوی عادل و ولی ہو بہر صورت وہ علمِ یقین کا فائدہ نہیں دے گی کیونکہ اس کا رتبہ خبر متواتر و مشہور سے کم ہے۔

اس کے بعد مصنفؒ فرماتے ہیں کہ خبر واحد کا واجب العمل ہونا قرآن وسنت، اجماع و قیاس سب دلائل سے ثابت ہے قرآن کریم سے خبرِ واحد کے واجب العمل ہونے کی دلیل یہ آیت کریمہ ہے **فلولا نفر من کل فرقة منهم طائفة لیتفقهوا فی الدین ولینذروا قومهم**، اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے طائفہ پر حصولِ علم کے بعد انذار (ڈرانا) واجب کر دیا ہے اور طائفہ کا اطلاق واحد اثنین اور اس سے زائد افراد پر بھی ہوتا ہے اور فرقہ پر اس طائفہ کے قول کو قبول کرنا اور اس کے مطابق عمل کرنا واجب کر دیا ہے پس معلوم ہوا کہ خبر واحد موجب للعمل ہے۔ شارحؒ فرماتے ہیں کہ ممکن ہے الکتاب سے خبر واحد کے واجب العمل ہونے کے لئے اس آیت کی طرف اشارہ ہو **واذ اخذ اللہ میثاق الذین اوتوا الکتاب لتبنینه للناس ولا تکتمونه**، اس آیت سے معلوم ہوا کہ ہر صاحبِ علم پر کتاب اللہ کو بیان کرنا اور لوگوں کو وعظ و نصیحت کرنا واجب ہے اور اس کا فائدہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب لوگ اس کو قبول بھی کریں پس معلوم ہوا کہ لوگوں کے لئے اس صاحبِ علم کی خبر پر عمل کرنا لازم ہے۔

سنت سے خبرِ واحد کے واجب العمل ہونے کے متعدد دلائل ہیں مثلاً آپ ﷺ نے صدقہ کے حق میں حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کی خبر کو قبول کیا اور فرمایا **لك صدقة ولنا هدية** ہدیہ کے متعلق حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی خبر کو قبول کرتے ہوئے اسے تناول فرمایا۔ حضرت علی و حضرت معاذ رضی اللہ عنہما کو یمن کی طرف اور حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کو اپنی تحریر دے کر قیصر روم کی طرف روانہ کیا اگر اخبارِ آحاد قابلِ عمل نہ ہوتیں تو آپ ایسا عمل کیوں کرتے؟ اجماع سے خبرِ واحد کے واجب العمل ہونے کی دلیل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا انصار کے خلاف یہ خبر دینا تھا **الائمة من قریش** تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کو قبول کیا۔ کسی نے بھی اس پر نکیر نہیں فرمائی۔ اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خبر و قول کی بناء پر مسئلہ اکسال میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرضِ غسل کا حکم جاری فرمایا اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کو قبول کیا۔ قیاس کا تقاضا بھی یہی ہے کہ خبر واحد واجب العمل ہو کیونکہ ہر معاملہ میں خبرِ متواتر یا مشہور کا ہونا ممکن نہیں ہے لہٰذا اگر خبر واحد کو رد کر دیا جائے گا تو شریعت کے بے شمار احکامات معطل ہو جائیں گے۔

۳ خبر واحد، متواتر و مشہور کی تعریف و حکم:۔ (خبر واحد کی مکمل وضاحت ابھی ہو چکی ہے۔)

خبرِ متواتر وہ خبر ہے جس کے روایت کرنیوالے ہر زمانہ میں اس قدر کثیر ہوں کہ انکی تعداد کو شمار کرنا دشوار ہو، اور اتنی بڑی تعداد کا جھوٹ پر متفق ہونا محال ہو جیسے نقل قرآن، اسی طرح بعض حضرات کے بقول حدیث **انما الاعمال بالنیات** اور بعض کے بقول **البینة علی المدعی و الیمین علی من انکر** خبرِ متواتر کی مثال ہے۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

اس کا حکم یہ ہے کہ اس درجہ کی روایت واجب العمل ہونے کے ساتھ علم یقین کا بھی فائدہ دیتی ہے جس طرح عینی طور پر دیکھنا علمِ یقین کا فائدہ دیتا ہے اور اس کا منکر کافر ہے۔

خبرِ مشہور وہ خبر ہے جو دورِ صحابہ رضی اللہ عنہم میں آحاد کے قبیل سے تھی اس کے بعد وہ دورِ ثانی و ثالث (تابعین و تبع تابعینؒ کا دور) میں وہ خبر اس قدر پھیل گئی کہ اس کو اتنی بڑی جماعت نے نقل در نقل کیا کہ اس جماعت کا جھوٹ پر متفق ہونا ناممکن و محال ہو، اگر یہ شہرت دورِ ثالث (تبع تابعینؒ کا دور) کے بعد ہوئی تو پھر اس کا اعتبار نہ ہو گا کیونکہ اس زمانہ میں بہت سی اخبارِ آحاد مشہور ہو چکی ہیں تو اگر اس دور کے بعد کی شہرت کا بھی اعتبار کیا جائے تو پھر کوئی بھی خبر واحد خبر واحد نہیں رہے گی، جیسے تعدادِ رکعات اور مقدارِ زکوٰۃ یا نصابِ زکوٰۃ وغیرہ متعدد اس کی مثالیں ہیں۔ اس خبر مشہور کے ذریعہ ایسا علم حاصل ہوتا ہے کہ مخاطب کو اس سے اطمینان و

تسلی حاصل ہوجاتی ہے جس کا درجہ ظنِ غالب سے زیادہ اور یقین کے قریب قریب ہے اور اس کا مرتبہ خبرِ متواتر سے کم اور خبرِ واحد سے زیادہ ہے، چنانچہ خبرِ مشہور کے ذریعہ کتاب اللہ پر زیادتی جائز ہے مثلاً احناف نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت کی وجہ سے کفارۂ یمین کی روزوں کو تسلسل کی قید سے مقید کردیا ہے البتہ خبرِ مشہور کے منکر کو صحیح قول کے مطابق کافر نہیں کہا جائے گا۔ البتہ وہ گمراہ ہوگا۔

الشق الثانی.....**وانما جعل الخبر حجة بشرائط فی الراوی وهی أربعة: العقل والضبط والعدالة والاسلام، فالعقل وهو نور فی بدن الآدمی یضیئ به طریق یبتدأ من حیث ینتهی الیه درك الحواس.**

عبارت کا ترجمہ وتشریح لکھیں۔ خبرِ واحد کے موجبِ عمل ہونے کے لئے راوی کے اندر پائی جانے والی چار شرطوں کو اجمالاً بیان کریں۔ عقل کامل اور عقل قاصر کی وضاحت کریں۔ نیز بتائیں کہ عقل مدرک ہے یا آلۂ ادراک ہے؟ (ص ۱۹۴۔ رحمانیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل پانچ امور ہیں (۱) عبارت کا ترجمہ (۲) عبارت کی تشریح (۳) خبرِ واحد کے موجبِ عمل ہونے کے لئے راوی کی شرائط اربعہ کی وضاحت (۴) عقلِ کامل وعقلِ قاصر کی وضاحت (۵) عقل مدرک ہے یا آلۂ ادراک؟

جواب..... ① عبارت کا ترجمہ:۔ اور خبر واحد کو حجت قرار دیا گیا ہے اس کے راوی میں چند شرائط کے ساتھ اور وہ چار شرائط ہیں عقل، ضبط، عدالت اور اسلام، پس عقل بدنِ انسانی میں ایسا نور ہے کہ اس کے ذریعہ راستہ روشن ہوجاتا ہے اور اس کی ایسی جگہ سے ابتداء ہوتی ہے کہ جہاں پر انسانی حواس کے ادراک کی انتہاء ہوتی ہے۔

② عبارت کی تشریح:۔ خبر واحد کے قابلِ عمل وقابلِ اعتبار ہونے کے لئے راوی میں جن شرائط کا پایا جانا ضروری ہے، اس عبارت میں اولا ان شرائط کو اجمالا ذکر کیا گیا ہے کہ وہ چار شرائط ہیں ① راوی عاقل ہو ② راوی کلام کو کما حقہ سنے سمجھے اور محفوظ کرے ③ راوی عادل ہو ④ راوی مسلمان ہو۔ اس کے بعد شرطِ اول عقل کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ عقلِ انسانی ایسا نور ہے جس کے ذریعہ اشیاء کا ادراک ہوتا ہے اور اس ادراک کی ابتداء وہاں سے ہوتی ہے جہاں پر انسانی حواس کے ادراک کی انتہاء ہوتی ہے گویا انسان کے حواسِ ظاہرہ کی جہاں پر انتہاء ہوتی ہے اس کے بعد عقلِ انسانی کی ابتداء ہوتی ہے۔

③ خبرِ واحد کے موجبِ عمل ہونے کیلئے راوی کی شرائط اربعہ کی وضاحت:۔ ① خبرِ واحد کے معتبر وموجبِ عمل ہونے کیلئے پہلی شرط یہ ہے کہ اس راوی میں عقلِ کامل ہو کیونکہ خبر کی وضع معنی ظاہر کرنے کیلئے ہوتی ہے اور عقل کے بغیر اسکا اعتبار نہیں ہوسکتا ② یہ ہے کہ راوی میں ضبط کامل ہو کیونکہ اس کے بغیر اس خبر کا صدق ممکن نہیں ہے اور ضبط کے کامل ہونے میں چند امور کی رعایت ضروری ہے کہ راوی کامل توجہ سے متکلم کی کلام سنے سمجھے محفوظ رکھے اور اس کلام کے حفظ پر اس کی محافظت کی حدود کی رعایت کرتے ہوئے ثابت قدم رہے تاکہ کلام محفوظ رہے ③ یہ ہے کہ راوی عادل ہو یعنی دین میں استقامت اختیار کرے اور نفسانی خواہشات سے بچے اور گناہِ کبیرہ کا ارتکاب نہ کرے اور گناہِ صغیرہ پر اصرار نہ کرے ④ یہ ہے کہ وہ راوی مسلمان بھی ہو یعنی زبان سے ذات و صفات باری تعالیٰ کا اقرار کرے، دل سے تصدیق کرے، جوارح سے عمل کرے۔

④ عقلِ کامل وعقلِ قاصر کی وضاحت:۔ عقلِ کامل سے مراد بالغ کی عقل ہے اور صبی معتوہ ومجنون کی عقل قاصر ہوتی ہے۔ اسی لئے شریعت نے انہیں ذاتی امور میں تصرف کا اہل نہیں بنایا، لہٰذا وہ دینی امور میں بھی تصرف کے اہل نہیں ہیں اور ان کی روایت معتبر نہیں ہے۔ البتہ اگر سماعِ حدیث اور تحملِ حدیث تو قبل البلوغ ہی ہو مگر روایتِ حدیث بعد البلوغ ہو تو پھر صبی کی حدیث معتبر ہے بشرطیکہ اس نے سماع وتحملِ حدیث ایسی عمر میں کیا ہو جب اسے تمیز وشعور حاصل ہو۔

⑤ عقل مدرک ہے یا آلۂ ادراک؟ مصنفؒ کی تشریح کے مطابق قلب مدرک ہے اور عقل اس کا آلہ ہے جس سے وہ اہلِ اسلام کے طریقہ کو معلوم کرتا ہے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۱ھ

الشق الاوّل.....**وَاِنْ عُرِفَ بِالْعَدَالَةِ وَالضَّبْطِ دُوْنَ الْفِقْهِ كَاَنَسٍ وَاَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہما اِنْ وَافَقَ حَدِیْثُهٗ الْقِیَاسَ**

0613 6257913 maktabazakariyamultan@gmail.com

عُمِلَ بِهٖ وَاِنْ خَالَفَهٗ لَمْ يُتْرَكْ اِلَّا بِالضَّرُوْرَةِ كَحَدِيْثِ الْمُصَرَّاةِ (ص۱۹۰۔رحمانیہ)

عبارت کی مکمل وضاحت کریں۔راوی کی خبر کو قیاس پر مقدم کرنے کیلئے راوی کے فقیہ ہونے کی شرط میں عیسی بن ابان، امام کرخی اوران کے متبعین کا مسلک ذکر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور مطلوب ہیں: ① عبارت کی وضاحت ② مذکورہ ائمہ کا مسلک۔

جواب..... ① عبارت کی وضاحت:۔ اگر راوی عدالت اور ضبطِ حدیث میں معروف ہے مگر فقاہت میں معروف نہیں جیسا کہ حضرت انس اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما اگر اُسکی حدیث قیاس کے موافق ہوگی تو اس پر عمل کیا جائے گا اور اگر وہ قیاس کے مخالف ہو تو اُس کو ضرورت کے بغیر ترک نہیں کیا جائے گا اور ضرورت یہ ہے کہ اگر اس صورت میں بھی خبرِ واحد پر عمل کیا گیا تو قیاس کا دروازہ مکمل طور پر بند ہو جائے گا اور آیتِ کریمہ **فاعتبروا یٰاولی الابصار** کی خلاف ورزی لازم آئے گی۔اسلئے کہ فرض یہ کیا گیا ہے کہ راوی فقیہ نہیں ہے تو ممکن ہے راوی نے اپنی سمجھ کے مطابق وہ روایت بالمعنی کی ہو اور مرادِ نبی کو سمجھنے میں غلطی کی ہو جس کی وجہ سے وہ روایت قیاس کے بالکل مخالف ہوگئی۔اس ضرورت کے پیشِ نظر حدیث کو ترک کر دیا جائے گا اور قیاس پر عمل کیا جائے گا۔(اشرف الانوار۱۲:۳)

② مذکورہ ائمہ کا مسلک:۔ عیسیٰ بن ابانؒ اور اکثر متأخرین کے نزدیک اگر راوی کی عدالت اور ضبطِ حدیث معروف ہے مگر فقاہت معروف نہیں ہے تو اگر اُس کی حدیث قیاس کے موافق ہوگی تو اس پر عمل کیا جائے گا اور اگر وہ قیاس کے مخالف ہوگی تو اُس کو ضرورت کے بغیر ترک نہیں کیا جائے گا۔گویا خبرِ واحد کے قیاس پر مقدم ہونے کیلئے راوی کا فقیہ ہونا شرط ہے۔

امام کرخیؒ اوران کے متبعین کے نزدیک راوی کی خبر کے قیاس پر مقدم ہونے کیلئے راوی کا فقیہ ہونا شرط نہیں ہے بلکہ ہر عادل راوی کی خبر قیاس پر مقدم ہوگی بشرطیکہ وہ خبر کتاب اللہ اور سنتِ مشہورہ کے خلاف نہ ہو۔

(سراجی)

الشق الثانی.....ورثہ میں **من یرد علیہ** اور **من لایرد علیہ** دونوں موجود ہوں تو اسے کس طرح حل کیا جائے گا؟ مثالوں سے واضح کریں۔درج ذیل مسئلوں کو حل کریں۔

① زوجہ ۳ بیٹی ۵ بیٹے ام ② زوج ۷ ابن ۳ بنت

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل دو امور ہیں (۱) **من یرد علیہ** اور **من لایرد علیہ** میں وراثت کی تقسیم (۲) مسائل کا حل۔

جواب..... ① **من یرد علیہ** اور **من لایرد علیہ** میں وراثت کی تقسیم:۔ ورثاء میں **من لایرد علیہ** بھی ہو اور **من یرد علیہ** میں سے ایک ہی قسم کے ورثاء ہوں تو زوجین کو اقلِ مخارج زوجین سے انکا حصہ دے دو یعنی زوج ہو تو اس کو چار میں سے ایک اور زوجہ ہو تو آٹھ میں سے ایک دیدو پھر اگر ماقی بقیہ ورثاء پر برابر تقسیم ہو جائے تو ٹھیک ہے جیسے زوج اور تین بیٹیاں تھی زوج کو چار میں سے ایک دیا تو تین بیٹیوں کیلئے تین بچ گئے جو برابر تقسیم ہو سکتے ہیں لہٰذا اب تقسیم کر دینگے، مزید کسی عمل کی ضرورت نہیں ہے۔

اگر بقیہ حصے بقیہ ورثاء پر برابر تقسیم نہ ہوں تو پھر بقیہ حصے اور بقیہ ورثاء میں نسبت دیکھو اگر نسبت توافق کی ہو تو عدد رؤس کے وفق کو اصل مسئلہ میں ضرب دینگے اور اب حاصل ضرب تمام ورثاء پر برابر تقسیم ہو جائیگا مثلاً زوج اور چھ بنات ہیں مسئلہ چار سے بنا زوج کو ایک دینے کے بعد چھ بنات کیلئے تین بچ گئے جو برابر منقسم نہیں ہیں لہٰذا عدد رؤس چھ اور تین میں توافق بالثلث ہے اس کا وفق دو ہے ہم نے دو کو اصل مسئلہ چار میں ضرب دی تو آٹھ ہو گئے اب زوج کو دو اور بقیہ چھ بنات کو ایک ایک مل جائے گا۔

اگر بقیہ سہام اور ورثاء میں نسبت تباین کی ہو تو پھر کل عددِ سہام کو اصل مسئلہ میں ضرب دینگے حاصلِ ضرب سے مسئلہ حل ہو جائیگا۔مثلاً زوج اور پانچ بنات ہیں زوج کو چار میں سے ایک دیا بقیہ تین سہام پانچ بنات پر برابر منقسم نہیں ہے اور سہام و رؤس میں نسبت تباین کی ہے لہٰذا رؤس یعنی پانچ کو اصل مسئلہ چار میں ضرب دی تو بیس ہو گئے، بیس میں سے پانچ زوج کے لئے اور پندرہ پانچ بنات کیلئے ہو گئے جو کہ ہر بنت کو تین تین ملیں گے۔

0313 6257972 maktabazakariyamultan@gmail.com

② مذکورہ مسائل کا حل:۔

مسئلہ ۲۴ مضروب ۱۳ تصحیح ۳۱۲

میت

زوجہ	۳ بیٹی	۵ بیٹے	ام
ثمن	عصبہ	عصبہ	سدس
۳×۱۳=۳۹	۱۷×۱۳=۲۲۱		۴×۱۳=۵۲
(فی بیٹی ۱۷)	(فی بیٹا ۳۴)		

مسئلہ ۴ مضروب ۱۷ تصحیح ۶۸

میت

زوج	۷ بیٹے	۳ بیٹی
ربع	عصبہ	عصبہ
۱×۱۷=۱۷	۳×۱۷=۵۱	
	(فی بیٹا ۶)	(فی بیٹی ۳)

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۱ھ

الشق الاوّل.....اسبابِ ارث کتنے ہیں؟ ذوی الفروض میں سے ثلثان کے مستحق بننے والے ورثاء کے نام اور انکے احوال تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں دو امور مطلوب ہیں (۱) اسبابِ ارث کی وضاحت (۲) ثلثان کے مستحق ورثاء کے نام و احوال۔

جواب..... ① اسبابِ ارث کی وضاحت:۔ اسبابِ ارث تین ہیں۔ ① قرابت یعنی رشتہ داری ② نکاح یعنی زوجیت ③ ولاء یعنی آقا و غلامی۔

② ثلثان کے مستحق ورثاء کے نام و احوال:۔ ثلثان کی مستحق چار عورتیں ہیں: بیٹی، پوتی، حقیقی بہن، علاتی بہن۔

بنت (بیٹی) کے احوال: بیٹیوں کی تین حالتیں ہیں۔ ① صرف ایک بیٹی کے لئے ترکہ کا نصف ہے۔ ② دو یا زیادہ بیٹیوں کیلئے ترکہ کے دو تہائی ہیں۔ ③ بیٹی کے ساتھ بیٹا بھی ہو تو مرد کے واسطے دو عورتوں کے حصہ کے برابر ہے اور بیٹا بیٹیوں کو عصبہ بنا دیتا ہے۔

بنت الابن (پوتی) کے احوال: پوتیوں کی چھ حالتیں ہیں۔ ① بیٹی نہ ہونے کی صورت میں ایک پوتی نصف ترکہ کی حقدار ہے۔ ② بیٹی نہ ہونے کی صورت میں دو پوتیاں دو تہائی کی حقدار ہیں۔ ③ ایک بیٹی کے ساتھ پوتیاں چھٹے حصے کی حقدار ہیں دو تہائی پورا کرنے کیلئے۔ ④ دو بیٹیوں کے ساتھ پوتیاں اصحابِ فرائض ہو کر وارث نہیں ہوتیں۔ ⑤ پوتیوں کے برابر میں اگر کوئی پوتا ہو یا ان کے نیچے کوئی پڑپوتا ہو تو لڑکا پوتیوں کو عصبہ بنا دیتا ہے اور جو ترکہ بچا ہے وہ مرد کیلئے عورت کے دوگنا ہونے کے حساب سے تقسیم ہو جائے گا۔ ⑥ میت کے بیٹے کے ذریعے پوتیاں ساقط ہو جاتی ہیں خواہ اس بیٹے کے ساتھ میت کی بیٹیاں ہوں یا نہ ہوں۔

اخت عینیہ (حقیقی بہن) کے احوال: اخت عینیہ کے پانچ حال ہیں۔ ① ایک بہن ہو تو وہ نصف کی حقدار ہے۔ ② دو یا زائد بہنیں ہوں تو وہ ثلثین کی حقدار ہیں۔ ③ حقیقی بھائی کے ذریعہ حقیقی بہن عصبہ بن کر بھائی کی نصف مقدار کی مستحق ہوتی ہے۔ ④ میت کی بیٹیوں اور پوتیوں کے ساتھ میت کی بہنیں عصبہ بن جاتی ہیں یعنی میت کی بیٹی اور پوتی کو حصہ دینے کے بعد جو بچے گا وہ بہنوں میں تقسیم ہوگا۔ ⑤ میت کا باپ یا بیٹا یا پوتا ہو تو پھر یہ بہنیں بالاتفاق محروم ہیں اور اگر میت کا دادا ہے تو امام صاحب کے نزدیک اب بھی بہنیں محروم ہوں گی۔

اخت علاتیہ کے احوال: علاتی بہنوں کے سات احوال ہیں۔ ① اگر علاتی بہن ایک ہے تو اس کیلئے نصف ہے۔ ② اگر علاتی بہن دو یا دو سے زائد ہیں تو ثلثان ہونگے بشرطیکہ حقیقی بہنیں نہ ہوں۔ ③ اگر علاتی بہنوں کے ساتھ ایک حقیقی بہن ہے تو ان کیلئے سدس ہوگا ثلثین کو مکمل کرنے کیلئے۔ ④ اگر علاتی بہنوں کے ساتھ دو حقیقی بہنیں ہیں تو ان کے لئے کچھ نہیں ہوگا اس لئے کہ ثلثین مکمل ہو چکے ہیں۔ ⑤ اگر علاتی بہنوں کے ساتھ دو حقیقی بہنیں ہیں اور ایک علاتی بھائی بھی ہے ان کے ساتھ تو وہ علاتی بھائی علاتی بہنوں کو عصبہ بنا دے گا ثلثین حقیقی بہنوں کیلئے ہوں گے اور ایک ثلث ان کے درمیان تقسیم ہوگا۔ **للذکر مثل حظ الانثیین** کے تحت۔ ⑥ اگر علاتی بہنوں کے ساتھ میت کی بیٹیاں، پوتیاں یا پڑپوتیاں ہیں تو علاتی بہنیں عصبہ بن جائیں گی تو ان کا حصہ نکالنے کے بعد باقی مال ان کے درمیان تقسیم ہوگا۔ ⑦ علاتی بھائی، علاتی بہنیں یہ حقیقی بھائی اور حقیقی بہن کی وجہ سے محروم ہو جائیں گی لیکن حقیقی بہن کے ساتھ ساقط تب ہوں گی جب یہ عصبہ بن جائے۔

الشق الثانی.....مسئلہ بنانے کا طریقہ تحریر کریں، درج ذیل مسائل حل کریں۔ (۱) زوجہ، ۲ اُخت عینی، ۲ اُخت خفی، ام، ابن قاتل (۲) ۴ زوجہ، اب، اُم، ۵ بنت۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں دو امور مطلوب ہیں (۱) مسئلہ بنانے کا طریقہ (۲) مذکورہ مسائل کا حل۔

جواب ..... (۱) مسئلہ بنانے کا طریقہ:۔ قرآن پاک میں بیان کئے گئے حصوں کی دو قسمیں ہیں۔ ① نصف، ربع، ثمن ② ثلثان، ثلث، سدس۔ مسئلہ کی تخریج و بنانے کے متعدد قواعد ہیں۔

① اگر کسی مسئلہ میں قرآن پاک میں مذکور حصوں میں سے کوئی ایک حصہ آئے تو مسئلہ اُسی حصہ کے ہم نام عدد سے بنے گا مثلاً حصہ ربع ہو تو مسئلہ اربعۃ سے بنے گا اگر حصہ ثمن ہو تو مسئلہ ثمانیۃ سے بنے گا اگر حصہ ثلث یا ثلثان ہو تو مسئلہ ثلثۃ سے بنے گا البتہ جب کسی کا حصہ نصف ہو تو مسئلہ دو سے بنے گا اس لئے کہ نصف کسی عدد سے نہیں نکلا تو نصف کیلئے دو عدد کا فرض کیا گیا ہے۔

② جب کسی مسئلہ میں دو حصے یا تین حصے آئیں اور وہ ایک ہی قسم کے ہوں یعنی نصف، ربع، ثمن ہوں یا ثلثان، ثلث، سدس میں سے ہوں تو مسئلہ سب سے چھوٹے حصہ کے ہم نام عدد سے بنے گا مثلاً کسی مسئلہ میں ثلثان، ثلث اور سدس جمع ہو جائیں تو مسئلہ سدس کے ہم نام عدد یعنی چھ سے بنے گا۔ سدس والے کو ایک، ثلث والے کو دو اور ثلثان والے کو چار حصے ملیں گے۔

(**نوٹ**: ایک ہی مسئلہ میں نصف، ربع اور ثمن ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتے)

③ اگر پہلی قسم میں سے نصف دوسری قسم کے تمام یا بعض حصوں کے ساتھ جمع ہو جائے تو مسئلہ چھ سے بنے گا جیسے زوج (نصف) اختان لام (ثلث) عم (عصبہ)۔ اسی طرح اُم (سدس) بنت (نصف) عم (عصبہ) جمع ہو جائیں تو مسئلہ چھ سے بنے گا۔

مسئلہ ۶

میت

زوج	اختان لام	عم
نصف	ثلث	عصبہ
۳	۲	۱

مسئلہ ۶

میت

اُم	بنت	عم
سدس	نصف	عصبہ
۱	۳	۲

④ اگر پہلی قسم میں سے ربع دوسری قسم کے کل یا بعض حصوں کے ساتھ جمع ہو جائے تو مسئلہ بارہ سے بنے گا جیسے زوج (ربع) بنتان (ثلثان) عم (عصبہ)۔ اسی طرح زوجہ (ربع) اُم (سدس) اختان لام (ثلث) ابن العم (عصبہ) جمع ہو جائیں تو مسئلہ بارہ سے بنے گا۔

مسئلہ ۱۲

میت

زوج	بنتان	عم
ربع	ثلثان	عصبہ
۳	۸	۱

مسئلہ ۱۲

میت

زوجہ	اُم	اختان لام	ابن العم
ربع	سدس	ثلث	عصبہ
۳	۲	۴	۳

⑤ اگر پہلی قسم میں سے ثمن دوسری قسم کے کل یا بعض کے ساتھ جمع ہو جائے تو مسئلہ ۲۴ سے بنے گا جیسے زوجہ (ثمن) بنتان (ثلثان) اُم (سدس) عم (عصبہ)۔ اسی طرح زوجہ (ثمن) اُم (سدس) ابن (عصبہ) جمع ہو جائیں تو مسئلہ چوبیس سے بنے گا۔

مسئلہ ۲۴

میت

زوجہ	بنتان	اُم	عم
ثمن	ثلثان	سدس	عصبہ
۳	۱۶	۴	۱

مسئلہ ۲۴

میت

زوجہ	اُم	ابن
ثمن	سدس	عصبہ
۳	۴	۱۷

(**فائدہ**: اگر پہلی قسم کے متعدد حصوں کا دوسری قسم کے کل یا بعض حصوں سے اختلاط ہو جائے پھر پہلی قسم کے چھوٹے حصے کا اعتبار کیا جائے گا مثلاً نصف اور ربع دونوں کا قسم ثانی سے اختلاط ہو جائے تو ربع کا اعتبار ہوگا اور قاعدہ نمبر ۴ جاری ہوگا۔

اگر مسئلہ میں صرف عصبات ہوں تو پھر مسئلہ ان کے عددِ رؤوس سے بنے گا، اگر مذکر و مؤنث دونوں طرح کے عصبات ہوں تو مذکر کو دو اور مؤنث کو ایک شمار کر کے مجموعہ سے مسئلہ بنے گا۔ (طرازی۔ص ۱۲۸))

❷ مذکورہ مسائل کا حل:۔ اس مسئلہ کے حل میں جمہور اور حضرت ابن مسعودؓ کا اختلاف ہے۔

مسئلہ ۱۲ عول ۱۷ (جمہور کے نزدیک)

میت

زوجہ	۲ اُخت عینی	اُم	ابن قاتل
ربع	ثلثان	سدس	محروم
۳	۸	۴	۲ (غیر حاجب)

مسئلہ ۲۴ عول ۳۱ (ابن مسعودؓ کے نزدیک)

میت

زوجہ	۲ اخت عینی	۲ اُخت خفی	اُم	ابن قاتل
ثمن	ثلثان	ثلث	سدس	محروم
۳	۱۶	۸	۴	(حاجب)

.....

مسئلہ ۲۴ عول ۲۷ مضروب ۲۰ تصحیح ۵۴۰

میت

۴ زوجہ	اب	اُم	۵ بنت
ثمن	سدس	سدس	ثلثان
۲×۲۰=۶۰	۴×۲۰=۸۰	۴×۲۰=۸۰	۱۶×۲۰=۳۲۰
فی زوجہ ۱۵			فی بنت ۶۴

﴿الورقة الرابعة : فی اصول الفقه و الفرائض﴾

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۲ھ

الشق الاوّل.....وقیل یشترط للاجماع اللاحق عدم الاختلاف السابق عند ابی حنیفة ..... ولیس کذلك فی الصحیح .... و الشرط اجماع الکل .

عبارت کا ترجمہ کریں۔ عبارت کی تشریح کریں۔ وخلاف الواحد مانع کخلاف الاکثر کا مطلب واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں: ① عبارت کا ترجمہ ② عبارت کی تشریح ③ جملہ کا مطلب۔

جواب..... ❶ عبارت کا ترجمہ:۔ اور یہ بات بھی کہی گئی ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اجماعِ لاحق کیلئے شرط یہ ہے کہ اختلافِ سابق نہ پایا جائے....قولِ صحیح کے مطابق یہ صحیح نہیں ہے....اور تمام اہلِ اجماع کا اجماع کرنا شرط ہے۔

❷ عبارت کی تشریح:۔ اگر اہلِ عصر اہلِ اجتہاد کا کسی مسئلہ میں اختلاف ہوا اور اسی دوران ان کا انتقال ہو گیا اسکے بعد علماءِ وقت نے ارادہ کیا کہ ان میں سے کسی امام کے قول پر اجماع کر لیں تو بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک یہ اجماع صحیح نہیں ہے اسلئے کہ اجماع کی شرط معدوم ہے۔ قولِ صحیح کے مطابق امام صاحب کی طرف یہ نسبت صحیح نہیں ہے۔ اصح قول کے مطابق متأخرین کا یہ اجماع معتبر ہوگا اور درمیان سے اختلاف ختم ہو جائے گا۔ اسکی مثال امِ ولد کی بیع کا مسئلہ ہے جو کہ حضرت عمر و حضرت علی رضی اللہ عنہما کے درمیان مختلف فیہ تھا بعد کے متأخرین مجتہدین کا اس پر اجماع ہو گیا کہ اسکی بیع ناجائز ہے۔ اب کسی قاضی کا اسکی بیع کے جواز کا فیصلہ نافذ نہ ہوگا۔ (قوت الاخیار ۲:۹۶)

❸ جملہ کا مطلب:۔ اجماع میں تمام اہلِ اجتہاد کا اجماع کرنا شرط ہے، اگر ان میں سے کسی ایک نے اختلاف کیا تو یہ اختلاف انعقادِ اجماع کیلئے ایسے ہی مانع ہے جیسے اکثر اہلِ اجتہاد کا اختلاف انعقادِ اجماع کیلئے مانع ہے۔ اسلئے کہ ارشادِ نبوی **لا تجتمع امتی علی الضلالة** (میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہو سکتی) میں الامۃ کُل کے مفہوم پر مشتمل ہے لہٰذا کسی نے اختلاف کیا تو اس میں یہ احتمال ہے کہ اس مخالف کا قول ہی صحیح ہو۔ (ایضا)

(سراجی)

الشق الثانی..... اما الاب فله احوال ثلاث: الفرض المطلق وهو السدس.... والفرض والتعصیب

معا.... و التعصیب المحض.... والجد الصحیح کالاب الّا فی اربع مسائل .....

مولی الموالات وذوی الفروض کی تعریف کریں۔خط کشیدہ جملہ کی وضاحت کریں۔والد کے کتنے اور کون کون سے احوال ہیں؟

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں: ① مولی الموالات وذوی الفروض کی تعریف ② خط کشیدہ جملہ کی وضاحت ③ والد کے احوال۔

جواب ..... ① مولی الموالات وذوی الفروض کی تعریف:۔ مولی الموالات: ایک شخص دوسرے سے کہے کہ آپ میرے مولیٰ وکفیل بن جائیں، میرے مرنے کے بعد آپ میرے وارث ہیں اور اگر مجھ سے کوئی موجبِ دیت جنایت وغیرہ ہوجائے تو آپ میری طرف سے وہ دیت ادا کریں گے، دوسرا شخص اس ایجاب کو قبول کرلے تو یہ دوسرا شخص مولی الموالات کہلاتا ہے۔

ذوی الفروض: وہ ورثہ جن کا حصہ شریعت کی طرف سے وراثت میں متعین ہو۔

② خط کشیدہ جملہ کی وضاحت:۔ جس طرح والد کی تین حالتیں ہیں اسی طرح والد کی غیر موجودگی میں جدِ صحیح کی بھی تین حالتیں ہیں ، گویا جدِ صحیح کے احوال بعینہٖ والد کی طرح ہیں مگر چار مسائل میں والد اور جدِ صحیح کے درمیان فرق ہے:

① حقیقی وعلاتی بھائی و بہن والد کی موجودگی میں بالاتفاق ساقط ہوجاتے ہیں مگر دادا کی موجودگی میں صاحبینؒ کے نزدیک ساقط نہیں ہوتے جبکہ امام صاحبؒ کے نزدیک یہاں بھی ساقط ہوجاتے ہیں۔تو صاحبینؒ کے قول کے مطابق یہاں والد و دادا کی حالت میں فرق ہے۔ ② ورثاء میں زوجین میں سے کوئی ایک ہو اور ماں کے ساتھ باپ بھی ہو تو ماں کو میاں یا بیوی کا حصہ نکالنے کے بعد مابقیہ کا ثلث ملے گا، مگر باپ کی جگہ دادا ہو تو طرفینؒ کے نزدیک کُل مال کا ثلث ملے گا اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک یہاں بھی مابقیہ کا ثلث ملے گا۔ تو طرفینؒ کے قول کے مطابق یہاں والد و دادا کی حالت میں فرق ہے۔ ③ والد کی موجودگی میں دادی ساقط ہوجاتی ہے اور دادا کی موجودگی میں دادی ساقط نہیں ہوتی۔ ④ میت نے ورثاء میں مولی عتاقہ (معتق) کا باپ اور بیٹا چھوڑا ہو تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک باپ کو سدس اور بقیہ بیٹے کو ملے گا لیکن اگر ورثاء میں مولی عتاقہ (معتق) کا دادا اور بیٹا ہو تو کُل مال معتِق کے بیٹے کو ملے گا اور طرفینؒ کے نزدیک دونوں صورتوں میں کُل مال معتِق کے بیٹے کو ہی ملے گا۔ تو امام ابو یوسفؒ کے قول کے مطابق یہاں والد و دادا کی حالت میں فرق ہے۔(طرازی)

③ والد کے احوال:۔ باپ کی تین حالتیں ہیں: ① مطلق حصہ اور وہ سدس ہے جبکہ میت کا بیٹا یا پوتا یا پڑپوتا موجود ہو ② حصہ ملنا اور عصبہ بننا دونوں ایک ساتھ اور یہ میت کی بیٹی، پوتی یا پڑپوتی وغیرہ کیساتھ ہے اگرچہ یہ سلسلہ نیچے تک چلا جائے ③ فقط عصبہ بننا اور یہ میت کی اولاد اور اولادِ ابن نہ ہونے کی صورت میں ہے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۲ھ

الشق الاوّل .....اَلْفُرُوْضُ الْمُقَدَّرَةُ فِیْ کِتَابِ اللّٰهِ سِتَّةٌ: اَلنِّصْفُ وَ الرُّبُعُ وَ الثُّمُنُ وَ الثُّلُثَانِ وَ الثُّلُثُ وَ السُّدُسُ عَلیٰ التَّضْعِیْفِ وَ التَّنْصِیْفِ وَ اَصْحَابُ هٰذِهِ السِّهَامِ اِثْنَا عَشَرَ نَفَرًا اَرْبَعَةٌ مِنَ الرِّجَالِ ..... وَ ثَمَانٌ مِنَ النِّسَاءِ۔

اعراب لگا کر ترجمہ وتشریح کریں، اور **علی التضعیف و التنصیف** کا مطلب واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے ① عبارت پر اعراب ② عبارت کا ترجمہ ③ عبارت کی تشریح اور **علی التضعیف و التنصیف** کی وضاحت۔

جواب ..... ① عبارت پر اعراب:۔ **کما مر فی السّوال آنفًا**

② عبارت کا ترجمہ:۔ کتاب اللہ میں مذکور فروضِ مقدرہ چھ ہیں: ① نصف ② ربع ③ ثمن ④ ثلثان ⑤ ثلث ⑥ سدس تضعیف وتنصیف کے طریقے پر۔اور ان حصوں کے وارث و مالک بارہ افراد ہیں، چار مردوں میں سے اور آٹھ عورتوں میں سے۔

③ عبارت کی تشریح اور **علی التضعیف و التنصیف** کی وضاحت:۔ کتاب اللہ میں ذکر کردہ فروضِ مقدرہ چھ ہیں، نصف،

رُبع وثُمن اور ثلثان، ثلث وسدس۔ اور یہ چھ فروض تضعیف وتنصیف کے طریقہ پر ہیں۔ تضعیف کا مطلب دُگنا ہے یعنی نصف ربع کا دُگنا ہے اور ربع ثمن کا دُگنا ہے۔ اسی طرح ثلثان ثلث کا دُگنا ہے اور ثلث سدس کا دُگنا ہے۔ تنصیف کا مطلب نصف کرنا ہے یعنی اسکے برعکس سدس ثلث کا نصف ہے اور ثلث ثلثان کا نصف ہے، اسی طرح ثمن رُبع کا نصف ہے اور رُبع نصف کا نصف ہے۔

الشق الثانی.....**یحتاج فی تصحیح المسائل الی سبعة اصول : ثلاثة بین السهام والرؤس و اربعة بین الرؤس و الرؤس ....** عبارت کا ترجمہ کریں۔ تصحیح کی لغوی واصطلاحی تعریف کریں اور اسکے کتنے اصول ہیں؟ واضح کریں

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) عبارت کا ترجمہ (۲) تصحیح کی لغوی واصطلاحی تعریف (۳) تصحیح کے اصول۔

جواب ..... ❶ عبارت کا ترجمہ:۔ مسائل کی تصحیح میں سات اصول کی طرف احتیاج ہوتی ہے ان میں سے تین سہام اور رؤس کے درمیان اور چار رؤس اور رؤس کے درمیان ہوتے ہیں۔ (وارثوں کے حصوں کو سہام بھی کہا جاتا ہے اور عددِ سہام بھی کہا جاتا ہے اور وارثوں کی تعداد کو رؤس بھی کہا جاتا ہے اور عددِ رؤس بھی کہا جاتا ہے)

❷ تصحیح کی لغوی واصطلاحی تعریف:۔ تصحیح کا لغوی معنی رفع السُّقم (بیماری کا رفع) ہے۔ وارثین پر حصے منکسر ہونے کی صورت میں حصوں کے انکسار کو دفع کرنے کا نام اصطلاح فرائض میں تصحیح ہے، بالفاظِ دیگر سہام اور رؤس کے درمیان جو کسر واقع ہے اس کو زائل کرنا۔

❸ تصحیح کے اصول:۔ مسائل کی تصحیح میں سات اصول کی طرف احتیاج ہوتی ہے۔

① یہ ہے کہ اگر ایک فریق کے سہام اس پر بغیر کسر کے تقسیم ہوسکیں تو پھر ضرب کی طرف احتیاج نہیں ہوگی مثلاً میت نے ماں، باپ اور دو بیٹیاں چھوڑیں ماں کیلئے سُدس، باپ کیلئے بھی سدس اور دو بیٹیوں کیلئے ثلثان ہیں تو چونکہ سُدس کا اجتماع ہوا ثلثان کے ساتھ اور سُدس چھوٹا ہے تو مسئلہ چھ سے بنے گا، باپ کیلئے ایک حصہ اور ماں کیلئے بھی ایک حصہ اور دو بیٹیوں کیلئے چار حصے ہیں، ہر بیٹی کیلئے دو حصے ہیں چونکہ سہام عدد رؤس پر تقسیم ہوگئے بغیر کسر کے تو لہٰذا ضرب کی طرف احتیاج نہیں ہوگی۔

② ورثاء میں سے فقط ایک طائفہ پر کسر واقع ہو لیکن جس فریق پر کسر واقع ہو اس کے عددِ رؤس اور عددِ سہام کے درمیان نسبت توافق کی ہو تو جس فریق پر کسر واقع ہو اس کے عددِ رؤس کے وفق کو ضرب دی جائے گی اصل مسئلہ میں اگر اس میں عول نہ ہو اگر اس میں عول ہوا ہو تو پھر وفق کو ضرب دیا جائے گا عول میں جو حاصل ضرب ہوگا اس سے مسئلہ کی تصحیح ہوگی، غیر عائلہ کی مثال کسی میت نے ماں، باپ اور دس بیٹیاں چھوڑیں۔ **مسئلہ ۶** مضروب ۵ تصحیح ۳۰

میت

ماں	باپ	بنات ۱۰
سدس	سدس	ثلثان
۱×۵=۵	۱×۵=۵	۴×۵=۲۰
		فی بیٹی دو حصے

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

دس بیٹیوں کیلئے چار حصے ہیں اور چار دس پر بغیر کسر کے تقسیم نہیں ہوسکتا، عددِ سہام یعنی چار میں اور عددِ رؤس یعنی دس میں توافق بالنصف ہے کیونکہ دو کا عدد دونوں کو فنا کرسکتا ہے تو عددِ رؤس یعنی دس کے وفق یعنی پانچ کو ضرب دی اصل مسئلہ یعنی چھ میں تو حاصل ضرب تیس ہوا تو تیس سے مسئلہ کی تصحیح ہوئی۔

عائلہ کی مثال کسی میت نے زوج، اب، ام اور چھ بیٹیوں کو چھوڑا اب زوج کیلئے ربع ہے اور باپ کیلئے سُدس اور ماں کے لئے بھی سُدس، چھ بیٹیوں کے لئے ثلثان ہیں یہ مسئلہ بارہ سے بنے گا کیونکہ نوعِ اول کے ربع کا اختلاط ہوا ہے نوعِ ثانی کے بعض کے ساتھ تو مسئلہ بارہ سے بنے گا زوج کے لئے تین ماں کے لئے دو، باپ کیلئے بھی دو اور چھ بیٹیوں کیلئے آٹھ ہے، عول پندرہ تک ہوگا، تو ثلثان آٹھ حصے ہیں اور آٹھ حصے چھ بیٹیوں پر بغیر کسر کے تقسیم نہیں ہوسکتے، عددِ سہام یعنی آٹھ اور عددِ رؤس یعنی چھ کے درمیان نسبت توافق کی ہے اور توافق بالنصف ہے کیونکہ دو کا عدد دونوں کو فنا کرسکتا ہے لہٰذا عددِ رؤس چھ کے نصف یعنی تین کو ضرب دی عول

یعنی پندرہ میں تو ۴۵ ہو جائے گا تو مسئلہ کی تصحیح پینتالیس سے ہوگی تو زوج کے لئے تین تھا اس کو مضروب یعنی تین کے ساتھ ضرب دیں تو نو ہو جائے گا اور باپ کے لئے پہلے دو تھا اس کو مضروب یعنی تین کے ساتھ ضرب دیں تو چھ ہو جائے گا اسی طرح ماں کے لئے اور چھ بیٹیوں کیلئے آٹھ حصے تھے اس کو مضروب یعنی تین کے ساتھ ضرب دی تو چوبیس ہو جائے گا ہر ایک بیٹی کیلئے چار حصے ہوں گے۔

مسئلہ ۱۲ عول ۱۵ مضروب ۳ تصحیح ۴۵

میت

زوج	اب	ام	بنات ۶
ربع	سدس	سدس	ثلثان
۹ ۳×۳=	۶ ۲×۳=	۶ ۲×۳=	۲۴ ۸×۳=

③ ورثاء میں سے ایک طائفہ پر کسر واقع ہو اور جس فریق پر کسر واقع ہو اس کے عددِ رؤس اور عددِ سہام کے درمیان نسبۃ تباین کی ہو تو جس فریق پر کسر واقع ہوا اس کے عددِ رؤس کے کل کو ضرب دی جائے گی اصل مسئلہ میں اگر عول نہ ہوا ہوا گر عول ہوا ہو تو پھر عول میں ضرب دی جائے گی، غیر عائلہ کی مثال کہ مثلاً میت نے ماں، باپ اور پانچ بیٹیاں چھوڑیں تو اب ماں کیلئے سُدس اور باپ کیلئے سُدس ہے اور خمس بنات کیلئے ثلثان ہیں تو اب مسئلہ چھ سے بنے گا کیونکہ چھوٹا عدد سُدس ہے، ماں کیلئے ایک اور باپ کیلئے بھی ایک اور خمس بنات کیلئے چار ہیں، اور چار حصے خمس بنات پر بغیر کسر کے تقسیم نہیں ہو سکتے اور عددِ رؤس یعنی پانچ اور عددِ سہام یعنی چار ان کے درمیان نسبت تباین کی ہے تو اب عددِ رؤس کے کل یعنی پانچ کو ضرب دی اصل مسئلہ یعنی چھ میں تو حاصلِ ضرب تیس ہو جائے گا تو مسئلہ کی تصحیح تیس سے ہوگی۔

مسئلہ ۶ مضروب ۵ تصحیح ۳۰

میت

ماں	باپ	خمس بنات
سُدس	سُدس	ثلثان
۵ ۱×۵=	۵ ۱×۵=	۲۰ ۴×۵=

عائلہ کی مثال کہ میت نے زوج اور پانچ اخوات کو چھوڑا

مسئلہ ۶ عول ۷ مضروب ۵ تصحیح ۳۵

میت

زوج	خمس اخوات
نصف	ثلثان
۱۵ ۳×۵=	۲۰ ۴×۵=
	فی بیٹی چار حصے

④ وہ چار اصول جو رؤس اور رؤس کے درمیان ہوتے ہیں ان میں سے پہلا اصول کہ ورثاء کے فریقوں میں سے دو یا دو سے زائد فریقوں پر کسر واقع ہو اور ورثاء کے عددِ رؤس کے درمیان نسبت تماثل کی ہو اس صورت میں اعداد میں سے کسی ایک کو ضرب دی جائیگی اصل مسئلہ میں جو حاصل ضرب ہوگا اس سے مسئلہ کی تصحیح ہوگی، مثلاً میت نے ست بنات اور ثلث جدّات اور ثلثۃ اعمام چھوڑیں، ست بنات کیلئے ثلثان اور ثلث جدات کیلئے سدس، مسئلہ چھ سے بنے گا کیونکہ چھوٹا عدد سُدس ہے، ست بنات کیلئے چار اور ثلث جدات کیلئے ایک حصہ اور ثلث اعمام کیلئے بھی ایک حصہ، چھ بیٹیوں کیلئے چار حصے بغیر کسر کے تقسیم نہیں ہو سکتے لیکن ان میں توافق بالنصف ہے دو کا عدد دونوں کو فنا کر سکتا ہے لہٰذا عددِ رؤس کے وفق یعنی تین کو ہم نے محفوظ کر لیا، اور ثلث جدات کیلئے ایک ہے اور ایک تین جدات پر بغیر کسر کے تقسیم نہیں ہو سکتا اور عددِ رؤوس یعنی تین اور سہام یعنی ایک میں نسبت تباین کی ہے ہم نے عددِ رؤس کے کل یعنی تین کو محفوظ کر لیا اور ثلثۃ اعمام کیلئے ایک ہے اور یہ ایک تین اعمام پر بغیر کسر کے تقسیم نہیں ہو سکتا اور عددِ رؤس یعنی تین اور سہام یعنی ایک میں نسبت تباین کی ہے تو ہم نے عددِ رؤوس کے کل یعنی تین کو محفوظ کر لیا اب دیکھا کہ یہ جو ہم نے عدد کو محفوظ کیا یعنی تین، تین، تین انمیں نسبت تماثل کی ہے ان میں سے ایک یعنی تین

0313 6357013 maktabazakariyamultan@gmail.com

کو اصل مسئلہ یعنی چھ میں ضرب دی تو اٹھارہ ہوگئے، اب اٹھارہ سے مسئلہ کی تصحیح ہوگی، ست بنات کیلئے چار حصے تھے تین کو چار سے ضرب دی تو بارہ ہوگئے، ثلث جدات کیلئے ایک تھا ضرب دی تو تین ہوگیا اسی طرح ثلثۃ اعمام کیلئے ایک تھا ضرب دی تو تین ہوگیا۔

مسئلہ ۶ مضروب ۳ تصحیح ۱۸

میت

ست بنات	ثلث جدات	ثلثۃ اعمام
ثلثان	سُدس	عصبہ
۱۲=۴×۳	۳=۱×۳	۳=۱×۳

⑤ ورثاء کے فریقوں میں سے دو یا دو سے زائد پر کسر واقع ہو اور اعدادِ رؤس کے درمیان نسبۃ تداخل کی ہو پھر دیکھیں گے کہ ان اعداد میں سے جو اکثر ہے اس کو ضرب دی جائے گی اصل مسئلہ میں جو حاصل ضرب ہوگا اس سے مسئلہ کی تصحیح ہوگی، مثلاً میت نے اربع زوجات اور ثلث جدات اور اثنا عشر اعماماً کو چھوڑا، اربع زوجات کیلئے ربع ہے اور ثلث جدات کیلئے سُدس ہے اور ربع کا اختلاط ہو رہا ہے سُدس کیساتھ تو مسئلہ بارہ سے بنے گا اربع زوجات کیلئے ربع یعنی تین حصے اور ثلث جدات کیلئے دو ہیں اور اثنا عشر اعماماً کیلئے سات، تین حصے چار زوجات پر بغیر کسر کے تقسیم نہیں ہوسکتے اور عددِ رؤس یعنی چار اور عددِ سہام یعنی تین ان میں نسبۃ تباین کی ہے اس لئے ہم نے عددِ رؤس کے کل یعنی چار کو محفوظ کرلیا اور دو حصے ثلث جدات پر بغیر کسر کے تقسیم ہوسکتے ہیں اور عددِ رؤس یعنی تین اور سہام یعنی دو میں نسبت تباین کی ہے تو ہم نے تین کو محفوظ کرلیا اور سات حصے اثنا عشر اعماماً پر بغیر کسر کے تقسیم نہیں ہوسکتے اور سات اور بارہ میں بھی نسبت تباین کی ہے تو ہم نے بارہ کو محفوظ کرلیا، تو جو ہم نے محفوظ کیا یعنی تین، چار، بارہ ان میں سے بڑا عدد بارہ کا ہے تو چار بھی اس کو فنا کرسکتا ہے اور تین بھی بارہ کو فنا کرسکتا ہے اور ان میں سے بڑا عدد بارہ کا ہے تو اس کو ضرب دی اصل مسئلہ یعنی بارہ میں تو ۱۴۴ ہوگئے تو ایک سو چوالیس سے مسئلہ کی تصحیح ہوگی۔ اربع زوجات کیلئے تین تھا اس کو ضرب دی مضروب یعنی بارہ کے ساتھ تو ۳۶ ہوگئے اور ثلث جدات کیلئے دو حصے تھے اس کو ضرب دی مضروب یعنی بارہ میں تو چوبیس ہوگئے اور اثنا عشر اعماماً کیلئے سات حصے تھے اس کو ضرب دی مضروب یعنی بارہ میں تو ۸۴ ہوگئے۔

مسئلہ ۱۲ مضروب ۱۲ تصحیح ۱۴۴

میت

اربع زوجات	ثلث جدات	اثنا عشر اعمام
ربع	سدس	عصبہ
۳۶=۳×۱۲	۲۴=۳×۲	۸۴=۷×۱۲

⑥ یہ ہے کہ ورثاء کے دو یا دو سے زائد فریقوں پر کسر واقع ہو جن فریقوں پر کسر واقع ہوا ان میں سے بعض کے اعدادِ رؤس کے درمیان نسبت توافق کی ہو اس وقت ایک کے وفق کو ضرب دی جائے دوسرے کے کل میں پھر دیکھا جائے گا کہ حاصل ضرب اور تیسرے کے درمیان نسبت توافق کی ہے یا نہیں، اگر نسبت توافق کی ہو تو حاصل ضرب کو ضرب دی جائے ثالث کے وفق میں اور اگر نسبت توافق کی نہ ہو تو حاصل ضرب کو ضرب دی جائے تیسرے کے کل میں پھر دیکھا جائے حاصل ضرب اور رابع کے درمیان نسبت توافق کی ہے یا نہیں اگر نسبت توافق کی ہو تو حاصل ضرب کو ضرب دی جائے رابع کے وفق میں اور اگر توافق کی نسبت نہیں تو حاصل ضرب کو ضرب دی جائے رابع کے کل میں اسی طرح چلتے جائیں پھر حاصل ضرب کو ضرب دی جائے اصل مسئلہ میں جو حاصل ضرب ہوگا اس سے مسئلہ کی تصحیح ہوگی، مثلاً میت نے چار زوجات، اٹھارہ بیٹیاں، پندرہ جدات اور چھ اعمام کو چھوڑا، چار زوجات کیلئے ثمن ہوگا کیونکہ بیٹیاں موجود ہیں اور اٹھارہ بیٹیوں کیلئے ثلثان ہیں اور پندرہ جدات کیلئے سُدس ہے اب ثمن کا اختلاط ہو رہا ہے دوسرے عدد کیساتھ تو ضابطہ کی رو سے مسئلہ چوبیس سے بنے گا چار زوجات کیلئے ثمن تین حصے ہونگے اور ثمانی عشر بنات کیلئے ۱۶ حصے ہیں اور پندرہ جدات کیلئے چار حصے ہیں اور چھ اعمام کیلئے ایک حصہ ہے، چار زوجات کیلئے ۳ حصے ہیں اور تین حصے چار پر بغیر کسر کے تقسیم نہیں ہوسکتے اور عددِ رؤس یعنی چار اور عددِ سہام یعنی تین ان کے درمیان نسبۃ تباین کی ہے تو ہم نے عددِ رؤس کے کل یعنی چار کو محفوظ کرلیا، اور اٹھارہ بیٹیوں کا حصہ سولہ ہیں اور سولہ اٹھارہ پر بغیر کسر کے تقسیم

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

نہیں ہوسکتے اور عددِ رؤوس یعنی اٹھارہ اور عددِ سہام یعنی سولہ کے درمیان توافق بالنصف ہے کیونکہ دو کا عدد دونوں کو فنا کرسکتا ہے عددِ رؤوس کے وفق یعنی نو کو محفوظ کرلیا۔ اور پندرہ جدات کیلئے چار حصے ہیں اور چار حصے پندرہ جدات پر بغیر کسر کے تقسیم نہیں ہوسکتے اور عددِ رؤوس یعنی پندرہ اور عددِ سہام یعنی چار میں نسبت تباین کی ہے تو ہم نے عددِ رؤوس کے کل یعنی پندرہ کو محفوظ کرلیا، اور چھ اعمام کیلئے ایک حصہ ہے اور ایک چھ پر بغیر کسر کے تقسیم نہیں ہوسکتا اور عددِ رؤوس یعنی چھ اور عددِ سہام یعنی ایک میں نسبت تباین کی ہے تو ہم نے عددِ رؤوس کے کل یعنی چھ کو محفوظ کرلیا تو اعدادِ محفوظہ ۴، ۶، ۹، ۱۰ ہیں ان میں سے بعض کے درمیان نسبت توافق کی ہے مثلاً چار اور چھ ان میں توافق بالنصف ہے دو کا عدد دونوں کو فنا کرسکتا ہے چار کا نصف یعنی دو کو ضرب دی دوسرے کے کل یعنی چھ میں تو بارہ ہوگئے اب بارہ اور نو ہیں ان میں توافق بالثلث ہے کیونکہ تین دونوں کو فنا کرسکتا ہے تو نو کا وفق یعنی تین اس کو ضرب دی بارہ میں تو چھتیس ہوگئے، اب چھتیس اور پندرہ میں توافق کی نسبۃ ہے تین دونوں کو فنا کرسکتا ہے تو ان میں توافق بالثلث ہے چھتیس کو ضرب دی پندرہ کے وفق یعنی پانچ میں تو یہ ایک سو اسّی بن گئے، اب ایک سو اسّی کو اصل مسئلہ یعنی چوبیس میں ضرب دی یہ چار ہزار تین سو بیس ہوگئے۔ اب چار ہزار تین سو بیس سے مسئلہ کی تصحیح ہوگی۔ چار زوجات کیلئے تین حصے تھے اس تین کو ضرب دی مضروب یعنی ایک سو اسّی میں تو پانچ سو چالیس ہوجائے گا اور ثمانی عشر بنات کیلئے ۱۶ حصے تھے اس کو ضرب دی مضروب یعنی ایک سو اسّی میں تو دو ہزار آٹھ سو اسّی ہوجائے گا اور تمس عشر جدات کیلئے ۴ حصے تھے اس کو ضرب دی مضروب یعنی ایک سو اسّی میں تو یہ سات سو بیس ہوجائیگا اور ستّ اعمام کیلئے ایک حصہ تھا اس کو ضرب دی مضروب یعنی ایک سو اسّی میں تو ایک سو اسّی ہوجائے گا۔

مسئلہ ۲۴ مضروب ۱۸۰ تصحیح ۴۳۲۰

میت

چار زوجات	۱۸ بنات	پندرہ جدات	چھ اعمام
ثمن	ثلثان	سدس	عصبہ
۳×۱۸۰=۵۴۰	۱۶×۱۸۰=۲۸۸۰	۴×۱۸۰=۷۲۰	۱×۱۸۰=۱۸۰

⑦ ورثاء کے فریقوں میں سے دو یا دو سے زائد فریقوں پر کسر واقع ہو اور اعدادِ رؤوس کے درمیان نسبت تباین کی ہو تو ایک فریق کے عدد رؤوس کے کل کو ضرب دی جائے دوسرے کے کل میں پھر حاصل ضرب کو تیسرے کے کل میں اور پھر حاصل ضرب کو چوتھے کے کل میں ضرب دی جائے اسی طرح چلتے جائیں پھر حاصل ضرب کو اصل مسئلہ میں ضرب دی جائے جو حاصل ضرب ہوگا اس سے مسئلہ کی تصحیح ہوگی۔ مثلاً میت نے زوجتین، ست جدات، عشر بنات اور سبعۃ اعمام کو چھوڑا، زوجتین کیلئے ثمن ہے اور ست جدات کیلئے سدس ہے اور عشر بنات کیلئے ثلثان ہیں چونکہ ثمن کا اختلاط ہو رہا ہے دوسرے عدد کے ساتھ تو ضابطہ کی رو سے مسئلہ چوبیس سے بنے گا زوجتین کیلئے تین اور ست جدات کیلئے چار حصے اور عشر بنات کیلئے سولہ حصے اور سبعۃ اعمام کیلئے ایک حصہ ہوگا، زوجتین کیلئے تین حصے ہیں اور تین حصے زوجتین پر بغیر کسر کے تقسیم نہیں ہوسکتے اور ان میں نسبت تباین کی ہے تو ہم نے عددِ رؤوس کے کل یعنی دو کو محفوظ کرلیا، اور چھ جدات کے چار حصے ہیں اور چار حصے چھ پر بغیر کسر کے تقسیم نہیں ہوسکتے چار اور چھ ان میں توافق بالنصف ہے دو کا عدد دونوں کو فنا کرسکتا ہے تو ہم نے چھ کے نصف یعنی تین کو محفوظ کرلیا اور عشر بنات کیلئے سولہ حصے ہیں اور سولہ حصے عشر بنات پر بغیر کسر کے تقسیم نہیں ہوسکتے اور اعدادِ رؤوس یعنی عشر بنات اور سہام یعنی سولہ کے درمیان توافق بالنصف ہے کیونکہ دو کا عدد دونوں کو فنا کرسکتا ہے تو ہم نے عددِ رؤوس کے نصف یعنی پانچ کو محفوظ کرلیا اور سبعۃ اعمام کیلئے ایک حصہ ہے اور ایک سات پر بغیر کسر کے تقسیم نہیں ہوسکتا اور عددِ رؤوس یعنی سات اور عددِ سہام یعنی ایک میں نسبت تباین کی ہے تو ہم نے عددِ رؤوس کے کل یعنی سات کو محفوظ کرلیا تو اعدادِ محفوظہ ۲، ۳، ۵، ۷ ہیں اور ان میں نسبت تباین کی ہے دو کو تین میں ضرب دیں تو چھ ہوگیا پھر چھ کو ضرب دیں پانچ میں تو تیس ہوگئے پھر تیس کو ضرب دی سات میں تو ۲۱۰ ہوگئے پھر ۲۱۰ کو ضرب دی اصل مسئلہ یعنی چوبیس میں تو یہ ۵۰۴۰ ہوگئے تو مسئلہ کی تصحیح پانچ ہزار چالیس سے ہوگی، اب زوجتین کے تین حصے تھے اس کو ضرب دی مضروب یعنی ۲۱۰ میں تو ۶۳۰ ہوگئے اور ست جدات کیلئے چار حصے ہیں اس کو ضرب دی مضروب یعنی ۲۱۰ میں تو ۸۴۰ ہوگئے اور عشر بنات کیلئے سولہ حصے ہیں اس کو ضرب دی مضروب یعنی ۲۱۰ میں تو ۳۳۶۰ ہوگئے اور سبعۃ اعمام کیلئے ایک حصہ ہے اس کو ضرب دی مضروب یعنی ۲۱۰ میں تو ۲۱۰ ہوگئے۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

مسئلہ ۲۴ مضروب ۲۱۰ تصحیح ۵۰۴۰

میت

زوجتین	ست جدات	عشر بنات	سبعۃ اعمام
ثمن	سُدس	ثلثان	عصبہ
۳×۲۱۰=۶۳۰	۴×۲۱۰=۸۴۰	۱۶×۲۱۰=۳۳۶۰	۱×۲۱۰=۲۱۰

﴿الورقة الرابعة : فی اصول الفقه و الفرائض﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۴۳ھ

الشق الاوّل ..... اَلتَّقْسِيْمُ الْاَوَّلُ فِیْ كَيْفِيَّةِ الْاِتِّصَالِ بِنَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَهُوَ اِمَّا اَنْ يَّكُوْنَ كَامِلًا كَالْمُتَوَاتِرِ وَهُوَ الْخَبَرُ الَّذِیْ رَوَاهُ قَوْمٌ لَا يُحْصٰى عَدَدُهُمْ وَلَا يُتَوَهَّمُ تَوَاطُؤُهُمْ عَلَى الْكِذْبِ وَيَدُوْمُ هٰذَا الْحَدُّ فَيَكُوْنُ اٰخِرُهٗ كَاَوَّلِهٖ وَاَوَّلُهٗ كَاٰخِرِهٖ وَاَوْسَطُهٗ كَطَرَفَيْهِ كَنَقْلِ الْقُرْاٰنِ وَالصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ مِثَالٌ لِمُطْلَقِ الْمُتَوَاتِرِ دُوْنَ مُتَوَاتِرِ السُّنَّةِ۔ اعراب لگا کر ترجمہ کریں، عبارت کی وضاحت کریں۔ علمِ ضروری، علمِ طمانینت و علمِ استدلالی کی وضاحت کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں: ① عبارت پر اعراب ② عبارت کا ترجمہ ③ عبارت کی وضاحت ④ علم ضروری، علمِ طمانینت و علم استدلالی کی وضاحت۔

جواب ..... ① عبارت پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

② عبارت کا ترجمہ:۔ پہلی تقسیم حدیث کے رسول اللہ ﷺ سے ہم تک پہنچنے کی کیفیت کے بیان میں ہے۔ وہ حدیث یا متواتر کی طرح کامل ہوگی اور متواتر وہ خبر ہے جسے ایسی قوم نے روایت کیا ہو جن کی تعداد کو شمار نہ کیا جاسکتا ہو اور نہ اُن کے جھوٹ پر متفق ہونے کا وہم کیا جاسکتا ہو اور یہ تعداد ہمیشہ رہے پس اُس کا آخر اُس کے اوّل کی مثل ہو اور اُس کا اوّل اُس کے آخر کی مثل ہو اور اُس کا وسط اُس کی دونوں طرفوں کی مثل ہو جیسے قرآنِ کریم اور پانچ نمازوں کا منقول ہونا یہ مطلق متواتر کی مثال ہے نہ کہ متواتر السنہ کی۔

③ عبارت کی وضاحت:۔ اس عبارت میں مصنفؒ حدیثِ رسول ﷺ کے ہم تک پہنچنے کی کیفیت کے اعتبار سے حدیث کی تقسیم فرمارہے ہیں۔ فرمایا کہ حدیثِ رسول ﷺ کے ہم تک پہنچنے کا جو واسطہ اور وسیلہ ہے یا وہ حدیثِ متواتر کی طرح کامل درجے کا ہوگا۔ پھر حدیثِ متواتر کی تعریف فرمائی کہ وہ خبر جسے ایسی قوم نے روایت کیا ہو جن کی تعداد کو شمار نہ کیا جاسکتا ہو اور نہ اُن کے جھوٹ پر متفق ہونے کا وہم کیا جاسکتا ہو۔ اور یہ تعداد ہمیشہ اسی طرح کثیر رہے۔ اس میں کوئی عدد و تعداد متعین نہیں ہے۔

④ علم ضروری، طمانینت و استدلالی کی وضاحت:۔ علم ضروری علم یقینی و قطعی کو کہتے ہیں جس کیلئے کسی دلیل وغیرہ کی ضرورت نہیں ہوتی۔ علم استدلالی میں کسی چیز کو دلائل سے ثابت کیا جاتا ہے اور دلائل کے قائم کرنے میں مقدمات عارضہ ظنیہ کو ترتیب دیا جاتا ہے، اسلئے یہ علم یقینی نہیں ہوتا۔ علمِ طمانینت علمِ یقینی سے کم اور ظنِ غالب سے زائد ہوتا ہے، اس میں دل کو اطمینان حاصل ہوجاتا ہے۔

الشق الثانی .....فَرُكْنُ الْمُعَارَضَةِ تَقَابُلُ الْحُجَّتَيْنِ عَلَى السَّوَاءِ لَامَزِيَّةَ لِاَحَدِهِمَا عَلَى الْاٰخَرِ فِیْ حُكْمَيْنِ مُتَضَادَّيْنِ وَ شَرْطُهَا اِتِّحَادُ الْمَحَلِّ وَالْوَقْتِ مَعَ تَضَادِّ الْحُكْمِ وَحُكْمُهَا بَيْنَ الْاٰيَتَيْنِ اَلْمَصِيْرُ اِلَى السُّنَّةِ۔

عبارت پر اعراب لگائیں، عبارت کی وضاحت کریں، معارضہ بین الآیتین کو مثال کے ذریعہ واضح کریں۔ (ص ۲۰۵۔ رحمانیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا خلاصہ تین امور ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کی وضاحت (۳) معارضہ بین الآیتین کی مثال سے وضاحت۔

جواب ..... ① عبارت پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

② عبارت کی وضاحت:۔ عبارت کا حاصل یہ ہے کہ دو حکم و دلائل یعنی نصوص میں تعارض کے تحقق کے لئے کچھ شرائط ہیں چنانچہ تعارض کا سب سے اعلیٰ و افضل رکن یہ ہے کہ وہ دونوں دلائل درجہ کے اعتبار سے مساوی اور برابر ہوں کسی ایک کو دوسری دلیل و حکم

پر ذات وصفات کے اعتبار سے کوئی زیادتی حاصل نہ ہو مثلاً مفسر ومحکم میں تقابل وبرابری نہ ہونے کی وجہ سے تعارض نہیں ہوسکتا اس لئے کہ محکم مفسر سے افضل واعلیٰ ہے اس کو مفسر پر ترجیح ہوگی۔

دوسرا رکن وشرط یہ ہے کہ اُن دونوں نصوص واحکام کے محل ووقت میں اتحاد ہو اور باہم دونوں حکم متضاد بھی ہوں، پس اگر محل میں یا وقت میں اتحاد نہ ہو یا باہم دونوں حکم متضاد نہ ہوں تو تعارض متحقق نہ ہوگا مثلاً زوجہ سے وطی حلال اور اسکی والدہ سے حرام ہے یہاں اتحادِ محل نہ ہونے کی وجہ سے تعارض نہیں ہے، شراب ابتداءِ اسلام میں حلال تھی اور بعد میں حرام ہوگئی یہاں اتحادِ وقت نہ ہونے کی وجہ سے تعارض نہیں ہے۔

اس تعارض کا حکم یہ ہے کہ اگر دو آیتوں میں تعارض ہو جائے تو پھر سنت کی طرف رجوع کیا جائے گا۔

③ معارضہ بین الآیتین کی مثال سے وضاحت:۔ قرآن کریم کی آیت **فاقرؤا ما تیسر من القرآن** اور **واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا** باہم متعارض ہیں۔ اوّل آیت نمازی پر علی العموم قرأت کو لازم کرتی ہے اور دوسری آیت خاص صورت میں اس کی نفی کرتی ہے حالانکہ مفسرین کی تصریح کے مطابق دونوں آیات کا تعلق نماز سے ہے پس دونوں آیات میں تعارض ہوا۔ ہم نے سنت کی طرف رجوع کیا تو آپ ﷺ کے ارشاد **من کان له امام فقراءة الامام قراءة له** سے یہ تعارض ختم ہوگیا کہ مقتدی قراءت نہ کرے بلکہ وہ خاموشی سے سنے۔ (قوت الاخیار ۲:۴۱)

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۳ھ

الشق الاوّل ..... **بَابُ الْاِجْمَاعِ: رُكْنُ الْاِجْمَاعِ نَوْعَانِ عَزِيْمَةٌ وَ هُوَ التَّكَلُّمُ مِنْهُمْ بِمَا يُوْجِبُ الْاِتِّفَاقَ اَوْ شُرُوْعُهُمْ فِي الْفِعْلِ اِنْ كَانَ مِنْ بَابِهٖ وَرُخْصَةٌ وَ هُوَ اَنْ يَّتَكَلَّمَ اَوْ يَفْعَلَ الْبَعْضُ دُوْنَ الْبَعْضِ** ۔(ص ۲۳۰۔رحمانیہ)

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ وضاحت کریں۔ اجماع کی لغوی واصطلاحی تعریف اور حکم بیان کریں، ماتن نے اجماع کے جو مراتب ذکر کئے ہیں؟ انہیں بطرز شارح تفصیل کیساتھ تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چھ امور حل طلب ہیں ① عبارت پر اعراب ② عبارت کا ترجمہ ③ عبارت کی وضاحت ④ اجماع کی لغوی اور اصطلاح تعریف ⑤ اجماع کا حکم ⑥ اجماع کے مراتب کی تفصیل۔

جواب ..... ① عبارت پر اعراب:۔ **کما مرّ فی السوال آنفا۔**

② عبارت کا ترجمہ:۔ **باب الاجماع:** اجماع کے رکن دو نوع ہیں ایک عزیمۃ ہے اور وہ ان کا ایسے الفاظ کا تکلم کرنا ہے جو اتفاق کو لازم کرتے ہوں یا انکا فعل میں شروع ہونا اگر فعل کے باب سے ہو، اور دوسری قسم رخصۃ ہے اور وہ (رخصۃ) یہ ہے کہ بعض کا کلام کرنا یا بعض کا فعل کرنا۔

③ عبارت کی وضاحت:۔ شارحؒ فرماتے ہیں کہ مصنفؒ نے پہلے سنت کی اقسام کو بیان کیا اس کے بیان سے فارغ ہو کر اب اجماع کے بیان میں شروع ہو رہے ہیں۔ مصنفؒ فرماتے ہیں کہ اجماع کے دو رکن ہیں ایک عزیمۃ دوسرا رخصت۔ عزیمۃ ایک زمانہ کے مجتہدین کے کسی حکم پر متفق ہو جانے کا نام ہے یعنی اگر وہ حکم قول کی قبیل سے ہو تو سب یہ کہیں **اجمعنا علی هذا** یعنی ہم سب نے اس بات پر اتفاق کر لیا ہے اور اگر وہ حکم فعل کی قبیل سے ہو تو سب اس فعل کے کرنے میں شروع ہو جائیں چنانچہ عقد مضاربۃ یا مزارعۃ یا شرکت اسی قسم میں داخل ہیں کہ ان پر اہلِ اجتہاد کا عملی اجماع ہے۔

رخصت سے مراد یہ ہے کہ بعض اصحابِ اجتہاد قول یا فعل پر متفق ہو جائیں اور باقی خاموش رہیں اور مدۃِ تامل کے گزرنے کے بعد بھی ان پر رد اور نکیر نہ کریں اور یہ مدۃِ تامل تین دن یا مجلسِ علم ہے اور اس کا نام اجماع سکوتی ہے۔

④ اجماع کی لغوی اور اصطلاحی تعریف:۔ اجماع کا لغوی معنی اتفاق، عزم اور پختہ ارادہ کرنا ہے اور اصطلاح میں کسی ایک زمانہ میں رسول اللہ ﷺ کی امت کے مجتہدین کا کسی امر پر اتفاق کرنا ہے بشرطیکہ وہ مجتہدین صالح ہوں، فاسق، بدعتی وہوٰی پرست نہ ہوں

⑤ اجماع کا حکم:۔ امور شرعیہ میں اجماع یقین اور قطعیت کا فائدہ دیتا ہے۔ اس کا انکار کرنے والا کافر ہے۔ البتہ بعض عوارض کی

بناء پر بعض جگہوں میں قطعیت اور یقین کا فائدہ نہیں دیتا جیسے اجماعِ سکوتی۔

❻ اجماع کے مراتب کی تفصیل:۔ اجماع کے قوت وضعف اور یقین وظن کے اعتبار سے متعدد مراتب ہیں: ① سب سے زیادہ قوی اجماع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا وہ اجماع ہے جو نصًا ہو جیسے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یوں کہیں اَجْمَعْنَا عَلٰی هٰذا یہ اجماع آیت اور خبر متواتر کے مرتبہ میں ہے چنانچہ اسکا منکر کافر ہوگا ② صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا وہ اجماع سکوتی ہے جسمیں بعض صحابہ نے نص کی ہو اور باقی صحابہ خاموش رہے ہوں۔ اسکا انکار کرنیوالا کافر نہیں کہلائے گا اگرچہ اس نوع کا اجماع ادلہ قطعیہ میں سے ہے ③ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد ہر زمانہ میں آنیوالے لوگوں کا اجماع ہے۔ بشرطیکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں اس حکم کا خلاف ظاہر نہ ہوا ہو۔ یہ اجماع خبرِ مشہور کی مانند ہے اور طمانینت کا فائدہ دے گا، یقین کا فائدہ نہ دیگا ④ کسی ایسے مسئلہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد والے لوگ اتفاق کرلیں جو پہلے دور میں مختلف فیہ تھا، یہ سب سے کمزور درجہ کا اجماع ہے، اور یہ خبر واحد کے درجہ میں ہے، یہ اجماع عمل کو تو ثابت کریگا لیکن علمِ یقینی وقطعی کو ثابت نہیں کرے گا، البتہ یہ اجماع قیاس سے مقدم ہوگا جس طرح کہ خبرِ واحد قیاس سے مقدم ہوتی ہے۔

الشق الثانی.....**(و الاستثناء یمنع التکلم بحکمه بقدر المستثنی) متعلق بالتکلم کانّه قال و الاستثناء یمنع التکلم بقدر المستثنی مع حکمه یعنی کانّه لم یتکلّم بقدر المستثنی اصلًا (فجعل تکلما بالباقی بعده) ای بعد الاستثناء فاذا قال له علیّ الف درهم الّا مائة فکانّه قال له علیّ تسع مائة فقدر المائة کانّه لم یتکلّم به و لم یحکم علیه کما کان فی التعلیق بالشرط لم یتکلّم بالجزاء حتّی وُجد الشرط.**

عبارت کا ترجمہ کریں۔ استثناء کے متعلق احناف وامام شافعیؒ کا اختلاف بھی تحریر کریں۔ بیانِ تقریر وتفسیر کی تعریف وحکم تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① عبارت کا ترجمہ ② استثناء کے متعلق احناف وامام شافعیؒ کا اختلاف ③ بیانِ تقریر وتفسیر کی تعریف وحکم۔

جواب..... ① عبارت کا ترجمہ:۔ (استثناء بقدرِ مستثنیٰ کلامِ سابق کو اس کے حکم سے روکتا ہے) "**بقدر المستثنی**" کا لفظ "**التکلم**" کے متعلق ہے، گویا کہ مصنفؒ نے فرمایا: **الاستثناء یمنع التکلم بقدر المستثنی مع حکمه** گویا متکلم نے مستثنیٰ کی بقدر کلام کا بالکل تکلم ہی نہیں کیا (تو استثناء کے بعد جو باقی رہ گیا ہے اسی مقدار میں کلام کا تکلم سمجھا جائے گا) پس جب کسی نے کہا: **لهٗ علیّ الف درهم الّا مائة** تو گویا اس نے **له علیّ تسع مائة** کہا ہے، پس گویا کہ **مائة** کی مقدار کا اس نے تکلم ہی نہیں کیا اور اس پر حکم بھی نہیں لگایا جائے گا۔ یہ کلام مشروط کی مثل ہوگیا کہ متکلم نے جزاء کا تکلم ہی نہیں کیا جب تک کہ شرط نہ پائی جائے۔

❷ استثناء کے متعلق احناف وامام شافعیؒ کا اختلاف:۔ استثناء کی اصل وحقیقت کے متعلق احناف وامام شافعیؒ کا اختلاف ہے۔ احنافؒ کے نزدیک استثناء مستثنیٰ کی بقدر اسکے حکم کے ساتھ تکلم سے مانع ہے یعنی استثناء میں متکلم نے مستثنیٰ کی بقدر کلام کا تکلم ہی نہیں کیا، بلکہ مستثنیٰ کو مستثنیٰ منہ سے خارج کرنے کے بعد جو بچا ہے متکلم نے اُسی کا تکلم کیا ہے، جب مستثنیٰ کا تکلم ہی نہیں ہوا تو اس کا حکم بھی معدوم ہوگا (بالفاظِ دیگر احناف کے نزدیک استثناء مانعِ تکلم ومانعِ حکم دونوں ہے)۔ مثلاً جب کسی نے کہا: **لهٗ علیّ الف درهم الّا مائة** تو گویا اس نے **له علیّ تسع مائة** کہا ہے، **مائة** کی مقدار کا اس نے تکلم ہی نہیں کیا۔ یہ کلامِ مشروط کی مثل ہوگیا کہ جیسے کلامِ مشروط میں جب تک شرط نہ پائی جائے تب تک یہی کہا جاتا ہے کہ متکلم نے جزاء کا تکلم ہی نہیں کیا۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ استثناء مستثنیٰ کے تکلم سے مانع نہیں ہے یعنی ان کے نزدیک متکلم نے مستثنیٰ ومستثنیٰ منہ دونوں کا تکلم کیا ہے مگر تعارض ومعارضہ کی وجہ سے مستثنیٰ منہ سے خارج ہوجائے گا۔ (بالفاظِ دیگر امام شافعیؒ کے نزدیک استثناء مانعِ حکم تو ہے، مانعِ تکلم نہیں ہے)۔ مثلاً جب کسی نے کہا: **لهٗ علیّ الف درهم الّا مائة** تو گویا متکلم کے کلام میں تعارض ہوگیا، **لهٗ علیّ الف درهم** کا تقاضا یہ ہے کہ ہزار درہم لازم ہوں اور **الّا مائة** کا تقاضا یہ ہے کہ نوسو درہم لازم ہوں تو ہم نے تعارض کی وجہ سے **الف** سے **مائة** کو خارج کردیا اور نوسو درہم لازم ہوگئے۔ پس استثناء مانعِ حکم تو ہے، مانعِ تکلم نہیں ہے۔

0313 6357913 maktabazariyamuhan@gmail.com

③ بیانِ تقریر و تفسیر کی تعریف اور حکم:۔ بیانِ تقریر: کہ ایک لفظ کے معنی ظاہر ہوں لیکن وہ لفظ اس معنی کے علاوہ کا بھی احتمال رکھتا ہو پس متکلم بیان کردے کہ میری کلام میں اس لفظ سے معنی ظاہر ہی مراد ہے تو متکلم کے اس بیان سے ظاہر کا حکم مؤکد ہو جائیگا اس کو بیانِ تقریر کہتے ہیں جیسے کسی نے کہا **لفلان علیّ قفیز حنطة بقفیز البلد** اس میں قفیز حنطہ سے ظاہر معنی قفیزِ بلد ہی ہے مگر غیر کا بھی احتمال ہے، تو متکلم نے **بقفیز البلّد** کہہ کر معنی ظاہر کو مؤکد کر دیا جس سے غیر کا احتمال ختم ہو گیا۔

اس کا حکم یہ ہے کہ متکلم کی طرف سے یہ بیان موصولاً اور مفصولاً دونوں طرح جائز ہے۔

بیانِ تفسیر: کہ ایک لفظ کے مجمل یا مشترک ہونے کی وجہ سے متکلم کی مراد ظاہر نہ ہو پس متکلم اپنے بیان سے اسکی تفسیر کر دے کہ میری کلام میں اس لفظ سے یہ معنی مراد ہے جیسے **اقیموا الصلوة و اٰتوا الزکوٰة** ، ان میں صلوۃ کا لفظ مجمل ہے کہ رکعات کی تعداد و کیفیت معلوم نہیں ہے، اسی طرح زکوۃ کا لفظ بھی مجمل ہے کہ نصاب کی مقدار و زکوۃ کی کیفیت معلوم نہیں ہے تو آپ ﷺ نے اقوال و افعال کے ذریعہ ان سب چیزوں کو بیان کر دیا۔

اس کا حکم یہ ہے کہ متکلم کی طرف سے یہ بیان موصولاً اور مفصولاً دونوں طرح جائز ہے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۳ھ

الشق الاوّل.....**قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ وَعَلِّمُوْهَا النَّاسَ فَاِنَّهَا نِصْفُ الْعِلْمِ** (ص۲۔امدادیہ)

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ علمِ فرائض کی تعریف، موضوع و غرض و غایت بیان کریں۔ علم الفرائض کے تعلم کا شرعی حکم و اہمیت اور وجہ تسمیہ بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل پانچ امور ہیں ① عبارت پر اعراب ② عبارت کا ترجمہ ③ علم الفرائض کی تعریف، موضوع و غرض و غایت ④ علم الفرائض کے تعلم کا شرعی حکم و اہمیت ⑤ علم الفرائض کی وجہ تسمیہ۔

جواب..... ① عبارت پر اعراب:۔ **کما مرّ فی السوال آنفا۔**

② عبارت کا ترجمہ:۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ علمِ فرائض سیکھو اور وہ لوگوں کو سکھاؤ کیونکہ یہ آدھا علم ہے۔

③ علم الفرائض کی تعریف، موضوع و غرض و غایت:۔ علم الفرائض وہ علم ہے جس سے میت کا ترکہ اس کے شرعی ورثاء کے درمیان شرعی طریقہ کے مطابق تقسیم کرنے کا طریقہ معلوم ہو اور اس کا ماخذ کتاب اللہ، سنتِ رسول اللہ ﷺ اور اجماعِ اُمت ہے۔

علم الفرائض کا موضوع ترکہ اور وارث ہیں، غرض و غایت ہر وارث کو اس کا میراث کا حق دینا اور ترکہ کی تقسیم میں غلطی سے بچنا تاکہ اخروی مؤاخذہ سے بچا جا سکے۔

④ علم الفرائض کے تعلم کا شرعی حکم و اہمیت:۔ علم الفرائض کا تعلم یعنی اس کا سیکھنا فرض کفایہ ہے۔

علمِ فرائض کی فضیلت و اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دیگر احکام نماز، روزہ وغیرہ اجمالاً نازل فرمائے اور ان کی تفصیل آنحضرت ﷺ کے حوالے کی گئی، جبکہ وراثت و فرائض کی تمام تفصیلات اللہ تعالیٰ نے خود قرآن کریم میں نازل فرمائیں۔ نیز آپ ﷺ کا فرمان ہے: **تعلموا الفرائض و علموها الناس...الخ** (فرائض کا علم خود بھی سیکھو اور دوسروں کو بھی سکھاؤ اسلئے کہ یہ نصف علم ہے اور سب سے پہلی چیز جس کا علم میری امت سے اٹھا لیا جائے گا وہ علمِ فرائض و علمِ میراث ہے)۔ (طرازی)

⑤ علم الفرائض کی وجہ تسمیہ:۔ فرائض فریضہ کی جمع ہے۔ فرض کے عربی زبان میں کئی معنی ہیں جن میں سے ہر معنی کو اس فن سے مناسبت ہے مثلاً ① مقرر کرنا، فرائض سے مراد مقرر کردہ حصے ہیں ② بلا عوض کوئی چیز دینا اس فن میں جن حصوں سے بحث ہوتی ہے وہ ورثاء کو بلا عوض ہی ملتے ہیں۔

الشق الثانی.....**المانع من الارث اربعة: الرق وافراکان او ناقصا و القتل الذی یتعلق به وجوب القصاص او الکفّارة و اختلاف الدارین امّا حقیقة کالحربی و الذمی او حکما کالمستأمن و الذمی او**

0343 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

الحربيين من دارين مختلفين و الدار انّما تختلف باختلاف المنعة و الملك لانقطاع العصمة فيما بينهم۔

ترکہ سے متعلق حقوقِ اربعہ کو بالتفصیل ذکر کریں۔ موانعِ ارث کتنے اور کون کونسے ہیں؟ عبارت کی روشنی میں تفصیل ذکر کریں۔ اختلافِ دارین سے کیا مراد ہے؟ اور مذکورہ مانع میں مسلم و کافر برابر ہیں یا اس میں کچھ تفصیل ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾..... اس سوال میں چار امور حل طلب ہیں ① حقوق اربعہ متعلقہ بالترکہ کی تفصیل ② موانعِ ارث کی وضاحت ③ اختلافِ دارین کی مراد ④ مذکورہ مانع میں مسلم و کافر کے مساوی ہونے کی تفصیل۔

جواب ..... ① حقوق اربعہ متعلقہ بالترکہ کی تفصیل:۔ ترکہ کے ساتھ چار حقوق متعلق ہوتے ہیں ① تجہیز و تکفین: سب سے پہلے میت کے ترکہ سے میت کی تجہیز و تکفین کی جائے گی، اس میں نہ اسراف کیا جائے گا اور نہ بخل سے کام لیا جائے گا بلکہ مسنون و معروف طریقہ پر میت کے ترکہ سے تجہیز و تکفین کی جائے گی ② اداءِ دین: کفن دفن سے فارغ ہونے کے بعد بقیہ ترکہ سے میت کے ذمے اگر کوئی قرض ہو تو وہ قرض ادا کیا جائے گا ③ نفاذِ وصیت فی ثلث المال: اگر میت نے کوئی جائز وصیت کی ہو خواہ وہ حقوق اللہ سے متعلق ہو یا حقوق العباد سے متعلق ہو تو قرض کی ادائیگی کے بعد باقی ماندہ کی تہائی سے اس وصیت کو پورا کیا جائے گا، باقی ماندہ مال کی تہائی سے زائد کو وصیت میں خرچ کرنے کی شرعاً اجازت نہیں، صرف تہائی تک خرچ کیا جائے گا۔ نیز واضح رہے کہ میت نے اگر کسی وارث کے لئے وصت کی ہے تو شرعاً اس وصیت کا کوئی اعتبار نہیں ④ بقیہ ترکہ کی ورثاء میں تقسیم: ترکہ سے متعلق چوتھا حق یہ ہے کہ باقی ماندہ ترکہ کو حصص شرعیہ کے مطابق ورثاء میں تقسیم کر دیا جائے گا۔

② موانعِ ارث کی وضاحت:۔ موانعِ ارث چار ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔ ① **رِقّیّت**: یعنی رقیق ہونا غلام ہونا، رقیق کسی کا وارث نہ ہوگا **رِقّیّت** خواہ کامل ہو یا ناقص ہو جیسے مدبر اور ام ولد وغیرہ ان کی **رِقّیّت** ناقص ہوتی ہے ② **قتل**: ایسا قتل جس سے قصاص یا کفارہ واجب ہوتا ہو قتلِ عمد میں قصاص اور شبہِ عمد، خطا، جاری مجری خطا میں کفارہ واجب ہوتا ہے اسلئے مورث کا قاتل ان چار قسم کے قتل کی وجہ سے وراثت سے محروم ہوگا، قتل بالسبب میں قصاص اور کفارہ نہیں ہوتا صرف دیت ہوتی ہے اسلئے اسکی وجہ سے قاتل میراث سے محروم نہیں ہوگا ③ **اختلافِ دین**: مسلمان کافر کا اور کافر مسلمان کا وارث نہیں ہوتا ④ **اختلافِ دارین**: کفار کے درمیان وراثت سے مانع ہے مسلمان ایک دوسرے کے بہرحال وارث ہونگے اگرچہ ان میں اختلافِ دارین پایا جاتا ہو۔

③ اختلافِ دارین کی مراد:۔ اختلافِ دارین سے مراد ممالک (بادشاہ و فوج) کا اختلاف ہے۔ پس اگر ملک (بادشاہ اور فوج) الگ الگ ہو تو اختلافِ دارین سمجھا جائیگا، پھر اختلافِ دارین کی دو صورتیں ہیں۔ ① اختلافِ دارین حقیقی: یہ ہے کہ میت اور وارث میں حقیقۃً ملک کا اختلاف ہو جیسے حربی دارالحرب کا رہنے والا ہے اور ذمی دارالاسلام کا رہنے والا ہے ② اختلافِ دارین حکمی: یہ ہے کہ میت اور وارث دونوں بظاہر ایک ہی ملک (دارالاسلام) میں رہتے ہوں لیکن دونوں کے رہنے کی حیثیت الگ الگ ہو جیسے ذمی و مستأمن، ذمی دارالاسلام کا مستقل باشندہ ہے جبکہ مستأمن کا دارالاسلام میں عارضی قیام ہے، لہٰذا یہ ایک دوسرے کے وارث نہ ہوں گے، بلکہ ذمی کا ترکہ دارالاسلام میں رہنے والے وارث کو ملے گا اور حربی کا ترکہ دارالحرب میں رہنے والے ورثاء کو ملے گا۔

④ مذکورہ مانع میں مسلم و کافر کے مساوی ہونے کی تفصیل:۔ اس مانع (اختلافِ دارین) کا اعتبار صرف غیر مسلم کے حق میں ہے مسلمان کے حق میں اختلافِ دارین کا کوئی اعتبار نہیں، مسلمان خواہ کسی بھی ملک میں ہو اسے اپنے رشتہ دار مسلمان کی وراثت ملے گی۔

0313 6357913 maktabazakariyamultani@gmail.com

﴿وصلّى الله على النّبيّ الامّيّ﴾

تنظیم المدارس، کنزالمدارس، نظام المدارس، وفاق المدارس العربیہ اور دیگر بورڈز کی کتابیں، داخلہ جات، امتحانی مسائل کے حل، گزشتہ پیپرز، اور دیگر اپڈیٹس حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ وزٹ کریں۔

www.ahlesunnatboardspak.com

Follow Our Social Media Account:

1. **Whatsapp Channel (https://whatsapp.com/channel/0029VaFmkdD0VycHbvDRY70I)**
2. **Youtube (https://youtube.com/@ahlesunnatboards)**
3. **Tiktok (https://www.tiktok.com/@ahlesunnatboardspak)**
4. **Facebook Page (https://www.facebook.com/ahlesunnatboardspak)**

الورقة الخامسة: فی البلاغة

﴿الورقة الخامسة: فی البلاغة﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۳ھ

الشق الاوّل..... علم المعانی کی تعریف کیجئے۔اورادواتِ استفہام میں سے ہمزہ اور ھل کے درمیان فرق اور مواقع استعمال مثالوں کی روشنی میں تفصیل سے تحریر کیجئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل دو امور ہیں ① علم معانی کی تعریف ② ہمزہ اور ھل استفہامیہ میں فرق اور مواقع استعمال۔

جواب..... ① علم معانی کی تعریف:۔ علم معانی ایک ایسا علم ہے جس کے ذریعے عربی لفظ کے احوال کو پہچانا جائے، جن کے ساتھ مقتضائے حال موافق ہو۔

② ہمزہ اور ھل استفہامیہ میں فرق اور مواقع استعمال مع امثلہ:۔ ہمزہ طلب تصور اور طلبِ تصدیق دونوں کیلئے آتا ہے، تصور کہتے ہیں ادراک مفرد کو مثلاً اگر آپ کو خالد اور علی دو بھائیوں میں سے کسی ایک کے لئے حصول سفر کی نسبت کے واقع ہونے کا علم ہوا ہے مگر متعین طور پر آپ نہیں جانتے کہ وہ سفر کرنے والا کون ہے علی یا خالد، اب آپ کسی واقف کار شخص سے **اعلیٌ سافر ام خالد** کہہ کر جو سوال کریں گے تو جواب میں ان دو مفرد یعنی علی و خالد میں سے کسی ایک مفرد کی تعیین کی جائے گی اور مثلاً کہا جائے گا کہ ''علی'' تو آپ کو علی کی شکل میں ایک مفرد کا حصول ہوا ہے اسی ادراک مفرد کو طلب تصور کہا جائے گا اور تصدیق کہتے ہیں ادراکِ نسبت کو مثلاً اگر آپ کو علی (مفرد) کے بارے میں اتنا تو معلوم ہے کہ وہ سفر کرنے والا تھا البتہ یہ معلوم نہیں کہ آیا یہ سفر کرنے کی نسبت حاصل ہوئی بھی ہے یا نہیں۔اب آپ **أسا فر علی** کہہ کر جب سوال کریں گے تو آپ اس سوال کے ذریعے حصولِ سفر (وقوع نسبت) کو پوچھنا چاہیں گے اور اس نسبت کے معلوم کرنے کو ہی تصدیق کہا جاتا ہے۔چنانچہ آپ کو **نعم** یا **لا** کے ذریعے جواب دیا جائے گا۔پس اگر **نعم** کے ذریعے جواب ملا تو آپ کو علی کے وقوعِ نسبتِ سفر کا علم ہوا اور **لا** کی صورت میں جواب ملا تو آپ کو اس کیلئے لاوقوعِ نسبتِ سفر کا علم حاصل ہوا، اور **ھل** صرف تصدیق کرنے کیلئے آتا ہے، یعنی وقوع نسبت یا عدم وقوع نسبت کی معرفت حاصل کرنے کیلئے آتا ہے طلبِ تصور (مفرد) کے لئے نہیں جیسے **ھل جاء صدیقك** تو مجئ صدیق ایک نسبت ہے جسے سائل جاننا چاہتا ہے اور ظاہر ہے کہ جواب اثبات یا نفی ہی میں آئے گا۔اسی وجہ سے ام متصلہ کے بعد اس کے ساتھ معادل کو ذکر کرنا جائز نہیں چنانچہ **ھل جاء صدیقك ام عدوّك** کہنا صحیح نہیں ہوگا۔کیونکہ استفہام کے موقع پر واقع ہونے والے مفرد یعنی عدو کا واقع ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ ام متصلہ ہے اور ام متصلہ تو دو مفردوں میں سے کسی ایک مفرد کی تعیین معلوم کرنے کے لئے آتا ہے اور ایسی صورت میں اصل حکم کا معلوم کرنا ضروری ہے۔تو اس سے یہ لازم آیا کہ یہ متکلم حکم اور نسبت کو جانتا ہے مگر صرف مفرد معلوم کرنا چاہتا ہے حالانکہ ھل طلب مفرد کے لئے نہیں آتا ہے بلکہ طلبِ تصدیق یعنی نسبت اور حکم کو طلب کرنے کے لئے آتا ہے، نتیجہ یہ ہوا کہ اس متکلم نے ھل کو طلبِ تصور کیلئے استعمال کیا جو اس کی اصل وضع یعنی طلبِ تصدیق کے خلاف ہے۔

الشق الثانی.....**وَ اَمَّا النَّكِرَةُ فَيُؤْتٰى بِهَا اِذَا لَمْ يُعْلَمْ لِلْمَحْكِيِّ عَنْهُ جِهَةُ تَعْرِيْفٍ كَقَوْلِكَ جَاءَ هٰهُنَا رَجُلٌ اِذَا لَمْ يُعْرَفْ مَا يُعَيِّنُهٗ مِنْ عَلَمٍ اَوْ صِلَةٍ اَوْ نَحْوِهِمَا وَ قَدْ يُؤْتٰى بِهَا لِاَغْرَاضٍ اُخْرٰى.**

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، عبارت کی تشریح کریں اور ان اغراض کو مثالوں کے ساتھ بیان کیجئے جن کیلئے نکرہ لایا جاتا ہے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) عبارت کی تشریح (۴) اغراضِ نکرہ کی وضاحت مع امثلہ۔

جواب..... ① عبارت پر اعراب:۔**كما مرّ فی السوال آنفا۔**

0313 6357913 maktabakasiyamultan@gmail.com

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ ''نکرہ'' پس اس کو اس وقت لایا جاتا ہے جب کہ محکی عنہ کے لئے تعریف و پہچان کی کوئی جہت معلوم نہ ہو، جیسے تیرا قول **جاء ھھنا رجل** جب کہ اس کو معین کرنے والا کوئی حکم یا صلہ وغیرہ معلوم نہ ہو اور کبھی نکرہ دوسری اغراض و مقاصد کے لئے بھی لایا جاتا ہے۔

❸ عبارت کی تشریح:۔ نکرہ کی غرض حقیقی تو یہ ہے کہ اسے ایسے وقت استعمال کیا جاتا ہے جبکہ محکی عنہ یعنی وہ چیز جس کی بات و حکایت کرنا مقصود ہو اس کے لئے تعریف کی کوئی جہت وصورت متکلم کو معلوم نہ ہو جیسے اگر آپ کے پاس کوئی ایسا اجنبی شخص آیا ہو جس کا نام اور صلہ وغیرہ کوئی طریقۂ تعریف آپ نہ جانتے ہوں اور آپ اپنے کسی متعارف آدمی کو اس کے آنے کی خبر دینا چاہیں تو آپ یہ کہیں گے کہ **جاء ھھنا رجل** یہاں ایک شخص آیا۔

اسم نکرہ کی حقیقی غرض تو محکی عنہ کیلئے کوئی جہت تعریف معلوم نہ ہونا ہے۔ مگر کبھی اس کا استعمال اور اغراض کیلئے بھی ہوتا ہے۔

❹ اغراضِ نکرہ کی وضاحت مع امثلہ:۔ ① تکثیر و تقلیل یعنی کسی شیئ کی کثرت یا قلت بتلانا جیسے **لفلان مال** فلاں کے پاس بہت مال ہے یہ تکثیر کی مثال ہے اس میں لفظ مال سے تکثیر اس طرح سمجھی گئی ہے کہ اس آدمی کے پاس اس قدر زیادہ مال ہے کہ اسے شمار کرنا ہی ممکن نہیں اگر ممکن ہوتا تو ہم شمار کر کے اس کا عدد بتاتے لہٰذا مجبوراً مال کو مطلق ہی ذکر کر دیا، اور جیسے **ورضوان من اللہ اکبر** اللہ کی جانب سے کسی کو نصیب ہونے والی تھوڑی سی بھی رضامندی سب نعمتوں سے بڑی نعمت ہے۔ یہ تقلیل کی مثال ہے اور اس میں رضوان سے تقلیل اس طرح سمجھی گئی کہ جنت کی ساری نعمتوں کی اصل جڑ یہی ہے۔

② تعظیم و تحقیر یعنی کسی شیئ کی عظمت یا حقارت بتانا جیسے **لہ حاجب عن کل امیر یشینہ ، ولیس لہ عن طالب العرف حاجِب** فلاں (میرے ممدوح) کے یہاں ایک عظیم دربان ہے جو اس کو بدنما کرنے والے کسی بھی عیب کو اس کے پاس پہنچنے نہیں دیتا۔ ہاں داد و دھش کے طلب گاروں کو روکنے کیلئے کوئی ادنیٰ دربان بھی نہیں ہے۔ دیکھیے یہاں مقام مدح کے قرینے سے ہم نے ایک جگہ حاجب کا معنیٰ تعظیم کا اور دوسری جگہ تحقیر کا سمجھا کیونکہ اگر اس کے برخلاف معنیٰ سمجھا جائے یعنی پہلے حاجب سے حاجب حقیر و ضعیف اور دوسرے حاجب سے حاجب عظیم سمجھا جائے تو یہ شعر بجائے مدح کے ہجو ہو جائے گا حالانکہ شعر کا مضمون مدح سرائی کا ہے۔

③ عموم بعد النفی یعنی کسی شیئ میں تعمیم کا معنیٰ پیدا کرنا اور یہ فائدہ اس صورت میں حاصل ہوگا جبکہ یہ اسم نکرہ نفی کے بعد آئے جیسے **ماجاء نامن بشیر** ہمارے پاس کوئی بھی خوشخبری سنانے والا نبی نہیں آیا اس میں لفظ بشیر اسم نکرہ ہے جو سیاق نفی میں واقع ہونے کی وجہ سے عموم کا فائدہ دے رہا ہے کہ افراد انبیاء میں سے کوئی ایک بھی نہیں آیا۔

④ قصد فرد معین او نوع معین یعنی کسی معین فرد یا معین نوع کا ارادہ کرنا جیسے **واللہ خلق کل دابۃ من ماء** اور اللہ تعالیٰ نے ہر ہر (فرد) جانور کو ایک معین پانی (اسکے باپ کے مخصوص نطفے) سے پیدا کیا جو اس کے ساتھ مخصوص ہے۔ یا یہ ترجمہ بھی کر سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے (انواعِ) دواب میں سے ہر (نوع) دابہ کو (پانی کی انواع میں سے) ایک (نوع) پانی (نطفہ) سے پیدا کیا جو اس نوع کے ساتھ مخصوص ہے۔ دیکھئے پہلے ترجمہ سے فردِ معین کا قصد ظاہر ہوگا اور دوسرے سے نوعِ معین کا قصد معلوم ہوگا۔

⑤ اخفاء امر یعنی کسی خاص بات کو لوگوں سے مخفی رکھنا جیسے کسی امیر یا وزیر نے اپنے حواریین اور بہی خواہوں سے کہا کہ **قال رجل انک انحرفت عن الصواب** (ایک آدمی نے ہم سے یوں کہا کہ تو راہ راست سے بھٹک گیا ہے) حالانکہ اس وزیر یا امیر کو خوب معلوم ہے کہ اس قول کا قائل کون ہے اگر وہ چاہتا تو اس کا نام ظاہر کر سکتا تھا مگر جان بوجھ کر اس کا نام اس وجہ سے ذکر نہیں کیا کہ میں اگر اس کا نام ظاہر کر دوں تو میرے حواریین اور بہی خواہ اس نازیبا بات کہنے والے شخص کو کوئی تکلیف و اذیت پہنچا دیں گے اور یہ اسکی مرضی کے خلاف ہے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۳ھ

الشق الاوّل ..... **اماالتوابع فالتقییدبھا یکون لاغراض تقصدمنھا۔**

حکم کو نعت اور بدل کے ساتھ کن وجوہ کی بناء پر مقید کیا جاتا ہے ہر وجہ کے ساتھ مثال بھی لکھیں۔

0313 6547913 maktabazakariyamultani@gmail.com

جواب..... حکم کو نعت و بدل کے ساتھ مقید کرنے کی وجوہ مع امثلہ:۔ نعت جسے ہم صفت بھی کہہ سکتے ہیں اس کی غرض کبھی اپنے موصوف کو دوسروں سے ممتاز و مخصوص کرنا ہوتا ہے جیسے **حضر علی الکاتب** کاتب علی آیا۔ اس سوال میں الکاتب (نعت) نے اپنے متبوع علی کو علی نام کے دوسرے لوگوں سے ممتاز کر دیا ہے اگر یہ نعت نہ لائی جاتی اور صرف **حضر علی** کہا جاتا تو اس سے دوسرا کوئی بھی علی مراد ہو سکتا تھا۔ اور کبھی اس کی غرض موصوف کی حقیقت و ماہیت بیان کرنا ہوتا ہے جیسے **الجسم الطویل العریض یشغل حیّزا من الفراغ** (لمبا چوڑا گہرا جسم خالی جگہ کو گھیر لیتا ہے) یعنی مثلاً ایک الماری خالی ہے اور اس میں آپ نے کتابیں رکھ دیں تو اب ان کتابوں نے اس خلاء کو پُر کر دیا کیونکہ کتاب ایک جسم ہے جس میں ابعادِ ثلاثہ (طول، عرض، عمق) پائے گئے ہیں کہ ہر کتاب کم و بیش طویل، عریض، عمیق بھی ہوتی ہے دیکھئے اس مثال میں الطّویل، العریض، العمیق، یہ تینوں نعت ہیں جنہوں نے اپنے متبوع کی حقیقت و ماہیت اور تعریف کو واضح کر دیا ہے اور کبھی اس کی غرض اپنے متبوع کی تاکید کرنا ہوتا ہے جیسے **تلك عشرة کاملة** (یہ دس روزے پورے ہوئے) اس آیت میں حج قران و تمتع کرنے والے کا حکم بیان ہوا ہے کہ قارن اور متمتع پر دم شکر دینا لازم ہے اور نہ پانے کی صورت میں اس پر دس روزے رکھنا ضروری ہے۔ دیکھئے اس مثال میں **کاملة** نعت نے اپنے متبوع عشرة کو مؤکد و پختہ کر دیا ہے اور کبھی اس کی غرض اپنے متبوع کی مدح و تعریف کرنا ہوتی ہے جیسے **حضر الخالد الهمام** الھمام نعت نے اپنے متبوع خالد کی مدح سرائی اور تعریف و توصیف کی ہے۔

اور کبھی اس کی غرض اپنے متبوع کی مذمت و برائی بیان کرنا ہوتا ہے جیسے **وامرأته حمالة الحطب** (عنقریب ابولہب اور اپنے سر پر ایندھن کی لکڑیاں اٹھائے پھرنے والی اس کی بیوی شعلے والی جہنم میں داخل ہوں گے) اس میں حمالة الحطب نے اپنے متبوع **امرأته** کی مذمت اور ہجو بیان کی ہے اور کبھی اس کی غرض اپنے متبوع کے حال زار پر رحم کھانے (اظہارِ ہمدردی) کی ہوتی ہے جیسے **أَحْسِنْ اليٰ خالدالمسكين** غریب مسکین خالد کے ساتھ اچھا سلوک کر دیکھئے اس مثال میں المسکین نے اپنے متبوع خالد کے قابل رحم اور لائق ہمدردی ہونے کو بیان کیا ہے۔

بدل کے ساتھ جب کسی کلام کو مقید کیا جاتا ہے تو اس وقت اس کی غرض اپنے متبوع کو پختہ اور اسے واضح کرنا ہوتا ہے اور اس کی تین قسمیں ہیں ① **بدل الکل** کی مثال جیسے **قَدِمَ ابنی علی** (میرا لڑکا علی آیا) اس مثال میں تابع (علی) نے اپنے متبوع (ابنی) کو اس طرح مقرر (پختہ) کر دیا کہ مبدل منہ اور بدل دونوں سے مراد تو ایک ہی ذات ہے گویا کہ متکلم نے مسندالیہ کو مکرر ذکر کیا اور جب تکرار پایا گیا تو تقریر (پختگی) بھی ضرور پائی جائے گی ② **بدل البعض** کی مثال **سافر الجند اغلبه** (اکثر و بیشتر لشکر نے کوچ کر دیا) اس مثال میں تابع (**اغلبه**) نے اپنے متبوع (**الجند**) کو اس طرح مقرر و پختہ کر دیا کہ مبدل منہ یعنی **الجند** اپنے بدل یعنی **اغلب الجند** پر مشتمل ہے اس وجہ سے کہ مبدل منہ کل ہے اور بدل اس کا بعض ہے اور ظاہر ہے کہ کل میں بعض داخل و شامل ہوتا ہی ہے اور جب ایسا ہے تو بدل کا ذکر مکرر (دو مرتبہ) ہوا پہلی دفعہ کل کے ضمن میں اور دوسری مرتبہ مستقل طور پر اور جب مسندالیہ کا تکرار پایا جائے تو اس کی تقریر (پختگی) بھی ضرور پائی جاتی ہے ③ **بدل الاشتمال** کی مثال **نفعنی الاستاذ علمه** (استاذ یعنی اس کے علم نے مجھے فیض یاب کیا) اس مثال میں تابع (علمہ) نے اپنے متبوع (الاستاذ) کو بایں طور پر مقرر و پختہ کر دیا ہے کہ جب **نفعنی الاستاذ** کہا تو لفظ استاذ مشتمل ہوا علم پر کہ استاذ بولا جاتا ہے تو خود بخود اس کا علم سمجھ میں آتا ہے کیونکہ بغیر علم کے کسی کو استاذ نہیں بنایا جاتا اس طرح استاذ مشتمل ہوتا ہے علم پر اور علم اس میں شامل رہتا ہے اور جب مبدل منہ اپنے بدل پر مشتمل ہوا اور پھر جداگانہ طور پر علمہ بھی کہا تو بدل کا ذکر مکرر ہوا ایک مرتبہ مبدل منہ کے ضمن میں اور دوسری مرتبہ مستقل طور پر اور جب مسندالیہ کا تکرار پایا جائے تو اس کی تقریر بھی بالضرور پائی جاتی ہے۔

الشق الثانی..... درج ذیل اشعار کا سلیس ترجمہ کیجئے اور بتائیے کہ ان کو کس چیز پر استشہاد کے لئے لایا گیا ہے، نیز وجہِ استشہاد کی وضاحت کریں۔

0213 6357913 maktabazzakariyaislam@gmail.com

وان صخرا لتا تم الهداة به كأنه علم فی رأسه نار
فقلت يمين الله ابرح قاعد ا ولوقطعوا رأسی لد يك واوصا لی
وقال رائد هم ارسلوا نزاولها فحتف كل امرئ يجری بمقدار

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں دو امر مطلوب ہیں (۱) اشعار کا ترجمہ (۲) مذکورہ اشعار کے استشہاد اور وجہ استشہاد کی وضاحت۔

جواب ..... ❶ اشعار کا ترجمہ:۔ بے شک صخر (نامی میرے بھائی) کی پیروی کرتے ہیں رہبر لوگ بھی گویا وہ ایک پہاڑ ہے جس کی چوٹی پر آگ جل رہی ہو۔ تب میں نے کہا کہ بخدا میں تو برابر بیٹھا ہی رہوں گا چاہے تو میرے دشمن یہیں تیرے پاس اے میری محبوبہ میرا سر اور ایک ایک جوڑ کاٹ کر علیحدہ علیحدہ کر دیں۔ انکے نمائندے نے کہا یہیں ٹھہر جاؤ ہم ان سے قتال کریں گے کیونکہ ہر نفس کی موت تو اپنے وقت پر آ کر رہے گی۔

❷ اشعار کے استشہاد و وجہِ استشہاد کی وضاحت:۔ "وان صخرا لتأ تم الهداة به ..... كأ نه علم فی رأسه نا ر"۔
اس شعر کو اطناب کی اقسام میں سے ایغال کی مثال کے طور پر لایا گیا ہے ایغال کہتے ہیں کلام کو کسی ایسے لفظ پر ختم کرنا جو کسی ایسی غرض کا فائدہ دے کہ اس کے بغیر بھی معنیٰ مکمل ہو رہا ہو جیسے خنساء شاعرہ کا یہ شعر ہے۔

وجہ استشہاد یہ ہے کہ اس مثال میں عَلَم کا ذکر آیا ہے اور عَلَم ایسے پہاڑ کو کہتے ہیں جس کی چوٹی پر آگ روشن ہو اور اگر اس پر اکتفاء کیا جاتا تو بھی مقصود تو پورے طور پر ادا ہو رہا تھا مگر پھر بھی فی رأسہ نار کہہ کر اس کے بھائی کی رہنمائی اور اضائتِ نور کی صفت میں مبالغہ کی زیادتی کر دی ہے۔ فقلت يمين الله ابرح قاعدا ولو قطعوا رأسی لديك و اوصالی۔

یہ اس ایجازِ حذف کی مثال ہے جس میں سے ایک کلمہ کو حذف کیا گیا ہے اور وہ ابـــرح سے پہلے لا کو حذف کیا گیا ہے۔ اس لئے کہ یہ فعل ناقص ہے جو ماضی میں مابرح اور مضارع میں لایبرح استعمال ہوتا ہے۔

وقال رائدهم ارسلوانزاولها فحتف كل امرئ يجری بمقدار۔ یہ مواضع فصل میں سے دو جملوں میں خبر و انشاء کے اعتبار سے اختلاف کی صورت میں ہونیوالے کامل تباین کی مثال ہے۔ اس میں جملہ ارسلوا اور نزاولها میں خبر و انشاء کے لحاظ سے تباین تام ہے کہ پہلا انشائیہ ہے جبکہ دوسرا خبر یہ ہے اس وجہ سے دونوں میں واؤ عاطفہ نہیں لایا گیا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۳ھ

الشق الاوّل .....وَ التَّعْقِيْدُ اَنْ يَكُوْنَ الْكَلَامُ خَفِيَّ الدَّلَالَةِ عَلَى الْمَعْنَى الْمُرَادِ وَالْخِفَاءُ اِمَّا مِنْ جِهَةِ اللَّفْظِ بِسَبَبِ تَقْدِيْمٍ اَوْ تَاخِيْرٍ اَوْفَصْلٍ وَيُسَمّٰى تَعْقِيْدًا لَفْظِيًّا۔ عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کیجئے، عبارت کی تشریح کیجئے، تعقید کا معنیٰ اور اقسام مع تعریفات بیان کیجئے۔ شعر کا ترجمہ کریں اور بتائیں کہ یہ کس چیز کی مثال ہے اور کیسے؟۔

سَاَ طْلُبُ بُعْدَ الدَّارِ عَنْكُمْ لِتَقْرَبُوْا وَتَسْكُبُ عَيْنَایَ الدُّمُوْعَ لِتَجْمُدَا

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں سات امور مطلوب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) عبارت کی تشریح (۴) تعقید کا معنیٰ (۵) تعقید کی اقسام مع تعریفات (۶) شعر کا ترجمہ (۷) شعر کے ممثل لہ کی تعیین و وضاحت۔

جواب ..... ❶ عبارت پر اعراب:۔ كما مّر فی السوال آنفا۔

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ تعقید کے معنیٰ یہ ہیں کہ کلام متکلم کے معنیٰ مرادی پر خفی الدلالۃ ہو اور یہ خفا یا تو لفظی خلل کے اعتبار سے ہوگا، مثلاً تقدیم یا تاخیر یا دو لفظوں میں فصل ہونے کی بناء پر اور اس خفاء کا نام تعقید لفظی رکھا جاتا ہے۔

❸ عبارت کی تشریح:۔ تعقید یعنی کلام کی پیچیدگی یہ ہے کہ کوئی کلام اپنا معنیٰ مرادی صاف طور پر نہ بتائے، بلکہ کلام کی مراد مخفی رہے پھر یہ پیچیدگی اور خفاء کبھی لفظ اور کبھی معنیٰ کی جہت سے آتا ہے اور ان دونوں کے اسباب بھی مختلف ہیں لفظ کی جہت سے آنے والے خفاء اور پیچیدگی کو تعقید لفظی کہیں گے اور معنیٰ کی جہت سے آنے والے خفاء کو تعقید معنوی کہیں گے تعقید لفظی کے اسباب تقدیم

ماحقہ التاخر، تاخیر ماحقہ التقدیم، مبتداء وخبر، موصوف وصفت، حال وذوالحال وغیرہ کے درمیان کسی اجنبی لفظ کے ذریعہ فصل کرنا وغیرہ ہیں جن کی وجہ سے فہمِ مراد میں مشکل ہوجائے۔

❹ تعقید کا معنیٰ:۔ تعقید کا لغوی معنیٰ گرہ باندھنا ہے۔اصطلاحی معنیٰ کسی غلطی اور خلل کی وجہ سے کلام کا اپنے مطلب پر ظاہر الدلالت نہ ہونا ہے۔

❺ تعقید کی اقسام مع تعریفات:۔ تعقید کی دو قسمیں ہیں:تعقیدِ لفظی وتعقیدِ معنوی۔

① تعقیدِ لفظی کی وضاحت ہوچکی ہے کہ تعقیدِ لفظی اس پیچیدگی کو کہتے ہیں جس کی وجہ سے کلام کا معنیٰ مخفی ہو اور وہ پیچیدگی لفظوں کے ہیر پھیر وغیرہ مثلاً **تقدیم ماحقه التاخیر، تاخیر ماحقه التقدیم، فصل بالا جنبي** کی وجہ سے ہو جیسے:

جَفَخَتْ وَ هُمْ لَايَجْفَخُوْنَ بها بِهِمْ شِيَمٌ عَلَى الْحَسَبِ الْاَغَرِّ دَلَائِلُ

(فخر کیا حالانکہ وہ لوگ ان پر فخر نہیں کرتے ان لوگوں پر ایسے اچھے اخلاق نے جو معزز حسب ونسب پر دلالت کرتے ہیں)

اس شعر کے ترجمہ سے شاعر کی مراد سمجھ میں نہیں آئی۔ کیونکہ اس شعر میں الفاظ کا ایسا ہیر پھیر ہے جس نے معنیٰ مرادی کو مخفی کردیا ہے

اس شعر میں ہیر پھیر یہ ہے کہ **جفخت** فعل کے فاعل ومتعلق کو مؤخر کرکے فعل وفاعل اور متعلق کے درمیان فصل بالاجنبی کردیا گیا ہے،اسی طرح **دلائل** موصوف کو مؤخر اور **علی الحسب الاغر** صفت کو مقدم کردیا گیا ہے،تقدیر عبارت یوں ہے **جفخت بهم شیم دلائل علی الحسب الاغر وهم لایجفخون بها** تو اس طرح ترتیب کے ساتھ الفاظ کو ذکر کرنے سے معنیٰ مرادی واضح ہوگیا، کہ اس گھرانے پر ایسے اچھے اخلاق نے فخر کیا ہے جو گھرانے کی شرافت اور اعلیٰ حسب ونسب پر دلالت کرنیوالے ہیں، حالانکہ یہ لوگ خود ان اخلاق پر فخر نہیں کرتے،تو اس لفظی ہیر پھیر کو جس کی وجہ سے معنیٰ مرادی مخفی ہوجائے تعقیدِ لفظی کہتے ہیں۔

② تعقید معنوی یہ ہے کہ کلام اپنا معنیٰ مرادی صاف اور واضح طور پر نہ بتلائے اور کلام کا یہ اخفاء معنیٰ کلام میں مجازاتِ کثیرہ اور کنایاتِ بعیدہ کے استعمال کی وجہ سے ہو، جیسے **نشر الملك السنة فی المدینه** (بادشاہ نے اپنے جاسوس شہر میں پھیلا دیے) یہاں پر متکلم نے **السنہ** (زبان) بول کر عیون (آنکھیں) مراد لیا ہے، کیونکہ جاسوسی کرنا آنکھوں کا کام ہوتا ہے، زبانوں کا کام نہیں ہوتا، تو یہاں **السنه** کا لفظ بولنے کی وجہ سے کلام کا معنیٰ مخفی ہوگیا ہے اور یہ اخفاء معنیٰ کی وجہ سے ہے، اس وجہ سے اس کو تعقید معنوی کہتے ہیں۔

❻ شعر کا ترجمہ:۔ میں تم سے گھر کی دوری چاہتا ہوں تاکہ تم قریب ہوجاؤ اور میری آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں تاکہ وہ جم جائیں۔

❼ شعر کے ممثل لہ کی تعیین ووضاحت:۔ مذکورہ شعر تعقیدِ معنوی کی مثال ہے کہ شاعر نے **لتجمدا** کے لفظ سے سرور اور راحت کا معنیٰ مراد لیا ہے کہ میں کسبِ معاش کی خاطر تم سے دور جارہا ہوں، مگر یہ عارضی جدائی ہے، جس میں مستقبل کا بڑا مفاد ہے کہ معاشی حالت بہتر ہوجائے گی اور میں لوٹ آؤں گا، پھر ہم سب خوشی سے اطمینان کی زندگی گزاریں گے۔اس میں شاعر نے **لتجمدا** کے لفظ سے سرور وراحت کا جو معنیٰ مراد لیا ہے وہ درست نہیں ہے کیونکہ جمود کا لفظ قساوتِ قلبی اور رونے کے وقت رونا نہ آنے کیلئے بطور کنایہ مستعمل ہوتا ہے، اور یہاں پہلے شاعر **تسکب عیناي الدموع** کہہ چکا ہے جس کی وجہ سے اس کی کلام میں تضاد ہوجائیگا۔

0313 6257913 maktabzakariyamultan@gmail.com

الشق الثانی.....**هل ادلكم على تجارة تنجيكم من عذاب اليم، هل جزاء الاحسان الا الاحسان ، سواء عليهم أأنذرتهم ام لم تنذرهم لايؤمنون اعقلك يسوغ لك ان تفعل كذا، فاين تذهبون.**

الفاظ استفہام کن کن معانی میں استعمال ہوئے ہیں اور یہ ان کے حقیقی معنیٰ ہیں یا مجازی ہر جملہ کا ساتھ ساتھ ترجمہ بھی کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں فقط مذکورہ الفاظ کے معانی مع ترجمہ مطلوب ہیں۔

جواب.....مذکورہ الفاظ کے معانی مع ترجمہ:۔**هل ادلكم على تجارة تنجيكم من عذاب اليم** اس میں اداتِ استفہام تشویق کے معنیٰ میں استعمال ہوا ہے اور یہ اس کا مجازی معنیٰ ہے۔ معنیٰ آیت کا یہ ہے کہ کیا میں تمہیں بتلاؤں ایسی سوداگری جو بچائے تم کو ایک دردناک عذاب سے۔ **هل جزاء الاحسان الا الاحسان** اس میں اداتِ استفہام نفی کے معنیٰ میں

استعمال ہوا ہے اور یہ اس کا مجازی معنیٰ ہے اور آیت کا معنیٰ ہے احسان (نیکی) کا بدلہ سوائے احسان (نیکی) کے اور کیا ہو سکتا ہے۔

سواء علیهم اانذرتهم ام لم تنذرهم لایؤمنون اس میں اداتِ استفہام برابری کے معنیٰ میں استعمال ہوا ہے۔ یہ حقیقی معنیٰ میں نہیں بلکہ تسویہ کی صورت میں جملہ خبریہ ہے۔ ترجمہ ہے کہ انکے حق میں برابر ہے چاہے آپ انکو ڈرائیں یا نہ ڈرائیں۔

اعقلك یسوّغ ان تفعل کذا اس میں اداتِ استفہام استہزاء اور تمسخر کے معنیٰ میں استعمال ہوا ہے۔ اور یہ اس کا مجازی معنیٰ ہے۔ ترجمہ ہے کہ کیا تیری عقل تیرے لئے مباح اور جائز ٹھہراتی ہے کہ تو ایسا غلط کرے۔ **فاین تذهبون** (پھر تم کدھر چلے جا رہے ہو) اس میں اداتِ استفہام کسی کو اسکی جہالت وضلالت اور غلطی پر متنبہ کرنے کیلئے استعمال ہوا ہے اور یہ اس کا مجازی معنیٰ ہے۔

﴿الورقة الخامسة : فی البلاغة﴾

﴿السوال الاول﴾ ۱۴۳۴ھ

الشق الاوّل.....قل هل یستوی الذین یعلمون والذین لایعلمون.

فَقَالَ لِیْ کَیْفَ اَنْتَ قُلْتُ عَلِیْلُ سَهْرٌ دَائِمٌ وَحُزْنٌ طَوِیْلٌ
فَنَحْنُ بِمَا عِنْدَنَا وَ اَنْتَ بِمَا عِنْدَكَ رَاضٍ وَ الرَّأْیُ مُخْتَلِفٌ
قَدْ طَلَبْنَا فَلَمْ نَجِدْلَكَ فِیْ السُّوْدَدِ وَالْمَجْدِ وَ الْمَکَارِمِ مَثَلَا

اشعار پر اعراب لگا کر ترجمہ کیجئے۔ مندرجہ بالا اشعار اور آیت میں محذوف اشیاء کی تعیین کرتے ہوئے انکے دواعی حذف بیان کیجئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) اشعار پر اعراب (۲) اشعار کا ترجمہ (۳) مذکورہ اشعار و آیت میں محذوف اشیاء کی تعیین و دواعی حذف کی وضاحت۔

جواب..... ❶ اشعار پر اعراب:۔ **کما مّر فی السوال آنفا۔**

❷ اشعار کا ترجمہ:۔ مجھ سے پوچھا کیسا حال ہے تیرا میں نے کہا بیمار ہوں دائمی بیداری اور طویل رنج ہے۔ ہم اپنی رائے سے راضی ہیں اور تو اپنی رائے پر خوش ہے، حالانکہ دونوں رائیں الگ الگ ہیں۔ ہم نے تلاش کیا مگر سرداری، بزرگی اور نیک اخلاق میں تیرا مماثل ہم کو نہ ملا۔

❸ مذکورہ اشعار و آیت میں محذوف اشیاء کی تعیین و دواعی حذف کی وضاحت:۔ **قال لی کیف انت الخ** اس میں شاعر نے **کیف انت** کے جواب میں صرف **علیل** کی شکل میں خبر ذکر کی ہے اور اس کا مبتداء یعنی **انا** حذف کر دیا اس کا سبب درد اور تکلیف کے سبب حاصل ہونیوالی نزاکت اور تنگی مقام ہے۔ **نحن بما عندنا الخ** اس میں **بما عند نا** کے بعد "**رضوان**" کا لفظ "**عندك راض**" کے قرینے کی وجہ سے حذف کر دیا گیا ہے اور اسکا داعی وسبب وزنِ شعر کو برقرار رکھنا ہے اگر پہلے مصرعہ میں رضوان کا لفظ ذکر کرتے تو شعر کا پہلا مصرعہ طویل ہو جاتا اور شعر کا وزن باقی نہ رہتا۔

قد طلبنا فلم نجد الخ اس میں شاعر نے **طلبنا** فعل متعدی کے مفعول **مثلك** کو حذف کر دیا اور اسکا داعی وسبب ادب ہے کہ اگر **مثلك** کو ذکر کرتے تو بادشاہ کی شان میں بے ادبی ہو جاتی کہ ہم نے آپ کا مثل ڈھونڈنے کی کوشش کی ہے مگر ہم کو مثل ملا نہیں ہے، گویا بادشاہ کا مثل متصور ہے تو اس بے ادبی سے بچنے کیلئے **مثلك** کو حذف کر دیا ہے۔

03136657913 maktabazakariyamultan@gmail.com

آیت میں محذوف شیئ کی تعیین اور داعیٔ حذف:۔ اس آیت میں **یعلمون** اور **لایعلمون** دونوں فعل متعدی ہیں جن کے لئے مفعول کی ضرورت رہتی ہے اور یہاں مفعول مذکور نہیں وجہ اس کی یہ ہے کہ اس کا مفعول ایک مخصوص لفظ **الدین** ہے یعنی دین کا علم رکھنے والا اور نہ رکھنے والا برابر نہیں۔ بلکہ علم دین والا افضل ہوگا۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے مفعول کو ذکر نہ کر کے دین کا علم نہ رکھنے والوں کی انتہائی مذمت بیان کی ہے۔ کہ علم تو علمِ دین ہی ہے اس کے علاوہ علم ہے ہی نہیں بلکہ وہ تو فنون ہیں اور کمائی کے دھندے ہیں۔ جب علم متعین ہے تو اس کے ذکر کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ اس داعی کے پیش نظر مفعول کو حذف کر دیا گیا ہے۔

الشق الثانی..... کلام کے بعض اجزاء کی بعض پر تقدیم کے جو دواعی مصنفؒ نے ذکر کئے ہیں آپ ان میں سے مندرجہ ذیل دواعی

کی تشریح کرتے ہوئے ہر ایک کی مثال ذکر کیجئے۔ ① مراعاۃ الترتیب الوجودی ② النص علی عموم السلب اوسلب العموم ③ التخصیص۔

جواب ..... مندرجہ بالا دواعیِ تقدیم کی تشریح مع امثلہ:۔ ① **مراعاۃ الترتیب الوجودی** : یعنی وجودی اور فطری ترتیب کی رعایت کرنا ہے جیسے **لاتأخذہٗ سنۃ ولا نوم** (اللہ تعالیٰ پر نہ تو اونگھ طاری ہوتی ہے اور نہ نیند) ابتدائی مرحلے کی غنودگی اور بے اختیار آنکھیں بند ہونے اور کھلنے کی حالت کو اونگھ کہتے ہیں۔ اور یہی حالت جب ترقی کر جائے اور اس میں مزید پختگی پیدا ہو جائے کہ معمولی آواز سے آنکھ نہ کھلے بلکہ آدمی مکمل محوِ خواب ہو جائے تو اس حالت کو نیند کہتے ہیں اور ظاہر ہے کہ انسان اور دیگر حیوانات پر اونگھ پہلے طاری ہوتی ہے۔ جو بعد میں نیند سے بدل جاتی ہے تو اگر لفظی صورت کو خارجی اور فطری اور واقعی صورت کے موافق بیان کیا جائے تو اسے مراعاۃ الترتیب الوجودی کہیں گے۔

② **نص علی عموم السلب اوسلب العموم** : یعنی ہر ہر فرد کی نفی یا سلب عموم یعنی جملہ افراد اور مجموعۂ افراد کی نفی کی تصریح اور وضاحت کرنا، پھر اگر کلام میں نفی اور سلب کو عام کرنا ہے یعنی کسی شیئ کے افراد میں سے ہر ایک فرد کی نفی کرنا مقصود ہو تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ عموم پر دلالت کرنیوالے کسی کلمے کو پہلے اور نفی پر دلالت کرنے والے کلمے کو بعد میں ذکر کیا جائے جیسے کسی ملزم پر دو فردِ جرم عائد کی گئیں اور یہ شخص دونوں سے اپنی براءت ظاہر کرنا چاہتا ہے تو وہ یہ کہے گا **کل ذالك لم یکن** یہ کچھ بھی نہیں ہوا۔ یعنی نہ تو یہ جرم ہوا اور نہ ہی وہ، اس نفی کو عمومِ سلب یا شمول نفی کہیں گے، اور اگر کلام میں جملہ افراد اور مجموعۂ افراد کی نفی کرنا مقصود ہو تو اس کا طریقہ پہلی قسم کے برخلاف ہوگا۔ یعنی اداتِ نفی کو پہلے ذکر کر کیا جائے گا اور اداتِ عموم بعد میں جیسے وہ ملزم اگر ایک جرم کا اقرار اور دوسرے سے انکار کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہئے کہ یہ کہے **لم یکن کل ذالك** یہ سب نہیں ہوا۔ یعنی ان دونوں باتوں کا مجموعہ نہیں ہوا کہ یہ بھی ہوا ہو اور وہ بھی، نہیں بلکہ ان میں سے ایک ہی جرم ہوا ہے اور دوسرا نہیں اس طرح کی نفی کو سلبِ عموم یا نفی شمول کہیں گے۔

③ **التخصیص** : یعنی کسی شیئ کے ساتھ کسی حکم کو خاص کرنا جیسے ایک شخص نے دوسرے پر الزام لگایا کہ مجھے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ آپ نے میرے بارے میں ایسی ویسی باتیں کہی ہیں اور ملزم صرف اپنی ہی براءت کرنا چاہتا ہے۔ اپنے علاوہ کسی دوسرے کی نہیں تو وہ یہ جملہ کہے گا کہ۔ **ما انا قلت** میں نے تو نہیں کہا۔ اس جملے کے منطوق یعنی بولے جانے والے الفاظ سے یہ سمجھا جائے گا کہ اس شخص نے یہ باتیں نہیں کہی ہیں لہٰذا اس جملے کا مفہوم یہ بتا رہا ہے کہ یہ باتیں کہی گئی ہیں۔ مگر کہنے والا میرے علاوہ دوسرا شخص ہے۔ دیکھئے اس جملے کے منطوق نے اپنے سے ایک بات کی نفی کی اور اس کے مفہوم نے اسی بات کا کسی غیر کیلئے اثبات بھی کیا یعنی اس متکلم نے عدمِ قول کو اپنے ساتھ مخصوص کر لیا یہ فائدہ ہوا مسند الیہ انا کو مقدم کرنے کا اور اس سے پہلے بلا فصل حرفِ نفی واقع کرنے کا۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۴ھ

الشق الاوّل ..... اخراج الکلام علیٰ خلاف مقتضی الظاہر کی انواع میں سے **تجاھل عارف و اسلوب الحکیم** کے معانی، ان کی صورتیں اور مثالیں بیان کیجئے۔

0313 6257913 maktabazakariyamultan@gmail.com

جواب ..... مذکورہ الفاظ کے معانی، صورتیں اور امثلہ:۔ **اسلوب حکیم** : حکیمانہ اسلوب کی دو نوعیں ہیں: ایک **تلقی المخاطب بغیر مایترقبہ** اور دوسری **تلقی السائل بغیر مایطلبہ** یعنی مخاطب سے ایسی بات کہنا جس کی اسے امید نہ ہو، **تلقی المخاطب بغیر مایترقبہ** کا طریقہ یہ ہے کہ کلام کو قائل کی مراد کے خلاف معنیٰ پر محمول کر لیا جائے۔ جیسے قبعثری نے حجاج بن یوسف کی دھمکی آمیز کلام کو دوسرے ہی معنیٰ پر محمول کر لیا۔ اسکا قصہ یوں ہے کہ یہ شخص ایک دن اپنے دوستوں کے ساتھ انگور کے ایک باغ میں کہ جسکے دانے ابھی کچے تھے بیٹھا ہوا تھا کہ اثنائے گفتگو حجاج کا تذکرہ کسی نے چھیڑ دیا اس پر قبعثری نے کہا: **اللھم سوّد وجھہ واقطع عنقہ، واسقنی من دمہٖ** اے اللہ اس کا چہرہ سیاہ کر دے اسکی گردن اڑا دے اور مجھے اس کا خون پلا، اس کا یہ کلام کسی نے حجاج تک پہنچا دیا۔ اسے بلوا کر پوچھا گیا تو اس نے جواب دیا کہ ہاں میں نے یہ کلام ضرور کہا ہے مگر آپ کے بارے میں نہیں کہا۔ بلکہ وہ باغ کے کچے انگوروں کے بارے میں کہا تھا۔ کہ اے اللہ اس کا چہرہ سیاہ کر دے یعنی جلد پختہ کر دے اور اس کا رنگ سیاہ کر دے پھر اسکی گردن مار یعنی

اسے توڑ کر مجھے دے اور اسکا خون یعنی رس کو نچوڑ کر نبیذ بنا کر مجھے پلا دے۔ تو حجاج نے کہا نہیں تو نے میرے خلاف بد دُعا کی ہے اب میں تجھے **ادھم** (سولی) پر چڑھادوں گا۔ تو اسکے جواب میں قبعثری نے کہا کہ **مثل الا میر یحمل علی الادھم والاشھب** کہ امیر المؤمنین جیسے بڑے اور سخی لوگ سیاہ اور سفید گھوڑوں پر سوار کرتے ہیں تب حجاج نے کہا **ادھم** میری مراد حدید (لوہے کی سولی) ہے اس پر قبعثری نے کہا کہ اس گھوڑے کا حدید (تیز فہم و تیز رفتار) ہونا تو بہتر ہے۔ کند ذہن و سست رفتار کے مقابلے میں دیکھیے اس گفتگو میں قبعثری نے حجاج کے کلام **الادھم** بمعنیٰ سولی کو **الادھم** بمعنیٰ الفرس الاسود پر اور حدید بمعنیٰ لوہے کو حدید بمعنیٰ تیز فہم پر محمول کر کے ایسا جواب دیا ہے کہ جس کا حجاج خیال نہیں کرتا تھا اور اس طرح کے تصور و انتظار کے برعکس جواب دے کر یہ بتلایا کہ اے بادشاہ آپ کی شایان شان تو یہی معنیٰ ہے جو میں سمجھتا ہوں اور آپ کا تو رعایا کے ساتھ عفو و درگذر اور انعام و احسان کا معاملہ ہونا چاہئے، نہ کہ کسی کو سولی پر چڑھا کر یا کسی کے پیر میں بیڑی ڈال کر سزا دینے کا۔ واضح ہو کہ **الادھم** کا معنیٰ الحدید (سولی) دوسرا معنی چتکبرا گھوڑا۔ اسی طرح الحدید کا ایک معنیٰ لوہا اور دوسرا معنیٰ تیز فہم ہے، حجاج نے دونوں میں سے پہلا معنی اور قبعثری نے دوسرا معنی مراد لیا ہے۔ یہ اسلوب حکیم کی نوع اوّل ہے۔

اسلوب حکیم کی نوع ثانی **تلقی السائل بغیر ما یطلبه** کا طریقہ یہ ہے کہ سائل کی جانب سے کئے گئے سوال کو کسی ایسے دوسرے سوال کے جواب میں اتارا جائے کہ جو اس سائل کے حال کیلئے زیادہ مناسب ہو۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان **یسئلونك عن الاھلّة قل ھی مواقیت للناس و الحجّ** (اے پیغمبر ﷺ آپ سے صحابہ رضی اللہ عنہم سوال کرتے ہیں نئے چاند کے حال کے بارے میں آپ کہہ دیجئے کہ یہ اوقات مقررہ ہیں لوگوں کے واسطے اور حج کے واسطے) دراصل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا سوال چاند کی صورت کے بدلتے رہنے اور اس کی مقدار کے گھٹتے بڑھتے رہنے کی وجہ اور علت کے بارے میں تھا۔ مگر اللہ کی جانب سے اس کا فلسفہ اور سائنس بتانے کی بجائے اس کی زیادتی اور گھٹتے بڑھتے رہنے پر مرتب ہونے والی علت اور حکمت کے بارے میں جواب آیا اور کہا گیا کہ اُن سے کہہ دو کہ لوگوں کے معاملات اور عبادات مثل قرض، اجارہ، عدت، مدت حمل و رضاعت، روزہ زکوٰۃ وغیرہ کے اوقات ہر ایک کو بے تکلف معلوم ہو جاتے ہیں، بالخصوص حج، کہ روزے وغیرہ کی قضا تو ان کے غیر ایام میں ہوتی ہے۔ جبکہ حج کی تو قضاء بھی ایام مقررۂ حج کے سوا دوسرے ایام میں نہیں کر سکتے۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے اصل سوال جو ہلال کے گھٹتے بڑھتے رہنے کے فلسفہ و سائنس کے بارے میں کیا گیا تھا اس کو ایک دوسرے ہی سوال چاند کی کمی و زیادتی پر مرتب ہونے والے فائدے و حکمت کے درجے میں اتار دیا اور اس طرح اصل سوال کا جواب نہ دے کر اور نہ کیے گئے دوسرے سوال کا جواب دے کر اللہ تعالیٰ نے اس بات پر متنبہ کیا کہ آپ کو یہ دوسرا سوال کرنا چاہئے تھا جس کا ہم نے جواب دیا۔ نہ وہ جو تم نے کیا اور جس کا جواب ہم نے نہیں دیا۔ کیونکہ آپ کے لائق اور مناسب حال یہی ہے کہ آپ اپنے کام اور فائدے اور اپنے دین و عبادت سے متعلق سوال کریں۔

الشق الثانی.....**اَلّا یَجُوْزُ اِمَّا اَنْ یَکُوْنَ بِتَضَمُّنِ الْعِبَارَةِ الْقَصِیْرَةِ مَعَانِیَ کَثِیْرَةً وَ اِمَّا اَنْ یَکُوْنَ بِحَذْفِ کَلِمَةٍ اَوْ جُمْلَةٍ اَوْ اَکْثَرَ مَعَ قَرِیْنَةٍ تُعَیِّنُ الْمَحْذُوْفَ۔** عبارت پر اعراب لگائیے۔ عبارت کا ترجمہ کیجئے۔ ایجاز کی تعریف تحریر کیجئے۔ عبارت میں ایجاز کی جو اقسام بیان کی گئی ہیں ان اقسام کو مثالوں کی روشنی میں بیان کیجئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) ایجاز کی تعریف (۴) ایجاز کی اقسام مع امثلہ۔

جواب..... ❶ عبارت پر اعراب:۔ **کما مرّ فی السوال آنفا۔**

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ ایجاز کبھی تو مختصر عبارت کے اپنے اندر معانی کثیرہ کو متضمن و شامل ہونے کی شکل میں ہوتا ہے، اور کبھی ایجاز ایک کلمہ یا ایک جملہ یا زیادہ جملوں کو کسی ایسے قرینے کی موجودگی میں حذف کرنے سے ہوتا ہے جو محذوف کو متعین کرے۔

❸ ایجاز کی تعریف:۔ ایجاز اپنے مافی الضمیر کی تعبیر اور اس کی عکاسی کا وہ طریقہ ہے جس میں معنی مرادی زیادہ اور اس کی ادائیگی و ترجمانی کرنے والی عبارت کم ہو البتہ اس ناقص عبارت میں بھی غرضِ متکلم پورے طور پر ادا ہو رہی ہو۔

0313 6367913 maktabazakariyamultan@gmail.com

④ ایجاز کی اقسام مع امثلہ:۔ ایجاز کی دو قسمیں ہیں: ① ایجازِ قصر: ایجازِ قصر اس طریقۂ تعبیر کو کہتے ہیں جس کی عبارت کے الفاظ تو کم ہوں مگر معانی بہت زیادہ ہوں اور اس عبارت سے کسی لفظ کو حذف نہ کیا گیا ہو۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان **ولکم فی القصاص حیٰوۃ** (اور تمہارے لئے اے عقلمند وقصاص (مقتولوں میں برابری کرنے میں) بڑی زندگی ہے) دیکھئے یہ آیت کریمہ بلاغت کے اعلیٰ درجہ پر متمکن ہے کیونکہ اس کے الفاظ اگرچہ قلیل ہیں مگر اس میں کثیر معانی مضمر ہیں اور اس میں شریعت کا ایک ایسا بڑا راز مضمر ہے جس پر انسانی معاشرے کی دنیوی اور اخروی سعادت کا دارومدار ہے اور وہ راز یہ ہے کہ حکم قصاص ظاہری نظر میں اگرچہ بھاری معلوم ہوتا ہے لیکن عقلمند سمجھ سکتے ہیں کہ یہ حکم بڑی زندگانی کا سبب ہے، کیونکہ قصاص کے خوف سے ہر کوئی کسی دوسرے کو قتل کرنے سے رکے گا تو قاتل ومقتول دونوں کی جان محفوظ رہے گی۔

② ایجاز حذف: وہ طریقۂ تعبیر جس میں سے کوئی ایک کلمہ یا پورا جملہ یا کئی ایک جملے حذف کئے گئے ہوں۔ ایک کلمہ کو حذف کرنے کی مثال امرؤالقیس کا شعر ہے۔ **فَقُلْتُ يَمِيْنَ اللّٰهِ اَبْرَحُ قَاعِدًا وَلَوْ قَطَّعُوْا رَأْسِیْ لَدَيْكَ وَاَوْصَالِی**

(پھر میں نے کہا: قسم بخدا! میں تیرے پاس برابر بیٹھا رہوں گا اگرچہ وہ میرے سر اور ایک ایک عضو کو کاٹ دیں)

اس مثال میں ابرح سے قبل لا کو حذف کیا گیا ہے یعنی یہ ایک فعل ناقص ہے جو ماضی میں مابرح اور مضارع میں لایبرح ہوتا ہے۔

ایک جملہ کو حذف کرنے کی مثال فرمانِ باری ہے **وان یکذبوك فقد کذبت رسل من قبلك** اس مثال میں ایک جملہ یعنی **تأسّ** محذوف ہے اور یہ کامل جملہ ہے کیونکہ فعل لازم میں فعل وفاعل مل کر جملہ تام ہوجاتا ہے اور ایک جملہ سے زائد جملوں کے حذف کی مثال فرمان باری ہے **فارسلون یوسف ایھاالصدیق** یعنی اے بادشاہ جیل خانہ میں آپ مجھے یوسف کے پاس بھیجو تا کہ میں ان سے آپ کے خواب کی تعبیر معلوم کروں چنانچہ انہوں نے اس ساقی کو اجازت دیدی، یہ شخص انکے پاس آیا اور عرض کی اے یوسف الخ.... دیکھئے اس فعل میں پانچ جملے محذوف ہیں اور وہ یہ ہیں: **لأستعبره الرؤیا، ففعلوا، فاتاه، فقال له**، اور "یا" جو **ادعو** کے قائم مقام ہے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۴ھ

الشق الاوّل.....**فَبَلَاغَةُ الْكَلَامِ مُطَابَقَتُهٗ لِمُقْتَضَى الْحَالِ مَعَ فَصَاحَتِهٖ وَ الْحَالُ وَيُسَمّٰى بِالْمَقَامِ هُوَ الْاَمْرُ الْحَامِلُ لِلْمُتَكَلِّمِ عَلٰى اَنْ يُّوْرِدَ عِبَارَتَهٗ عَلٰى صُوْرَةٍ مَّخْصُوْصَةٍ وَ الْمُقْتَضٰى وَ يُسَمَّى الْاِعْتِبَارُ الْمُنَاسِبُ هُوَ الصُّوْرَةُ الْمَخْصُوْصَةُ الَّتِیْ تُوْرَدُ عَلَيْهَا الْعِبَارَةُ۔** عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کیجئے، بلاغت کا لغوی اور اصطلاحی معنی بیان کیجئے، عبارت کی تشریح کرتے ہوئے حال اور مقتضی حال کو مثالوں کے ساتھ واضح کیجئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل چار امور ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) بلاغت کا لغوی واصطلاحی معنی (۴) حال ومقتضی حال کی تشریح مع امثلہ۔

جواب..... ① عبارت پر اعراب:۔ **کمامرّ فی السوال آنفا۔**

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

② عبارت کا ترجمہ:۔ کلام کی بلاغت وہ اس کا فصاحتِ کلام کے ساتھ حال کے تقاضے کے مطابق بھی ہونا ہے، اور حال جسے مقام بھی کہا جاتا ہے وہ ایک ایسی بات ہے جو متکلم کو اپنی کلام کسی مخصوص صورت میں لانے پر آمادہ کرے۔ اور مقتضی جسے اعتبارِ مناسب بھی کہا جاتا ہے وہ مخصوص صورت ہے جس کے مطابق عبارت کو لایا جاتا ہے۔

③ بلاغت کا لغوی واصطلاحی معنی:۔ بلاغت لغت میں پہنچنے اور رک جانے کو کہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے۔ **بَلَغَ فُلَانٌ مُرَادَهٗ** جبکہ کوئی اپنی مراد کو پہنچ جائے اور مراد کو پالے اور کہا جاتا ہے۔ **بَلَغَ الرَّكْبُ الْمَدِيْنَةَ** جبکہ قافلہ شہر تک اپنے سفر کی انتہا کرے اور وہاں جا کر رک جائے۔ اور اصطلاحی طور پر بلاغت کی دو اقسام ہیں ① بلاغتِ کلام ② بلاغتِ متکلم اور مستقل طور پر ان دو قسموں کے علاوہ بلاغت کی کوئی اصطلاحی تعریف نہیں ہے، اور بلاغتِ کلام یہ ہے کہ کلام فصیح ہونے کے ساتھ ساتھ حال کے مقتضی کے مطابق بھی ہو اور بلاغتِ متکلم وہ ملکہ وصلاحیت وقابلیت ہے جس کے ذریعہ متکلم کسی بھی غرض کیلئے کلام بلیغ کے ذریعہ اپنی مراد ودل کی بات کہہ سکے۔

④ حال ومقتضی حال کی تشریح مع امثلہ:۔ عبارت کا حاصل یہ ہے کہ کسی کلام کو اس وقت بلیغ کہا جاتا ہے جبکہ اوّل تو خود وہ کلام فصیح ہو اور مخل فصاحت کوئی سبب وعیب نہ پایا جائے۔ نیز وہ کلام حال کے تقاضے کے مناسب ومطابق بھی ہو جیسے کتاب کی مثال سمجھنے سے قبل ایک خارجی مثال قریب الی الفہم کرنے کیلئے یہ لیجئے کہ اگر تعزیت کے موقع پر کوئی مقرر، علم سائنس یا علم حساب یا منطق و فلسفہ کی دقیق باتیں اور ان کے رموز بیان کرے تو اگرچہ فی نفسہٖ وہ مضمون کتنا ہی صحیح وفصیح کیوں نہ ہو مگر وہ مقتضائے حال کے ساتھ میل نہیں کھاتا تو اس کلام کو آپ فصیح تو کہہ سکیں گے مگر بلیغ ہرگز نہیں، بلاغتِ کلام کی اس تعریف **مطابقته لمقتضى الحال** میں جو تین الفاظ وارد ہوئے ہیں پہلے ان کا معنیٰ معلوم کرلیں ان میں سے ایک لفظ حال ہے تو حال وموقع محل وغیرہ ایسی بات ہے جو متکلم کو اپنا کلام کسی مخصوص صورت میں لانے پر آمادہ کرے دوسرا لفظ مقتضا ہے اور وہ کلام کی وہ مخصوص صورت ہے جس کے مطابق کلام لانے کا تقاضا کیا گیا ہو اور تیسرا لفظ مطابقت ہے اور وہ کلام کا اس مخصوص صورت میں لے آنا مثلاً اگر کسی بڑے کی توقیر ومدح سرائی کرنی ہے تو اس امر اور مقام کا تقاضا یہ ہے کہ کلام میں اطناب اور درازی ہو نہ یہ کہ نہایت موجز کلام کرکے قصہ ختم کردیا جائے تو مدح کا امر اور مقام یہ حال ہے اور کلام کا مطنب کی صورت میں ہونا یہ تقاضا ہے۔ پہلی چیز یعنی مدح سرائی کرنا اس کو آپ امر، مقام یا مقتضی کہیں گے اور دوسری چیز یعنی کلام مطنب لانے کو مقتضا یا اعتبارِ مناسب کہیں گے اب اگر کوئی متکلم ان دونوں یعنی مقتضی اور مقتضا کے درمیان اپنے کلام مطنب کے ذریعے میل (موافقت) بھی کرادے تو ہم اسے مطابقت کہیں گے۔

الشق الثانی.....**اَمَّا الْاَمْرُ فَهُوَ طَلَبُ الْفِعْلِ عَلٰى وَجْهِ الْاِسْتِعْلَاءِ، لَهٗ اَرْبَعُ صِيَغٍ فِعْلُ الْاَمْرِ وَ الْمُضَارِعُ الْمَقْرُوْنُ بِاللَّامِ وَ اِسْمُ فِعْلِ الْاَمْرِ وَالْمَصْدَرُ النَّائِبِ عَنْ فِعْلِ الْاَمْرِ۔**

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کیجئے۔ امر کی تعریف کرتے ہوئے امر کے چار صیغے مثالوں کے ساتھ زیب قرطاس کیجئے۔ کبھی کبھی امر اپنے اصلی معنی کے علاوہ دوسرے معانی میں بھی استعمال ہوتا ہے جیسے دعاء، التماس، تمنی اور ارشاد۔ ان کو مثالوں کی روشنی میں تحریر کیجئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حاصل چار امور ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) امر کی تعریف وصیغے مع امثلہ (۴) امر کا مجازی معانی میں استعمال مع امثلہ۔

جواب.....① عبارت پر اعراب:۔ **كما مر فى السوال آنفا۔**

② عبارت کا ترجمہ:۔ امر پس وہ خود کو بڑا سمجھتے ہوئے کوئی کام کروانا ہے، اور اس کے چار صیغے ہیں، فعل امر، وہ فعل مضارع جس کے ساتھ لامِ امر لگا ہو، اسم فعل امر، وہ مصدر جو فعل امر کا نائب ہو۔

③ امر کی تعریف وصیغے مع امثلہ:۔ امر: خود کو بڑا سمجھتے ہوئے کوئی کام کروانا اور طلب کرنا۔

امر کے چار صیغے ہیں ① فعل امر جیسے **خذ الكتاب بقوة** ② مضارع جسکے ساتھ لام امر لگا ہوا ہو جیسے **لينفق ذو سعة من سعته** ③ اسم فعل امر جیسے **حى على الفلاح** ④ وہ مصدر جو فعل امر کا نائب ہو جیسے **سقيا فى الخير۔**

④ امر کا مجازی معانی میں استعمال مع امثلہ:۔ امر کے صیغے کبھی اپنے معنیٰ حقیقی یعنی طلب الفعل علیٰ وجہ الاستعلاء کو چھوڑ کر دوسرے مجازی معنوں میں بھی مستعمل ہوتے ہیں۔ یعنی صیغہ تو امر کا ہوتا ہے مگر معنیٰ طلب الفعل علی وجہ الاستعلاء کا نہیں ہوتا۔ بایں طور کہ سرے سے طلب فعل ہی نہیں ہوتا یا طلب فعل تو ہوتا ہے مگر استعلاء نہیں پایا جاتا یا استعلاء بھی ہوتا ہے مگر لزوم ووجوب نہیں پایا جاتا معنیٰ حقیقی سے تجاوز کرکے معنیٰ مجازی مراد لئے جانے کیلئے ایک شرط ہے کہ اس کلام کے سیاق وسباق اور موقعہ محل وغیرہ میں کوئی نہ کوئی قرینۂ لفظیہ یا عقلیہ پایا جائے۔ جب تک یہ قرائن نہ پائے جائیں ان صیغوں سے معنیٰ حقیقی ہی مراد ہوگا معنیٰ مجازی نہیں۔ مثلاً دعا کا معنیٰ جیسے **رب اوزعنى ان اشكر نعمتك** اے میرے پروردگار مجھے توفیق دے کہ تیری نعمتوں کا شکر ادا کروں۔

یہاں **اوزع** صیغۂ امر ہے مگر معنیٰ امر کا نہیں بلکہ دعا کا ہے کیونکہ اس کلام کا مضمون اور اس کے قائل حضرت سلیمان علیہ السلام پر نظر کرنے سے معلوم ہوگا کہ اس صیغہ سے طلب الفعل تو ہوا ہے مگر علیٰ وجہ الاستعلاء نہیں اور استعلاء کا معنیٰ متصور ہی نہیں ہوسکتا کہ ایک

نبی کبھی بھی اپنے کو خدا کے مقابل بڑا سمجھے اور مضمون میں اپنے مخاطب یعنی اللہ تعالیٰ کی ربوبیت اور اس کی نعمتوں کا اعتراف اور احسان مند بندہ ہونا ظاہر کر کے نعمتوں کی حق شناسی کی مزید توفیق مانگی گئی ہے۔

② التماس جیسے تیرا اپنے ہم عمر کو یوں کہنا **اَعْطِنِی الْکِتَابَ** مجھے کتاب دے۔ یہاں اعطنی امر کا صیغہ ہے مگر معنیٰ امر کا نہیں کیونکہ اگر چہ اس میں طلب فعل بھی ہے۔ مگر علیٰ وجہ الاستعلاء نہیں البتہ اس میں التماس کا معنیٰ ہے کیونکہ **اعطنی** کا مخاطب اس متکلم کا رفیق ہے اور جب کوئی رفیق اپنے رفیق سے کوئی کام طلب کرے تو اسے التماس کہا جائے گا۔

③ تمنی جیسے **الا ایها اللیل الطویل الا انجلی ، بصبح وما الاصباح منك بامثل۔**

اے لمبی رات تو جاتی کیوں نہیں کہ صبح آئے اور صبح بھی تیرے مقابلے میں بہتر تو ہے نہیں۔ یہاں بھی **الا انجلی** اگر چہ امر کا صیغہ ہے مگر معنیٰ امر کا نہیں کیونکہ شاعر امرء القیس کے مخاطب یعنی لیل سے فعل کو طلب کیا جانا ہی ممکن نہیں ہے اور یہ انجلاء لیل اور اس کے نتیجے میں وصال یار کا ہونا شاعر کی ایسی محبوب شئے ہے جس کے حصول کی یہ شاعر امید نہیں کرتا لہٰذا یہ تمنی کے مجازی معنیٰ میں ہوگا۔

④ ارشاد و نصیحت جیسے **اذا تداینتم بدین الیٰ اجل مسمّی فاکتبوه ولیکتب بینکم کاتب بالعدل** یہاں بھی **فاکتبوه** کا صیغہ اگر چہ امر کا ہے مگر معنیٰ امر کا نہیں کیونکہ جمیع دیار اسلام میں اکثر و بیشتر مسلمان ادھار کا لین دین بغیر کتابت و اشتہار کے کرتے ہیں اور اس طرح کیا جانا اس بات پر اجماع کہا جائے گا کہ یہ صیغہ اپنے حقیقی معنیٰ میں وارد نہیں ہوا ہے بلکہ اس بات کی تعلیم وارشاد کے لئے ہے کہ اگر اس طریقے پر عمل کیا جائے گا تو اس کا فائدہ مخلوق کو ان کی دنیا ہی میں مل جائے گا اور اس کے فاعل کو اخروی فائدہ نہیں ہوگا۔ الّا یہ کہ اس کی نیت امتثالِ امر کی ہو۔

⑤ تہدید جیسے **اعملوا ماشئتم** یہاں بھی **اعملوا** کا صیغہ امر کے حقیقی معنیٰ میں نہیں ہے کہ ملحدین فی الآیات کو چھوٹ دے دی گئی ہو کہ آیات اللہ میں الحاد و کجی تلاش کرتے رہو کیونکہ سچے کلام میں کجی تلاش کرنا امر مکروہ ہے جو اللہ کو ناپسند ہے اور ناپسندیدہ کام کا اللہ تعالیٰ حکم نہیں دے سکتا۔ جبکہ اسی آیت کا اگلا ٹکڑا **انه بما تعملون بصیر** اور **لا یخفون علینا** کا قرینہ بتا رہا ہے کہ ٹیڑھی چال چلنے والوں کو اللہ خوب جانتا ہے اور وہ اپنے اسی علم کے مطابق ان کو سزا دے گا۔ لہٰذا یہ تہدید کے مجازی معنیٰ میں ہو گا۔

ذلت واھانت کیلئے جیسے **کونوا حجارۃ او حدیدا** ۔ اباحت وجواز کیلئے جیسے **کلو اواشربوا** ۔ احسان جتلانے کیلئے جیسے **کلو اما رزقکم اللّٰه** ۔ اختیار دینے کیلئے جیسے **خذ هٰذا اوذاك** ۔ برابری بتلانے کیلئے جیسے **اصبروا اولا تصبروا** ۔ عزت دینے کیلئے جیسے **ادخلوها بسلام اٰمنین** ۔

﴿الورقة الخامسة : فی البلاغة﴾

﴿السوال الاول﴾ ۱۴۳۵ھ

الشق الاوّل..... **اِذَا اُرِیْدَ اِفَادَةُ السَّامِعِ حُکْمًا فَاَیُّ لَفْظٍ یَدُلُّ عَلٰی مَعْنًی فِیْهِ فَالْاَصْلُ ذِکْرُهٗ وَاَیُّ لَفْظٍ عُلِمَ مِنَ الْکَلَامِ لِدلالَةٍ بَاقِیْهِ عَلَیْهِ فَالْاَصْلُ حَذْفُهٗ وَاِذَا تَعَارَضَ هٰذَانِ الْاَصْلَانِ فَلَا یُعْدَلُ عَنْ مُقْتَضٰی احدهما اِلٰی مُقْتَضَی الْاٰخَرِ اِلَّا لِدَاعٍ۔**

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، عبارت کی تشریح کریں، دواعی حذف وذکر میں سے کم سے کم پانچ کو مثالوں کے ساتھ بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں پانچ امور مطلوب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) عبارت کی تشریح (۴) پانچ دواعیٔ حذف کا ذکر مع امثلہ (۵ دواعی ذکر کی وضاحت مع امثلہ۔

جواب..... ① عبارت پر اعراب:۔ **کما مرّ فی السوال آنفا ۔**

② عبارت کا ترجمہ:۔ جب سامع کو کسی حکم کا فائدہ پہنچانے کا ارادہ کیا جائے تو جو لفظ اپنے معنی پر دلالت کرے (اپنا معنی بتلائے)

تو اصل اس کا ذکر کرنا ہے اور جو لفظ کلام سے سمجھا جائے بوجہ بقیہ کلام کے اس پر دلالت کرنے کے تو اصل اس کا حذف کرنا ہے اور جب یہ دونوں اصل متعارض ہو گئے تو نہیں اعراض کیا جائے گا، ایک کے مقتضی سے دوسرے کے مقتضی کی طرف بغیر کسی داعی وسبب کے۔

❸ عبارت کی تشریح:۔ مذکورہ بالا عبارت دواعی ذکر وحذف کے بیان میں مقدمہ وتمہید ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ کسی بھی کلام میں مسند یا مسندالیہ یا مفعولات، متعلقات و دیگر قیودات کو ذکر کرنا یا حذف کرنا دونوں کی افادیت ہے۔ کوئی بھی فائدہ سے خالی نہیں۔ البتہ اس بات کا جاننا ضروری ہے کہ کس جگہ پر کس لفظ کو ذکر کیا جائے اور کسی لفظ کو حذف کیا جائے۔ تو اس بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ جو لفظ خود اپنے معنی پر دلالت کرے اس کا ذکر کرنا اصل ہے۔ اور جو لفظ بقیہ کلام کے اس پر دلالت کرنے کی وجہ سے کلام سے سمجھا جائے اس کا حذف کرنا اصل ہے۔ اور جب ذکر وحذف کے دونوں دواعی واسباب جمع ہو جائیں یا متعارض ہو جائیں تو پھر کسی داعی اور سبب کے بغیر ایک کے مقتضی سے دوسرے کے مقتضی کی طرف اعراض نہیں کیا جائے گا۔

❹ پانچ دواعیٔ حذف کا ذکر مع امثلہ:۔ ① حذف کا پہلا داعی وسبب **اخفاء الامر عن غیر المخاطب** ہے یعنی مخاطب کے علاوہ کسی دوسرے کو بات کا علم نہ ہو سکے جیسے **اقبل** (وہ آ گیا) آپ نے فاعل کو حذف کر دیا کہ مخاطب کو تو معلوم ہے کہ کسی نے آنا تھا، البتہ دیگر لوگوں پر بات مخفی رہ گئی۔

② حذف کا دوسرا داعی وسبب **تاتی الانکار عند الحاجة** ہے یعنی بوقتِ ضرورت انکار کی گنجائش باقی رہے جیسے کسی کا مجلس میں ذکر ہو رہا تھا آپ نے کہا **لئیم خسلیس** (وہ کمینہ وذلیل ہے) یہاں آپ نے مبتدا کو حذف کر دیا کہ اگر اس شخص کو علم ہو جائے تو آپ یہ کہہ سکیں کہ میں نے آپ کا نام ہی نہیں لیا تھا تو یہاں انکار کی گنجائش کی وجہ سے مبتدا کو حذف کر دیا گیا۔

③ حذف کا تیسرا داعی وسبب **تنبیہ علی تعیین المحذوف** ہے یعنی محذوف کے متعین ہونے کی وجہ سے اسے حذف کر دیا جاتا ہے جیسے **خالق کل شیئ** (وہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے) یہاں پر لفظ اللہ کو حذف کر دیا کہ ہر شخص جانتا ہے کہ کل کائنات کا خالق اللہ ہی ہے گویا خالق متعین ہے۔ ④ حذف کا چوتھا داعی وسبب **اختبار تنبہ السامع** ہے یعنی سامع کی عقل کے امتحان وآزمائش کیلئے بھی لفظ کو حذف کر دیا جاتا ہے جیسے **نورہ مستفاد من نور المشمس وواسطة عقد الکواکب** (اس کا نور سورج کے نور سے حاصل شدہ ہے اور وہ موتیوں کی لڑی کا درمیانی بڑا موتی ہے) یہاں پر مبتدا **القمر** کو حذف کر دیا اور خبر کو ذکر کر دیا کہ مخاطب میں کچھ عقل وسمجھ ہے یا نہیں، اسکو کچھ پتہ چلتا ہے یا نہیں، تو آپ نے اس آزمائش وامتحان کیلئے مبتدا **القمر** کو حذف کر دیا۔

⑤ حذف کا پانچواں داعی وسبب **ضیق المقام** ہے یعنی مقام اور وقت کی نزاکت وتنگی کی وجہ سے بھی لفظ کو حذف کر دیا جاتا ہے جیسے **قال لی کیف انت قلت علیل** (اس نے کہا تیرا کیا حال ہے؟ میں نے کہا کہ بیمار ہوں) یہاں پر "**علیل**" کا مبتدا **انا** محذوف ہے کیونکہ یہاں پر متکلم بیمار ہے اور وہ بات چیت پر بمشکل قادر ہے تو اس سے کسی نے پوچھا **کیف انت** تو متکلم نے **انا** کو حذف کرتے ہوئے صرف **علیل** کہہ دیا۔

0313 6657913 maktabazakariyamultan@gmail.com

❺ دواعی ذِکر کی وضاحت مع امثلہ:۔ ① ذِکر کا پہلا داعی وسبب وضاحت وپختگی ہے اور وضاحت اور پختگی سے مراد یہ ہے کہ اگر کسی کلام کے مخصوص لفظ کو ذکر نہ بھی کیا جائے تب بھی وہ کلام پختہ اور واضح ہو مگر اس مخصوص لفظ کو ذکر کرنے کی وجہ سے فائدہ یہ ہوگا کہ اس کی وضاحت اور پختگی میں مزید اضافہ ہو جائے گا جیسے **اولئك علیٰ هدیً من ربهم واولئك هم المفلحون** یہاں اگر دوسرا اولٰئک ذکر نہ کیا جاتا تو بھی اصل معنیٰ اور مراد تو حاصل ہو ہی جاتی کہ وہ لوگ من جانب اللہ ہدایت یافتہ ہیں اور وہ بامراد و کامیاب ہیں، دیکھئے یہ کلام واضح اور پختہ ہے مگر ایک اور **اولٰئك** داخل کر دیا گیا تو مزید پختگی آ گئی اور معنیٰ یہ ہو گیا کہ وہی لوگ من جانب اللہ ہدایت یافتہ ہیں۔ اور وہی لوگ بامراد وکامیاب ہیں کوئی اور نہیں یہاں مسندالیہ کو ذکر کیا گیا ہے۔

② ذکر کا دوسرا داعی یہ ہے کہ اگر بجائے ذکر کے اس لفظ کو حذف کیا جائے اور محذوف پر دلالت کرنے والا کوئی واضح وقوی قرینہ بھی موجود نہ ہو یا قرینہ تو واضح وقوی ہو مگر فہم سامع ضعیف وکمزور ہو۔ نتیجتاً اس کلام سے بجائے معنیٰ مرادی کے دوسرا معنیٰ غیر

مرادی کا وہم ہوسکتا ہو تو ایسی صورت میں اس لفظ کو ذکر کرنا ضروری ہوگا۔ جیسے مثلاً آپ اپنے مخاطب کے سامنے زید کے فضائل اور اس کی خوبیاں بیان کر رہے تھے اور اس درمیان کچھ ادھر اُدھر کی دوسری باتیں بھی ہوئیں یا اس ضمن میں کسی اور صاحب کا تذکرہ آ گیا اور زید کا تذکرہ کئے ہوئے کافی دیر بھی ہو چکی ہے، پھر آپ یوں کہیں **ھو نعم الصدیق** وہ کیا ہی خوب دوست ہے، تو ممکن ہے کہ آپ کا مخاطب مذکورہ بالا وجہوں میں سے کسی ایک کی وجہ سے ھو کی ضمیر کا مرجع کوئی دوسرا شخص سمجھ لے۔ مثلاً بجائے زید کے عمر یا بکر کو اچھا دوست سمجھ بیٹھے تو لہٰذا آپ کو ایسے موقع پر ھو کے مرجع یعنی زید کو ذکر کرنا ضروری ہوا اور آپ کو یوں کہنا چاہئے۔ **زید نعم الصدیق** یہاں ذکر کیا جانے والا لفظ زید ہے جو کلام میں مسند الیہ واقع ہوا ہے۔

③ ذکر کا تیسرا داعی یہ ہے کہ سامع کی غباوت اور کم عقلی پر اشارے کنائے کے طور پر چھیڑ اور چوٹ کرنا مقصود ہو، جیسے ایک غبی شخص نے کسی ذکی اور دانا آدمی سے یوں پوچھا کہ (**ماذا قال عمرو**) عمرو نے کیا کہا؟ اب ظاہر ہے جواب میں صرف **قال کذا** کہنا چاہئے تھا مگر اس کی بجائے جس مسئول عنہٗ کا نام سوال میں آ چکا تھا اسے اپنے جواب (**عمرو قال کذا**) میں مکرر ذکر کے اس غبی مخاطب پر لطیف پیرائے میں چوٹ کر دی ہے۔ کہ اے میرے مخاطب تو اس قدر کم عقل اور زود نسیان ہے کہ تو سوال کر کے خود اپنا مسئول عنہٗ بھول گیا ہوگا اس لئے مجھے پورا جواب مسئول عنہٗ کے تسمیہ کے ساتھ ذکر کرنا پڑا، تا کہ تیرے ذہول ونسیان کا تدارک ہو سکے، یہاں ذکر کیا جانے والا لفظ عمرو ہے جو کلام میں مسند الیہ واقع ہو رہا ہے۔

④ ذکر کا چوتھا داعی سامع کیلئے کلام کو اسقدر محکم و پختہ کرنا ہوتا ہے کہ جس سے اس سامع کو بجز اعتراف واقرار کے کوئی چارہ کار نہ ہو اور انکار و رد کی کوئی گنجائش نہ رہے، جیسے اگر زید نے عمرو سے ایک ہزار درہم کا قرض لیا تھا اور اس کا کچھ لوگوں کی موجودگی میں اقرار واعتراف بھی کر چکا تھا کہ میں نے عمرو سے ایک ہزار درہم بطور قرض لئے تھے مگر کچھ دنوں بعد قرض خواہ عمرو نے مقروض زید سے اپنا قرضہ طلب کیا تو وہ منکر ہو گیا اور دینے سے انکار کر دیا۔ اب معاملہ عدالت میں پہنچا اور بقاعدہ **البینة علی المدعی والیمین علیٰ من انکر** عمرو مدعی سے گواہ طلب کیا گیا اور اس نے گواہ پیش کر دیا اب اس گواہ سے حاکم وقاضی عدالتی وقانونی زبان میں سوال کرتے ہوئے یوں پوچھے گا کہ **ھل اقرزید ھٰذا بان علیه الف درھم** تو اس کے جواب میں زیرک وہوشیار شاہد نے یوں کہا **نعم زید ھٰذا اقربان علیه الف درھم** دیکھئے اگر یہ شاہد صرف **نعم** کہتا یا **نعم ھو اقربان علیه الف درھم** کہتا تب بھی بات درست اور مراد حاصل ہو جاتی مگر ان دونوں صورتوں میں کبھی کسی دوسرے وقت مدعیٰ علیہ زید کچھ حیلے اور تاویلات بعیدہ کر سکتا تھا کہ اس شاہد نے فلاں دن بوقت شہادت جو بیان دیا تھا وہ سچا تو ہے مگر اس نے میرا نام زید نہیں لیا یا ھو سے مراد میں نہیں بلکہ کوئی دوسرا شخص کسی اور نام کا یا میرے ہی ہم نام کا نام لیا تھا، مگر اس سے مراد میں نہیں بلکہ فلاں زید بن فلاں مراد تھا، اس انکار کے موقعہ اور امکان کو ختم کرنے کے لئے اس شاہد نے زید ھذا کا لفظ بڑھا کر دوسرے سارے احتمالات کا دفعیہ کر دیا اور مقروض مدعیٰ علیہ زید کو پوری طرح اپنے شکنجے میں کس لیا۔

⑤ ذکر کا پانچواں داعی وسبب یہ ہے کہ کبھی کسی لفظ کو استعجاب وحیرت کے اظہار کے مقصد سے ذکر کیا جاتا ہے جبکہ اس کلام کا مضمون اور حکم نادر اور انوکھا ہو جیسے ایک شخص سے کسی نے پوچھا **ھل علیٌّ یقاوم الاسد** کیا علی شیر سے مقابلہ کر رہا ہے؟ تو مجیب نے جواب دیا **علّیٌ یقاوم الاسد** علی شیر سے مقابلہ کر رہا ہے۔ دیکھیے علی کا ذکر اسم ظاہر کی شکل میں سائل کے سوال میں آ چکا تھا اب مجیب کے لئے اتنا کہہ دینا ہی کافی تھا کہ **نعم یا نعم ھو یقاوم الاسد** مگر اس نے بجائے ضمیر کے اسم ظاہر لا کر اپنے تعجب کا اظہار کرنا چاہا ہے کہ ہاں بھائی صورت واقعہ اور حقیقت حال ایسی ہی ہے کہ علی ہی شیر سے نبرد آزما ہو رہا ہے۔ چاہے مجھے یا آپ کو کتنا ہی تعجب کیوں نہ ہو۔ یہاں بھی سابقہ مثالوں کی طرح ذکر کیا جانے والا لفظ کلام میں مسند الیہ واقع ہو رہا ہے۔

⑥ ذکر کا چھٹا داعی وسبب یہ ہے کہ کبھی کسی لفظ کے عظمت یا حقارت والے معنیٰ ظاہر کرنے کیلئے اس کو ذکر کیا جاتا ہے، مگر شرط یہ ہے کہ وہ لفظ عظمت یا حقارت کا مفہوم ومعنیٰ ادا کرنے والا بھی ہو، جیسے اگر کسی نے آپ سے یوں پوچھا **ھل رجع القائد** کیا امیر لشکر جہاد

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

سے فارغ ہو کر واپس آ گئے؟ اب اگر آپ کو نہ صرف ان کے آنے کی خبر دینا ہے بلکہ یہ بھی بتانا ہے کہ انہیں اس معرکے میں فتح ونصرت بھی حاصل ہوئی ہے اور آپ ان کی عظمت بیان کرنا چاہتے ہیں، تو آپ یوں جواب دیں گے **رجع المنصور** فتح یاب امیر لوٹے۔ دیکھئے یہاں اگر آپ اپنے جواب میں صرف **نعم** کہتے **یانعم رجع یا نعم رجع الامیر** کہتے تو بھی آپ کیلئے درست تھا کیونکہ سوال میں تو اسم ظاہر آ ہی چکا ہے۔ اب اس کیلئے ضمیر لانا چاہئے تھا یا اسی اسم ظاہر کو دوبارہ لے آتے تب بھی صحیح تھا مگر ان صورتوں میں صرف واپسی کا حکم بیان ہوتا اور اس حکم سے زائد امیر کی عظمت بتانے کا مقصد حاصل نہ ہوتا، اب آپ نے جو **المنصور** کی شکل میں اسم ظاہر ذکر کیا اس سے اصل حکم کے ساتھ ایک زائد معنیٰ تعظیم کا بھی ادا ہو گیا اس پر دوسری مثال **رجع المهزوم** کو بھی قیاس کر لیجئے جو تحقیر کا معنیٰ ادا کرتی ہے، ان دونوں مثالوں میں ذکر کیا جانے والا لفظ **المنصور** اور **المهزوم** ہے جو ان مثالوں میں مسند الیہ واقع ہو رہے ہیں۔

الشق الثانی..... مندرجہ ذیل اصطلاحات کی وضاحت بطرز صاحبِ کتاب تحریر کریں۔ **ذکر الخاص بعد العام، ذکر العام بعدالخاص، الا یضاح بعد الابهام، التوشیح، الاعتراض، الایغال۔**

جواب..... مذکورہ اصطلاحات کی وضاحت:۔ **ذکرالخاص بعدالعام** یعنی پہلے عام کو ذکر کیا جائے پھر خاص کو لایا جائے جیسے **اجتهدوا فی د روسکم واللغة العربية** (اے بچو تم اپنے اسباق اور عربی زبان وادب کے سبق میں محنت کرو) دیکھئے اس مثال میں جب استاذ نے **اجتهدوا فی دروسکم** کہا تو دروس کے لفظ میں دیگر اسباق کے ساتھ نحو، صرف، عربی زبان وغیرہ پڑھائے جانے والے تمام اسباق بھی شامل تھے تاہم **اللغة العربيه** کا خاص لفظ بڑھا کر اپنے کلام کو مطنب کیا اور یہ بے فائدہ نہیں بلکہ اس طرح کر کے اس متکلم نے اس بات پر تنبیہ کر دی کہ عربی زبان کا سبق دوسرے اسباق کے مقابلے میں افضل ہے۔ حتی کہ یہ سبق اپنی فضیلت وخصوصیت کی وجہ سے ایک مستقل علیحدہ جنس ہو گئی ہے۔ جو اپنے ماسبق اسباق سے جدا ہے کیونکہ معطوف اور معطوف علیہ میں مغایرت ہوتی ہے۔ **ذکر العام بعد الخاص:** جیسے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان **رب اغفرلی ولوالدی ولمن دخل بیتی مؤمنا وللمؤمنین والمؤمنات** اس میں حضرت نوح علیہ السلام نے اپنا ذکر پہلے اصالۃً اور خصوصیت کے ساتھ فرمایا اور ظاہر ہے کہ آپ عام مؤمنین کے زمرے میں بھی تعمیماً شامل ہوں گے کیونکہ مؤمنین میں سے ایک فرد آپ بھی ہیں اس طرح دو مرتبہ آپ کا ذکر آیا اور اس کے نتیجے میں خاص کی اہمیت اور بقیہ افراد کے عموم کا فائدہ حاصل ہوا۔

ایضاح بعدالابهام: کبھی کلام میں اس طرح اطناب ہوتا ہے کہ پہلے ایک شیئ کو مبہم طور پر ذکر کیا جائے، بعد ازاں اس ابہام کا ازالہ کر کے وضاحت کی جائے، تاکہ ایک بات دو مرتبہ ذکر ہونے کی وجہ سے مخاطب کے ذہن میں پختہ ہو جائے اور دو مرتبہ اس طرح کہ اولاً **مجملا وابهامًا** اور دوسری مرتبہ **ایضاحًا وتفصیلاً** ذکر کیا جائے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے۔ **امدکم بما تعلمون امدکم بانعام وبنین** (اللہ نے تمہیں ایسی مدد سے نوازا جسے تم جانتے ہو اس نے تمہیں نوازا مویشیوں اور بیٹوں کے ذریعے) اس مثال میں انعام وبنین کا دو مرتبہ ذکر آیا۔ پہلی مرتبہ **ماتعلمون** کہہ کر اجمالی طور پر اور دوسری دفعہ وضاحت اور تفصیل کی صورت میں اور اس طرح کرنے کی وجہ سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مخاطبین کے دلوں میں اپنی نعمتوں کے امتنان کے مضمون کو پختہ کر دیا ہے۔

التوشیح: کبھی کسی کلام کے اخیر میں مثنیٰ کو لایا جائے پھر اسکی دو مفرد کے ذریعے تفسیر کی جائے۔ جیسے شاعر کا یہ شعر ہے۔

اَمْسِیْ واَصْبَحُ مِنْ تَذْکَارِکُمْ وَ صِبَا یَرْثِیْ لِیَ الْمُشْفِقَانِ الْاَهْلُ وَالْوَلَدُ۔

(میری صبح اور شام تیری یاد اور محبت میں ایسی گزرتی ہے کہ مجھ پر میرے دو مہربان رحم کھاتے ہیں۔ یعنی میری بیوی اور اولاد) اس مثال میں **المشفقان** مثنیٰ ہے جس کی تفسیر دو مفرد یعنی **الاهل والولد** نے کی ہے۔

الاعتراض: کسی ایک جملے کے بعض اجزاء یا معنوی اعتبار سے مربوط دو جملوں کے درمیان کسی ایک لفظ یا جملے کو داخل کیا جائے جس کا کوئی محل اعراب نہ ہو جیسے عوف بن محلم شیبانی کا شعر ہے: **اِنَّ الثَّمانِیْنَ وَبُلِّغْتَهَاقَدْ اَحْوَجَتْ سَمْعِیْ اِلیٰ تَرْجَمَانِ**

(میری اسّی سالہ عمر نے اللہ تعالیٰ تجھے بھی اتنی لمبی مدت عطا فرمائے میرے کان کو ایک ترجمان رکھنے پر مجبور کر دیا ہے) یہ مثال ایک

0313 6357913 mastahazakariyamultan@gmail.com

جملے کے اجزاء کے درمیان کسی ایک جملے کے داخل ہونے کی ہے اور وہ اس طرح کہ انّ حرف مشبہ بالفعل اور اسکے اسم وخبر سے بننے والے ایک جملے کے بیچ میں **وبلغتها** کا جملہ معترض ہوگیا ہے۔ اور دوسری مثال اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: **ويجعلون لله البنات سبحٰنه ولهم ما يشتهون** (اور کفار مکہ اللہ کیلئے بیٹیاں ٹھہراتے ہیں وہ اس سے منزّہ ومنزہ ہے اور اپنے لئے جو ان کا دل چاہے یعنی لڑکے) یہ مثال معنوی اعتبار سے مربوط دو جملوں کے درمیان کسی جملے کے معترض ہونے کی ہے۔ یعنی سبحانہ، کا جملہ باہم مربوط دو جملوں کے درمیان داخل ہوگیا ہے۔

الایغال: کلام کو کسی ایسے لفظ پر ختم کرنے کو کہتے ہیں جو کسی ایسی غرض کا فائدہ دے کہ اس کے بغیر بھی معنیٰ مکمل ہو رہا ہو جیسے خنساء رضی اللہ عنہا کا یہ شعر ہے: **وَإِنَّ صَخْرًا لَتَأْتَمُّ الْهُدَاةُ بِهِ ..... كَأَنَّهُ عَلَمٌ فِيْ رَأْسِهِ نَارٌ** (بیشک صخر (نامی میرے بھائی) کی پیروی کرتے ہیں رہبر لوگ بھی گویا کہ وہ ایک پہاڑ ہے جس کی چوٹی پر آگ جل رہی ہو) اس مثال میں عَلَم کا ذکر آیا ہے اور علم ایسے پہاڑ کو کہتے ہیں جس کی چوٹی پر آگ روشن ہو اور اگر اتنے پر اکتفاء کیا جاتا تو بھی مقصود تو پورے طور پر ادا ہو رہا تھا۔ مگر پھر بھی فی راسہ نار کہہ کر اس کے بھائی کی رہنمائی اور اضاءتِ نور کی صفت میں مبالغہ کی زیادتی کر دی ہے۔

﴿السوال الثانی﴾ ١٤٣٥ھ

الشق الاوّل..... نحن بما عندنا و انت بما عندك راض والرأی مختلف
والذی حارت البریة فیه حیوان مستحدث من جماد
ان الذین ترونهم اخوانكم یشفی غلیل صدررهم ان تصرعوا

مذکورہ اشعار کا سلیس ترجمہ کیجئے اور محل استشہاد کو واضح کیجئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں دو امر مطلوب ہیں (١) مذکورہ اشعار کا ترجمہ (٢) محل استشہاد کی وضاحت۔

جواب..... (١) مذکورہ اشعار کا ترجمہ:۔ ہم اپنی رائے سے راضی ہیں اور تو اپنی رائے پر خوش ہے، حالانکہ دونوں رائیں الگ الگ ہیں۔ اور وہ چیز جس میں کل مخلوق اختلاف کر رہی ہے وہ ایک ایسا جانور ہے جو مٹی سے پیدا ہونیوالا ہے۔ جن کو تم اپنا بھائی خیال کرتے ہو ان کے دلوں کی پیاس تو تب بجھے گی جب تم پچھاڑے جاؤ (یعنی تم پر مصیبت آئے)۔

(٢) محل استشہاد کی وضاحت:۔ پہلے شعر میں **نحن بما عندنا** کے بعد راضون کا لفظ حذف ہے اور اس پر قرینہ **عندك راض** کے الفاظ ہیں، یہ حذفِ لفظ کا ایک سبب نظم کے وزن یا نثر کے جملوں کے آخری حرف کی رعایت کرتے ہوئے کسی لفظ کو حذف کرنے کی مثال ہے۔ تو اگر اس شعر کے پہلے جملہ میں **راضون** کو ذکر کر دیتے تو وزنِ شعر باقی نہ رہتا۔

دوسرا شعر تقدیم وتاخیر کے اسباب میں سے تشویق یعنی مخاطب وسامع کو مقدم کردہ کلام کے ذریعہ مابعد والی کلام کی طرف شوق ورغبت دلانے کی مثال ہے۔ کہ اس میں شاعر نے پہلے مصرعہ کے ذریعہ لوگوں کو شوق دلا کر اپنی طرف متوجہ کیا کہ سب غور وفکر کر رہے ہیں کہ آخر کونسی ایسی چیز ہے جس میں ساری مخلوق متحیر وپریشان ہے اور باہم نزاع واختلاف کر رہی ہے، تو دوسرا مصرعہ لا کر اس شوق وپیاس کو بجھا دیا کہ وہ انسان کا اپنی قبروں کی بے جان مٹی سے دوبارہ زندہ ہونا ہے، اگر شاعر پہلے مصرعہ کو مؤخر اور دوسرے کو مقدم کر دیتا تو پھر یہ تشویق والا مقصد حاصل نہ ہوتا۔ تیسرا شعر اسم موصول کے استعمال کی مثال ہے کہ اسم موصول کبھی مخاطب کو اس کی غلطی پر متنبہ کرنے کے لئے بھی آتا ہے جیسا کہ اس شعر میں متکلم شاعر اپنے مخاطبین کو غلطی پر خبردار کر رہا ہے کہ تم دشمن کو دوست اور بدخواہ کو خیر خواہ سمجھ رہے ہو، اگر شاعر اسم موصول کی جگہ دشمنوں کے نام وغیرہ ذکر کرتا تو یہ فائدہ حاصل نہ ہوتا۔

الشق الثانی..... **فَفَصَاحَةُ الْكَلِمَةِ سَلَامَتُهَا مِنْ تَنَافُرِ الْحُرُوْفِ وَمُخَالَفَةِ الْقِيَاسِ وَ الْغَرَابَةِ فَتَنَافُرُ الْحُرُوْفِ وَصْفٌ فِي الْكَلِمَةِ يُوْجِبُ ثِقْلَهَا عَلَى اللِّسَانِ وَعُسْرُ النُّطْقِ بِهَا نَحْوُ الظَّشِّ لِلْمَوْضِعِ الْخَشِنِ وَ الْهَعْخَعُ لِنَبَاتٍ تَرْعَاهُ الْإِبِلُ وَ النُّقَاحُ لِلْمَاءِ الْعَذْبِ الصَّافِيْ وَالْمُسْتَشْزِرُ لِلْمَفْتُوْلِ۔**

0313 7357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

عبارت پر اعراب لگائیں۔فصاحت کی کتنی قسمیں ہیں۔تنافر حروف مخالفت قیاس اور غرابت کی تعریف کر کے مثالوں سے واضح کیجئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا خلاصہ تین امور ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) فصاحت کی اقسام (۴) تنافر حروف مخالفت قیاس، غرابت کی تعریف مع امثلہ۔

جواب ..... ❶ عبارت پر اعراب:۔ **كما مّرفي السوال آنفا۔**

❷ فصاحت کی اقسام:۔ فصاحت کا لغوی معنی ظاہر ہونا اور واضح ہونا ہے اور فصاحت کی تین اقسام ہیں اور ایسی کوئی جامع مانع تعریف نہیں ہے جو ان تمام اقسام کو شامل ہو۔ اسلئے اس کی تینوں قسموں کی تعریف ذکر کرتے ہیں تو فصاحت کی تین اقسام ہیں ① فصاحت الکلمہ: یہ ہے کہ کلمہ تنافرِ حروف مخالفتِ قیاسِ لغوی اور غرابت فی السمع سے محفوظ ہو، یعنی وہ کلمہ زبان پر ثقیل بھی نہ ہو۔علمِ صرف ولغت کے قواعد کے خلاف بھی نہ ہو اور اسکے معنی حقیقی کی طرف ذہن آسانی سے منتقل ہو جائے۔

② فصاحت الکلام: یہ ہے کہ کلام کلمات کے فصیح ہونے کے ساتھ ساتھ تنافرِ کلمات مجتمعہ اور ضعفِ تالیف اور تعقید سے خالی ہو یعنی اس کلام کے تمام کلمات فصیح ہوں اور اس میں ایسے کلمات بھی جمع نہ ہوں جن کا اجتماع زبان پر ادائیگی کو دشوار بنا دے اور وہ کلام مشہور نحوی قانون کے خلاف بھی نہ ہو اور لفظی ومعنوی پیچیدگی سے بھی وہ خالی ہو، جب یہ تمام باتیں پائی جائیں گی اس وقت وہ کلام فصیح ہوگی۔ ③ فصاحت المتکلم: جس متکلم میں یہ ملکہ یعنی صلاحیت وقابلیت ہو کہ وہ کسی بھی قسم کی غرض کو فصیح کلام کے ذریعہ ادا کر سکے تو اسے متکلمِ فصیح کہیں گے اور اس صلاحیت کو **فصاحت المتکلم** کہیں گے۔

❸ تنافر حروف، مخالفت قیاس، غرابت کی تعریف مع امثلہ:۔ تنافر حروف: تنافر یہ نفرت سے ماخوذ ہے۔یعنی ایک ہی کلمہ میں ایسے حروف جمع ہو جائیں جن کے اجتماع سے زبان پر ان کی ادائیگی اور تلفظ میں ثقل پیدا ہو جائے جیسے **ظشّ** (کھردری جگہ) **هعخع** (اونٹوں کی گھاس) اور **نقاخ** (صاف وشیریں پانی) **مستشزر** (بٹی ہوئی چیز) یہ ایسے کلمات ہیں کہ باذوق آدمی انہیں زبان پر ثقیل اور دشوار سمجھے گا۔لہٰذا یہ کلمات فصاحت سے خارج ہو گئے۔

مخالفتِ قیاس: کسی کلمہ میں علم صرف ولغت کے قوانین کی رعایت نہ کی گئی ہو بلکہ اس کی خلاف ورزی ہو گئی ہو۔جیسے متنبّی کے اس شعر میں۔ "**فَإِنْ يَكُ بَعْضُ النَّاسِ سَيْفاً لِدَوْلَةٍ .....فَفِي النَّاسِ بُوْقَاتٌ لَهَا وَطُبُوْلٌ**"

اس میں **بُوق** کی جمع **بُوقات** کی صورت میں جو لائی گئی ہے یہ خلافِ قیاس ہے کیونکہ شاعر نے بُوق کی جمع قلت لاتے وقت اسکے وزن **أَفْعَال** کی رعایت نہ کی اور ابواق نہ کہا حالانکہ یہاں شاعر جمع قلت ہی بتانا چاہتا ہے کیونکہ بعض الناس کا لفظ قلت پر دال ہے اور مخالفت قیاس کی دوسری مثال **مَوْدَدَة** ہے جو اس شعر میں ہے: **إِنَّ بَنِيَّ لَئَامٌ زَهْدَهُ مَالِيَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِنْ مَوْدَدَهْ**

یہ لفظ فک ادغام کی صورت میں شاعر نے استعمال کیا ہے حالانکہ علم صرف کے مشہور قاعدۂ مضاعف کے مطابق مَوَدَّة کہنا چاہئے تھا۔

غرابت فی السمع: ایسا کلمہ کہ اس کے معنیٰ حقیقی کی طرف ذہن آسانی اور سہولت سے منتقل نہ ہو کیونکہ لوگ اسے کثرت سے استعمال نہ کرتے ہوں اور نہ عموماً وہ لوگوں کے سننے میں آتا ہو نتیجتاً لغت کی بڑی کتابوں اور ڈکشنریوں کی طرف مراجعت کرنی پڑے جیسے **تكأ كأ** (جمع ہوا) **افرنقع** (لوٹا) **إطلخمّ** (دشوار ہوا) یہ تینوں وحشی اور غیر ظاہر المعنیٰ ہیں اور ان ہی معانی کو ادا کرنے کے لئے **اجتمع، انصرف، اشتد** کثیر الاستعمال اور واضح المعنیٰ ہیں۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۵ھ

الشق الاوّل .....**اَلْخَبَرُ إِمَّا اَنْ يَكُوْنَ جُمْلَةً فِعْلِيَّةً اَوْ اِسْمِيَّةً وَالْاُوْلٰى مَوْضُوْعَةٌ لِإِفَادَةِ الْحُدُوْثِ فِيْ زَمَنٍ مَخْصُوْصٍ مَعَ الْاِخْتِصَارِ وَقَدْ تُفِيْدُ الْاِسْتِمْرَارَ التَّجَدُّدِيَّ بِالْقَرَائِنِ اِذَا كَانَ الْفِعْلُ مُضَارِعًا كَقَوْلِ طَرِيْفٍ۔ "اَوَكُلَّمَا وَرَدَتْ عُكَاظَ قَبِيْلَةٌ .....بَعَثُوْا اِلَيَّ عَرِيْفَهُمْ يَتَوَسَّمُ"۔**

عبارت پر اعراب لگا کر اس کا ترجمہ کیجئے۔عبارت کی تشریح کیجئے۔فائدۃ الخبر اور لازم فائدۃ الخبر کیا ہیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) عبارت کی تشریح (۴) فائدۃ الخبر اور لازم فائدۃ الخبر کی تعریف۔

جواب..... (۱) عبارت پر اعراب:۔ **كما مّر في السوال آنفا۔**

(۲) عبارت کا ترجمہ:۔ جملہ خبریہ یا تو جملہ فعلیہ ہوگا یا جملہ اسمیہ، پھر پہلا (جملہ فعلیہ) اس غرض سے وضع کیا گیا ہے کہ وہ مختصر طور پر خاص زمانے میں کسی چیز کے ظاہر ہونے کا فائدہ دے اور کبھی استمرارِ تجدد کی کا فائدہ بھی دیتا ہے جبکہ فعل اس جملہ میں مضارع ہو جیسا کہ طریف شاعر کا قول "**اوكلما وردت الخ**" جب کبھی میلۂ عکاظ میں کوئی قبیلہ اترتا ہے تو وہ میری جانب اپنے نمائندے کو بھیجتے ہیں جو مجھے بار بار دیکھتا رہتا ہے اور میرے چہرے کو پہچاننے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔

(۳) عبارت کی تشریح:۔ اس عبارت میں جملہ خبریہ کی اقسام کا بیان ہے۔ جملہ خبریہ کی دو قسمیں ہیں: ایک جملہ فعلیہ اور دوسرا جملہ اسمیہ۔ پھر جملہ فعلیہ کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ جملہ فعلیہ اختصار کے ساتھ ماضی، حال، مستقبل میں سے کسی مخصوص زمانے میں حدوث و وقوع فعل کا فائدہ دینے کے لئے وضع کیا گیا ہے اس تعریف میں مع الاختصار کی قید **زيد قائم الآن يا زيد قائم امس يا زيد قائم غدا** جیسی مثالوں سے احتراز کرنے کیلئے بڑھائی گئی ہے۔ جہاں حدوث فی زمن مخصوص تو معلوم ہوتا ہے مگر ان میں "**قام زيد يا يقوم زيد**" جیسا اختصار نہیں ہے۔ البتہ کبھی قرائن کی موجودگی میں استمرارِ تجدد کی کا بھی فائدہ دیتا ہے، بشرطیکہ اس جملہ فعلیہ میں استعمال ہونے والا فعل صیغہ ماضی نہ ہو بلکہ مضارع ہو جیسے طریف کا یہ شعر: **اوكلما وردت عكاظ قبيلة، بعثوا الىّ عريفهم يتوسَّمُ۔**

دیکھئے اس شعر میں یتوسم ایک جملہ فعلیہ ہے، اس سے کوئی مخصوص زمانہ مراد نہیں بلکہ اس سے استمرارِ تجدد کی کا فائدہ حاصل ہوا ہے۔

(۴) فائدۃ الخبر اور لازم فائدۃ الخبر کی تعریف:۔ فائدۃ الخبر: اس خبر کو کہتے ہیں جس میں مخبر اپنی خبر کے ذریعہ مخاطب کو اس حکم کا فائدہ پہنچانا چاہتا ہے جو جملہ میں متضمن ہوتا ہے اور جس پر جملہ مشتمل ہوتا ہے۔ جیسے اگر ہم کہیں **حضرا لامير** امیر آ گئے تو اس خبر کے ذریعے ہم نے مخاطب کو امیر کے آنے کے حکم کا فائدہ پہنچا دیا اور آنے نہ آنے کے بارے میں مخاطب کی جہالت کو دور کر دیا۔ ہم اس حکم کو فائدۃ الخبر کا نام دیں گے۔ لازم فائدۃ الخبر: میں مخاطب کو اس بات کا فائدہ پہنچانا ہوتا ہے کہ مخاطب کی طرح متکلم بھی اس خبر سے واقف کار ہے۔ جیسے **انت حضرت امس** تو کل آیا۔ دیکھئے اس خبر کے ذریعے اس متکلم نے مخاطب کے لئے کوئی نئی بات نہیں بتائی اور اس کی کوئی جہالت دور نہیں کی بلکہ متکلم اس خبر سے پہلے ہی سے واقف کار ہے۔ کیونکہ وہ خود ہی تو آنے والا ہے۔ البتہ متکلم نے اپنی واقفیت بتلائی ہے، تو متکلم کے اس خبر سے واقف کار ہونے کو لازم فائدۃ الخبر کہیں گے۔

الشق الثانی.....**وَ اَمَّا النَّهْيُ فَهُوَطَلَبُ الْكَفِّ عَنِ الْفِعْلِ عَلٰى وَجْهِ الْاِسْتِعْلَاءِ وَ لَهٗ صِيْغَةٌ وَهِيَ الْمُضَارِعُ مَعَ لَا النَّاهِيَةِ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَقَدْ تُخْرَجُ صِيْغَتُهٗ عَنْ مَعْنَاهَا الْاَصْلِيِّ اِلٰى مَعَانٍ اُخْرٰى تُفْهَمُ مِنَ الْمَقَامِ وَ السِّيَاقِ۔** عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کیجئے، عبارت کی تشریح کرتے ہوئے مثالوں کو اس پر منطبق کیجئے۔ نہی کا صیغہ دوسرے معانی کیلئے بھی استعمال ہوتا ہے ان معانی کو مثالوں کے ساتھ قلمبند کیجئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل چار امور ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) عبارت کی تشریح مع امثلہ (۴) نہی کے صیغہ کا مجازی معانی میں استعمال۔

جواب..... (۱) عبارت پر اعراب:۔ **كما مرّ في السوال آنفا۔**

(۲) عبارت کا ترجمہ:۔ نہی، پس وہ خود کو بڑا سمجھتے ہوئے کام سے رکنے کو طلب کرنا ہے اور اس کا ایک صیغہ ہے اور وہ فعل مضارع بلائے نہی ہے، جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا قول "**ولا تفسدو ا في الارض بعد اصلاحها**" اور کبھی اس کا صیغہ اپنے اصلی معنی سے دوسرے مجازی معانی میں بھی مستعمل ہوتا ہے جو معانی مقام وسیاق سے سمجھے جاتے ہیں۔

③ عبارت کی تشریح مع امثلہ:۔ نہی کی تعریف کررہے ہیں کہ اپنے کو بڑا سمجھتے ہوئے کسی کام سے رکنے کو طلب کرنا اور اس کے لئے ایک صیغہ ہے اور وہ مضارع بالائے نہی ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ **ولا تفسدوا فی الارض بعد اصلاحها** اور زمین میں بعد اس کے کہ درستگی کردی گئی فساد مت پھیلاؤ اور کبھی صیغہ نہی بجائے اپنے اصلی وحقیقی معنیٰ کے دوسرے مجازی معانی میں بھی مستعمل ہوتے ہیں جو سیاق کلام اور قرائن احوال سے سمجھے جاتے ہیں۔

④ نہی کے صیغہ کا مجازی معانی میں استعمال:۔ ① دعا جیسے **لاتشمت بی الاعداء** مجھ پر دشمنوں کو مت ہنساؤ ② التماس جیسے تیرا اپنے برابر کے ساتھی کو یہ کہنا کہ **لاتبرح من المکان حتی ارجع الیك** تو یہاں سے نہ ہٹنا جب تک میں تیرے پاس لوٹ کے نہ آؤں ③ تمنی جیسے **یالیل طُلْ یا نوم زُلْ یاصبح قِفْ لاتطلع** اے رات لمبی ہوجا اے نیند اُڑ جا اے صبح ٹھہر جا مت نکل ④ تہدید یعنی ڈرانا، دھمکانا، جیسے تیرا اپنے نوکر کو یہ کہنا۔ **لا تطع امری** تو میری اطاعت نہ کر۔

﴿الورقة الخامسة : فی البلاغة﴾

﴿السوال الاول﴾ ۱۴۳۶ھ

الشق الاوّل.....**وَاَمَّا اِسْمُ الْاِشَارَةِ فَیُؤْتٰی بِهٖ اِذَا تَعَیَّنَ طَرِیْقًا لِّاَحْضَارِ مَعْنَاهُ کَقَوْلِكَ بِعْنِیْ هٰذَا مُشِیْرًا اِلٰی شَیْئٍ لَا تَعْرِفُ لَهٗ اِسْمًا وَلَا وَصْفًا اَمَّا اِذَا لَمْ یَتَعَیَّنْ طَرِیْقًا لِذَالِكَ فَیَکُوْنُ لِاَغْرَاضٍ اُخَرٰی کَاَظْهَارِ الْاِسْتِغْرَابِ ۔ "کَمْ عَاقِلٍ عَاقِلٍ اَعْیَتْ مَذَاهِبُهٗ.....وَجَاهِلٍ جَاهِلٍ تَلْقَاهُ مَرْزُوْقًا"**

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ اور تشریح کیجئے۔ اسم اشارہ کے مجازی اغراض میں استعمال کو مثالوں سے واضح کیجئے۔ اس بیت کے بعد جو بیت مذکور ہے اس کو ذکر کیجئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں پانچ امور مطلوب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) عبارت کی تشریح (۴) اسم اشارہ کا مجازی اغراض میں استعمال مع امثلہ (۵) مابعد والے بیت کی نشاندہی۔

جواب..... ① عبارت پر اعراب:۔ **کما مّر فی السوال آنفا۔**

② عبارت کا ترجمہ:۔ اسم اشارہ یہ اس وقت لایا جاتا ہے جب سامع کے ذہن میں اس کا معنیٰ حاضر کرنے اور تصور جمانے کیلئے بطور ایک طریق متعین ہوجائے۔ جیسے تیرا قول **بِعْنِی هٰذا** مجھے یہ چیز بیچ جبکہ تو اس چیز کے نام یا صفت سے واقف نہ ہو، بہ خلاف جب وہ بطور کسی ایک طریقے کے اس کیلئے متعین نہ ہو تو وہ دوسرے مقاصد واغراض کیلئے ہوگا۔ جیسے غرابت وندرت کا اظہار مقصود ہو جیسے **کم عاقل عاقل الخ** کتنے ہی کامل عقلمندوں کو ان کے کسبِ معاش کے طریقوں نے تھکا دیا اور کتنے ہی پکے جاہلوں کو تو خوشحال ومالدار پائے گا۔

③ عبارت کی تشریح:۔ معرفہ کی تیسری قسم اسم اشارہ ہے کلام میں اس کا استعمال اس وقت ہوتا ہے جبکہ ذہن سامع میں اس کا تصور جمانے کیلئے بحیثیت ایک طریقہ اور ذریعہ کے متعین ہوجائے یعنی اسکے علاوہ تعیین لفظ کا کوئی ذریعہ ممکن نہ ہو جیسے ایک شخص کوئی خاص چیز خریدنا چاہتا ہے۔ مگر اس کا نام، علَم، وصف وغیرہ کچھ جانتا نہیں ہے۔ اور کسی دکان پر وہ شیئ سامنے رکھی ہوئی اس نے دیکھ لی تو اب ظاہر ہے کہ وہ شخص اس شیئ کی جانب اشارہ کرکے ہی کہے گا۔ **بعنی هذا** یہ چیز مجھے بیچ دو یہ متکلم اس بائع کے ذہن میں اس شیئ کا معنیٰ اور تصور لانے کیلئے هذا کی جانب اس وجہ سے مجبور ہوا ہے کہ یہ ناواقف شخص اسکے علم اور دوسرے کسی وصف کو نہیں جانتا۔

اسم اشارہ کی اصلی اور حقیقی غرض تو یہی ہے کہ اسکے ذریعے سامع کے ذہن میں کسی شیئ کے تصور اور معنیٰ جمانے کیلئے بحیثیت ایک طریقے اور ذریعے کے متعین ہوجائے اور اسکے علاوہ کوئی دوسرا طریقہ ممکن نہ ہو۔ مگر کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہ بحیثیت ایک طریقے کے متعین نہیں ہوتا کہ اسم اشارہ لایا جائے تو ہی اس شیئ میں تعریف کا معنیٰ پیدا ہو اور سامع کے ذہن میں احضارِ معنیٰ ہو۔ بلکہ تعریف کے دوسرے طریقے بھی ممکن ومتصور ہوسکتے ہوں، تاہم جان بوجھ کر ان دوسرے طریقہائے تعریف کو استعمال نہ کیا جائے۔ ان صورتوں میں اسم اشارہ کے استعمال کی غرضیں دوسری ہوں گی۔ ان ہی اغراضِ مجازیہ کو آگے بیان کیا جارہا ہے۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

❹ اسم اشارہ کا مجازی اغراض میں استعمال مع امثلہ:۔ اسم اشارہ کے استعمال کی پہلی مجازی غرض کسی چیز کے انوکھے اور نادر ہونے کا اظہار ہوتا ہے، جیسے: **کم عاقل عاقل اعیت مذاهبه وجاهل جاهل تلقاه مرزوقا**

هٰذا الذی ترك الاوهام حائرة وصیر العالم النحریر زندیقا

(کتنے عقلمند ایسے ہیں جن کو کسبِ معاش نے پریشان کر رکھا ہے اور کتنے جاہل ہیں کہ تو ان کو غنی و مالدار دیکھے گا، اسی چیز نے عقلوں کو حیران کر رکھا ہے اور باکمال عالم کو کافر بنا دیا ہے)۔ اس شعر میں **هٰذا** اسم اشارہ کا استعمال مجازی معنی (اظہارِ استغراب) میں ہو رہا ہے یہ بڑی عجیب وغریب بات ہے کہ بڑے بڑے عقلمند لوگ غریب ومحتاج ہیں اور بالکل ان پڑھ وجاہل لوگ عیش وعشرت کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔

اسم اشارہ کے استعمال کی دوسری مجازی غرض مشار الیہ پر مکمل توجہ دینا اور اسے دوسرے ہم جنسوں سے ممتاز ونمایاں کرنا ہوتا ہے، جیسے فرزدق شاعر کا یہ شعر "**هٰذا الذی تعرف البطحاء وطاته .....والبیت یعرفه والحل والحرم**"

یہ وہ شخصیت ہیں جن کے نشاناتِ قدم کو بطحاء کی پتھریلی زمین پہچانتی ہے، بیت اللہ اور مقام حل وحرم بھی انہیں پہچانتے ہیں۔ اس شعر میں شاعر نے امام زین العابدین کا نام ذکر کرنے کی بجائے ان کی شان عالی پر سامعین کی پوری توجہ مرکوز کرنے اور انہیں دوسرے دنیاوی باعزت لوگوں سے ممتاز کرنے کے لئے **هذا** اسم اشارہ کو استعمال کیا ہے۔

اسم اشارہ کے استعمال کی تیسری مجازی غرض مشار الیہ کے قرب یا توسط یا بعد کے حال کو بیان کرنا ہوتا ہے جیسے **هذا یوسف** (یہ یوسف ہے) اور **ذالك ابراهیم** (وہ ابراہیم ہے) ان دونوں مثالوں میں **هٰذا وذالك** دونوں اسم اشارہ نے قرب اور بعد کے اعتبار سے اپنے مشار الیہ کے حال کو بیان کیا ہے۔

❺ مابعد والے بیت کی نشاندہی:۔ "**هذا الذی ترك الاوهام حائرة.....وصیّر العالم النحریر زندیقًا**"۔

الشق الثانی..... **وَضُعْفُ التَّالِیْفِ كَوْنُ الْكَلَامِ غَیْرَجَارٍ عَلَی الْقَانُوْنِ النَّحْوِیِّ الْمَشْهُوْرِ كَالْاِ ضْمَارِ قَبْلَ الذِّكْرِ لَفْظًا وَّرُتْبَةً فِیْ قَوْلِهٖ جَزٰی بَنُوْهُ اَبَا الْغَیْلَانِ عَنْ كِبَرٍ وَحُسْنِ فِعْلٍ كَمَا جُوْزِیَ سِنِمَّار۔**

عبارت پر اعراب لگا کر دلنشین تشریح کیجئے سنمار کون ہے، **اضمار قبل الذکر** کس صورت میں جائز ہے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کی تشریح (۳) سنمار کا تعارف (۴) **اضمار قبل الذکر** کے جواز کی صورت۔

جواب..... ❶ عبارت پر اعراب:۔ **کما مرّ فی السوال آنفا**۔

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ ضعفِ تالیف کلام کا مشہور قانونِ نحوی پر جاری نہ ہونا ہے جیسے لفظ اور رتبہ کے اعتبار سے لفظ (مرجع) کو ذکر کرنے سے پہلے اس کی ضمیر کو ذکر کرنا۔ جیسے شاعر کے اس شعر میں: (ترجمہ)

بدلہ دیا اس کے بیٹوں نے ابوالغیلان کو اس کے بڑھاپے اور حسنِ سلوک کا جیسا کہ سنمار انجینئر کو بدلہ دیا گیا۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

❸ عبارت کی تشریح:۔ اس عبارت میں ضعفِ تالیف کی تعریف کا ذکر ہے کہ ضعفِ تالیف مشہور نحوی قانون کی خلاف ورزی کو کہتے ہیں جیسے **اضمار قبل الذکر** (لفظاً ورتبۃً کسی مرجع کو ذکر کرنے سے پہلے ہی اس کی طرف ضمیر کو لوٹانا) جیسے شاعر کے اس شعر میں بنوہ کی ضمیر کا مرجع **ابا الغیلان** ہے جو کہ "جزی" فعل کا مفعول بہ ہے اور **ابا الغیلان** کا ذکر ماقبل میں نہیں گزرا۔ یہ اضمار قبل الذکر اگرچہ بعض نحات کے نزدیک جائز ہے۔ مگر جمہور نحات اس کو ناجائز ہی کہتے ہیں۔

❹ سنمار کا تعارف:۔ سنمار ایک انجینئر کا نام ہے، اس نے حیرہ کے بادشاہ نعمان کے لئے کوفہ میں خورنق نامی ایک عمدہ محل تعمیر کیا تھا، بادشاہ کو خطرہ ہوا کہ اگر یہ انسان زندہ رہا تو کسی دوسرے بادشاہ کے پاس جا کر اس کے لئے بھی اس کی مثل محل تعمیر کر سکتا ہے۔ اس صورت میں ہمارے اس محل کا امتیاز وخصوصیت باقی نہ رہے گی۔ لہٰذا بہتر یہ ہے کہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری کے قاعدہ سے اس شخص کو مار دیا جائے۔ چنانچہ اسے اسی محل کے اوپر سے نیچے پھینک دیا جس کے نتیجہ میں وہ بیچارہ ہلاک ہو گیا یہ سوئے مکافات میں

ضرب المثل کے طور پر مستعمل ہے۔

⑤ اضمار قبل الذکر کے جواز کی صورت:۔ عمدہ کا اضمار قبلِ ذکر جائز ہے بشرطیکہ اس کی تفسیر آگے آرہی ہو جیسے **قل هو الله احد**۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۶ھ

الشق الاوّل ..... **اَمَّا الضَّمِيْرُ فَيُؤْتٰى بِهٖ لِكَوْنِ الْمَقَامِ لِلتَّكَلُّمِ اَوِالْخِطَابِ اَوِ الْغَيْبَةِ مَعَ الْاِخْتِصَارِ نَحْوُ اَنَا رَجَوْتُكَ فِيْ هٰذَ الْاَمْرِ وَاَنْتَ وَعَدْتَنِيْ بِاِنْجَازِهٖ وَالْاَصْلُ فِي الْخِطَاب اَنْ يَكُوْنَ لِمُشَاهَدٍ مُعَيَّنٍ وَقَدْ يُخَاطَبُ غَيْرُ الْمُشَاهَدِ اِذَا كَانَ مُسْتَحْضَرًا فِي الْقَلْبِ نَحْوُ اِيَّاكَ نَعْبُدُ۔** عبارت پر اعراب لگا کر تشریح کیجئے۔

بتایئے کہ معرفہ کی قسموں میں سے علم کن کن فوائد کیلئے استعمال ہوتا ہے نیز اسم علم اور اسم ضمیر کے فوائد میں فرق واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾..... اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کی تشریح (۳) علم کے فوائد (۴) اسم علم اور اسم ضمیر کے فوائد میں فرق۔

جواب ..... ① عبارت پر اعراب:۔ **كما مّر في السوال آنفا**۔

② عبارت کی تشریح:۔ معرفہ کی تمام اقسام میں ضمیر کو سب سے اس لئے مقدم کیا گیا ہے کہ وہ اعرف المعارف ہے۔ اور ضمیر اس لئے لائی جاتی ہے کہ موقعہ تکلم یا خطاب یا غیبوبۃ کا ہوتا ہے اور اس میں اختصار کا فائدہ بھی ملحوظ رہتا ہے، کیونکہ جتنی ضمائر ہیں سب کی سب کم حروف والی ہیں برخلاف اگر علم وغیرہ لفظ کے ذریعے تکلم یا خطاب یا غیبوبۃ کا معنیٰ ادا کیا جائے تو اس میں اختصار کا فائدہ ملحوظ نہیں رہے گا مثلاً **عبدالرحمن يقول كذا يا امير المؤمنين يقول كذا** کے مقابلے میں **انا اقول كذا** میں یقیناً اختصار ہے، کیونکہ اگر انسانہ کہتا تو اس کو اپنا نام یا منصب وغیرہ ذکر کرنا پڑتا اور ظاہر ہے کہ بہت سے اعلام اور مناصب ایسے ہیں کہ ان میں حروف بہت ہوتے ہیں، ضمیر کی مثال میں **انا رجوتك في هٰذا الامر، وانت وعدتني بانجازه** کی صورت میں ایک ہی جامع جملہ پیش کیا گیا ہے جو تکلم، خطاب غیبوبۃ تینوں کیلئے کافی ہے۔

والاصل في الخطاب سے مصنفؒ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ضمیر خطاب کے استعمال میں اصل قاعدہ تو یہی ہے کہ اس متکلم کا مخاطب مشاہد ہو جسے دیکھا جائے اور وہ معین بھی ہو، مگر کبھی مجازی اعتبار سے غیر مشاہد شیئ کو بھی مخاطب بنایا جاتا ہے بشرطیکہ وہ قلب میں مستحضر ہو۔ جیسے **ایاك نعبد** کا مخاطب اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس ہے جو یقیناً ہماری ان دنیاوی آنکھوں سے مشاہد نہیں کہ اسے دیکھا جاسکے، تاہم اسے اس لئے مخاطب بنایا جاتا ہے کہ وہ ہمارے قلوب میں مستحضر ہے۔

③ **عَلَم** کے فوائد:۔ **عَلَم** کے استعمال کی اصل غرض تو یہ ہے کہ ذہن سامع میں کسی شیئ کا تصور اسکے مخصوص نام کے ذریعے جمایا جاوے۔ مگر کبھی اس علم کو ذکر کرنے کی غرض اس شیئ کی عظمت کو ظاہر کرنا ہوتا ہے جیسے **ركب سيف الدوله** (سیف الدولہ جنگ کے لئے سوار ہوگئے) یعنی اب دشمنوں کی خیر نہیں یہ لفظ خود ہی عظمت پر دلالت کرنے والا ہے کہ وہ حکومت وسلطنت کی سیفِ قاطع ہے۔ برخلاف اگر رکب الامیر کہا جاتا تو یہ فائدہ حاصل نہ ہوتا۔

کبھی اسمِ علم کو ذکر کرنے کی غرض کسی شیئ کی تحقیر واہانت ظاہر کرنا ہوتا ہے۔ جیسے **ذهب صخر** (صخر چلا گیا) اس لفظ میں کوئی عظمت نہیں بلکہ اس کا معنیٰ پتھر ہونے کی وجہ سے اس میں حقارت ہے کہ ایک معمولی گرا پڑا پتھر ہے اور پھر اس کے لئے ذھب کے اسناد کی نسبت کی گئی ہے جس سے اس کی اہانت اور واضح ہوگئی کہ وہ گیا گزرا ہوگیا۔

کبھی اسمِ علم کو ذکر کرنے کی غرض کسی مخصوص معنیٰ سے کنایہ کرنا ہوتا ہے جس کی وہ لفظ صلاحیت رکھتا ہو جیسے **تبت يدا ابي لهب** (ابولہب کے دونوں ہاتھ ہلاک ہوگئے) یعنی جہنمی شخص ہلاک ہوا یہاں ابولہب کہہ کر معہود شخص کے جہنمی ہونے سے کنایہ کیا گیا ہے۔ کیونکہ یہ لفظ اس کے جہنمی ہونے پر اس طرح دلالت کرتا ہے کہ لہب کا معنیٰ ہے شعلہ اور لفظ ''اب'' عربی زبان میں ہر اس شیئ

کو کہا جاتا ہے جس کا کسی دوسری شیئ کے ساتھ تلازم اور ملابست کا یعنی قریبی تعلق ہو۔اب ابولہب کا معنیٰ ہوگا ملابسِ شعلہ اور ملازمِ نار اور ملابسِ نار جو عرفی اعتبار سے جہنمی ہونے کا لازم ہے۔

❹ اسم علم اور اسم ضمیر کے فوائد میں فرق:۔ اسم ضمیر کو کلام میں ذکر کرنے کا فائدہ محض کلام میں اختصار کرنا ہوتا ہے، کہ اگر ضمیر کی بجائے اسم علم کے ذریعہ تکلم، خطاب یا غیبو بت والا معنی ادا کیا جائے تو کلام طویل ہو جاتی ہے حالانکہ کلام میں اختصار پسندیدہ ہے اور اسم علم کو کلام میں ذکر کرنے کا فائدہ یہ ہے کہ اسم علم کے ذریعہ کسی چیز کے تصور کو مخاطب کے ذہن میں اسکے خاص نام کیساتھ راسخ کر دیا جائے، اگر اسم علم کو ذکر نہ کیا جائے تو پھر مخاطب کے ذہن میں صحیح طور پر اسکا تصور ممکن نہ ہوگا۔

الشق الثانی..... **مَوَاضِعُ الْوَصْلِ بِالْوَاوِ وَ يَجِبُ الْوَصْلُ فِيْ مَوْضِعَيْنِ، اَلْاَوَّلُ اِذَا اتَّفَقَتِ الْجُمْلَتَانِ خَبَرًا أَوْ اِنْشَاءً وَ كَانَ بَيْنَهُمَا جِهَةٌ جَامِعَةٌ اَیْ مُنَاسَبَةٌ تَامَّةٌ وَلَمْ يَكُنْ مَانِعٌ مِنَ الْعَطْفِ**.....

عبارت پر اعراب لگائیے۔عبارت کا دلنشین ترجمہ کیجئے۔وصل اور فصل کی تعریف کی وضاحت کر کے مثالوں سے سمجھائیں۔ کتاب میں مذکورہ وصل کے مقامات تحریر کر کے مثالوں سے سمجھائیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور توجہ طلب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) وصل اور فصل کی تعریف مع امثلہ (۴) وصل کے مقامات مع امثلہ۔

جواب..... ❶ عبارت پر اعراب:۔**کما مرّ فی السوال آنفا** ۔

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ وصل بالواؤ کے مواضع، وصل کرنا دو جگہوں پر واجب ہے، پہلی جگہ وہ مقام ہے جہاں دو جملے خبریہ یا انشائیہ ہونے کے اعتبار سے متفق ہوں اور ان دونوں جملوں کے درمیان کوئی جامع جہت یا مناسبت تامہ پائی جائے اور مانع عطف کوئی سبب نہ پایا جائے۔

❸ وصل اور فصل کی تعریف:۔ وصل کہتے ہیں ایک جملے کا دوسرے جملے پر دس حروف عاطفہ میں سے کسی عاطف کے ذریعے عطف کرنے کو اور فصل عطف نہ کرنے کو کہتے ہیں۔

وصل کی مثال: **ان الابرار لفی نعیم وان الفجار لفی جحیم** ۔فصل کی مثال: **فمهل الكافرين امهلهم رويدا** ۔

❹ وصل کے مقامات مع امثلہ:۔ وصل بالواو کے مواقع: وصل کرنا دو جگہوں میں ضروری ہے:

پہلی جگہ وہ دونوں جملے خبریہ اور انشائیہ ہونے کے اعتبار سے متفق ہوں کہ دونوں خبریہ ہوں یا دونوں انشائیہ ہوں۔اور موانع عطف میں سے کوئی مانع بھی موجود نہ ہو پھر ان دونوں کے درمیان کوئی ایسی جہت جامعہ ومناسبتِ تامہ موجود ہو جو دونوں کو جمع کرنے والی ہو یعنی ان میں کامل مناسبت پائی جائے۔جہتِ جامعہ مناسبت تامہ سے مراد یہ ہے کہ ان دونوں جملوں میں کوئی ایسا امر پایا جائے جس کی وجہ سے عقل قوتِ مفکرہ میں ان دونوں کے اجتماع کا تقاضا کرے اور یہ اس وقت ہوتا ہے جب دونوں کے مسند اور مسندالیہ میں اتحاد، تماثل، تقابل یا تضایف پایا جائے۔جیسے "**ان الابرار لفی نعیم وان الفجار لفی جحیم**" یہ جملہ خبریہ کی مثال ہے کہ معطوف علیہ اور معطوف دونوں خبر کے اعتبار سے متفق ہیں اور ان دونوں میں مناسبت تامہ بھی پائی گئی ہے کہ ان دونوں کے مسندالیہ یعنی ابرار و فجار میں اسی طرح ان کے مسند یعنی نعیم وجحیم میں تقابل اور تضاد کی نسبت ہے اور ان دونوں جملوں میں کوئی مانع عطف نہیں پایا گیا۔جب یہ تینوں شرطیں پائی گئیں تو ان دونوں کے درمیان کلمہ واؤ کے ذریعے عطف کر دیا گیا۔

دوسری مثال **فليضحكوا قليلا وليبكوا كثيرا** یہ جملہ انشائیہ کی مثال ہے کہ معطوف علیہ اور معطوف دونوں انشاء کے اعتبار سے متفق ہیں اور ان میں بھی سابقہ مثال کی طرح مسندالیہ یعنی ہم ضمیر مذکر غائب اور اسی طرح ان کے مسند یعنی **ليضحكوا** اور **ليبكوا** میں تقابل اور تضاد کی نسبت ہے اور کوئی مانعِ عطف نہیں پایا گیا یہاں بھی تینوں شرطوں کی موجودگی کی وجہ سے کلمۂ واؤ کے ذریعے عطف کیا گیا ہے۔

دوسری جگہ یہ ہے کہ دونوں جملوں میں کمالِ انقطاع ہو کہ ایک خبریہ اور ایک انشائیہ ہو یا دونوں خبر اور انشاء ہونے کے اعتبار سے تو متفق ہوں مگر انمیں کوئی بھی معنوی مناسبت نہ ہو تو اگر ان دونوں میں وصل نہ کیا جائے اور فصل کیا جائے تو مرادِ متکلم اور مقصود

03135655913 maktabazakariyamultan@gmail.com

کلام کے خلاف معنیٰ کا وھم پیدا ہو جائے تو ایسے وقت میں بھی وصل کرنا ضروری ہوگا جیسے کسی نے آپ سے پوچھا **هَلْ بَرِئَ عَلِيٌّ مِنَ الْمَرَضِ** علی اپنی بیماری سے شفایاب ہوگیا اور آپ اس کا جواب نفی میں دینا چاہیں اور اس کے ساتھ ساتھ اس کی شفاء یابی کی دعاء بھی دینا چاہیں تو آپ یوں کہیں گے **لَا وَشَفَاهُ اللّٰه** وہ صحت یاب نہیں ہوا ہے اور اللہ اسے اچھا کر دے دیکھئے اس مثال میں دو جملے ہیں ایک جملہ لا کی صورت میں ہے یعنی کلمۂ "لا" جو جملہ خبریہ کے قائم مقام ہے۔ کیونکہ اس کی تقدیری عبارت **لَا بُرْءَ حَاصِلٌ لِعَلِيٍّ** ہے کہ علی کے لئے شفاء حاصل نہیں ہوئی اور دوسرا جملہ **شفاه اللّٰه** کی صورت میں جملہ انشائیہ ہے ان دونوں جملوں میں اس قسم کا تعلق ہے کہ اگر دونوں جملوں میں بجائے وصل کے فصل کیا جائے اور یوں کہا جائے **لَا شفاه اللّٰه** تو معنیٰ ہو جائے گا کہ اللہ اسے شفا نہ دے اور اس صورت میں مقصودِ متکلم کے خلاف معنیٰ ہو جائے گا۔ کیونکہ متکلم تو اسے دعاءِ خیر دینا چاہتا ہے اور یہاں اس کلام کا معنیٰ بد دعا ہو جائے گا۔ لہٰذا اس فہم سے بچنے کیلئے وصل یعنی عطف بالواو کرنا ضروری ہوگا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۶ھ

الشق الاوّل ..... **وَمِنْهَا التَّغْلِيْبُ وَهُوَ تَرْجِيْحُ اَحَدِ الشَّيْئَيْنِ عَلَى الْاٰخَرِ فِيْ اِطْلَاقٍ لَفْظِهٖ عَلَيْهِ كَتَغْلِيْبِ الْمُذَكَّرِ عَلَى الْمُؤَنَّثِ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَكَانَتْ مِنَ الْقَانِتِيْنَ وَمِنْهُ الْاَبَوَانِ لِلْاَبِ وَالْاُمِّ وَكَتَغْلِيْبِ الْمُذَكَّرِ وَالْاَخَفِّ عَلٰى غَيْرِهِمَا نَحْوُ الْقَمَرَيْنِ اَيِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ وَالْعُمَرَيْنِ اَیْ اَبُوْبَكْرٍ وَ عُمَرَ۔**

عبارت پر اعراب لگا کر اس کا واضح مطلب لکھئے۔

جواب ..... ❶ عبارت پر اعراب:۔ **كما مّر في السوال آنفا۔**

❷ عبارت کا مطلب:۔ اخراج الکلام علیٰ خلاف مقتضی الظاہر کی دسویں نوع تغلیب ہے۔ یعنی ایک شیئ کو دوسری شیئ پر راجح کر کے اس پر بھی اس پہلے لفظ کا اطلاق کیا جائے اور دوسری شیئ کو بھی وہی نام دیا جائے جو پہلی شیئ کا ہے۔ پھر تغلیب کی متعدد صورتیں ہیں ان میں سے ایک صورت یہ ہے کہ ایک ایسے مذکر لفظ کو مؤنث پر ترجیح دی جائے کہ ان دونوں کا مادہ اشتقاق ایک ہو البتہ دونوں کے صیغے اور ہیئت مختلف ہوں۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان **وكانت من القانتين** اور وہ مریم بنت عمران بندگی کرنے والوں میں سے تھی یعنی کامل مردوں کی طرح بندگی واطاعت میں ثابت قدم تھیں۔ اس مثال میں اصل لفظ تو قانتۃ تھا اور ظاہر کا تقاضا تو یہ تھا کہ **وكانت من القانتات** کہا جاتا ہے کیونکہ من تبعیضیہ کی وجہ سے حضرت مریم علیہا السلام بعض القانتات تھیں نہ کہ **بعض القانتين** مگر چونکہ وصفِ قنوت مذکر و مؤنث دونوں کو عام اور شامل ہے اور عبادت کرنے والے مرد بھی ہوتے ہیں اور عورتیں بھی تو ان میں سے بعض افراد مذکر اور بعض مؤنث ہوئے اور مرد بالعموم عقل، دین اور قوت کے لحاظ سے عورتوں کے مقابلے میں زیادہ کامل طور پر عبادت کرنے والے ہوتے ہیں۔ لہٰذا قانت کو قانتۃ پر غلبہ دے دیا گیا اور اس کیلئے جمع مذکر کا صیغہ قانتین لایا گیا اس مثال میں قانت اور قانتۃ دونوں کا مادۂ اشتقاق لفظ قنوت ہے اور ایک مذکر اور دوسرا مؤنث۔ اور کبھی تغلیب کی ایک صورت یہ ہوتی ہے کہ ایک ایسے مذکر لفظ کو مؤنث پر ترجیح دی جائے کہ ان دونوں کا مادۂ اشتقاق اور صیغہ اور ہیئت سب مختلف ہو۔ جیسے لفظ ابوان کہ دراصل ابٌ اور امٌ تھا اور دونوں کا مادۂ اشتقاق الگ الگ ہے۔ ایک کا الدّ اور دوسرے کا امومۃ ہے اور صورت وصیغہ بھی جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ مختلف ہیں کہ ایک کا ہمزہ مفتوح ہے اور دوسرے کا مضموم ہے اور ایک میں ہمزہ کے بعد باء ہے جبکہ دوسرے میں میم ہے اور تغلیب کی ایک صورت یہ ہے کہ ہم شکلوں میں سے ایک کو دوسرے پر ترجیح دی جائے، جن میں سے ایک مؤنث اور دوسرا مذکر ہو جیسے قمرین کہ دراصل قمر و شمس تھا اور یہ دونوں سیارے روشنی اور شکل و صورت میں ایک دوسرے کے مشابہ ہیں۔ پھر ان میں سے ایک یعنی قمر کو جو مذکر ہے دوسرے یعنی شمس پر جو مؤنث ہے غالب کر دیا گیا۔

اور تغلیب کی ایک صورت یہ ہے کہ اخف (ہلکے) کو غیر اخف پر ترجیح دی جائے۔ جیسے عمرین یعنی ابوبکرؓ و عمرؓ ان دونوں میں ثانی اوّل کے بالمقابل مفرد اور قلیل الحرفی ہونے کی وجہ سے زیادہ ہلکا ہے۔ لہٰذا اسے پہلے پر غالب کر دیا گیا۔

الشق الثانی..... وَمِنْهَا تَنْزِيْلُ غَيْرِ الْمُنْكِرِ مَنْزِلَةَ الْمُنْكِرِ اِذَالَاحَ عَلَيْهِ شَيْئٌ مِنْ عَلَامَاتِ الْاِنْكَارِ فَيُؤَكَّدُ لَهٗ نَحوُ.

جَاءَ شَقِيْقٌ عَارِضًا رُمْحَهٗ اِنَّ بَنِیْ عَمِّكَ فِيْهِمْ رِمَاحٌ

وَمِنْهَا تَنْزِيْلُ الْمُنْكِرِ اَوِالشَّاكِّ مَنْزِلَةَ الْخَالِیْ اِذَا كَانَ مَعَهٗ مِنَ الشَّوَاهِدِ مَااِذَا تَأَمَّلَهٗ زَالَ اِنْكَارُهٗ اَوْشَكُّهٗ كَقَوْلِكَ لِمَنْ يُنْكِرُ مَنْفَعَةَ الطِّبِّ اَوْيَشُكُّ فِيْهَا اَلطِّبُّ نَافِعٌ.

عبارت پر اعراب لگا کر دلنشین تشریح کیجئے۔ مذکورہ شعر کی ترکیب کیجئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کی تشریح (۳) شعر کی ترکیب

جواب..... ❶ عبارت پر اعراب:۔ **كما مّر فی السوال آنفا۔**

❷ عبارت کی تشریح:۔ اخراج الکلام علیٰ خلاف مقتضی الظاہر کی دوسری نوع تنزیل غیر المنکر منزلۃ المنکر ہے۔ یعنی غیر منکر مخاطب کو منکر تصور اور فرض کر لیا جائے، غیر منکر میں دو فرد شامل ہیں ایک خالی الذھن اور دوسرا متردد۔ ان دونوں کو منکر کے درجے میں اتارنے کیلئے شرط یہ ہے کہ اس مخاطب پر انکار کی علامتوں میں سے کوئی علامت نظر آ رہی ہو۔ اور پھر اس کے سامنے ایسا کلام لایا جائے جو منکر کیلئے لایا جاتا ہے۔ پہلے فرد یعنی خالی الذھن کو منکر کے درجے میں اتارنے کی مثال حجل بن نضلہ کا یہ شعر ہے:

جاء شقیق عارضا رمحه ان بنی عمك فیهم رماح

شقیق نامی شخص اپنے نیزے کو ران پر جانبِ عرض (چوڑائی) میں رکھ کر آیا تب میں نے اس سے کہا کہ بلاشبہ تیرے چچازاد بھائی نیزوں سے مسلح ہیں۔ شقیق کی ایک قبیلے کے ساتھ عداوت اور لڑائی تھی کہ ایک وقت شقیق کو اس شاعر نے گھوڑے پر سوار ہو کر اس حال میں آتے دیکھا کہ اس کا نیزہ مقابل سمت میں رخ کیا ہوا اور ہاتھ میں سیدھے سنبھالے ہوئے نہیں ہے بلکہ یوں ہی بے فکری کے ساتھ حسبِ عادت اپنی رانوں پر ٹیڑھا جانب عرض میں رکھا ہوا ہے نیزے کی اس طرح رکھنے کی علامت یہ بتا رہی ہے کہ اس سوار کو اپنے دشمنوں کے مسلح طور پر موجود ہونے کی اطلاع ہی نہیں ہے ورنہ وہ اس نیزے کو اپنے ہاتھوں میں لیکر جانب مقابل میں سیدھا تان کر تیار رہتا حالانکہ اسے خوب معلوم ہے کہ میرا دشمن قبیلہ مسلح اور چاق و چوبند ہے اور ان کے مسلح ہونے کا اسے انکار بھی نہیں ہے مگر علامتِ انکار کی وجہ سے اسے منکر سمجھ لیا گیا پھر منکر کیلئے لائی جانے والی خبر یعنی خبرِ انکاری لائی گئی اور انّ کے ذریعے اس خبر کو پختہ کیا گیا۔

غیر منکر کے دوسرے فرد یعنی مخاطب متردد کی مثال یہ ہے کہ ایک قیدی شخص جسے اس کی رہائی کے قریبی زمانے میں ہونے کی خبر دی گئی تھی، آپ سے مایوسانہ انداز میں پوچھ رہا ہے کہ کیا ہمارا چھٹکارا بھی ہو سکتا ہے، یہ شخص اگرچہ فی الواقع متردد اور شاک ہے مگر ابھی اس کے چہرے پر رہائی کے بارے میں مایوسی اور استبعاد کی کچھ ایسی کیفیت چھائی ہوئی ہے جس سے آپ نے تاڑ لیا کہ یہ قیدی (سائل) رہائی کے قریب ہونے کی خبر کا منکر ہے۔ اب ظاہر ہے کہ آپ اس کے لئے وجوبی تاکید والی انکاری خبر لائیں گے اور یوں کہیں گے۔ **ان الفرج بقریب** بے شک آپ کی رہائی نزدیک آ ہی چکی ہے۔ اس مثال میں انّ اور لام دونوں ادوات تاکید ہیں جن کے ذریعے کلام کو مؤکد کیا گیا ہے۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

اخراج الکلام علیٰ خلاف مقتضی الظاہر کی تیسری نوع تنزیل المنکر او الشاک منزلۃ الخالی ہے، یعنی منکر یا متردد کو خالی الذھن تصور کر لیا جائے بشرطیکہ اس مخاطب کے سامنے اس قدر دلائل و شواہد موجود ہوں کہ ان میں صرف غور کرے تو اس کا انکار و تردد و شک سب دور ہو جائے، جیسے کوئی شخص علم طب اور حکمت کے مفید و نفع بخش ہونے میں شک یا انکار کر رہا ہے تو آپ اسکے ساتھ زیادہ بحث و تمحیص نہیں کرینگے اور اس کے انکار و تردد کو زائل کرنے کیلئے دلائل نہیں لائیں گے بلکہ ایک سادہ ابتدائی خبر لا کر یوں کہیں گے کہ **الطب نافع** علم طب نفع بخش ہے۔ گویا آپ نے اس مخاطب منکر و شاک کو خالی الذھن تصور کر لیا۔

❷ شعر کی ترکیب:۔ **جاء** فعل **شقیق** ذوالحال **عارضا** صیغہ اسم فاعل مع فاعل **رمحه** مضاف و مضاف الیہ مل کر مفعول بہ، اسم فاعل اپنے فاعل و مفعول بہ سے مل کر شبہ جملہ ہو کر حال، ذوالحال و حال مل کر فاعل، فعل و فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

انّ حرف مشبہ بالفعل بنی مضاف عمّك مضاف ومضاف الیہ مل کر بنی کا مضاف الیہ ہوکر انّ کا اسم فیهم جار مجرور مل کر ثابت یا کائن کے متعلق ہوکر خبرِ مقدم اور رماح مبتدا مؤخر، مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر انّ کی خبر، انّ اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

﴿الورقة الخامسة : فی البلاغة﴾

﴿السوال الاول﴾ ۱۴۳۷ھ

الشق الاوّل..... اَلَا نُشَاءُ اِمَّا طَلَبِیٌّ اَوْ غَیْرُ طَلَبِیٍّ فَالطَّلَبِیُّ مَایَسْتَدْعِیْ مَطْلُوْبًا غَیْرَ حَاصِلٍ وَقْتَ الطَّلَبِ وَغَیْرُ الطَّلَبِیِّ مَالَیْسَ کَذَالِكَ وَالْاَوَّلُ یَکُوْنُ بِخَمْسَةِ اشیاءٍ۔

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کیجئے، عبارت کی تشریح کیجئے، انشاءِ طلبی پانچ امور کیلئے آتی ہے، ان پانچ امور کی تعریف ومثال ذکر کیجئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾..... اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) عبارت کی تشریح (۴) انشاءِ طلبی کے امور خمسہ کی تعریف مع امثلہ۔

جواب..... ❶ عبارت پر اعراب:۔ کما مرّ فی السوال آنفا۔

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ انشاء یا تو طلبی ہوگی یا غیر طلبی، طلبی وہ انشاء ہے جو کسی ایسے مطلوب کو چاہے جو بوقتِ طلب حاصل شدہ نہ ہو اور جس میں یہ بات نہ ہو وہ انشاء غیر طلبی ہے۔

❸ عبارت کی تشریح:۔ اس عبارت میں انشاء کی قسموں کو بیان کیا جارہا ہے کہ انشاء کی دو قسمیں ہیں:

① انشاء طلبی وہ کلام ہے جس کے ذریعے کوئی متکلم ایک ایسے مطلوب کو چاہے جو بوقت طلب غیر موجود ہو جیسے کہ اس کی آئندہ ذکر کی جانے والی پانچ اقسام پر ایک نظر ڈالنے سے معلوم ہوگا کہ امر کے ذریعے متکلم نے فعل کو اور نہی کے ذریعے کسی فعل سے رکنے کو اور استفہام کے ذریعے علم شیئ کو اور تمنی کے ذریعے شیئ محبوب کو اور نداء کے ذریعے منادیٰ کی توجہ کو طلب کیا ہے اور یہ پانچوں ایسی چیزیں ہیں کہ بوقت طلب موجود وحاصل نہ تھیں، بلکہ ان کو جملوں کے ذریعے چاہا اور طلب کیا گیا۔

② انشاء غیر طلبی وہ کلام ہے جس میں کسی ایسے مطلوب کو نہ چاہا جائے جو بوقت طلب غیر حاصل ہو۔

❹ انشاء طلبی کے امورِ خمسہ کی تعریف بمع امثلہ:۔ ① امر: فعل کو بطور استعلاء طلب کرنا (استعلاء کا معنیٰ یہ ہے کہ آمر اپنے آپ کو مخاطب کے مقابلے میں عالی رتبہ سمجھے خواہ وہ اصل میں عالی رتبہ ہو یا نہ ہو) جیسے خذِ الکتاب بقوة (کتاب کو مضبوطی سے پکڑ)۔

② نهی بطور استعلاء ترکِ فعل کے طلب کرنے کو کہتے ہیں۔ (طلبِ فعل کو روکنا نہیں ہے) اور اس کیلئے ایک ہی صیغہ مخصوص ہے اور وہ لائے نہی کیساتھ والا مضارع ہے جیسے ولاتفسدوا فی الارض بعد اصلاحها (فساد برپا نہ کرو زمین میں اسکی اصلاح کے بعد)

③ استفهام کسی چیز کے بارے میں حال دریافت کرنا اور اس کے ادوات (حروف) همزه، هل، ما، مَن، متی، ایان، کیف، این، انّیٰ، کم، اورانی ہیں۔ ④ تمنّی کسی ایسی محبوب چیز کے طلب کرنے کو کہتے ہیں جس کے حصول کی امید دو وجہوں سے نہ کی جاتی ہو ایک وجہ یہ کہ اس کا حصول محال ہوا اور دوسری وجہ یہ کہ اس کا وقوع خارج میں بعید ہو۔ پہلے کی مثال یہ شعر ہے:

الا لیت الشباب یعود یوما فَأُخْبِرَهٗ بِمَا فَعَلَ المشیب (کاش میری جوانی کسی روز لوٹ آتی تو میں اسے ان تمام جان گداز واقعات سے مطلع کرتا جو بڑھاپے نے میرے ساتھ برتے ہیں)۔ دوسرے کی مثال تنگ دست کا قول ہے: لیت لی الف دینار (کہ کاش میرے پاس ہزار دینار ہوتے)۔ ⑤ نداء یہ اقبال (مخاطب کی توجہ) کو ایسے حروف سے طلب کرنا ہے جو اَدْعُوْ (میں پکارتا ہوں) کے قائم مقام ہوں، نداء کے آٹھ حروف ہیں: یا، همزه، ای، آ، آی، ایا، هیا، وا جیسے یا عبدالله۔

الشق الثانی..... وَبَلَاغَةُ الْمُتَکَلِّمِ مَلَکَةٌ یَقْتَدِرُ بِهَا عَلَی التَّعْبِیْرِ عَنِ الْمَقْصُوْدِ بِکَلَامٍ بَلِیْغٍ فِیْ اَیِّ غَرَضٍ کَانَ

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، عبارت کی مختصر تشریح کریں۔ تنافر، مخالفت قیاس، ضعف تالیف، تعقید لفظی ومعنوی اور غرابت معلوم کرنے کے لئے کیا طریقے ہیں تفصیل سے بیان کریں۔

0313 6357913 makkahzakariyamultan@gmail.com

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) عبارت کی تشریح (۴) مذکورہ اشیاء کی معرفت کے طریقے۔

جواب..... ❶ عبارت پر اعراب:۔ **كما مّر في السوال آنفا۔**

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ متکلم کی بلاغت وہ ایسی صلاحیت وقابلیت ہے کہ اس کے ذریعہ متکلم کسی بھی غرض کے لئے کلامِ بلیغ کے ذریعہ مقصود کو ادا کرنے پر قادر ہو جائے۔

❸ عبارت کی تشریح:۔ کوئی متکلم اس وقت بلیغ کہا جاسکتا ہے جبکہ اس میں ایسی لیاقت وقابلیت موجود ہو کہ جس کی وجہ سے وہ کسی غرض ومقصد میں بلیغ کلام کے ذریعے اپنی مراد اور دل کی بات ظاہر کر سکے۔

❹ مذکورہ اشیاء کی معرفت کے طریقے:۔ تنافر کو ذوقِ سلیم سے، مخالفتِ قیاس لغوی کو علمِ صرف سے، ضعفِ تالیف اور تعقیدِ لفظی کو علمِ نحو سے، تعقیدِ معنوی کو علمِ بیان سے اور غرابت فی السمع کو کلامِ عرب کا بکثرت مطالعہ کرنے سے پہچانا جاتا ہے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۷ھ

الشق الاوّل..... **وَالثَّانِيَةُ مَوْضُوْعَةٌ لِمُجَرَّدِ ثُبُوْتِ الْمُسْنَدِ لِلْمُسْنَدِ اِلَيْهِ نَحْوُ الشَّمْسُ مُضِيْئَةٌ وَقَدْ تُفِيْدُ الْاِسْتِمْرَارَ بِالْقَرَائِنِ اِذَا لَمْ يَكُنْ فِيْ خَبَرِهَا فِعْلٌ نَحْوُ اَلْعِلْمُ نَافِعٌ ۔ وَالْاَصْلُ فِي الْخَبَرِ اَنْ يُّلْقٰى لِاِفَادَةِ الْمُخَاطَبِ الْحُكْمَ الَّذِيْ تَضَمَّنَتْهُ الْجُمْلَةُ ۔**

عبارت پر اعراب لگائیں۔ **الثانیہ** سے کیا مراد ہے؟ عبارت کی تشریح کرتے ہوئے بتائیں کہ **والاصل فی الخبر** سے کیا بتانا چاہتے ہیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) **الثانیہ** کی مراد (۳) عبارت کی تشریح (۴) **والاصل فی الخبر** سے غرضِ مصنف۔

جواب..... ❶ عبارت پر اعراب:۔ **كمامرّ في السوال آنفا۔**

❷ **الثانیہ** کی مراد:۔ خبر کا بیان چل رہا ہے کہ خبر یا تو جملہ فعلیہ ہوگی یا جملہ اسمیہ، جملہ فعلیہ کا بیان گزر چکا۔ **الثانية** سے مراد دوسرا جملہ یعنی جملہ اسمیہ ہے۔

❸ و ❹ عبارت کی تشریح اور **والاصل فی الخبر** سے غرضِ مصنف:۔ خبر کا بیان چل رہا ہے کہ خبر یا تو جملہ فعلیہ ہوگی یا جملہ اسمیہ، جملہ فعلیہ کا بیان گزر چکا۔ **الثانية** سے مراد دوسرا جملہ یعنی جملہ اسمیہ ہے جو محض مسند کو مسند الیہ کے لئے ثابت کرنے کے واسطے وضع ہوا ہے۔ جیسے کہ "**الشمس مضيئةٌ**" (سورج روشن ہے) اس میں اضاءت کو شمس کے لئے ثابت کیا گیا ہے جملہ فعلیہ کی طرح جملہ اسمیہ بھی قرائن کی موجودگی میں استمرارِ تجددی کا فائدہ دے گا، اور یہاں بھی ایک شرط ہے اور وہ یہ کہ اس جملہ کے مبتدا کی خبر میں اسم ہی آنا چاہئے نہ کہ کوئی فعل جیسے کہ "**العلم نافع**" (علم نفع بخش ہے) یعنی علم کی افادیت کوئی وقتی اور عارضی نہیں بلکہ استمراری ہے۔ اور خبر میں اصل یہ ہے کہ وہ اس لئے لائی جاتی ہے تاکہ مخاطب کو اس حکم کا فائدہ دے جس پر جملہ مشتمل ہے اور خبر اس کے علاوہ بھی متعدد اغراض کیلئے استعمال ہوتی ہے: ① کبھی خبر کو استرحام (طلبِ رحمت) کیلئے لایا جاتا ہے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اس دُعا میں **رب انی لما انزلت الیّ من خير فقير** (اے میرے پروردگار میں اس خیر کا جو تو میری طرف نازل کرے محتاج ہوں)

② اظہارِ ضعف یعنی کمزوری وضعیفی کے اظہار کیلئے جیسے حضرت زکریّا کی اس دُعا میں **رب انی وهن العظم منی واشتعل الرأس شيبا** (اے میرے پرودگار میری ہڈیاں کمزور ہوگئی ہیں اور میرے سر پر سفیدی پھیل گئی ہے)۔

③ اظہارِ تحسّر یعنی حسرت وافسوس کے اظہار کیلئے جیسے امرأۃ عمران کا یہ قول **رب انی وضعتها انثى** (اے میرے رب میں نے اس حمل کو بچی کی شکل میں جنا)۔ ④ اظہارِ فرحت وشماتت یعنی کسی آنے والی اچھی چیز پر خوشی اور کسی ناپسندیدہ چیز کے جانے پر خوشی کے اظہار کے لئے جیسے **جاء الحق وزهق الباطل** (حق آ گیا اور باطل نکل بھاگا)۔

0213 6357013 maktabazakariyamirpur@gmail.com

الشق الثانی.....مِنَ الْمَعْلُوْمِ اَنَّهٗ لَا یُمْکِنُ النُّطْقُ بِاَجْزَاءِ الْکَلَامِ دَفْعَةً وَاحِدَةً فَلَا بُدَّ مِنْ تَقْدِیْمِ بَعْضِ الْاَجْزَاءِ وَتَاخِیْرِ الْبَعْضِ وَلَیْسَ شَیْئٌ مِنْهَا فِیْ نَفْسِهٖ اَوْلٰی بِالتَّقْدِیْمِ مِنَ الْاٰخَرِ اِلَّا شْتِرَاکَ جَمِیْعِ الْاَلْفَاظِ مِنْ حَیْثُ هِیَ اَلْفَاظٌ فِیْ دَرَجَةِ الْاِعْتِبَارِ فَلَا بُدَّ مِنْ تَقْدِیْمِ هٰذَا عَلٰی ذَاکَ مِنْ دَاعٍ یُّوْجِبُهٗ ۔

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ وتشریح کیجئے۔ دواعی تقدیم میں سے کم ازکم چھ کو مثالوں کے ساتھ بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل چار امور ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) عبارت کی تشریح (۴) چھ دواعیِ تقدیم مع امثلہ۔

جواب..... ❶ عبارت پر اعراب:۔ **کما مرّ فی السوال آنفا۔**

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ یہ بدیہی امور میں سے ہے کہ کلام کے جمیع اجزاء کو ایک ہی دفعہ میں منہ سے نکالنا ایک غیر ممکن امر ہے، اس لئے ضروری ہے کہ بعض اجزاء بعض پر مقدم ہوں اور بعض پر مؤخر ہوں، نیز ان اجزاء میں سے کوئی جزء ایسا نہیں ہے جو کہ فی نفسہ دوسرے جز پر مقدم ہونے کا زیادہ حق رکھتا ہو۔ کیونکہ تمام الفاظ بحیثیت الفاظ ہونے کے درجہ اعتبار میں برابر ہیں لہٰذا ایک جز کا دوسرے جز پر مقدم ہونا ضروری ہے، کسی ایسے سبب سے جو تقدیم کو ضروری قرار دیتا ہو۔

❸ عبارت کی تشریح:۔ مندرجہ بالا فقرہ (**من المعلوم الخ**) اسباب تقدیم وتاخیر کے بیان کیلئے بطور تمہید ذکر کیا گیا ہے جس میں یہ کہا گیا ہے کہ کوئی شخص جب اپنے دل کی بات کو زبان پر لاکر اظہار کرنا چاہے تو اس پوری بات کو یکبارگی بیک جنبش زبان سے ادا کر دینا ہرگز ممکن نہیں ہے، لامحالہ اسکے دل کی بات (معنیٰ، مفہوم اور مضمون) کو جن کلمات کے مجموعہ کے ذریعے ادا کرے گا ان کے اجزاء کو باہم تقسیم کر کے ترتیب قائم کرنی ہوگی تب جا کے اس کا نطق وتلفظ ممکن ہو سکے گا اور ظاہر ہے کہ اس ترتیب میں کسی کلمہ کو نمبر ایک کسی کو نمبر دو کسی کو نمبر تین پر رکھے گا، نتیجتاً بعض کلمے مقدم ہونگے اور بعض مؤخر اب آگے سوال یہ ہوا کہ کس کلمے کو مقدم کریں اور کسے مؤخر؟ کیونکہ ہر کلمہ من حیث الکلمہ اس بات کا حقدار ہے کہ اسے مقدم کیا جائے اب لازماً آپ کو بعض ایسی وجوہ تلاش کرنی ہوں گی جو ترجیح کا باعث ہوں پھر جن میں وجوہ ترجیح پائی جائیں تو انہیں مقدم کر دیا جائے۔

❹ چھ دواعیِ تقدیم مع امثلہ:۔ ① امر مؤخر کا شوق دلانا جبکہ امرِ مقدم کسی نادر اور حیرت انگیز چیز کی خبر دیتا ہو تا کہ خبر مخاطب کے ذہن میں ٹھیک سے بیٹھ جائے۔ جیسے ابو العلاء معری کا قول: **وَالَّذِیْ حَارَتِ الْبَرِیَّةُ فِیْهِ** .....**حَیَوَانٌ مُسْتَحْدَثٌ مِنْ جَمَادٍ** وہ چیز جس کے بارے میں مخلوق متحیر و پریشان ہے وہ جانور ہے جو فنا کے بعد جماد یعنی بے جان چیز مٹی سے ازسرِ نو پیدا ہو جانے والا ہے، یہاں پہلا مصرعہ مقدم ہے اور یہی محل استشہاد ہے۔ ② اچھی یا بری چیز کو پہنچانے میں جلدی کرنا جیسے **العفو عنك صَدَرَبه الامر** معافی کا تیرے لئے فیصلہ صادر ہوا ہے **بالقصاص حَکَمَ بِهِ الْقَاضِیْ** قصاص کا قاضی نے فیصلہ فرما دیا ہے۔

③ شیٔ مقدم کا انکار اور تعجب کے موقع پر ہونا جیسے **اَبَعْدَ طُوْلِ التَّجْرِبَةِ تَنْخَدِعُ بِهٰذِهِ الزَّخَارِفِ** کیا اتنے زیادہ تجربوں کے بعد بھی تم ان بناوٹی باتوں سے دھوکہ کھاؤ گے۔ ④ ترتیب وجودی کا لحاظ مثلاً **لاتأخذهٗ سنة ولا نوم** کہ خداوندِ قدوس کو نہ اونگھ آتی ہے اور نہ نیند، یہاں اونگھ کو نیند پر مقدم کیا گیا، اس لئے کہ وجود کے اعتبار سے اونگھ نیند پر مقدم ہے۔

⑤ ترقی کا راستہ چلنا یعنی پہلے عام لفظ کو لایا جائے اور پھر خاص کو اسلئے کہ اگر عام کو خاص کے بعد ذکر کیا جائے تو اس سے کوئی نیا فائدہ حاصل نہیں ہوتا جیسے **هٰذا الکلام صحیح فصیح بلیغ** تو اس جملہ میں تمہارے **فصیح بلیغ** کہنے سے صحیح کے ذکر کرنے کی بالکل ضرورت نہیں پڑتی۔ اسلئے کہ کلام اس وقت تک **فصیح** ہو ہی نہیں سکتی جب تک وہ **صحیح** نہ ہو اسی طرح جب تم **بلیغ** کہتے ہو تو **صحیح فصیح** کہنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ اسلئے کہ کلام بلیغ اس وقت ہوگی جب وہ **صحیح وفصیح** بھی ہو۔

⑥ شیٔ مؤخر کو تخصیص وحصر کے لئے مقدم کرنا جیسے **ایاك نعبد** میں مفعول کو فعل سے مقدم کیا گیا ہے تا کہ عبادت منحصر ومختص ہو جائے فقط ذاتِ باری تعالیٰ کے لئے غیر کی عبادت کا وہم ہی ختم ہو جائے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۷ھ

الشق الاوّل..... اَمَّا الْمُضَافُ لِمَعْرِفَةٍ فَيُؤْتٰى بِهٖ اِذَا تَعَيَّنَ طَرِيْقًا لِّاِحْضَارِ مَعْنَاهُ اَيْضًا كَكِتَابِ سِيْبَوَيْهِ وَسَفِيْنَةِ نُوْحٍ وَاَمَّا اِذَالَمْ يَتَعَيَّنْ لِذَالِكَ فَيَكُوْنُ لِاَغْرَاضٍ اُخْرٰى

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، عبارت کی تشریح کریں۔ اغراض اخریٰ کو مثالوں کے ذریعے واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾..... اس سوال کا حل چار امور ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) عبارت کی تشریح (۴) مضاف کے استعمال کی اغراض۔

جواب..... ❶ عبارت پر اعراب:۔ **كما مّرفى السوال آنفا۔**

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ مضاف لمعرفہ، یہ بھی اس وقت لایا جاتا ہے جب کہ سامع کے ذہن میں اس کا معنی حاضر کرنے کیلئے بطور ایک طریقہ کے متعین ہو جائے جیسے **كتاب سيبويه وسفينة نوح** بہر حال جب یہ کسی ایک طریقہ کیلئے متعین نہ ہو تو یہ دوسری اغراض کیلئے ہوگا۔

❸ عبارت کی تشریح:۔ معرفہ کی چھٹی قسم وہ اسم ہے جو مذکورہ پانچ اقسام معرفہ میں سے کسی ایک کی طرف مضاف ہو رہا ہو، کلام میں اس کا استعمال اس وقت کیا جاتا ہے جبکہ وہ ذہن سامع میں کسی شیئ کے تصور کئے جانے کیلئے ایک طریقہ اور ذریعہ کی حیثیت سے متعین ہو جائے اور اسکے علاوہ کوئی دوسرا طریقہ ممکن نہ ہو، جیسے کہ کتاب سیبویہ اور سفینۂ نوح، ان دونوں مثالوں میں مذکوران دو اشیاء کا معنیٰ اور خیال کسی سامع کے ذہن میں اگر لانا چاہیں تو اولاً ہم علم یا ضمیر یا اسم اشارہ وغیرہ کی جانب متوجہ ہوتے ہیں، مگر ان دونوں کا کوئی مستقل نام ہی نہیں تھا یا وہ قریب یا ایسا بعید بھی نہیں کہ اس کی جانب اشارہ کیا جا سکے لہٰذا ہم اضافت کی جانب متوجہ ہوئے اور کتاب اور سفینہ کو ایک ایک علم یعنی سیبویہ اور نوح کی طرف مضاف کر دیا تو ان دونوں مضاف الیہ کی تعریف کا اثر ان کے مضاف میں بھی آ گیا اور وہ بھی معرفہ ہو گئے، اب اگر کتاب سیبویہ کہا جائے تو دوسری کوئی اور کتاب اور اسی طرح اگر سفینۂ نوح کہا جائے تو دوسری اور کوئی کشتی مراد نہیں ہوگی بلکہ وہی مشہور نحوی امام سیبویہ کی فن نحو میں لکھی ہوئی کتاب اور اسی طرح وہی کشتی جو اللہ کے حکم سے اللہ کے پیغمبر سیدنا نوح علیہ السلام نے بنائی تھی مراد ہوگی۔

❹ مضاف کے استعمال کی اغراض:۔ مضاف لمعرفہ کی پہلی غرض کسی معہود ذی چیز کی گنتی اور شمار کرنا دشوار یا مشکل ہونا ہے، تعذر اور تعسّر دونوں کی مثال **اَجْمَعَ اَهْلُ الْحَقِّ عَلٰى كَذَا** اور **اَهْلُ البلد كريمٌ** شہر والے شریف ہیں، ان دونوں مثالوں میں اہلِ حق اور اہلِ بلد کی تعداد کو شمار کرنا متعذر و مشکل ہے۔ دوسری غرض: کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بعض کو بعض پر مقدم کرنے سے جو بُرے نتائج پیدا ہوتے ہیں اس سے بچنے کیلئے اضافت الی المعرفہ کا طریقہ استعمال کرتے ہیں جیسے **حَضَرَ اُمَرَاءُ الْجُنْدِ** (امراء لشکر آئے) یہاں اگر امیروں کے نام لے کر ذکر کیا جاتا تو مؤخر الذکر سالاروں میں ناراضگی پھیل جانے کا احتمال تھا۔

تیسری غرض: کبھی تعظیم کی غرض سے مضاف کی تعظیم کیلئے اس کو معرفہ کی طرف مضاف کرتے ہیں جیسے **كتاب السلطان حَضَرَ** بادشاہ کا خط آیا یا مضاف الیہ کی تعظیم کیلئے جیسے **هذا خادمي** یہ میرا نوکر ہے یا ان دونوں کے علاوہ کسی اور کی تعظیم کیلئے جیسے **اخو الوزير عندي** وزیر کا بھائی میرے پاس ہے۔ چوتھی غرض: کبھی تحقیر کی غرض سے بھی اضافت استعمال کرتے ہیں مثلاً مضاف کی تحقیر کیلئے **هٰذَا اِبْنُ اللِّصِّ** یہ چور کا بیٹا ہے یا مضاف الیہ کی تحقیر کیلئے جیسے **اَللِّصُّ رفيق هذا** چور اس کا ساتھی ہے یا ان دونوں کے علاوہ کسی اور کی تحقیر کیلئے جیسے **اخو اللِّصِّ عند عمرو** چور کا بھائی عمرو کے پاس ہے اور چور کا بھائی وساتھی ہونا شریف آدمی کا کام نہیں ہے۔

پانچویں غرض: تنگیٔ مقام کی بناء پر بھی طریقۂ اضافت مختصر اور مناسب ہوتا ہے جیسے جعفر بن علبہ حماسی کا شعر ہے:

هواى مع الركب اليمانين مصعد جنيب وجثمانى بمكة موثق

اس مثال میں مذکور **هواى** جو **الذى اَهْوَاهُ** کے عوض ہے اور اسکی نسبت زیادہ مختصر ہے اور تنگی مقام کی بناء پر اس سے زیادہ مناسب ہے۔

الشق الثانی..... **هُوَ عِلْمٌ يُعْرَفُ بِهٖ اَحْوَالُ اللَّفْظِ الْعَرَبِيِّ الَّتِيْ بِهَا يُطَابِقُ مُقْتَضَى الْحَالِ فَتَخْتَلِفُ صُوَرُ الْكَلَامِ لِاِخْتِلَافِ الْاَحْوَالِ۔**

0313 6357913 maktabazamzamvehicultan@gmail.com

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، علمِ معانی کی لغوی واصطلاحی تعریف کریں اور مصنفؒ کی بیان کردہ مثال کو ذکر کر کے وضاحت کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) علمِ معانی کی لغوی و اصطلاحی تعریف (۴) مثال کی وضاحت۔

جواب ..... ❶ عبارت پر اعراب:۔ **کما مرّ فی السوال آنفا۔**

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ علمِ معانی وہ ایک ایسا علم ہے جس کے ذریعے عربی لفظ کے احوال کو پہچانا جائے، جن کے ساتھ مقتضائے حال موافق ہو، پس کلام کی صورتیں احوال کے بدلنے سے مختلف ہو جائیں گی۔

❸ علمِ معانی کی لغوی واصطلاحی تعریف:۔ علمِ بیان کا لغوی معنیٰ معانی کا جاننا ہے اور اصطلاح میں علمِ معانی وہ علم ہے جس کے ذریعے عربی زبان کے وہ احوال (مقامات) معلوم کیے جاسکتے ہیں جن کے ساتھ مقتضیات، موافق ومطابق ہوسکیں۔

❹ مصنف کی ذکر کردہ مثال کی وضاحت:۔ **وَاَنَّا لَا نَدْرِیْ اَشَرٌّ اُرِیْدَ بِمَنْ فِی الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا** (اور ہمیں معلوم نہیں کہ زمین والوں کے ساتھ کیا شر کا ارادہ کیا گیا ہے یا ان کے ساتھ ان کے رب نے بھلائی کا ارادہ کیا ہے) اس آیت میں جنات کے بعض مؤمن افراد کا قول نقل کیا گیا ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کی زبان اطہر سے قرآن کریم کا بعض حصہ سُن کر اپنی قوم کے پاس جا کر ان سے جہاں دوسری بہت سے باتیں کہی ان میں سے ایک بات یہ بھی کہی جو اس آیت کے ترجمہ میں آپ نے دیکھی، درحقیقت وہ اس بات سے اپنی لاعلمی بتانا چاہتے ہیں کہ اہل ارض کیلئے ان کے رب نے خیر یا شر میں سے کس کا ارادہ فرمایا ہے۔ مگر اس بات کو کتنے بہتر اسلوب سے ادا کیا کہ جہاں خیر کی نسبت کی نوبت آئی تو اسے بے تکلف اللہ کی طرف منسوب کر دیا اور جہاں شر کی نسبت کا موقع آیا اسے اللہ کی جانب صراحت کے ساتھ منسوب نہیں کیا۔ بلکہ اس فعل کے ارادہ کو بجائے معروف اور اس کے فاعل (اللہ) کو ذکر کرنے کی بجائے فاعل حذف کر کے سرے سے فعل ہی کو مجہول کر دیا کیونکہ پہلے کا حال اور موقع ادب کا ہے اور دوسرے کا بے ادبی کا۔ چنانچہ احوال اگر بدل جائیں تو کلام کی صورتیں (مقتضیات) بھی بدل جائیں گی۔ ویسے تو تمام مؤمنوں کا یہ عقیدہ ہے کہ خیر وشر دونوں کا خالق اللہ ہے، لہٰذا دونوں کو اللہ کی طرف صراحت کے ساتھ منسوب کر دینا جائز تھا۔ مگر اَم کے بعد کلام میں ان باادب قائلین نے خیر کی نسبت اللہ کی جانب کی کیونکہ حال اور مقام اسی کا متقاضی تھا کہ ہر اچھی چیز اللہ ہی کیطرف منسوب کی جائے تاکہ ادب ملحوظ رہے اور اَم کے ماقبل کلام میں شر کی نسبت اللہ کی جانب نہ کی کیونکہ حال اور مقام اسی کا متقاضی تھا کہ کسی بھی بُری چیز کی نسبت اللہ کی طرف کرنے سے احتراز کیا جائے تاکہ بے ادبی نہ ہو جائے۔

﴿الورقة الخامسة : فی البلاغة﴾

﴿السوال الاول﴾ ۱۴۳۸ھ

الشق الاوّل .....**وَهَلْ لِطَلَبِ التَّصْدِيْقِ فَقَطْ نَحْوُ هَلْ جَاءَ صَدِيْقُكَ وَالْجَوَابُ نَعَمْ اَوْلَا وَلِذَا يَمْتَنِعُ مَعَهَا ذِكْرُ الْمُعَادِلِ فَلَا يُقَالُ هَلْ جَاءَ صَدِيْقُكَ اَمْ عَدُوُّكَ۔**

0316 6257913 maktabazakariyamultan@gmail.com

عبارت پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں۔ عبارت کی تشریح کریں اور هَلْ کی دونوں قسموں کو مثالیں دیکر واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) عبارت کی تشریح (۴) هَلْ کی دونوں قسموں کی وضاحت مع امثلہ۔

جواب ..... ❶ عبارت پر اعراب:۔ **کما مرّ فی السوال آنفا۔**

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ اور هَلْ صرف طلبِ تصدیق کے لئے ہوتا ہے جیسے۔ "**هَلْ جَاءَ صَدِيْقُكَ**" کیا تیرا دوست آیا؟ اور جواب ہاں یا نہیں کی صورت میں آئے گا اور اس وجہ سے اس کے ساتھ معادل کا ذکر کرنا ممتنع ونا جائز ہے۔ چنانچہ **هَلْ جَاءَ صَدِيْقُكَ اَمْ عَدُوُّكَ** نہیں کہا جائے گا۔

❸ عبارت کی تشریح:۔ **هَلْ** یہ دوسرا اداتِ استفہام ہے جو صرف تصدیق کیلئے آتا ہے یعنی وقوعِ نسبت یا عدم وقوعِ نسبت کی

معرفت حاصل کرنے کیلئے آتا ہے اور طلبِ تصور (مفرد) کیلئے نہیں پس **هل جاء صديقك ام عدوك** کہنا صحیح نہیں ہوگا کیونکہ استفہام کے موقع پر واقع ہونے والے مفرد یعنی عدو کا واقع ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ ام متصلہ ہے اور ام متصلہ تو دو مفردوں میں سے کسی ایک مفرد کی تعیین معلوم کرنے کیلئے آتا ہے اور ایسی صورت میں اصل حکم کا معلوم ہونا ضروری ہے، تو اس سے یہ لازم آیا کہ یہ متکلم حکم اور نسبت کو جانتا ہے مگر صرف مفرد معلوم کرنا چاہتا ہے حالانکہ هل طلبِ مفرد کیلئے نہیں آتا بلکہ طلبِ تصدیق یعنی نسبت اور حکم کو طلب کرنے کیلئے آتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس متکلم نے هل کو طلبِ مفرد کیلئے استعمال کیا جو اس کی اصل وضع یعنی طلب تصدیق کے خلاف ہے۔

④ هَلْ کی دونوں قسموں کی وضاحت مع امثلہ:۔ هَلْ کی دو قسمیں ہیں: بسیطہ و مرکبہ۔ اگر بذاتِ خود کسی چیز کے موجود ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں سوال کیا جائے تو اس هَلْ کو بسیطہ کہیں گے جیسے کوئی **هل العنقاء موجودة** کہہ کر سوال کرے تو مطلب یہ ہوگا کہ یہ شخص خود فی **نفسہٖ عنقاء** کی ذات کے موجود ہونے کے بارے میں سوال کرتا ہے کہ اس نام کا کوئی مسمّٰی موجود بھی ہے یا نہیں یا جیسے یہ پوچھا جائے **هل الخِلّ الوفيُّ موجودٌ** کیا وفادار دوست دنیا میں موجود بھی ہے یا نہیں۔ اگر ایک چیز کیلئے دوسری چیز کے موجود وثابت ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں سوال کیا جائے تو اس کو هل مرکبہ کہیں گے جیسے، **هل تبيض العنقاء او تفرخ** (کیا عنقاء نامی جانور انڈے دیتا ہے یا بچے جنتا ہے؟) یہ سائل تناسل کے دو طریقوں میں سے کوئی ایک طریقہ متعین کرنا چاہتا ہے کہ وہ کونسا طریقہ ہے، **هلِ النبات حساس** (کیا سبزہ ذی شعور ہے) دیکھئے ان دونوں سوالوں کا سائل ایک ایک بات یعنی عنقاء اور نبات کو جانتا ہے کہ یہ چیزیں موجود ہیں مگر ان کے لئے دوسری دوسری شیٔ یعنی انڈے دیتا ہے یا بچے جنتا ہے، حساسیت کے وجود یا عدم وجود کے بارے میں لاعلم ہے اور سوالوں کے ذریعے اسی جہالت اور لاعلمی کو دور کرنا چاہتا ہے۔

الشق الثانی.....**والفرق بين ان واذا انّ الاصل عدم الجزم بوقوع الشرط۔**

لفظ **ان** اور لفظ **اذا** میں فرق مثالوں کی روشنی میں واضح فرمائیں۔

جواب..... لفظ اِنْ اور اِذَا میں فرق مع امثلہ:۔ **ان** اور **اذا** ایسی شرائط پر داخل ہوتے ہیں جن کا واقع ہونا مستقبل میں ممکن ہو مگر بعض امکان ایسے ہیں جن کا واقع ہونا بالکل یقینی ہوتا ہے، ایسے امکان کو جزم بوقوع الشرط کہتے ہیں اور بعض امکان ایسے ہیں کہ جن کا واقع ہونا بالکل یقینی نہ ہو بلکہ اس کام کا واقع ہونا اور نہ ہونا دونوں برابر اور مساوی ہوں، ایسے امکان کو عدمِ جزم بوقوع الشرط کہتے ہیں، پس اصل وضع کے اعتبار سے اِنْ کا محلِ استعمال یہی عدم جزم بوقوع الشرط ہے اور **اذا** کا موقعۂ استعمال جزم بوقوع الشرط ہے اور یہی وجہ ہے کہ **اذا** کے ساتھ اکثر و بیشتر صیغۂ ماضی استعمال ہوتا ہے، اگرچہ اس میں مستقبل کا ہی معنیٰ ہوگا۔ کیونکہ مستقبل کے مقابلے میں ماضی میں یقینی کیفیت زیادہ ہے اور یوں سمجھ لیا جائے کہ بالفعل یہ شرط واقع ہو چکی ہے، برخلاف اِن کے کہ اس میں یہ یقینی کیفیت نہیں ہوتی۔ جیسے **اِنْ اَبْرَءُ مِنْ مَرَضِیْ اَتَصَدَّقُ بِاَلْفِ دِیْنَارٍ** اگر میں اپنی بیماری سے شفایاب ہو جاؤں گا تو ایک ہزار اشرفیاں صدقہ کروں گا اور **اِذَا بَرِئْتُ مِنْ مَرَضِیْ تَصَدَّقْتُ** اگر میں شفایاب ہو گیا تو ایک ہزار اشرفیاں صدقہ کرونگا۔ ان میں یہ فرق ظاہر ہوگا کہ پہلی مثال میں اس متکلم کا اپنے کلام سے وقوعِ شرط (حصول شفاء) کے بارے میں شک اور تردد ظاہر ہو رہا ہے اور دوسری مثال میں اس کی کلام سے وقوعِ شرط کے بارے میں یقین یا قریب بیقین کی کیفیت ظاہر ہو رہی ہے۔

الشق الثانی..... **مواضع الفصل يجب الفصل فی خمسة مواضع۔**

مواضعِ فصل کی پوری تشریح فرمائیں اور مثالیں دیں۔

جواب..... مواضعِ فصل کی وضاحت مع امثلہ:۔ پانچ جگہوں میں فصل کرنا ضروری ہے۔ ① پہلی جگہ یہ ہے کہ دو جملوں میں ایسا کامل اتحاد ہو کہ دونوں میں سے ایک بدل دوسرا امبدل منہ، یا ایک بیان اور دوسرا مبین یا ایک تاکید دوسرا مؤکد بن رہا ہو۔ بدل اور مبدل منہ کی مثال اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ **امدكم بما تعلمون امدكم بانعام وبنين** اس میں دوسرا جملہ بدل اور پہلا اس کا مبدل منہ ہے۔ بیان و مبین کی مثال **فوسوس اليه الشيطان قال يا آدم هل ادلك علىٰ شجرة**

0313 6357912 maktabazakariyamultan@gmail.com

الخلد اس میں **قال یا آدم** سے آخرِ آیت تک بیان ہے۔ آیت کے پہلے ٹکڑے **فوسوس الیه الشیطان** کا، تاکیدو مؤکد کی مثال **فمهل الکافرین امهلهم رویدا** اس میں **امهلهم** تاکید ہے پہلے جملے **مهل** مؤکد کی۔

② دو جملوں میں ایسا کامل تباین اور تضاد ہو کہ ان میں سے ایک اگر جملہ خبریہ ہو تو دوسرا انشائیہ ہو یا خبر اور انشاء کے اعتبار سے تو تباین نہ ہو (بلکہ توافق ہو) مگر ان کے مابین معنوی اعتبار سے کوئی بھی مناسبت نہ ہو۔ دو جملوں میں خبر و انشاء کے اعتبار سے اختلاف کی صورت میں ہونے والے کامل تباین کی مثال شاعر کا یہ شعر ہے: **وقال رائدهم ارسلوا نزاولها فحتف کل امرئ یجری بمقدار**

(انکے رہنما نے کہا کہ یہیں رک جاؤ ہم ان سے لڑیں گے سو ہر شخص کی موت اپنی میعاد پر ہی آ کر رہنے والی ہے) اس میں پہلا جملہ **ارسلوا** اور دوسرا جملہ **نزاولها** میں خبر اور انشاء کے لحاظ سے تباین تام ہے کہ پہلا انشائیہ ہے جبکہ دوسرا خبریہ ہے اس وجہ سے ان دونوں کے درمیان واؤ عاطفہ نہیں لایا گیا بلکہ فصل کیا گیا ہے۔ اور تباین تام کی دوسری صورت یعنی دونوں جملوں کے درمیان معنوی اعتبار سے کوئی بھی مناسبت نہ پائی جانے کی مثال یہ ہے جیسے کہ کہا جائے **علیٌّ کاتبٌ الحمام طائر**، یہ دو جملے من حیث الخبر تو متفق ہیں مگر ان میں معنوی لحاظ سے کوئی مناسبت نہیں ہے، کیونکہ علی کے کاتب ہونے اور کبوتر کے پرندہ ہونے کے درمیان کوئی مناسبت نہیں ہے۔

③ تیسری جگہ دوسرے جملے کا پہلے جملے سے پیدا ہونے والے کسی سوال کا جواب بننے کی وجہ سے ان دونوں میں اس قدر گہرا ربط پیدا ہو گیا ہو کہ گویا وہ ایک جملے کی طرح ہو گئے ہوں اور یہی رابطہ قویہ عطف کے لئے مانع ہے جیسے!

زعم العواذل اننی فی غمرة صدقوا ولکن غمرتی لاتجلٰی

(ملامت کرنے والے لوگوں کی جماعت کا یہ خیال ہے کہ میں پریشان حال ہوں ان کا خیال درست ہے البتہ میری پریشانی کچھ ایسی ہے کہ وہ دور ہونے والی نہیں) ظاہر ہے شاعر جب ہمدردوں کا یہ خیال بتا کر خاموش ہوا کہ مجھے کوئی سخت پریشانی لاحق ہوئی ہے۔ تو اب سننے والوں کے دل میں ایک سوال پیدا ہوگا کہ اچھا اب آپ بتائیے کہ ان کا یہ خیال سچا ہے یا غلط، اسی کا جواب دینے کے لئے دوسرا جملہ "**صدقوا**" لایا گیا کہ ہاں ان کا خیال درست ہے جب ان دونوں جملوں میں سے ایک سوال اور دوسرا اس کا جواب بن رہا ہے، تو ان کے مابین گہرا ربط ہونے کی وجہ سے گویا وہ کلام واحد ہو گیا اور کلام واحد کے درمیان واؤ لا کر وصل کرنا خلافِ اصل اور ناجائز ہے۔

④ چوتھی جگہ کہ ایک جملہ سے پہلے دو جملے ایسے ہوں کہ ان میں سے پہلے جملہ پر تو اس تیسرے جملہ کا عطف درست ہو مگر دوسرے جملہ پر درست نہ ہو، بلکہ معنی میں فساد لازم آئے تو ایسی صورت میں تیسرے جملہ کا پہلے جملہ پر عطف نہیں کیا جائے گا کیونکہ عطف کرنے کی صورت میں وہم پیدا ہوگا کہ شاید تیسرے جملہ کا دوسرے جملہ پر عطف ہو رہا ہے، حالانکہ عطف پہلے جملے پر ہو رہا ہے تو اس وہم سے بچنے کے لئے حرفِ عطف کو ذکر نہیں کریں گے بلکہ فصل کریں گے۔ جیسے!

وتظن سلمٰی اننی ابغی بها بدلا اراها فی الضلال تهیم

(میری محبوبہ سلمٰی یہ خیال کرتی ہے کہ میں اسکے مقابلہ میں کسی اور عورت کو چاہتا ہوں۔ میرا خیال یہ ہے کہ وہ غلط فہمی میں مبتلا ہے)

اس شعر میں **تظن سلمٰی، اننی ابغی بها بدلا** اور **اراها فی الضلال تهیم** تین جملے ہیں اس میں تیسرے جملہ کا پہلے جملہ **تظن سلمٰی** پر عطف کرنا درست ہے۔ کیونکہ ان میں معنوی اتحاد کی وجہ سے مناسبت تامہ موجود ہے۔ کیونکہ **تظن** (گمان) کا فاعل محبوبہ اور **اراها** (گمان، خیال) کا فاعل محبّ ہے، جب مسند و مسند الیہ میں مناسبتِ تامہ موجود ہے تو دونوں جملوں میں عطف کے ذریعہ وصل ہونا چاہئے تھا، مگر عطف کو ترک کر دیا گیا، کیونکہ عطف کی صورت میں تیسرے جملہ کے متصل دوسرا جملہ ہے، سامع سمجھے گا کہ شاید اسی دوسرے جملہ پر عطف ہو رہا ہے اور شعر کا مطلب یہ ہوگا کہ جیسے "**اننیٔ ابغی بها بدلا**" سلمٰی کا خیال ہے اسی طرح **اراها فی الضلال تهیم** بھی سلمٰی کا خیال ہے کہ سلمٰی یہ خیال کرتی ہے کہ میں اس کے مقابلہ میں دوسری عورت سے محبت کرتا ہوں اور سلمٰی یہ خیال بھی کرتی ہے کہ میں اسے غلط فہمی کا شکار سمجھ رہا ہوں، حالانکہ شاعر کی یہ مراد نہیں ہے۔ بلکہ تیسرا جملہ شاعر کا گمان و خیال ہے کہ میں سلمٰی کو غلط فہمی میں مبتلا سمجھتا ہوں۔ تو اس وہم سے بچنے کے لئے فصل کیا جائے گا، عطف نہیں کیا جائے گا۔

⑤ پانچویں جگہ دو جملوں کے درمیان مناسبت اور ربط تو ہو لیکن ایک کا کسی دوسرے مانع کی وجہ سے عطف جائز نہ ہو اور وہ مانع یہ ہے کہ ان دونوں کو حکمِ واحد میں شریک کرنے کا ارادہ نہ ہو کیونکہ پہلے جملے کا حکم ایسا ہے کہ اس میں دوسرے جملے کو شریک کرنا صحیح نہ ہو اور اس طرح کرنے کی وجہ سے کلام کے معنیٰ میں خلل پیدا ہو رہا ہو۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان! **واذا خلوا الٰی شیاطینھم قالوا انا معکم انما نحن مستھزؤن، اللّٰہ یستھزئی بھم** اس میں **اللّٰہ یستھزئی بھم** کے جملے کا نہ تو **انا معکم** پر اور نہ ہی جملہ **قالوا** پر عطف کرنا صحیح ہے جملہ **انا معکم** پر اس لئے صحیح نہیں کہ اگر اس پر عطف کیا جائے تو یہ بھی منافقین کا مقولہ ہو جائیگا حالانکہ یہ اللہ تعالیٰ کا مقولہ ہے اور اگر جملہ **قالوا** پر عطف کیا جائے تو یہ مقولہ تو اللہ تعالیٰ ہی کا رہے گا مگر اس صورت میں اللہ تعالیٰ کا ان سے استہزاء کرنا صرف اسی وقت مقید ہوگا جس میں یہ منافقین اپنے سرغنوں کے ساتھ تخلیہ و سرگوشی کر رہے ہوں، حالانکہ انکے ساتھ اللہ تعالیٰ کی جانب سے کی جانے والی استہزاء تمام اوقات کو عام ہے، کسی حال یا وقت کے ساتھ مقید نہیں ہوتی، لہٰذا یہاں بھی فصل کرنا ضروری ہے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۸ھ

الشق الاوّل ..... **اِیْرَادُ الکلام علی حسب ماتقدم من القواعد یسمیٰ اخراج الکلام علی مقتضی الظاھر وقد تقتضی العدول من مقتضی الظاھر ویورد الکلام علیٰ خلافه فی انواع مخصوصة۔**

عبارت کی وضاحت فرمائیں، خلاف مقتضی ظاہر کے مواقع میں سے پانچ مواقع کو مثالوں سمیت بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل دو امر ہیں (۱) عبارت کی وضاحت (۲) خلافِ مقتضیٰ ظاہر کے پانچ مواقع کی وضاحت مع امثلہ۔

جواب ..... ① عبارت کی وضاحت:۔ یہاں تک علم معانی کے موٹے موٹے اصول و مسائل آٹھ ابواب میں ذکر کئے گئے۔ اگر انکے موافق کلام کیا جائے تو اسے اخراج الکلام علیٰ مقتضی الظاہر کہا جائے گا، مثلاً باب اول میں ذکر شدہ اقسام خبر میں خبر ابتدائی (خالی عن التاکید) کا استعمال اس مخاطب کیلئے کیا جائے جو خالی الذھن ہے اور خبر طلبی (موکد و جوبی) کا استعمال مخاطب منکر کیلئے کیا جائے تو ہم کہیں گے کہ اس متکلم نے جیسا ظاہر حال کا تقاضا تھا ویسے ہی اپنی کلام کا استعمال کیا ہے، مگر کبھی بعض اعتبارات ایسے ہوتے ہیں جنہیں متکلم مناسب و ملحوظ رکھنا چاہتا ہے تو ایسے اوقات و احوال میں ظاہر حال کے مقتضیات سے عدول و اعراض کیا جاتا ہے اور ان کے تقاضوں کے خلاف چند انواع مخصوصہ میں کلام لایا جاتا ہے۔ اور اس طرح عدول کرنے کو اخراج الکلام علیٰ خلاف مقتضی الظاہر کہا جائے گا۔

② خلاف مقتضی الظاہر کے پانچ مواقع کی وضاحت مع امثلہ:۔ ① فائدۃ الخبر اور لازم فائدۃ الخبر سے کسی واقف کار انسان کو ناواقف اور جاہل تصور اور فرض کر لیا جاتا ہے، اسلئے کہ وہ اپنے علم کے موجب اور تقاضے پر عمل نہیں کر رہا تو ایسے علم سے کیا فائدہ، گویا ہم اسے جاہل اور ناواقف ہی کہیں گے، کیونکہ اگر واقعی عالم ہوتا تو ضرور اس علم کے موجب اور تقاضے پر عمل کرتا، چنانچہ ایسے شخص کیلئے ایسی ہی خبر لائی جائیگی جو کسی جاہل کیلئے لائی جاتی ہے، مثلاً اگر آپ کسی ایسے شخص کو دیکھیں جو اپنے باپ کو ضرب و شتم وغیرہ کی تکلیف پہنچا رہا ہے تو آپ اس سے یوں کہیں گے، **ھذا ابوک** (یہ تیرا باپ ہے) یعنی جب باپ ہے تو ایسی تکلیف نہیں پہنچانا چاہئے۔ یہاں ظاہر کے تقاضے کے مقتضیات سے **ھذا ابوک** کہنا صحیح نہیں تھا، کیونکہ آپ کا مخاطب آپ سے زیادہ واقف کار ہے کہ فلاں شخص میرا باپ ہے مگر وہ اسکے مقتضیٰ پر عمل نہیں کر رہا، اس وجہ سے اسے جاہل قرار دے کر اسے **ھذا ابوک** کہہ کر خبر دی گئی ہے۔

② مخاطب غیر منکر کو منکر کے درجہ میں اتار کر اسکے سامنے خبر کو مؤکد و پختہ کر کے ذکر کرنا، جبکہ اس پر انکار کی کوئی علامت پائی جائے، مثلاً ایک قیدی شخص کو قریب زمانہ میں رہائی کی خبر دی گئی تھی، وہ آپ سے مایوسانہ انداز میں سوال کرتا ہے کہ کیا ہمارا چھٹکارا بھی ہو سکتا ہے؟ تو یہ شخص اگرچہ رہائی کے بارے میں متردد ہے، رہائی کا منکر نہیں ہے مگر اسکے چہرے اور انداز سے اس طرح معلوم ہو رہا ہے کہ وہ رہائی کا منکر ہے تو آپ کا ایسے شخص کے سامنے کلام و خبر کو حروفِ تاکید کے ساتھ مؤکد کر کے پیش کرنا کہ **ان الفرج لقریب** (بے شک آپ کی رہائی البتہ قریب ہے) کہ مقام عدمِ تاکید یا تاکید استحسانی کا ہے مگر آپ نے کلام کو دو حرفِ تاکید کے ساتھ مؤکد و پختہ کر دیا۔

③ مخاطب منکر یا متردد کو خالی الذھن کے درجہ و مرتبہ میں اتار کر کلام کو بلا تاکید ذکر کرنا، جب کہ اس مخاطب کے پاس اس قدر

0313 6357913 maktabazahidsahiwal@gmail.com

دلائل وشواہد ہوں کہ اگر وہ ان میں ذرہ بھی غور وفکر کرے تو اسکا شک وانکار ختم ہو جائے۔ جیسے وہ شخص جو حکمت وطب کی منفعت کا منکر یا شک کرنیوالا ہے آپ اسکے سامنے کلام کو بغیر تاکید کے ذکر کریں اور یوں کہیں **الطب نافع** (طب نفع بخش ہے)۔

④ ماضی کو مضارع کی جگہ پر کسی غرض کے لئے ذکر کرنا مثلاً کسی چیز کے حصول ووقوع کے یقینی ہونے پر تنبیہ کرنے کیلئے امرِ مستقبل کو ماضی کے صیغہ سے تعبیر کرنا، حالانکہ مقام کا مقتضی یہ ہے کہ مضارع کا صیغہ استعمال کیا جائے جیسے **اتی امر اللّٰہ فلا تستعجلوہ** اس میں وقوع قیامت کو ماضی کے صیغہ سے تعبیر کیا گیا ہے، حالانکہ مستقبل میں اس کا وقوع ہوگا، لہٰذا مضارع کا صیغہ آنا چاہئے تھا، مگر وقوع کے یقینی ہونے کی وجہ سے ماضی کا صیغہ ذکر کر دیا گویا کہ قیامت واقع ہو چکی ہے۔

⑤ جملہ انشائیہ کی جگہ جملہ خبریہ کو ذکر کرنا کسی غرض ومقصد کیلئے مثلاً نیک فالی کی وجہ سے جملہ انشائیہ کی جگہ پر جملہ خبریہ کو ذکر کرنا جیسے **ھداك اللّٰہ لصالح الاعمال** (اللہ تعالیٰ آپ کو نیک کاموں کی توفیق مرحمت فرمائیں) اس مثال میں متکلم شخص ابھی دعاء کر رہا ہے تو اس کے ظاہر کا تقاضا یہ تھا کہ **یھدیکم اللّٰہ** مضارع کا صیغہ استعمال کیا جاتا، مگر مضارع کی جگہ ماضی کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے کہ متکلم اللہ تعالیٰ سے اپنی دعا کی قبولیت کا اس قدر امیدوار ہے کہ گویا اللہ تعالیٰ نے ہماری مراد معلوم کر لی ہے اور ہماری خواہشات کے موافق نیک اعمال کی توفیق مل بھی گئی ہے۔

الشق الثانی.....**وَالتَّعْقِیْدُ اَنْ یَکُوْنَ الْکَلَامُ خَفِیَّ الدَّلَالَۃِ عَلَی الْمَعْنَی الْمُرَادِ وَالْخِفَاءُ اِمَّا مِنْ جِھَۃِ اللَّفْظِ کَقَوْلِ الْمُتَنَبِّیْ: جَفَخَتْ وَھُمْ لَا یَجْفَخُوْنَ بِھَا بِھِمْ شِیَمٌ عَلَی الْحَسَبِ الْاَغَرِّ دَلَائِلُ۔**

عبارت پر اعراب لگا کر مطلب خیز ترجمہ کیجئے، نیز بتایئے کہ مذکورہ شعر کس کی مثال ہے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) ممثل لہٗ کی نشاندہی۔

جواب..... ① عبارت پر اعراب:۔ **کما مرّ فی السوال آنفا۔**

② عبارت کا ترجمہ:۔ اور تعقید یہ ہے کہ کلام اپنا معنیٰ مرادی صاف اور واضح طور پر نہ بتائے اور کلام کا یہ خفاء (معنیٰ کو صاف اور واضح طور پر نہ بتانا) کبھی تو لفظ کی طرف سے آتا ہے جیسے متنبّی کے اس شعر میں ہوا ہے۔ **جفخت الخ** ترجمہ فخر کیا حالانکہ وہ لوگ ان پر فخر نہیں کرتے ہیں، ان لوگوں پر ایسے اچھے اخلاق نے جو معزز حسب ونسب پر دلالت کرنے والے ہیں۔

③ ممثل لہٗ کی نشاندہی:۔ متنبّی کا یہ شعر تاکیدِ لفظی کی مثال ہے کہ اس شعر میں لفظی ہیر پھیر اور تقدیم وتاخیر کی وجہ سے شعر کا معنیٰ مرادی واضح نہیں ہے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۸ھ

الشق الاوّل.....**وَاَمَّا التَّمَنِّیْ فَھُوَ طَلَبُ شَیْئٍ مَحْبُوْبٍ لَا یُرْجٰی حُصُوْلُہٗ لِکَوْنِہٖ مُسْتَحِیْلًا اَوْبَعِیْدَ الْوُقُوْعِ کَقَوْلِہٖ "اَلَا لَیْتَ الشَّبَابَ یَعُوْدُ یَوْمًا..... فَاُخْبِرُہٗ بِمَا فَعَلَ الْمُشِیْبُ"**

0312 6357913 shaikhabbaskariyanifuttah@gmail.com

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کیجئے۔ ادوات تمنی کیا کیا ہیں مثالوں کیساتھ تحریر کیجئے، تمنی اور ترجی میں فرق واضح کیجئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل چار امور ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) ادواتِ تمنی کی نشاندہی مع امثلہ (۴) تمنی اور ترجی میں فرق۔

جواب..... ① عبارت پر اعراب:۔ **کما مرّ فی السوال آنفا۔**

② عبارت کا ترجمہ:۔ اور بہرحال تمنی وہ کسی ایسی محبوب وپسندیدہ چیز کو طلب کرنے کا نام ہے جس کے حاصل ہونے کی امید نہ ہو۔ کیونکہ وہ محال یا قریب بمحال ہو۔ جیسے شاعر کا یہ شعر ہے۔ **الا لیت الشباب یعود الخ**

ترجمہ:۔ اے کاش کہ جوانی کسی دن لوٹ آتی تاکہ میں اسے بتاتا کہ بڑھاپے نے میرے ساتھ کیا سلوک کیا۔

③ ادوات تمنی کی نشاندہی مع امثلہ:۔ ادوات تمنی چار ہیں: ایک اصلی ہے اور وہ لیت ہے جیسے شعر میں ہے اور تین غیر اصلی ہیں،

ان میں سے ایک هل ہے جیسے فهل لنا من شفعاء فیشفعوا لنا (اے کاش ہمارے لئے سفارش کرنے والے ہوتے کہ وہ ہماری سفارش کرتے) دوسرا حرف لَوْ ہے جیسے فلوان لنا کرة فنکون من المؤمنین (کاش کہ ہمیں دنیا میں آنا دوبارہ نصیب ہوتا تو ہم ایمانداروں میں سے ہوتے) اور تیسرا حرف لعلّ ہے جیسے شاعر کا یہ شعر ہے:

أَسرِبَ الْقَطَا هَلْ مَنْ يُعِيْرُ جَنَاحَهٗ لَعَلِّيْ اِلٰى مَنْ قَدْ هَوِيْتُ أَطِيْرُ

اے قطا نامی پرندوں کی جماعت! کیا کوئی مجھے اپنا پَر عاریت پر دے گا، کاش کہ میں اپنے محبوب کے پاس اڑ کر پہنچ جاؤں۔

❹ تمنی وترجی میں فرق:۔ تمنی: آدمی کسی ایسی محبوب چیز کو طلب کرے کہ اس شیئ مطلوب کا حصول ناممکن ہو یا خارج میں بعید ہو اس کو تمنی کہتے ہیں۔ ترجی: آدمی کسی ایسی محبوب چیز کو طلب کرے کہ اس شیئ مطلوب کا حصول متوقع ہو اس کو ترجی کہتے ہیں۔

الشق الثانی.....ومنها الالتفات وهونقل الكلام ..... ومنها التغليب وهو..... ۔

التفات کی تعریف کریں۔ التفات کی قسمیں مثالوں کے ساتھ تحریر کریں۔ تغلیب کی تعریف کرنے کے بعد اقسام بمع امثلہ تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں دو امر مطلوب ہیں (۱) التفات کی تعریف واقسام مع امثلہ (۲) تغلیب کی تعریف واقسام مع امثلہ۔

جواب..... ❶ التفات کی تعریف واقسام مع امثلہ:۔ التفات کلام کو تکلم یا خطاب یا غیبو بت میں سے ایک کو دوسرے کی طرف منتقل کرنا ہے یعنی پہلے متکلم کا صیغہ استعمال کیا پھر متکلم کی بجائے خطاب یا غیبو بت کا صیغہ استعمال کر لیا۔ اسی طرح بقیہ میں بھی۔ التفات کی کل چھ صورتیں وقسمیں ہیں ①نقل الكلام من التكلم الى الخطاب جیسے ومالی لااعبدالذی فطرنی واليه ترجعون یہاں لا اعبد متکلم کے بعد ترجعون مخاطب کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے۔ ②نقل الكلام من التكلم الى الغيبة جیسے انا اعطينك الكوثر فصل لربك وانحر یہاں انا اور اعطینا دونوں متکلم کے صیغوں کے بعد لربك میں ضمیرِ خطاب کو استعمال کیا گیا ہے۔ ③نقل الكلام من الخطاب الى التكلم جیسے اتطلب وصل ربّات الجمال. وقد سقط المشيب على قذالی ۔ اس میں تطلب مخاطب کے بعد قذالی میں ضمیرِ متکلم مستعمل ہے۔ ④نقل الكلام من الخطاب الى الغيبة جیسے ربنا انك جامع الناس ليوم لاريب فيه ان اللّٰه لايخلف المعياد اس میں انّك ضمیرِ خطاب کے بعد ان اللّٰه میں غیب کے صیغہ کا استعمال ہے۔ ⑤ نقل الكلام من الغيبة الى التكلم جیسے هوالذی ارسل الرياح بشربين يدی رحمته وانزلنا من السماء ماءً طهورا ۔ اس میں هو اور ارسل صیغہ غائب کے بعد انزلنا صیغۂ متکلم کو لایا گیا ہے۔ ⑥ نقل الكلام من الغيبة الى الخطاب جیسے واذاخذنا بنی اسرائيل لاتعبدون الّا اللّٰه اس میں بنی اسرئیل صیغۂ غائب کے بعد تعبدون صیغۂ خطاب مستعمل ہے۔

﴿الورقة الخامسة : فی البلاغة﴾

﴿السوال الاول﴾ ۱۴۳۹ھ

الشق الاوّل.....وَاَمَّا الْعَلَمُ فَيُؤْتٰى بِهٖ لِاِحْضَارِ مَعْنَاهُ فِيْ ذِهْنِ السَّامِعِ بِاسْمِهِ الْخَاصِ نَحْوُ وَاِذْيَرْفَعُ اِبْرَاهِيْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمَاعِيْلُ وَقَدْ يُقْصَدُ بِهٖ مَعَ ذَالِكَ اَغْرَاضٌ اُخْرٰى ۔

عبارت کا سلیس ترجمہ کیجئے، عبارت پر اعراب لگا کر تشریح کیجئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) عبارت کی تشریح۔

جواب..... ❶ عبارت پر اعراب:۔ كما مّر فی السوال آنفا۔

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ بہر حال عَلَم بس اس کو لایا جاتا ہے اس کے معنیٰ کو سننے والے کے ذہن میں مخصوص نام کے ساتھ حاضر کرنے کے لئے جیسے واذ يرفع ابراهيم القواعد من البيت و اسماعيل اور کبھی قصد کیا جاتا ہے اس علَم کے ساتھ اس غرض مذکورہ کے ساتھ اور اغراض کا بھی۔

0312 6357913 maktabaqasmiyamurad@gmail.com

③ عبارت کی تشریح:۔ معرفہ کی دوسری قسم **عَـلَـم** ہے۔کلام میں اس کا استعمال اس لئے کیا جاتا ہے کہ کسی شیئ کے تصور کو ذہنِ مخاطب میں اس کے خاص نام کے ساتھ جما دیا جائے جیسے **واذ یرفع ابراھیم القواعد من البیت و اسماعیل** (یاد کرو اس وقت کو جب ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کعبۃ اللہ کی بنیادوں کو اٹھا رہے تھے) اس آیت میں دو علم مذکور ہوئے ہیں تا کہ ان سے مخصوص پیغمبر ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے صاحبزادے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی پاکیزہ شخصیتوں کا تصور ذہن مسامع میں جم جائے۔اگر یہ اسم علم نہ لایا جاتا تو بنائے کعبہ کا فاعل کوئی بھی غیر متعین دو افراد مراد ہو سکتے تھے۔

الشق الثانی.....**وَقَدْ تُخْرَجُ اَلْفَاظُ اِلْاِسْتِفْهَامِ عَنْ مَعْنَاهَا اَلْاَصْلِيِّ لِمَعَانٍ اُخَرَ تُفْهَمُ مِنْ سِيَاقِ الْكَلَامِ كَالتَّسْوِيَةِ نَحْوُ سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ اَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ.**

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کیجئے، استفہام کے الفاظ جن دوسرے معانی کیلئے آتے ہیں ان میں سے چھ الفاظ کو مثالوں کیساتھ ذکر کیجئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) الفاظِ استفہام کا غیر معنیٰ اصلی میں استعمال مع امثلہ۔

جواب..... ① عبارت پر اعراب:۔**کما مرّ فی السوال آنفا۔**

② عبارت کا ترجمہ:۔ اور کبھی الفاظ استفہام اپنے حقیقی معنیٰ سے نکل کر ایسے دوسرے معنوں کے لئے استعمال کیے جاتے ہیں جو اسلوبِ بیان سے خود بخود معلوم ہو جایا کرتے ہیں مثلاً تسویہ جیسے **سواء علیھم اانذرتھم ام لم تنذرھم** ان کے حق میں برابر ہے چاہے آپ ان کو ڈرائیں یا نہ ڈرائیں۔

③ الفاظ استفہام کا غیر معنیٰ اصلی میں استعمال مع امثلہ:۔① تسویہ میں جیسے **سواء علیھم اانذرتھم ام لم تنذرھم** ان کے حق میں آپ کا ڈرانا اور نہ ڈرانا برابر ہے ② نفی کے معنیٰ میں جیسے **ھل جزاء الاحسان الاالاحسان** احسان کا معاوضہ احسان کے سوا کچھ نہیں ③ انکار کے معنیٰ میں جیسے **اغیر اللّٰہ تدعون** کیا اللہ کے سوا کسی اور کو پکارو گے؟ ④ امر کے معنیٰ میں جیسے **فھل انتم منتھون** سو اب بھی تم باز آؤ گے اور **أسلمتم** کیا تم بھی تابع ہوتے ہو یہ بمعنی **انتھوا** اور **اَسْلِمُوْا** ہے ⑤ نہی کے معنیٰ میں جیسے **اتخشونھم فاللّٰہ احق ان تخشوہ** کیا تم ان لوگوں سے ڈرتے ہو حالانکہ اللہ سب سے زیادہ حقدار ہے کہ تم اس سے ڈرو اس کے معنیٰ یہ ہوئے کہ تم ان لوگوں سے نہ ڈرو ⑥ مخاطب کو رغبت اور شوق دلانے کے معنیٰ میں جیسے **ھل ادلکم علیٰ تجارۃ تنجیکم من عذاب الیم** کیا میں تم لوگوں کو ایسا کاروبار بتلاؤں جو تمہیں ایک دردناک عذاب سے رہا کرے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۹ھ

الشق الاوّل.....**وقد یذکر فعل ینبئ عن التشبیہ نحو قولہ تعالیٰ: (اذا رأیتھم حسبتھم لؤلؤا منثورا) واذا حذفت اداۃ التشبیہ ووجھہ یسمی تشبیھا بلیغا۔** تشبیہ کی تعریف اور مثال کی وضاحت کریں۔ارکان تشبیہ کتنے اور کون کون سے ہیں؟ عبارت مذکورہ کی تشریح کریں، نیز تشبیہ بلیغ کی مثال بھی تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) تشبیہ کی تعریف اور وضاحت مع مثال (۲) ارکان تشبیہ کی تعداد ونشاندہی (۳) عبارت کی تشریح (۴) تشبیہِ بلیغ کی مثال۔

جواب..... ① تشبیہ کی تعریف اور وضاحت مع مثال:۔ تشبیہ: لغوی معنیٰ تمثیل ہے اور اصطلاح میں کلام کا وہ طریقۂ تعبیر جس میں ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ کسی وصف و معنیٰ میں کسی غرض کی وجہ سے کسی حرفِ تشبیہ کے ذریعہ شریک ولاحق کیا جاتا ہے۔ جس چیز کو تشبیہ دی جائے اس کو مشبہ اور جس کے ساتھ تشبیہ دی جائے اس کو مشبہ بہ اور جس وصف و معنیٰ میں تشبیہ دی جائے اس کو وجہ تشبیہ اور جس حرف کے ذریعہ تشبیہ دی جائے اس کو ادواتِ تشبیہ کہتے ہیں جیسے **العلم کالنور فی الھدایۃ** (علم ہدایت میں نور کی مثل ہے)۔اس مثال میں علم کو وصفِ ہدایت میں کاف کے ذریعہ نور کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔اس میں **العلم** مشبہ **کاف** حرفِ

تشبیہ **النور** مشبہ بہ اور **الھدایة** وصفِ تشبیہ اور وجہِ تشبیہ ہے اور یہی چار چیزیں ارکانِ تشبیہ کہلاتی ہیں۔

❷ ارکان تشبیہ کی تعداد ونشاندہی:۔ ارکانِ تشبیہ چار ہیں: ①مشبہ: وہ چیز جس کو کسی وصف میں دوسری چیز کے ساتھ تشبیہ دی جائے۔ ②مشبہ بہ: وہ چیز جس کے ساتھ کسی وصف میں دوسری چیز کو تشبیہ دی جائے۔ ③ اداتِ تشبیہ: وہ حرف جو تشبیہ پر دلالت کرے۔ ④ وصفِ تشبیہ: وہ خاص وصف جس میں ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔

تشبیہ کے ان چاروں ارکان کو مذکورہ مثال کے ذریعے واضح کیا جاچکا ہے۔

❸ عبارت کی تشریح:۔ عموماً کاف اور کَاَنّ کے ذریعہ تشبیہ دی جاتی ہے البتہ بعض اوقات کوئی ایسا فعل ذکر کردیا جاتا ہے جو تشبیہ والا معنی وفائدہ ادا کرتا ہے جیسے **اذا رأیتھم حسبتھم لؤلؤًا منثورًا** (جب تو ان غلمانِ جنت کو دیکھے گا تو تُو انہیں بکھرے ہوئے موتی خیال کرے گا)۔ اس مثال میں غلمان کو موتیوں کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے اور اداتِ تشبیہ کوئی حرف نہیں بلکہ فعل (**حسبتھم**) ہے جو تشبیہ کے معنی پر دلالت کررہا ہے۔

❹ تشبیہ بلیغ کی مثال:۔ بعض اوقات کسی تشبیہ سے اداتِ تشبیہ اور وجہِ تشبیہ کو حذف کردیا جاتا ہے اس تشبیہ کو تشبیہ بلیغ کہتے ہیں کیونکہ اس صورت میں تشبیہ کی بلاغت میں اور زیادہ اضافہ ہوجاتا ہے جیسے **وجعلنا اللیل لباسًا** (ہم نے رات کو لباس کی طرح ساتر بنایا) اس مثال میں **کاف** حرفِ تشبیہ اور وجہِ تشبیہ (**فی الستر**) کو حذف کیا گیا ہے۔

الشق الثانی.....**یَجِبُ الْفَصْلُ فِیْ خَمْسَةِ مَوَاضِعَ اَلْاَوَّلُ اَنْ یَّکُوْنَ بَیْنَ الْجُمْلَتَیْنِ اِتِّحَادٌ تَامٌّ بِاَنْ تَکُوْنَ الثَّانِیَةُ بَدَلًا مِنَ الْاُوْلٰی اَوْ بِاَنْ تَکُوْنَ بَیَانًا لَھَا اَوْ بِاَنْ تَکُوْنَ مُؤَکِّدَةً لَھَا وَالثَّانِیْ اَنْ یَّکُوْنَ بَیْنَ الْجُمْلَتَیْنِ تَبَائُنٌ تَامٌّ۔**

عبارت کا ترجمہ کرکے اعراب لگائیے۔ عبارت میں **کمالِ اتصال بین الجملتین** کی تین صورتیں ذکر کی گئی ہیں ان میں سے دو مثالیں ذکر کیجئے۔ **الثانی ان یکون بین الجملتین تبائن تام الی آخرہ** میں **کمال انقطاع بین الجملتین** کی دو صورتیں بیان کی گئی ہیں مثالوں کے ساتھ ان کو تحریر کیجئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور توجہ طلب ہیں (۱) عبارت کا ترجمہ (۲) عبارت پر اعراب (۳) کمال اتصال بین الجملتین کی صورتیں مع امثلہ (۴) کمال انقطاع بین الجملتین کی صورتیں مع امثلہ۔

جواب..... ❶ عبارت کا ترجمہ:۔ فصل کرنا واجب ہے پانچ جگہوں میں، پہلی جگہ یہ ہے کہ دو جملوں میں کمالِ اتحاد ہو بایں طور کہ دوسرا جملہ پہلے سے بدل ہو یا دوسرا جملہ پہلے جملہ کے لیے بیان ہو یا دوسرا جملہ پہلے جملہ کی تاکید ہو، دوسری جگہ یہ ہے کہ دو جملوں میں کامل تباین وانقطاع ہو۔

❷ عبارت پر اعراب:۔ **کمامرّ فی السوال آنفا۔**

❸ کمال اتصال بین الجملتین کی صورتیں مع امثلہ:۔ دو جملوں میں کمالِ اتصال کی پہلی صورت یہ ہے کہ دوسرا جملہ پہلے جملہ سے بدل ہو، جیسے **امدکم بما تعلمون ، امدکم بانعام وبنین** اس میں دوسرا جملہ **امدکم بانعام وبنین** پہلے جملہ **امدکم بما تعلمون** سے بدل ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ دوسرا جملہ پہلے جملہ کیلئے بیان ہو، جیسے **فوسوس الیہ الشیطن قال یاٰادم ھل ادلك علی شجرة الخلد** اس مثال میں پہلا جملہ **فوسوس الیہ الشیطن** مبین ہے، اور دوسرا جملہ **قال یاٰادم الخ** اس کیلئے بیان ہے

تیسری صورت کمال اتصال بین الجملتین کی یہ ہے کہ پہلا جملہ مؤکد ہے اور دوسرا جملہ اس کی تاکید ہو، جیسے **فمھل الکافرین امھلھم رویدا** اس میں مثال میں دوسرا جملہ **امھلھم رویدا** پہلے جملہ **مھل الکافرین** کیلئے تاکید ہے۔

❹ کمال انقطاع بین الجملتین کی صورتیں مع امثلہ:۔ دو جملوں میں کمال انقطاع کی پہلی صورت یہ ہے کہ ان میں سے ایک جملہ خبریہ ہو اور دوسرا جملہ انشائیہ ہو، جیسے شاعر کا یہ شعر ہے "**قَالَ رَائِدُھُمْ اُرْسُوْا نُزَاوِلُھَا.....فَحَتْفُ کُلِّ امْرِءٍ یَجْرِیْ بِمِقْدَارِ**"

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

ان کے نمائندے نے کہا یہیں ٹھہر جاؤ ہم ان سے قتال کریں گے کیونکہ ہر نفس کی موت اپنے وقت پر آئے گی۔

اس شعر کے پہلے مصرعہ میں اُرْسُوْا، نُزَاوِلُهَا یہ دو جملے ہیں، اوران میں کمال انقطاع ہے بایں طور کہ ارسوا فعل امر ہونے کی وجہ سے جملہ انشائیہ ہے اور نزاولها جملہ فعلیہ ہونے کی وجہ سے جملہ خبر یہ ہے اس وجہ سے یہاں فصل کرنا ضروری ہے۔

کمالِ انقطاع بین الجملتین کی صورت یہ ہے کہ اگر چہ دونوں جملیں خبر اور انشاء ہونے کے اعتبار سے تو متفق ومتحد ہوں مگر معنوی اعتبار سے ان میں کوئی مناسبت نہ ہو، جیسے علی کاتب ، الحمام طائر (علی کاتب ہے اور کبوتر اڑنے والا جانور و پرندہ ہے) یہ دونوں جملے اگر چہ خبر ہونے کے اعتبار سے متفق ہیں مگر معنوی اعتبار سے ان میں کوئی تعلق ومناسبت نہیں ہے، کیونکہ علی کے کاتب ہونے اور کبوتر کے پرندہ ہونے میں کوئی مناسبت نہیں ہے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۹ھ

الشق الاوّل.....وَ الْاِطْنَابُ وَهُوَ تَاْدِيَةُ الْمَعْنٰى بِعِبَارَةٍ زَائِدَةٍ عَنْهُ مَعَ الْفَائِدَةِ فَاِذَا لَمْ تَكُنْ فِى الزِّيَادَةِ فَائِدَةٌ سُمِّيَ تَطْوِيْلًا اِنْ كَانَتِ الزِّيَادَةُ غَيْرَ مُتَعَيِّنَةٍ وَ حَشْوًا اِنْ تَعَيَّنَتْ.

عبارت کا ترجمہ کر کے اعراب لگائیے۔ مذکورہ عبارت میں اطناب، تطویل اور حشو کا ذکر ہے ان کو مثالوں سے واضح کیجئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور حل طلب ہیں (۱) عبارت کا ترجمہ (۲) عبارت پر اعراب (۳) اطناب، تطویل وحشو کی وضاحت مع امثلہ۔

جواب..... ❶ عبارت کا ترجمہ:۔ اطناب وہ معنی مرادی کو اس کی نسبت زائد عبارت کے ساتھ ادا کرنا ہے کسی مخصوص فائدہ کے ساتھ، پس جب زیادتی میں کوئی فائدہ نہ ہو اور زیادتی غیر متعین ہو تو اس کا نام تطویل رکھا جاتا ہے، اور اگر زیادتی متعین ہو تو اس کو حشو کہیں گے۔

❷ عبارت پر اعراب:۔ كما مرّ فى السوال آنفا ۔

❸ اطناب، تطویل وحشو کی وضاحت مع امثلہ:۔ اطناب کی تعریف یہ ہے کہ معنی مرادی کو ضرورت سے زائد الفاظ کے ساتھ ادا کیا جائے اور ان زائد الفاظ کا کوئی فائدہ بھی ضرور ہو جیسے حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا رب انى وهن العظم منى واشتعل الراس شيبا اس میں حضرت زکریا علیہ السلام اگر صرف رب انى كبرت کے مختصر الفاظ ذکر کرتے تو طلبِ اولاد والا مقصد ادا ہو جاتا مگر اسکی جگہ وهن العظم منى واشتعل الراس شيبا کے طویل الفاظ ذکر کیے اور یہ طویل کلام بے فائدہ نہیں ہے کیونکہ یہ مقام طلبِ ولد کا تھا بڑھاپا کی وجہ سے اس کے ظاہری اسباب موجود نہیں تھے، اسلئے مقصد کے حصول کیلئے ایسی مؤثر اور دردانگیز دعا کی ضرورت تھی جس کی وجہ سے مخاطب کو ضرور رحم آجائے اور اس کا دل نرم ہو جائے ، لہٰذا اس دعا کے زائد الفاظ خاص فائدہ کی وجہ سے ہیں ۔

البتہ اگر کلام میں معنی مرادی سے زائد عبارت متعین ہو تو اس کو حشو کہتے ہیں، تطویل کی مثال الفى قولها كذبا و مينا (اس جذیمہ نامی بادشاہ نے زباء عورت کے نکاح والے قول کو جھوٹ وفریب پایا، اس میں شاعر نے مرادِ متکلم کی ادائیگی کیلئے كذبا ومينا کے دو الفاظ ذکر کیے ہیں، صرف كذبا کہنے سے یا صرف مينا کہنے سے بات مکمل ہو سکتی تھی مگر دو الفاظ ذکر کئے اور ان میں سے ایک بے فائدہ لفظ ہے مگر وہ متعین نہیں ہے، اس لئے اس کو تطویل کہیں گے۔

حشو کی مثال واعلم علم اليوم والامس قبله (میں آج اور کل گذشتہ کی خبر جانتا ہوں) اس مثال میں متکلم نے معنی مرادی کی ادائیگی کے لئے الامس قبله کے دو الفاظ ذکر کئے ہیں، حالانکہ امس کا معنی کل گذشتہ ہی ہے، لہٰذا اس کے بعد قبله کا لفظ زائد و بے فائدہ ہے اور یہ زیادتی متعین بھی ہے اس لئے اس کو حشو کہیں گے۔

الشق الثانی.....وَ اَمَّا الْاِسْتِفْهَامُ فَهُوَ طَلَبُ الْعِلْمِ بِشَيْءٍ وَ اَدَوَاتُهُ اَلْهَمْزَةُ وَهَلْ وَ مَا وَ مَنْ وَ مَتٰى وَ اَيَّانَ وَ كَيْفَ و اَيْنَ وَ اَنّٰى وَ كَمْ وَ اَيٌّ ۔

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کیجئے۔ ادوات استفہام میں سے ہر ایک کی صرف ایک ایک مثال بیان کیجئے۔

0313 6357621 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) ادواتِ استفہام کی مثال۔

جواب ..... ❶ عبارت پر اعراب:۔ **کما مرّ فی السوال آنفا۔**

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ استفہام، پس وہ کسی چیز کا علم طلب کرنا ہے اور اس کے ادوات یہ ہیں۔ **ھمزہ ، ھل ، ما ، مَن، متی، ایان، کیف، این ، انی ، کم ، ای۔**

❸ ادوات استفہام کی مثال:۔ ہمزہ کی مثال **اَسَافر علیٌ** ،**ھَلْ** کی مثال **ھَلْ جَاءَ صَدِیْقُکَ** ،**مَا** کی مثال **مَاالْاِنْسَانُ** ، **مَنْ** کی مثال **مَنْ فَتَحَ الْمِصْرَ** ، **مَتٰی** کی مثال **مَتیٰ تَذْھَبُ** ،**اَیَّانَ** کی مثال **یَسْئَلُ اَیَّانَ یَوْمُ الْقِیَامَةِ** ،**کَیف** کی مثال **کَیْفَ اَنْتَ** ،**این** کی مثال **اَیْنَ تَذْھَبُ** ،**اَنّٰی** کی مثال **اَنّٰی یُحْیِیْ ھٰذِہِ اللّٰہُ بَعْدَ مَوْتِھَا** ،**کم** کی مثال **کَمْ لَبِثْتُمْ** ،**اَیٌّ** کی مثال **اَیُّ الْفَرِیْقَیْنِ خَیْرٌ مَقَامًا۔**

﴿الورقة الخامسة : فی البلاغة﴾

﴿السوال الاول﴾ ۱۴۴۰ھ

الشق الاوّل ..... **وَ مِنْھَا التَّذْیِیْلُ وَھُوَ تَعْقِیْبُ الْجُمْلَةِ بِاُخْرٰی تَشْتَمِلُ عَلٰی مَعْنَاھَا تَاکِیْدًا وَ ھُوَ اِمَّا اَنْ یَّکُوْنَ جَارِیًا مَجْرَی الْمَثَلِ لِاِسْتِقْلَالِ مَعْنَاہُ وَ اسْتِغْنَائِہٖ عَمَّا قَبْلَہٗ وَ اِمَّا اَنْ یَّکُوْنَ غَیْرَ جَارٍ مَجْرَی الْمَثَلِ لِعَدَمِ اِسْتِغْنَائِہٖ عَمَّا قَبْلَہٗ۔** عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کیجئے۔ عبارت کی تشریح مثالوں کی روشنی میں کیجئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) عبارت کا ترجمہ (۲) عبارت پر اعراب (۳) عبارت کی تشریح مع امثلہ۔

جواب ..... ❶ عبارت کا ترجمہ:۔ تذییل یہ ہے کہ کسی جملہ کو ایک جملہ کے بعد لایا جائے جو پہلے کے معنی پر مشتمل ہو، اس کو پختہ کرنے کے لئے اور یہ دوسرا جملہ یا تو مثل وکہات کے قائمقام ہو اس کے مستقل بالمعنی اور اپنے ماقبل سے مستغنی ہونے کی وجہ سے اور یا یہ اپنے ماقبل سے مستغنی نہ ہونے کی وجہ سے مثل وکہات کے قائم مقام نہ ہو۔

❷ عبارت پر اعراب:۔ **کما مرّ فی السوال آنفا۔**

❸ عبارت کی تشریح مع امثلہ:۔ اس عبارت میں اطناب کی آٹھویں قسم تذییل کا ذکر ہے، تذییل یہ ہے کہ کسی جملہ کے بعد ایک ایسا جملہ بڑھایا جائے جو پہلے جملہ کے معنی پر مشتمل ہو اور اس جملہ کو لانے کا مقصد پہلے جملہ کو پختہ کرنا ہو پھر تذییل کی دو قسموں کا ذکر ہے، جاری مجری مثل اور غیر جاری مجری مثل۔ تذییل جار مجری مثل وہ دوسرا جملہ ہے جو مستقل بالمعنی اور ماقبل والے جملہ سے مستغنی اور حکم کلی کو متضمن ہونے کی وجہ سے بطور مثال وکہاوت کے مستعمل ہوسکتا ہو جیسے **جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا** اس میں دوسرا جملہ **ان الباطل کان زھوقا** ماقبل کی تاکید ہے مستقل بالمعنی ہے اور عام بول چال میں بطور کہاوت مستعمل ہوتا ہے۔

تذییل غیر جاری مجری مثل وہ دوسرا جملہ ہے جو ماقبل سے مستغنی اور مستقل بالمعنی نہ ہونے کی وجہ سے بطور کہاوت مثال کے مستعمل نہ ہوسکتا ہو، جیسے **ذلک جزیناھم بما کفروا ، وھل نجازی الاالکفور** اس میں دوسرا جملہ **وھل نجازی الا الکفور** ماقبل والے جملہ کی تاکید ہے مگر بطورِ کہاوت ومثال اس کا استعمال نہیں ہوتا کیونکہ اس کا سمجھنا ماقبل والے جملہ پر ہی موقوف ہے کیونکہ اس میں مذکور جزا سے وہی جزا مراد ہے جس کا ذکر ماقبل والے جملہ میں کیا گیا ہے اور وہ باغات کی تباہی ہے اور یہاں مطلق جزا مراد نہیں ہے وگرنہ یہ بھی جاری مجری مثل کی مثال ہوگی۔

الشق الثانی ..... **وَ اَمَّا النَّفْیُ فَالتَّقْیِیْدُ بِہٖ یَکُوْنُ بِسَلْبِ النِّسْبَةِ عَلٰی وَجْہٍ مَخْصُوْصٍ مِمَّا تُفِیْدُہٗ اَحْرُفُ النَّفْیِ وَ ھِیَ سِتَّةٌ لَا وَ مَا وَ اِنْ وَ لَنْ وَ لَمْ وَ لَمَّا فَلَا لِلنَّفْیِ مُطْلَقًا وَمَا وَ اِنْ لِنَفْیِ الْحَالِ اِنْ دَخَلَا عَلَی الْمُضَارِعِ وَ لَنْ لِنَفْیِ الْاِسْتِقْبَالِ وَ لَمْ وَ لَمَّا لِنَفْیِ الْمُضِیِّ۔**

عبارت کا سلیس ترجمہ کیجئے، عبارت پر صحیح اعراب لگائیے، لم اور لما کے استعمال میں فرق کو مثالوں کی روشنی میں واضح کیجئے۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) عبارت کا ترجمہ (۲) عبارت پر اعراب (۳) لم ولما میں فرق مع امثلہ۔

جواب..... ❶ عبارت کا ترجمہ:۔ نفی اس کے ساتھ حکم کو مقید کرنا مخصوص طریقہ پر نسبت کو سلب کرنے کیلئے ہوتا ہے، جس کا حروف نفی فائدہ دیتے ہیں اور وہ چھ حروف ہیں **لا ، مـا، ان، لـن ، لم ، لما** پس "لا" مطلق نفی کیلئے آتا ہے، **ما، ان** حال کی نفی کے لئے آتے ہیں، جب وہ مضارع پر داخل ہوں، **لن** مستقبل کی نفی کے لئے آتا ہے **لم ولمّا** ماضی کی نفی کیلئے آتے ہیں۔

❷ عبارت پر اعراب:۔ **کمامرّ فی السوال آنفا۔**

❸ **لَمْ ولَمّا** میں فرق مع امثلہ:۔ **لَمْ ولمّا** میں عمومی طور پر تین فرق ذکر کئے جاتے ہیں۔ ① **لَمْ** مطلق نفی ماضی کے لئے آتا ہے جیسے **لم یضرب** اس نے نہیں مارا اور **لما** استغراق نفی کے لئے آتا ہے **لما یضرب** اس نے وقت ولادت سے وقت تکلم تک کسی زمانہ میں نہیں مارا ② **لم** میں فعل مضارع مجزوم کو حذف کرنا جائز نہیں ہے **ندم زید ولم** کہنا درست نہیں ہے اور **لما** کے بعد مضارع کو حذف کرنا جائز ہے **نـدم زبد ولما** کہنا درست ہے اصل میں ہے **ولـمـا ینفعه الندامة** کہ زید شرمندہ ہوا مگر شرمندگی نے اس کو فائدہ نہ دیا ③ **لم** میں فعل منفی کے وقوع کی توقع نہیں ہوتی جبکہ **لما** میں فعل منفی کے وقوع کی توقع ہوتی ہے جیسے **لـم یرکب** سوار نہیں ہوا **لما یرکب الامیر** ابھی تک امیر سوار نہیں ہوا مگر سوار ہونے کی توقع وانتظار ہے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۰ھ

الشق الاوّل.....وَاَمَّا الشَّرْطُ فَالتَّقْيِيْدُ بِهٖ يَكُوْنُ لِلْاَغْرَضِ الَّتِیْ تُؤَدِّيْهَا مَعَانِیْ اَدَوَاتِ الشَّرْطِ كَالزَّمَانِ فِیْ مَتٰی وَاَيَّانَ وَالْمَكَانِ فِیْ اَيْنَ وَاَنّٰی وَحَيْثُمَا وَالْحَالِ فِیْ كَيْفَمَا وَاسْتِيْفَاءُ ذٰلِكَ وَتَحْقِيْقُ الْفَرْقِ بَيْنَ الْاَدَوَاتِ يُذْكَرُ فِیْ عِلْمِ النَّحْوِ وَاِنَّمَا يُفْرَقُ هٰهُنَا بَيْنَ "اِنْ وَاِذَا وَلَوْ" لِاخْتِصَاصِهَا بِمَزَايَا تُعَدُّ مِنْ وُجُوْهِ الْبَلَاغَةِ۔

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ وتشریح کریں۔ اِنْ ، اِذَا اور لَوْ میں استعمال کے لحاظ سے فرق کو مثالوں سے واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں۔ (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) عبارت کی تشریح (۴) اِنْ ، اِذَا اور لَوْ کے استعمال میں فرق مع امثلہ۔

جواب..... ❶ عبارت پر اعراب:۔ **کما مرّ فی السوال آنفا۔**

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ اور شرط پس حکم کو اس کے ذریعے مقید کرنا ان اغراض کیلئے ہوتا ہے جن کو حروفِ شرط کے معانی ادا کرتے ہیں جیسا کہ **متٰی و ایّان** زمانہ کیلئے۔ **اَیْنَ اَنّٰی حَیْثُمَا** مکان کیلئے اور **کیـفما** حال کیلئے ہوتے ہیں۔ اس کی مکمل بحث اور ان حروف کے درمیان فرق کی تحقیق علم نحو میں کی جاتی ہے۔ اور یہاں صرف اِنْ ، اِذَا ، لَـو کے درمیان فرق بیان کیا جاتا ہے اس لئے کہ یہ الفاظ ایسی زائد خوبیوں کے ساتھ مخصوص ہیں جن کو وجوہِ بلاغت میں سے شمار کیا جاتا ہے۔

❸ عبارت کی تشریح:۔ کلام کے اندر کسی حکم کو جب شرط کے ساتھ مقید کیا جاتا ہے تو اُس وقت حروفِ شرط کے مختلف معانی کے اعتبار سے تقیید کے معانی بھی جدا جدا ہونگے مثلاً **متی** اور **ایّان** میں زمانہ کی شرط، **اَیْنَ ، اَنّٰی اور حَیْثُمَا** میں مکان کی شرط اور **کیـفـما** میں حال کی شرط کا لحاظ کیا جاتا ہے۔ مصنفؒ فرماتے ہیں کہ ہم نے یہاں پر چند حروف بطورِ نمونہ ذکر کئے ہیں، اِن حروف کی پوری بحث اور ان میں فرق علم نحو کے اندر ذکر کیا جاتا ہے یہاں پر اُن حروف میں سے صرف تین حروف یعنی اِنْ ، اِذَا اور لَـوْ کے فرق کے متعلق بحث کریں گے کیونکہ اِن تین حروف میں معنیٰ شرط کے علاوہ بعض ایسی خوبیاں بھی ہیں جن کا تعلق علم بلاغت کے ساتھ ہے۔

❹ **اِنْ ، اِذَا اور لَـوْ** کے استعمال میں فرق مع امثلہ:۔ یہ تینوں الفاظ اگرچہ شرطِ زمان کے لئے ہیں مگر ان میں متعدد وجوہ سے فرق ہے۔ ① پہلے دو مستقبل کیلئے ہیں اور لَـوْ ماضی کیلئے ہے۔ پس پہلے دونوں کے ساتھ فعل مضارع اور لَـوْ کے ساتھ فعل ماضی لایا جاتا ہے۔ ② پہلے دو میں امکانِ وقوع شرط ہے جبکہ لَـوْ میں وقوع کا محال ہونا شرط ہے۔ یعنی پہلے دونوں ایسی شرائط پر داخل ہوتے ہیں جن کا واقع ہونا مستقبل میں ممکن ہو جبکہ لَوْ ایسی شرط پر داخل ہوتا ہے جس کا وقوع محال ہوتا ہے۔ ③ اِنْ میں وقوع کا عدمِ یقین شرط

0313 6357912 maktabazakariyamultan@gmail.com

ہے جبکہ اِذَا میں وقوع کا یقین شرط ہے۔ اِنْ کی مثال: جیسے اِنْ یَسْتَغِیْثُوْا یُغَاثُوْا بِمَاءٍ کَالْمُهْلِ یَشْوِیْ الْوُجُوْهَ (اگر جہنمی پانی کی فریاد کریں گے تو ان کو تلچھٹ کی مثل پانی دیا جائے گا)۔

اِذَا کی مثال: جیسے ابوذئیب کا شعر وَالنَّفْسُ رَاغِبَةٌ اِذَا رَغَّبْتَهَا، وَاِذَا تُرَدُّ اِلٰی قَلِیْلٍ تَقْنَعُ (اور تیرا نفس مالِ کثیر کی جانب رغبت کریگا اگر تو اسے آزاد چھوڑ دے گا اور اگر تو اس کو اس طرف سے پھیر دے تو وہ مالِ قلیل پر بھی راضی ہو جائے گا)۔

ان دونوں مثالوں میں یستغیثوا، تردّ فعل مضارع ہیں۔

لَوْ کی مثال: لَوْشَاءَ لَهَدٰکُمْ اَجْمَعِیْنَ (اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو سب کو ہدایت عطاء کر دیتا) یہاں لَوْ، شَاءَ فعل ماضی کے ساتھ مستعمل ہے۔

الشق الثانی.....یَنْقَسِمُ التَّشْبِیْهُ بِاِعْتِبَارِ طَرَفَیْهِ اِلٰی اَرْبَعَةِ اَقْسَامٍ ، تَشْبِیْهُ مُفْرَدٍ بِمُفْرَدٍ وَتَشْبِیْهُ مُرَکَّبٍ بِمُرَکَّبٍ وَتَشْبِیْهُ مُفْرَدٍ بِمُرَکَّبٍ وَتَشْبِیْهُ مُرَکَّبٍ بِمُفْرَدٍ نَحْوُ قَوْلِهٖ:

یَا صَاحِبَیَّ تَقَصَّیَا نَظْرَیْکُمَا تَرَیَا وُجُوْهَ الْاَرْضِ کَیْفَ تَصَوَّرُ؟

تَرَیَا نَهَارًا مُشْمِسًا قَدْ شَابَهٗ رَهَرُ الرُّبَا فَکَاَنَّمَا هُوَ مُقْمِرُ

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، تشبیہ کی چاروں اقسام کو مثالوں سے واضح کریں، ملفوف اور مفروق، تسویہ وجمع کی تعریف کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا خلاصہ چار امور ہیں۔(۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) تشبیہ کی چاروں اقسام کی وضاحت مع امثلہ (۴) ملفوف ومفروق، تسویہ وجمع کی تعریف۔

جواب..... ❶ عبارت پر اعراب:۔ کما مرّ فی السوال آنفا۔

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ تشبیہ اپنی طرفین کے اعتبار سے چار اقسام پر منقسم ہوتی ہے الخ۔ تشبیہِ مفرد بمفرد، تشبیہِ مرکب بمرکب، تشبیہِ مفرد بمرکب اور تشبیہِ مرکب بمفرد جیسے شاعر کا قول (شعر کا ترجمہ) اے میرے دونوں رفیقو! تم خوب غور سے دیکھو، تم دیکھو گے جنگل کے مقامات کو کہ وہ کیسا منظر پیش کر رہے ہیں، تم دیکھو گے روشن اور سورج والے دن کو جسکے ساتھ ٹیلوں کے پودوں کی آمیزش ہوئی تو ایسے محسوس ہوتا ہے کہ وہ چاندنی رات ہو۔

❸ تشبیہ کی چاروں اقسام کی وضاحت مع امثلہ:۔ ① تشبیہِ مفرد بمفرد: یعنی مشبہ ومشبہ بہ دونوں مفرد ہوں، مفرد ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ان دونوں کے ساتھ وصف، اضافت، مفعول، حال، ظرف وغیرہ کوئی قید نہ لگی ہوئی ہو جیسے هذا الشیئ کالمسك فی الرائحة (یہ چیز مشک کی طرح ہے خوشبو میں)۔ اس میں هذا (مثلاً الصابون) سے مراد بھی شیئ مفرد ہے جو کہ مشبہ ہے اور المسك بھی مفرد ہے جو کہ مشبہ بہ ہے۔

② تشبیہِ مرکب بمرکب: یعنی مشبہ ومشبہ بہ دونوں مرکب ہوں، مرکب ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ ایسی ہیئت پیش کریں جو متعدد چیزوں سے حاصل ہونے والی ہو جیسے کَاَنَّ مُثَارَ النَّقْعِ فَوْقَ رُؤُوْسِنَا۔ وَاَسْیَافَنَا لَیْلٌ تَهَاوٰی کَوَاکِبُهٗ (ہمارے سروں پر اونچا اٹھنے والا غبار اور ہماری تلواریں گویا کہ وہ رات ہیں جسکے ستارے ٹوٹ ٹوٹ کر گر رہے ہوں) اس شعر میں شاعر نے غبار اور اس سے حرکت کرنیوالی تلوار کی ہیئت کو رات کی اُسی ہیئت سے تشبیہ دی ہے جس میں ستارے مختلف سمتوں سے ٹوٹ کر گر رہے ہوں۔ تو اس مثال میں مشبہ اور مشبہ بہ دونوں مرکب ہیں کیونکہ اکیلے غبار یا اکیلے روشن تلوار کو مشبہ نہیں بنایا گیا بلکہ دونوں کا مجموعہ مشبہ ہے اِسی طرح صرف رات کی ظلمت یا اکیلے ستاروں کو مشبہ بہ نہیں بنایا گیا بلکہ دونوں کے مجموعے کو مشبہ بہ بنایا گیا ہے۔

③ تشبیہِ مفرد بمرکب: جیسے گلِ لالہ کو ایسے یاقوتی جھنڈوں کے ساتھ تشبیہ دینا جو زبرجدی نیزوں پر پھیلائے گئے ہوں مثلاً "وَکَاَنَّ مَحْمَرَ الشَّقِیْقِ اِذَا تَصَوَّبَ اَوْ تَصْعَدَ ..... اَعْلَامُ یَاقُوْتٍ نُشَرْنَ عَلٰی رِمَاحٍ زَبَرْجَدٍ" (ہوا میں لہلہانے والے سرخ گلِ لالہ ایسے محسوس ہو رہے ہیں جیسے زبرجدی سبز نیزوں پر لہرائے جانے والے یاقوتی سرخ رنگ کے جھنڈے ہوں) اس میں مثال میں مشبہ یعنی شقیقٌ مفرد ہے اور مشبہ بہ اعلام یاقوت اور رماحٍ زبرجد سے مرکب ہے۔

0313 6357243 maktabazakariyamultan@gmail.com

④ تشبیہِ مرکب بمفرد: یعنی مشبہ مرکب اور مشبہ بہ مفرد ہو جیسے سوال کی عبارت میں مذکور مثال ہے۔ اس مثال میں شاعر نے روشن دن اور اُس کے ساتھ ٹیلوں کے پودوں سے اختلاط سے حاصل ہونے والی ہیئت کو چاندی رات سے تشبیہ دی ہے۔ پس اس میں مشبہ مرکب اور مشبہ بہ مفرد ہے۔

④ ملفوف ومفروق، تسویہ وجمع کی تعریف:۔ تشبیہ کی طرفین کے اعتبار سے دو قسمیں ہیں ① ملفوف ② مفروق۔

تشبیہ ملفوف: وہ تشبیہ جس میں اولاً دو یا زیادہ مشبہ اکٹھے لائے جاتے ہیں پھر اسی طور پر مشبہ بہ لائے جاتے ہیں جیسا کہ امرؤ القیس شاعر کے اس شعر میں ہے: كَاَنَّ قُلُوْبَ الطَّيْرِ رَطْبًا وَيَابِسًا لدىٰ وَكْرِهَا الْعُنَّابُ وَالْحَشَفُ الْبَالِيْ

(عقاب کے گھونسلے کے قریب پرندوں کے گرے ہوئے تازہ وخشک قلوب ایسے لگتے ہیں گویا کہ وہ عناب اور باسی وردّی چھوہارے ہیں) اس شعر میں شاعر نے قلوبِ طیر کو یعنی رطب طری کو عناب اور قلب یابس کو تمر ردی سے تشبیہ دی ہے مشبہ رطب ویابس میں بھی تعدد ہے اسی طرح مشبہ بہ عناب اور تمر ردی میں بھی تعدد ہے۔

تشبیہ مفروق: وہ تشبیہ ہے جس میں پہلے ایک مشبہ وایک مشبہ بہ کو لایا جاتا ہے پھر اس طور پر کئی مشبہ اور کئی مشبہ بہ لائے جاتے ہیں جیسا کہ شاعر کا قول: اَلنَّشْرُ مِسْكٌ وَالْوُجُوْهُ دَنَا نِيْرٌ وَاَطْرَافُ الْاَكُفِّ عَنَمٌ۔ (ان عورتوں کی مہک کستوری ہے اور ان کے چہرے دینار کی طرح ہیں اور ان کی انگلیاں عنم کے درخت کی مثل ہیں جن کے پھول سرخ اور ڈالیاں نرم ونازک ہیں)۔ اس شعر میں تین تشبیہات کا ذکر ہے اور ہر مشبہ کے ساتھ ہی اس کا مشبہ بہ بھی مذکور ہے (النشر مسك، الوجوه دنانير، اطراف الاكف عنم)۔

تشبیہِ تسویہ: تشبیہ میں مشبہ بہ ایک ہو مگر اسکے مشبہ متعدد ہوں یعنی متعدد اشیاء کو ایک ہی شئ سے تشبیہ دی جائے، جیسے رشید الدین الوطواط کا شعر ہے ؎ صُدْغُ الْحَبِيْبِ وَ حَالِيْ كِلَاهُمَا كَاللَّيَالِيْ (محبوبہ کی زلف اور میرا حال، یہ دونوں رات کی طرح سیاہ ہیں) اس شعر میں مشبہ بہ (لیالی) ایک ہی چیز ہے اور مشبہ (صدعِ حبیب، حالِ شاعر) دو چیزیں ہیں۔

تشبیہِ جمع: تشبیہ میں مشبہ ایک ہو مگر اسکے مشبہ بہ متعدد ہوں یعنی متعدد اشیاء کے ساتھ ایک ہی شئ کو تشبیہ دی جائے، جیسے بحتری کا شعر ہے ؎ كَاَنَّمَا يَبْسِمُ عَنْ لُؤْلُؤٍ مُنَضَّدٍ اَوْ بَرَدٍ اَوْ اَقَاحِ (گویا کہ وہ (محبوب) ہنستا ہے بالترتیب موتیوں سے یا اولوں سے یا گلِ بابونہ سے) اس شعر میں مشبہ صرف ایک ہی چیز (دانت) ہے اور مشبہ بہ (لؤلؤ، برد، اقاح) متعدد اشیاء ہیں۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۰ھ

الشق الاوّل..... اَلْمَجَازُ الْعَقْلِيُّ: هُوَ اِسْنَادُ الْفِعْلِ اَوْ مَافِيْ مَعْنَاهُ اِلٰى غَيْرِ مَا هُوَ لَهٗ عِنْدَ الْمُتَكَلِّمِ فِي الظَّاهِرِ لِعَلَاقَةٍ نَحْوُ قَوْلِهٖ: اَشَابَ الصَّغِيْرَ وَاَفْنَى الْكَبِيْرَ كَرُّ الْغَدَاةِ وَمَرُّ الْعَشِيِّ

وَمِنَ الْمَجَازِ الْعَقْلِيِّ: اِسْنَادُ مَا بُنِيَ لِلْفَاعِلِ اِلَى الْمَفْعُوْلِ وَعَكْسُهٗ وَالْاِسْنَادُ اِلَى الْمَصْدَرِ وَاِلَى الزَّمَانِ وَاِلَى الْمَكَانِ وَاِلَى السَّبَبِ وَيُعْلَمُ مِمَّا سَبَقَ اَنَّ الْمَجَازَ اللُّغَوِيَّ يَكُوْنُ فِي اللَّفْظِ وَالْمَجَازَ الْعَقْلِيَّ يَكُوْنُ فِي الْاِسْنَادِ۔

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ وتشریح کریں۔ مجاز عقلی کی تمام اقسام کو مثالوں سے واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل چار امور ہیں۔ (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) عبارت کی تشریح (۴) مجازِ عقلی کی اقسام کی وضاحت مع امثلہ۔

جواب..... ① عبارت پر اعراب:۔ كما مرّ في السوال آنفا۔

② عبارت کا ترجمہ:۔ مجازِ عقلی وہ فعل یا معنیٰ فعل کی نسبت کرنا ہے کسی ایسے ملابس ومتعلق کی طرف جو اس کا غیر ہو متکلم کے نزدیک اس کے ظاہری حال کے اعتبار سے کسی علاقہ ومناسبت کی وجہ سے جیسے شاعر کا قول اَشَابَ الخ (بچے کو بوڑھا کر دیا اور بوڑھے کو فنا کر دیا، صبح وشام کے آنے جانے نے)

اور مجازِ عقلی کی اقسام میں سے مبنی للفاعل (خواہ وہ فعل ہو یا معنیٰ فعل) کی نسبت کرنا ہے مفعول کی جانب اور ایک قسم اس کے برعکس ہے اور ایک قسم مصدر کی طرف نسبت کرنا ہے اور ایک قسم زمان کی طرف اور ایک قسم مکان کی طرف نسبت کرنا ہے اور ایک قسم

سبب کی طرف نسبت کرنا ہے۔اور سابقہ بحث سے معلوم ہوگیا کہ مجازِ لغوی لفظ میں ہوتا ہے اور مجازِ عقلی نسبت واسناد میں ہوتا ہے۔

③ عبارت کی تشریح:۔ اس عبارت میں اسناد کی دوسری قسم مجازِ عقلی کی تعریف کا ذکر ہے کہ فعل یا معنیٰ فعل کی نسبت فاعل کی طرف کرنے کی بجائے بظاہر کسی غیر ماوضع لہٗ کی طرف کرنا یعنی جس کی طرف نسبت کرنی چاہیے تھی اس کی بجائے کسی دوسری چیز کی طرف کرنا بشرطیکہ ان میں کوئی علاقہ وقرینہ بھی موجود ہو جیسے شعرِ مذکور **اشاب الصغیر الخ** میں بوڑھا کرنے اور فناء کرنے کی نسبت فاعلِ حقیقی اللہ تعالیٰ کی بجائے فاعلِ مجازی مرورِ زمانہ کی طرف کردی گئی ہے۔ بقیہ تشریح مابعد میں آرہی ہے۔

④ مجازِ عقلی کی اقسام کی وضاحت مع امثلہ:۔ ① مجازِ عقلی کی پہلی قسم (پہلا ملابس وعلاقہ) مفعولیت ہے یعنی فعل یا معنیٰ فعل کی نسبت اپنے فاعل کی بجائے مفعول کی جانب کردی جائے حالانکہ اُس فعل یا معنیٰ فعل کا حق یہ تھا کہ اُس کی نسبت اپنے فاعل کی طرف کی جاتی کیونکہ اُس کو اِسی کیلئے وضع کیا گیا ہے مگر اُس کے فاعل کو حذف کرکے مفعول کی جانب نسبت کردی جائے جیسے **فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَاضِيَةٍ** (جسکے اعمال وزنی ہوئے وہ راضی رہنے والی زندگی یعنی جنت میں رہے گا)۔ یہاں **راضیة** اسم فاعل کا صیغہ ہے جو فاعل کا تقاضا کرتا ہے اور اُس کا فاعل دراصل صاحب العیشۃ تھا یعنی وہ آدمی ایسی عشرت کی زندگی میں رہے گا جسے یہ زندگی والا شخص پسند کریگا مگر صاحب العیشۃ کو حذف کردیا اور اُس کی نسبت عیشۃ کی طرف کردی گئی جو کہ **راضیة** کا ماھولہٗ نہیں ہے۔

② مجازِ عقلی کا دوسرا ملابس فاعلیت ہے یعنی کسی فعل یا معنیٰ فعل کا اسناد اپنے مفعول کی بجائے فاعل کی جانب کردیا جائے حالانکہ اُس فعل کا حق یہ تھا کہ اُس کا اسناد اپنے مفعول کی جانب کیا جاتا کیونکہ اُس کو اسی کیلئے وضع کیا گیا ہے جیسے عربی زبان میں اُس سیلاب کو جو خشک یا خالی ندی نالوں کو بھردے **سیلٌ مفعمٌ** (بھرا ہوا سیلاب) کہا جاتا ہے۔ یہاں پر **مفعمٌ** اسم مفعول کا صیغہ ہے جو اپنے لئے مفعول کا تقاضا کرتا ہے اس کا مفعول **الوادی** تھا اصل ترکیب **افعم السیل الوادی** تھی (سیلاب کے پانی نے نالے کو بھردیا) مگر مفعول (الوادی) کو حذف کرکے اُس کا اسناد سَیل کی طرف کردیا گیا جو کہ غیر ماھولہٗ ہے۔

③ مجازِ عقلی کا تیسرا ملابس مصدریت ہے یعنی فعل یا معنیٰ فعل کا اسناد فاعل کی بجائے مصدر کی طرف کردیا جائے حالانکہ اُس فعل یا معنیٰ فعل کا حق یہ تھا کہ اُس کا اسناد اپنے فاعل کی طرف کیا جاتا، جیسے اپنی محنت اور کوشش میں کامیاب ہونے والے شخص کے لئے عربی میں **جَدَّ جِدُّهٗ** (فلاں کی کوشش کامیاب ہوئی) بولا جاتا ہے۔ اس میں **جَدَّ** کا فاعل صاحبِ الجِدّ تھا کیونکہ اصل ترکیب مثلاً **جَدَّ زَيْدٌ جِدًّا** تھی مگر فاعلِ حقیقی **زیدٌ** کو حذف کرکے فعل کی نسبت **جِدّ** کی طرف کردی گئی جو کہ مصدر ہے۔

④ مجازِ عقلی کا چوتھا ملابس زمانیت ہے یعنی فعل کی نسبت فاعل کی بجائے زمان کی طرف کردی جائے جیسے کسی عابد وزاہد کے روزہ کی تعریف کرتے ہوئے **نهاره صائمٌ** (اُس کا دن روزے دار ہے) کہنا، تو یہاں پر حقیقت میں **الزاهد والعابد صائمٌ فی النهارِ** تھا تو فاعل کو حذف کرکے فعل کی نسبت نہار کی طرف کردی گئی جو کہ فعل کا ماھولہٗ نہیں ہے بلکہ اُس کا زمانہ ہے۔

⑤ مجازِ عقلی کا پانچواں ملابس مکانیت ہے یعنی فعل ومعنیٰ فعل کی نسبت فاعل کی بجائے مکان کی طرف کردی جائے جیسے **نهرٌ جارٍ** (جاری نہر) یہ اصل میں **هذا نهرٌ ماءُهٗ جارٍ** تھا، کیونکہ حقیقت میں نہر جاری نہیں ہوتی بلکہ پانی جاری ہوتا ہے تو **جارٍ** کی نسبت فاعل کی طرف کرنے کی بجائے مکان یعنی نہر کی طرف کردی گئی، جو کہ فعل کا ماھولہٗ نہیں ہے بلکہ اُس کا مکان ہے۔

⑥ مجازِ عقلی کا چھٹا ملابس سببیت ہے یعنی فعل ومعنیٰ فعل کی نسبت فاعل کی بجائے سبب کی طرف کردی جائے جیسے **بنی الامیر المدینة** (بادشاہ نے شہر بسایا وبنایا) یہاں فعل کی نسبت بادشاہ کی طرف کردی گئی حالانکہ اصل شہر کو بسانے وبنانے والے عوام اور معمار ہیں تو یہاں پر فعل کی نسبت فاعل کی بجائے فعل کے سبب وعلت یعنی بادشاہ کی طرف کردی گئی کیونکہ شہر بسانے اور بنانے کا حکم بادشاہ نے کیا تھا۔

الشق الثانی.....**تَاكِيْدُ الْمَدْحِ بِمَا يُشْبِهُ الذَّمَّ ضَرْبَانِ : اَحَدُهُمَا اَنْ يُسْتَثْنٰى مِنْ صِفَةِ ذَمٍّ مَنْفِيَّةٍ صِفَةُ مَدْحٍ عَلٰى تَقْدِيْرِ دُخُوْلِهَا فِيْهَا ، كَقَوْلِهٖ**

وَلَا عَيْبَ فِيْهِمْ غَيْرَ اَنَّ سُيُوْفَهُمْ بِهِنَّ فُلُوْلٌ مِنْ قِرَاعِ الْكَتَائِبِ

0313 6317613 naktabazakariyanulum@gmail.com

وَثَانِيْهِمَا اَنْ يُثْبَتَ لِشَيْئٍ صِفَةُ مَدْحٍ وَيُؤْتٰى بَعْدَهَا بِاَدَاةِ اِسْتِثْنَاءٍ تَلِيْهَا صِفَةُ مَدْحٍ اُخْرٰى، كَقَوْلِهٖ:

فَتًى كَمُلَتْ اَوْصَافُهٗ غَيْرَ اَنَّهٗ جَوَّادٌ فَمَا يَبْقٰى عَلَى الْمَالِ بَاقِيَا

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ وتشریح کریں، تاکید الذم بمایشبہ المدح کسے کہتے ہیں؟ مثال سے واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل چار امور ہیں۔(۱)عبارت پر اعراب (۲)عبارت کا ترجمہ (۳)عبارت کی تشریح (۴)تاکید الذم بمایشبہ المدح کی وضاحت مع امثلہ۔

جواب ..... ❶ عبارت پر اعراب:۔ **كما مرّ فی السوال آنفا۔**

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ تاکید المدح بمایشبہ الزم: اس کی دو اقسام ہیں ان میں سے پہلی قسم یہ ہے کہ کسی صفتِ مدح کو منفی صفتِ ذم سے مستثنیٰ کیا جائے، اِس تقدیر پر کہ وہ صفتِ مدح صفتِ ذم میں داخل تھی جیسے شاعر کا قول (اُن لوگوں میں کوئی عیب نہیں ہے علاوہ اس بات کے کہ انکی تلواروں میں دندانے ہیں لشکروں پر بکثرت تلوار کا وار کرنے کی وجہ سے) اور دوسری قسم یہ ہے کہ کسی چیز کے لئے ایک صفتِ مدح کو ثابت کیا جائے اور اسکے بعد کسی حرفِ استثناء کو ذکر کیا جائے جس سے متصل ایک دوسری صفتِ مدح لائی جائے جیسے شاعر کا قول (وہ ایسا جوان ہے جسکے اوصاف کامل ہیں علاوہ اس بات کے کہ وہ ایسا سخی ہے جو مال میں سے کچھ بھی باقی نہیں رکھتا)۔

❸ عبارت کی تشریح:۔ اس عبارت میں معنیٰ کلام کو مزین کرنے کا بیسواں طریقہ (تاکید المدح بمایشبہ الذم) ذکر کیا گیا ہے کہ کسی شیٔ کی مدح وتعریف کو ایسے الفاظِ مدحیہ سے پختہ کرنا جو بظاہر مذمت کے الفاظ ہوں۔ جیسا کہ سوال میں مذکور شعر میں شاعر نے منفی صفتِ ذم (**لاعیب فیهم**) سے ایک صفتِ مدح (**وقوع الفلول بالسیوف**) کا یہ مان کر استثناء کیا کہ وہ بھی اپنے مستثنیٰ منہ میں داخل اور شامل تھی۔ حالانکہ حقیقت میں وہ کوئی صفتِ ذم ہی نہیں بلکہ عین صفتِ مدح ہے اس کی وضاحت یہ ہے کہ شاعر نے اپنی جماعت کے جنگ بازوں کی شجاعت وغیرہ بتاتے ہوئے یہ کہا کہ یہ لوگ ہر قسم کے عیب سے پاک ہیں اور ان میں کوئی بری صفت نہیں ہے پھر جب اس نے یہ کہا کہ **غیر ان سیوفهم** (یہ لوگ تمام عیوب سے تو پاک ہیں البتہ ایک بات ہے کہ انکی تلواریں.....) تو ہمیں انتظار ہوا کہ دیکھئے یہ شاعر کوئی اِکّا دُکّا عیب ضرور ذکر کرے گا مگر جب اس نے آگے کہا کہ **بهن فلول من قراع الكتائب** (دشمنوں کی ہڈیوں پر بکثرت وار کرنے کی وجہ سے ان کی تلواریں کند ہوگئی ہیں اور ان میں دندانے پڑ چکے ہیں) تو ہمارا گمان غلط نکلا کہ ان میں کوئی عیب بھی ہے جسے گنایا جارہا تھا بلکہ یہ تو بجائے ذم کے عین تعریف ہوگئی کہ ان کی تلواریں نمائش کیلئے نہیں کہ ان کا استعمال نہ ہوتا ہو بلکہ شمشیر زنی تو انکا جوہرِ خاص اور وصفِ ممتاز ہے کہ انکے بکثرت استعمال کی وجہ سے ہی اُن تلواروں پر دندانے پڑے ہوئے ہیں۔

❹ تاکید الذم بمایشبہ المدح کی وضاحت مع امثلہ:۔ کہ ذم کو ایسے الفاظِ مذمت سے پختہ کرنا جو بظاہر مدح کے مشابہ ہوں جیسے **فُلَانٌ لا خیر فیه الّا انّه یتصدق بما یسرق** (فلاں شخص میں کوئی خیر نہیں ہے سوائے اس بات کے کہ وہ جو چوری کرتا ہے اُس کو صدقہ کر دیتا ہے)۔ **هو الكلب الّا انّ فیه ملالةً وسوء مراعاةٍ وماذاك فی الكلب** (وہ شخص کتے کی طرح ہے مگر یہ کہ اس میں (مزید باعثِ مذمت یہ کہ) ملالت اور سوءِ مراعات ہے جو کتے میں نہیں ہے) یعنی یہ شخص کتے سے بھی بدتر ہے وہ کھیتی باڑی وسامان کی حفاظت کرتا ہے اور جو مل جائے اس پر قناعت کرتا ہے جبکہ اس میں یہ اوصاف بھی نہیں ہیں۔

ان مثالوں میں متکلم نے جب صفاتِ مذمومہ کو ذکر کرنے کے بعد حرفِ استثناء الّا کو ذکر کیا تو شک ہوا کہ شاید اب کوئی صفتِ ممدوحہ کو ذکر کیا جائیگا مگر اِلّا کے بعد پھر دوسری صفاتِ مذمومہ کو ذکر کر کے صفاتِ مذمومہ کی تاکید کر دی گئی جو بظاہر مدح کے مشابہ ہے۔

﴿الورقة الخامسة : فی البلاغة﴾

﴿السوال الاول﴾ ۱۴۴۱ھ

الشق الاوّل ..... اَلْكِنَايَةُ هِيَ لَفْظٌ اُرِيْدَ بِهٖ لَازِمُ مَعْنَاهُ مَعَ جَوَازِ اِرَادَةِ ذٰلِكَ الْمَعْنٰى نَحْوُ طَوِيْلُ النِّجَادِ اَیْ طَوِيْلُ الْقَامَةِ وَتَنْقَسِمُ بِاِعْتِبَارِ الْمَكْنِيِّ عَنْهُ اِلٰى ..... عبارت پر اعراب لگا کر کنایہ کی لغوی اور اصطلاحی تعریف کریں۔

0312 6357713 maktabazakariyamultan@gmail.com

مکنی عنہ کے اعتبار سے کنایہ کی اقسام مثالوں کے ساتھ تحریر کریں۔ کنایہ کو تلویح اور رمز کے نام سے کس صورت میں یاد کیا جاتا ہے؟۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور توجہ طلب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) کنایہ کی لغوی اور اصطلاحی تعریف (۳) مکنی عنہ کے اعتبار سے کنایہ کی اقسام مع امثلہ (۴) کنایہ کو تلویح و رمز کے نام سے ذکر کرنے کی وضاحت۔

جواب..... ❶ عبارت پر اعراب:۔ **کمامرّ فی السوال آنفا۔**

❷ کنایہ کی لغوی اور اصطلاحی تعریف:۔ کنایہ کا لغوی معنیٰ مخفی و پوشیدہ ہے۔ اور اصطلاح میں کنایہ وہ لفظ ہے جس سے اُس کے اصل معنیٰ کو مراد لینے کے جواز کے ساتھ ساتھ معنیٰ لازم کو مراد لیا جائے۔ یعنی کسی لفظ سے معنیٰ مجازی کو مراد لیا جائے مگر اُس کے ساتھ ساتھ معنیٰ حقیقی کو بھی مراد لینا جائز ہو۔ جبکہ مجاز میں معنیٰ حقیقی کو مراد لینا جائز نہیں ہوتا۔

❸ مکنی عنہ کے اعتبار سے کنایہ کی اقسام مع امثلہ:۔ ① وہ کنایہ جس میں مکنی عنہ صفت ہو یعنی کسی موصوف کی کسی صفت کو طلب کیا جائے اور اُس صفت کو مکنی عنہ بنایا جائے۔ اس کنایہ کا طریقہ یہ ہے کہ موصوف اور اسکی نسبت کی تصریح کی جائے مگر اُس صفت کی تصریح نہ ہو جس کی طرف منسوب کرنے کا قصد کیا گیا ہے البتہ اُس کی جگہ کوئی ایسی دوسری صفت ذکر کردی جائے جو پہلی مقصود صفت کو مستلزم ہو جیسے خنساء شاعرہ کا یہ قول "**طویل النجاد رفیع العماد .....کثیر الرماد اذا ماشتا**" (میرا بھائی لمبے پرتلے والا، اونچے ستونوں والا، بہت زیادہ راکھ والا تھا اگرچہ موسم سرما ہی ہو)۔ اس شعر میں کنایہ کے تین الفاظ ہیں **طویل النجاد** سے دراز قد، **رفیع العماد** سے شریف و معزز، **کثیر الرماد** سے فیاض و مہمان نواز مراد لیا گیا ہے۔ طولِ نجاد سے طولِ قامت کا کنایہ اس طرح ہے کہ طولِ نجاد طولِ سیف کو مستلزم ہے اور طولِ سیف طولِ قامت کو مستلزم ہے تو طولِ نجاد سے اُس کا لازم معنیٰ یعنی طولِ قامت مراد لیا گیا ہے۔ رفعِ عماد سے اس نے اپنے بھائی کی شرافت و سرداری کا کنایہ کیا ہے کہ اونچے ستون والا مکان اُس زمانے میں شریف و معزز آدمی ہی بناتا تھا اور کثرتِ رماد سے اُس نے مہمان نوازی کا کنایہ کیا ہے کہ راکھ کی کثرت لکڑیاں جلانے کی کثرت کو مستلزم ہے اور یہ بکثرت کھانا پکانے کو مستلزم ہے اور کھانا پکانا کھانے والوں کی کثرت کو مستلزم ہے اور یہ مہمانوں کی کثرت کو مستلزم ہے اور مہمانوں کی کثرت یہ آدمی کی سخاوت کو مستلزم ہے۔ پس ان مثالوں میں مکنی عنہ وہ صفات ہیں جن کو بطورِ کنایہ مراد لیا گیا ہے۔

② وہ کنایہ جس میں مکنی عنہ نسبت ہو خواہ وہ نسبت ثبوتی ہو یا سلبی ہو جیسے **المجد بین ثوبیه والکرم تحت ردائه** (بزرگی اسکے دو کپڑوں کے درمیان ہے اور سخاوت اُسکی چادر کے نیچے ہے)۔ اس کنایہ کا طریقہ یہ ہے کہ موصوف اور صفت دونوں کی تصریح کی جائے مگر ان دونوں کے درمیان نسبت کی تصریح نہ کی جائے البتہ اس کی جگہ کوئی دوسری ایسی نسبت ذکر کی جائے جو اصل نسبت کو مستلزم ہو جیسے مذکورہ مثال میں موصوف یعنی "محمد" اور اس کی صفت "مجد و کرم" کی تصریح کی گئی ہے لیکن "مجد و کرم" کو صراحتاً "محمد" کی جانب منسوب نہیں کیا گیا البتہ "مجد" کی نسبت اسکے دو کپڑوں اور "کرم" کی نسبت اُس کی چادر کی طرف کردی گئی جو کہ "محمد" کو مستلزم ہے۔

③ وہ کنایہ جس میں مکنی عنہ نہ صفت ہو اور نہ نسبت ہو بلکہ خود موصوف ہو۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ صفت اور نسبت دونوں کی تصریح ہو مگر موصوف کی تصریح نہ ہو البتہ اُس کی جگہ پر کسی صفت کو ذکر کردیا گیا ہو جیسے عمرو بن معدی کرب کا یہ شعر "**الضاربین بکل ابیض مخذم..... والطاعنین مجامع الاضغان**" (میں تعریف کرتا ہوں ہر تیز و سفید تلوار کے ذریعے حملہ کرنے والوں کی اور کینوں کے جمع ہونے کی جگہ پر نیزہ مارنے والوں کی)۔ اس شعر میں شاعر نے اپنی قوم کی شجاعت و بہادری کی تعریف کی اور "مجامع الاضغان" کہہ کر قلوب سے کنایہ کیا اور قلوب نہ صفت ہے نہ نسبت ہے بلکہ موصوف ہے اور قلب کا مجمع الضغن ہونا یہ اس کا خاص وصف ہے یعنی کینہ یہیں جمع ہوتا ہے کسی اور جگہ نہیں۔ اس خاص وصف کے ذریعے قلب کو مراد لیا گیا ہے جو قلب ہی کو مستلزم ہے۔

❹ کنایہ کو تلویح و رمز کے نام سے ذکر کرنے کی وضاحت:۔ جس کنایہ میں لازم و ملزوم کے درمیان وسائط اور لوازم زیادہ ہوں تو اُسے تلویح کہا جاتا ہے جیسے **کثیر الرماد**، اس کی وضاحت ماقبل میں گزر چکی کہ یہاں لازم و ملزوم کے درمیان متعدد واسطے ہیں اور اگر لازم و ملزوم کے درمیان وسائط و لوازم کم ہوں اور مخفی ہوں تو اُسے رمز کہا جاتا ہے جیسے کسی شخص کو کند ذہن اور سست کہنا ہو تو اسے **سَمِیْنٌ رِخْوٌ** (وہ شخص موٹا اور مالدار) کہا جاتا ہے۔ ان دو لفظوں کی موصوف کی طرف نسبت کرتے ہوئے اُسے غبی اور

سست اس طرح بتایا گیا کہ کسی شخص کا زیادہ مالدار ہونا اُس کے زیادہ اچھی و مرغن غذائیں کھانے کو مستلزم ہے۔اور اچھی و مرغن غذائیں کھانا بدن کے موٹاپا کو مستلزم ہے اور بدن کا موٹاپا کاموں میں رغبت نہ ہونے اور سست پڑے رہنے کو مستلزم ہے۔ یہاں اگرچہ لازم وملزوم کے درمیان وسائط زیادہ نہیں ہیں مگر مخفی ضرور ہیں اس لئے اس کو رمز کہا جاتا ہے۔

الشق الثانی ..... **محسنات معنویة، التوریة: ان یذکر لفظ له معنیان: قریب یتبادرفهمه من الکلام وبعید هو المراد بالافادة لقرینة خفیة، نحو:وهو الذی یتوفّاکم باللیل ویعلم ما جرحتم بالنهار.**

علم بدیع کی تعریف کریں۔محسنات معنویہ ولفظیہ کسے کہتے ہیں؟ واضح کریں۔عبارت کی تشریح اور مثال مذکورہ میں توریہ کی وضاحت کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾..... اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) علم بدیع کی تعریف (۲) محسنات معنویہ اور لفظیہ کی تعریف (۳) عبارت کی تشریح۔

جواب ..... ❶ علم بدیع کی تعریف:۔**هو علم یعرف به وجوه تحسین الکلام المطابق لمقتضی الحال** یعنی علم بدیع وہ علم ہے جس سے کلام کے مقتضیٰ حال کے مطابق ہونے کے بعد کلام کے محسنات لفظیہ ومعنویہ معلوم ہوں۔بالفاظِ دیگر وہ علم جسکے ذریعے ایک فصیح و بلیغ اور واضح المراد کلام کو مزین وخوبصورت بنانے کے طریقے معلوم ہوں۔

❷ محسنات معنویہ اور لفظیہ کی تعریف:۔ کلام میں دو چیزیں ہوتی ہیں،لفظ و معنیٰ۔ پھر کلام کو مزین وخوبصورت بنانے والے اسالیب وطریقے بھی دو ہی ہیں کچھ کا تعلق لفظ سے ہے ان کو محسناتِ لفظیہ کہتے ہیں اور کچھ کا تعلق معنیٰ سے ہوتا ہے ان کو محسناتِ معنویہ کہتے ہیں مثلاً محسناتِ لفظیہ میں سے تشابہ الاطراف ہے یعنی اپنے کلام کے آخری لفظ و جملہ کو دوسرے جملہ وکلام کے شروع میں ذکر کرنا جیسے **فیها مصباح، المصباح فی زجاجة، الزجاجة کانّها کوکب**۔محسناتِ معنویہ کی مثال یہی توریہ ہے۔

❸ عبارت کی تشریح:۔اس عبارت میں محسناتِ معنویہ میں سے توریہ کی تعریف اور مثال ذکر کی گئی ہے۔

توریہ یہ ہے کہ کلام میں ایسا لفظ ذکر کیا جائے جسکے دو معنیٰ ہوں ایک معنیٰ قریبی ہو جس کی طرف ذہن فوراً سبقت کرے اور دوسرا معنیٰ بعید ہو اس کے قلیل الاستعمال ہونے کی وجہ سے لفظ کی اس پر دلالت خفی ہو،لیکن کسی قرینہ کی وجہ سے متکلم کا مقصود یہی معنیٰ بعید ہی ہو۔جیسے اللہ تعالیٰ کا قول **وهو الذی یتوفاکم باللیل و یعلم ما جرحتم بالنهار** اس میں **جرحتم بالنهار** کا قریبی معنیٰ اکتسابِ مال ہے مگر یہ معنیٰ یہاں مراد نہیں ہے یہاں پر معنیٰ بعید یعنی ارتکابِ ذنوب مراد ہے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۱ھ

الشق الاوّل ..... **اَلْاِسْتِعَارَةُ مَجَازٌ عَلَاقَتُهُ الْمُشَابَهَةُ، کَقَوْلِهٖ تَعَالٰی: ﴿کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَیْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ﴾اَیْ: مِنَ الضَّلَالِ اِلَی الْهُدٰی فَقَدِ اسْتُعْمِلَتِ الظُّلُمَاتُ وَ النُّوْرُ فِیْ غَیْرِ مَعْنَاهُمَا الْحَقِیْقِیِّ، وَ الْعَلَاقَةُ الْمُشَابَهَةُ بَیْنَ الضَّلَالِ وَ الظَّلَامِ وَ الْهُدٰی وَ النُّوْرِ وَ الْقَرِیْنَةُ مَا قَبْلَ ذٰلِكَ.**

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ اور تشریح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور مطلوب ہیں ① عبارت پر اعراب ② عبارت کا ترجمہ ③ عبارت کی تشریح

جواب ..... ❶ عبارت پر اعراب:۔**کما مر فی السوال آنفًا**

❷ عبارت کا ترجمہ:۔استعارہ وہ مجاز ہے جس کا علاقہ ونسبت مشابہت ہو۔جیسے اللہ تعالیٰ کا قول:﴿کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَیْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ﴾ (یہ ایک کتاب ہے جسے ہم نے آپکی طرف اتارا ہے تاکہ آپ لوگوں کو اندھیروں سے اجالے اور روشنی کی طرف نکالیں) یعنی گمراہی سے ہدایت کی طرف۔پس یہاں ظلمات ونور کو معنیٰ حقیقی کے غیر میں استعمال کیا گیا ہے اور یہاں گمراہی وتاریکی اور ہدایت ونور کے درمیان علاقہ ونسبت مشابہت ہے۔اور اس پر قرینہ اس کا ماقبل والا لفظ ہے۔

❸ عبارت کی تشریح:۔اس عبارت میں مجاز کی اقسام میں سے پہلی قسم استعارہ کا ذکر ہے۔استعارہ ایسے مجاز کو کہتے ہیں جس کے

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

معنیٰ حقیقی اور معنیٰ مجازی کے درمیان مشابہت کی نسبت وتعلق ہو بشرطیکہ معنیٰ حقیقی کی جگہ معنیٰ مجازی مراد لینے پر کوئی قرینہ موجود ہو۔ جیسے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں ہے: ﴿كِتَابٌ أَنْزَلْنٰهُ ..... الخ﴾ (یہ ایک کتاب ہے جسے ہم نے آپ کی طرف اتارا ہے تاکہ آپ لوگوں کو اندھیروں سے اجالے اور روشنی کی طرف نکالیں) یہاں ظلمات ونور کا حقیقی معنیٰ (روشنی وتاریکی) مراد نہیں بلکہ معنیٰ مجازی (ایمان وگمراہی) مراد ہے اور معنیٰ مجازی ومعنیٰ حقیقی کے میں علاقہ ونسبت مشابہت ہے کہ جیسے اجالے میں اہتداء (راہ پانا) ہے اسی طرح ایمان میں بھی اہتداء ہے اور جیسے ظلمات میں عدمِ اہتداء ہے اسی طرح ضلالت میں بھی عدمِ اہتداء ہے۔ اور یہاں معنیٰ مجازی مراد لینے پر قرینہ لفظِ کتاب ہے کہ کتاب سورج وچراغ کی طرح کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو روشنی دینے کی حیثیت سے متعارف ہو اور اس سے تاریکی دور کرکے راستہ معلوم کیا جائے اور منزل تک پہنچا جائے بلکہ کتاب کفر وضلالت سے نکال کر ایمان وہدایت کے صاف وشفاف راستے پر گامزن کرنے کا ایک روحانی ومعنوی ذریعہ ہے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۱ھ

الشق الاوّل.....كُلُّ كَلَامٍ فَهُوَ إِمَّا خَبَرٌ أَوْ إِنْشَاءٌ وَالْخَبَرُ مَا يَصِحُّ أَنْ يُقَالَ لِقَائِلِهِ أَنَّهُ صَادِقٌ فِيهِ أَوْ كَاذِبٌ كَسَافَرَ مُحَمَّدٌ وَ عَلِيٌّ مُقِيمٌ.....اَضْرُبُ الْخَبَرِ حَيْثُ كَانَ قَصْدُ الْمُخْبِرِ بِخَبَرِهِ اِفَادَةَ الْمُخَاطَبِ يَنْبَغِيْ اَنْ يَقْتَصِرَ مِنَ الْكَلَامِ عَلٰى قَدْرِ الْحَاجَةِ حَذْرًا مِنَ اللَّغْوِ، فَاِنْ كَانَ الْمُخَاطَبُ خَالِيَ الذِّهْنِ مِنَ الْحُكْمِ اُلْقِيَ اِلَيْهِ الْخَبَرُ مُجَرَّدًا عَنِ التَّاكِيْدِ نَحْوُ.....وَاِنْ كَانَ مُتَرَدِّدًا فِيْهِ طَالِبًا لِمَعْرِفَتِهِ حَسُنَ تَاكِيْدُهٗ نَحْوُ.....وَاِنْ كَانَ مُنْكِرًا وَجَبَ تَاكِيْدُهٗ بِمُؤَكِّدٍ اَوْ بِمُؤَكِّدَيْنِ اَوْ اَكْثَرَ حَسْبَ دَرَجَةِ الْاِنْكَارِ نَحْوُ. (ص۲۰۔امدادیہ)

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، کلام خبری وانشائی کی تعریف اور فرق مثالوں کے ساتھ واضح کیجئے۔ صدقِ خبر اور کذبِ خبر سے کیا مراد ہے۔ عبارت میں مذکور خبر کی اقسام ثلاثہ کی مثالوں کے ذریعے وضاحت کیجئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں پانچ امور مطلوب ہیں۔ (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) کلام خبری وانشائی کی تعریف اور فرق کی وضاحت (۴) صدق وکذب خبر کی مراد (۵) تاکید پر مشتمل ہونے کے اعتبار سے خبر کی اقسام ثلاثہ کی وضاحت۔

جواب..... (۱) عبارت پر اعراب:۔ **كما مرّ في السوال آنفا۔**

(۲) عبارت کا ترجمہ:۔ ہر کلام یا خبر ہوگی یا انشاء ہوگی، اور خبر وہ کلام ہے کہ اس کے قائل کو اس کلام میں سچا یا جھوٹا کہنا صحیح ہو جیسے **سافر محمد وعلي مقيم** (محمد نے سفر کیا اور علی مقیم ہے)۔.....خبر کی اقسام: جہاں مخبر کا اپنی خبر کے ذریعے مخاطب کو فائدہ پہنچانے کا ارادہ ہو تو مناسب یہ ہے کہ بقدرِ ضرورت ہی کلام کیا جائے تاکہ لغو سے بچا جائے۔ پس اگر مخاطب کا ذہن حکم سے خالی ہو تو اس کے لئے بغیر تاکید کے خبر لائی جائے گی جیسے **اخوك قادم** اور اگر وہ اس حکم کے بارے میں متردد ہو اور وہ اس کی معرفت حاصل کرنا چاہتا ہو تو اس کی تاکید لانا بہتر ہے جیسے **ان اخاك قادم** اور اگر مخاطب حکم کا منکر ہو تو اس خبر کو انکار کے مطابق ایک یا دو یا زیادہ تاکید سے مؤکد کرنا ضروری ہے جیسے **إنّ اخاك قادم، انّ اخاك لقادم ، والله انّ اخاك لقادم۔**

(۳) کلام خبری وانشائی کی تعریف اور فرق کی وضاحت:۔ کلام خبری وہ کلام ہے جسکے کہنے والے کو اس کلام کے کہنے میں سچا یا جھوٹا کہہ سکیں جیسے **سَافَرَ زيد** (زید نے سفر کیا) اور **علي مقيم** (علی مقیم) ہے۔ اور کلام انشائی وہ کلام ہے جسکے کہنے والے کو اس کلام کے کہنے میں سچا یا جھوٹا نہ کہہ سکیں۔ جیسے **سَافِرْ يا زيد** اے زید سفر کر **اَقِمْ يا علي** اے علی مقیم ہو جا اس میں متکلم اپنے مخاطب کو حکم دے رہا ہے جس میں صدق اور کذب کا احتمال نہیں ہے۔

(۴) صدق وکذبِ خبر کی مراد:۔ صدقِ خبر کا مطلب یہ ہے کہ وہ خبر واقع نفس الامر کے مطابق ہو اور کذبِ خبر کا مطلب یہ ہے کہ وہ خبر واقع نفس الامر کے مطابق نہ ہو، پس جس کلام میں واقع نفس الامر کے مطابق ہونے اور نہ ہونے کے دونوں احتمال موجود ہوں وہ کلام خبری کہلاتی ہے۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

⑤ تاکید پر مشتمل ہونے کے اعتبار سے خبر کی اقسام ثلاثہ کی وضاحت:۔ خبر کی تاکید سے خالی ہونے اور تاکید پر مشتمل ہونے کے اعتبار سے تین اقسام ہیں۔ خبر ابتدائی، خبر طلبی، خبر انکاری، اگر مخاطب خالی الذہن ہو اس کے سامنے جو سادہ کلام و خبر بغیر حروفِ تاکید کے لائی جاتی ہے اسے خبر ابتدائی کہتے ہیں جیسے "جاء زیدٌ" اس کے ذریعہ متکلم نے زید کے آنے کی خبر دی۔

اور اگر مخاطب متردد فی الحکم والخبر ہو تو اس کے سامنے جو خبر مؤکد بتاکید استحبابی لائی جاتی ہے اسے خبر طلبی کہتے ہیں جیسے "انّ زیدًا قائمٌ" اس میں مخاطب زید کے قیام کے متعلق شک اور تردّد میں تھا تو تاکید لاکر اس شک اور تردّد کو ختم کر دیا۔

اگر مخاطَب منکر للحکم ہو اسکے سامنے جو خبر مؤکد بتاکید وجوبی لائی جاتی ہے اسے خبرِ انکاری کہتے ہیں جیسے **الا انهم هم المفسدون** میں مخاطب اپنے مفسد ہونے کے منکر تھے اور صحابہ کرامؓ کو مفسد سمجھتے تھے تو متعدد طریقہ سے تاکید لاکر بتلایا کہ مشرکینِ مکہ ہی مفسد ہیں۔

الشق الثانی..... **اما النداء فهو طلب الاقبال بحرف نائب مناب ادعو وادواته ثمانية .**

اسكان نعمان الاراك تيقنوا بانكم في ربع قلبي سكان نداء کی تعریف کریں اور ادواتِ نداء کی نشاندہی کرتے ہوئے قرب اور بُعد کے اعتبار سے ادوات نداء کی تفصیل بیان کریں۔ مذکورہ شعر کا ترجمہ کریں اور استشہاد کی وضاحت کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) نداء کی تعریف (۲) ادواتِ نداء کی نشاندہی وقرب اور بعد کے اعتبار سے ادواتِ نداء کی تفصیل (۳) شعر کا ترجمہ واستشہاد کی وضاحت۔

جواب..... ① نداء کی تعریف:۔ متکلم کا مخاطب کی توجہ کو کسی ایسے حرف کے ذریعہ طلب کرنا جو حرف **اُدْعُوْا یا اُنَادِیْ** فعل کے قائم مقام ہو، جیسے یا زیدُ (اے! زید) یہاں متکلم نے "یا" کے ذریعہ زید کو اپنی طرف متوجہ کیا ہے۔

② ادواتِ نداء کی نشاندہی اور قُرب وبعد کے اعتبار سے ادواتِ نداء کی تفصیل:۔ ادواتِ نداء آٹھ ہیں: **یا، همزه، ای، آ، آی، ایا، هیا، وا۔**

همزه اور **ای** منادیٰ قریب کیلئے مخصوص ہیں، ان کے علاوہ باقی تمام حروف منادیٰ بعید کے لئے آتے ہیں۔

③ شعر کا ترجمہ واستشہاد کی وضاحت:۔ ترجمہ: اے وادی نعمان اراک کے باشندو! تم یقین کرلو کہ تم میرے دل کی بستی میں آباد ہو۔

اس شعر میں شاعر نے منادیٰ بعید کو منادیٰ قریب کے مرتبہ ودرجہ میں اتار کر اس کیلئے حرفِ نداء **همزه** کو استعمال کیا ہے، جو کہ منادیٰ قریب کیلئے موضوع ہے، حالانکہ شاعر کے درمیان اور اس کے منادیٰ (سکانِ نعمانِ اراک) کے درمیان کئی میلوں کا فاصلہ ہے مگر شاعر نے یہ بات سمجھانے اور تاثر دینے کیلئے ہمزہ کو استعمال کیا کہ میرا منادیٰ اگرچہ بعید ہے، مگر وہ میرے دل ودماغ اور تصور پر ہر وقت چھایا ہوا ہے، اسی وجہ سے اسے بعید نہ سمجھو بلکہ وہ میرے دل کے انتہائی قریب ہے۔

﴿الورقة الخامسة: فی البلاغة﴾

﴿السوال الاول﴾ ۱۴۴۲ھ

الشق الاوّل.....**الجناس هو تشابه اللفظين فی النطق لا فی المعنی ویکون تاما و غیر تام فالتام ما....وهو متماثل.... ومستوفی.... ومتشابه.... ومفروق....وغیر التام ما....وهو محرف.... ومطرف....ومذیل....ومضارع....ولاحق ....وجناس قلب....**

جناس کی لغوی واصطلاحی تعریف مثال سے واضح کریں۔ جناس کی مذکورہ اقسام کی تعریف مثالوں سمیت لکھیں۔ درج ذیل شعر میں محلِ استشہاد واضح کریں ؎ **لَمْ نَلْقَ غَیْرَكَ اِنْسَانًا یُلَاذُ بِهٖ فَلَا بَرِحْتَ لِعَیْنِ الدَّهْرِ اِنْسَانًا**

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① جناس کی لغوی واصطلاحی تعریف ② جناس کی مذکورہ اقسام کی تعریف مع امثلہ ③ شعر میں محلِ استشہاد کی وضاحت۔

جواب..... ① جناس کی لغوی واصطلاحی تعریف:۔ لغوی معنی مشابہ وہم جنس ہونا۔ اصطلاح میں جناس یہ ہے کہ دو الفاظ نطق و تلفظ میں یکساں ہوں مگر معنی میں مخالف ہوں۔

0313 6357973 maktabazakariyamultan@gmail.com

❷ جناس کی مذکورہ اقسام کی تعریف مع امثلہ:۔ جناس کی ابتداءً دو اقسام ہیں:

①**تام:** ایسے دو یکساں الفاظ جن کے حروف کی ہیئت، نوع، عدد اور ترتیب میں موافقت ہو۔ پھر اسکی چار اقسام ہیں:

متماثل:(مماثل) ایسا جناس جس کے دو لفظ ایک ہی نوع کے ہوں یعنی دونوں اسم یا فعل یا حرف ہوں، جیسے معری کا شعر ہے ؎ **لَمْ نَلْقَ غَيْرَكَ اِنْسَانًا يُلَاذُ بِهٖ فَلَا بَرِحْتَ لِعَيْنِ الدَّهْرِ اِنْسَانًا** (ہم نے آپ کے علاوہ کوئی ایسا شخص نہیں پایا جسکی مدد و پناہ طلب کی جائے، ہماری دعا ہے کہ آپ ہمیشہ اہلِ زمانہ کی آنکھ کی پُتلی اور ان کے منظورِ نظر بنے رہیں)

مستوفی: ایسا جناس جس کے دو لفظ دو الگ الگ نوع کے ہوں یعنی ان میں سے ایک فعل اور دوسرا اسم ہو، جیسے ابن فضالہ کا شعر ہے ؎ **فَدَارِهِمْ مَا دُمْتَ فِيْ دَارِهِمْ وَاَرْضِهِمْ مَا دُمْتَ فِيْ اَرْضِهِمْ** (جب تک تو ان کے دیار میں رہے تو تو ان کے ساتھ حسنِ سلوک سے رہ اور جب تک تو ان کی بستی میں رہے تو تو ان کو خوش رکھ)

متشابہ: ایسا جناس جس کے دو لفظ میں سے ایک مرکب اور دوسرا مفرد ہو اور وہ دونوں لکھنے میں یکساں ہوں، جیسے ابوالفتح بستی کا شعر ہے ؎ **اِذَا مَلِكٌ لَمْ يَكُنْ ذَاهِبَهْ فَدَعْهُ فَدَوْلَتُهٗ ذَاهِبَهْ** (جب کوئی بادشاہ داد و دہش والا نہ ہو تو اُسے چھوڑ دو اسلئے کہ اسکی حکومت جانے والی ہے)

مفروق: ایسا جناس جس کے دو لفظ میں سے ایک مرکب اور دوسرا مفرد ہو اور وہ دونوں لکھنے میں یکساں و موافق نہ ہوں، جیسے ابوالفتح بستی کا شعر ہے ؎ **كُلُّكُمْ قَدْ اَخَذَ الْجَامَ وَلَا جَامَ لَنَا مَا الَّذِيْ ضَرَّ مُدِيْرَ الْجَامِ لَوْ جَامَلَنَا** (تم میں سے ہر شخص نے جام لے لیا اور ہمیں جام نہ ملا، اس ساقی کا کیا نقصان ہوتا اگر وہ ہمارے ساتھ بھی اچھا برتاؤ کرتا)

②**غیر تام:** ایسے دو یکساں الفاظ جن کے حروف کی ہیئت، نوع، عدد اور ترتیب میں سے کسی ایک میں اختلاف اور باقی تین میں موافقت ہو۔ پھر اسکی چھ اقسام ہیں:

محرف: ایسا جناس جس کے دو لفظوں میں صرف ہیئتِ حروف (حرکات وسکنات) کے اعتبار سے اختلاف ہو، جیسے عربی کا مقولہ ہے: **حُبَّةُ الْبُرْدِ جُنَّةُ الْبَرْدِ** (اُونی جُبہ سردی و جاڑے کیلئے ڈھال ہے) اس میں بُرْد، بَرْد کی حرکت میں اختلاف ہے۔

مطرف: ایسا جناس جس کے دو لفظوں میں حروف کی تعداد کے اعتبار سے اختلاف ہو یعنی ایک کے حروف کم اور دوسرے کے زیادہ ہوں اور یہ زیادتی طرفِ اول یعنی کلمہ کے شروع میں ہو، جیسے شاعر کا شعر ہے ؎ **اِنْ كَانَ فِرَاقُنَا مَعَ الصُّبْحِ بَدَا لَا اَسْفَرَ بَعْدَ ذَاكَ صُبْحٌ اَبَدَا** (اگر صبح ہوتے ہی ہمارے درمیان فراق ہونے والا ہو تو خدا کرے اسکے بعد کبھی صبح ہی طلوع نہ ہو) اس میں بَدَا کے مقابلہ میں اَبَدَا کے شروع میں الف زائد ہے، بقیہ تین اشیاء میں یکسانیت ہے۔

مذیل: ایسا جناس جس کے دو لفظوں میں حروف کی تعداد کے اعتبار سے اختلاف ہو یعنی ایک کے حروف کم اور دوسرے کے زیادہ ہوں اور یہ زیادتی کلمہ کے اخیر میں ہو، جیسے ابوتمام کا شعر ہے ؎ **وَيَمُدُّوْنَ مِنْ اَيْدٍ عَوَاصٍ عَوَاصِمٍ تَصُوْلُ بِاَسْيَافٍ قَوَاضٍ قَوَاضِبِ** (وہ لوگ لڑائی کیلئے ایسے دست و بازو بڑھاتے ہیں جو دشمن پر لاٹھی چلانے والے اور دوستوں کی حفاظت کرنے والے ہیں اور ایسی تلواروں کے ذریعے حملہ کرتے ہیں جو ہلاکت کا فیصلہ کرنے والی اور کاٹنے والی ہیں) اس میں قَوَاضٍ کے مقابلہ میں قَوَاضِب کے آخر میں باز ائد ہے، بقیہ تین اشیاء میں یکسانیت ہے۔ **مضارع:** ایسا جناس جس کے دو لفظوں کے تمام حروف میں یکسانیت ہو صرف ایک حرف میں فرق ہو اور یہ فرق والے دونوں حروف قریب المخرج ہوں جیسے ارشادِ باری تعالی ہے: **يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَ يَنْئَوْنَ عَنْهُ** (یہ لوگ آپ ﷺ کی اتباع سے دوسروں کو بھی روکتے ہیں اور خود بھی اس سے دور رہتے ہیں) اس میں يَنْهَوْنَ و يَنْئَوْنَ میں صرف ہاء و ہمزہ کا فرق ہے جو کہ ایک ہی مخرج (اقصائے حلق) سے نکلنے والے حروف ہیں، بقیہ سب اشیاء میں یکسانیت ہے۔

لاحق: ایسا جناس جس کے دو لفظوں کے تمام حروف میں یکسانیت ہو صرف ایک حرف میں فرق ہو اور یہ فرق والے دونوں حروف بعید المخرج ہوں جیسے ارشادِ باری تعالی ہے: **اِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ وَ اِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ** (یہ کافر انسان اپنی

0313 6357973 maqbulzakariyamultan@gmail.com

ناشکری پر خود زبانِ حال سے گواہ ہے اور یہ مال کی محبت میں بہت سخت ہے) اس میں لَشَهِيْدٌ و لَشَدِيْدٌ میں صرف ہاء ودال کا فرق ہے جو کہ بعید المخرج (اقصائے حلق۔زبان کی نوک وثنایا علیا کی جڑ) حروف ہیں۔

قلب : ایسا جناس جس کے دولفظوں کے تمام حروف کی ہیئت، تعداد ونوع میں تو یکسانیت ہو صرف حروف کی ترتیب بالکل برعکس ہو، جیسے **نیل و لین** (مشہور دریا ونرمی) **ساق وقاس** (پنڈلی وقساوت والا آدمی) (مفتاح البلاغۃ)

۳ شعر میں محلِ استشہاد کی وضاحت:۔ **لَمْ نَلْقَ غَيْرَكَ اِنْسَانًا يُلَاذُ بِهٖ فَلَا بَرِحْتَ لِعَيْنِ الدَّهْرِ اِنْسَانًا**

اس شعر میں **انسانا** کا لفظ دومرتبہ استعمال کیا گیا ہے، ان دونوں میں ہیئت، نوع، عدد اور ترتیب میں موافقت ویکسانیت ہے۔

الشق الثانی..... **والایجاز و هو تأدية المعنى الخ** ایجاز واطناب ومساوات کی تعریف امثلہ کے ساتھ ذکر کریں، مصنفؒ نے **واعلم علم اليوم والأمس قبله** ..... سے کس شیئ پر استدلال کیا ہے۔ نیز اخلال کی تعریف ومثال بھی ذکر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) ایجاز، واطناب ومساوات کی تعریف مع امثلہ (۲) **واعلم علم اليوم والا مس قبله** کا مستدل (۳) اخلال کی تعریف ومثال۔

جواب..... **(۱)** ایجاز اطناب ومساوات کی تعریف مع امثلہ:۔ ایجاز: اپنے مافی الضمیر کی تعبیر اور اس کی عکاسی کا وہ طریقہ ہے جس میں معنیٰ مرادی زیادہ اور اس کی ادائیگی وترجمانی کرنے والی عبارت کم ہو البتہ اس کم عبارت میں بھی غرضِ متکلم پورے طور پر ادا ہو رہی ہو جیسے **قِفَا نَبْكِ مِنْ ذِكْرىٰ حَبِيْبٍ و مَنْزِلِ** (اے میرے دونوں دوست! تم میری محبوبہ اور اسکے ویرانے کو یاد کر کے روتے ہوئے ٹھہر جاؤ)۔ اس مثال میں جیسا کہ آپ ترجمہ سے سمجھ چکے ہونگے کہ معنیٰ کے مقابلے میں الفاظ کم لائے گئے ہیں اور وہ **قفا** سے پہلے **یا صاحبیّ** کے کلمے کو حذف کر کے ایجاز کیا گیا ہے۔ مگر اسکے باوجود غرضِ متکلم اس طرح پوری ہو رہی ہے کہ کلام میں **قفا** تثنیہ مذکر حاضر کا صیغہ اس حذف پر دلالت کرنے والا ایک قرینہ موجود ہے۔ اطناب: معنی مقصودی کو ایسی عبارت سے ادا کرنا جو اس معنیٰ کی نسبت سے زائد ہو اور مفید بھی ہو جیسا کہ آیت کریمہ **ربّ انّی وهن العظم منی واشتعل الرّاس شيبا** (اے میرے پروردگار میرے جسم کی ہڈیاں ڈھیلی ہو چکی ہیں اور سر کے بال بھی سفید ہو چکے ہیں) یعنی میں بوڑھا ہو چکا ہوں دیکھئے یہاں اظہارِ مطلب کے لئے بہت سے الفاظ بڑھا دیئے گئے ہیں تا کہ ضعف اچھی طرح سے ثابت اور متحقق ہو جائے۔

مساوات: اپنے مافی الضمیر کی تعبیر اور عکاسی کا وہ طریقہ جس میں معنیٰ مرادی اور اس کو ادا کرنے والے الفاظ دونوں مساوی اور برابر ہوں یعنی الفاظ بقدر معانی اور معانی بقدر الفاظ ہوں اور ہر ایک دوسرے کے مقابلے میں نہ زیادہ ہوں نہ کم ہوں اور یہ تعبیر درمیانہ درجے کے لوگوں کے عرف کے مطابق ہو اور درمیانی طبقے سے مراد وہ لوگ ہیں جو بلاغت کے رتبے کو پانے والے نہ ہوں اور نہ ہی وہ اس قدر عاجز عن الکلام ہوں جنہیں ہم گونگے کہہ سکیں۔ جیسے **واذا رأيت الذين يخوضون فى اٰياتنا فاعرض عنهم** (اے مخاطب جب تو ان لوگوں کو دیکھے جو ہماری آیات احکام میں عیب جوئی کر رہے ہیں تو تو ان کے پاس بیٹھنے سے کنارہ کش ہو جا یہاں تک کہ وہ کسی اور بات میں لگ جائیں) اس مثال میں الفاظ بقدر معانی ہیں نہ کم اور نہ زیادہ، یعنی اس آیت میں اس کے معنیٰ مرادی (کفار کے آیات اللہ سے استہزاء وعیب جوئی کے وقت ان سے کنارہ کشی کا حکم) اور اس کیلئے لائے جانے والے الفاظ جتنے چاہیے اتنے ہی لائے گئے ہیں۔ نہ تو اس میں ایجاز کی طرح بعض الفاظ کو حذف کیا گیا ہے اور نہ ہی اطناب کی طرح ضرورت سے زیادہ مترادفات وغیرہ الفاظ کی زیادتی کی گئی ہے۔

(۲) **واعلم علم اليوم والامس قبله** کا مستدل:۔ شعر کا یہ مصرعہ اطناب کی مثال ہے کہ اس میں لفظِ **امس** کے بعد **قبله** کا ذکر بے فائدہ ہے کیونکہ **امس** کل گذشتہ کو ہی کہتے ہیں۔ اور کل آئندہ کے لئے **غدًا** کا لفظ مستعمل ہوتا ہے۔ تو گویا **قبله** کا ذکر زائد ہے اور کوئی نیا معنی وفائدہ بھی نہیں دے رہا۔

(۳) اخلال کی تعریف ومثال:۔ اخلال: معنی مرادی کو معنی کے مقابلہ میں کم عبارت کے ذریعہ ادا کرنا اور پھر اس عبارت سے غرض بھی پوری واضح نہ ہو رہی ہو، جیسے: **اَلْعَيْشُ خَيْرٌ فِيْ ظِلَالِ النُّوْكِ مِمَّنْ عَاشَ كَدًّا** (جہالت وبیوقوفی کے سائے میں گزرنے

0313 635 5913 maktabazakariyamultan@gmail.com

والی خوشحال زندگی عقل وعلم کے سائے میں گزرنے والی تنگ دست زندگی سے بہتر ہے)۔ یہاں پر معنی کے مقابلہ میں شعر کے الفاظ بھی کم ہیں اور یہ شعر مرادِ متکلم کو مکمل طور پر واضح بھی نہیں کر رہا، کیونکہ **العیش** کی **الرغد** اور **ممن عاش** کدا کی قید **فی ظلال العقل** حذف کی گئی ہے۔ اور اس حذف پر کوئی قرینہ دال بھی نہیں ہے، لہٰذا یہ کلام تعقید لفظی کی وجہ سے کلامِ فصیح سے خارج ہے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۲ھ

الشق الاوّل ..... وَاَمَّا اَلْمَوْصُوْلُ فَيُؤْتٰى بِهٖ اِذَا تَعَيَّنَ طَرِيْقًا لِاِحْضَارِ مَعْنَاهُ كَقَوْلِكَ " اَلَّذِىْ كَانَ مَعَنَا اَمْسِ مُسَافِرٌ " اِذَا لَمْ تَكُنْ تَعْرِفُ اِسْمَهٗ اَمَّا اِذَا لَمْ يَتَعَيَّنْ طَرِيْقًا لِذَالِكَ فَيَكُوْنُ لِاَغْرَاضٍ اُخْرٰى۔

عبارت پر اعراب لگائیے، عبارت کا معنیٰ خیز ترجمہ کر کے تشریح کیجئے، موصول دیگر اغراض کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے ان اغراض کو مثالوں کے ساتھ ذکر کیجئے۔ معرف باللام کو کن صورتوں میں لایا جاتا ہے؟ مثالوں کے ساتھ واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾..... اس سوال میں پانچ امور مطلوب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) عبارت کی تشریح (۴) موصول کے استعمال کی اغراض مع امثلہ (۵) معرف باللام کو ذکر کرنے کی صورتیں مع امثلہ۔

جواب ..... ① عبارت پر اعراب:۔ **کما مرّ فی السوال آنفا۔**

② عبارت کا ترجمہ:۔ اور بہر حال موصول یہ اس وقت لایا جاتا ہے جب کہ سامع کے ذہن میں اس کا معنی حاضر کرنے اور تصور جمانے کیلئے بطور ایک طریقے کے متعین ہو جائے جیسے کہ تیرا قول **الذی کان معنا امس مسافر** (جو شخص کل ہمارے ساتھ تھا وہ مسافر تھا) جبکہ تم اس کا نام نہ جانتے ہو بہ خلاف جبکہ وہ بطور کسی طریقے کے اس کیلئے متعین نہ ہو تو اس وقت وہ دوسرے اغراض ومقاصد کیلئے ہوگا۔

③ عبارت کی تشریح:۔ معرفہ کی چوتھی قسم اسم موصول ہے کلام میں اس کا استعمال اس وقت کیا جاتا ہے جبکہ ذہنِ سامع میں اس کا تصور جمانے کے لئے ایک ہی طریقہ اور ذریعہ متعین ہو اور اس کے علاوہ کوئی دوسرا طریقہ ممکن نہ ہو جیسے کہ آپ اور آپ کے دوست کی گذشتہ کل کسی اجنبی سے ملاقات ہوئی تھی اور آپ کا دوست تو اس سے بالکل ناواقف ہے اور آج آپ کا یہ دوست اس شخص کے بارے میں پوچھ رہا ہے کہ کل جس صاحب سے ہماری ملاقات ہوئی تھی وہ کون تھے یا آپ ہی خود اسے بتانا چاہتے ہیں مگر آپ بھی اس کا نام وسکونت اور دیگر تفصیلات وغیرہ نہیں جانتے ہیں البتہ اتنا جانتے ہیں کہ وہ ایک مسافر شخص تھے اس شہر کے باشندے نہیں تھے تو اس صورت میں آپ یہی جواب دیں گے کہ **الذی کان معنا امس مسافر** دیکھئے آپ **الذی** کی صورت میں تعریف اس مجبوری کی وجہ سے کر رہے ہیں کہ نہ تو وہ صاحب قریب ہیں کہ ان کی جانب اشارہ کرتے، نہ ہی ان کا علم وغیرہ جانتے ہیں کہ جس کا سہارا لے کر آپ اپنے سامع کے ذہن میں اس شخص کا تصور لاتے آپ زیادہ سے زیادہ اتنا ہی جانتے ہیں کہ وہ صاحب کل ہمارے ساتھ تھے تو آپ اب اسی کے سہارے یعنی **الذی** لا کر اپنے دوست کے ذہن میں اس شخص کے تصور کو لانے پر مجبور ہوں گے۔ یہ فائدہ یا غرض اسم موصول کے استعمال کرنے کی ہے اور یہی اصلی اور حقیقی غرض ہے۔ مگر جب وہ بحیثیت ایک طریقے اور ذریعے کے متعین نہ ہو بلکہ تعریف کے دوسرے طریقے بھی ممکن ومقصود ہو سکتے ہوں، تاہم ان دوسرے طریقوں کا استعمال نہ کیا جائے اور اسم موصول ہی کا استعمال کیا جائے تو اس صورت میں اسم موصول کے استعمال کی غرضیں اس پہلی غرض کے علاوہ دوسری ہوں گی۔

④ موصول کے استعمال کی اغراض مع امثلہ:۔ اسم موصول کو ذکر کرنے کی چھ اغراض ہیں:

① اسم موصول کے استعمال کی پہلی غرض کسی شیئ کی علت اور وجہ بیان کرنا ہوتا ہے جیسے **ان الذین اٰمنوا وعملوا الصالحات کانت لهم جنّٰت الفردوس نزلا** (بلاشبہ جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے نیک کام کیے ان کیلئے ٹھنڈی چھاؤں کے باغات ہونگے بطور مہمانی کے) یعنی ایمان اور اعمال صالحہ وجہ اور علت ہوئی دخول جنت کی اگر یہ علت نہ پائی جاتی تو جنت میں داخلے کا مستحق قرار نہ پاتے (دیکھئے یہ فائدہ ہوا اسم موصول اور اس کے صلہ کے استعمال کا)۔

② دوسری غرض اپنے مخصوص مخاطب کے علاوہ دوسروں سے کسی بات کا مخفی رکھنا مقصود ہوتا ہے جیسے **اخذت ماجاد الامیر**

0312 6357913 maktabazakariyya@gmail.com

به وقضیت حاجاتی کما هوا هوی (حاکم نے جو کچھ دیا میں نے لے لیا اور میں نے حسبِ مرضی اپنی ضرورتوں میں خرچ کیا) دیکھئے یہاں دی ہوئی چیز کا نام نہیں لیا گیا تا کہ مخاطب و متکلم کے علاوہ کسی کو اس کا علم نہ ہو سکے۔

③ تیسری غرض مخاطب کو اس کی غلطی پر متنبہ کرنا ہوتا ہے۔ جیسے **اِنَّ الَّذِیْنَ تَرَوْنَهُمْ اِخْوَانَكُمْ۔ یَشْفِیْ غَلِیْلَ صُدُوْرِهِمْ اَنْ تُصْرَعُوْا** (وہ لوگ جن کو تم اپنا بھائی سمجھتے ہو وہ تو آپ کے دُشمن ہیں۔ ان کے دلوں کی پیاس تب بجھے گی جب تم پچھاڑے جاؤ) یعنی تم حوادثات کا شکار ہو جاؤ یا ہلاک ہو جاؤ، ظاہر ہے کہ یہاں **الذین ترونهم** کی شکل میں جو صلہ اور موصول کا استعمال ہوا ہے اس سے اس شاعر کی غرض اپنے مخاطبین کو ان کی غلطی پر متنبہ اور خبردار کرنا ہے۔ کہ تم دشمن کو دوست اور بدخواہ کو خیر خواہ سمجھ رہے ہو۔ اب اگر یہ متکلم دوست نما ان دشمنوں کے نام یا تعریف کے طریقوں میں سے ایک طریقے کا استعمال کرتا تو یہ فائدہ حاصل نہ ہوتا۔

④ چوتھی غرض محکوم بہ (مسند) کی شان کی بڑائی کو ذکر کرنا جیسے **اِنَّ الَّذِیْ سَمَكَ السَّمَاءَ بَنٰی لَنَا الخ** (بیشک وہ ذات جس نے آسمان کی بلند عمارت تعمیر کی اُس نے ہمارے لئے ایک ایسا گھر بنایا جس کے ستون نہایت لمبے اور باعزت ہیں)۔

اس شعر میں بنائے کعبہ محکوم بہ و مسند ہے۔ **الذی سمك السماء** کی صورت میں اسم موصول وصلہ کو لا کر اُس کی عظمت کو بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ ہمارے اِس کعبہ کی تعمیر اُس عظیم ہستی نے کی ہے جس نے بلند و بالا آسمان کو بنایا ہے، یہ کسی عام معمولی کاریگر اور انجینئر کا کام نہیں ہے۔ اگر متکلم اِسم موصول اور صلہ کی بجائے لفظِ اللہ وغیرہ ذکر کر دیتا تو یہ عظمت والا مقصد حاصل نہ ہوتا۔

⑤ پانچویں غرض مسند الیہ کی خوفناکی اور ہولناکی کو ظاہر کرنا، کبھی یہ خوفناکی و ہولناکی تعظیم کے طور پر ہوتی ہے اور کبھی تحقیر کے طور پر ہوتی ہے۔ ہولناکی کی تعظیم جیسے **فَغَشِیَهُمْ مِنَ الْیَمِّ مَا غَشِیَهُمْ** (پھر اُن فرعونیوں کو اُس سمندر کے پانی کی اِس قدر عظیم موج اور اتنے زیادہ پانی نے ڈھانپ لیا کہ جن کو الفاظ و عبارت میں ذکر کرنا ممکن نہیں)۔ اس عبارت میں اللہ تعالیٰ نے **ما** اسم موصول اور اسکے صلہ **غشیهم** کے ذریعے اُس پانی اور موج کی ہولناکی کی عظمت کو بیان کیا ہے کہ ہم اُس پانی کی کثرت اور موج کی بلندی کی مقدار نہیں بتاتے کہ وہ کس قدر زیادہ اور بلند تھی آپ خود ہی اندازہ کر لو۔ اگر اُن موجوں کی زیادتی اور بلندی کو ذکر کر دیا جاتا تو یہ ہولناکی والا مقصد حاصل نہ ہوتا۔ ہولناکی کی تحقیر جیسے **مَنْ لَمْ یَدْرِ حَقِیْقَةَ الْحَالِ قَالَ مَا قَالَ** (جس شخص کو حقیقتِ حال معلوم نہیں اُس نے وہ بات کہی جو کہی) یعنی جس شخص کو صحیح صورتحال و حقیقت معلوم نہیں وہ ایسی ہی گری پڑی اور حقیر باتیں کہے گا، اُس سے معقول اور سمجھداری والی بات کی توقع نہیں ہے۔ اس مثال میں اسم موصول کے ذریعے مسند الیہ کی حقارت کو بیان کیا گیا ہے۔

⑥ چھٹی غرض کسی چیز کے استہزاء و تمسخر کا اظہار مقصود ہو جیسے مشرکینِ مکہ کا قول **یَا اَیُّهَا الَّذِیْ نُزِّلَ عَلَیْهِ الذِّكْرُ اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ** (اے وہ شخص جس پر قرآن نازل کیا گیا ہے بیشک تو مجنون ہے) اس میں مشرکینِ مکہ نے آپ ﷺ کو بطورِ استہزاء و تمسخر کہا کہ کیا آپ ہی ایسے بڑے رہ گئے تھے جن کو رسالت کے لئے اللہ تعالیٰ نے منتخب کیا، آپ کے علاوہ اللہ تعالیٰ کو کوئی بڑا شخص ملا ہی نہیں تھا۔ تو یہاں پر اسم موصول کو استہزاء و تمسخر کے اظہار کے لئے ذکر کیا گیا ہے۔

⑤ معرف باللام کو ذکر کرنے کی صورتیں مع امثلہ:۔ معرفہ کی پانچویں قسم معرّف باللام ہے (وہ اسم جس پر لامِ تعریف داخل کر کے اُسے معرفہ بنایا گیا ہو)۔ کلام میں اس کا استعمال اُس وقت ہوتا ہے جب کسی چیز کی جنس ہی کے متعلق کوئی بات بتانا مقصود ہو جیسے **الانسان حیوانٌ ناطقٌ** (جنسِ انسان حیوان ناطق ہے) اس جملہ میں انسان سے کوئی مخصوص انسان مراد نہیں ہے اور نہ ہی تمام انسان مراد ہیں بلکہ دیگر اجناس کے مقابلہ میں اس کے متعلق خبر دی جا رہی ہے کہ انسان کی حقیقت اور ماہیت یہ ہے کہ وہ حیوان ناطق ہے۔ اس الف لام کو الف لام جنسیہ کہتے ہیں۔

کبھی خود جنس کے متعلق نہیں بلکہ جنس کے افراد میں سے کسی فرد کے متعلق کوئی بات بتانا مقصود ہو تو اُس خاص فرد کا تعین تین طریقوں سے کیا جاتا ہے: ① ماقبل میں اُس کا ذکر گزر جانے کی وجہ سے اُس کا تعین ہوتا ہے جیسے **كَمَا اَرْسَلْنَا اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا فَعَصٰی فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ** (جیسے ہم نے فرعون کی طرف رسول بھیجا پس فرعون نے رسول کی نافرمانی کی) اس مثال میں **الرسول** سے مراد وہی رسول ہے جس کا ذکر ماقبل میں **رسولًا** کی شکل میں گزر چکا ہے۔ ② کبھی اُس فرد کا تعین خود اُس فرد کے بذاتہٖ موجود

ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے جیسے **الیوم اکملت لکم دینکم** (آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا) یہاں پر **یوم** پر الف لام لگا کر اُس کو متعین کر دیا گیا کہ وہ دن خود بذاتہٖ موجود ہے اِس سے مراد ہجرت کے دسویں سال حجۃ الوداع کا یومِ عرفہ ہے۔

③ کبھی اُس فرد کا تعین سامع کے اُس سے واقف اور باخبر ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے جیسے **اذ یبایعونك تحت الشجرة** (جب وہ تم سے بیعت کر رہے تھے اُس درخت کے نیچے) اس جملہ میں **شجرہ** پر الف لام داخل کر کے اسے معرفہ بنایا گیا ہے اور اِس کا تعین سامعین کے اُس سے باخبر اور واقف کار ہونے کی وجہ سے ہے کیونکہ اس آیت کے اولین مخاطب حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر حدیبیہ نامی جگہ میں واقع کیکر کے درخت کے نیچے یہ بیعت کی تھی لہٰذا اس سے کوئی دوسرا درخت مراد نہیں ہے۔ ان تینوں قسموں کے الف لام کو الف لام عہدی کہتے ہیں۔

کبھی نہ ہی خود جنس مراد ہوتی ہے اور نہ ہی جنس کے افراد مراد ہوتے ہیں بلکہ جنس کے سارے افراد اور ان افراد میں سے ایک ایک فرد کے بارے میں کوئی بات بتلانا مقصود ہوتی ہے جیسے **ان الانسان لفی خسر** (بلاشبہ سب انسان خسارے میں ہیں) یہاں پر جنسِ انسان یا اُس کا کوئی فردِ متعین مراد نہیں بلکہ ہر ہر فرد کا استیعاب کیا گیا ہے اور ہر ایک کے لئے خسارے و نقصان کا حکم لگایا گیا ہے۔ البتہ اگلی آیت میں نیک و صالح مؤمنین کا استثناء کیا گیا ہے۔ اس الف لام کو الف لام استغراقی کہتے ہیں۔

الشق الثانی..... **اَلْاِسْتِعَارَةُ هِیَ مَجَازٌ عَلَاقَتُهُ اَلْمُشَابَهَةُ**..... **وَاَصْلُ الْاِسْتِعَارَةِ تَشْبِیْهٌ حُذِفَ اَحَدُ طَرْفَیْهِ وَوَجْهُ شِبْهِهٖ وَاَدَوَاتُهٗ، وَالْمُشَبَّهُ یُسَمّٰی مُسْتَعَارًا لَهٗ، وَالْمُشَبَّهُ بِهٖ مُسْتَعَارًا مِنْهُ ..... وَتَنْقَسِمُ الْاِسْتِعَارَةُ اِلٰی مُصَرَّحَةٍ وَاِلٰی مَکْنِیَّةٍ وَاِلٰی اَصْلِیَّةٍ وَاِلٰی مُرَشَّحَةٍ۔** عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ **وأصل الاستعارة تشبیهٌ حذف أحد طرفیه ووجه شبهه وأداته** کی تشریح کریں۔ عبارت میں مذکور استعارے کی اقسام کو مثالوں سے واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں۔ (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) عبارت کی تشریح (۴) عبارت میں مذکور استعارہ کی اقسام کی وضاحت مع امثلہ۔

جواب..... ① عبارت پر اعراب:۔ **کما مرّ فی السوال آنفا۔**

② عبارت کا ترجمہ:۔ استعارہ وہ مجاز ہے جس کا علاقہ و نسبت مشابہت ہو۔ استعارہ کی اصل وہ ایسی تشبیہ ہے جس کی دو طرفوں میں سے ایک طرف، وجہِ تشبیہ اور حرفِ تشبیہ کو حذف کر دیا گیا ہو، مشبہ کو مستعار لہٗ، مشبہ بہٖ کو مستعار منہ کہتے ہیں اور استعارہ تقسیم ہوتا ہے کہ مصرحہ، مکنیہ، اصلیہ اور مرشحہ کی طرف۔

③ عبارت کی تشریح:۔ عبارت کا حاصل یہ ہے کہ استعارہ درحقیقت اختصار کردہ تشبیہ کا ہی دوسرا نام ہے مگر اس میں تشبیہ کی دو طرف یعنی مشبہ و مشبہ بہٖ میں سے ایک طرف کو اور وجہِ تشبیہ و حرفِ تشبیہ کو حذف کر دیا جاتا ہے یعنی استعارہ حقیقت میں تشبیہ ہی ہے مگر اس میں تشبیہ کے اجزائے اربعہ میں سے تین اجزاء حذف ہوتے ہیں۔

④ عبارت میں مذکور استعارہ کی اقسام کی وضاحت مع امثلہ:۔ مصرحہ: جس میں مشبہ بہ کو صراحتاً ذکر کیا گیا ہو اور مشبہ کو ذکر نہ کیا گیا ہو جیسے **فأمطرت لؤلؤا مِنْ نرجس وسقت، وردًا وعضّت عَلَی العنّاب بالبردِ** (پھر اس محبوبہ نے نرگس سے موتی برسائے اور گلاب کے پھولوں کو سیراب کیا اور عناب کو اولوں سے کاٹا)۔ اس شعر میں شاعر نے محبوبہ کی آنکھوں کو نرگس سے، آنسوؤں کو موتیوں سے، رخساروں کو گلاب کے پھولوں سے اور دانتوں کو اولوں سے اور انگلیوں کے پوروں کو عناب سے تشبیہ دی ہے اور صرف مشبہ بہٖ کو ذکر کیا گیا ہے۔ مکنیہ: وہ استعارہ جس میں مشبہ کو حذف کر دیا گیا ہو اور اس کے لوازمات میں سے کسی لازم کے ذریعہ اشارہ کیا گیا ہو جیسے **وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ** (والدین کے آگے عاجزی کرتے ہوئے نیازمندی سے کندھوں کو جھکاؤ)۔ اس مثال میں عاجزی کے لئے پرندہ کا استعارہ کیا گیا ہے پھر اس مشبہ کو حذف کر دیا گیا ہے اور اس کے لوازمات میں سے کسی ایک لازم یعنی جناح کے ذریعہ دلالت کی گئی ہے۔

0313 6257912 maktabazakariyamultan@gmail.com

اصلیہ: استعارہ اصلیہ وہ تشبیہ ہے جس میں مستعار لفظ اسم غیر مشتق (اسم جامد) ہو جیسے **كِتَابٌ اَنْزَلْنَاهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَى النُّوْرِ**، اس مثال میں ظلام ونور ایسے دو الفاظ ہیں جو اسم جامد ہیں اور ان کے ذریعہ ضلال وایمان کا معنی غیر حقیقی مراد لیا گیا ہے اور الفاظ مستعار اسم جامد ہیں۔ مرشحہ: استعارہ مرشحہ وہ استعارہ ہے جس میں مشبہ بہ کے ملائم ومناسب کو ذکر کیا گیا ہو جیسے **اُولٰئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ بِالْهُدٰى فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ** (یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی کو خریدا پس ان کی تجارت نے ان کو نفع نہ دیا)۔ اس مثال میں **ایثار الباطل علی الحق** کو **اشتراء** کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے کہ جیسے تجارت میں غیر مرغوب شیئ کا مرغوب شیئ کے ساتھ تبادلہ ہوتا ہے اسی طرح یہاں بھی تبادلہ پایا جاتا ہے یا پھر اس اشتراء کو ایثار کے لئے مستعار بنایا گیا ہے پھر اس پر مستعار منہ (مشبہ بہ) یعنی تجارت کے ملائم ومناسب (**نفی الربح فی التجارة**) کو متفرع کر کے ذکر کیا۔ لہٰذا ربح وتجارت کے الفاظ ملائم مشبہ بہ ہیں۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۲ھ

الشق الاوّل.....**وَ مِنْهَا الْاِحْتِرَاسُ وَ هُوَ اَنْ يُؤْتٰى فِيْ كَلَامٍ يُوْهِمُ خِلَافَ الْمَقْصُوْدِ بِمَا يَدْفَعُهٗ نَحْوُ:**

فَسَقٰى دِيَارَكَ غَيْرَ مُفْسِدِهَا صَوْبُ الرَّبِيْعِ وَ دِيْمَةٌ تَهْمِيْ .

عبارت کا ترجمہ کریں۔ شعر پر اعراب لگائیں۔ عبارت میں مذکور اطناب کی صورت واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں: ① عبارت کا ترجمہ ② شعر پر اعراب ③ اطناب کی صورت کی وضاحت۔

جواب..... ① عبارت کا ترجمہ:۔ اطناب کی اقسام میں سے احتراس ہے، احتراس یہ ہے کہ ایسی کلام جو خلافِ مقصود کا وہم پیدا کر رہی ہو اس میں ایسی قید لانا جو اس وہم کو دور کر دے۔ جیسے ؎ (شعر کا ترجمہ) وہ (اللہ تعالیٰ) تیری بستی کو موسم بہار کی مسلسل دھیمی برسنے والی بارش سے سیراب کرے، جو اسے نقصان پہنچانے والی نہ ہو۔

② شعر پر اعراب:۔ **كما مرّ فی السوال آنفا .**

③ اطناب کی صورت کی وضاحت:۔ اس شعر میں ممکنہ طور پر وہم پیدا ہوتا ہے کہ وہ بارش جس کی شاعر نے دعاء دی ہے وہ مسلسل برسنے کے نتیجہ میں سیلاب اور کھیتی کی تباہی کا سبب بھی بن سکتی ہے، اس صورت میں یہ شعر دعاء کے بجائے بد دعاء بن جائے گا، تو **غير مفسدها** نے اس ممکنہ وہم کو دور کر دیا کہ وہ مسلسل بہنے والی بارش نقصان پہنچانے والی وخرابی پیدا کرنے والی نہ ہو۔

الشق الثانی.....**و ينقسم باعتبار وجه الشبه الى تمثيل و غير تمثيل: فالتمثيل ما كان وجهه منتزعا من متعدد كتشبيه الثريا بعنقود العنب المنور و غير التمثيل ما ليس كذلك كتشبيه النجم بالدرهم .**

عبارت کا ترجمہ وتشریح کریں۔ تشبیہ کی تعریف کریں اور بتائیں کہ ارکانِ تشبیہ کتنے اور کون کون سے ہیں؟

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں: ① عبارت کا ترجمہ ② عبارت کی تشریح ③ تشبیہ کی تعریف وارکان۔

جواب..... ① عبارت کا ترجمہ:۔ تشبیہ وجہِ تشبیہ کے اعتبار سے تمثیل وغیر تمثیل کی طرف منقسم ہوتی ہے۔ پس تمثیل وہ تشبیہ ہے جس کی وجہ متعدد اشیاء سے اخذ کی گئی ہو، جیسے ثریا کو تشبیہ دینا انگور کے روشن (کھلے ہوئے) خوشوں سے، اور غیر تمثیل وہ ہے جو اس طرح نہ ہو، جیسے ستارے کو درہم سے تشبیہ دینا۔

② عبارت کی تشریح:۔ اس عبارت میں تشبیہ کی وجہِ تشبیہ کے اعتبار سے تقسیم بیان کر رہے ہیں کہ تشبیہ کی وجہِ تشبیہ کے اعتبار سے دو قسمیں ہیں: تمثیل وغیر تمثیل۔ تمثیل: وہ تشبیہ ہے جس کی وجہِ تشبیہ متعدد اشیاء سے اخذ کی گئی ہو، جیسے اُحَیحہ بن جلاّح یا قیس بن اسلت کا شعر ہے۔ **و قد لاحَ فی الصبح الثريا كما ترى كعنقود ملاحيّة حين نوّرا** (اے مخاطب! جیسا کہ تو دیکھ رہا ہے کہ صبح کے وقت ثریا ستاروں کا جھرمٹ ایسے نظر آتا ہے گویا کہ وہ سفید انگور کا خوشہ ہے جو پکنے کے قریب ہے) یہاں شاعر نے ثریا (سات ستاروں کا جھرمٹ) کو سفید انگور کے خوشہ سے تشبیہ دی ہے، وجہ تشبیہ وہ صورت ہے جو انگور کے ان

چھوٹے سفید گول دانوں سے حاصل ہوئی ہے جو آپس میں ایک دوسرے پر تہہ بہ تہہ رکھے ہوئے ہوں۔ پس یہاں وجہِ تشبیہ (مخصوص صورت) متعدد اشیاء سے اخذ کی گئی ہے۔ غیر تمثیل: وہ تشبیہ ہے جس کی وجہِ شبہ ایک ہی چیز سے اخذ کی گئی ہو، متعدد اشیاء سے ماخوذ نہ ہو، جیسے ستارے کو سفیدی و چمک دمک میں درہم سے تشبیہ دینا کہ درہم چاندی کا ہونے کی وجہ سے سفید و چمکدار ہوتا ہے۔ یہ وجہِ تشبیہ (سفیدی و چمک دمک) ایک ہی چیز (درہم) سے ماخوذ ہے۔ (مفتاح البلاغہ)

③ تشبیہ کی تعریف وارکان:۔ **كما مرّ فی الشق الاول من السوال الثانی ۱۴۳۹ھ۔**

﴿الورقة الخامسة : فی البلاغة﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۴۳ھ

الشق الاوّل.....**فالخبر بالنسبة لخلوّه من التوكيد و اشتماله عليه ثلاثة اضرب كما رأيت و يُسمّٰى الضرب الاول ابتدائيّا و الثانی طلبيّا و الثالث انكاريّا و يكون التوكيد بـ"اِنَّ و اَنَّ و لام الابتداء و احرف التنبيه و القسم و نُوْنَيِ التوكيدو الحرف الزائدة و التكرير و قد و اَمّا الشرطية۔**

عبارت کا ترجمہ کریں۔ خبر کی اقسام (ابتدائی، طلبی وانکاری) کی تعریف ومثال لکھیں۔ تاکید کیلئے کون کونسے کلمات استعمال ہوتے ہیں؟

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① عبارت کا ترجمہ ② خبر کی اقسامِ ثلاثہ (ابتدائی، طلبی و انکاری) کی تعریف ومثال ③ تاکید کیلئے مستعمل کلمات۔

جواب..... ① عبارت کا ترجمہ:۔ خبر کی تاکید سے خالی ہونے اور تاکید پر مشتمل ہونے کے اعتبار سے تین اقسام ہیں جیسا کہ تجھے معلوم ہے اور پہلی قسم کا نام خبرِ ابتدائی، دوسری قسم کا نام خبرِ طلبی اور تیسری قسم کا نام خبرِ انکاری رکھا جاتا ہے۔ اور یہ تاکید "اِنَّ، اَنَّ، لامِ ابتداء، حروفِ تنبیہ، حروفِ قسم، تاکید کے دونون، حرفِ زائدہ، خبر کے تکرار، قد اور اَمّا شرطیہ" کے ذریعہ لائی جاتی ہے۔

② خبر کی اقسام ثلاثہ کی تعریف ومثال:۔ **كما مرّ فی الشق الاول من السوال الثالث ۱۴۴۱ھ۔**

③ تاکید کیلئے مستعمل کلمات:۔ تاکید کیلئے مستعمل کلمات یہ ہیں: اِنَّ، اَنَّ، لامِ ابتداء، حروفِ تنبیہ (اَمَـا، اَلَا، هَـا) حروفِ قسم (واؤ، ب، ت) تاکید کے دونون (ثقیلہ وخفیفہ) حروفِ زائدہ (اِنْ، اَنْ، مَا، لَا، مِنْ، ك، ب، ل) خبر کو مکرر ذکر کرنا، قد اور اَمّا شرطیہ۔

الشق الثانی.....**وَلِلتَّمَنِّیْ اَرْبَعُ اَدَوَاتٍ: وَاحِدَةٌ اَصْلِيَّةٌ وَهِیَ لَيْتَ وَ ثَلَاثَةٌ غَيْرُ اَصْلِيَّةٍ وَهِیَ هَلْ نَحْوُ فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَاءَ فَيَشْفَعُوْا لَنَا وَ لَوْ نَحْوُ فَلَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلَعَلَّ نَحْوُ قَوْلِهٖ:**

أَسِرْبَ الْقَطَا هَلْ مَنْ يُعِيْرُ جَنَاحَهٗ ..... لَعَلِّیْ اِلٰی مَنْ قَدْ هَوِيْتُ اَطِيْرُ

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ تمنی کی تعریف کے بعد مذکورہ شعر میں محلِ استشہاد دو وجہِ استشہاد کی تعیین بھی کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① عبارت پر اعراب ② عبارت کا ترجمہ ③ تمنی کی تعریف ④ شعر میں محلِ استشہاد دو وجہِ استشہاد کی تعیین۔

0313 6357913 maktabazakariyanallian@gmail.com

جواب..... ① عبارت پر اعراب:۔ **كما مرّ فی السوال آنفا۔**

② عبارت کا ترجمہ:۔ ادوات تمنی چار ہیں: ایک اصلی ہے اور وہ **لیت** ہے اور تین غیر اصلی ہیں، ان میں سے ایک **هل** ہے جیسے **فهل لنا من شفعاء فيشفعوا لنا** (اے کاش ہمارے لئے سفارش کرنے والے ہوتے کہ وہ ہماری سفارش کرتے) دوسرا حرف **لَوْ** ہے جیسے **فلوان لنا كرة فنكون من المؤمنين** (کاش کہ ہمیں دنیا میں آنا دوبارہ نصیب ہوتا تو ہم ایمانداروں میں سے ہوتے) اور تیسرا حرف **لعلّ** ہے جیسے شاعر کا یہ شعر ہے (اے قطا نامی پرندوں کی جماعت! کیا کوئی مجھے اپنا پَر عاریت پر دے گا کاش کہ میں اپنے محبوب کے پاس اڑ کر پہنچ جاؤں)

③ تمنی کی تعریف۔ کسی ایسی محبوب وپسندیدہ چیز کو طلب کرنا جس کے حاصل ہونے کی امید نہ ہو۔ کیونکہ وہ محال یا قریب بحال

ہو۔جیسے شاعر کا یہ شعر ہے ۔ **اَلَا لَیْتَ الشَّبَابَ یَعُوْدُ یَوْمًا..... فَاُخْبِرُہٗ بِمَا فَعَلَ الْمُشِیْب** (اے کاش کہ جوانی کسی دن لوٹ آتی تا کہ میں اسے بتاتا کہ بڑھاپے نے میرے ساتھ کیا سلوک کیا)۔

④ شعر میں محلِ استشہاد ووجہِ استشہاد کی تعیین:۔ اس شعر میں محلِ استشہاد **لَعَلّ** کا استعمال ہے یہ لفظ اپنے حقیقی معنی (ترجّی) میں مستعمل نہیں ہے کیونکہ ترجّی میں محبوب چیز کا ممکن بلکہ متوقع الحصول ہونا ضروری ہے اور یہاں محبوب چیز (پرندہ کا اپنے پَر انسان کو عاریۃً دینا اور اور پھر انسان کا وہ پَر لگا کر اُڑنا) متوقع تو کیا ممکن ہی نہیں ہے۔لہٰذا یہاں یہ حرف تمنّی کیلئے مستعمل ہے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۳ھ

الشق الاوّل.....**القصر تخصیص شیئ بشیئ بطریق مخصوص وینقسم الی حقیقی واضافی فالحقیقی ماکان الاختصاص فیه بحسب الواقع والحقیقة لا بحسب الاضافة الی شیئ آخر نحو لاکاتب فی المدینة الاعلی اذا لم یکن غیره فیها من الکتاب.**

عبارت کا ترجمہ کیجئے۔قصر کا لغوی واصطلاحی معنی بیان کر کے قصر حقیقی اور قصر اضافی میں فرق واضح کیجئے۔قصر افراد، قصر قلب، اور قصر تعیین کی مثالوں سے وضاحت کیجئے۔قصر الصفۃ علی الموصوف اور قصر الموصوف علی الصفۃ کے درمیان فرق واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حلپانچ امور ہیں ① عبارت کا ترجمہ ② قصر کا لغوی واصطلاحی معنی ③ قصر حقیقی واضافی میں فرق ④ قصر افراد، قصر قلب، قصر تعیین کی مثالوں سے وضاحت ⑤ قصر الصفۃ علی الموصوف اور قصر الموصوف علی الصفۃ میں فرق۔

جواب..... ① عبارت کا ترجمہ:۔ قصر ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ کسی مخصوص طریقہ سے خاص ومنحصر کرنے کا نام ہے اور اس کی دو قسمیں حقیقی واضافی ہیں، پس حقیقی وہ قصر ہے جس میں اختصاص وحصر صورتِ واقعہ اور نفسِ حقیقت کے اعتبار سے ہو، نہ کہ کسی دوسری چیز کی طرف اضافت ونسبت کے اعتبار سے جیسے **"لاکاتب فی المدینة الا علیٌّ "** (اس شہر میں علی کے علاوہ کوئی کاتب نہیں ہے) جب کہ (واقع میں بھی) اس شہر میں علی کے علاوہ کوئی کاتب نہ ہو۔

② قصر کی لغوی واصطلاحی تعریف:۔ قصر کا لغوی معنیٰ روکنا ہے اور اصطلاح میں ایک شیئ کو دوسری شیئ کے ساتھ قصر کے کسی ایک طریقے کے ذریعے مخصوص اور منحصر کرنے کو قصر کہتے ہیں۔

③ قصر حقیقی واضافی میں فرق:۔ قصر حقیقی: اس قصر کو کہیں گے جس میں ایک شیئ کو دوسری شیئ کے ساتھ حقیقت حال اور صورتِ واقعہ کے اعتبار سے خاص کیا گیا ہو جیسے کسی شہر میں ایک شخص مثلاً علی کے علاوہ کوئی دوسرا شخص انشاء پرداز نہ ہو (کاتب نہ ہو) اور حقیقت حال اور صورتِ واقعہ بھی ایسی ہی ہو تو اس وقت کہا جائے گا **لَاکاتب فی المدینة الا علیٌّ** (اس شہر میں صرف علی ہی انشاء پرداز ہے) دیکھئے اس مثال میں صرف علی کے لئے صفت کتابت کو ثابت کیا گیا ہے اور اس کے علاوہ اس شہر کے زید، عمر، بکر، خالد وغیرہ ہر فرد سے نفی کی گئی ہے۔

0313 6357913 maktabazzakariyamultan@gmail.com

قصر اضافی: اس قصر کو کہیں گے کہ جس میں ایک شیئ کو دوسری شیئ کے ساتھ کسی معین شیئ کی طرف نسبت واضافت کے اعتبار سے خاص کیا گیا ہو جیسے اگر ایک متکلم کا مخاطب علی کے بارے میں اس بات کا اعتقاد رکھتا ہے کہ وہ بیٹھا ہوا ہے مگر یہ متکلم اس مخاطب کے اعتقاد پر رد کرنا چاہتا ہے اور اس کیلئے صفتِ قیام کا اثبات کرنا چاہتا ہے تو اس متکلم کو چاہئے کہ یوں کہے **ما علیٌّ الا قائم** کہ علی تو کھڑا ہی ہے۔اس جملے کے ذریعے اس متکلم نے علی کے لئے ایک شیئ یعنی صفت قعود کی نفی کی ہے، دوسری تمام صفات کو رد نہیں کیا۔

④ قصر افراد، قصر قلب، قصر تعیین کی مثالوں سے وضاحت:۔ قصر اضافی کی مخاطب کے حال کے اعتبار سے تین قسمیں ہیں ① قصرِ افراد اُس قصر اضافی کو کہتے ہیں کہ جس میں کسی متکلم کا مخاطب ایک صفت میں دو یا زیادہ موصوف کو اسی طرح ایک موصوف میں دو یا زیادہ صفت کو شریک سمجھے۔قصرِ موصوف علی صفت کی مثال جیسے **ما محمد الا رسول** لہٰذا ان پر موت طاری ہو سکتی ہے۔اور قصرِ صفت علی موصوف کی مثال جیسے **ماغنی الا بکرٌ** بکر کے علاوہ اور کوئی غنی نہیں ہے۔

② قصر قلب اس قصر اضافی کو کہتے ہیں کہ جس میں مخاطب اس حکم کے برعکس اعتقاد رکھے جیسے یہ متکلم ثابت کرنا چاہتا ہے چاہے وہ حکم کسی موصوف کے لئے کسی صفت کے یا کسی صفت کے لئے کسی موصوف کے ثابت کرنے کا ہو۔ جیسے قصرِ صفت علی موصوف کی مثال **لا فارس الّا علیٌ** گھوڑسوار تو صرف علی ہے اور کوئی نہیں۔ اور قصر موصوف علی صفت کی مثال جیسے **"لا علی الّا فارس"** علی صرف گھوڑسوار ہی ہے اور کچھ نہیں ہے۔

③ قصر تعیین اس قصر اضافی کو کہتے ہیں کہ جس میں مخاطب ایک صفت کیلئے دو موصوف میں سے ایک کو یا ایک موصوف کیلئے دو صفتوں میں سے ایک کو متعین کرنے میں متردد ہو۔ جیسے قصرِ صفت علی موصوف کی مثال **ما قائم الّا زید** کھڑا ہونے والا صرف زید ہے اور کوئی نہیں ہے۔ اور قصرِ موصوف علی صفت کی مثال جیسے **مازید الّا قائم** کہ زید تو صرف کھڑا ہونے والا ہی ہے۔

قصر کے عمومی طریقے یہ ہیں: ① نفی واستثناء ہو جیسے **ان ھذا الّا ملک کریمٌ** (نہیں ہے یہ مگر ایک قابل قدر فرشتہ) ② **انّما** کا استعمال ہو جیسے **انما الفاھِمُ علیٌّ** (سمجھدار تو علی ہی ہے) ③ **لا یا بل یالٰکن** کے ذریعہ عطف کرنا جیسے **اَنَا نَاثِرٌ لَا نَاظِمٌ** (میں نثر کہنے والا ہوں نظم کہنے والا نہیں) **مَا اَنَا حَاسِبٌ بَلْ کَاتِبٌ** (میں حساب جاننے والا نہیں ہوں بلکہ کاتب ہوں) ④ جس چیز کو کلام میں مؤخر ہونا چاہئے اس کو مقدم کرنا جیسے **اِیَّاکَ نعبد** (ہم تیری ہی بندگی کرتے ہیں)۔

⑤ قصر الصفۃ علی الموصوف اور قصر الموصوف علی الصفۃ میں فرق کی وضاحت مع امثلہ:۔ قصر الصفۃ علی الموصوف یہ ہے کہ وہ صفت صرف اس موصوف میں پائی جائے اور اس موصوف کو چھوڑ کر کسی دوسرے موصوف تک متجاوز نہ ہو۔ ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ اس موصوف میں دوسری صفات بھی پائی جائیں۔ جیسے **لا فارس الا علی** شہسوار تو صرف علی ہی ہے۔ یعنی شہسواری کی صفت صرف علی میں پائی جاتی ہے اس سے متجاوز ہو کر کسی دوسرے تک نہیں پہنچتی۔ اور قصر الموصوف علی الصفۃ یہ ہے کہ وہ موصوف صرف اس صفت کے ساتھ متصف ہو اور اس صفت کو چھوڑ کر کسی دوسری صفت تک تجاوز نہ کرے۔ ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ یہ صفت کسی دوسرے موصوف میں بھی پائی جائے جیسے **!لا بکر الا کاتب** بکر تو صرف کاتب ہی ہے۔ یعنی بکر میں صرف وصفِ کتابت پائی جاتی ہے بکر کتابت کے علاوہ کسی دوسری صفت کے ساتھ متصف نہیں ہے۔ البتہ وصفِ کتابت اس سے متجاوز ہو کر کسی دوسرے شخص میں بھی پائی جاسکتی ہے۔

الشق الثانی.....**و منھا الالتفات و ھو نقل الکلام من حالۃ التکلم او الخطاب او الغیبۃ الٰی حالۃ اُخرٰی من ذٰلک، فالنقل من التکلم الی الخطاب نحو.... و من التکلم الی الغیبۃ نحو.... ومن الخطاب الی التکلم کقول الشاعر: ا تطلبُ وصل ربّات الجمال و قد سقط المشیب علٰی قذالی۔**

التفات کسے کہتے ہیں؟ التفات کی تمام قسموں کی وضاحت کریں۔

جواب.....**التفات:** کلام کو خطاب، تکلم یا غیبوبت میں سے ہر ایک سے دوسرے کی جانب منتقل کرنا۔ اس حساب سے التفات کی کل چھ صورتیں وقسمیں بنتی ہیں: ① **نقل الکلام من التکلم الی الخطاب** جیسے **ومالی لا اعبدالذی فطرنی والیہ ترجعون** یہاں ظاہر کا تقاضا تو یہ تھا کہ **والیہ ارجع** کہا جاتا کیونکہ جب قائل نے اپنے کلام کو بطریقہ تکلم تعبیر وبیان کرنا شروع کیا تو سیاقِ کلام کے ظاہر کا تقاضا تو یہ تھا کہ باقی کلام کی تعبیر وبیان بھی اسی طریقۂ تکلم پر آگے جاری رکھا جاتا۔ مگر اس تعبیر سے دوسری تعبیر کی طرف عدول کرنے کی وجہ یہ ہوئی کہ جب کلام کو ایک اسلوب سے دوسرے کسی اسلوب کی طرف منتقل کیا جاتا ہے تو سامع کے نشاط میں اضافہ وتازگی آجاتی ہے جو اس کلام کی جانب زیادہ کان دھرنے اور متوجہ ہونے کا سبب بنتی ہے۔ کیونکہ ہر جدید شئے میں ایک نئی لذت ہوتی ہے۔

② **نقل الکلام من التکلم الی الغیبۃ** جیسے **انا اعطینٰک الکوثر فصل لربک** یہاں ظاہر کے تقاضے سے فصل لنا کہنا چاہئے تھا۔ کیونکہ سیاقِ کلام کے ظاہر کا تقاضا یہی تھا کہ صیغہ تکلم پر ہی باقی کلام کو چلایا جاتا مگر اس سے عدول کر کے ایک نئے اسلوب کو اپنا کر مخاطب کے نشاط کو تازہ کرنا مقصود ہوا۔ ③ **نقل الکلام من الخطاب الی التکلم** جیسے شاعر کا یہ شعر ہے ؎

اَتَطْلُبُ وَصْلَ رَبَّاتِ الْجَمَالِ وَقَدْ سَقَطَ الْمَشِیْبُ عَلٰی قَذَالِیْ (اے میرے نفس کیا تو اب بھی حسین وجمیل عورتوں

کی رغبت رکھتا ہے حالانکہ سفیدی میری گدی کے بالوں پر اتر چکی ہے) یہاں ظاہر کے تقاضے سے سیاقِ کلام کی رعایت میں علٰی ذالك کہنا چاہئے تھا مگر سامع کے نشاط کو بڑھانے کے پیشِ نظر اسلوب تعبیر بدل دیا گیا اور جدت اختیار کی گئی۔

④نقل الكلام من الخطاب الى الغيبة جیسے ربنا انك جامع الناس ليوم لاريب فيه ان الله لا يخلف الميعاد بتقاضائے ظاہر انك لا تخلف الميعاد کہنا چاہئے تھا مگر خطاب کی جگہ "ان اللّٰہ" غیب کا صیغہ مستعمل ہے۔

⑤نقل الكلام من الغيبة الى التكلم جیسے وهوالذى ارسل الرياح بشرابين يدى رحمته وانزلنا من السماء ماءً طهورا ظاہر کے تقاضے سے وانزل من السماء ماء طهورا ہونا چاہیے تھا مگر "انزلنا" متکلم کا صیغہ مستعمل ہے۔

⑥نقل الكلام من الغيبة الى الخطاب جیسے واذ اخذنا ميثاق بنى اسرائيل لا تعبدون الا الله ظاہر حال کے تقاضے سے تو لايعبدون الا الله ہونا چاہئے تھا مگر غیب کی جگہ مخاطب کا صیغہ "لا تعبدون" مستعمل ہے۔

تجاهل عارف: یعنی توبیخ وغیرہ کسی غرض کی وجہ سے ایک جانی ہوئی چیز کو کسی انجان شئی کی جگہ لانا جیسے لیلیٰ بنت طریف کا اپنے مقتول بھائی ولید بن طریف کے مرثیے میں کہا گیا یہ شعر۔ "أَيَا شَجَرَ الْخَابُورِ مَالَكَ مُورِقا .....كَأَنَّكَ لَمْ تَجْزَعْ عَلَى ابْنِ طَرِيفِ" (اے خابور نامی درخت آخر تو کیوں پتادار اور تروتازہ ہے؟ ایسا لگتا ہے کہ تجھے میرے بھائی ابن طریف پر کوئی غم نہیں ہے؟) یہ شاعرہ خوب جانتی ہے کہ درخت کسی کی موت پر بھی ماتم نہیں کرتے۔ کیونکہ یہ کام تو ذوی العقول ہی سے ممکن ہے اور یہ ذی عقل نہیں ہے۔ پھر بھی دیار بنی بکر میں پیدا ہونے والے خابور نامی اس درخت کو ڈانٹ کر کہہ رہی ہے کہ میں تجھے دیکھ رہی ہوں کہ تو ہرا بھرا اور تروتازہ اور پتادار ہے۔ کیوں تو میرے ساتھ شریکِ غم ہو کر سوکھ نہیں جاتا اور اس توبیخ کے ذریعے وہ یہ ظاہر کر رہی ہے کہ درختوں کے ماتم نہ کرنے کا مجھے یقین نہیں ہے اور اس طرح شک ظاہر کر کے اپنے آپ کو انجان و جاہل بتا رہی ہے اس قسم کے استفہام اور یقین و شک کے باہم مختلط کرنے کو تجاہلِ عارف کہیں گے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۳ھ

الشق الاوّل.....و تنقسم الاستعارة الى مرشحة و هى ما ذكر فيها ملائم المشبه به نحو: اولئك الذين اشتروا الضلالة بالهدى فما ربحت تجارتهم، فالاشتراء مستعارة للاستبدال و ذكر الربح و التجارة ترشيح والى مجردة وهى التى ذكر فيها ملائم المشبه نحو: فاذاقها الله لباس الجوع و الخوف، استعير اللباس لما غشى الانسان عند الجوع و الخوف والاذاقة تجريد لذلك و الى مطلقة..... استعارہ مرشحہ، مجردہ ومطلقہ کی تعریف ومثال لکھیں۔

و لايعتبر الترشيح و التجريد الّا بعد تمام الاستعارة بالقرينة کا مطلب واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① استعارہ مرشحہ، مجردہ و مطلقہ کی تعریف و مثال ② و لايعتبر الترشيح و التجريد الّا بعد تمام الاستعارة بالقرينة کا مطلب۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

جواب..... ① استعارہ مرشحہ، مجردہ ومطلقہ کی تعریف ومثال:۔ مرشحہ: كما مرّ فى الشق الثانى من السوال الثانى ۱۴۴۲ھ

استعارہ مجردہ: وہ استعارہ جس میں مشبہ کے ملائم ومناسب کو ذکر کیا گیا ہو جیسے فاذاقها الله لباس الجوع و الخوف (پھر اللہ تعالی نے اس بستی والوں کو قحط سالی اور خوف کا مزہ چکھایا)۔ اس مثال میں لباس الجوع و الخوف کو کراہت و ناپسندیدگی کے اعتبار سے کڑوے و بدمزہ کھانے (طعمٌ مُرٌ بَشِعٌ) کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے اور مشبہ کے ملائم ومناسب (اذاقت یعنی چکھنا) کو یہاں ذکر کیا گیا ہے۔ استعارہ مطلقہ: وہ استعارہ جس میں مشبہ ومشبہ بہ میں سے کسی کا کوئی ملائم ومناسب ذکر نہ کیا گیا ہو جیسے ينقضون عهد الله (وہ کفار اللہ تعالی کے عہد کو توڑتے ہیں) یعنی انہوں نے ایمان باللہ، تصدیق بالرسل اور عمل بالشرائع کے عہد و میثاق کی خلاف ورزی کر کے اس عہد و پیمان کو پارہ پارہ و منتشر کر دیا۔ اس مثال میں ابطالِ عہد کو رسّی کے دھاگے کھولنے اور ان کی شیرازہ بندی کو منتشر کرنے کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے کہ جیسے رسّی کے دھاگے کھولنے و جدا جدا کرنے سے رسّی کی

مضبوطی باقی نہیں رہتی اوران دھاگوں کے انتشار کی صورت میں کوئی نفع نہیں ہوتا اسی طرح عہد و میثاق کو باطل کرنے کی صورت میں بھی کوئی فائدہ ونفع نہیں ہے۔استعارہ کی اس مثال میں مشبہ (ابطالِ عہد) اورمشبہ بہ (فکّ طاقات الحبل یعنی رسّی کے دھاگے کھولنا) میں سے کسی کا کوئی ملائم ومناسب ذکرنہیں کیا گیا ہے۔

❷ **و لایعتبر الترشیح و التجرید الّا بعد تمام الاستعارة بالقرینة** کا مطلب:۔ مصنفؒ کے قول کا حاصل یہ ہے کہ ترشیح و تجرید (مرشحہ و مجردہ) کا اعتبار اُسی وقت کیا جاتا ہے جب اس سے پہلے استعارہ اپنے قرینہ کی وجہ سے تام ومکمل ہوجائے،یعنی استعارہ کے اجزاء مکمل ہونے کے بعد دیکھا جائے گا کہ اگر استعارہ میں مشبہ بہ کا کوئی ملائم ومناسب پایا گیا ہے تو یہ استعارہ مرشحہ ہے اوراگر مشبہ کا ملائم ومناسب پایا گیا ہے تو یہ استعارہ مجردہ ہے۔

الشق الثانی.....**تاکید الذم بمایشبه المدح ضربان ایضا: الاول ان یستثنی من صفة مدح منفیة صفة ذم علی تقدیر دخولها فیها نحوفُلَانٌ لاخیر فیه الّا انّه یتصدق بما یسرق ، و الثانی ان یثبت لشیئ صفة ذم یؤتی بعدها باداة استثناء تلیها صفة ذم اُخریٰ کقوله: هوالکلب الّا انّ فیه ملالةً وسوء مراعاةٍ وماذاك فی الکلب.**

تاکیدالذم بمایشبہ المدح کی دونوں اقسام کی تعریف اورامثلہ لکھیں۔مذکورہ بالاشعر کا ترجمہ،محلِ استشہاد ووجہِ استشہاد تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① تاکید الذم بمایشبہ المدح کی اقسام کی تعریف مع امثلہ ② شعر کا ترجمہ،محلِ استشہاد ووجہِ استشہاد کی وضاحت۔

جواب..... ❶ تاکیدالذم بمایشبہ المدح کی اقسام کی تعریف مع امثلہ:۔ (تاکیدالذم بمایشبہ المدح: ذم کو ایسے الفاظِ مذمت سے پختہ کرنا جو بظاہر مدح کے مشابہ ہوں) تاکیدالذم بمایشبہ المدح کی دو قسمیں ہیں: ① کسی صفتِ ذم کو منفی صفتِ مدح سے استثناء کیا جائے یہ مانتے ہوئے کہ یہ صفتِ ذم اس منفی صفتِ مدح میں پہلے داخل تھی پھر استثناء کے ذریعہ اس کو خارج کیا گیا ہے۔جیسے **فُلَانٌ لاخیر فیه الّا انّه یتصدق بما یسرق** (فلاں شخص میں کوئی خیر نہیں ہے سوائے اسکے کہ وہ جو چوری کرتا ہے اُس کو صدقہ کردیتا ہے)۔اس مقولہ میں متکلم نے منفی صفتِ مدح (لاخیر فیہ) سے صفتِ ذم (یتصدق بمایسرق) کا یہ مان کر استثناء کیا کہ وہ بھی اپنے مستثنیٰ منہ میں داخل تھی،حالانکہ وہ کوئی صفتِ مدح ہی نہیں بلکہ عین صفتِ ذم ہے کہ وہ ہر خیر سے خالی وعاری ہے سوائے اس کے کہ وہ چوری کردہ مال سے خیرات کرتا ہے۔یہ استثناء کردہ صفت (چوری کردہ مال سے خیرات کرنا) بظاہر صفتِ مدح ہے مگر حقیقت میں یہ صفتِ ذم ہی ہے۔② اولاً کسی چیز کیلئے کوئی صفتِ ذم لائی جائے پھر حرفِ استثناء لاکر دوسری صفتِ ذم ذکر کی جائے جس کا سابقہ صفتِ ذم سے استثناء کیا گیا ہو۔جیسے شاعر کے اس قول میں: **هوالکلب الّا انّ فیه ملالةٌ وسوء مراعاةٍ وماذاك فی الکلب** (وہ شخص کتے کی طرح ہے مگر یہ کہ اس میں (مزید باعثِ مذمت یہ کہ) ملالت اور سوءِ مراعات ہے جو کتے میں نہیں ہے) یعنی یہ شخص کتے سے بھی بدتر ہے وہ کھیتی باڑی وسامان کی حفاظت کرتا ہے اور جوں جائے اس پر قناعت کرتا ہے جبکہ اس میں یہ اوصاف بھی نہیں ہیں۔اس شعر میں شاعر نے ''ھوالکلب'' کہہ کر کسی کی مذمت کی،بعد میں حرفِ استثناء کو ذکر کیا تو سامع ہمہ تن متوجہ ہوا کہ شاید شاعر اب اسکی تعریف کرے گا مگر شاعر نے دوصفتِ ذم (ملالت وسوءِ مراعات) ذکر کرکے اسکی صفتِ ذم کو مزید پختہ کردیا کہ وہ شخص کتے کی طرح ہے مگر اس میں مزید باعثِ مذمت ملالت اور سوءِ مراعات ہے جو کتے میں نہیں ہے۔

ان مثالوں میں متکلم نے جب صفاتِ مذمومہ کو ذکر کرنے کے بعد حرفِ استثناء الّا کو ذکر کیا تو شک ہوا کہ شاید اب کوئی صفتِ ممدوحہ کو ذکر کیا جائیگا مگر الّا کے بعد پھر دوسری صفاتِ مذمومہ کو ذکر کرکے صفاتِ مذمومہ کی تاکید کردی گئی جو بظاہر مدح کے مشابہ ہے۔

❷ شعر کا ترجمہ،محلِ استشہاد ووجہِ استشہاد کی وضاحت:۔ ابھی مکمل تفصیل گزر چکی ہے۔

تمّت بالخیر

تنظیم المدارس، کنزالمدارس، نظام المدارس، وفاق المدارس العربیہ اور دیگر بورڈز کی کتابیں، داخلہ جات، امتحانی مسائل کے حل، گزشتہ پیپرز، اور دیگر اپڈیٹس حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ وزٹ کریں۔

www.ahlesunnatboardspak.com

Follow Our Social Media Account:

1. **Whatsapp Channel (https://whatsapp.com/channel/0029VaFmkdD0VycHbvDRY70I)**
2. **Youtube (https://youtube.com/@ahlesunnatboards)**
3. **Tiktok (https://www.tiktok.com/@ahlesunnatboardspak)**
4. **Facebook Page (https://www.facebook.com/ahlesunnatboardspak)**

الورقة السادسة: فی الادب العربی والعقائد

﴿الورقة السادسة: فی الادب العربی والعقائد﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ﴿مختارات﴾ ۱۴۳۲ھ

الشق الاوّل .....وَغَزَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تِلْكَ الْغَزْوَةَ حِيْنَ طَابَتِ الثِّمَارُ وَالظِّلَالُ وَتَجَهَّزَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالْمُسْلِمُوْنَ مَعَهٗ فَطَفِقْتُ أَغْدُوْ لِكَيْ أَتَجَهَّزَ مَعَهُمْ فَأَرْجِعُ وَلَمْ أَقْضِ شَيْئًا، فَأَقُوْلُ فِيْ نَفْسِيْ وَأَنَا قَادِرٌ عَلَيْهِ فَلَمْ يَزَلْ يَتَمَادٰى بِيْ حَتّٰى اشْتَدَّ الْجِدُّ فَأَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالْمُسْلِمُوْنَ مَعَهٗ وَلَمْ أَقْضِ مِنْ جَهَازِيْ شَيْئًا، فَقُلْتُ أَتَجَهَّزُ بَعْدَهٗ بِيَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ ثُمَّ أَلْحَقُهُمْ فَغَدَوْتُ بَعْدَ أَنْ فَصَلُوْا لِأَتَجَهَّزَ فَرَجَعْتُ وَلَمْ أَقْضِ شَيْئًا، ثُمَّ غَدَوْتُ فَرَجَعْتُ وَلَمْ أَقْضِ شَيْئًا، فَلَمْ يَزَلْ بِيْ حَتّٰى أَسْرَعُوْا وَتَفَارَطَ الْغَزْوُ، وَهَمَمْتُ أَنْ أَرْتَحِلَ فَأُدْرِكَهُمْ وَلَيْتَنِيْ فَعَلْتُ۔ (ص۱۰۔ مجلس نشریاتِ اسلام)

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں نیز الفاظِ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق بھی تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) الفاظِ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق۔

جواب ..... ❶ عبارت پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ یہ غزوہ رسول اللہ ﷺ نے اس وقت کیا جبکہ پھل اور سائے اچھے ہوگئے تھے اور نبی ﷺ نے اور آپ کے ساتھ مسلمانوں نے بھی تیاری کی تو میں شروع ہوا کہ صبح کو نکلتا تا کہ ان کے ساتھ تیاری کروں پھر میں واپس لوٹتا اور میں نے کچھ بھی پورا نہ کیا ہوتا اور میں دل میں کہتا کہ میں اس پر قادر ہوں پس میرے ساتھ یہی صورت حال لمبی ہوگئی حتی کہ کوشش تیز اور سخت ہوگئی تو نبی ﷺ نے اور آپ کے ساتھ مسلمانوں نے تیاری مکمل کر لی اور میں نے ابھی اپنی تیاری میں سے کچھ بھی مکمل نہیں کیا تھا تو میں نے کہا کہ میں آپ ﷺ کے ایک یا دو دن بعد تیاری کر لوں گا۔ اور ان کے ساتھ شامل ہو جاؤں گا انکے چلے جانے کے بعد میں صبح کو نکلا تا کہ تیاری کروں پھر میں اس حال میں لوٹا کہ میں نے کچھ بھی پورا نہیں کیا تھا پھر صبح کو گیا پھر اس حال میں لوٹا کہ میں نے کچھ پورا نہیں کیا تھا تو ہمیشہ میرا یہی حال رہا حتی کہ وہ تیز چلے گئے اور جنگ شروع ہوگئی اور میں نے ارادہ کیا کہ کوچ کروں پھر ان کو مل جاؤں اور کاش کہ میں یہ کام کرتا۔

❸ خط کشیدہ الفاظ کی لغوی صرفی تحقیق:۔ "ثِمَارٌ" یہ جمع ہے اسکا مفرد ثَمَرَةٌ ہے بمعنی پھل، مصدر ثُمُوْرًا (نصر) بمعنی پھلدار ہونا۔

"ظِلَالٌ" یہ جمع ہے اس کا مفرد ظِلٌّ ہے بمعنی سایہ، مصدر ظَلَالَةً (سمع) بمعنی سایہ دار ہونا۔

"أَتَجَهَّزُ" صیغہ واحد متکلم فعل مضارع معلوم از مصدر تَجَهُّزًا (تفعل) بمعنی تیاری کرنا، سامان مہیا کرنا۔

"أَلْحَقُهُمْ" صیغہ واحد متکلم فعل مضارع معلوم از مصدر لَحَاقًا و لُحُقًا (سمع) بمعنی لاحق ہونا وملنا۔

"أَسْرَعُوْا" صیغہ جمع مذکر غائب فعل ماضی معلوم از مصدر إِسْرَاعًا (افعال) بمعنی جلدی کرنا، سبقت کرنا۔

"هَمَمْتُ" صیغہ واحد متکلم فعل ماضی معلوم از مصدر هَمًّا و مَهَمَّةً (نصر، مضاعف) بمعنی رنجیدہ وغمگین ہونا۔

الشق الثانی .....فَطَافَ ابْنُ الدُّغُنَّةِ فِيْ أَشْرَافِ قُرَيْشٍ عَشِيَّةً فَقَالَ لَهُمْ إِنَّ أَبَابَكْرٍ لَا يَخْرُجُ مِثْلَهٗ وَلَا يُخْرَجُ، أَتُخْرِجُوْنَ رَجُلًا يَكْسِبُ الْمُعْدِمَ وَيَصِلُ الرَّحِمَ وَيَحْمِلُ الْكَلَّ وَيَقْرِى الضَّيْفَ وَيُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ؟ فَلَمْ تَكْذِبْ قُرَيْشٌ بِجِوَارِ ابْنِ الدُّغُنَّةِ وَقَالُوْا لِابْنِ الدُّغُنَّةِ مُرْ أَبَابَكْرٍ فَلْيَعْبُدْ رَبَّهٗ فِيْ دَارِهٖ فَلْيُصَلِّ فِيْهَا وَلْيَقْرَأْ مَا شَاءَ وَلَا يُؤْذِيْنَا بِذٰلِكَ وَلَا يَسْتَعْلِنْ بِهٖ فَإِنَّا نَخْشٰى أَنْ يَفْتِنَ نِسَائَنَا وَأَبْنَاءَنَا فَقَالَ ذٰلِكَ ابْنُ الدُّغُنَّةِ لِأَبِيْ بَكْرٍ فَلَبِثَ أَبُوْبَكْرٍ بِذٰلِكَ يَعْبُدُ رَبَّهٗ فِيْ دَارِهٖ وَلَا يَسْتَعْلِنُ بِصَلَاتِهٖ وَلَا يَقْرَأُ فِيْ غَيْرِ دَارِهٖ۔ (ص۴۰۔ مجلس نشریاتِ اسلام) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں نیز عبارت کے مضمون کی نشاندہی بھی کریں۔

0313 6397913 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں۔(۱)عبارت پر اعراب (۲)عبارت کا ترجمہ (۳)عبارت کے مضمون کی نشاندہی۔

جواب ..... ❶ عبارت پر اعراب:۔ **کمامرّ فی السوال آنفا۔**

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ تو ابن الدغنہ نے قریش کے معزز لوگوں کے پاس شام کو چکر لگایا اور ان سے کہا کہ بے شک ابوبکرؓ جیسا آدمی نہ نکلتا ہے اور نہ نکالا جاتا ہے۔ کیا تم ایسے آدمی کو نکالتے ہو جو محتاج کو کما کر دیتا ہے اور صلہ رحمی کرتا ہے اور بوجھ اٹھاتا ہے اور مہمان نوازی کرتا ہے اور حق کے واقعات پر امداد کرتا ہے؟ تو قریش نے ابن الدغنہ کی پناہ کو نہ جھٹلایا اور انہوں نے ابن الدغنہ سے کہا کہ ابوبکر کو حکم کرو کہ چاہیے کہ وہ اپنے گھر میں عبادت کرے اور اس میں نماز پڑھے اور اس کی وجہ سے ہمیں تکلیف نہ دے اور اس کو ظاہر کرنے کے درپے نہ ہو ہمیں خوف ہے کہ وہ ہماری عورتوں اور ہمارے بیٹوں کو فتنہ میں ڈال دے گا، یہ بات ابن الدغنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ذکر کی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ اس طریقہ پر ٹھہرے رہے کہ وہ اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کرتے اور نماز میں اعلان نہ کرتے یعنی اس کو ظاہر نہ کرتے اور اپنے گھر کے علاوہ کسی جگہ میں قرآن نہ پڑھتے۔

❸ عبارت کے مضمون کی نشاندہی:۔ مذکورہ عبارت کا تعلق **کیف ھاجر النبیؐ** (آپ ﷺ نے کیسے ہجرت فرمائی) کیساتھ ہے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۲ھ

الشق الاوّل .....**دَخَلَ الْقَوْمُ وَاللّٰهِ ثُمَّ خَرَجُوْا وَعَرَفُوْا ثُمَّ أَنْكَرُوْا، وَحَرَّمُوْا ثُمَّ اسْتَحَلُّوْا، إِنَّمَا دِيْنُ أَحَدِكُمْ لُعْقَةٌ عَلٰى لِسَانِهٖ، إِذَا سُئِلَ اَمُؤْمِنٌ اَنْتَ بِيَوْمِ الْحِسَابِ؟ قَالَ: نَعَمْ! كَذَبَ وَمَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ، اِنَّ مِنْ أَخْلَاقِ الْمُؤْمِنِ قُوَّةً فِيْ دِيْنٍ وَحَزْمًا فِيْ لِيْنٍ وَاِيْمَانًا فِيْ يَقِيْنٍ وَعِلْمًا فِيْ حِلْمٍ وَحِلْمًا بِعِلْمٍ وَكَيْسًا فِيْ رِفْقٍ وَتَجَمُّلًا فِيْ فَاقَةٍ وَاِنْصَافًا فِي اسْتِقَامَةٍ، لَا يَحِيْفُ عَلٰى مَنْ يُّبْغِضُ وَلَا يَأْثَمُ فِيْ مُسَاعَدَةِ مَنْ يُّحِبُّ وَلَا يَهْمِزُ وَلَا يَغْمِزُ وَلَا يَلْمِزُ وَلَا يَلْغُوْ وَلَا يَلْهُوْ وَلَا يَلْعَبُ وَلَا يَمْشِيْ بِالنَّمِيْمَةِ وَلَا يَتَّبِعُ مَا لَيْسَ لَهٗ وَلَا يَجْحَدُ الْحَقَّ الَّذِيْ عَلَيْهِ وَلَا يَتَجَاوَزُ فِي الْعُذْرِ وَلَا يُشْمِتُ بِالْفَجِيْعَةِ اِنْ حَلَّتْ بِغَيْرِهٖ وَلَا يَسُرُّ بِالْمَعْصِيَةِ اِذَا نَزَلَتْ بِسِوَاهُ.**

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں نیز صاحبِ مضمون کا مختصر تعارف بھی تحریر کریں۔(ص ۶۳۔ مجلس نشریاتِ اسلام)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں۔(۱)عبارت پر اعراب (۲)عبارت کا ترجمہ (۳)صاحبِ مضمون کا مختصر تعارف۔

جواب ..... ❶ عبارت پر اعراب:۔ **کمامرّ فی السوال آنفا۔**

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ اللہ کی قسم قوم ایمان میں داخل ہوئی پھر نکل گئی اور پہچانا پھر اجنبی ہوگئی، حرام سمجھا پھر حلال سمجھ لیا، سوائے اس کے نہیں تم میں سے ایک کا دین اس کی زبان پر چاٹنے کے قابل معمولی چیز ہے، جب اس سے پوچھا جاتا ہے کہ حساب کے دن پر ایمان رکھتا ہے تو؟ کہتا ہے جی ہاں، انصاف کے دن کے مالک کی قسم اس نے جھوٹ بولا ہے۔ بیشک مؤمن کے اخلاق میں سے ہے دین میں مضبوطی، نرمی میں ہوشیاری، یقین میں ایمان، بردباری میں علم اور علم کے ساتھ بردباری، نرمی میں عقل مندی اور غریبی میں صبر کرنا اور مالداری میں میانہ روی اختیار کرنا اور خرچ میں مہربانی کرنا اور کمزور و غمگین کیلئے رحمت اور حقوق میں ادائیگی اور استقامت میں انصاف کرنا اور مؤمن جس پر غصہ ہوتا ہے اس سے زیادتی نہیں کرتا اور محبوب کی امداد میں گناہ نہیں کرتا اور نہ غیبت کرتا ہے اور نہ طعنہ دیتا ہے اور نہ عیب لگاتا ہے اور نہ فضول کام کرتا ہے اور نہ لہو ولعب کرتا ہے اور چغلخوری نہیں کرتا جو چیز اُس کی نہ ہو اُس کے پیچھے نہیں جاتا اور جو حق اُس کے اوپر اُس کا انکار نہیں کرتا اور عذر میں حد سے تجاوز نہیں کرتا، اگر کسی دوسرے پر مصیبت اُترے تو اس سے خوش نہیں ہوتا، جب گناہ اُس کے سوا کسی اور پر اُترے تو اُس کے ساتھ خوش نہیں ہوتا۔

❸ مخطوطہ جملے کی نحوی ترکیب:۔ **انّ** حرف مشبہ بالفعل **من** جارہ **اخلاق المؤمن** مضاف ومضاف الیہ مل کر مجرور، جارومجرور مل کر کائن یا ثابت کے متعلق ہوکر خبر مقدم **قوۃ** مصدر **فی دین** جارومجرور مل کر مصدر کے متعلق ہوکر معطوف علیہ **واؤ** عاطفہ **حزما** مصدر **فی لین** جارومجرور مل کر مصدر کے متعلق ہوکر معطوف، معطوف علیہ ومعطوف مل کر اسم، انّ اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

❹ صاحبِ مضمون کا مختصر تعارف:۔ صاحبِ مضمون حضرت حسن بصریؒ کے نام سے مشہور ہیں۔آپ کا نام حسن، کنیت ابوسعید، نسبت بصری، والد کا نام یسار اور والدہ کا نام خیرہ ہے۔

آپ کے والد حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کے غلام تھے اور آپ کی والدہ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی باندی تھیں۔حضرت حسن بصریؒ انتہاء درجہ کے عالم وفاضل اور متقی و پرہیز گار تھے۔سلوک وتصوف کے سلسلہ میں آپ کا انتہائی اونچا مقام ہے۔سلوک وتصوف کے ساتھ ساتھ آپ کو فصاحت وبلاغت میں بھی ملکہ راسخہ حاصل تھا۔ابوعمرو بن علاء کہتے ہیں کہ میں نے آج تک حضرت حسن بصریؒ اور حجاج بن یوسفؒ سے بڑا فصیح نہیں دیکھا۔پھر فرمایا کہ اِن دونوں میں سے بھی بڑے فصیح حضرت حسن بصریؒ ہیں۔آپ کی ولادت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مدینہ میں ہوئی اور وفات رجب ۱۱۰ھ میں ہوئی۔(مبشرات۔ص۱۶۶)

الشق الثانی .....فَلَمْ اَزَلْ اَتَفَكَّرُ فِيْهِ مُدَّةً وَاَنَا بَعْدُ عَلٰى مَقَامِ الْاِخْتِيَارِ اُصَمِّمُ الْعَزْمَ عَلَى الْخُرُوْجِ عَنْ بَغْدَادَ وَمُفَارَقَةِ تِلْكَ الْاَحْوَالِ يَوْمًا وَاُحِلُّ الْعَزْمَ يَوْمًا وَاُقَدِّمُ فِيْهِ رَجُلًا وَاُؤَخِّرُ عَنْهُ اُخْرٰى لَاتَصْفُوْلِيْ رَغْبَةٌ فِيْ طَلَبِ الْاٰخِرَةِ بُكْرَةً اِلَّا وَيَحْمِلُ عَلَيْهِ جُنْدُ الشَّهْوَةِ حَمْلَةً فَيُفْتِرُهَا عَشِيَّةً فَصَارَتْ شَهَوَاتُ الدُّنْيَا تُجَاذِبُنِيْ بِسَلَاسِلِهَا اِلَى الْمُقَامِ وَ مُنَادِي الْاِيْمَانِ يُنَادِي الرَّحِيْلَ الرَّحِيْلَ،فَلَمْ يَبْقَ مِنَ الْعُمُرِ اِلَّا قَلِيْلٌ وَبَيْنَ يَدَيْكَ السَّفَرُ الطَّوِيْلُ وَجَمِيْعُ مَا اَنْتَ فِيْهِ مِنَ الْعَمَلِ وَالْعِلْمِ رِيَاءٌ وَ تَخْيِيْلٌ فَاِنْ لَّمْ تَسْتَعِدَّ الْاٰنَ لِلْاٰخِرَةِ فَمَتٰى تَسْتَعِدُّ، وَاِنْ لَمْ تَقْطَعِ الْاٰنَ هٰذِهِ الْعَلَائِقَ فَمَتٰى تَقْطَعُ؟

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں نیز الفاظِ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق بھی تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں۔(۱)عبارت پر اعراب (۲)عبارت کا ترجمہ (۳)الفاظِ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق۔

جواب ..... ❶ عبارت پر اعراب:۔کمامرّ فی السوال آنفا۔

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ تو ایک مدت میں اس بارے میں سوچتا رہا اور اس کے بعد اختیار کرنے کے مقام پر ایک دن ان احوال کو جدا کرنے اور بغداد سے نکلنے پر میں پکا ارادہ کر لیتا اور دوسرے دن اس ارادہ سے نکل جاتا اور ایک پاؤں اس میں آگے کرتا اور دوسرا پاؤں اس سے پیچھے کر لیتا، صبح کو طلبِ آخرت میں میری رغبت خالص نہ ہوتی مگر خواہش کا لشکر اس پر حملہ کر دیتا اور شام کو اس کو سست کر دیتا لہٰذا دنیا کی خواہشات مجھے اپنی زنجیروں کے ساتھ اسی مقام پر کھڑا رہنے کیلئے کھینچتیں اور ایمان کا منادی آواز لگاتا، کوچ کرو، کوچ کرو، عمر کم باقی ہے اور سفر لمبا ہے اور جس علم وعمل میں تو مصروف ہے وہ سب دکھلاوا اور وہم ہے۔اگر تو نے اب آخرت کی تیاری نہ کی تو کب تیاری کریگا اگر اب تو نے یہ تعلقات ختم نہ کئے تو کب ختم کرے گا؟۔

❸ الفاظِ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق:۔ "جُنْدٌ" یہ مفرد ہے اس کی جمع جُنُوْدٌ و اَجْنَادٌ ہے بمعنی لشکر وفوج۔

"اَتَفَكَّرُ" صیغہ واحد متکلم فعل مضارع معلوم از مصدر تَفَكُّرًا (تفعل) بمعنی سوچنا وغور وفکر کرنا۔

"يَحْمِلُ" صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع معلوم از مصدر حَمْلًا و حُمُلَانًا (ضرب) بمعنی اُٹھانا، اُکسانا، حملہ کرنا۔

"عَلَائِقُ" یہ جمع ہے اس کا مفرد عِلَاقَةٌ ہے بمعنی لٹکانے کی چیز۔

"تَقْطَعُ" صیغہ واحد مذکر حاضر فعل مضارع معلوم از مصدر قَطْعًا و مَقْطَعًا (فتح) بمعنی کاٹنا وجدا کرنا۔

﴿السوال الثالث﴾﴿عقیدہ طحاویہ﴾ ۱۴۳۲ھ

الشق الاوّل .....وَلَا يَكُوْنُ اِلَّا مَا يُرِيْدُ وَلَا تَبْلُغُهُ الْاَوْهَامُ وَلَا تُدْرِكُهُ الْاَفْهَامُ وَلَا يَشْبَهُهُ الْاَنَامُ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ ، قَيُّوْمٌ لَا يَنَامُ ۔(ص۴۔امدادیہ)

ترجم العبارة مع تشكيلها ۔ اذكر اختلاف المعتزلة فی مسئلة الارادة ۔ اشرح العبارة بتمامها ۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل چار امور ہیں (۱) عبارت کا ترجمہ (۲) عبارت پر اعراب (۳) مسئلہ ارادۃ میں معتزلہ کا

اختلاف (۴) عبارت کی تشریح۔

جواب ..... ❶ عبارت کا ترجمہ:۔ اور جہاں میں نہیں ہوتا مگر وہی جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔ انسانی خیالات اس کی حقیقت تک نہیں پہنچ سکتے اور نہ ہی عقلِ انسانی اس کا ادراک کر سکتی ہے۔ کوئی مخلوق اس کے مشابہ نہیں اور وہ ایسا زندہ ہے جس کو کبھی موت نہیں آئے گی اور ایسا محافظ ہے جس کو کبھی نیند نہیں آتی۔

❷ عبارت پر اعراب:۔ **کما مرّ فی السوال آنفا۔**

❸ مسئلہ ارادۃ میں معتزلہ کا اختلاف:۔ تمام افعالِ عباد کے خالق اللہ تعالیٰ ہیں اور کسی چیز کی ایجاد و تخلیق مشیت و ارادہ کے بغیر نہیں ہو سکتی پس افعالِ عباد میں سے کوئی فعل بھی اللہ تعالیٰ کے ارادے و مشیت اور قضاء و قدر اور حکم کے بغیر وجود میں نہیں آتا خواہ وہ افعالِ خیر کی قبیل سے ہو یا شر کی قبیل سے ہو۔ معتزلہ ارادۂ الٰہی کے تمام افعالِ عباد کو عام ہونے کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بندوں کے اچھے افعال تو ارادۂ الٰہی کے سبب صادر ہوتے ہیں اور برے افعال ارادۂ الٰہی کے سبب صادر نہیں ہوتے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ شر اور قبیح کا ارادہ نہیں کرتا حتیٰ کہ کافر سے بھی اس نے ایمان ہی کا ارادہ کیا ہے اور فاسق سے بھی طاعت کا ہی ارادہ کیا ہے اور اصل معتزلہ کے نزدیک یہ ہے کہ جس طرح خلقِ قبیح قبیح ہے اسی طرح ارادۂ قبیح بھی قبیح ہے۔

معتزلہ نے جو اصل بتلایا ہے کہ ''جس طرح خلقِ قبیح قبیح ہے اسی طرح ارادۂ قبیح قبیح ہے'' ہم اس اصل کو تسلیم نہیں کرتے۔ اور کہتے ہیں کہ نہ خلقِ قبیح قبیح ہے اور نہ ارادۂ قبیح قبیح ہے بلکہ کسبِ قبیح اور قبیح کے ساتھ متصف ہونا قبیح ہے جو بندے کا اختیاری فعل ہے اور معتزلہ کی اصل پر بندوں کے بیشتر افعال ارادۂ الٰہی کے خلاف صادر ہوں گے اور یہ بہت بری بات ہے۔ کیونکہ اس صورت میں اللہ تعالیٰ کا مغلوب ہونا اور اپنی مراد میں ناکام ہونا لازم آئے گا۔ (بیان الفوائد ۲:۴۱)

❹ عبارت کی تشریح:۔ مصنفؒ نے مذکورہ بالا عبارت سے فرقہ ضالہ کے تمام نظریات کا رد کیا ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ قدریہ اور معتزلہ جو یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بندوں کے ایمان کا ارادہ کرتا ہے، مگر مؤمن اسکے ارادہ کے مطابق ایمان لے آتا ہے، کافر ایمان نہیں لاتا۔ انکی یہ بات جہالت پر مبنی ہے اسلئے کہ اس صورت میں کافر کا اللہ تعالیٰ کے ارادہ کیخلاف عمل کرنا لازم آئیگا حالانکہ اللہ تعالیٰ کے ارادہ کی مخالفت ممکن نہیں ہے۔ نیز ان کا یہ نظریہ خلق اور کسب کے درمیان فرق نہ کرنے کی وجہ سے ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ہر چیز مثلاً مؤمن کا ایمان، کافر کا کفر، بندوں کے اچھے اور برے اعمال، نفع و نقصان سب اللہ تعالیٰ کے ارادہ سے ہوتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **اِنْ اَرَادَبِكُمْ سُوْٓءًا اَوْ اَرَادَبِكُمْ رَحْمَةً الخ** (اگر اللہ تعالیٰ تم پر برائی یا مہربانی کرنا چاہے تو تمہیں کون اس سے بچا سکتا ہے)

باقی خلق اور کسب میں فرق یہ ہے کہ بندے کے وہ افعال جو اس کے ارادہ کے بغیر صادر ہوتے ہیں یہ افعال صرف اللہ کی تخلیق اور ارادے سے ہیں ان کے صدور میں بندہ کی قدرت اور اختیار کو کوئی دخل نہیں ہے اور بندے کے وہ افعال جو بندہ کے ارادہ اور اختیار سے صادر ہوتے ہیں مثلاً کفر، ایمان، طاعت و معصیت وغیرہ یہ محلِ اختلاف ہیں، اہل سنت کے نزدیک ان کا خالق ذاتِ باری تعالیٰ ہے اور کسب بندے کے اختیار و قدرت سے ہے تو بندہ جب اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی قدرت کو استعمال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی قدرتِ قدیمہ سے وہ عمل موجود فرما دیتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ جو چاہتے ہیں وہی ہوتا ہے اس کے ارادہ و مشیت کے خلاف کچھ نہیں ہو سکتا اور انسانی عقل و شعور کے ذریعہ اس کا ادراک نہیں ہو سکتا، اسی طرح اگرچہ بندے بھی بعض صفات مثلاً سمع و بصر وغیرہ کے ساتھ متصف ہیں مگر باری تعالیٰ کی صفات میں اور ان کی صفات میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

اسی طرح وہ زندہ رہنے والی ذات اور باقی رہنے والی ذات ہے اور خود قائم رہ کر دوسروں کو قائم رکھتا اور سنبھالتا ہے۔ اور یہ صفتِ حق تعالیٰ ہے اس میں کوئی اور شریک نہیں ہے۔ لہٰذا لفظ قیوم اسی ذات پر ہی بولا جائے گا کسی اور کو قیوم نہیں کہا جائے گا۔

الشق الثانی ..... **وَالْاِسْتِطَاعَةُ الَّتِیْ یَجِبُ بِهَا الْفِعْلُ مِنْ نَحْوِ التَّوْفِیْقِ الَّذِیْ لَا یَجُوْزُ اَنْ یُّوْصَفَ الْمَخْلُوْقُ بِهٖ فَهِیَ مَعَ الْفِعْلِ وَ اَمَّا الْاِسْتِطَاعَةُ مِنَ الصِّحَّةِ وَالْوُسْعِ وَالتَّمَكُّنِ وَسَلَامَةِ الْاٰلَاتِ فَهِیَ قَبْلَ**

0313-3579121 maltafazakariyamultan@gmail.com

الْفِعْلِ وَ بِهَا يَتَعَلَّقُ الْخِطَابُ وَ هُوَ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۔ (ص۱۳۔امدادیہ)

شكل العبارة ثم ترجمها جميلة ۔ اشرح العبارة بكل وضوح ۔ وضح الفرق بين قسمى الاستطاعة۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور توجہ طلب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) عبارت کی تشریح (۴) استطاعت کی دونوں قسموں کے درمیان فرق۔

جواب..... ❶ عبارت پر اعراب:۔ **كما مرّ فى السوال آنفا۔**

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ اور وہ استطاعت جس کے ذریعے فعل واجب ہوتا ہے۔ جیسے وہ فعل جس سے مخلوق کو متصف نہیں کیا جاسکتا یہ استطاعت فعل کے ساتھ ہوتی ہے۔ اور لیکن وہ استطاعت جو صحت، وسعت، قدرت اور موافق اسباب کی صورت میں مہیا ہوتی ہے اس کا وجود فعل سے پہلے ہوتا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد **لا يكلف الله نفسا الا وسعها۔**

❸ عبارت کی تشریح:۔ اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ لفظ استطاعت کبھی تو سلامتیِ اسباب وآلات کے معنی میں آتا ہے اور یہ استطاعت کا مجازی معنی ہے اور اس معنی کے اعتبار سے استطاعت فعل پر مقدم ہوتی ہے کیونکہ اسی استطاعت پر فعل کی تکلیف کا مدار ہے سو اگر فعل سے پہلے بندہ کو یہ استطاعت حاصل نہ ہو تو غیر مستطیع کو فعل کا مکلّف بنانا لازم آئے گا جو کہ درست نہیں ہے اور کبھی لفظِ استطاعت کا اطلاق بندہ کی اس قدرت پر ہوتا ہے جسکے ذریعے فعل کا وجود ہوتا ہے اور یہ استطاعت کا حقیقی معنی ہے جس کو اشاعرہ فعل کا مقارن بالزمان مانتے ہیں بایں معنی کہ پہلے سے بندہ کے اندر فعل کی قدرت نہیں ہوتی بلکہ جب وہ فعل کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکے اندر اس فعل کی قدرت پیدا فرمادیتے ہیں جسکے ساتھ ہی فعل موجود ہوجاتا ہے اور معتزلہ کہتے ہیں کہ بندہ کے اندر یہ قدرت فعل سے پہلے بھی موجود ہوتی ہے تاکہ غیر مستطیع کو فعل کا مکلّف بنانا لازم نہ آئے اور فعل کے ساتھ بھی موجود ہوتی ہے تاکہ بغیر قدرت کے فعل کا موجود ہونا لازم نہ آئے چونکہ لفظِ استطاعت کو مطلقاً ذکر کرنے سے یہ شبہ ہوسکتا تھا کہ شاید استطاعت کا اس جگہ مجازی معنی اسباب وآلات کی سلامتی ہے جو بالاجماع فعل پر مقدم ہے اس لئے مصنف نے استطاعت کا معنی بیان کیا کہ استطاعت کا حقیقی معنی قدرت ہے جو کہ محلِ نزاع ہے کیونکہ مجازی معنی محلِ نزاع نہیں ہے وہ بالاجماع فعل پر مقدم ہے۔

❹ استطاعت کی دونوں قسموں کے درمیان فرق:۔ مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ استطاعت کی دو قسمیں ہیں ① استطاعت بمعنی سلامتیِ اسباب وآلات یہ معنی متفق علیہ ہے ② استطاعت بمعنی قدرت یہ معنی اشاعرہ اور معتزلہ کے درمیان مختلف فیہ ہے۔

استطاعت کا معنی مجازی جو کہ سلامتیِ اسباب وآلات ہے استطاعت کی یہی قسم تکلیف کی صحت کا مدار ہے اس لئے کہ یہ استطاعت فعل سے مقدم ہوتی ہے اس کے بغیر انسان احکام کا مکلّف نہیں ہوسکتا۔

﴿الورقة السادسة: فى الادب العربى والعقائد﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ﴿مختارات﴾ ۱۴۳۳ھ

الشق الاوّل.....ثُمَّ جَاءَ الْقَاضِي الْفَاضِلُ مُجَدِّدُ اُسْلُوْبِ الْحَرِيْرِيْ وَبِالَا صَحِّ مُقَلِّدُهٗ وَهُوَوَزِيْرُاَعْظَمِ دَوْلَةِ إِسْلَامِيَّةٍ فِيْ عَصْرِهَا وَكَاتِبُ سِرِّاَحَبِّ سُلْطَانٍ فِيْ عَهْدِهٖ صَلَاحِ الدِّيْنِ الْاَيُّوْبِيْ قَاهِرِ الصَّلِيْبِيِّيْنَ وَمُعِيْدِ مَجْدِ الْمُسْلِمِيْنَ فَانْتَشَرَ اُسْلُوْبُهٗ فِي الْعَالَمِ الْاِسْلَامِيِّ وَحَرَصَ عَلٰى تَقْلِيْدِهِ الْكُتَّابُ وَالْمُنْشِئُوْنَ فِيْ اَنْحَاءِ الْمَمْلِكَةِ الْاِسْلَامِيَّةِ وَهٰكَذَابَقِيَ اُسْلُوْبٌ وَحِيْدٌ يَتَحَكَّمُ فِي الْعَالَمِ اْلِاسْلَامِيِّ وَيُسَيْطِرُ عَلَى الْاُوْسَاطِ الْاَدَبِيَّةِ وَاَصْبَحَ مَا خَلَّفَهٗ هٰؤُلَاءِ الْكُتَّابُ الْمُتَصَنِّعُوْنَ مِنْ تُرَاثٍ اَدَبِيٍّ هُوَالْمَعْنٰى بِالْاَدَبِ الْعَرَبِيِّ وَجَاءَ الْمُؤَرِّخُوْنَ لِلْاَدَبِ فَاعْتَبَرُوْهُمْ اَئِمَّةَ الْبَلَاغَةِ وَاُمَرَاءَ الْبَيَانِ وَاَصْحَابَ الْاَسَالِيْبِ وَقَدَّمُوْامَاكَتَبُوْهُ وَعَرَضُوْهُ لِلدَّارِسِيْنَ وَالْبَاحِثِيْنَ وَقَلَّدَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا وَتَنَا قَلُوْهُ وَاَصْبَحَتْ كُتُبُ التَّارِيْخِ وَالْاَدَبِ نُسْخَةً وَّاحِدَةً۔ (ص۱۵۔مجلس نشریاتِ اسلام) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں نیز عبارت کا مفہوم وخلاصہ بھی تحریر کریں۔

0313 6357975 makkabazakariyaurdu@gmail.com

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں۔(۱)عبارت پر اعراب (۲)عبارت کا ترجمہ (۳)عبارت کا مفہوم وخلاصہ۔

جواب ..... ❶ عبارت پر اعراب:۔ **كمامرّ فی السوال آنفا۔**

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ پھر حریری کے طریقہ کا مجدد قاضی فاضل آیا اور زیادہ صحیح یہ ہے کہ وہ اس کا مقلد ہے اور وہ اپنے زمانہ کی بڑی حکومت کا وزیر اور مسلمانوں کی بزرگی لوٹانے والے صلیبیوں پر غالب اپنے زمانے کے سب سے پسندیدہ بادشاہ صلاح الدین ایوبی کا رازدار کاتب تھا۔لہٰذا اسکا طریقہ عالم اسلامی میں پھیل گیا اور مملکت اسلامیہ کے اطراف میں لکھاریوں اور انشاء پردازوں نے اس کی تقلید کرنے پر حرص کیا اور اسی طرح وہ اکیلا ایسا انداز رہ گیا جو عالم اسلامی میں حکومت کرتا رہا اور ادبی اعتدالیوں پر غالب رہا۔اور ان بناوٹی لکھاریوں نے جو ادبی میراث چھوڑی تھی عربی ادب سے وہی مراد ہوگئی۔اور ادب کے مؤرخین آئے تو انہوں نے ان کو بلاغت کے امام اور بیان کے امیر واصحابِ طرق اعتبار کیا اور جو کچھ انہوں نے لکھا تھا اس کو آگے کیا اور اسی کو پڑھنے والوں اور تحقیق کرنے والوں کے سامنے پیش کیا اور بعض نے بعض کی تقلید کی اور ایک دوسرے سے اسی کو نقل کیا اور تاریخ وادب کی کتب ایک نسخہ ہوکر رہ گئیں۔

❸ عبارت کا مفہوم وخلاصہ:۔ عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ علامہ حریریؒ کے مقامات کا اسلوب ایجاد کرنے اور مقامات لکھنے کے بعد بہت طویل عرصہ تک مقامات ہی ادبی درس وتدریس کا محور رہی اور اسی سے طویل عرصہ تک فائدہ اٹھایا گیا پھر علامہ حریریؒ کے اسلوب کا مجدد بلکہ اس کا مقلد قاضی فاضل آیا اور اس نے علم ادب پر لکھا اور وہ سلطان صلاح الدین ایوبی کا رازدار کاتب تھا پھر اس کا طریقہ عالم اسلام میں پھیل گیا اور عالم اسلام نے پھر اسی کے طریقہ پر لکھنا شروع کردیا۔کاتب وانشاء پرداز لوگ اس کی تقلید کے حریص ہوگئے اور بعد والے وقتوں میں پھر اُسی کی ادبی میراث کو قبول کیا گیا،ادب کے مؤرخین نے ان کو بلاغت کا امام اور علم بیان کا امیر قرار دیا اور تصویر کا یہی رُخ انہوں نے آنے والی نسلوں کے سامنے پیش کیا اور چلتے چلاتے ایک دوسرے سے نقل کرتے ہوئے تاریخ وادب کی کتب ایک ہی نسخہ ہوکر رہ گئیں یعنی ایک ہی مضمون پر محیط ہوگئیں۔

الشق الثانی .....**فَلَمَّا اجْتَمَعُوْا أَتٰى سَعْدٌ فَقَالَ قَدِاجْتَمَعَ لَكَ هٰذَاالْحَيُّ مِنَ الْأَنْصَارِ فَأَتَاهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَحَمِدَاللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ بِمَاهُوَ أَهْلُهٗ ثُمَّ قَالَ:يَامَعْشَرَ الْأَنْصَارِ مَا قَالَةٌ بَلَغَتْنِيْ عَنْكُمْ وَجْدَةٌ وَجَدْتُمُوْهَا فِيْ اَنْفُسِكُمْ؟أَلَمْ اٰتِكُمْ ضُلَّالًا فَهَدَاكُمُ اللّٰهُ بِيْ وَأَعْدَاءً فَأَلَّفَ اللّٰهُ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ؟قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَمَنُّ وَاَفْضَلُ!ثُمَّ قَالَ اَلَاتُجِيْبُوْنِيْ يَامَعْشَرَ الْأَنْصَارِ؟ قَالُوْا بِمَاذَا نُجِيْبُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ الْمَنُّ وَالْفَضْلُ!قَالَ أَمَا وَاللّٰهِ لَوْشِئْتُمْ لَقُلْتُمْ فَلَصَدَقْتُمْ وَلَصُدِّقْتُمْ۔** (ص۳۴۔مجلس نشریاتِ اسلام)

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔**الخطابة المعجزة** کا خلاصہ بھی تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں(۱)عبارت پر اعراب(۲)عبارت کا ترجمہ(۳)**الخطابة المعجزة** کا خلاصہ۔

جواب ..... ❶ عبارت پر اعراب:۔ **كمامرّ فی السوال آنفا۔**

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ جب لوگ جمع ہوگئے تب سعد رضی اللہ عنہ آئے اور عرض کیا کہ انصار کے اس قبیلہ کے لوگ آپ ﷺ کیلئے جمع ہوگئے ہیں تو انکے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو اس چیز سے اللہ کی حمد ثناء بیان کی جس کا وہ اہل ہے پھر فرمایا اے انصار کی جماعت وہ کیا بات ہے جو مجھے تمہاری طرف سے پہنچی ہے کہ تم اپنے دلوں میں نارض ہوگیا میں تمہارے پاس اس حال میں نہیں آیا کہ تم گمراہ تھے اللہ میرے ذریعہ تم کو ہدایت دی تم فقیر تھے تو اللہ نے میرے ذریعہ تم کو مال دار کردیا اور تم آپس میں دشمن تھے تو اللہ نے تمہارے دلوں کو جوڑ دیا۔تو انہوں نے کہا اللہ اور اس کے رسول کا بڑا احسان ہے پھر آپ ﷺ نے فرمایا اے انصار کی جماعت تم جواب کیوں نہیں دیتے تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ ہم آپ ﷺ کو کس چیز کے ساتھ جواب دیں اللہ اور رسول کا فضل اور احسان ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم اگر تم چاہو تو تم کہہ سکتے ہو اور تم سچے ہوگے اور تم تصدیق کئے جاؤ گے۔

❸ **الخطابة المعجزة** کا خلاصہ:۔ اس مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ جس وقت آپ ﷺ کو کچھ فتوحات اور مالِ غنیمت وغیرہ

حاصل ہوئے تو آپ ﷺ نے قریش کے بڑے بڑے لوگوں کو اور عرب کے دیگر قبائل کے اندر وہ مالِ غنیمت وغیرہ تقسیم کر دیا تا کہ وہ مانوس ہو کر مسلمان ہو جائیں۔ حضرات انصار رضی اللہ عنہم کو اس کا دکھ وصدمہ ہوا کہ مشکل وقت میں ہم نے آپ ﷺ کا ساتھ دیا کہ جب سب نے تکذیب کی ہم ایمان لائے، آپ ﷺ بے سہارا و بے یار و مددگار تھے ہم نے آپ ﷺ کی مدد کی، آپ ﷺ دربدر تھے ہم نے آپ کو ٹھکانہ دیا وغیرہ ذلک اور جب مال حاصل ہوا تو اپنی قوم میں ہی تقسیم کر دیا۔ آپ ﷺ کو اس کی اطلاع پہنچی تو آپ ﷺ نے انصار کو ایک جگہ جمع ہونے کا حکم دیا جب انصار جمع ہو گئے تو آپ ﷺ نے یہ خطبہ معجزہ ارشاد فرمایا، بعد حمد وثناء! اے انصار کی جماعت مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تم ناراض ہو؟ اے انصار! اللہ تعالیٰ نے تمہیں میرے ذریعہ گمراہی سے نکال کر ہدایت عطاء کی۔ تم فقیر تھے میرے ذریعہ تم مالدار کئے گئے، تم باہم دشمن تھے میرے ذریعے باہم شیر وشکر، محبت و بھائی چارہ قائم کرنے والے بن گئے۔ کیا یہ میرے تمہارے اوپر احسان نہیں ہیں؟ کیا تم دنیا کے ایک گھونٹ ولقمہ کی وجہ سے مجھ سے ناراض ہو گئے ہو؟ اے انصار! کیا تم اِس پر راضی نہیں کہ لوگ مال و دولت لیکر جائیں اور تم میری رضا لیکر گھروں کو لوٹو؟ قسم بخدا جس چیز کو لیکر تم لوٹو گے وہ دنیاوی مال و دولت سے بہتر ہے۔ پھر آپ ﷺ نے انصار کے کچھ مناقب ذکر کئے کہ اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں بھی انصار کا ہی ایک فرد ہوتا، اگر لوگ ایک گھاٹی میں چلیں اور انصار دوسری گھاٹی میں چلیں تو میں انصار والی گھاٹی میں چلوں گا، انصار بدن سے متصل کپڑا ہیں یعنی میرے انتہائی قریب ہیں، پھر فرمایا کہ اے اللہ! انصار پر، ان کے بیٹوں پر اور انکے بیٹوں کے بیٹوں پر رحم فرما۔

آپ ﷺ کے اس خطبہ وارشاد کی وجہ سے انصار رو پڑے اور انہوں نے اپنی داڑھیوں کو تر کر لیا اور کہنے لگے کہ ہم آپ ﷺ کی تقسیم پر راضی ہیں۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۳ھ

الشق الاوّل.....يَاعَبْدَاللّٰهِ ابْنَ عُمَرَ أَنْظُرْمَاعَلَيَّ مِنَ الدَّيْنِ؟ فَحَسِبُوْهُ فَوَجَدُوْهُ سِتَّةً وَثَمَانِيْنَ اَلْفًا اَوْ نَحْوَهٗ، قَالَ اِنْ وَفّٰى لَهٗ مَالُ آلِ عُمَرَ فَاَدِّهٖ مِنْ اَمْوَالِهِمْ وَاِلَّا فَسَلْ فِيْ بَنِيْ عَدِيِّ بْنِ كَعْبٍ فَاِنْ لَمْ تَفِ اَمْوَالُهُمْ فَسَلْ فِيْ قُرَيْشٍ وَلَاتَعْدُهُمْ اِلٰى غَيْرِهِمْ فَاَدِّ عَنِّيْ هٰذَا الْمَالَ، اِنْطَلِقْ اِلٰى عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ فَقُلْ يَقْرَأُ عَلَيْكِ عُمَرُ السَّلَامَ وَلَاتَقُلْ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ فَاِنِّيْ لَسْتُ الْيَوْمَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَمِيْرًا، وَقُلْ يَسْتَأْذِنُ عُمَرُبْنُ الْخَطَّابِ اَنْ يُدْفَنَ مَعَ صَاحِبَيْهِ ، قَالَ فَسَلَّمَ فَاسْتَأْذَنَ عَلَيْهَا فَوَجَدَهَا قَاعِدَةً تَبْكِيْ فَقَالَ: يَقْرَأُ عَلَيْكِ عُمَرُبْنُ الْخَطَّابِ السَّلَامَ وَيَسْتَأْذِنُ اَنْ يُدْفَنَ مَعَ صَاحِبَيْهِ فَقَالَتْ كُنْتُ اُرِيْدُهٗ لِنَفْسِيْ وَلَاُوْثِرَنَّ بِهِ الْيَوْمَ عَلٰى نَفْسِيْ ۔

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں نیز الفاظِ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق بھی تحریر کریں۔ (ص ۵۹۔ مجلس نشریاتِ اسلام)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں۔ (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) الفاظِ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق۔

جواب..... ❶ عبارت پر اعراب:۔ كمامرّ في السوال آنفا۔

0313 6257913 maktabazakariyamultan@gmail.com

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ اے عبداللہ بن عمر! وہ قرض دیکھو جو میرے ذمہ ہے؟ لوگوں نے اس کا حساب لگایا تو اس کو چھیاسی ہزار یا اس کی مثل پایا، فرمایا اگر اس کے لئے آلِ عمر کا مال پورا ہو جائے تو اس کو ان کے مال سے ادا کرنا ورنہ بنی عدی بن کعب میں سوال کرنا، پھر اگر ان کے مال کفایت نہ کریں تو قریش میں سؤال کرنا اور ان سے دوسرے لوگوں کی طرف تجاوز نہ کرنا، لہٰذا میری طرف سے یہ مال ادا کرنا۔ پھر ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جا اور کہہ کہ عمر آپ کو سلام کہتے ہیں اور امیر المؤمنین نہ کہنا اسلئے کہ میں آج مؤمنین کا امیر نہیں ہوں اور ان سے کہہ عمر بن خطاب اس بات کی اجازت طلب کرتا ہے کہ وہ اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ دفن کیا جائے۔ عمرو بن میمون کہتا ہے پس ابن عمر رضی اللہ عنہ نے سلام کیا پھر اجازت طلب کی پھر ان پر داخل ہوئے تو ان کو پایا اس حال میں کہ وہ بیٹھی رو رہی تھیں پھر عرض کیا کہ عمر بن خطاب آپ کو سلام کہتے ہیں اور اس بات کی اجازت چاہتے ہیں کہ وہ اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ دفن کئے جائیں! تو انہوں نے فرمایا کہ اس جگہ کا میں اپنے لئے ارادہ رکھتی تھی اور آج میں عمر کو اپنے اوپر ترجیح دیتی ہوں۔

③ الفاظِ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق:۔ "اُنْظُرْ" صیغہ واحد مذکر امر حاضر معلوم از مصدر نَظَرًا و مَنْظَرًا (نصر وسمع) بمعنی دیکھنا۔
"فَوَجَدُوْا" صیغہ جمع مذکر غائب فعل ماضی معلوم از مصدر وَجْدًا، وِجْدَانًا (ضرب، مثال) بمعنی پانا، غضبناک ہونا۔
"اِنْطَلِقْ" صیغہ واحد مذکر امر حاضر معلوم از مصدر اِنْطِلَاقًا (انفعال) بمعنی جانا، چلنا۔
"یُدْفَنُ" صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع مجہول از مصدر دَفْنًا (ضرب) بمعنی گاڑنا و دفن کرنا۔
"تَبْکِیْ" صیغہ واحد مؤنث غائب فعل مضارع معلوم از مصدر بُکَاءً (ضرب، ناقص) بمعنی رونا۔
"لَاُوْثِرَنَّ" صیغہ واحد متکلم بحث لام تاکید بانون ثقیلہ معلوم از مصدر اِیْثَارًا (افعال، مثال) بمعنی ترجیح دینا۔

الشق الثانی .....فَکَانَ اَوَّلُ مَنْ صَانَعَهُمْ عُمَّالُکَ بِالْهَدَایَا وَالْاَمْوَالِ لِیَقُوْمُوْا بِهَا عَلٰی ظُلْمِ رَعِیَّتِکَ ثُمَّ فَعَلَ ذٰلِکَ ذَوُالْمَقْدِرَةِ وَالثَّرْوَةِ مِنْ رَعِیَّتِکَ لِیَنَالُوْا ظُلْمَ مِنْ دُوْنِهِمْ، فَامْتَلَأَتْ بِلَادُ اللّٰهِ بِالطَّمْعِ ظُلْمًا وَبَغْیًا وَفَسَادًا وَصَارَ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمُ شُرَکَاءَکَ فِیْ سُلْطَانِکَ وَاَنْتَ غَافِلٌ، فَاِنْ جَاءَ مُتَظَلِّمٌ حِیْلَ بَیْنَکَ وَبَیْنَهٗ فَاِنْ اَرَادَ رَفْعَ قِصَّتِهٖ اِلَیْکَ عِنْدَ ظُهُوْرِکَ وَجَدَکَ قَدْ نَهَیْتَ عَنْ ذٰلِکَ وَاَوْقَفْتَ لِلنَّاسِ رَجُلًا یَنْظُرُ فِیْ مَظَالِمِهِمْ۔

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں نیز عبارت کے عنوان اور صاحبِ مضمون کی نشاندہی بھی کریں۔(ص۸۳۔مجلس نشریاتِ اسلام)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں۔(۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) عبارت کے عنوان اور صاحبِ مضمون کی نشاندہی۔

جواب ..... ① عبارت پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

② عبارت کا ترجمہ:۔ تو جس نے سب سے پہلے انکو ھدایا اور مالوں کی صورت میں رشوت دی وہ تیرے عامل ہیں تاکہ تیری عوام پر ظلم کرنے میں رشوت کے ذریعہ مضبوط ہوں پھر یہ کام تیری عوام میں سے ان لوگوں نے کیا جو قدرت اور دولت والے ہیں تاکہ وہ ان پر ظلم کریں جو ان سے کم ہیں تو اس طرح لالچ کی وجہ سے اللہ کی زمین ظلم اور زیاتی وفساد سے بھر گئی اور یہ لوگ تیری بے خبری کی حالت میں تیری حکومت میں تیرے شریک ہوگئے پس اگر کوئی ظلم کی شکایت کرنے والا آجائے تو تیرے اور اسکے درمیان رکاوٹ کردی جاتی ہے۔ پھر اگر تیرے ظاہر ہونے کے وقت وہ اپنا قصہ تیرے سامنے پیش کرنے کا ارادہ کرے تو تجھے اس حال میں پاتا ہے کہ تو نے اس سے منع کردیا ہے اور تو نے لوگوں کے لئے ایک شخص مقرر کر رکھا ہے جو لوگوں کے مظالم میں دیکھے۔

③ عبارت کے عنوان وصاحبِ مضمون کی نشاندہی:۔ یہ عبارت القمیص الاحمر (سرخ قمیص) سے ماخوذ ہے۔ اور صاحبِ مضمون کا نام ابوعمر احمد بن محمد بن عبدربہ ہے۔

﴿السوال الثالث﴾ ﴿عقیدہ طحاویہ﴾ ۱۴۳۳ھ

الشق الاوّل .....وَلَا یَثْبُتُ قَدَمُ الْاِسْلَامِ اِلَّا عَلٰی ظَهْرِ التَّسْلِیْمِ وَالْاِسْتِسْلَامِ فَمَنْ رَامَ عِلْمَ مَا حُظِرَ عَلَیْهِ عِلْمُهٗ وَلَمْ یَقْنَعْ بِالتَّسْلِیْمِ فَهْمُهٗ حَجَبَهٗ مَرَامُهٗ عَنْ خَالِصِ التَّوْحِیْدِ وَ صَافِی الْمَعْرِفَةِ وَ صَحِیْحِ الْاِیْمَانِ فَیَتَذَبْذَبُ بَیْنَ الْکُفْرِ وَ الْاِیْمَانِ وَالتَّصْدِیْقِ وَ التَّکْذِیْبِ وَالْاِقْرَارِ وَالْاِنْکَارِ مُوَسْوِسًا تَائِهًا زَائِغًا شَاکًّا لَا مُؤْمِنًا مُصَدِّقًا وَلَا جَاحِدًا مُکَذِّبًا۔(ص۷۔امدادیہ)

شکل العبارة ثم ترجمها۔ اشرح العبارة بحیث یتضح معنی التسلیم۔ حقق الکلمات المعلمة لغةً و صرفًا۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور توجہ طلب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) عبارت کی تشریح (۴) کلماتِ معلَمہ کی لغوی وصرفی تحقیق۔

جواب ..... ① عبارت پر اعراب:۔ کما مرّ فی السوال آنفًا۔

② عبارت کا ترجمہ:۔ اور اسلام ثابت قدم نہیں رہ سکتا مگر تسلیم وانقیاد کی پشت پر پس جس نے ان چیزوں کو جاننے کی کوشش کی جن

کے جاننے سے اس کو منع کیا گیا ہے اور اس کی فہم نے اطاعت پر قناعت نہیں کی تو اس کا یہ مقصد اس کو خالص توحید، معرفتِ دین اور صحیح ایمان سے محروم کردے گا بلکہ ایسے شخص کی حالت کفر و ایمان، تصدیق و تکذیب اور اقرار و انکار کے درمیان ہمیشہ وسوسوں میں مبتلا اور شکی المزاج شخص کی طرح مذبذب رہتی ہے۔ نہ وہ تصدیق کرنیوالا مؤمن ہوتا ہے اور نہ تکذیب کرنے والا منکر ہوتا ہے۔

③ عبارت کی تشریح:۔ اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ دینِ الٰہی کے اصولوں کو کتاب وسنت کے بغیر نہیں سمجھا جاسکتا بلکہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نقشِ قدم پر چل کر ہی دین کو سمجھا جاسکتا ہے۔ مصنف رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کو حسی طور پر سمجھاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جس طرح پاؤں کے قرار کے لئے کسی شئی کی پشت کا ہونا ضروری ہے۔ اسی طرح اسلام پر ثابت قدمی اور اس کی بقاء کیلئے بھی ضروری ہے کہ آدمی نصوص شرعیہ اور احادیثِ رسول کے سامنے سرِ تسلیم خم کردے۔ کتاب وسنت سے جو احکام ثابت ہوں بلا چوں و چرا ان کو تسلیم کرے۔ اپنی رائے اور قیاس کے ذریعے معارضہ نہ کرے۔ جس نے اپنی عقل کے گھوڑے دوڑاتے ہوئے قرآن مجید میں کوئی بات کہی اور سلف کے طریقہ سے ہٹ کر قرآن کی تفسیر کی اور دین کو سمجھا اور تسلیم و رضا کا دامن چھوڑ دیا تو اسکا یہ مقصد اسکو خالص توحید، دین کی سمجھ اور ایمان کی صحت سے دور کردیگا اور جو آدمی امور دینیہ میں نکتہ چینی، قیل وقال اور تاویلاتِ فاسدہ ورائے زنی کرتا ہے وہ توحید و معرفت اور اصل ایمان سے محروم ہوجاتا ہے اور شکوک وشبہات کے گرداب میں پھنس جاتا ہے۔ اور ایسے موڑ پر جا کھڑا ہوتا ہے کہ اس کو ایمان و کفر، اقرار و انکار، تصدیق و تکذیب میں تردد ہونے لگتا ہے۔ جس کی وجہ سے نہ تو وہ اصلی مؤمن کہلاتا ہے کیونکہ شبہات نے اس کو مغلوب کردیا ہے اور نہ جاحد و مکذب (کھلا کافر) کہلاتا ہے کیونکہ اقرار برقرار ہے۔

④ کلمات معلَمہ کی لغوی وصرفی تحقیق:۔ "تَائِهًا" صیغہ واحد مذکر بحث اسم فاعل از مصدر تِيهًا (ضرب) حیران ہونا وحیران کرنا۔

"مُوَسْوِسًا" صیغہ واحد مذکر بحث اسم فاعل از مصدر و سوا سًا و وسوسة (فعلة) وسوسہ ڈالنا، وسوسہ میں مبتلا ہونا۔

"شَاكًّا" صیغہ واحد مذکر بحث اسم فاعل از مصدر شكًّا (نصر) بمعنی شک وشبہ کرنا ومشتبہ ہونا۔

"زَائِغًا" صیغہ واحد مذکر بحث اسم فاعل از مصدر زيغًا و زيغانًا (ضرب) بمعنی ٹیڑھا ہونا۔ مائل ہونا۔

الشق الثانی ..... **ولا نرى السيف على احد من امة محمد ﷺ إلا من وجب عليه السيف**

اشرحی العبارة ۔ من هم الذين يجب عليهم السيف وضّح المسئلة۔ (ص۱۲۔ امدادیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال کا حل دو امور ہیں (۱) عبارت کی تشریح (۲) تلوار اٹھائے جانے والے لوگوں کی تعیین۔

جواب ..... ① عبارت کی تشریح:۔ اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ امتِ محمدیہ ﷺ میں سے کسی بھی شخص کا خون بہانا واجب و جائز نہیں ہے کیونکہ ارشاد باری ہے **وما كان لمؤمن ان يقتل مؤمنا الّا خطأ ۔ ومن يقتل مؤمنا متعمدا فجزاء ه جهنم** جو شخص کسی مؤمن کو جان بوجھ کر قتل کرے اس کی سزا جہنم ہے البتہ اگر شریعت کی رو سے کسی پر تلوار چلانا واجب ہو تو پھر ہم اس کے قتل کو جائز سمجھتے ہیں، بخاری شریف میں حضرت عبداللہ ابن مسعود روایت کرتے ہیں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس مسلمان مرد کا خون بہانا حلال نہیں جو اس بات کی گواہی دیتا ہو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس بات کی کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں مگر تین وجوہ میں سے کسی ایک وجہ کے ساتھ **الثيب الزانى والنفس بالنفس والتارك لدينه**۔ (شادی شدہ زانی کو یا قاتل کو یا مرتد مرد کو قتل کرنا جائز ہے)۔

② تلوار اٹھائے جانے والے لوگوں کی تعیین:۔ جن مسلمانوں پر تلوار کا اٹھانا یعنی انہیں قتل کرنا واجب ہے وہ تین شخص ہیں ① اگر شادی شدہ مسلمان زنا کرلے تو رجم کیا جاتا ہے ② جو شخص ناحق کسی کو جان بوجھ کر قتل کردے تو قصاص میں قتل کیا جاتا ہے ③ اگر کوئی مسلمان مرد (العیاذ باللہ) دین سے پھر جائے اور مرتد ہوجائے تو اس کا قتل واجب ہے۔

تشریح کے ضمن میں مسئلہ کی مکمل وضاحت گزر چکی ہے۔

﴿الورقة السادسة: فی الادب العربی والعقائد﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ﴿مختارات﴾ ۱۴۳۴ھ

الشق الاوّل..... وَمِنَ النَّاسِ مَنْ لَا يَأْتِي الصَّلٰوةَ إِلَّا دُبُرًا وَمِنْهُمْ مَنْ لَا يَذْكُرُاللّٰهَ إِلَّا حَجْرًا وَاَعْظَمُ الْخَطَايَا اَللِّسَانُ الْكَذُوْبُ وَخَيْرُ الْغِنٰى غِنَى النَّفْسِ وَخَيْرُ الزَّادِ التَّقْوٰى وَرَأْسُ الْحِكْمَةِ مَخَافَةُ اللّٰهِ وَخَيْرُ مَا وَقَرَ فِى الْقُلُوْبِ الْيَقِيْنُ وَالْإِرْتِيَابُ مِنَ الْكُفْرِ وَالنِّيَاحَةُ مِنْ عَمَلِ الْجَاهِلِيَّةِ وَالْغُلُوْلُ مِنْ جُثَاءِ جَهَنَّمَ وَالْكَنْزُ كَيٌّ مِنَ النَّارِ وَالشِّعْرُ مِنْ مَزَامِيْرِ اِبْلِيْسَ وَالْخَمْرُ جُمَّاعُ الْاِثْمِ وَالنِّسَاءُ حِبَالَةُ الشَّيْطَانِ وَالشَّبَابُ شُعْبَةٌ مِنَ الْجُنُوْنِ وَشَرُّ الْمَكَاسِبِ كَسْبُ الرِّبَا وَشَرُّ الْمَاْكِلِ مَالُ الْيَتِيْمِ وَالسَّعِيْدُ مَنْ وُعِظَ بِغَيْرِهٖ وَالشَّقِيُّ مَنْ شَقِيَ فِىْ بَطْنِ اُمِّهٖ..(ص۳۱۔مجلس نشریاتِ اسلام) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

وَشَرُّ الْمَاْكِلِ مَالُ الْيَتِيْمِ وَالسَّعِيْدُ مَنْ وُعِظَ بِغَيْرِهٖ کی ترکیب تحریر کریں۔خط کشیدہ کلمات کی لغوی وصرفی تحقیق کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل چار امور ہیں ①عبارت پر اعراب ②عبارت کا ترجمہ ③عبارت کی ترکیب ④ کلماتِ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق۔

جواب..... ① عبارت پر اعراب:۔کمامرّ فی السوال آنفا۔

② عبارت کا ترجمہ:۔ اور بعض لوگ وہ ہیں جو نماز میں نہیں آتے مگر بعد میں یا تاخیر سے،اور بعض لوگ وہ ہیں جو ذکر اللہ نہیں کرتے سوائے فحش گوئی کے،گناہوں میں سب سے بڑا گناہ جھوٹ بولنے والی زبان ہے،بہترین مال داری دل کی مال داری ہے، بہترین توشہ،پرہیزگاری ہے،دانائی کی بنیاد اور جڑ اللہ کا خوف ہے اوران باتوں میں سے بہترین جو دل میں ثابت ہوئی ہیں یقین ہے اور شک کرنا کفر میں سے ہے اور مردہ پر واویلا کرنا جاہلیت میں سے ہے اور خیانت کرنا جہنم میں گھٹنہ کے بل بیٹھنے کی مثل ہے،اور مال جمع کرنا آگ سے داغنا ہے اور گندے شعر شیطان کی بانسریوں میں سے ہیں اور شراب تمام گناہوں کو جمع کرنے والی ہے اور عورتیں شیطان کا جال ہیں اور جوانی دیوانگی کا شعبہ ہے اور بدترین کمائی سود کی کمائی ہے اور بدترین کھانا یتیم کا مال ہے اور نیک بخت وہ ہے جو اپنے غیر کے ساتھ نصیحت کیا گیا ہو اور کامل بدبخت وہ ہے جو اپنی ماں کے پیٹ میں بدبخت ہو۔

③ عبارت کی ترکیب:۔**شر المأكل** مضاف ومضاف الیہ ملکر مبتداء **مال اليتيم** مضاف ومضاف الیہ ملکر خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ **واؤ** عاطفہ **السعيد** مبتدا **مَن** موصولہ **وعظ** فعل مجہول مع نائب فاعل ب جارہ **غيره** مضاف ومضاف الیہ ملکر مجرور،جار مجرور ملکر متعلق،فعل اپنے نائب فاعل ومتعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ،موصول صلہ ملکر خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر معطوف،معطوف علیہ ومعطوف ملکر جملہ معطوفہ ہوا۔

④ کلماتِ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق:۔ "كذوبٌ" یہ مبالغہ کا صیغہ ہے از مصدر كَذِبًا وكِذْبًا (ضرب) بمعنی جھوٹ بولنا۔

"وَقَرَ" صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم از مصدر وَقْرًا ، وُقُوْرَةً (ضرب،مثال) بمعنی ثابت ہونا۔از تفعیل بمعنی تعظیم کرنا۔

"الارتياب" یہ باب افتعال کا مصدر ہے (اجوف) بمعنی شک کرنا۔مجرد رَيْبًا (ضرب) بمعنی شک یا تہمت میں ڈالنا۔

غُلُوْلًا : یہ باب نصر (مضاعف) کا مصدر ہے بمعنیٰ خیانت کرنا۔ كَيٌّ " یہ باب ضرب (لفیف مقرون) کا مصدر ہے داغنا۔

جَثَاءٌ : یہ جمع ہے،اس کا مفرد جُثْوَةٌ ہے بمعنیٰ ڈھیر۔مصدر جُثُوًّا جَثًى (نصر،ناقص) جُثِيًّا (ضرب) بمعنیٰ زانو پر بیٹھنا،انگلیوں کے بل کھڑا ہونا۔ اَلنِّيَاحَةُ : یہ باب نصر (اجوف) کا مصدر ہے بمعنیٰ نوحہ کرنا،رونا پیٹنا،واویلا کرنا۔

" مزاميرُ" یہ مزمارٌ کی جمع ہے بمعنی بانسری۔مصدر زَمْرًا، زميرًا (نصر،ضرب) بمعنی بانسری بجانا۔

الشق الثانی.....قَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ فَلَمَّا بَلَغَنِيْ اَنَّهٗ تَوَجَّهَ قَافِلًا حَضَرَنِيْ هَمِّيْ وَطَفِقْتُ اَتَذَكَّرُ الْكِذْبَ وَ اَقُوْلُ بِمَاذَا اَخْرُجُ مِنْ سَخَطِهٖ غَدًا؟ وَاسْتَعَنْتُ عَلٰى ذٰلِكَ بِكُلِّ ذِيْ رَأْيٍ مِنْ اَهْلِيْ، فَلَمَّا قِيْلَ اِنَّ رَسُوْلَ

اللّٰہِ ﷺ قَدْ اَظَلَّ قَادِمًا رَاحَ عَنِّی الْبَاطِلُ وَعَرَفْتُ اَنِّیْ لَنْ اَخْرُجَ مِنْهُ اَبَدًا بِشَیْئٍ فِیْهِ کِذْبٌ فَاَجْمَعْتُ صِدْقَهٗ وَاَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَادِمًا وَکَانَ اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ بَدَأَ بِالْمَسْجِدِ فَیَرْکَعُ فِیْهِ رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ جَلَسَ لِلنَّاسِ فَلَمَّا فَعَلَ ذٰلِکَ جَاءَهُ الْمُخَلَّفُوْنَ فَطَفِقُوْا یَعْتَذِرُوْنَ اِلَیْهِ وَیَحْلِفُوْنَ لَهٗ وَکَانُوْا بِضْعَةً وَثَمَانِیْنَ رَجُلًا فَقَبِلَ مِنْهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَانِیَتَهُمْ وَبَایَعَهُمْ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمْ وَوَکَلَ سَرَائِرَهُمْ اِلَی اللّٰهِ، جِئْتُهٗ فَلَمَّا سَلَّمْتُ عَلَیْهِ تَبَسَّمَ تَبَسُّمَ الْمُغْضَبِ ۔ (ص۵۱۔مجلس نشریاتِ اسلام)

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں نیز خط کشیدہ عبارت کی ترکیب بھی تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں۔(۱)عبارت پر اعراب (۲)عبارت کا ترجمہ (۳)خط کشیدہ عبارت کی ترکیب۔

جواب..... ❶ عبارت پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ کعب بن مالک نے فرمایا کہ جب مجھے یہ بات پہنچی کہ آپ ﷺ واپس آرہے ہیں تو مجھے فکر نے آپکڑا اور میں جھوٹ یاد کرنا شروع ہوگیا اور میں کہتا کہ میں کل کس بات کے ساتھ آپ کی ناراضگی سے نکلوں گا اور میں نے اپنے لوگوں میں سے ہر ایک عقلمند سے اس بارے میں مدد طلب کی تو جب مجھے کہا گیا کہ آپ ﷺ نے سایہ قدوم ڈال دیا ہے تو مجھ سے جھوٹ دور ہوگیا اور میں نے پہچان لیا کہ میں اس سے ایسی چیز کے ساتھ نہیں نکل سکتا جس میں جھوٹ ہو تو میں نے آپ ﷺ سے سچ بولنے کا پکا ارداہ کرلیا اور صبح کو آپ ﷺ آگئے اور آپ ﷺ جب سفر سے آتے تو مسجد سے ابتدا کرتے اس میں دو رکعت نماز پڑھتے پھر لوگوں کیلئے بیٹھتے تو جب آپ نے اپنا یہ معمول کرلیا تو آپ ﷺ کے پاس پیچھے رہنے والے لوگ آئے تو آپ کے سامنے عذر بیان کرنے لگے اور آپ کے لئے قسمیں کھانے لگے جو اسّی سے زیادہ آدمی تھے تو آپ ﷺ نے ان سے ان کے ظاہر کو قبول فرمالیا اور ان کو بیعت کرلیا اور ان کے لئے استغفار کیا اور ان کے پوشیدہ حال کو اللہ کے سپرد کیا تو میں آپ ﷺ کے پاس آیا جب میں نے آپ پر سلام کیا تو آپ ﷺ غصہ ہونے والے آدمی کی طرح مسکرائے پھر فرمایا۔

❸ خط کشیدہ عبارت کی ترکیب:۔ ف عاطفہ قبل فعل منهم جار ومجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے رسول الله مضاف ومضاف الیہ ملکر فاعل علانیتهم مضاف ومضاف الیہ ملکر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل مفعول بہ ومتعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ بایع فعل وفاعل هم مفعول بہ، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے ملکر ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوفِ اوّل واؤ عاطفہ استغفر فعل وفاعل لهم جار ومجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے، فعل اپنے فاعل ومتعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوفِ ثانی، معطوف علیہ اپنے دونوں معطوفوں سے ملکر جملہ معطوفہ ہوا۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۴ھ

الشق الاوّل.....وَلَا مِنَ اللِّبَاسِ لِیْنَهٗ بَلٰی وَلٰکِنَّکَ زَهَدْتَّ فِیْهِ لِمَا بَیْنَ یَدَیْکَ فَمَا اَصْغَرَ مَا بَذَلْتَ وَمَا اَحْقَرَ مَا تَرَکْتَ وَمَا اَیْسَرَ مَا فَعَلْتَ فِیْ جَنْبِ مَا اَمَلْتَ، اَمَّا اَنْتَ فَقَدْ ظَفِرْتَ بِرُوْحِ الْعَاجِلِ وَسَعُدْتَ وَاللّٰهِ فِی الْاٰجِلِ، عَزَلْتَ الشُّهْرَةَ عَنْکَ فِیْ حَیَاتِکَ لِکَیْ لَا یَدْخُلَکَ عُجْبُهَا وَلَا یَلْحَقَکَ فِتْنَتُهَا فَلَمَّا مِتَّ شَهَّرَکَ رَبُّکَ بِمَوْتِکَ وَاَلْبَسَکَ رِدَاءَ عَمَلِکَ فَلَوْ رَاَیْتَ الْیَوْمَ کَثْرَةَ تَبَعِکَ عَرَفْتَ اَنَّ رَبَّکَ قَدْ اَکْرَمَکَ ۔ (ص۳۷۔مجلس نشریاتِ اسلام)

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں نیز الفاظِ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق بھی تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں۔(۱)عبارت پر اعراب (۲)عبارت کا ترجمہ (۳)الفاظِ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق۔

جواب..... ❶ عبارت پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ اور تجھے نرم لباس کی خواہش نہیں ہے۔ کیوں نہیں لیکن تو نے اس میں ان نعمتوں کی وجہ سے بے رغبتی کی ہے جو تیرے سامنے ہیں۔ تو وہ چیز کس قدر حقیر ہے جو تو نے خرچ کی ہے اور جو تو نے چھوڑا ہے وہ کس قدر چھوٹا ہے اس چیز کے مقابلہ

میں جوتو نے امید کی ہے وہ کس قدر آسان ہے جوتو نے کیا ہے، لیکن تو دنیا کے آرام کے ساتھ کامیاب ہوگیا ہے، اللہ کی قسم تو آخرت میں نیک بخت ہے تو نے اپنی زندگی میں شہرت کو اپنے آپ سے الگ کردیا تا کہ آپ میں اسکا عجب داخل نہ ہو اور نہ آپ کو اسکا فتنہ لاحق ہو۔ پس جب تو فوت ہوا تو تیری موت کے ساتھ تیرے رب نے شہرت دی ہے اور تجھے تیرے عمل کی چادر پہنادی ہے۔ پس اگر تو آج اپنے پیچھے آنے والوں کی کثرت دیکھتا تو جان لیتا کہ تیرے رب نے تیرا اکرام کیا ہے۔

③ خط کشیدہ الفاظ کی تحقیق:۔ "بَذَلْتَ" صیغہ واحد مذکر حاضر فعل ماضی معلوم از مصدر بَذْلًا (نصر) بمعنی خرچ کرنا۔

"یَدَیْكَ" یَدَانِ یہ یَدٌ کا تثنیہ ہے، اس کی جمع اَیْدِیْ ہے بمعنی ہاتھ و ہتھیلی۔

"اَمَلْتَ" صیغہ واحد مذکر حاضر فعل ماضی معلوم از مصدر اَمَلًا (نصر، مہموز) بمعنی امید کرنا۔

"لَایَلْحَقُ" صیغہ واحد مذکر غائب فعل منفی مضارع معلوم از مصدر لَحَاقًا و لُحُقًا (سمع) بمعنی لاحق ہونا و ملنا۔

"اَلْبَسَ" صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم از مصدر اِلْبَاسًا (افعال) بمعنی پہنانا۔

"اَکْرَمَكَ" صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم از مصدر اکرامًا (افعال) بمعنی اکرام وعزت کرنا۔

الشق الثانی .....وَاَمَرَ غُلَامَهٗ اَنْ یُّطْعِمَنِیْ رَغِیْفَیْنِ بِمِلْحٍ فَجِئْتُ وَعِنْدِیْ اَنَّهٗ صَائِمٌ وَلَمْ اَزَلْ اَنْتَظِرُ الْمَغْرِبَ اَتَوَقَّعُ اِفْطَارَهٗ ، فَلَمَّا صَلَّیْتُ الْمَغْرِبَ قُلْتُ لِغُلَامِهٖ: مَایُنْتَظَرُ بِالْاَکْلِ؟ قَالَ: قَدْ اَکَلَ مُنْذُ زَمَانٍ ، قُلْتُ اَوَلَمْ یَکُنْ صَائِمًا؟ قَالَ:لَا، قُلْتُ: اَفَاَطْعَمْتَهٗ اَنَا؟ قَالَ؟ قَدْ اُعِدَّ لَكَ مَاتَاْکُلُهٗ فَکُلْ، وَاَخْرَجَ اِلَیَّ الرَّغِیْفَیْنِ وَالْمِلْحَ ۔ فَاَکَلْتُهُمَا وَبِتُّ مَبِیْتًا جُوْعًا وَاَصْبَحْتُ فَسِرْنَا حَتّٰی نَزَلْنَا الْمَنْزِلَ فَقَالَ لِغُلَامِهٖ اِبْتَعْ لَنَا لَحْمًا بِدِرْهَمٍ فَابْتَاعَهٗ فَقَالَ کَبِّبْ لِیْ قِطْعًا فَفَعَلَ فَاَکَلَهٗ وَنَصَبَ الْقِدْرَ فَلَمَّا نَفِرَتْ قَالَ: اِغْرِفْ لِیْ مِنْهَا قِطَعًا فَفَعَلَ فَاَکَلَهَا ثُمَّ قَالَ: اِطْرَحْ فِیْهَا دُقَّةً وَاَطْعِمْنِیْ مِنْهَا فَفَعَلَ ثُمَّ قَالَ: اَلْقِ تَوَابِلَهَا وَاَطْعِمْنِیْ مِنْهَا فَفَعَلَ وَاَنَا جَالِسٌ اَنْظُرُ اِلَیْهِ لَایَدْعُوْنِیْ ۔ عبارت پر اعراب لگا کر سلیس ترجمہ تحریر کریں۔ (ص ۹۶۔ مجلس نشریاتِ اسلام)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں دو امور مطلوب ہیں۔ (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ۔

جواب ..... ① عبارت پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

② عبارت کا ترجمہ:۔ اور اپنے غلام کو حکم دیا کہ مجھے نمک کے ساتھ دو روٹیاں کھلائے پس میں آیا اور میرے خیال میں وہ روزہ دار تھا اور میں مسلسل مغرب کی انتظار کرتا رہا اور اس کی افطاری کی امید کرتا رہا، جب میں نے مغرب کی نماز پڑھ لی تو میں نے اس کے غلام کو کہا کہ کھانے میں کس چیز کا انتظار ہے؟ غلام نے کہا، بیشک اس نے تو کب سے کھالیا ہے، میں نے کہا کیا اس کا روزہ نہیں تھا؟ غلام نے کہا نہیں، میں نے کہا کیا میں بھوکا رہوں، اس نے کہا کہ تیرے لیے میں نے وہ چیز تیار کی ہے جو تو کھائے گا اور اس نے دو روٹیاں اور نمک میری طرف نکالا، تو میں نے ان کو کھایا اور میں نے بھوکے رات گزاری، میں نے صبح کی پھر ہم چلے حتی کہ ہم ایک منزل میں اترے تو اس نے اپنے غلام سے کہا ایک درہم کا ہمارے لئے گوشت خریدو، تو اس نے وہ خریدا پھر اس نے کہا میرے لئے کباب کے ٹکڑے بنا، تو اس نے کیا اور اس نے وہ کھا کر ہانڈی چڑھادی۔ جب وہ جوش مارنے لگی تو کہا میرے لئے اس میں سے ایک چمچہ بھر دے تو اس نے کیا پھر اس نے اس کو کھالیا پھر کہا اس میں خاص مصالحہ ڈال دے اور اس میں سے مجھے کھلا تو اس نے کیا اور میں بیٹھا ہوا دیکھ رہا تھا کہ وہ مجھے نہیں بلا رہا۔

﴿السوال الثالث﴾ ﴿عقیدہ طحاویہ﴾ ۱۴۳۴ھ

الشق الاوّل .....مَازَالَ بِصِفَاتِهٖ قَدِیْمًا قَبْلَ خَلْقِهٖ لَمْ یَزْدَدْ بِکَوْنِهِمْ شَیْئًا لَمْ یَکُنْ قَبْلَهُمْ مِنْ صِفَاتِهٖ وَ کَمَا کَانَ بِصِفَاتِهٖ اَزَلِیًّا کَذَالِكَ لَایَزَالُ عَلَیْهَا اَبَدِیًّا ۔ (ص ۴۔ امدادیہ)

شکل العبارة ثم ترجمها واضحة ۔ اشرح العبارة بحیث یتضح مفهومها کاملًا۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) عبارت کی تشریح۔

03135633913 maktabazakariyamultan@gmail.com

جواب ..... ❶ عبارت پر اعراب:۔ **کما مرّ فی السوال آنفا۔**

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق سے قبل اپنی صفات کے ساتھ ہمیشہ سے قدیم ہیں۔ مخلوق کے وجود کے سبب اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے کسی ایسی نئی صفت کا اضافہ نہیں ہوا جو صفت مخلوق کے وجود سے پہلے نہ ہو۔ جیسے وہ اپنی صفات میں ازلی تھے ایسے ہی ہمیشہ انہی صفات کے ساتھ موصوف رہیں گے۔

❸ عبارت کی تشریح:۔ صفاتِ باری تعالیٰ کی دو قسمیں ہیں۔ صفاتِ ذات اور صفاتِ افعال۔ صفاتِ ذات ان صفات کو کہا جاتا ہے جن کی ذاتِ باری تعالیٰ سے نفی جہل وعجز کو مستلزم ہو جیسے **علیم و قدیر** اور جہل وعجز دونوں از قبیل نقائص ہیں۔ اور صفاتِ افعال ان صفات کو کہتے ہیں جن کی ذاتِ واجب سے نفی موجبِ نقص نہ ہو۔ مثلاً اعزاز، اذلال اور اغناء وغیرہ۔

یہاں مقصود یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ صفاتِ کمال کے ساتھ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات قدیم اور ازل سے ہے اسی طرح اس کی صفات بھی قدیم اور ازلی ہیں مثلاً صفتِ خالقیت مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلی تھی یہ نہیں کہ پیدا کرنے کے بعد اس صفت کے ساتھ موصوف ہوئے اور نہ ہی مخلوق کو پیدا کرنے کے بعد ان کی اس صفت میں کوئی اضافہ ہوا بلکہ اس صفت کے ثبوت میں مخلوق کی تخلیق کو کوئی دخل نہیں ہے بلکہ وہ ازلی طور پر خالق ہیں کیونکہ اگر مخلوق کو پیدا کرنے کی وجہ سے اسکو خالق کہا جائے گا تو خالق پر مخلوق کا مقدم ہونا لازم آئے گا جبکہ خالق مخلوق پر مقدم ہے جس کی وجہ سے تخلیق عمل میں آتی ہے اور اگر بلا خالق کسی شئی کی تخلیق عمل میں آئے تو لازم آئے گا کہ ذاتِ باری کی طرح وہ حادث نہ ہو حالانکہ یہ بھی باطل ہے۔ اس تفصیل سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات وصفاتِ کمال دونوں کے اعتبار سے ازلی اور قدیم ہیں۔

الشق الثانی ..... **وَالْعَرْشُ وَالْكُرْسِيُّ حَقٌّ كَمَا بَيَّنَ اللّٰهُ فِيْ كِتَابِهٖ عَزَّوَجَلَّ وَهُوَ مُسْتَغْنٍ عَنِ الْعَرْشِ وَمَا دُوْنَهٗ مُحِيْطٌ بِكُلِّ شَيْءٍ وَّ بِمَا فَوْقَهٗ وَ قَدْ اَعْجَزَ عَنِ الْاِحَاطَةِ خَلْقُهٗ** ۔ (ص۹۔ امدادیہ)

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، اللہ جل شانہٗ جب زمان اور مکان سے منزہ ہیں تو عرش اور کرسی کا کیا مطلب؟ عرش اور کرسی الگ الگ ہیں یا دونوں ایک ہیں؟

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا خلاصہ چار امور ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) باری تعالیٰ کے زمان اور مکان سے منزہ ہونے کے باوجود عرش وکرسی کا مطلب (۴) عرش وکرسی کے الگ الگ یا ایک ہی چیز ہونے کی وضاحت۔

جواب ..... ❶ عبارت پر اعراب:۔ **کمامرّ فی السوال آنفا۔**

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ اور عرش اور کرسی برحق ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بیان فرمایا اور وہ عرش اور غیرِ عرش سے بے نیاز ہے، ہر چیز کو محیط ہے اور ہر چیز پر غلبہ وفوقیت رکھتا ہے، اس کی مخلوق اس کا احاطہ کرنے سے عاجز ہے۔

❸ باری تعالیٰ کے زمان اور مکان سے منزہ ہونے کے باوجود عرش وکرسی کا مطلب:۔ بہت سی آیات واحادیث میں عرش وکرسی کا ذکر موجود ہے **کما قال تعالیٰ ذوالعرش المجید** "**وسع کرسیہ السمٰوٰت والارض**"۔ ان آیات سے بظاہر اللہ تعالیٰ کے لئے عرش وکرسی کا ثبوت اور اس کے ضمن میں باری تعالیٰ کے لئے زمان ومکان کا ثبوت ہو رہا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ زمان ومکان سے پاک ہے؟

اللہ تعالیٰ کے عرش پر قیام کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح دنیا میں بادشاہوں کی تخت نشینی کی ایک صورت ہوتی ہے اور ایک غرض وغایت یعنی ملک پر پورا تسلط واقتدار کی صلاحیت کا حاصل کرنا وغیرہ ہوتی ہے۔ حق تعالیٰ کی **اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ** میں یہ حقیقت یعنی پورا تسلط واقتدار بدرجہ کمال موجود ہونا کہ نظامِ کائنات پر مکمل شاہانہ ومالکانہ تصرف کا حق بے روک ٹوک اس کو حاصل ہے۔ لیکن **اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ** کی ظاہری کیفیت کیا ہے۔ تو اس میں ہم یہی کہہ سکتے ہیں کہ اس کا عرش پر قیام اسکی شایانِ شان ہے۔ مخلوق کی طرح نہیں ہے جس کی امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے نفی فرمائی ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے جب استواء علی العرش کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

نے ان الفاظ میں جواب دیا: **الاستواء معلوم والکیف مجهول، الایمان به واجب والسوال عنه بدعة**۔ (معارف القرآن)

④ عرش وکرسی کے الگ الگ یا ایک ہی چیز ہونے کی وضاحت:۔ عرش وکرسی کی وحدانیت وعلیحدگی کے متعلق دونوں اقوال ہیں مگر صحیح یہ ہے کہ یہ دونوں الگ الگ چیز ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ کرسی موضع القدمین ہے اور عرش کا اندازہ اللہ تعالیٰ کو ہی ہے اور سدیؒ نے کہا کہ آسمان اور زمین عرش کے سامنے کرسی کے وسط میں ہیں نیز حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کرسی عرش میں ایسے ہی ہے جیسے لوہے کا چھلا زمین کے کسی بڑے میدان میں ڈال دیا گیا ہو۔ (تنظیم الہٰالی ص ۱۷۸)

﴿الورقة السادسة: فی الادب العربی والعقائد﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ﴿مختارات﴾ ۱۴۳۵ھ

الشق الاوّل.....وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَاسْتَوٰى اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ وَدَخَلَ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى حِيْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيْهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلٰنِ هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِيْ مِنْ شِيْعَتِهٖ عَلَى الَّذِيْ مِنْ عَدُوِّهٖ فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ قَالَ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِيْنٌ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْلِيْ فَغَفَرَلَهٗ اِنَّهٗ هُوَالْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۔ قَالَ رَبِّ بِمَآ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ فَلَنْ اَكُوْنَ ظَهِيْرًا لِّلْمُجْرِمِيْنَ فَاَصْبَحَ فِي الْمَدِيْنَةِ خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ فَاِذَا الَّذِي اسْتَنْصَرَهٗ بِالْاَمْسِ يَسْتَصْرِخُهٗ قَالَ لَهٗ مُوْسٰى اِنَّكَ لَغَوِيٌّ مُّبِيْنٌ ۔ (ص ۲۷۔ مجلس نشریات اسلام) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں نیز آیات میں مذکور واقعہ بھی تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں۔ (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) آیات میں مذکور واقعہ۔

جواب..... ① عبارت پر اعراب:۔ **کمامرّ فی السوال آنفا۔**

② عبارت کا ترجمہ:۔ اور جب وہ اپنی جوانی کو پہنچ گئے اور سنبھل گئے تو ہم نے ان کو حکمت اور علم دیا اور ہم نیکوکاروں کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں اور موسیٰ علیہ السلام شہر میں داخل ہوئے اس کے رہنے والوں کی غفلت کے وقت میں تو اس میں ایسے دو مرد پائے جو لڑ رہے تھے یہ اس کی جماعت میں سے ہے اور یہ اس کے دشمنوں میں سے ہے تو جو جوان ان کی جماعت میں سے تھا اس نے ان سے مدد طلب کی اس کے خلاف جو آپ کے دشمنوں میں سے تھا، اس کو موسیٰ علیہ السلام نے مکا مارا تو اس کا کام پورا کر دیا، کہنے لگے یہ شیطان کے کام سے ہے بیشک وہ کھلا گمراہ کرنے والا دشمن ہے، عرض کی اے میرے رب! میں نے اپنی جان پر زیادتی کی ہے لہٰذا آپ مجھے بخش دیں تو اللہ نے اس کو بخش دیا بیشک وہ خوب بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔ عرض کی اے میرے رب! اس وجہ سے کہ آپ کا مجھ پر احسان ہے تو میں ہرگز مجرمین کا مددگار نہیں ہوں گا، موسیٰ علیہ السلام نے شہر میں صبح کی ڈرتے ہوئے انتظار کرتے ہوئے تو اچانک وہ شخص آپ سے فریاد طلب کر رہا تھا جس نے کل مدد طلب کی تھی۔ موسیٰ علیہ السلام نے اس سے کہا بے شک تو کھلا گمراہ ہے۔

③ آیات میں مذکور واقعہ:۔ ان آیات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اُس مشہور واقعہ کا ذکر ہے جو ان کے ہاتھوں فرعون کی قوم کا ایک آدمی قتل ہو گیا تھا، واقعہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام شہر گئے تو وہاں دیکھا کہ دو آدمی باہم گتھم گتھا ہیں ان میں سے ایک موسیٰ علیہ السلام کی قوم کا آدمی ہے اور دوسرا فرعون کی قوم کا آدمی ہے، جو آدمی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں سے تھا اُس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مدد کے لئے طلب کیا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دوسرے کو ایک مکا رسید کیا تو اس کی موت واقع ہو گئی، موسیٰ علیہ السلام کو پریشانی لاحق ہو گئی کہ یہ کیا شیطانی عمل سرزد ہو گیا ہے، چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پروردگار کے حضور ندامت کے ساتھ غلطی پر معافی طلب کی اور باری تعالیٰ نے معاف کر دیا، جب اگلی صبح ہوئی تو وہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کا آدمی کسی دوسرے آدمی سے جھگڑ رہا تھا اور اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مدد کے لئے طلب کیا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ تو بڑا سرکش آدمی ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام یہ کہہ کر جب آگے بڑھے اور دشمن کو پکڑنے لگے تو وہ مدد طلب کرنے والے نے سمجھا کہ شاید مجھے کچھ کہنے لگے ہیں اس نے بھاگ کر شور مچانا شروع کر دیا کہ اے موسیٰ! جیسے کل تو نے ایک فرعونی کو قتل کیا تھا اُسی طرح آج تو مجھے قتل کرنا چاہتا ہے اور تیرا کام زمین میں فساد برپا

0313 6210113 makkabazakariyamultan@gmail.com

کرنا ہے۔اس طرح فرعونیوں کو سابقہ قتل کا سراغ مل گیا اور فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کا حکم جاری کر دیا جس کے نتیجہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر سے مدین کی طرف ہجرت کر گئے، اس کے بعد حضرت شعیب علیہ السلام کی بکریاں چرانے والا واقعہ پیش آیا۔

الشق الثانی .....قَالَ سُرَاقَةُ فَعَرَفْتُ اَنَّهُمْ هُمْ فَقُلْتُ لَهٗ اِنَّهُمْ لَيْسُوْا بِهِمْ وَلٰكِنَّكَ رَاَيْتَ فُلَانًا وَفُلَانًا اِنْطَلِقُوْا بِاَعْيُنِنَا ثُمَّ لَبِثْتُ فِي الْمَجْلِسِ سَاعَةً ثُمَّ قُمْتُ فَدَخَلْتُ فَاَمَرْتُ جَارِيَتِيْ اَنْ تَخْرُجَ بِفَرَسِيْ وَهِيَ مِنْ وَرَاءِ اَكَمَةٍ فَتَحْبِسُهَا عَلَيَّ وَاَخَذْتُ رُمْحِيْ فَخَرَجْتُ بِهٖ مِنْ ظَهْرِ الْبَيْتِ فَخَطَطْتُ بِزُجِّهِ الْاَرْضَ وَخَفَضْتُ عَالِيَهٗ حَتّٰى اَتَيْتُ فَرَسِيْ فَرَكِبْتُهَا فَرَفَعْتُهَا تُقَرِّبُ بِيْ حَتّٰى دَنَوْتُ مِنْهُمْ فَعَثَرَتْ بِيْ فَرَسِيْ فَخَرَرْتُ عَنْهَا فَقُمْتُ فَاَهْوَيْتُ يَدِيْ اِلٰى كِنَانَتِيْ فَاسْتَخْرَجْتُ مِنْهَا الْاَزْلَامَ فَاسْتَقْسَمْتُ بِهَا اَضُرُّهُمْ اَمْ لَا؟ فَخَرَجَ الَّذِيْ اَكْرَهُ فَرَكِبْتُ فَرَسِيْ وَعَصَيْتُ الْاَزْلَامَ ۔(ص۴۵۔مجلس نشریاتِ اسلام)

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں نیز عبارت کے مضمون کا عنوان بھی تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں۔(۱)عبارت پر اعراب (۲)عبارت کا ترجمہ (۳)عبارت کے مضمون کا عنوان۔

جواب ..... ❶ عبارت پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ سراقہ کہتے ہیں میں نے پہچان لیا کہ واقعی یہ وہی ہیں تو اس سے میں نے کہا پکی بات ہے کہ یہ وہ نہیں ہیں اور لیکن تو نے فلاں فلاں کو دیکھا ہے جو کہ ہمارے سامنے چلے ہیں۔پھر میں کچھ دیر مجلس میں رکا رہا پھر میں کھڑا ہو گیا، گھر میں داخل ہوا اور میں نے اپنی باندی سے کہا وہ میری گھوڑی کو لیکر ٹیلے کے پیچھے سے نکلے اور اس کو میرے آنے تک روکے رکھے اور میں نے اپنا نیزا پکڑا اور گھر کی پشت کی جانب سے میں نکلا تو میں نے نیزہ کے نیچے لگے ہوئے لوہے کے ساتھ زمین پر لکیریں کھینچیں اور اس کے اوپر والے حصہ کو نیچے کر لیا حتی کہ میں ان کے قریب ہو گیا تو میری گھوڑی میرے ساتھ پھسلی تو میں اس سے گر گیا پھر میں کھڑا ہوا پھر میں نے اپنا ہاتھ تیردان کی طرف لمبا کیا اس سے میں نے تیر نکالے ان کے ذریعہ تقسیم کیا کہ ان کو نقصان دے سکوں گا یا نہیں تو وہ چیز نکلی جو مجھے پسند نہیں تھی تو میں اپنی گھوڑی پر سوار ہو گیا اور میں نے تیروں کی نافرمانی کی۔

❸ عبارت کے مضمون کا عنوان:۔ اس عبارت کا تعلق آپ ﷺ کے ہجرت کرنے کے واقعہ پر مشتمل مضمون **کیف ھاجر النبی ﷺ** کے ساتھ ہے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۵ھ

الشق الاوّل .....اَلْمُؤْمِنُ فِي الصَّلَاةِ خَاشِعٌ وَاِلَى الرُّكُوْعِ مُسَارِعٌ قَوْلُهٗ شِفَاءٌ وَصَبْرُهٗ تُقًى وَسُكُوْتُهٗ فِكْرَةٌ وَنَظْرُهٗ عِبْرَةٌ يُخَالِطُ الْعُلَمَاءَ لِيَعْلَمَ وَيَسْكُتُ بَيْنَهُمْ لِيَسْلَمَ وَيَتَكَلَّمُ لِيَغْنَمَ اِنْ اَحْسَنَ اِسْتَبْشَرَ وَاِنْ اَسَاءَ اِسْتَغْفَرَ وَاِنْ عُتِبَ اِسْتَعْتَبَ وَاِنْ سَفِهَ عَلَيْهِ حَلِمَ وَاِنْ ظُلِمَ صَبَرَ وَاِنْ جِيْرَ عَلَيْهِ عَدَلَ ، لَايَتَعَوَّذُ بِغَيْرِاللّٰهِ وَلَايَسْتَعِيْنُ اِلَّا بِاللّٰهِ وَقُوْرٌ فِي الْمَلَأِ شَكُوْرٌفِي الْخَلَا قَانِعٌ بِالرِّزْقِ حَامِدٌ عَلَى الرَّخَاءِ۔ اِنْ جَلَسَ مَعَ الْغَافِلِيْنَ كُتِبَ مِنَ الذَّاكِرِيْنَ وَاِنْ جَلَسَ مَعَ الذَّاكِرِيْنَ كُتِبَ مِنَ الْمُسْتَغْفِرِيْنَ ۔(ص۶۴۔مجلس نشریاتِ اسلام)

عبارت کو خوش خط لکھ کر اعراب لگائیں، ترجمہ کریں۔خط کشیدہ کلمات کی لغوی وصرفی تحقیق کریں،

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) خط کشیدہ کلمات کی تحقیق

جواب ..... ❶ عبارت پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ کامل مؤمن نماز میں خشوع کرنے والا اور جھکنے کی طرف جلدی کرنے والا ہوتا ہے۔اس کی بات شفاء ہے اور اس کا صبر پرہیزگاری ہے اور اس کی خاموشی سوچ ہے اور اس کا دیکھنا عبرت ہے اور علماء کے ساتھ علم سیکھنے کیلئے میل جول کرتا ہے اور علماء کے درمیان خاموش بیٹھتا ہے تاکہ بے ادبی سے محفوظ رہے اور بولتا ہے تاکہ فائدہ اٹھائے اگر نیکی کرے تو خوش ہوتا ہے

اگر گناہ کرے تو استغفار کرتا ہے، اگر اس پر غصہ کیا جائے تو رضا طلب کرتا ہے اگر اس پر حماقت کی جائے تو بردباری کرتا ہے اور غیر اللہ کے ساتھ پناہ نہیں پکڑتا اور مدد صرف اللہ سے مانگتا ہے، مجمع میں باوقار ہوتا ہے تنہائی میں شکر گزار ہوتا ہے، رزق پر قناعت کرنے والا، خوشحالی پر تعریف کرنے والا، آزمائش پر صبر کرنے والا ہوتا ہے، اگر غافلین کے ساتھ بیٹھے تو ذاکرین میں لکھا جاتا ہے اور اگر ذاکرین کے ساتھ بیٹھے تو استغفار کرنے والوں میں لکھا جاتا ہے۔

③ کلمات کی تحقیق:۔ قَانِعٌ: صیغہ واحد مذکر اسم فاعل از مصدر قَنَاعَةً بمعنیٰ قناعت کرنا، تقسیم میں حصہ پر راضی ہونا۔

یَسْلِمُ: صیغہ واحد مذکر غائب، فعل مضارع معلوم از مصدر سَلَاماً و سَلَامَةً (ضرب، سمع) بمعنیٰ محفوظ و بری ہونا۔

یَغْنِمُ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع معلوم از مصدر غُنْماً، غَنَماً، غَنِیْمَةً (سمع) بمعنیٰ مفت حاصل کرنا، غنیمت حاصل کرنا۔

عُتِبَ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی مجہول از مصدر عَتْباً، عُتْبَاناً (ضرب، نصر) بمعنیٰ سرزنش کرنا، ملامت کرنا۔

وَقُوْرٌ: یہ مفرد ہے اسکی جمع وُقُرٌ ہے، بمعنیٰ وقار والا۔ مصدر قِرَةً، وَقَارَةً، وَقَرًا، وَقَارًا (ضرب وکرم۔ مثال) سنجیدہ ہونا، وقار والا ہونا۔ جِیْرَ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی مجہول از مصدر جَوْرًا (نصر۔ اجوف) ظلم کرنا۔

الشق الثانی.....یَا اَصْحَابَنَا مَا عِنْدَکُمْ مِنْ حَدِیْثِ النَّاسِ؟ فَقَدْ وَاللّٰہِ طَالَ عَطْشِیْ اِلٰی شَیْئٍ اَسْمَعُہٗ وَلَمْ یَدْخُلْ عَلَیَّ الْیَوْمَ اَحَدٌ فَاَسْتَخْبِرُہٗ وَاِنَّ اُذُنِیْ لَدَی الْبَابِ لَاَسْمَعَ قَرْعَةً اَوْاَعْرِفَ حَادِثَةً فَھَاتُوْا مَا عِنْدَکُمْ وَمَا مَعَکُمْ وَقُصُّوْا عَلَیَّ الْقِصَّةَ بِفَصِّھَا وَنَصِّھَا وَدَعُوْا التَّوْرِیَةَ وَالْکِنَایَةَ وَاذْکُرُوْا الْغَثَّ وَالسَّمِیْنَ فَاِنَّ الْحَدِیْثَ ھٰکَذَا یَطِیْبُ وَلَوْلَا الْعَظْمُ مَاطَابَ اللَّحْمُ وَلَوْلَا النَّوٰی مَاحَلَا التَّمْرُ وَلَوْلَا الْقِشْرُلَمْ یُوْجَدِ اللُّبُّ، فَعَجِبْنَا مِنْ ھٰذَا الرَّاھِدِ الثَّانِیْ اَکْثَرَ مِنْ عَجَبِنَا بِالرَّاھِدِ الْاَوَّلِ وَخَاطَفْنَاہُ الْحَدِیْثَ وَوَدَّعْنَاہُ وَخَرَجْنَا۔

عبارت پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں۔ (ص ۱۰۳۔ مجلس نشریاتِ اسلام)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں دو امور مطلوب ہیں۔ (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ۔

جواب..... ① عبارت پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

② عبارت کا ترجمہ:۔ اے میرے ساتھیو! لوگوں کے احوال میں سے تمہارے پاس کیا ہے اللہ کی قسم کسی چیز کے سننے کی طرف میری پیاس لمبی ہوگئی ہے اور مجھ پر آج کوئی داخل نہیں ہوا جس سے میں خبر معلوم کروں اور بیشک میرے کان دروازے کے پاس ہیں تاکہ میں کوئی کھٹکا سنوں یا کوئی واقعہ پہچانوں اور مجھ پر واقعہ بیان کرو اسکی اصل اور اس کی صراحت کے ساتھ اور توریہ و کنایہ چھوڑو اور کمزور و موٹے کو ذکر کرو (باموقع و بامقصد کلام کرو) اس لئے کہ گفتگو اسی طرح اچھی ہوتی ہے اور اگر ہڈی نہ ہو تو گوشت عمدہ نہ ہو اور اگر گٹھلی نہ ہو تو کھجور میٹھی نہ ہو اور اگر چھلکا نہ ہو تو گودا اور مغز نہ پایا جائے۔ تو ہم نے پہلے زاہد کے ساتھ تعجب کرنے سے اس دوسرے زاہد کے ساتھ زیادہ تعجب کیا اور ہم نے اُس سے بات کو اُچک لیا اور اس کو چھوڑ کر ہم نکل گئے۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿السوال الثالث﴾ ﴿عقیدہ طحاویہ﴾ ۱۴۳۵ھ

الشق الاوّل.....والایمان ھو الایمان باللّٰہ و ملائکتہ و کتبہ و رسلہ والیوم الآخر والبعث بعد الموت۔

وضح الایمان و بین ان الاقرار باللسان جزء من الایمان أم شرط لاجراء الاحکام فی الدنیا (ص ۱۱۔ امدادیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل دو امور ہیں (۱) ایمان کی توضیح (۲) دنیا میں اجراءِ احکام کیلئے اقرار باللسان کی وضاحت۔

جواب..... ① ایمان کی توضیح:۔ مصنفؒ نے ایمانِ شرعی کے متعلق پانچ اقوال ذکر کئے ہیں: ① ایمان تصدیقِ قلبی و اقرار باللسان کے مجموعہ کا نام ہے یہ شمس الائمہ سرخسیؒ اور فخر الاسلام بزدویؒ کا مذہب ہے ② جمہور محققین کے نزدیک ایمان شرعی فقط تصدیق بالقلب کا نام ہے اور اقرار باللسان دنیا میں اجراءِ احکام کیلئے اسکی شرط ہے ③ بعض قدریہ کا مذہب یہ ہے کہ ایمان فقط اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول ﷺ کی معرفت کا نام ہے ④ کرامیہ کے ہاں ایمان شرعی فقط اقرار باللسان کا نام ہے ⑤ جمہور محدثین، فقہاء و

متکلمین اور معتزلہ وخوارج کا مذہب یہ ہے کہ ایمان تین چیزوں کے مجموعہ کا نام ہے تصدیق بالقلب، اقرار باللسان اور عمل بالارکان۔

❷ دنیا میں اجراءِ احکام کیلئے اقرار باللسان کی وضاحت:۔ جمہور محققین کے نزدیک ایمان فقط تصدیقِ قلبی کا نام ہے اور یہ ایک امرِ باطن ہے تو اس کیلئے ایک ظاہری علامت کا ہونا ضروری ہے جس کے ذریعے اسکے مؤمن ہونے کا علم ہو اور اس پر مؤمنین والے احکام جاری کئے جاسکیں اور وہ علامت اقرار باللسان ہے تو اقرار باللسان دنیا میں مؤمنین کے اوپر احکام جاری کرنے کی شرط ہے اگر ایک آدمی دل سے تصدیق کرتا ہے لیکن زبان سے اقرار نہیں کرتا چونکہ ایمان کی حقیقت پائی گئی تو اگرچہ اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ مؤمن ہے مگر دنیا میں مؤمنین کے احکام جاری کرنے کی شرط اقرار باللسان نہیں پائی گئی اس لئے اس پر ایمان کے احکام جاری نہیں کئے جائیں گے یعنی اس پر نماز جنازہ نہیں پڑھیں گے اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہیں کریں گے اور ایک آدمی زبان سے اقرار کرتا ہے لیکن دل میں تصدیق نہیں ہے تو اگرچہ وہ آدمی اللہ کے ہاں مؤمن نہیں ہے مگر دنیا میں مؤمنین کے احکام جاری کرنے کی شرط پائی گئی ہے اس لئے دنیا میں ایمان والوں کے احکام اس پر جاری کئے جائیں گے نماز جنازہ پڑھی جائے گی وغیرہ ذالک۔

اقرار کے احکامِ دنیا کو جاری کرنے کیلئے شرط ہونے کی دلیل یہ ہے کہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو قتل کردیا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیوں قتل کیا حالانکہ وہ کلمہ پڑھ رہا تھا تو حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ وہ ڈر کی وجہ سے کلمہ پڑھ رہا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **ھلا شققت عن قلبه** (تو نے اس کا دل پھاڑ کر کیوں نہیں دیکھا)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا منشاء یہ تھا کہ جب اس نے اقرار باللسان کرلیا تھا تو اسے قتل نہ کرتے بلکہ دنیا کے احکام اس پر جاری کرتے۔ پس معلوم ہوا کہ دنیاوی احکام کو جاری کرنے کیلئے اقرار باللسان شرط ہے۔

الشق الثانی.....**وَالْمِعْرَاجُ حَقٌّ قَدْ اُسْرِیَ بِالنَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَ عُرِجَ بِشَخْصِهٖ فِیْ الْیَقْظَةِ اِلَی السَّمَاءِ ثُمَّ اِلٰی حَیْثُ شَاءَ اللّٰهُ مِنَ الْعُلٰی وَاَکْرَمَهُ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَ تَعَالٰی بِمَا شَاءَ فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰی۔** (ص ۷۔ امدادیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور توجہ طلب ہیں (۱) عبارت کا ترجمہ (۲) عبارت پر اعراب (۳) معراج کے جسمانی یا روحانی ہونے کی وضاحت مع الدلائل (۴) معراج اور اسراء میں فرق۔

شکل العبارة و ترجمها۔ بین عقیدة اهل السنة والجماعة فی حق المعراج والاسراء بالتفصیل ما هو حکم منکر المعراج۔ ماالفرق بین المعراج والاسراء۔ هل کان المعراج للنبی صلی اللہ علیہ وسلم جسمانیا أورو حانیا

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل چھ امور ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) معراج اور اسراء کے متعلق اہل سنت والجماعت کا عقیدہ (۴) منکرینِ معراج کا حکم (۵) معراج اور اسراء میں فرق (۶) معراج کے جسمانی یا روحانی ہونے کی وضاحت۔

جواب..... ❶ عبارت پر اعراب:۔ **کما مرّ فی السوال آنفا۔**

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ اور معراج حق ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بذاتہٖ حالتِ بیداری میں اپنے جسم سمیت آسمان تک پھر ان بلند وبالا مقامات تک جہاں تک اللہ تعالیٰ نے چاہا لیجایا گیا اور اللہ تعالیٰ نے جو چاہا ان کا اکرام کیا اور اپنے بندے کی طرف وحی کی جو وحی کی۔

❸ معراج اور اسراء کے متعلق اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ:۔ شبِ معراج کے وقوع کی تاریخ میں مؤرخین کا اختلاف ہے۔ جمہور کے نزدیک ۵ھ میں معراج کا واقعہ پیش آیا۔

اہل السنۃ والجماعۃ کا مسلّم عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری کی حالت میں جسم اطہر سمیت مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک پھر مسجدِ اقصیٰ سے آسمان تک پھر آسمان سے لیکر ان بلند وبالا مقامات تک جہاں تک اللہ تعالیٰ نے چاہا لے جایا گیا۔ شارح فرماتے ہیں کہ معراج واسراء کے اس سفر کے تین حصے ہیں۔ ① مسجد حرام سے لے کر مسجد اقصیٰ تک ② مسجد اقصیٰ سے لیکر آسمان تک ③ آسمان سے لیکر اس بلند وبالا مقام تک جہاں تک اللہ نے چاہا۔ ان میں سے جو پہلا حصہ ہے یعنی مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک یہ سفر دلیل قطعی سے ثابت ہے یعنی قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ ..... الخ** اسلئے اس کا منکر کافر ہے اور دوسرا حصہ یعنی مسجدِ اقصیٰ سے آسمان تک یہ سفر خبرِ مشہور کے ذریعے ثابت ہے اسلئے اس کا منکر بدعتی ہے اور تیسرا حصہ یعنی آسمان سے ان بلند و

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

بالا مقام تک جہاں تک اللہ تعالیٰ نے لے جانا چاہا اس سفر کا ثبوت خبرِ واحد سے ہے جو کہ ظنی ہے اس لئے اس کا منکر فاسق وگنہگار ہوگا۔

④ منکرینِ معراج کا حکم:۔ اس کی تفصیل ابھی گزر چکی ہے کہ پہلے حصہ کا منکر کافر، دوسرے حصہ کا منکر بدعتی اور تیسرے حصہ کا منکر فاسق وگنہگار ہے۔

⑤ معراج اور اسراء میں فرق:۔ معراج اس حصۂ سفر کا نام ہے جو آپ ﷺ کو مسجد اقصیٰ سے آسمانوں تک اور وہاں سے جہاں تک اللہ تعالیٰ نے چاہا سفر کروایا گیا اور اسراء بیت اللہ یعنی مسجد حرام سے لیکر مسجد اقصیٰ تک کے سفر کو کہتے ہیں۔ بالفاظِ دیگر اسراء زمینی سفر اور معراج آسمانی سفر کا نام ہے۔

⑥ معراج کے جسمانی یا روحانی ہونے کی وضاحت:۔ نبی کریم ﷺ کو جو معراج کرائی گئی جس کا ذکر قرآن مجید میں **سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ الخ** سے کیا گیا وہ معراج بحالتِ بیداری جسمانی طور پر کرائی گئی کیونکہ خواب یا روحانی طور پر معراج کا ہونا غیر نبی کے لئے بھی ممکن ہے۔ اور آیت میں **بِعَبْدِہٖ** سے معراج جسمانی کی طرف اشارہ ہے۔

اسی طرح **فَاسْتَوٰی۔ وَ ھُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰی۔ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی** یہ آیت بھی معراج جسمانی کی واضح دلیل ہے نیز اس واقعہ کو قرآن کریم میں فتنہ وآزمائش قرار دیا گیا ہے۔ یہ بھی اسکے معراج جسمانی ہونے کی دلیل ہے کیونکہ خواب یا روحانی معراج فتنہ وآزمائش نہیں بن سکتا۔ نیز احادیث کثیرہ متواترہ سے بھی اسکی تائید ہوتی ہے، ان میں **اذعرج بی** کے الفاظ موجود ہیں جو معراج جسمانی پر دال ہیں۔

﴿الورقة السادسة: فی الادب العربی والعقائد﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ﴿مختارات﴾ ۱۴۳۶ھ

الشق الاوّل ..... **حَتّٰی مَضَتْ سَنَتَاہُ وَفَصَلْتُہٗ وَکَانَ یَشِبُّ شَبَابًا لَایَشْبَہُ الْغِلْمَانَ فَلَمْ یَبْلُغْ سَنَتَیْہِ حَتّٰی کَانَ غُلَامًا جَفْرًا قَالَتْ فَقَدِمْنَا بِہٖ عَلٰی اُمِّہٖ وَنَحْنُ اَحْرَصُ شَیْئٍ عَلٰی مَکْثِہٖ فِیْنَا لِمَا کُنَّا نَرٰی مِنْ بَرَکَتِہٖ، فَکَلَّمْنَا اُمَّہٗ وَقُلْتُ لَھَا لَوْ تَرَکْتِ بُنَیَّ عِنْدِیْ حَتّٰی یَغْلِظَ فَاِنِّیْ اَخْشٰی عَلَیْہِ وَبَاءَ مَکَّۃَ ، قَالَتْ فَلَمْ نَزَلْ بِھَا حَتّٰی رَدَّتْہُ مَعَنَا قَالَتْ فَرَجَعْنَا بِہٖ فَوَاللّٰہِ اِنَّہٗ بَعْدَ مَقْدَمِنَا بِہٖ بِاَشْھُرٍ مَعَ اَخِیْہِ لَفِیْ بُھْمٍ لَنَا خَلْفَ بُیُوْتِنَا اِذْ اَتَانَا اَخُوْہُ یَشْتَدُّ فَقَالَ لِیْ وَلِاَبِیْہِ ذَاکَ اَخِی الْقُرَشِیُّ قَدْ اَخَذَہٗ رَجُلَانِ عَلَیْھِمَا ثِیَابٌ بِیْضٌ فَاَضْجَعَاہُ فَشَقَّا بَطْنَہٗ فَھُمَا یَسُوْطَانِہٖ۔** (ص ۳۸۔ مجلس نشریاتِ اسلام)

مذکورہ عبارت پر اعراب لگائیں، واضح ترجمہ کریں اور خط کشیدہ الفاظ کی صرفی تحقیق لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) الفاظِ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق۔

جواب ..... ① عبارت پر اعراب:۔ **کمامرّ فی السوال آنفا۔**

② عبارت کا ترجمہ:۔ حتی کہ آپکی مدتِ رضاعت دو سال گزر گئی اور میں نے آپ کا دودھ چھڑا دیا اور آپ ﷺ اس انداز سے بڑے ہوتے رہے کہ عام لڑکوں کے مشابہ نہیں تھے تو آپ ﷺ دو سال کی عمر کو نہیں پہنچے تھے کہ طاقتور لڑکے ہوگئے، فرماتی ہیں پھر ہم آپ ﷺ کو لیکر آپ کی والدہ کے پاس آئے اور ہم جو آپ کی برکت دیکھ چکے تھے اس کی وجہ سے ہماری بڑی حرص تھی کہ آپ ﷺ ہم میں رہیں تو ہم نے آپ کی والدہ سے گفتگو کی اور میں نے اس سے کہا کہ اگر آپ میرے پیارے بیٹے کو میرے پاس چھوڑ دیں حتی کہ وہ بڑا ہو جائے تو اچھا ہے اس لئے کہ میں اس پر مکہ کی وباء کا خوف کرتی ہوں، فرماتی ہیں پس ہم اس کے پاس رہے حتی کہ اس نے آپ ﷺ کو ہمارے ساتھ واپس کر دیا، فرماتی ہیں پس ہم آپ کو لیکر واپس لوٹے تو اللہ کی قسم نبی ہمارے آنے کے چند ماہ بعد اپنے بھائی کے ساتھ ہمارے گھروں کے پیچھے ہماری بکریوں میں تھے اچانک آپ کا بھائی دوڑتا ہوا ہمارے پاس آیا تو اس نے مجھ سے اور اپنے باپ سے کہا کہ میرے اس قریشی بھائی کو ایسے دو مردوں نے پکڑا جن کے سفید کپڑے تھے تو انہوں نے اس کو لٹایا اور اس کے پیٹ کو چیرا اور وہ اس کو خلط ملط کر رہے ہیں یعنی درست کر رہے ہیں۔

0313 635 6613 maktabazakariyamultan@gmail.com

③ الفاظ مخطوطہ کی صرفی تحقیق: "لَمْ يَبْلُغْ" صیغہ واحد مذکر غائب فعل نفی جحد بلم معلوم از مصدر بُلُوْغًا (نصر) بمعنی پہنچنا۔
"قَدِمْنَا" صیغہ جمع متکلم فعل ماضی معلوم از مصدر قُدُوْمًا، مَقْدَمًا (سمع) بمعنی آنا۔
"تَرَكْتِ" صیغہ واحد مؤنث حاضر فعل ماضی معلوم از مصدر تَرْكًا (نصر) بمعنی چھوڑنا۔
"رَدَّتْ" صیغہ واحد مؤنث غائب فعل ماضی معلوم از مصدر رَدًّا (نصر، مضاعف) بمعنی رد کرنا، لوٹانا۔
"يَشْتَدُّ" صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع معلوم از مصدر اِشْتِدَادًا (افتعال) بمعنی تیز دوڑنا۔

الشق الثانی .....قَالَ كَعْبٌ فَجَاءَتِ امْرَأَةُ هِلَالِ بْنِ اُمَيَّةَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ هِلَالَ بْنَ اُمَيَّةَ شَيْخٌ ضَائِعٌ لَيْسَ لَهٗ خَادِمٌ فَهَلْ تَكْرَهُ اَنْ اَخْدِمَهٗ قَالَ لَا وَلٰكِنْ لَايَقْرَبُكِ قَالَتْ اِنَّهٗ وَاللّٰهِ مَا بِهٖ حَرَكَةٌ اِلٰى شَيْئٍ وَاللّٰهِ مَازَالَ يَبْكِيْ مُنْذُ كَانَ مِنْ اَمْرِهٖ مَا كَانَ اِلٰى يَوْمِهٖ هٰذَا، فَقَالَ لِيْ بَعْضُ اَهْلِيْ لَوْ اِسْتَاْذَنْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِيْ اِمْرَءَتِكَ كَمَا اَذِنَ لِامْرَاَةِ هِلَالَ ابْنِ اُمَيَّةَ اَنْ تَخْدِمَهٗ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَا اَسْتَاْذِنُ فِيْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ۔

مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، عبارت کے مضمون کے عنوان کی وضاحت کریں۔ (ص ۵۴۔ مجلس نشریات اسلام)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں۔ (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) عبارت کے مضمون کا عنوان۔

جواب ..... ① عبارت پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

② عبارت کا ترجمہ:۔ کعب رضی اللہ عنہ نے کہتے ہیں کہ ہلال بن امیہ کی بیوی آپ ﷺ کے پاس آئی اور کہا یا رسول اللہ بیشک ہلال بہت بوڑھا ہے ضائع ہونے والا ہے اس کا کوئی خادم نہیں ہے تو کیا آپ ﷺ کو یہ ناپسند ہے کہ میں اس کی خدمت کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں لیکن وہ تیرے قریب نہ آئے، فرماتی ہیں کہ اللہ کی قسم اس میں کسی چیز کی طرف کوئی حرکت اور میلان نہیں تھا اللہ کی قسم جب سے اس کا معاملہ ہوا اس سے لیکر اس دن تک وہ ہمیشہ روتا رہا تو مجھ سے میرے بعض اہل نے کہا اگر تو نبی سے اجازت طلب کرلے اپنی بیوی کے لئے جیسے کہ ہلال بن امیہ کی بیوی کو اس کی خدمت کرنے کی اجازت دے دی ہے؟ تو میں نے کہا اللہ کی قسم! اس میں رسول اللہ ﷺ سے میں اجازت طلب نہ کروں گا۔

③ عبارت کے مضمون کا عنوان:۔ اس عبارت کا تعلق حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے متعلق مضمون "ابتلاءُ كعبِ بن مالك" (حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی آزمائش) کے ساتھ ہے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۶ھ

الشق الاوّل .....وَصِرْنَا اِلٰى اَبِيْ زَكَرِيَّا الزَّاهِدِ فَلَمَّا دَخَلْنَا رَحَّبَ بِنَا وَفَرِحَ بِزِيَارَتِنَا وَ قَالَ: مَا اَشْوَقَنِيْ اِلَيْكُمْ وَمَا اَلْهَفَنِيْ عَلَيْكُمْ! اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَمَعَنِيْ وَاِيَّاكُمْ فِيْ مَقَامٍ وَاحِدٍ حَدِّثُوْنِيْ مَا الَّذِيْ سَمِعْتُمْ وَمَاذَا بَلَغَكُمْ مِنْ حَدِيْثِ النَّاسِ وَاَمْرِ هٰؤُلَآءِ السَّلَاطِيْنِ؟ فَرَجَّوْا عَنِّيْ وَقَوْلُوْا لِيْ مَا عِنْدَكُمْ فَلَا تَكْتُمُوْنِيْ شَيْئًا فَمَا لِيْ وَاللّٰهِ مَرْعًى فِيْ هٰذِهِ الْاَيَّامِ اِلَّا مَااتَّصَلَ بِحَدِيْثِهِمْ وَاقْتَرَنَ بِخَبَرِهِمْ، فَلَمَّا وَرَدَ عَلَيْنَا مِنْ هٰذَا الزَّاهِدِ الْعَابِدِ مَا وَرَدَ دَهِشْنَا وَاسْتَوْحَشْنَا وَقُلْنَا فِيْ اَنْفُسِنَا اُنْظُرُوْا مِنْ اَيِّ شَيْئٍ هَرَبْنَا وَبِاَيِّ شَيْئٍ عَلِقَنَا وَبِاَيِّ دَاهِيَةٍ دُهِيْنَا۔

عبارت کو خوش خط لکھ کر اعراب لگائیں، ترجمہ کریں۔ (ص ۱۰۳۔ مجلس نشریات اسلام)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں دو امور مطلوب ہیں۔ (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ۔

جواب ..... ① عبارت پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

② عبارت کا ترجمہ:۔ اور ہم ابوزکریا زاہد کے پاس گئے۔ تو جب ہم اس پر داخل ہوئے تو اس نے ہمیں خوش آمدید کہا اور ہماری زیارت کی وجہ سے خوش ہوا اور کہا کس قدر میرا تمہاری طرف شوق ہے اور کس قدر میرا تم پر افسوس ہے۔ تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہم سب کو ایک جگہ جمع کیا ہے مجھے بیان کرو کہ تم نے کیا سنا ہے اور لوگوں کے احوال وان بادشاہوں کے معاملہ میں سے

تم کو کیا خبر پہنچی ہے؟ مجھ سے میرا غم دور کرو اور جو کچھ تمہارے پاس ہے مجھے بتاؤ مجھ سے کوئی بات نہ چھپاؤ، اللہ کی قسم میرے لئے ان دنوں میں کوئی چراگاہ اور خیال نہیں ہے مگر وہ جو لوگوں کے احوال کے ساتھ متصل ہو اور ان کی خبر کے ساتھ ملا ہوا ہو، تو جب اس زاہد عابد کی طرف سے ہمارے سامنے بات پیش آئی جو پیش آئی تو ہم مدہوش ہو گئے اور خوف میں پڑ گئے اور ہم نے اپنے دلوں میں کہا کہ ہم کس چیز سے بھاگتے تھے اور کس چیز سے ہم معلق ہو گئے ہیں اور کس مصیبت میں پھنس گئے ہیں۔

الشق الثانی .....فَيَدْخُلُ مَنْزِلَهٗ فَلَا يَطْمَعُ فِيْهِ طَامِعٌ حَتّٰى يُنَادٰى بِالظُّهْرِ فَيَخْرُجُ فَيُصَلِّيْ ثُمَّ يَدْخُلُ فَيُصَلِّيْ اَرْبَعَ رَكْعَاتٍ ثُمَّ يَجْلِسُ فَيَأْذَنُ لِخَاصَّةِ الْخَاصَّةِ فَاِنْ كَانَ الْوَقْتُ وَقْتَ شِتَاءٍ اَتَاهُمْ بِزَادِ الْحَاجِّ مِنَ الْاَخْبِصَةِ الْيَابِسَةِ وَالْخُشْكَنَانَجِ وَالْاَقْرَاصِ الْمَعْجُوْنَةِ بِاللَّبَنِ وَالسُّكَّرِ مِنْ دَقِيْقِ السَّمِيْدِ وَالْكَعْكِ الْمُنَضَّدِ وَالْفَوَاكِهِ الْيَابِسَةِ وَاِنْ كَانَ وَقْتَ صَيْفٍ اَتَاهُمْ بِالْفَوَاكِهِ الرَّطْبَةِ وَيَدْخُلُ اِلَيْهِ وُزَرَاؤُهٗ فَيُؤَامِرُوْنَهٗ فِيْمَا احْتَاجُوْا اِلَيْهِ بَقِيَّةَ يَوْمِهِمْ وَيَجْلِسُ اِلَى الْعَصْرِ ۔ (ص۸۹۔مجلس نشریاتِ اسلام)

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ مذکورہ مضمون کس کے بارے میں ہے اور کس نے لکھا ہے؟ خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں۔(۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) مضمون کے کاتب ومکتوب علیہ کی نشاندہی (۴) الفاظِ مخطوطہ کی لغوی تحقیق۔

جواب ..... ❶ عبارت پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ پھر اپنے گھر میں داخل ہوتے پھر اس میں کوئی طمع کرنے والا طمع نہ کرتا حتی کہ ظہر کے لئے بلایا جاتا تو نکلتے اور نماز پڑھتے پھر داخل ہوتے پھر چار رکعات نماز پڑھتے پھر بیٹھ جاتے پھر اجازت دیتے خاص الخاص لوگوں کو پھر اگر سردی کا موسم ہوتا تو اُن کے پاس زادالحاج نامی خاص قسم کا کھانا آتا اور خشک روٹیاں اور سفید آٹے کو دودھ اور شکر کے ساتھ گوند کر تیار کی گئی ٹکیاں اور تہہ بہ تہہ کیک اور خشک میوے۔ اور اگر گرمی کا موسم ہوتا تو اُن کے پاس تازہ میوے آتے اور آپ کے وزراء آپ کے پاس داخل ہوتے اور آپ سے مشورہ کرتے اُن کاموں کے متعلق بقیہ دن میں جن کی ضرورت ہوتی اور آپ عصر تک بیٹھے رہتے۔

❸ مضمون کے کاتب ومکتوب علیہ کی نشاندہی:۔ یہ مضمون مشہور مؤرخ علامہ مسعودی یعنی ابوالحسن علی بن حسین بن علی مسعودی المتوفی ۳۴۵ھ یا ۳۴۶ھ نے کاتبِ وحی، صحابیٔ رسول، خال المسلمین، امیرِ سیاست سیدنا امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے متعلق تحریر کیا ہے۔

❹ الفاظِ مخطوطہ کی لغوی تحقیق:۔ "طَامِعٌ" صیغہ واحد مذکر بحث اسم فاعل از مصدر طَمْعًا و طِمَاعًا (سمع) بمعنی لالچ کرنا۔

"اَلْاَخْبِصَةُ" یہ خَبِيْصٌ یا خَبِيْصَةٌ کی جمع ہے بمعنی گھی و کھجور کا بنایا ہوا مخصوص حلوہ۔

"اَلْخُشْكَنَانَجُ" اسم ہے بمعنی خشک نان وروٹی۔ "اَلْاَقْرَاصُ" یہ جمع ہے اس کا مفرد قُرْصٌ ہے بمعنی ٹکیہ۔

"اَلْمَعْجُوْنَةُ" صیغہ واحد مؤنث بحث اسم مفعول از مصدر عَجْنًا (نصر وضرب) بمعنی گوندنا۔

"اَلسَّمِيْدُ" یہ اسم ہے بمعنی سفید آٹا۔ "اَلْكَعْكُ" یہ مفرد ہے اس کی جمع كَعْكَاتٌ ہے بمعنی کیک۔

"اَلْمُنَضَّدُ" صیغہ واحد مذکر بحث اسم مفعول از مصدر تنضیدًا (تفعیل) بمعنی ترتیب سے رکھنا، ڈھیر لگانا۔

﴿السوال الثالث﴾ ﴿عقیدہ طحاویہ﴾ ۱۴۳۶ھ

الشق الاوّل .....لَيْسَ مُنْذُ خَلَقَ الْخَلْقَ اِسْتَفَادَ اِسْمَ الْخَالِقِ وَ لَا بِاِحْدَاثِهِ الْبَرِيَّةَ اِسْتَفَادَ اِسْمَ الْبَارِئِ لَهٗ مَعْنَى الرَّبُوْبِيَّةِ وَلَا مَرْبُوْبَ وَ مَعْنَى الْخَالِقِيَّةِ وَلَا مَخْلُوْقَ ۔ (ص۴۔امدادیہ)

شکل العبارة ثم ترجمها ترجمة رائعة ۔ اشرح العبارة بحيث يتضح معنى قوله معنى الربوبية و معنى الخالقية.

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور توجہ طلب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) عبارت کی تشریح۔

جواب ..... ❶ عبارت پر اعراب:۔ کما مرّ فی السوال آنفًا۔

0313 6257913 maktabazakariyamultan@gmail.com

② عبارت کا ترجمہ:۔ اس نے مخلوق پیدا کرنے کے بعد اپنے لئے خالق کا نام وضع نہیں کیا۔ اور نہ ہی مخلوق کو وجود میں لانے کے بعد باری کا نام اختیار کیا بلکہ اس کے لئے ربوبیت کی صفت اس وقت سے ہے جبکہ کوئی مربوب بھی نہیں تھا اور خالقیت کی صفت اس وقت سے ہے جبکہ کوئی مخلوق بھی نہیں تھی۔

③ عبارت کی تشریح:۔ عبارت کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس وقت مخلوق کو پیدا کیا اور وجود عطاء کیا ہے اس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنا نام خالق وباری تعالیٰ نہیں رکھا بلکہ جب کچھ بھی نہ تھا کوئی چیز مخلوق ومربوب نہ تھی اس وقت سے وہ خالق وباری سے متصف ہے۔ اسکی دلیل یہ ہے کہ قرآن مجید میں صفاتِ باری تعالیٰ کو ماضی مطلق کے صیغہ سے باری تعالیٰ کی جانب منسوب کیا گیا ہے اور اسکی ذات کیلئے انہیں ثابت کیا گیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے **وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطًا۔ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى ذٰلِكَ قَدِيرًا۔ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيعًا بَصِيرًا** ۔ ان آیات سے اس جانب صاف اشارہ ہوگیا کہ یہ صفات باری تعالیٰ کیلئے ازل ہی سے ثابت ہیں، ارشاد باری ہے **هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى** وہ اللہ ہے بنانے والا، نکال کھڑا کرنیوالا، صورت بنانے والا، اسی کے سب نام خاصے ہیں۔ اس آیت میں تمام صفاتِ باری کو ماضی حال مستقبل کسی زمانے کے ساتھ مقید نہیں کیا گیا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ قبل الخلق ازل میں بھی ان صفات کے ساتھ متصف تھا اور بعد الخلق ابد میں بھی متصف رہے گا۔

الشق الثانی.....**و نؤمن بالبعث و جزاء الاعمال یوم القیامة و العرض و الحساب و قراءة الکتاب والثواب و العقاب و الصراط و المیزان.... والجنة والنار مخلوقتان لا تفنیان ابدا ولا تبیدان** ۔

ترجمہ کریں۔ عبارت میں ذکر کردہ ایمانیات کی وضاحت کریں۔ مخطوطہ جملہ کی ایسی وضاحت کریں کہ جنت وجہنم کے غیر موجود وفانی ہونے کے نظریہ کی نفی ہوجائے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① عبارت کا ترجمہ ② مذکورہ ایمانیات کی وضاحت ③ مخطوطہ جملہ کی وضاحت۔

جواب..... ① عبارت کا ترجمہ:۔ ہم مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے پر، قیامت کے دن اعمال کی جزاء پر، اعمال نامے پیش کئے جانے پر، حساب پر، اعمال نامے پڑھے جانے پر، ثواب وعذاب پر، پُل صراط اور اعمال کے میزان پر ایمان رکھتے ہیں۔ جنت وجہنم پیدا کی ہوئی ہیں، یہ دونوں فناء وہلاک نہ ہوں گی۔

② مذکورہ ایمانیات کی وضاحت:۔ اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ ہے کہ ہم مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جائیں گے، اعمال نامے پیش کئے جائیں گے، حساب وکتاب ہوگا، اعمال نامے پڑھے جائیں گے، اعمال ناموں کا وزن بھی ہوگا، اعمال کے مطابق نیک لوگوں کو ثواب ملے گا اور فاسق وفاجر اور گنہگار وکافر لوگوں کو عذاب ملے گا، پُل صراط سے گزر ہوگا، کامیاب ونیک لوگ گزر جائیں گے آگے جنت ہوگی، ناکام لوگ نیچے گر جائیں گے اور نیچے جہنم ہوگی۔ جنت وجہنم پیدا کی جاچکی ہیں، یہ دونوں فناء وہلاک نہ ہوں گی۔ کامیاب لوگ جنت میں پہنچ جائیں گے اور فاسق وفاجر اور گناہگار وکافر لوگ جہنم میں جائیں گے البتہ گنہگار مسلمان بھی سزا پانے کے بعد جنت میں پہنچ جائیں گے، پھر یہ لوگ ہمیشہ ہمیشہ وہیں رہیں گی، پھر کسی کو فنا نہ ہوگی۔

③ مخطوطہ جملہ کی وضاحت:۔ اہلِ حق (اہل السنۃ والجماعۃ) کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے جنت وجہنم پیدا کی ہوئی ہیں، یہ دونوں فناء وہلاک نہ ہوں گی، یہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گی۔ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی تخلیق سے پہلے ہی جنت وجہنم کو پیدا کیا اور جنت وجہنم کے اہل بھی پیدا کئے، اللہ تعالیٰ جس کو چاہیں گے محض اپنے فضل وکرم سے جنت میں داخل کریں گے اور جس کو چاہیں گے عدل وانصاف کے تحت جہنم میں داخل کریں گے۔ اکثر معتزلہ کہتے ہیں کہ جنت اور جہنم ابھی موجود نہیں ہیں قیامت کے دن انکو پیدا کیا جائیگا۔

اہل حق کی پہلی دلیل حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حواء علیہا السلام کا قصہ اور ان کو جنت میں ٹھہرانا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان **اُسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ** یہ دلیل ہے کہ جنت اور جہنم پیدا کئے جاچکے ہیں اور موجود ہیں اسی لئے جنت میں ٹھہرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

0313 6227013 maktabazakariyamultan@gmail.com

دوسری دلیل: وہ آیات ہیں جن میں جنت اور جہنم کے تیار کئے جانے کی خبر دی گئی ہے جیسے جنت کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ اور جہنم کے متعلق اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ اس بات پر دلیل ہیں کہ دونوں پیدا کی جا چکی ہیں۔

معتزلہ کی دلیل: اللہ تعالیٰ کا ارشاد تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَ لَا فَسَادًا ہے اس آیت میں نَجْعَلُهَا استقبال کا صیغہ ہے اور آیت کا معنی ہے ''یہ دارِ آخرت ہے جس کو ہم ان لوگوں کیلئے بنائیں گے جو زمین میں نہ تو سرکشی کا ارادہ رکھتے ہیں نہ فساد کا'' پس معلوم ہوا کہ ابھی تک جنت اور دوزخ تیار نہیں کی گئیں۔

جوابات: ① ہم اس کو تسلیم ہی نہیں کرتے کہ نَجْعَلُهَا یہ صیغہ استقبال کیلئے ہے بلکہ ہم کہتے ہیں کہ ہوسکتا ہے کہ یہ حال یا استمرار کیلئے ہو لہٰذا یہ آیت ماضی والی آیات کے معارض نہیں ہوسکتی ② اگر مان لیا جائے کہ آیت میں مضارع برائے استقبال ہے تو پھر نَجْعَلُ کا لفظ اس جگہ تملیک اور تخصیص کیلئے ہے، آیت کا معنی یہ ہے کہ ہم اس کا مالک بنائیں گے ③ اگر نَجْعَلُ کو بمعنی خلق کے بھی مان لیا جائے اور اس بناء پر اس کو ان آیات کے معارض مانا جائے جن میں بصیغہ ماضی جنت کی تیاری کی خبر دی گئی ہے تو پھر جواب یہ ہے کہ آدم علیہ السلام کا قصہ تو بہر حال معارضہ سے محفوظ ہے۔ لہٰذا ہم اسی کو دلیل بنا کر کہتے ہیں کہ جنت پہلے سے موجود ہے اور پیدا کی جا چکی ہے۔

﴿الورقة السادسة: فی الادب العربی والعقائد﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ﴿مختارات﴾ ۱۴۳۷ھ

الشق الاوّل.....وَالَّذِيْنَ اِذَا اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ۔ يُضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ۔ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۔ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ۔ وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا۔

آیات پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، آیات کا مفہوم وخلاصہ تحریر کریں۔ (ص ۲۴۔ مجلس نشریاتِ اسلام)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں۔ (۱) آیات پر اعراب (۲) آیات کا ترجمہ (۳) آیات کا مفہوم وخلاصہ۔

جواب..... ① آیات پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

② آیات کا ترجمہ:۔ اور وہ لوگ ہیں جب وہ خرچ کریں تو نہ اسراف کریں اور نہ تنگی کریں اور اس کے درمیان سیدھی گزران ہوتی ہے۔ اور وہ لوگ ہیں جو اللہ کے ساتھ دوسرا معبود نہیں پکارتے اور جس جان کو اللہ نے حرام کیا ہے اس کو قتل نہیں کرتے مگر حق کے ساتھ اور نہ وہ زنا کرتے ہیں اور جو یہ کام کرے گا وہ گناہ (سزا) پائے گا۔ قیامت کے دن اس کے لئے عذاب دگنا کیا جائے گا اور وہ اس میں ہمیشہ ذلیل ہو کر رہے گا، مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک عمل کئے تو یہ وہ لوگ ہیں جن کی برائیوں کو اللہ نیکیوں میں بدل دے گا اور اللہ خوب بخشنے والا اور نہایت مہربان ہے اور جس نے توبہ کی اور نیک عمل کیا تو وہ اللہ کی طرف خاص رجوع کرتا ہے اور وہ لوگ جو جھوٹے کام میں حاضر نہیں ہوتے، اور جب وہ بری بات کے ساتھ گزرتے ہیں تو معزز ہو کر گزر جاتے ہیں۔ اور وہ لوگ ہیں جب ان کو انکے رب کی آیات کے ساتھ نصیحت کی جائے تو وہ ان پر بہرے اور اندھے ہو کر نہیں گرتے۔

③ آیات کا مفہوم وخلاصہ:۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں (عباد الرحمٰن) کی کچھ علامات ونشانیاں ذکر کر رہے ہیں تو فرمایا کہ عباد الرحمٰن وہ لوگ ہیں جو میانہ روی سے خرچ کرتے ہیں، بخل سے بھی خرچ نہیں کرتے اور فضول بھی خرچ نہیں کرتے، اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہیں کرتے، کسی نفس کو ناحق قتل نہیں کرتے، زناء کے قریب نہیں جاتے کیونکہ جو لوگ یہ بُرے اعمال کرتے ہیں ان کو آخرت میں برابر دوعذاب ملے گا اور وہ ہمیشہ اسی عذاب میں ذلیل وخوار ہوتا رہے گا، البتہ جن لوگوں سے یہ گناہ سرزد ہو جائیں اور پھر وہ توبہ واستغفار کرتے ہوئے نیک عمل کریں تو اللہ تعالیٰ ان کی برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والے مہربانی کرنے والے ہیں، اور نیک لوگ وہ ہیں جو

03136357713, maktabazakariyamultan@gmail.com

جھوٹے وغلط کاموں میں شریک نہیں ہوتے اور جب وہ لغو وفضول کاموں کے پاس سے گزرتے ہیں تو خاموشی وشرافت سے گزر جاتے ہیں اور جب ان کے سامنے آیاتِ خداوندی کی تلاوت ہو اور ان کو وعظ ونصیحت کی جائے تو وہ اُن پر بہرے واندھے ہو کر نہیں گر پڑتے۔

الشق الثانی .....وَاللّٰهِ مَا كَانَ لِيْ مِنْ عُذْرٍ وَاللّٰهِ مَا كُنْتُ قَطُّ اَقْوٰى وَلَا اَيْسَرَ مِنِّيْ حِيْنَ تَخَلَّفْتُ عَنْكَ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَمَّا هٰذَا فَقَدْ صَدَقَ فَقُمْ حَتّٰى يَقْضِيَ اللّٰهُ فِيْكَ فَقُمْتُ وَسَارَ رِجَالٌ مِنْ بَنِيْ سَلَمَةَ فَاتَّبَعُوْنِيْ فَقَالُوْا لِيْ وَاللّٰهِ مَا عَلِمْنَاكَ كُنْتَ اَذْنَبْتَ ذَنْبًا قَبْلَ هٰذَا وَلَقَدْ عَجَزْتَ اَنْ لَاتَكُوْنَ اِعْتَذَرْتَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِمَا اِعْتَذَرَ اِلَيْهِ الْمُخَلَّفُوْنَ قَدْ كَانَ كَافِيْكَ ذَنْبَكَ اِسْتِغْفَارُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَكَ ۔ فَوَاللّٰهِ مَازَالُوْا يُؤَنِّبُوْنِيْ حَتّٰى اَرَدْتُ اَنْ اَرْجِعَ فَاُكَذِّبَ نَفْسِيْ ثُمَّ قُلْتُ لَهُمْ هَلْ لَقِيَ هٰذَا مَعِيَ اَحَدٌ قَالُوْا نَعَمْ رَجُلَانِ قَالَا مِثْلَ مَاقُلْتَ فَقِيْلَ لَهُمَا مِثْلُ مَا قِيْلَ لَكَ ۔ (ص۵۲۔مجلس نشریاتِ اسلام)

عبارت پر اعراب لگائیں، ترجمہ کریں اور خط کشیدہ الفاظ کی لغوی وصرفی تحقیق سپردِ قلم کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) الفاظِ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق۔

جواب ..... ❶ عبارت پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ اللہ کی قسم مجھے کوئی عذر نہیں تھا، اللہ کی قسم میں کبھی زیادہ طاقتور اور مال دار نہیں تھا جس وقت میں آپ ﷺ سے پیچھے رہا تو آپ ﷺ نے فرمایا لیکن اس نے سچ بولا ہے لہٰذا تو کھڑا ہو جا حتی کہ اللہ تعالی تیرے بارے میں فیصلہ کریں، تو میں کھڑا ہوا اور بنی سلمۃ سے کچھ لوگ چلے تو وہ میرے پیچھے آئے انہوں نے مجھ سے کہا اللہ کی قسم ہمیں معلوم نہیں ہے کہ تو نے اس پہلے کوئی گناہ کیا ہو تو اس بات سے عاجز ہو گیا کہ تو نے وہ عذر پیش نہیں کیا جو پیچھے رہنے والوں نے کیا تجھے تیرے گناہ کے متعلق نبی کا تیرے لئے استغفار کرنا کافی ہو جاتا اللہ کی قسم وہ ہمیشہ مجھے ملامت کرتے رہے حتی کہ میں نے ارادہ کیا کہ میں لوٹ جاؤں اور اپنی تکذیب کروں، پھر میں نے ان سے کہا کہ کیا یہ بات میرے ساتھ کسی اور نے پائی ہے، لوگوں نے کہا کہ ہاں وہ دو مرد ہیں۔ انہوں نے تیری بات کے مثل کہا ہے تو ان سے اس کی مثل کہا گیا جو تیرے لئے کہا گیا ہے۔

❸ الفاظِ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق:۔ "قِيْلَ" صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی مجہول از مصدر قَوْلًا (نصر، اجوف) بمعنی کہنا۔

"يَقْضِيَ" صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع معلوم از مصدر قضاءً (ضرب، ناقص) بمعنی فیصلہ کرنا۔

"قُمْتُ" صیغہ واحد متکلم فعل ماضی معلوم از مصدر قِيَامًا (نصر، اجوف) بمعنی کھڑا ہونا۔

"فَاتَّبَعُوْنِيْ" صیغہ جمع مذکر امر حاضر معلوم از مصدر اِتِّبَاع (افتعال) بمعنی پیروی کرنا، پیچھے چلنا۔

"فَاُكَذِّبَ" صیغہ واحد متکلم فعل مضارع معلوم از مصدر تکذیب (تفعیل) بمعنی جھٹلانا وتکذیب کرنا۔

"لَقِيَ" صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم از مصدر لِقَاءً لِقَايَةً (سمع، ناقص) بمعنی پانا، دیکھنا، ملاقات کرنا۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۷ھ

الشق الاوّل .....كَانَ مِنْ اَخْلَاقِ مُعَاوِيَةَ اَنَّهٗ كَانَ يَأْذَنُ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ خَمْسَ مَرَّاتٍ، كَانَ اِذَا صَلَّى الْفَجْرَ جَلَسَ لِلْقَاصِّ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْ قَصَصِهٖ ثُمَّ يَدْخُلُ فَيُؤْتٰى بِمَصْحَفِهٖ فَيَقْرَأُ جُزْأَهٗ ۔ ثُمَّ يَدْخُلُ اِلٰى مَنْزِلِهٖ فَيَأْمُرُ وَيَنْهٰى ثُمَّ يُصَلِّيْ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ يَخْرُجُ اِلٰى مَجْلِسِهٖ فَيَأْذَنُ لِخَاصَّتِهٖ الْخَاصَّةِ فَيُحَدِّثُهُمْ وَيُحَدِّثُوْنَهٗ وَيَدْخُلُ عَلَيْهِ وُزَرَاؤُهٗ فَيُكَلِّمُوْنَهٗ فِيْمَا يُرِيْدُوْنَ مِنْ يَوْمِهِمْ اِلَى الْعَشِيِّ ثُمَّ يُؤْتٰى بِالْغَدَاءِ الْاَصْغَرِ وَهُوَ فَضْلَةُ عَشَائِهٖ مِنْ جَدْيٍ بَارِدٍ اَوْ فَرَخٍ وَمَا يَشْبَهُهٗ ثُمَّ يَتَحَدَّثُ طَوِيْلًا ۔ (ص۸۷۔مجلس نشریاتِ اسلام)

عبارت پر اعراب لگائیں، سلیس ترجمہ کریں، خط کشیدہ عبارت کی ترکیب کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں۔ (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) عبارتِ مخطوطہ کی ترکیب۔

جواب ..... ❶ عبارت پر اعراب:۔ **کمامرّ فی السوال آنفا۔**

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ معاویہ رضی اللہ عنہ کی عادات میں سے یہ بات ہے کہ وہ دن اور رات میں پانچ دفعہ ملاقات کی اجازت دیتے تھے جب صبح کی نماز پڑھ لیتے تھے بیان کرنے والے کیلئے بیٹھ جاتے حتی کہ وہ اپنے بیان سے فارغ ہوجاتا پھر حجرہ میں داخل ہوتے تو آپ رضی اللہ عنہ کا مصحف لایا جاتا تو اس کا ایک حصہ (پارہ) پڑھتے پھر اپنے گھر کی طرف داخل ہوتے جو حکم کرنا ہوتا اس کا حکم فرماتے اور جس چیز سے روکنا ہوتا اس سے منع فرماتے پھر چار رکعات نماز پڑھتے پھر اپنی مجلس کی طرف نکلتے پھر خاص الخاص لوگوں کو اجازت دیتے آپ رضی اللہ عنہ ان سے اور وہ آپ رضی اللہ عنہ سے باتیں کرتے اور آپ رضی اللہ عنہ پر آپ کے وزراء داخل ہوتے تو اس دن شام تک انہوں نے جو کام کرنے ہوتے اس میں آپ رضی اللہ عنہ سے گفتگو کرتے پھر چھوٹا ناشتہ لایا جاتا اور وہ شام کا بچا ہوا بکری یا چوزہ وغیرہ کا ٹھنڈا گوشت ہوتا پھر دیر تک بات چیت کرتے۔

❸ عبارتِ مخطوطہ کی ترکیب:۔ **یدخل** فعل **علیه** جار ومجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے **وزراء ہ** مضاف ومضاف الیہ ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل ومتعلق سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ **ف** عاطفہ **یکلمون** فعل وفاعل ہٗ ضمیر مفعول بہ **فِی** جارہ **مَا** موصولہ **یریدون** فعل وفاعل **من** جارہ **یومهم** مضاف ومضاف الیہ ملکر مجرور، جار مجرور ملکر متعلقِ اوّل **الٰی العشی** جار ومجرور ملکر متعلقِ ثانی، فعل اپنے فاعل مفعول بہ دونوں متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جملہ معطوفہ ہوا۔

الشق الثانی .....وَلَمَّا كَانَ التَّاسِعُ حَدَثَتْ عَلَيْهِ غَشْيَةٌ وَامْتَنَعَ مِنْ تَنَاوُلِ الْمَشْرُوْبِ فَاشْتَدَّ الْخَوْفُ فِي الْبَلَدِ وَخَافَ النَّاسُ وَنَقَلُوْا الْاَقْمِشَةَ مِنَ الْاَسْوَاقِ وَغَشِيَ النَّاسُ مِنَ الْكَآبَةِ وَالْحُزْنِ مَالَا يُمْكِنُ حِكَايَتُهٗ وَلَقَدْ كُنْتُ اَنَا وَالْقَاضِي الْفَاضِلُ نَقْعُدُ فِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ اِلٰى اَنْ يَمْضِيَ مِنَ اللَّيْلِ ثُلُثَةٌ اَوْقَرِيْبٌ مِنْهُ ثُمَّ نَحْضُرُ فِيْ بَابِ الدَّارِ فَاِنْ وَجَدْنَا طَرِيْقًا دَخَلْنَا وَشَاهَدْنَاهُ وَانْصَرَفْنَا وَ اِلَّا عَرَّفُوْنَا اَحْوَالَهٗ وَكُنَّا نَجِدُ النَّاسَ يَتَرَقَّبُوْنَ خُرُوْجَنَا اِلٰى اَنْ يُلَاقُوْنَا حَتّٰى يَعْرِفُوْا اَحْوَالَهٗ مِنْ صَفَحَاتِ وُجُوْهِنَا۔ (ص۱۱۶۔ مجلس نشریاتِ اسلام)

عبارت پر اعراب لگائیں، ترجمہ کریں اور خط کشیدہ الفاظ کی لغوی وصرفی تحقیق لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) الفاظِ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق۔

جواب ..... ❶ عبارت پر اعراب:۔ **کمامرّ فی السوال آنفا۔**

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ اور جب نویں کا چاند ہوا تو آپ پر بے ہوشی طاری ہوگئی اور کسی چیز کے پینے سے رک گئے تو شہر میں خوف سخت ہوگیا اور لوگ ڈر گئے اور بازاروں سے سامان منتقل کرلیا اور لوگوں پر غم اور حزن چھا گیا جس کو بیان کرنا ممکن نہیں ہے بیشک میں اور قاضی فاضل ہر رات بیٹھے رہتے تھے، یہاں تک کہ تہائی رات یا اس کے قریب رات کا حصہ گزر جاتا پھر ہم گھر کے دروازہ پر حاضر ہوتے پھر اگر راستہ پاتے تو اندر داخل ہوجاتے اور ان کو دیکھ کر واپس آجاتے ورنہ گھر والے ہمیں ان کے احوال بتادیتے اور ہم لوگوں کو پاتے تھے کہ وہ ہمارے نکلنے کے اس لئے منتظر ہوتے تھے کہ ہم سے مل کر اس کے احوال جانیں۔

❸ الفاظِ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق:۔ "اَللَّيْلُ" یہ مفرد ہے اس کی جمع لَيَالِيْ ہے بمعنی رات۔

"حَدَثَتْ" صیغہ واحد مؤنث غائب فعل ماضی معلوم از مصدر حُدُوْثًا (نصر) بمعنی پیدا ہونا، واقع ہونا۔

"اِشْتَدَّ" صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم از مصدر اشتدادًا (افتعال، مضاعف) بمعنی قوی ہونا۔

"اَسْوَاقٌ" یہ جمع ہے اس کا مفرد سُوْقٌ ہے بمعنی بازار۔ مصدر سَوْقًا (نصر، اجوف) بمعنی ہانکنا، پنڈلی پر مارنا۔

"ثُلُثٌ" مفرد ہے اسکی جمع اَثْلَاثٌ ہے بمعنی تہائی۔ "طَرِيْقٌ" یہ مفرد ہے اسکی جمع طُرُقٌ، اَطْرُقٌ، اَطْرِقَةٌ ہے بمعنی راستہ۔

"يَعْرِفُوْا" صیغہ جمع مذکر غائب فعل مضارع معلوم از مصدر مَعْرِفَةً (ضرب) بمعنی پہچاننا۔

﴿السوال الثالث﴾ ﴿عقیدہ طحاویہ﴾ ۱۴۳۷ھ

الشق الاوّل .....ولانفضل أحدًا من الأولياء على احد من الأنبياء ونقول نبی واحد أفضل من جميع الأولياء۔ (ص۱۵۔ امدادیہ) ترجم العبارة واشرحها كاملًا۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل دو امور ہیں۔(۱) عبارت کا ترجمہ (۲) عبارت کی تشریح۔

جواب ..... ❶ عبارت کا ترجمہ:۔ اور ہم نہیں فضیلت دیتے اولیاء میں سے کسی ولی کو انبیاء علیہم السلام میں سے کسی بھی نبی پر اور ہم کہتے ہیں کہ کوئی ایک نبی بھی تمام اولیاء سے افضل واعلیٰ ہے۔

❷ عبارت کی تشریح:۔ عبارت کا حاصل یہ ہے کہ اہلسنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ کوئی بھی بڑے سے بڑا ولی خواہ وہ کتنی ہی عبادت وریاضت کرلے وہ کسی بھی چھوٹے سے چھوٹے نبی کے مقام ومرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا اسلئے کہ متعدد کمالات واوصاف ایسے ہیں جن سے صرف انبیاء علیہم السلام متصف ہوتے ہیں اور اولیاء محروم ہوتے ہیں مثلاً ① حضرات انبیاء علیہم السلام معصوم ہوتے ہیں اور اولیاء معصوم نہیں ہوتے۔

② حضرات انبیاء علیہم السلام پر وحی آتی ہے وہ فرشتہ کا مشاہدہ کرتے ہیں اور اولیاء اس اعزاز سے محروم ہوتے ہیں۔

③ حضرات انبیاء علیہم السلام براہِ راست احکامِ الٰہیہ کی تبلیغ وراہنمائی پر مامور ہیں اور اولیاء براہِ راست اس کام پر مامور نہیں ہیں۔

پس ان کمالات واعزازات کی وجہ سے کوئی ایک نبی بھی دنیا بھر کے تمام اولیاء، اتقیاء، قطب، ابدال حتیٰ کہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی افضل واعلیٰ ہے۔

الشق الثانی.....**ومن احسن القول فی أصحاب النبی ﷺ وازواجه و ذریاته فقد برئ من النفاق وعلماء السلف من الصالحین والتابعین ومن بعدهم من اهل الخیر والاثر واهل الفقه والنظر لایذکرون الا بالجمیل ومن ذکرهم بسوء فهو علی غیر السبیل ۔** (ص۱۵۔امدادیہ)

ترجم العبارة واضحة ۔ اشرح العبارة جمیلا ۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں دو امور توجہ طلب ہیں (۱) عبارت کا ترجمہ (۲) عبارت کی تشریح۔

جواب ..... ❶ عبارت کا ترجمہ:۔ اور جو شخص رسول اللہ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم، ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن اور آپ کی آل اولاد کے متعلق قولِ حسن اختیار کرے وہ شخص نفاق سے بری ہے اور علماءِ سلفِ صالحین اور تابعین وتبع تابعین اور بعد کے اہلِ خیر، اہلِ حدیث، اہلِ فقہ اور اہلِ نظر وفکر کا تذکرہ بھی اچھے انداز میں کیا جائیگا اور جو شخص انکا تذکرہ بُرے انداز میں کرے تو وہ شخص راہِ راست سے بھٹکا ہوا ہے۔

❷ عبارت کی تشریح:۔ مصنفؒ کی عبارت کا حاصل یہ ہے کہ آپ ﷺ کے جملہ متعلقین خواہ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہوں یا ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن ہوں یا آپ کی آل اولاد کے دیگر افراد ہوں جو شخص انکے متعلق اچھی بات کرے گا ایسا شخص منافق ہونے سے بری ہے تو گویا جو ان کے متعلق بری بات کرے گا وہ منافق ہوگا۔

اسی طرح جو شخص علماءِ سلفِ صالحین، تابعین وتبع تابعین اور اسی طرح بعد کے جملہ اہلِ خیر خواہ وہ اہلِ حدیث ہوں یا اہلِ فقہ یا اہلِ نظر وفکر یا کسی بھی علم وفن سے تعلق رکھنے والے ہوں اُن کا تذکرہ اچھے انداز میں کرے گا وہ راہِ راست پر ہے اور اگر کوئی ان شخصیات کا تذکرہ بُرے انداز میں کرے تو ایسا شخص گمراہ اور راہِ راست سے بھٹکا ہوا ہے۔

0313 6357913, maktabahazakariyamultan@gmail.com

﴿الورقة السادسة: فی الادب العربی والعقائد﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ﴿مختارات﴾ ۱۴۳۸ھ

الشق الاوّل.....اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ اَصْدَقَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰهِ وَاَوْثَقَ الْعُرٰی کَلِمَةُ التَّقْوٰی وَخَیْرَ الْمِلَلِ مِلَّةُ اِبْرَاهِیْمَ وَخَیْرَ السُّنَنِ سُنَّةُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَاَشْرَفَ الْحَدِیْثِ ذِکْرُاللّٰهِ وَاَحْسَنَ الْقَصَصِ هٰذَا الْقُرْآنُ وَخَیْرَ الْاُمُوْرِ عَوَازِمُهَا وَشَرَّالْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَاَحْسَنَ الْهَدْیِ هَدْیُ الْاَنْبِیَاءِ وَاَشْرَفَ الْمَوْتِ قَتْلُ الشُّهَدَاءِ وَاَعْمَی الْعَمٰی اَلضَّلَالَةُ بَعْدَ الْهُدٰی وَخَیْرَ الْعِلْمِ مَانَفَعَ وَخَیْرَ الْهَدْیِ مَااتُّبِعَ وَشَرَّ الْعَمٰی عَمَی الْقَلْبِ وَالْیَدَ الْعُلْیَا خَیْرٌ مِّنَ الْیَدِ السُّفْلٰی وَمَاقَلَّ وَکَفٰی خَیْرٌمِّمَّا کَثُرَ وَاَلْهٰی وَشَرَّ الْمَعْذِرَةِ حِیْنَ یَحْضُرُ الْمَوْتُ وَشَرَّالنَّدَامَةِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ لَا یَاْتِی الصَّلَاةَ اِلَّا دُبُرًا وَمِنْهُمْ لَایَذْکُرُاللّٰهَ اِلَّا هَجْرًا۔ (ص۳۰۔مجلس نشریات اسلام)

عبارت پر اعراب لگا کر سلیس ترجمہ کریں، خط کشیدہ الفاظ کے مفرد وجمع لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں۔(۱)عبارت پر اعراب (۲)عبارت کا ترجمہ (۳)الفاظ کے مفرد وجمع۔

جواب..... ❶ عبارت پر اعراب:۔ **كمامرّ فى السوال آنفا۔**

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ یقیناً سب سے زیادہ سچی بات اللہ کی کتاب ہے۔اور سب سے مضبوط دستہ تقوی کی بات ہے اور تمام شریعتوں سے بہتر شریعتِ ابرہیم علیہ السلام ہے اور تمام طریقوں سے بہتر محمد ﷺ کا طریقہ ہے۔اور معزز ترین بات اللہ کا ذکر ہے، سب سے اچھا بیان یہ قرآن ہے اور سب سے بہتر کام وہ ہے جس پر پکا ارادہ کیا گیا ہو اور بدترین وہ کام ہیں جو نئے بنائے گئے ہوں اور سب سے اچھی سیرت انبیاء علیہم السلام کی سیرت ہے اور سب سے عزت والی موت شہداء کی موت ہے اور بدترین اندھا ہونا دل کا اندھا ہونا ہے اور بہترین علم وہ ہے جو فائدہ دے اور بہتر طریقہ وہ ہے جس کی اتباع کی جائے اور سب سے زیادہ دل کا اندھا پن ہدایت کے بعد گمراہی ہے اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔اور جو چیز کم ہو اور کافی ہو وہ اس سے بہتر ہے جو زیادہ ہو اور غافل کردے۔بدترین معافی اس وقت کی ہے جبکہ موت حاضر ہو جائے اور بدترین شرمندگی قیامت کے دن کی ہے، بعض لوگ وہ ہیں جو نماز میں نہیں آتے مگر بعد میں اور بعض لوگ وہ ہیں جو ذکر اللہ کی بجائے فحش باتیں کرتے ہیں۔

❸ الفاظ کے مفرد وجمع:۔

مفرد	جمع	معانی	مفرد	جمع	معانی
كتاب	كُتُبٌ	کتاب	كلمة	كَلِمٌ	لفظ
ملةٌ	مِلَلٌ	مذہب وشریعت	سنة	سُنَنٌ	خصلت وطریقہ
قِصَّةٌ	قِصَصٌ	واقعہ وکہانی	مَوْتٌ	اَمْوَاتٌ	مرنا، ویران ہونا
عَازِمٌ	عَوَازِمُ	پکا ارادہ	صَلٰوة	صلواتٌ	دعا

الشق الثانی.....اِنَّ مِنْ تَوْبَتِیْ اَنْ اَنْخَلِعَ مِنْ مَالِیْ صَدَقَةً اِلَی اللّٰهِ وَاِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَمْسِكْ عَلَيْكَ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ قُلْتُ فَاِنِّیْ اُمْسِكُ سَهْمِیَ الَّذِیْ بِخَيْبَرَ، فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ اِنَّمَا نَجَّانِیْ بِالصِّدْقِ وَاِنَّ مِنْ تَوْبَتِیْ اَنْ لَا اُحَدِّثَ اِلَّا صِدْقًا مَابَقِيْتُ فَوَاللّٰهِ مَا اَعْلَمُ اَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ اَبْلَاهُ اللّٰهُ فِیْ صِدْقِ الْحَدِيْثِ مُنْذُ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِلٰی يَوْمِیْ هٰذَا اَحْسَنَ مِمَّا اَبْلَانِیْ وَمَا تَعَمَّدْتُ مُنْذُ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِلٰی يَوْمِیْ هٰذَا كِذْبًا وَاِنِّیْ لَاَرْجُوْا اَنْ يَحْفَظَنِیَ اللّٰهُ فِيْمَا بَقِيْتُ۔

عبارت پر اعراب لگائیں، ترجمہ کریں، خط کشیدہ الفاظ کے صیغے تحریر کریں۔(ص ۵۶۔مجلس نشریاتِ اسلام)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں۔(۱)عبارت پر اعراب (۲)عبارت کا ترجمہ (۳)الفاظ مخطوطہ کے صیغے۔

جواب..... ❶ عبارت پر اعراب:۔ **كمامرّ فى السوال آنفا۔**

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ یارسول اللہ میری توبہ میں سے یہ ہے کہ میں اپنے مال سے نکلتا ہوں اس سے علیحدہ ہوتا ہوں اللہ اور رسول اللہ کی طرف صدقہ کرتے ہوئے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے پاس اپنے مال کا کچھ حصہ روک لے یہ تیرے لئے بہتر ہے، میں نے کہا تو میں اپنا وہ حصہ روکتا ہوں جو خیبر میں تھا، میں نے کہا یارسول اللہ بیشک اللہ نے مجھے سچ کی وجہ سے نجات دی ہے اور میری توبہ میں سے یہ ہے کہ جب تک میں زندہ رہوں گا تو سچ ہی بیان کیا کروں گا (بولا کروں گا) تو اللہ کی قسم میں مسلمانوں میں سے کسی ایک کو نہیں جانتا جس کو اللہ نے سچ بولنے کے اوپر انعام دیا ہو جب سے میں نے اس کو رسول اللہ کے لئے ذکر کیا میرے اس دن تک زیادہ اچھا اس انعام سے جو اللہ نے مجھے پر کیا۔اور جب سے میں نے یہ بات آپ ﷺ سے ذکر کی ہے اس سے لے کر آج تک میں نے جھوٹ بولنے کا ارادہ نہیں کیا اور میں امید کرتا ہوں بقیہ عمر میں اللہ میری حفاظت فرمائے گا۔

③ الفاظِ مخطوطہ کے صیغے :۔ "اَمْسِكُ" صیغہ واحد مذکر امر حاضر معلوم از مصدر اِمْسَاكًا (افعال) بمعنی روکنا۔
"اَنْخَلِعُ" صیغہ واحد متکلم فعل مضارع معلوم از مصدر انخلاعًا (انفعال) بمعنی ہٹنا، اُکھڑنا، زائل ہونا۔
"اَمْسِكُ" صیغہ واحد متکلم فعل مضارع معلوم از مصدر اِمْسَاكًا (افعال) بمعنی روکنا۔
"نَجَّانِیْ" صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم از مصدر تَنْجِیَةً (تفعیل، ناقص) بمعنی رہائی ونجات دلانا۔
"اَعْلَمُ" صیغہ واحد متکلم فعل مضارع معلوم، واحد مذکر اسم تفضیل از مصدر عِلْمًا (سمع) بمعنی جاننا۔
"تَعَمَّدْتُ" صیغہ واحد متکلم فعل ماضی معلوم از مصدر تَعَمُّدًا (تفعل) بمعنی ارادہ کرنا، ٹیک لگانا۔
"اَرْجُوْ" صیغہ واحد متکلم فعل مضارع معلوم از مصدر رَجَاءٌ، رَجَاةٌ، رَجَاءَةٌ (سمع، ناقص) بمعنی امید رکھنا، خوف کرنا۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۸ھ

الشق الاوّل.....لَایَزَالُ الْاِنْسَانُ مُسْتَمِرًّا فِیْ اِقْبَالِهٖ مَالَمْ یَعْثُرْ، فَاِذَا عَثَرَ لَجَّ بِهِ الْعِثَارُ وَاِنْ مَشٰی فِیْ جُدَدِ الْاَرْضِ وَحَذْرِیْ عَلَی السُّلَحْفَاةِ خَیْرِ الْاَصْدِقَاءِ الَّتِیْ خَلَّتُهَا لَیْسَتْ لِلْمُجَارَاةِ وَلَالِالْتِمَاسِ مُكَافَاةٍ، وَلٰكِنَّهَا خُلَّةُ الْكَرَمِ وَالشَّرَفِ خُلَّةٌ هِیَ اَفْضَلُ مِنْ خُلَّةِ الْوَالِدِ لِوَلَدِهٖ خُلَّةٌ لَا یَزِیْلُهَا اِلَّا الْمَوْتُ، وَیْحَ لِهٰذَا الْجَسَدِ الْمُوَكَّلِ بِهِ الْبَلَاءُ الَّذِیْ لَایَزَالُ فِیْ تَصَرُّفٍ وَتَقَلُّبٍ وَلَایَدُوْمُ لَهٗ شَیْئٌ وَلَایَلْبَثُ مَعَهٗ اَمْرٌ كَمَالَا یَدُوْمُ لِلطَّالِعِ مِنَ النُّجُوْمِ طُلُوْعٌ وَلَالِلْاٰفِلِ مِنْهَا اُفُوْلٌ لٰكِنْ لَا یَزَالُ الطَّالِعُ مِنْهَا اَفِلًا وَالْاٰفِلُ مِنْهَا طَالِعًا وَكَمَا تَكُوْنُ الْاَلَمُ الْكُلُوْمِ وَانْتِقَاضُ الْجِرَاحَاتِ، كَذٰلِكَ مَنْ قُرِحَتْ كُلُوْمُهٗ بِفَقْدِ اِخْوَانِهٖ بَعْدَ اِجْتِمَاعِهٖ بِهِمْ۔

عبارت کو خوشخط لکھ کر اعراب لگائیں، سلیس ترجمہ کریں۔ (ص ۶۸۔ مجلس نشریاتِ اسلام)

جواب..... ① عبارت پر اعراب :۔ كمامرّ فی السوال آنفا۔

② عبارت کا ترجمہ :۔ کہ انسان ہمیشہ اپنے بخت میں رہتا ہے جب تک پھسلے اور گرے نہ، جب پھسل جائے تو پھر پھسلنا اس کو لازم ہوجاتا ہے اگرچہ وہ سیدھی اور سخت زمین میں چلے، میرا خوف بہترین دوست کچھوے پر ہے جس کی دوستی بدلہ کیلئے ہے اور نہ عوض کی تلاش کے لئے ہے لیکن وہ شرافت کی دوستی ہے اور یہ ایسی دوستی ہے جو والد کی اپنی اولاد کے لئے دوستی سے افضل ہے جس کو موت کے علاوہ کوئی چیز ختم نہیں کرسکتی، افسوس ہے اس جسم کیلئے جس پر آزمائش مقرر کردی گئی ہے جو ہمیشہ الٹ پلٹ ہونے میں رہتا ہے اور کوئی چیز اس کے لئے ہمیشہ نہیں رہتی۔ اور کوئی معاملہ اس کے ساتھ نہیں ٹھہرتا جیسے طلوع ہونے والے ستارہ کیلئے طلوع ہونا اور غروب ہونے والے کیلئے غروب ہونا ہمیشہ نہیں رہتا ہے، لیکن ان میں سے طلوع ہونے والا غروب ہونے والا اور غروب ہونے والا طلوع ہونے والا ہمیشہ رہتا ہے اور جیسے زخموں کی تکلیف اور زخموں کا لوٹنا ہوتا ہے اسی طرح وہ شخص ہے جس کے زخم پھوڑے ہوگئے ہوں دوستوں کے گم ہونے کی وجہ سے ان کے ساتھ جمع ہونے کے بعد۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

الشق الثانی.....فَقُلْتُ: شَیْخٌ ضَعِیْفٌ لَیْسَ صَنَاعَتُهٗ كَصَنَاعَتِكُمْ وَضُرِبَ عَلَی الْجُوْعِ لِلْقَتْلِ سِیَاطًا یَسِیْرَةً، اِلَّا اَنَّهٗ لَمْ یَمُتْ وَعَالَجُوْهُ وَبَرَأَ اِلَّا اَنَّ مَوْضِعًا فِیْ صُلْبِهٖ یُوْجِعُهٗ وَجَعًا لَیْسَ لَهٗ عَلَیْهِ صَبْرٌ، قَالَ: فَضَحِكَ، فَقُلْتُ: مَا لَكَ؟ قَالَ الَّذِیْ عَالَجَهٗ كَانَ حَائِكًا، قُلْتُ: اَیْشِ الْخَبَرُ؟ قَالَ: تُرِكَ فِیْ صُلْبِهٖ قِطْعَةُ لَحْمٍ مَیْتَةٍ لَمْ یَقْلَعْهَا، قُلْتُ: فَمَا الْحِیْلَةُ؟ قَالَ یُبَطُّ صُلْبُهٗ وَتُؤْخَذُ تِلْكَ الْقِطْعَةُ وَیُرْمٰی بِهَا وَاِنْ تُرِكَتْ بَلَغَتْ اِلٰی فُؤَادِهٖ فَقَتَلَتْهُ۔ (ص ۹۲۔ مجلس نشریاتِ اسلام)

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، یہ مضمون امام احمد بن حنبلؒ کے متعلق ہے، آپ انکے حالات کے متعلق جو جانتے ہیں وہ سپردِ قرطاس کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں۔ (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) امام احمد بن حنبلؒ کے حالات۔

جواب..... ① عبارت پر اعراب :۔ كمامرّ فی السوال آنفا۔

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ تو میں نے کہا ایک کمزور بوڑھا ہے اس کا فعل تمہارے فعل جیسا نہیں ہے اور بھوک کی حالت میں قتل کرنے کیلئے اس کو کوڑے مارے گئے ہیں مگر بیشک وہ مرا نہیں ہے اور انہوں نے اس کا علاج کیا اور وہ تندرست ہو گیا ہے مگر اس کی پشت میں ایسی جگہ ہے جو اس کو ایسی تکلیف دے رہی ہے جس پر وہ صبر نہیں کر سکتا، راوی کہتا ہے کہ وہ ہنس پڑا تو میں نے کہا تجھے کیا ہوا ہے؟ اس نے کہا جس نے اس کا علاج کیا تھا وہ ایک جولاہا تھا، میں نے کہا اس خبر کی کیا تفصیل ہے؟ اس نے کہا اس جولاہے نے گوشت کا مردار ٹکڑا اسکی پشت میں چھوڑا ہے اس کو نہیں ختم کیا، میں نے کہا تو پھر کیا حیلہ ہے؟ اس نے کہا اس کی پشت کو چیرا جائے اور وہ ٹکڑا لے کر اس کو پھینک دیا جائے اور اگر اس کو چھوڑ دیا گیا تو وہ اس کے دل تک پہنچ جائے گا اور اس کو قتل کر دے گا۔

❸ امام احمد بن حنبلؒ کے حالات:۔ امام احمد بن حنبلؒ بن ھلال کی کنیت ابوعبداللہ شیبانی ذھلی ہے، ان کے باپ کا نام محمد تھا، حنبل ان کے دادا کا نام ہے۔ ۱۶۴ھ میں ربیع الاوّل کے مہینہ میں بغداد میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے بچپن میں قرآن کریم حفظ کر لیا، اسکے بعد کلی طور پر حدیث کی طرف متوجہ ہو گئے اور حصول حدیث کے لئے بلاد کثیرہ کی طرف سفر کیا۔ حجاز کے سفر میں امام شافعیؒ سے ملاقات ہوئی اور ان سے فقہ اور اصول فقہ حاصل کیا پھر دوبارہ بغداد میں امام شافعیؒ سے ملاقات کی۔ علم حدیث اور علم روایت حدیث میں ان کا بلند مقام ہے اور یہ امامت اور اجتہاد کے مرتبہ پر فائز ہیں ان کو دس لاکھ احادیث یاد تھیں اور درس وتدریس اور افتاء کا شغل اختیار کیا تو ان کی مجلس میں طلباء اور سامعین کا ہجوم ہوتا تھا اور امام بخاریؒ وامام مسلمؒ اور امام ترمذیؒ وامام ابوداؤدؒ جیسے کبار محدثین کو ان سے شرف تلمذ حاصل ہے اور یہ زُہد وقناعت، توکل اور ورع، تواضع اور بادشاہوں کے اموال سے دور رہنے اور مکارم اخلاق میں اللہ تعالیٰ کی آیات میں سے ایک آیت تھے اور معتصم باللہ کی حکومت میں فتنہ اعتزال میں اللہ کے بارے میں اور سنت اور صحیح عقیدہ کے دفاع کرنے میں ان کو آزمائش میں ڈالا گیا اور ان کو وہ تکالیف دی گئیں جو بہت کم لوگوں کو دی گئیں ہیں مگر انہوں نے بہادروں جیسا صبر کیا اور پہاڑوں جیسی استقامت اختیار کی پھر متوکل کے زمانہ میں ان کو تکریم وتعظیم واعزاز اور عطایا وانعامات کے ذریعے آزمایا گیا مگر انہوں نے متوکلین اور زاہدین اور ربانیین جیسی استقامت اختیار کی اور سنتِ رسول ﷺ کی امداد کی اور اسلام سے دفاع کیا حتیٰ کہ علی بن مدینی نے جو اپنے زمانہ کے ایک امام الحدیث ہیں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ارتداد کے دن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور امتحان کے دن امام احمد بن حنبلؒ کے ذریعے اس دینِ حق کو عزت دی اور غالب کیا۔ جب آپ کسی آدمی کو دیکھو جو امام احمدؒ سے محبت کرتا ہو تو یقین کر لو کہ یہ شخص اہل السنّت میں سے ہے اور ۲۴۱ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ (مبشرات)

﴿السوال الثالث﴾ ﴿عقیدہ طحاویہ﴾ ۱۴۳۸ھ

الشق الاوّل..... وَ إِنَّ الْقُرْآنَ كَلَامُ اللّٰهِ مِنْهُ بَدَأَ بِلَا كَيْفِيَّةٍ قَوْلًا وَ أَنْزَلَهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَحْيًا وَ صَدَّقَهُ الْمُؤْمِنُوْنَ عَلٰى ذٰلِكَ حَقًّا وَ اَيْقَنُوْا اَنَّهٗ كَلَامُ اللّٰهِ تَعَالٰى بِالْحَقِيْقَةِ لَيْسَ كَكَلَامِ الْبَرِيَّةِ۔ (ص۶۔امدادیہ)

شکلی العبارة ثم ترجمیها ترجمة سلسة، من یقول بخلق القرآن وماذا عقیدتنا حول ذلك۔ من هم اهل القبلة و ما معنی عدم تکفیر هم بذنب ؟ الا یتوجه المنافق الی القبلة فماذا الحکم فیه ؟

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور حل طلب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) خلقِ قرآن کے قائلین کی نشاندہی اور ہمارا عقیدہ (۴) اہلِ قبلہ کی تعیین اور عدمِ تکفیر کا معنی۔

جواب..... ❶ عبارت پر اعراب:۔ **کما مرّ فی السوال آنفا۔**

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ اور بے شک قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ اس کتاب سے بغیر کسی کیفیت کے اللہ تعالیٰ کی بات کا اظہار ہوتا ہے۔ اس کتاب کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ پر وحی کی صورت میں نازل فرمایا اور مؤمنین نے حق سمجھتے ہوئے اس کی تصدیق کی اور انہوں نے اس بات پر یقین کیا کہ یہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کا کلام ہے یہ انسانوں کے کلام کی طرح مخلوق نہیں ہے۔

❸ خلقِ قرآن کے قائلین کی نشاندہی اور ہمارا عقیدہ:۔ خلقِ قرآن کے قائلین معتزلہ ہیں انہوں نے باری تعالیٰ سے کلامِ نفسی کی نفی کی ہے اور قرآن کریم کے حادث ومخلوق ہونے کا قول اختیار کیا ہے۔ ہمارا (اشاعرہ) کا عقیدہ یہ ہے کہ قرآن جو کہ

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

کلام اللہ ہے وہ ازلی وقدیم اور غیر مخلوق ہے، مطلق قرآن اور وہ کلام جو حروف واصوات سے مرکب ہے، وہ ہرگز قدیم وغیر مخلوق نہیں ہے جیسا کہ حنابلہ نے کہا کہ کلامِ الٰہی الفاظ وحروف سے مرکب ہونے کے باوجود بھی قدیم اور غیر مخلوق ہے۔

اہل السنۃ والجماعۃ اور معتزلہ کا قرآن مجید کے مخلوق اور غیر مخلوق ہونے میں اختلاف ہے لیکن اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ہمارا اور معتزلہ کا اصل اختلاف قرآن مجید کے مخلوق ہونے میں نہیں ہے بلکہ اصل اختلاف کلام ازلی ونفسی کے اثبات اور نفی میں ہے، اہل السنۃ کلام نفسی کو اللہ تعالیٰ کیلئے ثابت مانتے ہیں اور معتزلہ اس کی نفی کرتے ہیں تو اس نزاع کا اصل محل کلام اللہ کا نفسی ہونا یا نہ ہونا ہے۔

یہ بات اجماع سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ متکلم ہیں اور انبیاء علیہم السلام سے تواتر کے ساتھ ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ متکلم ہیں اور متکلم اسم مشتق ہے اس کا ماخذِ اشتقاق کلام ہے اور کسی شئ کے ساتھ ماخذِ اشتقاق کے قیام کے بغیر اس کے لئے مشتق کا اثبات ممتنع ہوتا ہے تو جب اللہ تعالیٰ متکلم ہیں تو ماخذِ اشتقاق یعنی کلام بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ قائم ہوگا اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ حادث چیز کا قیام نہیں ہوسکتا تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو کلام ثابت ہے وہ کلامِ نفسی ہے اس سے معلوم ہوا کہ کلامِ نفسی ثابت ہے۔

معتزلہ کی قرآن کریم کے حادث ہونے کی دلیل یہ ہے کہ قرآن کریم ایسی چیزوں کے ساتھ متصف ہے جو مخلوق کی صفات ہیں مثلاً اس کا پڑھا جانا، لکھا جانا اور حفظ کرنا وغیرہ۔ جواب کا حاصل یہ ہے کہ کلام نفسی کا قرأت، کتابت اور حفظ وغیرہ کے ساتھ اتصاف مجازی ہے۔ حقیقتاً یہ سب کلامِ نفسی پر دلالت کرنے والے امور کے اوصاف ہیں چنانچہ کلامِ نفسی کے مکتوب فی المصاحف ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس پر دلالت کرنے والے حروف کی صورتیں اور کتابت کے نقوش مکتوب ہیں۔ اسی طرح اس کے محفوظ فی القلوب ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس پر دلالت کرنے والے الفاظ کی وہ صورتیں محفوظ ہوتی ہیں جو خزانۂ خیال میں جمع شدہ ہیں اور مقروّ ومسموع ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس پر دلالت کرنے والے الفاظ کی قرأت ہوتی ہے اور وہی الفاظ سنے جاتے ہیں۔

❹ اہلِ قبلہ کی تعیین اور عدمِ تکفیر کا معنی:۔ اہل قبلہ کا مصداق وہ لوگ ہیں جو تمام ضروریاتِ دین (مثلاً حدوثِ عالم، حشر الاجساد، علم اللہ تعالیٰ بالکلیات والجزئیات اور ختم نبوت وغیرہ) پر ایمان رکھتے ہوئے قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے ہوں۔ اہلِ قبلہ کا مصداق وہ شخص قطعاً نہیں ہے جو صرف قبلہ رخ ہو کر نماز پڑھتا ہو چاہے وہ کسی قطعی حکم کا منکر بھی کیوں نہ ہو؟ کیونکہ قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز تو مسیلمہ کذاب بھی پڑھتا تھا مگر اس کے کافر ہونے پر پوری امت متفق ہے۔

قبلہ چونکہ شعائرِ اسلام میں سے ہے اور اسلام کے بعد سب سے بڑا رکن اور عظیم عمل نماز ہے اور یہ رکن (نماز) قبلہ کی طرف رخ کر کے ادا کیا جاتا ہے اس وجہ سے اسکی طرف نسبت کرتے ہوئے اہلِ قبلہ کہا جاتا ہے۔ مراد اس سے تمام ضروریاتِ دین پر ایمان لانے والا ہے۔

اہل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک مسلمان ومؤمن ہونے کیلئے تمام ضروریاتِ دین پر ایمان لانا ضروری ہے اور کافر ہونے کا مدار ضروریاتِ دین میں سے کسی ایک کے انکار پر ہے یعنی ضروریاتِ دین میں سے کسی ایک چیز کا منکر بھی کافر ہے مثلاً منکرِ ختم نبوت اور بعث بعد الموت کا منکر کافر ہے۔ اسی طرح منافق، روافض وقادیانی وغیرہ بظاہر اہلِ قبلہ ہیں مگر ضروریاتِ دین کے منکر ہونے کی وجہ سے کافر ہیں۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

الشق الثانی ..... **وفی دعاء الاحیاء للاموات وصدقتهم منفعة للاموات ..... ونحب اصحاب النبی ﷺ ولا نفرط فی حب احد منهم ولا نتبرأ من احد منهم و نبغض من یبغضهم ..... وبغضهم کفر و نفاق وطغیان. اذکر حکم انتفاع الاموات باعمال الاحیاء و بأیصال الثواب الیهم ۔ ماذا یرید المصنف باثبات الحب للصحابة وعدم التفریط فی حقهم والتبرؤ منهم ۔ هل العبارة تدل علی ان بغض الصحابة "کفر" ام لا؟ بیّن حکمه بالتفصیل فی ضوء الدلیل ۔** (ص۱۴۔ امدادیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾ .....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) مُردوں کو زندوں کے اعمال کا نفع اور ایصالِ ثواب کا حکم (۲) حُبِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے اثبات اور تفریط کی نفی کی وضاحت (۳) بغضِ صحابہ رضی اللہ عنہم کا حکم مع الدلیل۔

جواب ..... ❶ مُردوں کو زندوں کے اعمال کا نفع اور ایصالِ ثواب کا حکم:۔ ایک شخص کی دعا وصدقہ کا ثواب دوسرے شخص کو پہنچنا

نصوص شرعیہ سے ثابت اور تمام امت کا اجماعی مسئلہ ہے، تلاوتِ قرآن کا ثواب پہنچنے کا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ انکار کرتے ہیں اور ان کی دلیل آیت کریمہ **وان لیس للانسان الا ماسعی** کا مفہوم عام ہے۔ جمہور ائمہ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دعا وصدقہ کی طرح ہر نفلی عبادت کا ثواب دوسرے کو پہنچتا ہے۔ تفسیر قرطبی میں لکھا ہے کہ احادیثِ کثیرہ اس پر شاہد ہیں کہ مؤمن کو دوسرے شخص کی طرف سے عملِ صالح کا ثواب پہنچتا ہے۔ تفسیر مظہری میں وہ احادیث جمع کی گئی ہیں۔ (معارف القرآن ج ۸ ص ۲۱۹)

امام شافعیؒ کی دوسری دلیل یہ ہے کہ صدقہ، دعا اور حج کے علاوہ دیگر عبادتوں کا ایصالِ ثواب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت نہیں ہے۔ ابن المبارکؒ نے اس کا جواب دیا ہے کہ ثبوت کی ضرورت بھی کیا ہے؟ جب صدقہ کا ایصالِ ثواب بالاجماع ثابت ہے تو اسی پر باقی عبادتوں کو قیاس کیا جائیگا۔ کسی مسئلہ کے ہر ہر جزء کا ثبوت ضروری نہیں ہے ورنہ پھر قیاس کی ضرورت ہی کیا تھی؟۔

❷ حُبِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے اثبات اور تفریط کی نفی کی وضاحت:۔ امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم سے محبت کرتے ہیں وہ معیارِ حق اور رُشد وہدایت کے ستارے بلکہ آفتاب ومہتاب ہیں، ہم کسی ایک صحابی کی محبت میں افراط وتفریط سے بھی کام نہیں لیتے یعنی حد سے تجاوز بھی نہیں کرتے اور کسی ایک صحابی سے بیزاری وبراءت کا اظہار بھی نہیں کرتے، جیسا کہ روافض وخوارج اور زنادقہ نے کہا کہ ایک گروہ نے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مقام وعظمت کا بالکل انکار کردیا اور دوسرے گروہ نے بعض شخصیا ت کو حد سے زیادہ مقام دیا، حتیٰ کہ زنادقہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو الٰہ کا درجہ دیا اور کسی نے ان کے اسلام کا ہی انکار کردیا تو امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ افراط وتفریط کے بغیر حبِ صحابہ رضی اللہ عنہم ہمارا عقیدہ وایمان کا حصہ ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جگہ ارشاد فرمایا کہ میرے سب صحابہ عادل ہیں، ایک جگہ فرمایا کہ مسئلۂ قدر اور میرے صحابہ کو زیر بحث نہ لاؤ اس سے اجتناب کرو اور وہ اخلاص وللّٰہیت اور خلوص ووفاء کی آخری منزل تک پہنچے ہوئے تھے اسی لئے فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی اُحد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے تب بھی وہ میرے صحابہ کے ایک مُد خرچ کرنے کے برابر بھی نہیں پہنچ سکتا، فرمایا کہ میرے صحابہ کے متعلق اللہ تعالیٰ سے ڈرنا ان کو میرے بعد اعتراضات کا نشانہ نہ بنانا، جو ان سے محبت کرے گا وہ مجھ سے محبت کی وجہ سے ہی ان سے محبت کرے گا اور جو اُن سے بُغض ودشمنی کرے گا وہ بھی مجھ سے بُغض وعداوت کی وجہ سے ان سے دشمنی کرے گا، جو اُن کو تکلیف دے گا اس نے مجھے تکلیف دی اور جس نے مجھے تکلیف دی اُس نے اللہ کو تکلیف دی اور جس نے اللہ کو تکلیف دی اُس کو عنقریب اللہ تعالیٰ عذاب میں مبتلا کرے گا۔ فرمایا کہ میرے صحابہ کا اکرام کرو اس لئے کہ وہ تم میں سے سب سے بہترین لوگ ہیں پھر وہ لوگ ہیں پھر وہ لوگ جو اُن سے ملے ہوئے ہیں پھر وہ لوگ جو اُن سے ملے ہوئے ہیں پھر کذب کا ظہور ہوگا۔ فرمایا کہ اُس مسلمان کو آگ نہیں چُھوئے گی جس نے مجھے دیکھا یا اُس کو دیکھا جس نے مجھے دیکھا۔

❸ بُغضِ صحابہ رضی اللہ عنہم کا حکم مع الدلیل:۔ امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ جو لوگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بُغض وعداوت رکھتے ہیں ہم اُن سے بُغض وعداوت رکھتے ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بُغض وعداوت رکھنا کفر وفسق، نفاق وسرکشی ہے۔ اس عبارت سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ بُغضِ صحابہ کفر ونفاق ہے۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چند ارشادات حُبِ صحابہ رضی اللہ عنہم، عظمت ومقام صحابہ کے متعلق اور ایک طویل حدیث بُغضِ صحابہ کے متعلق اوپر ذکر کی گئی ہے۔ مزید یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے صحابہ کو بُرا بھلا مت کہو، دوسری جگہ ارشاد فرمایا کہ جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کو سب وشتم کا نشانہ بنا رہے ہیں تو تم ان سے کہو کہ تمہارے شر پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔ ایک حدیث میں ارشاد فرمایا کہ جب فتنے ظاہر ہوں گے اور میرے صحابہ کو بُرا بھلا کہا جائے گا اُس وقت علماء اپنے علم کا اظہار کریں (یعنی ان کو سمجھائیں اور وعیدیں سنائیں) اگر علماء یہ کام نہ کریں گے تو اُن پر اللہ تعالیٰ کی، فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت ہوگی۔

چنانچہ محدثِ جلیل حافظ الحدیث ابوزرعہ رازیؒ فرماتے ہیں کہ جب تم کسی کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تنقید وتنقیص کرتے ہوئے دیکھو تو یقین کرلو کہ وہ زندیق ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم ہمارے نزدیک برحق ہیں اور ہم تک قرآن کریم اور احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ہی پہنچائی ہیں تو یہ لوگ ہمارے گواہوں کو مجروح کرکے اُن سے اعتماد اُٹھانا چاہتے ہیں حالانکہ یہ

لوگ خود جرح کے زیادہ لائق ہیں کیونکہ یہ زنادقہ و بے دین لوگ ہیں۔اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تنقیص وتنقید نہایت سنگین جرم اور عظیم گناہ ہے اس سے اسلام کی بنیاد کھوکھلی ہوجاتی ہے اور دینِ اسلام ایک کہانی وافسانہ بن کر رہ جاتا ہے۔

محقق ابن ہمام حنفیؒ اور علامہ ابنِ ابی شریف شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق وجوبِ تزکیہ کا ہے کہ ان سب کی عدالت مانی جائے اور ان میں طعن کرنے سے روکا جائے۔

ان دلائل سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا قول وعمل اور انکے فتاوٰی وفیصلے امت کیلئے معیار وکسوٹی ہیں ان سے فرار اختیار کرنا گمراہی وضلالت ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول ما انا علیه واصحابی کے صریح خلاف ومنشاءِ شریعت سے کھلی بغاوت ہے اسلئے کہ نجات صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے براہِ راست فیض یافتہ جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اتباع وپیروی میں ہے۔(تکمیل الحاجہ ص ۲۵۱ تا ۲۵۶)

﴿الورقة السادسة: فی الادب العربی والعقائد﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ﴿مختارات﴾ ۱۴۳۹ھ

الشق الاوّل.....فَمَا مِنَّا امْرَاَةٌ اِلَّا وَقَدْ عُرِضَ عَلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَتَاْبَاهُ اِذَا قِيْلَ لَهَا اِنَّهٗ يَتِيْمٌ وَذٰلِكَ اَنَّا اِنَّمَا كُنَّا نَرْجُوْ الْمَعْرُوْفَ مِنْ اَبِ الصَّبِيِّ فَكُنَّا نَقُوْلُ يَتِيْمٌ وَمَا عَسٰى اَنْ صَنَعَ اُمُّهٗ وَجَدُّهٗ فَكُنَّا نَكْرَهُهٗ لِذٰلِكَ فَمَا بَقِيَتْ امْرَاَةٌ قَدِمَتْ مَعِيْ اِلَّا اَخَذَتْ رَضِيْعًا غَيْرَهٗ ، فَلَمَّا اَجْمَعْنَا الْاِنْطِلَاقَ قُلْتُ لِصَاحِبِيْ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَكْرَهُ اَنْ اَرْجِعَ مِنْ بَيْنِ صَوَاحِبِيْ وَلَمْ اٰخُذْ رَضِيْعًا ، وَاللّٰهِ لَاَذْهَبَنَّ اِلٰى ذٰلِكَ الْيَتِيْمِ فَلَاٰخُذَنَّهٗ ، قَالَ لَاعَلَيْكَ اَنْ تَفْعَلِيْ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ لَنَا فِيْهِ بَرَكَةً قَالَتْ فَذَهَبْتُ اِلَيْهِ فَاَخَذْتُهٗ وَمَا حَمَلَنِيْ عَلٰى اَخْذِهٖ اِلَّا اَنِّيْ لَمْ اَجِدْ غَيْرَهٗ۔(ص ۳۶۔مجلس نشریاتِ اسلام)

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، مضمون کا عنوان بھی تحریر کریں، نیز الفاظِ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق بھی لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں:(۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) مضمون کا عنوان (۴) الفاظِ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق۔

جواب..... ❶ عبارت پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ ہم میں سے ہر عورت کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کیا گیا مگر جب اس کو کہا جاتا کہ یہ یتیم ہے تو انکار کردیتی اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم بچے کے باپ سے احسان کی امید کرتے تھے تو ہم کہتے کہ یہ تو یتیم ہے اور یہ توقع نہیں تھی کہ اس کی ماں اور دادا بھلائی کریں گے تو اس وجہ سے ہم عورتیں آپ کو لینا گوارہ نہیں کررہی تھی تو میرے علاوہ میرے ساتھ آئی ہوئی کوئی عورت باقی نہ رہی مگر اس نے دودھ پیتا بچہ لے لیا تو جب ہم نے واپس جانے کا پکا ارادہ کرلیا تو میں نے اپنے ساتھی (خاوند) سے کہا کہ اللہ کی قسم مجھے یہ بات بری لگتی ہے کہ میں اپنی ساتھیوں کے درمیان میں سے اس حال میں لوٹوں کہ میں نے دودھ پیتا کوئی بچہ نہیں لیا۔اللہ کی قسم میں اس یتیم کی طرف جاتی ہوں اور اسی کو لیتی ہوں۔تو اس نے کہا اس کام کرنے میں تجھ پر کوئی حرج نہیں، امید ہے کہ اللہ تعالی اس میں ہمارے لئے برکت ڈال دے، حلیمہ کہتی ہیں تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف گئی اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے لیا اور مجھے آپ کو لینے پر اس چیز نے آمادہ کیا تھا کہ مجھے آپ کے علاوہ اور کوئی ملا نہیں تھا۔

❸ مضمون کا عنوان: اس عبارت کے مضمون کا عنوان "فی بنی سعد" (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبیلۂ بنوسعد میں) ہے۔

❹ خط کشیدہ الفاظ کی لغوی وصرفی تحقیق:۔ "اَخْذٌ" یہ باب نصر (مہموز) کا مصدر ہے بمعنی لینا وپکڑنا۔

"عُرِضَ" صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی مجہول از مصدر عَرْضًا (ضرب) بمعنی پیش کرنا۔

"فَتَاْبَاهُ" صیغہ واحد مؤنث غائب فعل مضارع معلوم از مصدر اِبَاءٌ، اِبَاءَۃٌ (فتح وضرب، مہموز وناقص) انکار کرنا۔

"صَوَاحِبِيْ" یہ جمع ہے اس کا مفرد صاحبة ہے بمعنی بیوی وساتھی، مصدر صُحْبَةٌ، صِحَابَةٌ (سمع) بمعنی ساتھی ہونا۔

0313 6357913 maktabazaryarivanultan@gmail.com

"رَضِيْعًا" صیغۂ صفت ہے اسکی جمع رُضَعَاءُ ہے از مصدر رَضْعًا، رَضِعًا، رَضَاعًا (سمع، فتح، ضرب) بمعنی دودھ پینا۔
"فَلَاْخُذَنَّهٗ" صیغہ واحد متکلم فعل لام تاکید بانون ثقیلہ معلوم از مصدر اَلْاَخْذُ (نصر، مہموز) بمعنی لینا و پکڑنا۔
"لَمْ اَجِدْ" صیغہ واحد متکلم فعل نفی جحد بلم معلوم از مصدر وِجْدَانًا (ضرب، مثال) بمعنی پانا۔

الشق الثانی .....فَلَمَّا جِئْتُهٗ قَالَ : اَيْنَ كُنْتَ؟ قُلْتُ :تُوُفِّيَتْ اَهْلِيْ فَاشْتَغَلْتُ بِهَا ، فَقَالَ: هَلَّا اَخْبَرْتَنَا فَنَشْهَدَنَا؟ قَالَ : ثُمَّ اَرَدْتُ اَنْ اَقُوْمَ فَقَالَ : هَلَّا اَحْدَثْتَ امْرَأَةً غَيْرَهَا؟ فَقُلْتُ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ وَمَنْ يُّزَوِّجُنِيْ وَمَا اَمْلِكُ اِلَّا دِرْهَمَيْنِ اَوْ ثَلَاثَةً؟ فَقَالَ : اِنْ اَنَا فَعَلْتُ تَفْعَلُ؟ قُلْتُ : نَعَمْ ثُمَّ حَمِدَاللّٰهَ تَعَالٰى وَصَلّٰى عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَ زَوَّجَنِيْ عَلٰى دِرْهَمَيْنِ اَوْ قَالَ عَلٰى ثَلَاثَةٍ قَالَ : فَقُمْتُ وَمَا اَدْرِيْ مَا اَصْنَعُ مِنَ الْفَرَحِ، فَصِرْتُ اِلٰى مَنْزِلِيْ وَجَعَلْتُ اَتَفَكَّرُ مِمَّنْ اٰخُذُ وَاَسْتَدِيْنُ وَصَلَّيْتُ الْمَغْرِبَ وَكُنْتُ صَائِمًا فَقَدِمَتْ عَشَائِيَ لِاُفْطِرَ. وَكَانَ خُبْزًا وَزَيْتًا وَاِذَا بِالْبَابِ يُقْرَعُ. عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، ابنِ خلکان کے حالاتِ زندگی تحریر کریں، درج ذیل صیغوں کی لغوی وصرفی تحقیق کریں۔(توفیت، فصرت، استدین، عشای، یقرع)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں۔(۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) ابنِ خلکان کے حالات (۴) مذکورہ الفاظ کی لغوی وصرفی تحقیق۔ (ص ۱۲۶۔ مجلس نشریاتِ اسلام)

جواب ..... ❶ عبارت پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ جب میں آیا تو فرمایا کہاں تھا؟ میں نے کہا میری بیوی کا انتقال ہوگیا تھا اس میں مشغول رہا ہوں، فرمایا کہ ہمیں کیوں نہیں خبر دی کہ ہم بھی جنازے میں حاضر ہوتے؟ جب میں نے کھڑا ہونے کا ارادہ کیا تو فرمایا کیا اسکے علاوہ کسی اور عورت سے تو نے شادی کر لی ہے؟ میں نے کہا اللہ آپ پر رحم فرمائے میرے ساتھ کون شادی کرے گا میں تو دو تین درہم سے زیادہ مال کا مالک نہیں ہوں، فرمایا کہ اگر میں یہ تیرا کام کردوں تو کیا تو راضی ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں، پھر اللہ کی حمد بیان کی اور نبی پر درود پڑھا اور دو درہم یا تین درہم پر میری شادی کردی، ابوداعہ کہتا ہے کہ میں کھڑا ہوا اور خوشی کی وجہ سے مجھے معلوم نہیں ہو رہا تھا جو کچھ میں کر رہا تھا پس میں اپنے گھر کی طرف لوٹا اور اس سوچ میں پڑ گیا کہ میں کس سے پکڑوں اور کس سے قرض مانگوں، میں نے نماز مغرب پڑھی اور مجھے روزہ تھا تو میرا شام کا کھانا آ گیا تا کہ میں روزہ افطار کروں اور وہ روٹی اور زیتون کا تیل تھا اور اچانک دروازہ کھٹکھٹایا گیا۔

❸ ابنِ خلکان کے حالات:۔ آپ کا نام شمس الدین احمد اربلی ہے، یہ شمس المؤرخین اور اپنی تصنیف میں فائق اور ماہر ہیں۔ آپ کی ولادت ۶۰۸ھ ہے، امام، عالم، فقیہ، ادیب، شاعر اور علم ادب وتالیف میں یکتائے روزگار تھے، دو مرتبہ دمشق کے قاضی بنائے گئے پھر ان کو معزول کر دیا گیا تو یہ قاہرہ چلے گئے اور وہاں سات سال رہے اور افتاء وتدریس میں مشغول رہے پھر دوبارہ دمشق کے قاضی بنائے گئے اور ان کے واپس آنے کی وجہ سے لوگ خوش ہوگئے، تاریخ اور مشرقیات کے علماء نے ان کی کتاب وفیات الاعیان کو بہت پسند کیا ہے اور یہ کتاب ان کی طویل تدریس اور وسیع علم کا نتیجہ ہے اور اس کتاب کی تحریر اچھی ہے اور اس میں ادبی مواد زیادہ ہے اور اس میں کثیر فوائد ہیں اور اس کی عبارت عمدہ ہے اور تعریف میں مبالغہ سے ہٹ کر میانہ روی ہے اور علماء اور لوگوں کے طبقات کی معرفت پر مشتمل ہے اس لئے اس کتاب کو علماء کی طرف سے عنایت واہتمام کا وافر حصہ ملا ہے۔ علامہ ابن خلکان کی وفات ۶۸۱ھ ہے۔ (مبشرات)

❹ مذکورہ الفاظ کی لغوی وصرفی تحقیق:۔ "يُقْرَعُ" صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع مجہول از مصدر قَرْعًا (فتح) بمعنی کھٹکھٹانا۔
"تُوُفِّيَتْ" صیغہ واحد مؤنث غائب فعل ماضی مجہول از مصدر تَوْفِيًا (تفعیل، لفیف) بمعنی موت دینا۔
"فَصِرْتُ" صیغہ واحد متکلم فعل ماضی معروف از مصدر صَوَرًا (سمع، اجوف) بمعنی مائل ہونا و جھکنا۔
"اَسْتَدِيْنُ" صیغہ واحد متکلم فعل مضارع معلوم از مصدر اِسْتِدَانَةً (استفعال، اجوف) بمعنی دَین وقرض طلب کرنا۔
"عَشَائِيَ" (بفتح العین) اسکی جمع اَعْشِيَةٌ ہے بمعنی شام کا کھانا۔ (بکسر العین) بمعنی رات کی ابتدائی تاریکی، دن کا آخر۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۹ھ

الشق الاوّل.....اَنَا اِنْ کُنْتُ حَاسِدًا اَحَدًا عَلٰی نِعْمَةٍ فَاِنِّی اَحْسِدُ صَاحِبَ الْکُوْخِ عَلٰی کَوْخِهٖ قَبْلَ اَنْ اَحْسِدَ صَاحِبَ الْقَصْرِ عَلٰی قَصْرِهٖ وَلَوْلَا اَنَّ لِلْاَوْهَامِ سُلْطَانًا عَلَی النُّفُوْسِ لَمَا تَضَاءَلَ الْفُقَرَاءُ بَیْنَ اَیْدِی الْاَغْنِیَاءِ وَلَا وَرِمَ اَنْفُ الْاَغْنِیَاءِ اَنْ یَتَّخِذَ هُمُ الْفُقَرَاءُ اَرْبَابًا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ، اَنَا لَااَغْبِطُ الْغَنِیَّ اِلَّا فِیْ مَوْطِنٍ وَاحِدٍ مِنْ مَوَاطِنِهٖ ، اِنْ رَاَیْتُهٗ یُشْبِعُ الْجَائِعَ وَیُوَاسِی الْفَقِیْرَ وَیَعُوْدُ بِالْفَضْلِ مِنْ مَالِهٖ عَلَی الْیَتِیْمِ الَّذِیْ سَلَبَهُ الدَّهْرُ اَبَاهُ وَالْاَرْمَلَةِ الَّتِیْ فَجَعَهَا الْقَدَرُ فِیْ عَائِلِهَا وَیَمْسَحُ بِیَدِهٖ دَمْعَةَ الْبَائِسِ وَالْمَحْزُوْنِ ، ثُمَّ اَرْثِیْ لَهٗ بَعْدَ ذٰلِكَ فِیْ جَمِیْعِ مَوَاطِنِهِ الْاُخْرٰی ۔ (ص۱۶۶۔مجلس نشریاتِ اسلام)

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، مصطفیٰ منفلوطی کے مختصر احوال تحریر کرتے ہوئے مضمون کا حاصل لکھیں، درج ذیل صیغوں کی لغوی وصرفی تحقیق کریں: (الکوخ، تضاء ل، اربابًا، یواسی، الارملة، فجعها، البائس)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں۔(۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) مضمون کا حاصل (۴) مذکورہ صیغوں کی لغوی وصرفی تحقیق۔

جواب..... ❶ عبارت پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ اگر میں کسی نعمت پر کسی سے حسد کروں تو صاحبِ محل کے محل پر حسد کرنے سے پہلے جھونپڑی والے کی جھونپڑی پر حسد کروں گا اگر یہ بات نہ ہوتی کہ اوہام کا نفوس پر غلبہ ہے تو فقراء مالداروں کے سامنے حقیر نہ ہوتے اور مالدار اس سے تکبر نہ کرتے کہ فقراء ان کو اللہ تعالیٰ کے ماسواء خدا بنا لیتے ہیں۔ میں مالدار سے کسی موقع پر رشک نہیں کرتا مگر اس کے ایک موقع میں اگر میں اسکو دیکھتا ہوں کہ وہ بھوکے کو سیر کرتا ہے اور فقیر کی غمخواری کرتا ہے اور اپنے مال سے اس یتیم پر احسان کرتا ہے جس سے زمانہ نے اسکے باپ کو چھین لیا ہے اور وہ اس بیوہ پر احسان کرتا ہے جس کو تقدیر نے اپنے خاندان کے بارے میں دردمند کیا ہے اور اپنے ہاتھ سے تنگ دست اور پریشان کے آنسو پونچھتا اور صاف کرتا ہے پھر اس کے بعد میں اس کی دیگر تمام جگہوں میں اس کیلئے اظہار رحمت کرتا ہوں۔

❸ مضمون کا حاصل:۔ اس مضمون کا عنوان تو الکوخ والقصر (جھونپڑی ومحل) ہے اور اس مضمون میں درحقیقت جھونپڑی ومحل کی بجائے فقراء و مالداروں کے درمیان تقابل کا ذکر ہے۔ صاحبِ مضمون لکھتے ہیں کہ اوہام کا نفوس پر غلبہ ہونے کی وجہ سے مالداروں کو بڑا اور قابلِ رشک سمجھا جاتا ہے حالانکہ حقیقت میں فقیر اور جھونپڑی والے قابلِ رشک لوگ ہیں۔ البتہ مالدار لوگ اس وقت قابلِ رشک ہیں جب وہ بھوکوں کو کھانا کھلائیں، فقیروں کی غمخواری کریں، یتیموں و بیوہ عورتوں پر احسان کریں، دردمند، تنگدست اور پریشان لوگوں کے آنسو صاف کریں اور اگر یہی مالدار فقیروں کے لئے اپنے دروازے بند کردیں، بخل کا مظاہرہ کریں، اپنے نفس کا محاسبہ نہ کریں، تکبر کی چال چلیں تو پھر یہی لوگ قابلِ رحمت اور مبغوض ہیں اور فقیر لوگ ان سے کئی درجے بہتر ہیں۔ اسی طرح یہ فقیر لوگ قابلِ رشک ہیں اور زیادہ راحت والے، البتہ اگر یہی فقراء امراء کو نیک بخت، آسودہ زندگی والا، زیادہ ٹھنڈا سینہ والا اور نیک بخت تصور کریں، امراء پر حسد کریں، غمگین و پریشان بیٹھ کر لمبی لمبی سانس نکالیں، آنسو بہائیں، آہیں بھریں اور امراء کے محلات کی تمنا کریں تو پھر یہ فقراء قابلِ افسوس ہیں۔

❹ الفاظِ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق:۔ "اَلْکُوْخُ" یہ مفرد ہے اس کی جمع اَکْوَاخٌ، کُوْخَانٌ ہے بمعنی جھونپڑی۔

"تَضَاءَلَ" صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم از مصدر تَضَاءُلٌ (تفاعل، مہموز) بمعنی حقیر وکمزور ہونا۔

"اَرْبَابٌ" یہ جمع ہے اس کا مفرد رَبٌّ ہے بمعنی مالک وسردار۔ مصدر رَبًّا (نصر، مضاعف) بمعنی پالنا، انتظام کرنا۔

"یُوَاسِیْ" صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع معلوم از مصدر مُوَاسَاةٌ (مفاعلہ، لفیف) بمعنی غمخواری کرنا۔

"اَرْمَلَةٌ" وہ عورت جس کا مرد وفات پا گیا ہو، ضعیف ومحتاج لوگ، مصدر اِرْمَالٌ (افعال) بمعنی توشہ ختم ہونا محتاج ہونا۔

0313 6357911 maktabazakariyamultan@gmail.com

"فَجَعَ" صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم از مصدر فَجْعًا (فتح) بمعنی دردمند کرنا، مصیبت زدہ بنانا۔

"اَلْبَائِسُ" صیغہ واحد مذکر بحث اسم فاعل، اس کی جمع بُؤُوْسٌ ہے، مصدر بُؤْسًا، بُؤُوْسًا (سمع) بمعنی حاجت مند ہونا۔

الشق الثانی ..... مِنَ السَّيِّدَةِ زُبَيْدَةَ : كُلُّ ذَنْبٍ يَا اَمِيْرَالْمُؤْمِنِيْنَ وَ اِنْ عَظُمَ صَغِيْرٌ فِيْ جَنْبِ عَفْوِكَ وَكُلُّ زَلَلٍ وَاِنْ جَلَّ حَقِيْرٌ عِنْدَ صَفْحِكَ وَذٰلِكَ الَّذِيْ عَوَّدَكَ اللّٰهُ فَاَطَالَ مُدَّتَكَ وَتَمَّمَ نِعْمَتَكَ وَاَدَامَ بِكَ الْخَيْرَ وَرَفَعَ بِكَ الشَّرَّ ۔ هٰذِهِ رُقْعَةُ الْوَالِهِ الَّتِيْ تَرْجُوْكَ فِي الْحَيَاةِ لِنَوَائِبِ الدَّهْرِ وَفِي الْمَمَاتِ لِجَمِيْلِ الذِّكْرِ فَاِنْ رَاَيْتَ اَنْ تَرْحَمَ ضَعْفِيْ وَاسْتِكَانَتِيْ وَقِلَّةَ حِيْلَتِيْ وَاَنْ تَصِلَ رَحِمِيْ وَتَحْتَسِبَ فِيْمَا جَعَلَكَ اللّٰهُ لَهٗ طَالِبًا وَفِيْهِ رَاغِبًا فَافْعَلْ وَتَذَكَّرْ مَنْ لَوْ كَانَ حَيًّا لَكَانَ شَفِيْعِيْ اِلَيْكَ ۔ (ص ۷۵۔ مجلس نشریاتِ اسلام)

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ خط کشیدہ الفاظ کی لغوی تحقیق کریں۔ سیدہ زبیدہ کون تھیں اور انہوں نے یہ مکتوب کس کو اور کیوں لکھا تھا؟ اور اس سے ان کا کیا رشتہ تھا؟

﴿خلاصۂ سوال﴾ .....اس سوال کا حل چار امور ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) الفاظِ مخطوطہ کی لغوی تحقیق (۴) سیدہ زبیدہ کا تعارف، مکتوب الیہ کی نشان دہی ورشتہ۔

جواب ..... ❶ عبارت پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ سیدہ زبیدہ کی طرف سے: اے امیر المؤمنین تیری معافی کے سامنے ہر گناہ چھوٹا ہے اگر چہ وہ بظاہر بڑا ہو اور تیرے درگزر کے سامنے ہر لغزش حقیر ہے اگر چہ وہ بظاہر بڑی ہو۔ اور یہ وہ چیز ہے جسکا اللہ نے تجھے عادی بنایا ہے تو تیری مدت کو لمبا کیا اور تجھ پر احسان کو پورا کیا ہے اور ہمیشہ تیرے ساتھ خیر کا معاملہ کیا اور تیرے ساتھ برائی کو دور کیا۔ یہ اس پریشان کا رقعہ ہے جو تجھ سے زندگی میں مصائبِ زمانہ کیلئے اور موت میں اچھے ذکر کیلئے امید رکھتی ہے۔ تو اگر دیکھتا ہے کہ میری کمزوری اور عاجزی اور میرے قلتِ حیلہ پر رحم کرے اور یہ کہ مجھ سے صلہ رحمی کرے اور اس چیز میں ثواب کی امید کرے جس کا اللہ نے تجھے طالب اور اس میں رغبت کرنے والا بنایا ہے تو یہ کام کر اور تو اس شخص کو یاد کر اگر وہ زندہ ہوتا تو تیرے پاس میری سفارش کرنے والا ہوتا۔

❸ الفاظِ مخطوطہ کی لغوی تحقیق:۔ "صَفْحٌ" یہ باب فتح کا مصدر ہے بمعنی روگردانی کرنا، چھوڑنا، معاف کرنا۔

"زَلَلٌ" اسم ہے بمعنی گناہ ولغزش، مصدر زَلًّا، زَلَلًا، زُلُوْلًا، زَلِيْلًا (ضرب وسمع، مضاعف) بمعنی پھسل کر گرنا۔

"عَوَّدَ" صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم از مصدر تعويدًا (تفعیل، اجوف) بمعنی عادی بنانا۔

"اَلْوَالِهُ" صیغہ واحد مذکر بحث اسم فاعل از مصدر وَلَهًا (ضرب وسمع، مثال) بمعنی غمگین وپریشان ہونا۔

"نَوَائِبُ" اس کا مفرد نَائِبَةٌ ہے بمعنی حادثہ ومصیبت۔ مصدر نَوْبًا ونَوْبَةً (نصر، اجوف) بمعنی پیش آنا۔

"اَلْمَمَاتُ" بمعنی موت یا زمانۂ موت۔ مصدر مَوْتًا (نصر، اجوف) بمعنی مرنا، رُکنا، زائل ہونا۔

"رَاغِبًا" صیغہ واحد مذکر بحث اسم فاعل از مصدر رَغْبًا رُغْبًا ورَغْبَةً (سمع) بمعنی رغبت کرنا، چاہنا، خواہش کرنا۔ اگر صلہ عَنْ ہو تو بمعنی اعراض کرنا۔ "اِسْتِكَانَتِيْ" یہ باب استفعال کا مصدر ہے بمعنی عاجزی وکمزوری ظاہر کرنا۔

❹ سیدہ زبیدہ کا تعارف، مکتوب الیہ کی نشان دہی ورشتہ:۔ سیدہ زبیدہ مشہور عباسی خلیفہ جعفر بن ابی جعفر منصور کی بیٹی اور خلیفہ ہارون الرشید کی چچازاد بہن اور بیوی ہیں، آپ کا اصل نام امۃ العزیز اور کنیت ام جعفر ہے، آپ ہاشمی خاندان کی چشم وچراغ ہیں، آپ کی ولادت ۷۶۶ء میں ہوئی۔ یہ انتہائی درجہ کی نیک وفاضلہ خاتون ہیں، انہوں نے مسلمانوں پر بے شمار احسانات کیے جن میں سب سے مشہور احسان وہ نہر زبیدہ ہے جو انہوں نے حجاج کرام اور اہل مکہ کی مشکلات ودشواریوں کو سامنے رکھتے ہوئے مکہ مکرمہ سے ۳۵ کلومیٹر دور وادی حنین کے جبالِ طاد سے مکہ مکرمہ کی طرف اور عرفات میں مسجد نمرہ تک سترہ لاکھ دینار کی لاگت سے کھدوائی تھی، آج بھی اس نہر کے آثار عرفات میں موجود ہیں۔ ۸۳۱ء کو بغداد (عراق) میں آپ کی وفات ہوئی۔ آپ کے محل میں ہر وقت

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

ایک ہزار باندیاں تلاوتِ قرآن میں مصروف رہتی تھیں۔ یہ خط انہوں نے اپنے سوتیلے بیٹے، وقت کے بادشاہ مامون بن ہارون الرشید کولکھا تھا، جو کہ عزم وحزم اور حلم جیسی صفات سے متصف اور علم وفن کا قدردان تھا مگر احکام نافذ کرنے میں سختی کرتا تھا۔ اس خط میں انہوں نے اپنی کسی ذاتی پریشانی کی طرف کنائی الفاظ میں اشارہ کیا ہے، اس کے جواب میں مامون نے جو تحریر کیا وہ غم خواری، حسنِ سلوک، بادشاہوں کے بڑے پن اور بیٹوں کی فرمانبرداری کی اعلیٰ مثال ہے۔ (مبشرات وغیرہ)

﴿السوال الثالث﴾ ﴿عقیدہ طحاویہ﴾ ۱۴۳۹ھ

الشق الاوّل ..... وَاَهْلُ الْكَبَائِرِ مِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ ﷺ فِي النَّارِ لَا يَخْلُدُوْنَ اِذَا مَاتُوْا وَهُمْ مُوَحِّدُوْنَ وَاِنْ لَمْ يَكُوْنُوْا تَائِبِيْنَ بَعْدَ اَنْ لَقُوا اللّٰهَ عَارِفِيْنَ مُؤْمِنِيْنَ وَهُمْ فِيْ مَشِيْئَتِهٖ وَحُكْمِهٖ اِنْ شَاءَ غَفَرَلَهُمْ وَعَفَاعَنْهُمْ بِفَضْلِهٖ كَمَا ذَكَرَ عَزَّوَجَلَّ فِيْ كِتَابِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ وَاِنْ شَاءَ عَذَّبَهُمْ فِي النَّارِ بِعَدْلِهٖ ثُمَّ يُخْرِجُهُمْ مِنْهَا بِرَحْمَتِهٖ وَشَفَاعَةِ الشَّافِعِيْنَ مِنْ اَهْلِ طَاعَتِهٖ، ثُمَّ يُبْعِثُهُمْ اِلٰى جَنَّتِهٖ۔ (ص ۱۱۔ امدادیہ)

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، کبیرہ کی تعریف کرکے یہ بتائیں کہ کبیرہ کا اطلاق کن گناہوں پر ہوتا ہے؟ مذکورہ مسئلہ میں اہل السنۃ اور معتزلہ کے اختلاف کی وضاحت کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں۔ (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) گناہِ کبیرہ کی تعریف ونشاندہی (۴) مرتکبِ کبیرہ کے حکم میں اختلاف۔

جواب ..... ❶ عبارت پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ اور امتِ محمد یہ ﷺ میں سے گناہ کبیرہ کرنے والے جب موحّد ہونے کی حالت میں مریں تو وہ ہمیشہ جہنم میں نہیں رہیں گے اگرچہ انہوں نے توبہ نہ کی ہو، بعض اس کے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملیں کہ اُس کی معرفت رکھتے ہوں اور یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی مشیت اور حکم کے تحت ہوں گے اگر وہ چاہے گا تو اپنے فضل سے اُن کی مغفرت کردے گا اور اُن کو معاف کردے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ذکر فرمایا ہے "ویغفر ما دون ذلك لم یشاء" (شرک کے علاوہ دیگر گناہوں میں سے جس کا چاہے گا معاف فرمادے گا)۔ اور اگر وہ چاہے گا تو اُن کو اپنے عدل کی رو سے جہنم میں عذاب دے گا پھر اُن کو اپنی رحمت سے اور اپنے اطاعت کرنے والوں کی شفاعت سے نکالے گا پھر اُن کو جنت میں بھیج دے گا۔

❸ گناہِ کبیرہ کی تعریف ونشاندہی:۔ گناہ کبیرہ کی تعیین اور تعارف میں مختلف روایات ہیں۔

بعض حضرات نے کہا کہ ہر وہ گناہ جس کی ماتحت گناہ کی طرف نسبت کی جائے تو وہ کبیرہ ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ ہر وہ گناہ جو مابعد میں مذکور گناہوں میں سے کسی ایک کے برابر ہو یا اس سے زیادہ ہو کبیرہ ہے۔ بعض نے کہا کہ ہر وہ گناہ جس پر خصوصیت سے شارح کی طرف سے دھمکی وارد ہوئی ہو وہ کبیرہ ہے مثلاً جاندار کی تصویر بنانا۔ بعض حضرات نے کہا کہ ہر وہ معصیت جس پر معمولی سمجھ کر اصرار ہو وہ کبیرہ ہے اور جس سے استغفار کرلے وہ صغیرہ ہے۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ کبائر کی تعداد نو ہے: ① اشراک باللہ ② قتل النفس بغیر حق خواہ دوسرے نفس کا ہو یا اپنے نفس کا قتل ہو جس کو خودکشی کہتے ہیں ③ مؤمنہ آزاد عاقلہ بالغہ پر زنا کی تہمت لگانا ④ زنا کرنا ⑤ میدانِ جنگ میں کفار کے مقابلہ سے بھاگنا ⑥ کسی پر جادو کرنا ⑦ یتیم کا مال ناحق طریقہ سے کھانا ⑧ جائز امور میں مسلمان والدین کی نافرمانی کرنا ⑨ حدودِ حرم میں گناہ کرنا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان نو پر سود کھانے کا اضافہ کیا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان دس پر چوری کرنے اور شراب پینے کا اضافہ کیا ہے۔ بعض حضرات نے ان میں ① لواطت ② جھوٹی گواہی ③ جھوٹی قسم ④ ڈاکہ ڈالنا ⑤ غیبت ⑥ جوابازی کو بھی شامل کیا ہے تو کل تعداد اٹھارہ ہوگئی۔ (بیان الفوائد ج ۲ ص ۱۱۲)

❹ مرتکبِ کبیرہ کے حکم میں اختلاف:۔ اہلسنت والجماعت کے نزدیک مرتکبِ کبیرہ ایمان پر باقی رہتا ہے وہ دائرۂ اسلام سے

خارج نہیں ہوتا جبکہ معتزلہ کے نزدیک مرتکبِ کبیرہ دائرۂ اسلام سے خارج ہوجاتا ہے ایمان پر باقی نہیں رہتا۔ البتہ کافر بھی نہیں ہوتا بلکہ کفر واسلام کے درمیان ایک درجہ ہے اور وہ درجہ فسق ہے، یہ مرتکبِ کبیرہ اس مرتبۂ فسق کو پہنچ جاتا ہے اور خوارج کے نزدیک مرتکبِ کبیرہ ایمان سے خارج ہوکر کفر میں بھی داخل ہوجاتا ہے۔ اہلسنت والجماعت کی پہلی دلیل: حدیثِ ابوذر رضی اللہ عنہ ہے جس میں **وان زنی وان سرق** کے الفاظ ہیں کہ اگرچہ مؤمن آدمی زناء وچوری کرے تب بھی مؤمن ہی رہتا ہے۔

دوسری دلیل: وہ تمام نصوص آیات واحادیث ہیں جن میں مرتکبِ کبیرہ کو اہلِ ایمان کہہ کر ترکِ گناہ کا حکم کیا گیا ہے۔

معتزلہ کی دلیل: وہ حدیث ہے کہ جس میں مرتکبِ کبیرہ کے بارے میں فرمایا کہ وہ ایمان پر باقی نہیں رہتا۔

اہلسنت والجماعت کی طرف سے جوابات: ① اس حدیث میں کمالِ ایمان کی نفی ہے کہ مرتکبِ کبیرہ کامل مؤمن نہیں رہتا البتہ نفسِ ایمان اس میں موجود رہتا ہے ② ایمان کے متعلق دو چیزیں ہیں نفسِ ایمان اور نورِ ایمان تو مرتکبِ کبیرہ کے اندر نفسِ ایمان تو موجود ہوتا ہے البتہ نورِ ایمان ختم ہوجاتا ہے ③ یہاں مؤمن لغوی مراد ہے کہ بوقتِ گناہ مؤمن آدمی امن والا نہیں ہوتا خطرہ ہوتا ہے کہ یہ ابھی عذابِ الٰہی کی لپیٹ میں نہ آجائے۔

الشق الثانی ..... **وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ الْمُصْطَفٰى وَنَبِيُّهُ الْمُجْتَبٰى وَرَسُوْلُهُ الْمُرْتَضٰى وَاَنَّهُ خَاتَمُ الْاَنْبِيَاءِ وَاِمَامُ الْاَتْقِيَاءِ وَسَيِّدُ الْمُرْسَلِيْنَ وَحَبِيْبُ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَكُلُّ دَعْوَى النُّبُوَّةِ بَعْدَهٗ فَغَيٌّ وَهَوًى وَهُوَ الْمَبْعُوْثُ اِلٰى عَامَّةِ الْجِنِّ وَكَافَّةِ الْوَرٰى بِالْحَقِّ وَالْهُدٰى وَبِالنُّوْرِ وَالضِّيَاءِ۔** (ص۵۔امدادیہ)

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام قربِ قیامت میں نازل ہوں گے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح خاتم النبیین ہوئے، فتنہ قادیانیت کے متعلق جامع اور مختصر نوٹ تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ .....اس سوال کا خلاصہ چار امور ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کی وضاحت (۴) فتنہ قادیانیت کے متعلق جامع اور مختصر نوٹ۔

جواب ..... ① عبارت پر اعراب:۔ **کمامرّ فی السوال آنفا۔**

② عبارت کا ترجمہ:۔ اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے منتخب بندے اور برگزیدہ نبی و پسندیدہ رسول ہیں۔ اور بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور متقیوں کے امام ہیں اور رسولوں کے سردار ہیں اور رب العالمین کے محبوب ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا ہر دعویٰ گمراہی اور نفس پرستی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام جنّ وانس کی طرف حق وہدایت اور نور وروشنی کے ساتھ بھیجے گئے۔

③ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کی وضاحت:۔ آخر زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے منافی نہیں ہے۔ اسلئے کہ خاتم النبیین ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے بعد کوئی شخص عہدۂ نبوت پر فائز نہ ہوگا، اس سے یہ بات لازم نہیں آتی کہ آپ سے پہلے جن ہستیوں کو نبوت عطاء ہوچکی ہے اُن کی نبوت سلب کرلی جائیگی یا اُن سابقہ انبیاء علیہم السلام میں سے کوئی نبی دوبارہ اس جہان میں نہیں آسکتا۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قربِ قیامت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں اصلاح وتبلیغ کے لئے تشریف لائیں گے اور اپنے منصبِ نبوت پر قائم رہتے ہوئے اِس امت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے تابع ہوکر اُمت کی اصلاح کی خدمت سرانجام دیں گے اور یہ بات ختم نبوت کے ہرگز منافی نہیں ہے۔

④ فتنہ قادیانیت کے متعلق جامع اور مختصر نوٹ:۔ مرزا کا نام غلام احمد، والد کا نام غلام مرتضیٰ، قوم مغل برلاس، آبائی وطن قصبہ قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب ہے، پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں ہوئی۔ قرآن کریم، فارسی، صرف ونحو، منطق وحکمت کی تعلیم حاصل کی۔ مرزا نے ۱۸۶۴ء سے ۱۸۶۸ء تک چار سال ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کی کچہری میں ملازمت اختیار کی، اسی دوران مرزا نے یورپی مشنری اور انگریز افسروں سے تعلقات بنانا شروع کردیئے اور مذہبی بحث کی آڑ میں عیسائی پادریوں سے خفیہ ملاقاتیں کیں اور انہیں اپنی حمایت وتعاون کا پورا یقین دلایا۔

0313 6367913 maktabazakariyamultan@gmail.com

اس کے بعد مرزا نے مختلف کتابیں تحریر کریں، جن میں اکثر مضامین اسلامی عقائد کے مطابق تھے، پھر رفتہ رفتہ اُن کتب میں مرزا نے اپنے الہامات داخل کر دیئے اور ''براہینِ احمدیہ'' نامی کتاب میں اس نے انگریز کی مکمل اطاعت اور جہاد کی حرمت کا اعلان کیا، اس کے علاوہ مرزا نے متعدد دعوے کئے جن میں سے چند ایک یہ ہیں۔ ① ۱۸۸۰ء میں ملہم من اللہ ہونے کا دعویٰ کیا، ② ۱۸۸۲ء میں مجدد ③ ۱۸۹۱ء میں مسیح موعود ④ ۱۸۹۹ء میں ظلّی بروزی ⑤ ۱۹۰۱ء میں مستقل صاحبِ شریعت نبی ہونے کا دعویٰ کیا، اس طرح یہ انگریز کا کاشت کردہ پودہ اپنی اصل شکل وصورت ''کذاب وجھوٹا مدعی نبوت'' میں ظاہر ہوا۔

امام المحدثین حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے مشہور مقدمہ بہاولپور میں مرزائیت کے کفر وارتداد کی درجہ ذیل وجوہ بیان کیں ① ختم نبوت کا انکار ② دعویٰ نبوت ③ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین ④ آنحضرت ﷺ کی توہین ⑤ عمومی مسلمانوں کی تکفیر۔

اس کے ان کفریہ عقائد کے نتیجہ میں علماء نے اس کے خلاف تحریری وتقریری کام شروع کیا اور مسلمانوں کو اس کے گمراہ کن نظریات سے بچانے کیلئے ہر میدان میں مسلسل جدوجہد کی، امیرِ شریعت حضرت عطاء اللہ شاہ بخاری، علامہ انور شاہ کشمیریؒ اور دیگر بزرگانِ دین نے خوب محنت سے اس فتنہ کی سرکوبی کی۔ تقسیم ہند کے بعد اس فتنہ نے نئے انداز میں سر اٹھایا تو دوبارہ آپ ﷺ کی ناموس کے دفاع اور عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے سرفروشانِ اسلام میدان میں اُترے، ۱۹۵۳ء میں ایسی تحریک چلی کہ مرزائیت کی کمر ٹوٹ گئی، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نام سے اس زمانہ میں ایک جماعت تشکیل دی گئی اس جماعت کے رفقاء وذمہ داران نے بڑی حکمت، حوصلے، جرأت وہمت کے ساتھ ہر سطح پر اس فتنہ کے خلاف کام کیا۔

بالآخر چناب نگر اسٹیشن پر مرزائیوں کی غنڈہ گردی کے نتیجہ میں مرزائیوں کیخلاف زبردست تحریک چلی اور ۱۹۷۴ء میں پاکستان کی نیشنل اسمبلی نے مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت اور کافر قرار دیا اور ان کی کفریہ وارتدادی سرگرمیوں پر پابندی لگائی گئی۔ (تلخیص از آئینہ قادیانیت)

﴿الورقة السادسة: فی الادب العربی والعقائد﴾

﴿السوال الاول﴾ ﴿مختارات﴾ ۱۴۴۰ھ

الشق الاوّل.....اِعْلَمْ اَنَّ الْعَجَمَ وَالرُّوْمَ لَمَّا تَوَارَثُوا الْخِلَافَةَ قُرُوْنًا كَثِيْرَةً وَ خَاضُوْا فِيْ لَذَّةِ الدُّنْيَا وَنَسُوا الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَاسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ تَعَمَّقُوْا فِيْ مَرَافِقِ الْمَعِيْشَةِ وَتَبَاهَوْا بِهَا وَوَرَدَ عَلَيْهِمْ حُكَمَاءُ الْاٰفَاقِ يَسْتَنْبِطُوْنَ لَهُمْ دَقَائِقَ الْمَعَاشِ وَمَرَافِقَهَ فَمَارَالُوْا يَعْمَلُوْنَ بِهَا وَيَزِيْدُ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَيَتَبَاهَوْنَ بِهَا حَتّٰى قِيْلَ : اِنَّهُمْ كَانُوْا يُعَيِّرُوْنَ مَنْ كَانَ يَلْبَسُ مِنْ صَنَادِيْدِهِمْ مِنْطَقَةً اَوْ تَاجًا قِيْمَتُهَا دُوْنَ مِائَةِ اَلْفِ دِرْهَمٍ۔

عبارت پر اعراب لگا کر سلیس ترجمہ کریں۔ شیخ دہلویؒ اس مضمون سے کیا بتانا چاہتے ہیں؟ پورے مضمون کا خلاصہ لکھیں۔ خط کشیدہ کلمات کی صرفی تحقیق کریں۔ (ص ۱۴۳۔ مجلس نشریاتِ اسلام)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل چار امور ہیں ① عبارت پر اعراب ② عبارت کا ترجمہ ③ مضمون کا خلاصہ ④ خط کشیدہ کلمات کی صرفی تحقیق۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

جواب..... ① عبارت پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

② عبارت کا ترجمہ:۔ اس بات کو جان لو کہ عجمی اور رومی لوگ جب بہت زمانہ حکومت کے وارث اور دنیا کی لذت میں مشغول رہے اور آخرت کے گھر کو بھول گئے اور ان پر شیطان غالب ہوا تو انہوں نے زندگی کے منافع میں تہ تک پہنچنے میں کوشش کی اور اس پر باہم فخر کرنے لگے اور ان پر مختلف اطراف سے حکماء آئے جو ان کے لئے معاش کی باریکیاں اور اس کے منافع کا استنباط کرتے تھے تو وہ ہمیشہ ان پر عمل کرتے رہے اور ایک دوسرے پر بڑھتے رہے اور ان کے ذریعہ باہم فخر کرتے رہے حتی کہ ان کے بارے میں یہ کہا گیا ہے کہ ان کا جو سردار ایسا پٹکا یا تاج پہنتا جس کی قیمت ایک لاکھ درہم سے کم ہوتی تو اس کو عار دلاتے تھے یا اس کے لئے اونچا محل، فوارہ اور تالاب و باغات نہ ہوتے اور اُس کے لئے چُست و طاقتور جانور اور خوبصورت جوان نہ ہوتے اور اُس کیلئے

کھانوں میں وسعت اور کپڑوں میں خوبصورتی نہ ہوتی اور اُس کا ذکر لمبا ہے۔

③ مضمون کا خلاصہ:۔ اس مضمون میں شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے آپ ﷺ کی بعثت سے قبل کے عجمی و رومی حالات کو اختصار سے بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ کی بعثت سے قبل عجمی و رومی لوگ حکومت کے وارث ہوئے اور آخرت کو بھول کر دنیا کی لذتوں میں مصروف ہوئے تو شیطان اُن پر غالب آگیا اور پھر انہوں نے زندگی کے منافع کی تہہ تک پہنچنے کی کوشش کی، باہم فخر وتکبر کرنے لگے، لاکھ لاکھ درہم کے قیمتی تاج و کپڑے وغیرہ پہنتے، اونچے اونچے محلات، خوبصورت لمبے چوڑے باغات بناتے جن میں بڑے بڑے فوارے اور تالاب وغیرہ ہوتے، عوام پر ٹیکس لاگو کر کے ان سے جاگیریں بنائی جاتیں وہ اُخروی سعادت و کامیابی کو بھول کر دنیا میں غرق ہوگئے، ان میں سے کسی کا مقصد بھی دین نہ رہا، عوام بھی سب کے سب کھانے پینے اور عمارتوں کی خاطر کمائی کرتے اور وہ بھی اپنے سرداروں کی نقل کرنے میں تکلف سے کام لیتے۔ الغرض جب سب لوگ مقصدِ تخلیقِ دنیا کو بھول گئے تو پھر اللہ تعالیٰ نے اصلاحِ معاشرہ کیلئے رسول اللہ ﷺ کو مبعوث کیا اور آپ ﷺ نے اِن ساری رسوم کا قلعہ قمع کیا، اللہ تعالیٰ کی پسند اور غیر اللہ کی پسند کو جدا کیا اور عجمیوں کی عادات کی مذمت کی اور ان کی باہم فخر کرنے والی عادات کا خاتمہ کیا، سرداری نظام کو ختم کر کے اسلامی نظام کو نافذ کیا..... الخ۔

④ خط کشیدہ کلمات کی صرفی تحقیق:۔ **یُعَیِّرُوْن** : صیغہ جمع مذکر غائب فعل مضارع معلوم از مصدر **تَعْیِیْرًا** (تفعیل۔ اجوف) بمعنی عار کی طرف نسبت کرنا۔ عار دلانا۔

تَوَارَثُوا : صیغہ جمع مذکر غائب فعل ماضی معلوم از مصدر **تَوَارُثًا** (تفاعل۔ مثال) بمعنی باہم وارث ہونا۔

خَاضُوْا : صیغہ جمع مذکر غائب فعل ماضی معلوم از مصدر **خَوْضًا** (نصر۔ اجوف) بمعنی داخل ہونا وگھسنا۔

نَسُوْا : صیغہ جمع مذکر غائب فعل ماضی معلوم از مصدر **نَسْیًا وَنِسْیَانًا** (سمع۔ ناقص) بمعنی بھولنا۔

اِسْتَحْوَذَ : صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم از مصدر **اِسْتِحْوَاذًا** (استفعال۔ اجوف) بمعنی غالب ہونا۔

تَعَمَّقُوْا : صیغہ جمع مذکر غائب فعل ماضی معلوم از مصدر **تَعَمُّقًا** (تفعل) بمعنی تہہ تک پہنچنے کی کشش کرنا۔

تَبَاهُوْا : صیغہ جمع مذکر غائب فعل ماضی معلوم از مصدر **مُبَاهَاةً** (مفاعلہ۔ ناقص) بمعنی باہم فخر کرنا۔

الشق الثانی ..... **اِنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِیِّ ﷺ قَالَتْ لَمْ اَعْقِلْ اَبَوَیَّ قَطُّ اِلَّا وَهُمَا یَدِیْنَانِ الدِّیْنَ وَلَمْ یَمُرَّ عَلَیْنَا یَوْمٌ اِلَّا یَأْتِیْنَا فِیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ طَرَفَیِ النَّهَارِ بُکْرَةً وَّ عَشِیَّةً فَلَمَّا ابْتُلِیَ الْمُسْلِمُوْنَ خَرَجَ اَبُوْبَکْرٍ مُهَاجِرًا نَحْوَ اَرْضِ الْحَبْشَةِ حَتّٰی اِذَا بَلَغَ بَرْکَ الْغِمَادِ لَقِیَهُ ابْنُ الدُّغُنَّةِ وَهُوَ سَیِّدُ الْقَارَّةِ فَقَالَ اَیْنَ تُرِیْدُ یَا اَبَابَکْرٍ؟ فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ اَخْرَجَنِیْ قَوْمِیْ فَاُرِیْدُ اَنْ اَسِیْحَ فِی الْاَرْضِ وَاَعْبُدُ رَبِّیْ۔**

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے احوال لکھیں۔ ابن الدغنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کیا جواب دیا؟ وضاحت کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال کا خلاصہ چار امور ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے احوال (۴) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ابن الدغنہ کے جواب کی وضاحت۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

جواب ..... ① عبارت پر اعراب:۔ **کمامرّ فی السوال آنفا۔**

② عبارت کا ترجمہ:۔ بیشک عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے اپنے والدین کو کبھی نہیں جانا مگر اس حال میں کہ وہ دین کے تابع دار تھے اور ہم پر کوئی دن نہیں گزرتا تھا مگر دن کے دونوں کنارے یعنی صبح اور شام کو اس میں رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس آتے تھے تو جب مسلمانوں کو آزمائشوں میں مبتلا کیا گیا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ حبشہ کی طرف ہجرت کیلئے نکلے حتیٰ کہ مقام برک الغماد پر پہنچے تو ان سے ابن الدغنہ ملا اور وہ وقارہ قبیلہ کا سردار تھا تو اس نے کہا اے ابوبکر کہاں کا ارادہ ہے؟ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے میری قوم نے نکال دیا ہے تو میں چاہتا ہوں کہ زمین میں سیاحت کروں اور اپنے رب کی عبادت کروں۔

③ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے احوال:۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا نام عائشہ، کنیت ام عبداللہ، رسول اللہ ﷺ کے سفر وحضر

کے صدیق اور یارِ غار مزار سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہیں، چھ برس کی عمر میں پانچ سو درھم کے عوض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حرم میں آئیں اور نو برس کی عمر میں رخصتی ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چہیتی اور محبوب بیوی تھیں اور آپ رضی اللہ عنہا کو یہ شرف حاصل ہے کہ تمام ازواجِ مطہرات میں سے صرف آپ رضی اللہ عنہا ہی کنواری ہونے کی حالت میں حرم نبوی میں آئیں، جب آپ پر تہمت لگی تو متعدد آیاتِ قرآنی آپ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی کے متعلق نازل ہوئیں، آپ رضی اللہ عنہا کو عالمہ بلکہ معلمۃ الصحابہ رضی اللہ عنہن کہا جائے تو غلط اور بے جا نہ ہوگا، دقیق اور مشکل مسائل میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کی طرف ہی رجوع کرتے، آپ کے حجرہ کو ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک ہونے کا شرف ملا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دنیا سے کوچ کیا تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی گود میں ہی تھا۔ دورِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ۵۸ھ میں وفات پائی اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہن اجمعین۔

❹ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ابن الدغنہ کے جواب کی وضاحت:۔ ابن الدغنہ نے کہا کہ اے ابوبکر! آپ جیسا محسن شخص اور اتنا ظلم؟ آپ جیسے محسن آدمی کو اس کی قوم اتنے احسانات کے باوجود کیسے ملک بدر وعلاقہ بدر کرسکتی ہے کہ آپ لوگوں سے کھانے کی بجائے خود کما کر فقیروں کو کھلاتے ہو، لڑائیاں کرنے کی بجائے صلہ رحمی کرتے ہو، فقیر وحاجت مندوں کا بوجھ اٹھاتے ہو، زیادہ مہمان نواز ہو، حق سچ وباطل کی چپقلش میں حق سچ کا ساتھ دیتے ہو، پھر آپ کی قوم نے آپ کو کیسے علاقہ بدر کردیا؟ تم واپس میرے ساتھ چلو میں تمہیں اپنی پناہ دیتا ہوں اور میں قریش سے تمہارے متعلق بات کرتا ہوں چنانچہ ابن الدغنہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو واپس مکہ لے گیا اور سردارانِ قریش سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے متعلق بات چیت کی تو انہوں نے کہا کہ ابوبکر سے کہو کہ وہ اپنی عبادت اپنے گھر میں ہی کرے، اپنی نماز وتلاوت کا عمل اپنے گھر میں ہی کیا کرے تاکہ ہماری عورتیں اور بچے فتنہ میں مبتلا نہ ہوجائیں۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۰ھ

الشق الاوّل..... وَقَدْ رَأَيْتُ فِيْ هٰذَا السَّيِّدِ السَّنَدِ بِالْعِيَانِ مَا كُنْتُ اَتَخَيَّلُهٗ عَنْهُ بِالسِّمَاعِ وَحَقٌّ لِيْ وَاللّٰهِ اَنْ اُنْشِدَ.....

كَانَتْ مُحَادَثَةُ الرُّكْبَانِ تُخْبِرُنَا عَنْ جَعْفَرِ بْنِ فَلَاحٍ اَطْيَبَ الْخَبَرِ
حَتّٰى الْتَقَيْنَا فَلَا وَاللّٰهِ مَا سَمِعَتْ اُذُنِيْ بِاَحْسَنَ مِمَّا قَدْ رَاٰى بَصَرِيْ

رَأَيْتُ فِي السَّيِّدِ حِبْرًا جَلِيْلًا وَسَيِّدًا غِطْرِيْفًا وَاُسْتَاذًا كَبِيْرًا مِنْ اَنْبَلِ مَنْ وَقَعَ نَظَرِيْ عَلَيْهِمْ مُدَّةَ حَيَاتِيْ جَلَالَةَ قَدْرٍ وَسَرَاوَةَ حَالٍ وَرَجَاحَةَ عَقْلٍ وَسَجَاحَةَ خُلُقٍ وَكَرَمَ مَهَزَّةٍ وَسُرْعَةَ فَهْمٍ وَسَدَادَ رَأْيٍ وَقُوَّةَ حَافِظَةٍ مَعَ الْوَقَارِ الَّذِيْ لَاتَغُضُّ مِنْ جَانِبِهِ الْوَدَاعَةُ۔

اعراب لگا کر ترجمہ کریں، عبارت میں کس شخصیت کا تذکرہ ہے؟ (غطریفا، سراوۃ، سجاحۃ، لاتغض) کی لغوی وصرفی تحقیق کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا خلاصہ چار امور ہے (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) عبارت میں مذکورہ شخص کا تذکرہ (۴) کلمات کی لغوی وصرفی تحقیق۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

جواب..... ❶ عبارت پر اعراب:۔ كمامرّ فی السوال آنفا۔

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ اور بیشک میں نے اس معتمد سردار میں آنکھوں سے وہ کچھ دیکھ لیا جو سن کر میں ان کے متعلق خیال کرتا تھا اور اللہ کی قسم میرے لئے حق ہے کہ میں یہ اشعار پڑھوں۔ سواروں کی باہم گفتگو نے جعفر بن فلاح کے بارے میں ہمیں خبر دی تھی حتیٰ کہ ہم اس سے ملے تو اللہ کی قسم جو میری آنکھ نے دیکھا میرے کانوں نے اس سے زیادہ اچھا نہیں سنا تھا اور میری رائے اس سید کے متعلق یہ ہے کہ وہ عالم جلیل اور اچھے سردار اور استاذ کبیر ہیں ان لوگوں میں سے زیادہ فضل والے ہیں جن پر زندگی بھر میں میری نگاہ پڑی ہے۔ بڑی قدر والے، سخی حال والے، غالب عقل والے، نرم اخلاق والے اور بہت سخاوت والے، تیز فہم والے، درست رائے والے، قوت حافظہ والے اس وقار کے ساتھ جس کی جانب سے سکون کم نہیں کیا جاتا۔

❸ عبارت میں مذکورہ شخص کا تذکرہ:۔ اس عبارت میں امیر شکیب ارسلان نے اپنے سردار وشیخ احمد شریف سنوسی کی مدح سرائی کی ہے۔

❹ کلمات کی لغوی وصرفی تحقیق:۔ "غِطْرِيْفًا" یہ مفرد ہے اس کی جمع غَطَارِفَةٌ، غَطَارِيْفُ ہے بمعنی سخی وسردار۔
"سَرَاوَةٌ" یہ مفرد ہے اس کی جمع سُرًی، سَرَاةٌ، سُرَاةٌ، اَسْرِيَاءُ ہے بمعنی شریف وسخی۔
"لَاتَغُضُّ" صیغہ واحد مذکر غائب بحث منفی مضارع معلوم از مصدر غَضًّا غِضَاضًا غَضَاضَةً (نصر) بمعنی کم کرنا وتوڑنا۔

الشق الثانی ..... فَلَبِثْنَا عَلٰى ذٰلِكَ خَمْسِيْنَ لَيْلَةً، فَاَمَّا صَاحِبَايَ فَاسْتَكَانَا وَقَعَدَا فِيْ بُيُوْتِهِمَا يَبْكِيَانِ وَاَمَّا اَنَا فَكُنْتُ اَشَبَّ الْقَوْمِ وَاَجْلَدَهُمْ، فَكُنْتُ اَخْرُجُ وَاَشْهَدُ الصَّلٰوةَ مَعَ الْمُسْلِمِيْنَ وَاَطُوْفُ فِي الْاَسْوَاقِ وَلَا يُكَلِّمُنِيْ اَحَدٌ وَاٰتِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاُسَلِّمُ عَلَيْهِ وَهُوَ فِيْ مَجْلِسِهٖ بَعْدَ الصَّلٰوةِ، فَاَقُوْلُ فِيْ نَفْسِيْ: هَلْ حَرَّكَ شَفَتَيْهِ بِرَدِّالسَّلَامِ اَمْ لَا؟ ثُمَّ اُصَلِّيْ قَرِيْبًا مِنْهُ فَاُسَارِقُهُ النَّظْرَ فَاِذَا اَقْبَلْتُ عَلٰى صَلَاتِيْ اَقْبَلَ اِلَيَّ۔

عبارت پر اعراب لگائیں، سلیس ترجمہ کریں، خط کشیدہ کلمات کی لغوی وصرفی تحقیق کریں۔ (ص۵۲۔ مجلس نشریاتِ اسلام)

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) کلماتِ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق۔

جواب ..... ❶ عبارت پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ ہم اس حال پر پچاس راتیں ٹھہرے رہے پس میرے دو ساتھی تو عاجز ہو کر گھر میں بیٹھ کر روتے رہے لیکن مَیں قوم میں سے زیادہ جوان اور قوت وصبر والا تھا، پس میں نکلتا تھا اور مسلمانوں کے ساتھ نماز میں حاضر ہوتا تھا اور بازاروں میں گھومتا تھا اور کوئی بھی مجھ سے کلام نہیں کرتا تھا اور مَیں آپ ﷺ کے پاس آتا اور آپ ﷺ نماز کے بعد اپنی مجلس میں ہوتے تو مَیں آپ کو سلام کرتا، پھر مَیں اپنے دل میں کہتا کہ کیا آپ ﷺ نے سلام کا جواب دینے کے ساتھ اپنے ہونٹوں کو حرکت دی ہے یا نہیں، پھر میں آپ ﷺ کے قریب ہی نماز پڑھتا اور مَیں آپ ﷺ کو چوری چوری دیکھتا، پس جب مَیں اپنی نماز پر متوجہ ہوتا تو آپ ﷺ میری طرف متوجہ ہوتے۔

❸ کلماتِ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق:۔ "اُسَارِقُ" صیغہ واحد متکلم فعل مضارع معلوم از مصدر مُسَارَقَةً (مفاعلہ، صحیح) بمعنی ایک دوسرے کو دزدیدہ نگاہ سے دیکھنا کہ دوسرے کو علم نہ ہو۔ مجرد سَرَقًا (سمع) بمعنی پوشیدہ ہونا۔ سَرَقًا سَرِقَةً (ضرب) بمعنی چرانا۔
"اَشَبُّ" صیغہ واحد مذکر بحث اسم تفضیل از مصدر شَبَابًا وشَبِيْبَةً (نصر وضرب، مضاعف) بمعنی جوان ہونا۔
"اَجْلَدُ" صیغہ واحد مذکر بحث اسم تفضیل از مصدر جَلْدًا وجَلَادَةً وجُلُوْدَةً (کرم، صحیح) بمعنی صبر واستقلال وقوت دکھانا۔
"شفتیه" یہ تثنیہ ہے اس کا مفرد شِفَةٌ اور اس کی جمع شِفَاةٌ شَفَهَاتٌ ہے بمعنی ہونٹ۔ مصدر شَفْهًا (فتح، صحیح) بمعنی ہونٹ پر مارنا۔
"اقبلَ" صیغہ واحد مذکر غائب ماضی معلوم از مصدر اقبالا (افعال) بمعنی متوجہ ہونا، سامنے ہونا۔ مجرد قُبولًا (سمع) بمعنی لینا وقبول کرنا۔ "فاستكانا" صیغہ جمع متکلم فعل ماضی معلوم از مصدر استِكانةً (استفعال، اجوف) بمعنی عاجزی ظاہر کرنا۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿السوال الثالث﴾ ﴿عقیدہ طحاویہ﴾ ۱۴۴۰ھ

الشق الاوّل ..... وَنُؤْمِنُ بِمَلَكِ الْمَوْتِ الْمُوَكَّلِ بِقَبْضِ اَرْوَاحِ الْعَالَمِيْنَ وَبِعَذَابِ الْقَبْرِ لِمَنْ كَانَ لَهٗ اَهْلًا وَ بِسُؤَالِ مُنْكَرٍ وَنَكِيْرٍ لِلْمَيِّتِ فِيْ قَبْرِهٖ عَنْ رَبِّهٖ وَدِيْنِهٖ وَنَبِيِّهٖ عَلٰى مَاجَاءَتْ بِهِ الْاَخْبَارُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَعَنِ الصَّحَابَةِ رضوان الله عليهم اجمعين وَالْقَبْرُ رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ اَوْ حُفْرَةٌ مِنْ حُفَرِ النِّيْرَانِ۔ (ص۱۳۔ امدادیہ)

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، قبر سے کیا مراد ہے؟ اگر کسی کو معروف قبر ہی نہ ملے بلکہ دریا برد ہو جائے یا جل کر راکھ بن کر ہوا میں اُڑ جائے تو اس کا کیا حکم ہوگا؟ ملک الموت سے کون سا فرشتہ مراد ہے؟ کیا اس کا نام یہی ہے یا کوئی اور بھی ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال کا خلاصہ چار امور ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) قبر کی مراد اور دریا برد، جل کر راکھ ہو کر اڑ جانے والے مُردے کا حکم (۴) ملک الموت کی مراد اور اُس کا نام۔

جواب..... ① عبارت پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

② عبارت کا ترجمہ:۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں ملک الموت پر جو لوگوں کی جان نکالنے پر مامور ہیں اور ہم ایمان لاتے ہیں عذابِ قبر پر اُس شخص کیلئے جو اس کا مستحق ہو اور قبر میں رب، دین اور نبی کے متعلق منکر ونکیر کے سوال پر جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کی احادیث اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار میں وارد ہے اور قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے، یہ جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔

③ قبر کی مراد اور دریا برد، جل کر راکھ ہو کر اڑ جانے والے مُردے کا حکم:۔ قبر عالمِ برزخ کا نام ہے، ہمیں نظر آنے والے اس مخصوص گڑھے کا نام نہیں ہے جس میں مُردہ کو دفن کیا جاتا ہے پس کوئی بھی شخص خواہ قبر میں دفن کیا جائے یا آگ میں جلا دیا جائے یا سمندر برد ہو جائے یا درندے اس کو کھا جائیں جو بھی صورت پیش آئے عالمِ برزخ میں اُسکے ساتھ وہی معاملہ ہوگا جو اس قبر میں مدفون مُردے کے ساتھ ہوگا یعنی اِس دنیا میں روح نکل جانے کے بعد اُس کا عالمِ برزخ شروع ہے وہ جہاں بھی ہو اور وہی اُس کیلئے قبر ہے۔

④ ملک الموت کی مراد اور اُس کا نام:۔ ملک الموت سے مراد وہ فرشتہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی روح نکالنے پر مقرر کیا ہے اور اس کا نام حضرت عزرائیل علیہ السلام ہے۔

الشق الثانی..... **و نری الصلوۃ خلف کل برو فاجر من اھل القبلۃ و علی من مات منھم و لا ننزل أحدا منھم جنۃ و لا نارا ولا نشھد علیھم بکفر و نفاق ما لم یظھر منھم شیء من ذلك و نذر سرائرھم الی اللّٰہ تعالی**

عبارت کا ترجمہ وتشریح کریں۔ نیز بتائیں کہ مسلمانوں میں سے کن لوگوں کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی؟

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے ① عبارت کا ترجمہ ② عبارت کی تشریح ③ کن لوگوں کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھی جائے گی؟

جواب..... ① عبارت کا ترجمہ:۔ ہم اہلِ قبلہ میں سے ہر نیک وبد کے پیچھے نماز پڑھنا جائز سمجھتے ہیں، اور جو ان میں سے فوت ہو جائے اسکی نماز جنازہ پڑھنا جائز سمجھتے ہیں، اور ہم ان میں سے کسی پر قطعی طور پر جنتی یا جہنمی ہونے کا حکم نہیں لگاتے، اور ہم ان میں سے کسی پر کفر و نفاق کی گواہی بھی نہیں دیتے جب تک کہ ان سے اس قسم کی کوئی چیز ظاہر نہ ہو، اور ان کے باطنی حالات کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتے ہیں۔

② عبارت کی تشریح:۔ امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ ہم اہلِ قبلہ میں سے ہر نیک وبد، فاسق وفاجر کے پیچھے نماز پڑھنا جائز سمجھتے ہیں، اسلئے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا **صلّوا خلف کلّ برّ و فاجر** (ہر نیک وبد کے پیچھے نماز پڑھو)۔ نیز اسلاف نے فاسق وفاجر لوگوں کے پیچھے نماز پڑھی ہے جیسے حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے حجاج بن یوسف کی اقتداء میں نماز ادا کی۔ البتہ اگر کسی کا فسق وبدعت حدِ کفر کو پہنچ جائے تو پھر اسکی اقتداء جائز نہیں ہے۔ جو شخص اہلِ قبلہ میں سے ایمان کی حالت میں فوت ہو جائے اسکی نماز جنازہ پڑھنا جائز سمجھتے ہیں، اسلئے کہ آپ ﷺ کے ارشاد کا حاصل یہ ہے کہ اہلِ قبلہ میں سے جو فوت ہو جائے اس پر نماز جنازہ پڑھنا نہ چھوڑو۔ نیز اسلاف نے فاسق وفاجر لوگوں کی نماز جنازہ پڑھی ہے۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

ہم اہلِ قبلہ میں سے کسی پر قطعی ویقینی طور پر جنتی یا جہنمی ہونے کا حکم نہیں لگاتے، اور نہ ان میں سے کسی پر کفر ونفاق کی گواہی دیتے ہیں جب تک کہ ان سے اس قسم کا کوئی کفر وشرک ظاہر نہ ہو کیونکہ ہم ظاہر کے مکلّف ہیں اور ان کے باطنی حالات واسرار کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتے ہیں کیونکہ باطن کے احوال اور دلوں کے بھید وہی جانتا ہے۔

③ کن لوگوں کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھی جائے گی:۔ باغی ورہزن کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی۔ (تنظیم اللآلی)

جب تک کسی مسلمان کے کفر ونفاق پر یقینی موت کا علم نہ ہو تب تک اسکی نمازِ جنازہ پڑھی جائیگی، خواہ وہ کتنا بڑا منافق ہی کیوں نہ ہو۔ البتہ جب کسی انسان کی یقینی طور پر کفر ونفاق پر موت واقع ہوگی تو اس پر نمازِ جنازہ نہیں پڑھی جائے گی۔

﴿الورقة السادسة: فی الادب العربی والعقائد﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ﴿مختارات﴾ ۱۴۴۱ھ

الشق الاوّل..... قَالَتْ ثُمَّ قَدِمْنَا مَنَازِلَنَا مِنْ بِلَادِ بَنِیْ سَعْدٍ وَمَا اَعْلَمُ اَرْضًا مِنْ اَرْضِ اللّٰهِ اَجْدَبُ مِنْهَا، فَكَانَتْ غَنَمِیْ تَرُوْحُ عَلَیَّ، حِیْنَ قَدِمْنَا بِهٖ مَعَنَا شِبَاعًا لُبَّنًا فَنَحْلِبُ وَ نَشْرَبُ، وَمَا یَحْلِبُ اِنْسَانٌ قَطْرَةَ لَبَنٍ وَلَا یَجِدُ هَا فِیْ ضَرْعٍ حَتّٰی كَانَ الْحَاضِرُوْنَ مِنْ قَوْمِنَا یَقُوْلُوْنَ لِرُعْیَانِهِمْ : وَیْلَكُمْ ! اِسْرَحُوْا حَیْثُ یَسْرَحُ رَاعِیُ بِنْتِ اَبِیْ ذُوَیْبٍ فَتَرُوْحُ اَغْنَامُهُمْ جِیَاعًا مَا تَبِضُّ بِقَطْرَةِ لَبَنٍ وَتَرُوْحُ غَنَمِیْ شِبَاعًا لُبَّنًا۔

عبارت پر اعراب لگا کر دل نشیں تشریح کریں۔ خط کشیدہ کلمات کی تحقیق کر کے مضمون کا عنوان تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کی تشریح (۳) خط کشیدہ کلمات کی تحقیق (۴) مضمون کا عنوان۔

جواب..... ❶ عبارت پر اعراب:۔ كمامرّ فی السوال آنفا۔

❷ عبارت کی تشریح:۔ اس عبارت میں آپ ﷺ کی رضاعی والدہ اماں حلیمہ رضی اللہ عنہا کے آپ ﷺ کی برکات کے متعلق ذکر کردہ واقعہ کو بیان کیا گیا ہے کہ جب میں آپ ﷺ کو پرورش کیلئے اپنے قبیلہ بنوسعد میں لیکر آئے اس وقت ہماری زمینوں سے بڑھ کر کوئی قحط زدہ زمین نہیں تھی مگر شام کو ہماری بکریاں سیراب ہو کر دودھ سے بھرے ہوئے تھنوں کے ساتھ لوٹتی تھیں جبکہ بقیہ لوگوں کی بکریوں سے دودھ کا ایک قطرہ بھی نہ نکلتا تھا، اور ہماری قوم اپنے چرواہوں سے کہتی کہ تم بھی اپنی بکریوں کو وہیں چھوڑا کرو جہاں بنتِ ابی ذؤیب (اماں حلیمہ رضی اللہ عنہا) کا چرواہا اپنی بکریاں چھوڑتا ہے مگر اسکے باوجود لوگوں کی بکریوں سے دودھ کا ایک قطرہ بھی نہ نکلتا تھا۔

❸ خط کشیدہ کلمات کی تحقیق:۔ اَجْدَبُ : صیغہ واحد مذکر بحث اسم تفضیل از مصدر جَدْبًا، جُدُوْبَةً (نصر ضرب کرم) بمعنی بارش نہ ہونے سے زمین کا خشک وقحط زدہ ہونا۔

تَرُوْحُ : صیغہ واحد مؤنث غائب فعل مضارع معلوم از مصدر رَوَاحًا (نصر۔اجوف) بمعنی شام کے وقت آنا وجانا۔

شِبَاعًا : یہ جمع ہے اس کا مفرد شَبْعَانٌ ہے بمعنی شکم سیر۔ مصدر شَبْعًا و شِبَعًا (سمع) بمعنی شکم سیر ہونا۔

لِرُعْیَانِهِم : یہ جمع ہے اس کا مفرد رَاعِیٌ ہے بمعنی چرواہا۔ مصدر رَعْیًا رِعَایَةً مَرْعًی (ناقص) بمعنی جانور چرانا۔

اِسْرَحُوْا : صیغہ جمع مذکر امر حاضر معروف از مصدر سَرْحًا و سُرُوْحًا (فتح) بمعنی جانور چرنے کیلئے چھوڑنا۔

❹ مضمون کا عنوان:۔ اس عبارت کے مضمون کا عنوان "فی بنی سعد" (رسول اللہ ﷺ قبیلہ بنوسعد میں) ہے۔

الشق الثانی..... مَا ابْتُلِیَ الْاِنْسَانُ قَطُّ بِاَعْظَمَ مِنْ عُلُوِّ هِمَّتِهٖ فَاِنَّ مَنْ عَلَتْ هِمَّتُهٗ یَخْتَارُ الْمَعَالِیَ وَ قَدْ لَا یُسَاعِدُ الزَّمَانُ وَ قَدْ تَضْعُفُ الْآلَةُ فَیَبْقٰی فِیْ عَذَابٍ وَ اِنِّیْ اُعْطِیْتُ مِنْ عُلُوِّ الْهِمَّةِ طَرَفًا فَاَنَا بِهٖ فِیْ عَذَابٍ وَ لَا اَقُوْلُ: لَیْتَهٗ لَمْ یَكُنْ فَاِنَّهٗ اِنَّمَا یَحْلُو الْعَیْشُ بِقَدْرِ عَدَمِ الْعَقْلِ وَ الْعَاقِلُ لَا یَخْتَارُ زِیَادَةَ اللَّذَّةِ بِنُقْصَانِ الْعَقْلِ۔

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، نیز خط کشیدہ عبارت کی نحوی ترکیب کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں ① عبارت پر اعراب ② عبارت کا ترجمہ ③ عبارت مخطوطہ کی ترکیب۔

جواب..... ❶ عبارت پر اعراب:۔ كما مر فی السوال آنفًا

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ انسان کبھی بھی اپنی اونچی سوچ سے زیادہ بڑی آزمائش کے ساتھ نہیں آزمایا گیا، اس لیے کہ جس کی ہمت بلند ہوتی ہے وہی بلندیوں کو اختیار و پسند کرتا ہے، اور کبھی حالاتِ زمانہ امداد وتعاون نہیں کرتے اور کبھی ذریعہ واسباب کمزور ہوتا ہے تو وہ آزمائش وتکلیف میں رہتا ہے۔ اور مجھے بھی بلند ہمتی میں سے کچھ حصہ دیا گیا ہے اس لیے میں بھی اس کی وجہ سے تکلیف میں ہوں اور میں یہ نہیں کہتا کہ اے کاش! مجھ میں بلند ہمتی نہ ہوتی اس لیے کہ جتنی عقل کم ہوتی ہے اتنی ہی زندگی مزیدار ہوتی ہے اور عقل

منداانسان عقل وفہم کے کم ہونے کی صورت میں لذت کی زیادتی وکثرت کو پسند نہیں کرتا۔

③ عبارت مخطوطہ کی ترکیب:۔ فا تعلیلیہ ان حرف مشبہ بالفعل من موصولہ علت فعل همته مرکب اضافی ہوکر فاعل، فعل وفاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ، موصول وصلہ مل کر ان کا اسم یختار فعل هو ضمیر مستتر فاعل المعالی مفعول بہ، فعل اپنے فاعل ومفعول سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر ان کی خبر، ان اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۱ھ

الشق الاوّل .....قَالَ اِبْنُ السَّمَّاكِ حِيْنَ مَاتَ دَاؤُدُ الطَّائِيُّ: يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ اَهْلَ الدُّنْيَا تَعْجِلُوْا غُمُوْمَ الْقَلْبِ وَهُمُوْمَ النَّفْسِ وَتَعَبَ الْاَبْدَانِ مَعَ شِدَّةِ الْحِسَابِ فَالرَّغْبَةُ مُتْعِبَةٌ لِاَهْلِهَا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ، وَالزَّاهِدَةُ رَاحَةٌ لِاَهْلِهَا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاِنَّ دَاؤُدَ الطَّائِيَّ نَظَرَ بِقَلْبِهٖ اِلٰى مَا بَيْنَ يَدَيْهِ فَاَغْشٰى بَصَرَ قَلْبِهٖ بَصَرَ الْعُيُوْنِ فَكَاَنَّهٗ لَمْ يُبْصِرْ مَا اِلَيْهِ تَنْظُرُوْنَ وَكَاَنَّكُمْ لَاتُبْصِرُوْنَ مَا اِلَيْهِ يَنْظُرُ فَاَنْتُمْ مِنْهُ تَعَجَّبُوْنَ وَهُوَ مِنْكُمْ يَتَعَجَّبُ ، فَلَمَّا نَظَرَ اِلَيْكُمْ رَاغِبِيْنَ مَغْرُوْرِيْنَ قَدْ ذَهَبَتْ عَلَى الدُّنْيَا عُقُوْلُكُمْ وَمَاتَتْ مِنْ حُبِّهَا قُلُوْبُكُمْ وَعَشِقْتُمُوْهَا اَنْفُسُكُمْ وَامْتَدَّتْ اِلَيْهَا اَبْصَارُكُمْ اِسْتَوْحَشَ الزَّاهِدُ مِنْكُمْ لِاَنَّهٗ كَانَ حَيًّا وَسْطَ مَوْتٰى۔

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، صاحبِ مضمون ابنِ سماک اور داؤد طائیؒ کا مختصر تعارف لکھیں۔ خط کشیدہ جملہ کی نحوی ترکیب کریں۔ (ص ۱۷۔ مجلس نشریاتِ اسلام)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) ابنِ سماک وداؤد طائیؒ کا تعارف (۴) جملہ کی نحوی ترکیب۔

جواب ..... ① عبارت پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

② عبارت کا ترجمہ:۔ جب داود طائی کا انتقال ہوا تو ابن السماکؒ نے فرمایا اے لوگو بیشک اہلِ دنیا نے حساب کی سختی کے باوجود دل کے غموں اور نفس کی پریشانیوں اور بدنوں کو تھکانے میں جلدی کی ہے تو دنیا کی رغبت اپنے مشتاقوں کو دنیا اور آخرت میں تھکانے والی اور دنیا سے بے رغبتی اپنے متصف لوگوں کو دنیا اور آخرت میں راحت دینے والی ہے۔ بیشک داؤدؒ نے اپنے دل کے ساتھ اس چیز کو دیکھ لیا تھا جو اس کے آگے ہے، اس نے ظاہری آنکھوں کی بصارت پر دل کی آنکھ کا پردہ چڑھا دیا تھا تو گویا کہ اس نے وہ چیز نہیں دیکھی جو تم دیکھتے ہو اور تم اس چیز کو نہیں دیکھتے ہو جس کو وہ دیکھتا ہے، لہٰذا تم اس پر تعجب کرتے ہو اور وہ تم سے تعجب کرتا ہے، جب اس نے تم کو اس حال میں دیکھا کہ تم دنیا میں رغبت کرنے والے ہو اور ایسے اس کے دھوکے میں پڑے ہوئے ہو کہ دنیا پر تمہاری عقلیں پیوستہ ہوگئی ہیں اور اس کی محبت کی وجہ سے تمہارے دل مردہ ہوگئے ہیں اور اس پر تمہارے نفس فریفتہ ہوگئے ہیں اور تمہاری آنکھیں اس کی طرف لمبی ہوگئی ہیں تو یہ زاہد تم سے وحشت زدہ ہوگیا اسلئے کہ وہ مردوں کے درمیاں زندہ تھا۔

③ ابنِ سماک وداؤد طائیؒ کا تعارف:۔ صاحبِ مضمون ابنِ سماکؒ عابد وزاہد بزرگ تھے، آپ اللہ والے ہونے کے ساتھ ساتھ بہت اچھی وخوبصورت گفتگو کے مالک اور شاندار واعظ تھے۔ امام احمد بن حنبلؒ اور دیگر جلیل القدر محدثین وفقہاء کے استاذ ہیں۔ آپؒ کوفہ کے رہنے والے تھے، خلیفہ ہارون الرشید کے زمانہ میں کوفہ سے بغداد تشریف لے آئے اور طویل عرصہ وہاں رہنے کے بعد واپس اپنے علاقہ کوفہ ہی تشریف لے گئے اور ۱۸۳ھ میں کوفہ میں ہی انتقال ہوا۔

یہ مضمون انہوں نے داؤد طائی کی وفات پر تحریر کیا جس میں انہوں نے داؤد طائی کی تعریف کرتے ہوئے انکی صفات، محاسن وخوبیوں کو بیان کیا ہے جو درحقیقت ہر زاہد وتارکِ دنیا کی صفات وعلامات ہیں۔

داؤد طائیؒ بہت اونچے درجہ کے چند گنے چنے زاہدوں میں سے تھے آپ نے پہلے درس وتدریس کو اپنا مشغلہ بنایا، بعد میں لوگوں سے میل جول کو ترک کرکے تنہائی وخلوت اختیار کرلی تھی اور عبادت میں مشغول ہوگئے تھے، بادشاہوں کے ہدایا قبول نہیں کرتے تھے۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

ان کے متعلق لکھا ہے کہ انہوں نے چالیس سال روزے رکھے ہیں۔محارب بن دثارؒ کہتے ہیں کہ اگر داؤد طائی گزشتہ امتوں میں ہوتے تو اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں انکے کچھ احوال بیان فرماتے۔۱۶۵ھ یا ۱۶۶ھ میں ان کی وفات ہوئی۔(مبشرات:۱۸۲)

❹ جملہ کی نحوی ترکیب:۔ انّ حرف مشبہ بالفعل اهل الدنيا مضاف ومضاف الیہ ملکر اسم تعجلوا فعل وفاعل هموم القلب مضاف ومضاف الیہ ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ هموم النفس مضاف ومضاف الیہ ملکر معطوف،معطوف علیہ ومعطوف ملکر مفعول بہ،فعل فاعل ومفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، انّ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

الشق الثانی.....فبكى المنصور ثم قال: ليتنى لم اخلق ويحك كيف احتال لنفسى؟ فقال: يا امير المؤمنين، ان للناس اعلاما يفزعون اليهم فى دينهم ويرضون بهم فى دنياهم، فاجعلهم بطانتك يرشدوك، وشاورهم فى امرك يسددوك، قال: قد بعثت اليهم فهربوا منى۔ (ص۸۵۔مجلس نشریاتِ اسلام)

عبارت کا ترجمہ کریں۔عبارت کی واضح تشریح کریں۔خط کشیدے جملے کی نحوی ترکیب کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں(۱)عبارت کا ترجمہ(۲)عبارت کی تشریح(۳)مخطوطہ جملے کی نحوی ترکیب۔

جواب ..... ❶ عبارت کا ترجمہ:۔ پس منصور رو پڑا پھر کہا اے کاش کہ مَیں پیدا نہ کیا جاتا تیرے لئے افسوس ہے مَیں اپنی ذات کیلئے کیسے حیلہ کروں؟ تو اُس نے کہا اے امیر المؤمنین لوگوں کے ایسے سردار ہیں جن کی طرف وہ اپنے دین میں پناہ پکڑتے ہیں اور اپنی دنیا کے بارے میں اُن پر راضی ہوتے ہیں پس تُو اُن کو اپنا خاص بنا وہ تیری رہنمائی کرینگے اور تُو اپنے معاملہ میں اُن سے مشورہ لیا کر وہ درست بات کی طرف تیری رہنمائی کرینگے۔منصور نے کہا بیشک مَیں نے اُنکی طرف آدمی بھیجے ہیں تو وہ مجھ سے بھاگ گئے ہیں۔

❷ عبارت کی تشریح:۔ جب خلیفہ منصور کو دورانِ طواف ملنے والے اجنبی شخص نے حکومت اور عاملین وامراء کے صحیح حالات،ظلم وستم اور رشوت وغیرہ کی خبر دی تو یہ سب باتیں سن کر منصور رو پڑا اور کہا کہ اگر میری حکومت میں یہ معاملات ہونے تھے تو اے کاش! میں پیدا ہی نہ ہوا ہوتا،مجھے میری ماں نے جنا ہی نہ ہوتا اور پھر اس اجنبی شخص سے کہا کہ ان ساری باتوں ومعاملات کا حل کیا ہے؟ مجھے کوئی اچھا سا مشورہ دو تو اس اجنبی نے کہا کہ اے امیر المؤمنین! عوام ورعایا میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جن کی طرف عوام الناس اپنے دین ودنیا کے معاملات میں خوش ہیں ہر معاملہ میں ان سے لوگ رہنمائی لیتے ہیں تو تو بھی ان خواص کو اپنا خاص وقریبی بنالے وہ تیری بھی رہنمائی کریں گے۔سلطنت کے معاملہ میں بھی ان سے مشورہ طلب کر،وہ درست معاملہ کی طرف تیری رہنمائی کریں گے۔منصور نے کہا کہ مجھے بھی کچھ ایسے لوگوں کا علم ہے میں نے ان کی طرف آدمی بھیجے ہیں تاکہ ان سے مشورہ اور صحیح رائے معلوم کروں مگر وہ ڈر اور خوف کی وجہ سے بھاگ گئے ہیں۔

❸ مخطوطہ جملے کی نحوی ترکیب:۔ انّ حرف مشبہ بالفعل للناس جار مجرور ملکر کائن وثابت کے متعلق ہوکر خبر مقدم اعلاما موصوف يفزعون فعل وفاعل اليهم جار ومجرور ملکر متعلق اول فی جارہ دينهم مضاف ومضاف الیہ ملکر مجرور،جار ومجرور ملکر متعلق ثانی،فعل اپنے فاعل ودونوں متعلقوں سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صفت،موصوف صفت مل کر اسم مؤخر،انّ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿السوال الثالث﴾﴿عقیدہ طحاویہ﴾ ۱۴۴۱ھ

الشق الاوّل..... الحوض الذى اكرمه الله تعالى به غياثا لأمته حق والشفاعة التى ادخرها الله لهم حق كما روى فى الأخبار، والميثاق الذى اخذه الله تعالىٰ من آدم عليه السلام وذريته حق۔

عبارت کا مطلب خیز ترجمہ کریں۔عبارت کی تشریح کر کے بتائیں کہ شفاعت سے یہاں کون سی شفاعت مراد ہے؟ نیز شفاعت کے مفہوم میں معتزلہ اور اہلِ حق کا کیا اختلاف ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں(۱)عبارت کا ترجمہ(۲)عبارت کی تشریح(۳)شفاعت کے مفہوم میں معتزلہ اور اہلسنت کا اختلاف۔

جواب ..... ❶ عبارت کا ترجمہ:۔ وہ حوض جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا اکرام کیا ہے آپ ﷺ کی امت کی

سیرابی کے لیے وہ بھی حق ہے۔ وہ شفاعت جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے محفوظ رکھی ہے، وہ بھی حق ہے جیسا کہ احادیث میں مروی ہے اور وہ عہد جو اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد سے لیا تھا وہ بھی حق ہے۔

❷ عبارت کی تشریح:۔ اس عبارت میں علامہ طحاویؒ نے عقائد اہلسنت والجماعت میں سے تین چیزوں کا ذکر کیا ہے۔

① فرمایا کہ حوض کوثر جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا اکرام کیا ہے اور آپ ﷺ کو نوازا ہے کہ آپ کی امت کو اس حوض سے سیراب کیا جائے گا یہ حوض برحق ہے۔ مسند احمد کی روایت کے مطابق آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ ایک نہر ہے جو پروردگار نے مجھے عطا کی ہے اس کے اوپر خیر کثیر ہے۔ اس کے پیالے ستاروں کی تعداد میں ہوں گے اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید، برف سے زیادہ ٹھنڈا، شہد سے زیادہ میٹھا اور مشک سے زیادہ پاکیزہ وخوشبو والا ہوگا۔ اس کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک ایک ماہ کی مسافت ہے۔ اس کے درمیان سے مشک، چھوٹے چھوٹے موتی اور سونے کی شاخیں اگتی ہوں گی اور طرح طرح کے جواہرات کے پھل بھی نکلیں گے، اس حوض کا پانی پینے کے بعد پیاس نہ لگے گی، ہر نبی کا ایک حوض ہوگا اور آپ ﷺ کا حوض سب سے بڑا اور شیریں ہوگا۔

② آپ ﷺ کی تمام مخلوق کے لیے قیامت کے دن حساب وکتاب شروع کرنے کی سفارش وشفاعت عظمیٰ بھی برحق ہے۔ ویسے تو شفاعت کا ثبوت انبیاء علیہم السلام اور صلحاء وشہداء سب کے لئے ہے لیکن جس شفاعت کا اس عبارت میں ذکر ہے اس سے مراد شفاعتِ عظمیٰ ہے جو صرف ہمارے نبی کریم ﷺ کی خصوصیت ہے، کسی اور نبی کو یہ خصوصیت نہیں دی گئی ہے۔ اس شفاعت عظمیٰ کی تفصیل اس حدیث میں ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ جب میدانِ محشر میں شدتِ گرمی سے لوگ تنگ آکر حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک یکے بعد دیگرے شفاعت کیلئے جائیں گے اور سب اس پر تیار نہ ہوں گے اور معذرت پیش کریں گے تو انبیاء علیہم السلام کی راہنمائی سے حضور ﷺ کے پاس پہنچیں گے اور شفاعت کا تقاضا کریں گے تو اس وقت حضور ﷺ سجدے میں گر جائیں گے۔ بالآخر **سَلْ تُعْطَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ** کا تمغہ جب ملے گا تو رسول اللہ ﷺ سجدے سے سر اٹھائیں گے اور حساب کتاب شروع ہو جائے گا۔

③ حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی تمام اولاد کو حضرت آدم علیہ السلام کی پشت سے نکال کر اللہ تعالیٰ نے اپنی ربوبیت کا جو عہد لیا تھا وہ بھی برحق ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں **واذ اخذ ربك من بنی آدم من ظهورهم.....الخ**۔ (تنظیم اللآلی)

❸ شفاعت کے مفہوم میں معتزلہ اور اہلسنت کا اختلاف:۔ اہل سنت والجماعت کے نزدیک شفاعت کا معنیٰ گنہگار کو عذاب سے رہائی دلانا اور گناہ معاف کرانا ہے اور معتزلہ کے نزدیک شفاعت کا معنیٰ صرف نیک بندوں کے ثواب میں زیادتی اور اضافہ کرانا ہے۔ الغرض اہلِ جنت کے رفع درجات کیلئے نبی کریم ﷺ جو شفاعت فرمائیں گے معتزلہ صرف اسی کے قائل ہیں۔

الشق الثانی.....**و انّ العشرة الذين سمّاهم رسول اللّٰه ﷺ و بشّرهم بالجنة نشهد لهم بالجنة ونؤمن بأشراط الساعة..... ولا نصدق كاهنا ولا عرافا ولا من يدعى شيئا بخلاف الكتاب والسنة واجماع الأمة، ونرى الجماعة حقا وصوابا والفرقة زيغا وعذابا.**

0313 6357912 maktabazakariyamultan@gmail.com

عبارت کا مطلب خیز ترجمہ کریں۔ عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم کے نام تحریر کریں۔ امام طحاویؒ کی ذکر کردہ چاروں علاماتِ قیامت لکھ کر کاہن اور عراف میں فرق بتائیں۔ نیز ان دونوں کی عدمِ تصدیق کی وجہ تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) عبارت کا ترجمہ (۲) عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم کے نام (۳) امام طحاویؒ کی ذکر کردہ علاماتِ قیامت (۴) کاہن اور عراف میں فرق اور وجہِ عدم تصدیق۔

جواب.....❶ عبارت کا ترجمہ:۔ اور وہ دس حضرات جن کے رسول اللہ ﷺ نے نام ذکر کئے اور ان کے جنتی ہونے کی بشارت دی ہم ان کے جنتی ہونے کی گواہی دیتے ہیں اور ہم قیامت کی نشانیوں پر ایمان رکھتے ہیں اور ہم کسی کاہن وعرّاف کی تصدیق نہیں کرتے اور نہ کسی ایسے شخص کی تصدیق کرتے ہیں جو کسی ایسی چیز کا دعویٰ کرے جو کتاب وسنت اور اجماع امت کے خلاف ہو اور ہم اتحاد واجتماعیت کو حق وصواب اور اختلاف وافتراق کو گمراہی وعذاب سمجھتے ہیں۔

② عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم کے نام:۔ جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آپ ﷺ نے ایک ہی مجلس میں جنت کی بشارت دی وہ دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یہ ہیں: خلفاءِ اربعہ (سیدنا ابوبکر صدیق، سیدنا عمر فاروق، سیدنا عثمان غنی، سیدنا علی المرتضیٰ) حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت زبیر بن عوام، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت طلحہ بن عبیداللہ، حضرت عبیدہ بن جراح، حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہم۔

③ امام طحاویؒ کی ذکر کردہ علاماتِ قیامت:۔ ① دجال کا ظہور ② حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نزول ③ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا ④ دابۃ الارض کا خروج۔

④ کاہن اور عرّاف میں فرق اور وجہِ عدم تصدیق:۔ کاہن وہ شخص جو مستقبل میں واقع ہونے والی چیزوں کی خبر دے، پوشیدہ چیزوں کی معرفت کا دعویٰ کرے اور غیب کی باتیں بتائے۔ اور عرّاف نجومی کو کہتے ہیں جو ستاروں وغیرہ کا حساب لگا کر کسی چیز کی خبر دیتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے **و عنده مفاتيح الغيب لا يعلمها الا هو** لہٰذا اگر کوئی انسان مثلاً کاہن یا نجومی وغیرہ غیب کی خبریں دے تو ہم اس کی تصدیق نہیں کریں گے کیونکہ احادیث میں اس کی تصدیق پر سخت وعید آئی ہے، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے **من اتى عرّافا او كاهنافى رواية فقد ساله و صدّقه بما يقول فقد كفر بما انزل على محمد** ﷺ یعنی جو عراف یا کاہن کے پاس آیا (ایک روایت میں یہ اضافہ ہے) اور اس سے معلومات کی پھر جو اس نے کہا اس کی تصدیق کی تو اس نے انکار کیا اس دین کا جو محمد ﷺ پر نازل ہوا۔ دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں **من اتى عرّافا فسأله عن شيئى لم تقبل له صلاة اربعين ليلة** یعنی جو شخص کاہن وغیرہ کے پاس آئے گا اس کی چالیس یوم کی نمازیں قبول نہیں ہوں گی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ یہ کاہن کبھی ہم کو کوئی چیز بتاتے ہیں تو وہ حق ثابت ہو جاتی ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ بات تو حق ہوتی ہے۔ اور اس کو شیطان چوری چھپے سن کر کاہنوں کے ذہن میں ڈال دیتا ہے پھر وہ کاہن اس میں سو (۱۰۰) جھوٹ ملاتا ہے۔ دراصل اس فنِ کہانت میں ریاضت تخیل اور شیاطین سے مدد لی جاتی ہے، زمانۂ جاہلیت میں اس طرح کے بہت طریقے رائج تھے یہ سب طریقے باطل ہیں اسلئے اسلام نے سختی کے ساتھ ان کی مخالفت کی ہے اور ان کو حرام قرار دیا ہے۔ (الدرس الحاوی)

﴿الورقة السادسة : فى الادب العربى و العقيدة﴾

﴿السوال الاوّل﴾ (مختارات) ۱۴۴۲ھ

الشق الاوّل .....كُنْتُ اَتَوَقَّعُ اَمَسِ كِتَابَ سَيِّدِىْ بِالتَّسْلِيَةِ وَ الْيَوْمَ بِالتَّهْنِئَةِ فَلَمْ يُكَاتِبْنِىْ فِىْ اَيَّامِ الْبَرَحَاءِ بِاَنَّهَا غَمَّتْهُ وَ لَا فِىْ اَيَّامِ الرَّخَاءِ بِاَنَّهَا سَرَّتْهُ وَ قَدِ اعْتَذَرْتُ عَنْهُ اِلٰى نَفْسِىْ وَ جَادَلْتُ عَنْهُ قَلْبِىْ فَقُلْتُ اَمَّا اِخْلَالُهُ بِالْاُوْلٰى فَلِاَنَّهٗ شَغَلَهُ الْاِهْتِمَامُ بِهَا عَنِ الْكَلَامِ فِيْهَا وَ اَمَّا تَغَافُلُهٗ عَنِ الْاُخْرٰى فَلِاَنَّهٗ اَحَبَّ اَنْ يُّوَفِّرَ عَلَىَّ مَرْتَبَةَ السَّابِقِ اِلَى الْاِبْتِدَاءِ وَ يَقْتَصِرَ بِنَفْسِهٖ عَلٰى مَحَلِّ الْاِقْتِدَاءِ لِتَكُوْنَ نِعَمُ اللّٰهِ تَعَالٰى مَوْقُوْفَةً مِنْ كُلِّ جِهَةٍ عَلَىَّ وَ مَحْفُوْفَةً مِنْ كُلِّ رُتْبَةٍ بِىْ۔ (رسالة عتاب ۔ ص ۱۰۰)

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ مخطوطہ کلمات کی لغوی وصرفی تحقیق کریں۔ ابوبکر خوارزمی کا مختصر تعارف لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① عبارت پر اعراب ② عبارت کا ترجمہ ③ مخطوطہ کلمات کی لغوی وصرفی تحقیق ④ ابوبکر خوارزمی کا مختصر تعارف۔

جواب ..... ① عبارت پر اعراب:۔ **كما مرّ فى السوال آنفا۔**

② عبارت کا ترجمہ:۔ میں کل اپنے آقا کی طرف سے تسلی کے خط کی امید کرتا تھا اور آج مبارکباد کے خط کی امید ہے، تو اس نے نہ تو تکلیف کے ایام میں مجھے خط لکھا کہ اس سے اس کو غم ہوا ہے اور نہ خوشحالی کے ایام میں یہ لکھا کہ اس سے اس کو خوشی ہوئی ہے، اور میں نے اس کی طرف سے اپنے نفس کی طرف عذر پیش کیا اور اس کی طرف سے میں نے اپنے دل سے جھگڑا کیا ہے، تو میں نے کہا کہ پہلے ایام میں اس نے اسلئے کوتاہی کی کہ ان کے بارے میں گفتگو کرنے سے ان کے ساتھ اہتمام کرنے نے اس کو مشغول رکھا

اور دوسرے ایام میں کوتاہی کی وجہ یہ ہے کہ اس نے یہ پسند کیا کہ شروع کرنے کی طرف پہل کرنے کا مرتبہ مجھ پر زیادہ کرے اور وہ خود اقتداء واتباع کے محل پر اکتفاء کرے تاکہ اللہ کی نعمتیں ہر جہت سے مجھ پر موقوف ہوں اور ہر مرتبہ سے مجھے گھیرے رکھیں۔ (مبشرات)

③ مخطوطہ کلمات کی تحقیق:۔ **اَلتَّسْلِيَةُ**: یہ باب تفعیل (ناقص) کا مصدر ہے بمعنی تسلی پانا، غم زائل ہونا، بتکلف تسلی ظاہر کرنا۔

اَلتَّهْنِئَةُ: یہ باب تفعیل کا مصدر ہے بمعنی مبارکباد دینا۔ مجرد میں **هَنْئًا هَنَئًا** (سمع۔مہموز) بمعنی خوش ہونا۔

جَادَلْتُ: صیغہ واحد متکلم فعل ماضی معلوم از مصدر **مُجَادَلَةً** (مفاعلہ۔صحیح) بمعنی لڑائی جھگڑا کرنا۔

يُوَفَّرُ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع مجہول از مصدر **تَوْفِيرًا** (تفعیل۔مثال) بمعنی زیادہ کرنا و پورا حق دینا۔

مَحْفُوْفَةٌ: صیغہ واحد مذکر بحث اسم مفعول از مصدر **حَفًّا** (نصر۔مضاعف) بمعنی احاطہ کرنا و گھیرنا۔

④ ابوبکر خوارزمی کا مختصر تعارف:۔ آپ کا نام محمد بن عباس، کنیت ابوبکر، خوارزم میں ولادت اور نشو ونما پانے کی وجہ سے نسبت خوارزمی ہے۔ ولادت ۳۲۳ھ میں اور وفات ۳۸۳ھ میں ہے۔ آپ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے محنت سے ادب حاصل کیا، تحصیلِ علم وادب کیلئے مشقتیں برداشت کیں اور ترکِ وطن بھی کیا۔ سیف الدولہ صاحب بن عباد اور عضد الدولہ کے ساتھ تعلق رہا۔ آپ علمِ ادب کے سمندر، عرب کے اشعار و واقعات کے بڑے ناقل، علمِ انساب کے عالم، لغت کے ماہر اور کلامِ عرب کے اسالیب ولغت کی خاص ترکیبوں سے واقف تھے۔ آپ ان ادباء میں سے ہیں جنہوں نے ادب کے کثرتِ حفظ اور اسکے ساتھ طویل تعلق کی وجہ سے اصنافِ کلام میں تصرف کیا اور زبردستی بیان پر مالک وقادر ہوگئے۔ (مبشرات)

الشق الثانی..... **حَكٰى اِبْنُ حَبَّانَ الْبَسْتِيُّ عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ اَحْمَدَ الْقَطَّانِ الْبَغْدَادِيِّ بِتُسْتَرَ قَالَ كَانَ لَنَا جَارٌ بِبَغْدَادَ كُنَّا نُسَمِّيْهِ طَبِيْبَ الْقُرَّاءِ كَانَ يَتَفَقَّدُ الصَّالِحِيْنَ وَ يَتَعَاهَدُهُمْ فَقَالَ لِيْ دَخَلْتُ يَوْمًا عَلٰى اَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ فَاِذَا هُوَ مَغْمُوْمٌ مَكْرُوْبٌ فَقُلْتُ مَا لَكَ يَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ؟ قَالَ خَيْرٌ قُلْتُ وَ مَا الْخَيْرُ؟ قَالَ اُمْتُحِنْتُ بِتِلْكَ الْمِحْنَةِ حَتّٰى ضُرِبْتُ ثُمَّ عَالَجُوْنِيْ وَ بَرَأْتُ اِلَّا اَنَّهُ بَقِيَ فِيْ صُلْبِيْ مَوْضِعٌ يُوْجِعُنِيْ هُوَ اَشَدُّ عَلَيَّ مِنْ ذٰلِكَ الضَّرْبِ قَالَ قُلْتُ اَكْشِفْ لِيْ عَنْ صُلْبِكَ فَكَشَفَ لِيْ فَلَمْ اَرَ فِيْهِ اِلَّا اَثَرَ الضَّرْبِ فَقَطْ**۔ (استقامۃ الامام احمد بن حنبل وکرمہ)

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں نیز الفاظِ مخطوطہ کی صرفی تحقیق کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں: ① عبارت پر اعراب ② عبارت کا ترجمہ ③ الفاظِ مخطوطہ کی صرفی تحقیق

جواب..... ① عبارت پر اعراب:۔ **كما مرّ فی السوال آنفا**۔

② عبارت کا ترجمہ:۔ ابن حبان بستی نے اسحاق بن احمد قطان بغدادی سے تستر میں نقل کیا، فرمایا کہ بغداد میں ہمارا ایک پڑوسی تھا جس کا نام ہم طبیب القراء رکھتے تھے، وہ نیک صالح لوگوں کو تلاش کرتا تھا اور ان کا خیال رکھتا تھا، اس نے مجھ سے کہا کہ میں ایک دن امام احمد بن حنبل کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہ اس وقت غمگین و بے چین تھے، میں نے عرض کیا کہ اے ابوعبداللہ! آپ کو کیا (تکلیف) ہے؟ انہوں نے کہا کہ خیریت ہے، میں نے عرض کیا کہ پھر بھی خیریت کے ساتھ (آپ کو کوئی تکلیف ہے؟) فرمایا کہ مجھے اس آزمائش میں آزمایا گیا حتی کہ مجھے مارا گیا، پھر انہوں نے میرا علاج کیا اور میں تندرست ہوگیا مگر میری پشت میں ایک جگہ باقی ہے جو مجھے تکلیف دیتی ہے جو میرے لئے اس مار سے بھی زیادہ سخت ہے، میں نے عرض کیا کہ میرے لئے اپنی پشت سے کپڑا کھولو (ہٹاؤ) انہوں نے کپڑا دور کیا تو مجھے مار کے نشان کے علاوہ کچھ نظر نہیں آیا۔

0313 6217913 maktabazakariyamultan@gmail.com

③ الفاظِ مخطوطہ کی صرفی تحقیق:۔ **نُسَمِّيْهِ**: صیغہ جمع متکلم فعل مضارع معلوم از مصدر **تَسْمِيَةً** (تفعیل۔ناقص) بمعنی نام رکھنا۔

يَتَفَقَّدُ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع معلوم از مصدر **تَفَقُّدًا** (تفعل) بمعنی تلاش کرنا۔

يَتَعَاهَدُ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع معلوم از مصدر **تَعَاهُدًا** (تفاعل) بمعنی حفاظت کرنا۔ دیکھ بھال کرنا۔

مَكْرُوْبٌ: صیغہ واحد مذکر بحث اسم مفعول از مصدر **كَرْبًا** (نصر) بمعنی غمگین ہونا۔

عَالَجُوْنِیْ : صیغہ جمع مذکر غائب فعل ماضی معلوم از مصدر مُعَالَجَۃً (مفاعلہ) بمعنی علاج کرنا۔
یُوْجِعُنِیْ : صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع معلوم از مصدر اِیْجَاعًا (افعال۔مثال) بمعنی تکلیف دینا۔خونریزی کرنا۔
لَمْ اَرَ : صیغہ واحد مذکر غائب فعل نفی جحد بلم معلوم از مصدر رُؤْیَۃً (فتح۔مہموز) بمعنی دیکھنا۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱٤٤۲ھ

الشق الاوّل.....وکان ابو مسلم الخراسانی فی حال شبیبته لا یکاد ینام فقیل له فی ذٰلك فقال ذهن صاف و همّ بعید و نفس تتوق الٰی معالی الامورمع عیش کعیش الهمج الرعاع قیل فما الذی یبرّد غلیلك؟ قال الظفر بالملك قیل فاطلبه قال لا یطلب الّا بالاهوال قیل فارکب الاهوال قال العقل مانع قیل فما تصنع؟ قال ساجعل من عقلی جهلًا و احاول به خطرًا لا ینال الّا بالجهل و ادبر بالعقل ما لا یحفظ الّا به فانّ الخمول اخو العدم فنظرت الی حال هٰذا المسکین فاذا به قد ضیّع اهمّ المهمّات و هو جانب الآخرة و انتصب فی طلب الولایات ۔ (علوّ الہمۃ)

عبارت کا ترجمہ کریں۔عبارت کی تشریح کریں۔مخطوطہ جملہ کی ترکیب۔نیز الفاظِ مخطوطہ کی صرفی تحقیق کریں۔نفس تتوق الٰی معالی الامور، ساجعل من عقلی جهلًا کی ترکیب کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں: ① عبارت کا ترجمہ ② عبارت کی تشریح ③ الفاظِ مخطوطہ کی صرفی تحقیق ④ جملوں کی ترکیب۔

جواب..... ① عبارت کا ترجمہ:۔ابو مسلم خراسانیؒ اپنی جوانی کے زمانہ میں بہت کم سوتے تھے،ان سے اس بارے میں بات کی گئی تو انہوں نے فرمایا کہ میرا ذہن صاف وروشن ہے،میرا مقصد دور ہے،میرا نفس بلند کاموں کا مشتاق ہے،گھٹیا وحقیر لوگوں کی زندگی کی طرح مجھے کیسے نیند آسکتی ہے؟ان سے کہا گیا کہ آپ کی سخت پیاس کو کون سی چیز ٹھنڈا کرے گی؟انہوں نے کہا حکومت کے حصول میں کامیاب ہونا،ان سے کہا گیا کہ پھر حکومت طلب کرو انہوں نے کہا کہ یہ مصائب کے بغیر تلاش نہیں ہوسکتی،ان سے کہا گیا کہ مشقت برداشت کرو،انہوں نے کہا کہ عقل روکتی ہے،ان سے کہا گیا کہ پھر آپ کیا کریں گے؟ انہوں نے کہا کہ عنقریب میں اپنی عقل سے جہالت برتوں گا اور اسکے ذریعہ ایسا بلند مرتبہ حاصل کروں گا جو جہل کے بغیر حاصل نہ ہوسکتا ہو اور عقل کے ذریعہ ایسی تدبیر کروں گا جس کی حفاظت صرف عقل کے ذریعہ ہی ہوسکتی ہو اسلئے کہ گمنامی فقر ومفلسی کا بھائی ہے، پس میں نے اس مسکین کے حال کی طرف دیکھا (غور کیا) تو معلوم ہوا کہ اس نے سب سے اہم مقصد کو ضائع کردیا اور وہ آخرت کی جانب ہے اور وہ حکومتوں کے حصول میں کھڑا رہا۔

② عبارت کی تشریح:۔ عبدالرحمٰن بن جوزی نے بلند ہمتی کے عنوان سے یہ مضمون لکھا ہے۔بلند ہمتی کے متعلق انہوں نے ابو مسلم خراسانی کا واقعہ ذکر کیا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ابو مسلم خراسانیؒ اپنی جوانی کے زمانہ میں بہت کم سوتے تھے،ان سے اس کم سونے کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ میرا ذہن ودل ودماغ روشن ہیں،میرا مقصد بہت دور اور اونچا ہے،میرا نفس بلند کاموں کا مشتاق ہے یعنی میرا بہت بڑا مقصدِ حیات اور میرے سامنے ایک عظیم مشن ہے،جس کی وجہ سے مجھے گھٹیا وحقیر اور فضول وقت ضائع کرنے والے لوگوں کی طرح کیسے نیند آسکتی ہے؟میں ان لوگوں کی طرح کیسے اپنا وقت سو کر ضائع کرسکتا ہوں؟ کہا گیا کہ آپ کی سخت پیاس کو کون سی چیز ٹھنڈا کرے گی؟یعنی آپ کا یہ مقصد کیسے پورا ہوگا اور کامیابی کیسے ملے گی؟جواب دیا کہ حکومت کے حصول سے میں کامیابی حاصل کروں گا۔کہا گیا کہ پھر حکومت حاصل کرنے کی طلب وکوشش کرو،جواب دیا کہ یہ مصائب کے بعد ہی حاصل ہوسکتی ہے۔کہا گیا کہ پھر مشقت ومصائب برداشت کرو،جواب دیا کہ عقل روکتی ہے۔کہا گیا کہ پھر آپ کیا کریں گے؟ آپ کو کامیابی کیسے مل سکتی ہے جب آپ کسی بات پر آمادہ ہی نہیں ہیں؟جواب دیا کہ عنقریب میں اپنی عقل سے جہالت برتوں گا یعنی عقل کی باتوں پر کان نہیں لگاؤں گا اور جو بلند مرتبہ جہل کے بغیر حاصل نہ ہوسکتا ہو اُسے عقل کے ذریعہ ہی حاصل کرنے کی کوشش کروں

0313 6359913 maktabazakariyamultan@gmail.com

گا اور عقل کے ذریعہ ایسی تدبیر کروں گا جس کی حفاظت صرف عقل کے ذریعہ ہی ہوسکتی ہو اسلئے کہ گمنامی اور فقر ومفلسی ایک ہی چیز ہے جو مجھے پسند نہیں ہے، میں یہ گمنامی کی زندگی بسر نہیں کرسکتا (شیر کی ایک دن کی زندگی گیدڑ کی سو سالہ زندگی سے بہتر ہے)۔

③ الفاظِ مخطوطہ کی صرفی تحقیق:۔ اَلْخُمُوْلُ: یہ باب نصر کا مصدر ہے بمعنی پوشیدہ وکمزور ہونا۔

غَلِیْلٌ: یہ اسم ہے بمعنی کینہ۔سخت پیاس۔مصدر (ضرب۔مضاعف) بمعنی کینہ ودھوکہ فریب والا ہونا۔

اَلْاَھْوَالُ: یہ جمع ہے اس کا مفرد ھَوْلٌ ہے بمعنی خوف۔مصدر ھَوْلًا (نصر۔اجوف) بمعنی گھبراہٹ میں ڈالنا۔خوفناک ہونا۔

اُحَاوِلُ: صیغہ واحد متکلم فعل مضارع معلوم از مصدر مُحَاوَلَۃً (مفاعلہ۔اجوف) بمعنی حیلہ سے طلب کرنا۔

ضَیَّعَ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم از مصدر تَضْیِیْعًا (تفعیل۔اجوف) بمعنی ضائع وتلف کرنا۔

اِنْتَصَبَ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم از مصدر اِنْتِصَابًا (افتعال) بمعنی کھڑا ہونا۔بلند ہونا۔

④ جملہ کی ترکیب:۔ نفس مبتدا تتوق فعل وفاعل الٰی جارہ معالی الامور مضاف ومضاف الیہ ملکر مجرور، جارومجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے، فعل اپنے فاعل ومتعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر خبر، مبتدا وخبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

س علامتِ فعل برائے استقبالِ قریب اجعل فعل وفاعل من جارہ عقلی مضاف ومضاف الیہ ملکر مجرور، جارومجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے، جھلا مفعول بہ، فعل اپنے فاعل متعلق ومفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

الشق الثانی.....فَبَیْنَمَا الْغُرَابُ فِیْ کَلَامِہٖ اِذْ اَقْبَلَ نَحْوَھُمْ ظَبْیٌ یَسْعٰی فَذُعِرَتْ مِنْہُ السُّلَحْفَاۃُ فَغَاصَتْ فِی الْمَاءِ وَ خَرَجَ الْجُرَذُ اِلٰی جُحْرِہٖ وَ طَارَ الْغُرَابُ فَوَقَعَ عَلٰی شَجَرَۃٍ ثُمَّ اِنَّ الْغُرَابَ حَلَّقَ فِی السَّمَاءِ لِیَنْظُرَ ھَلْ لِلظَّبْیِ طَالِبٌ؟ فَنَظَرَ فَلَمْ یَرَ شَیْئًا فَنَادَی الْجُرَذَ وَ السُّلَحْفَاۃَ وَ خَرَجَا فَقَالَتِ السُّلَحْفَاۃُ لِلظَّبْیِ حِیْنَ رَأَتْہُ یَنْظُرُ اِلَی الْمَاءِ: اِشْرَبْ اِنْ کَانَ بِکَ عَطْشٌ وَ لَا تَخَفْ فَاِنَّہٗ لَا خَوْفٌ عَلَیْکَ فَدَنَا الظَّبْیُ فَرَحَّبَتْ بِہِ السُّلَحْفَاۃُ وَ حَیَّتْہُ۔

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔مخطوطہ کلمات کی لغوی وصرفی تحقیق کریں۔ابن مقفع کا مختصر تعارف لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① عبارت پر اعراب ② عبارت کا ترجمہ ③ مخطوطہ کلمات کی لغوی وصرفی تحقیق ④ ابن مقفع کا مختصر تعارف۔ (اخوان الصفاء۔ص ۶۶)

جواب..... ① عبارت پر اعراب:۔ کما مرّ فی السوال آنفا۔

② عبارت کا ترجمہ:۔ پھر اس دوران کہ کوّا اپنی کلام میں مشغول تھا اچانک ان کی طرف ایک ہرن دوڑتا ہوا آیا تو اس سے کچھوا حیران ودہشت زدہ ہوگیا اور اس نے پانی میں غوطہ لگا دیا، چوہا اپنے سوراخ کی طرف نکل گیا اور کوّا اُڑ کر درخت پر جا بیٹھا، پھر اس نے (اُڑ کر) بلندی میں حلقہ بنایا تاکہ دیکھے کہ کیا ہرن کو کوئی تلاش کررہا ہے؟ اس نے دیکھا تو اُسے کوئی چیز نظر نہ آئی، پھر اس نے چوہے وکچھوے کو آواز دی اور وہ دونوں نکل آئے، کچھوے نے ہرن کو آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے دیکھا تو اس نے ہرن سے کہا کہ اگر تجھے پیاس ہے تو پانی پی لے اور ڈر مت، اسلئے کہ تجھ پر کوئی خوف نہیں ہے (یہ سُن کر) ہرن قریب ہوا تو کچھوے نے اسکو مرحبا کہا اور اسکو زندگی وحیاۃ کی دعا دی۔

③ مخطوطہ کلمات کی لغوی وصرفی تحقیق:۔ اَلْجُرَذُ: یہ مفرد ہے اس کی جمع جِرْذَانٌ بمعنی چوہے کی ایک قسم۔

ذُعِرَتْ: صیغہ واحد مؤنث غائب فعل ماضی مجہول از مصدر ذَعَرًا (سمع۔صحیح) بمعنی دہشت زدہ ہونا۔

غَاصَتْ: صیغہ واحد مؤنث غائب فعل ماضی معلوم از مصدر غَوْصًا غَیَاصًا (نصر۔اجوف واوی) بمعنی غوطہ لگانا۔

حَلَّقَ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم از مصدر تحلیقا (تفعیل۔صحیح) بمعنی اڑنے میں چکر لگانا۔

رَحَّبَتْ: صیغہ واحد مؤنث غائب فعل ماضی معلوم از مصدر ترحیبا (تفعیل۔صحیح) بمعنی مرحبا وخوش آمدید کہنا۔

④ ابن مقفع کا مختصر تعارف:۔ آپ کا نام عبداللہ بن مقفع ہے، آپ بڑے انشاء پرداز اور فارسی النسل تھے، مگر آپکی تربیت و

0317 6357913 maktabaazakariyamultan@gmail.com

پرورش عربی زبان میں ہوئی، آپ فارسی وعربی دونوں زبانوں کی کتابت کے ماہر تھے، آپ کو کتابت وانشاء میں کمال وعبور حاصل تھا، کتابت میں آپ کا اپنا ہی طریقہ واسلوب ہے جو آپ کے نام سے مشہور ہے اور اس کا طریقہ انتہائی آسان ہے۔

آپ بنوعباس کے دور میں مسلمان ہوئے اور منصور کے زمانہ میں ۱۴۲ھ میں قتل کئے گئے۔

﴿السوال الثالث﴾ (عقیدہ طحاویہ) ۱۴۴۲ھ

الشق الاوّل..... خَلَقَ الْخَلْقَ بِعِلْمِهٖ وَ قَدَّرَ لَهُمْ اَقْدَارًا وَ ضَرَبَ لَهُمْ آجَالًا وَ لَمْ يَخْفَ عَلَيْهِ شَيْئٌ مِنْ اَفْعَالِهِمْ قَبْلَ اَنْ يَخْلُقَهُمْ وَ عَلِمَ مَا هُمْ عَامِلُوْنَ قَبْلَ اَنْ يَخْلُقَهُمْ۔

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ تقدیر کسے کہتے ہیں؟ مسئلۂ تقدیر پر مختصر نوٹ لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں: ① عبارت پر اعراب ② عبارت کا ترجمہ ③ تقدیر کا معنی ومسئلۂ تقدیر پر نوٹ۔

جواب..... ① عبارت پر اعراب:۔ کما مرّ فی السوال آنفا۔

② عبارت کا ترجمہ:۔ اللہ تعالی نے مخلوق کو اپنے علم کے ساتھ پیدا کیا اور ان کیلئے تقدیر بنائی اور ان کیلئے عمریں مقرر کیں اور انکی پیدائش سے پہلے ہی ان کے افعال میں سے کوئی چیز اس پر مخفی و پوشیدہ نہ تھی اور انکی پیدائش سے پہلے ہی اس کو معلوم تھا کہ وہ کیا عمل کریں گے۔

③ تقدیر کا معنی ومسئلۂ تقدیر پر نوٹ:۔ قدر کا لغوی معنی اندازہ کرنا اور قضاء کا لغوی معنی فیصلہ کرنا ہے اور اصطلاح میں اللہ تعالیٰ کے حکم کلی اجمالی ازلی کو قضاء کہتے ہیں اور اس حکم کی جزئیات وتفصیلات کو قدر کہتے ہیں اور بعض حضرات نے دونوں کو مترادف کہا ہے۔ حضرت نانوتویؒ نے فرمایا کہ معاملہ اسکے برعکس ہے احکام اجمالیہ کا علم قدر ہے اور احکام تفصیلیہ کا علم قضاء ہے۔

ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ قضاء وقدر دونوں آپس میں لازم وملزوم ہیں اسلئے کہ قدر بمنزلِ بنیاد کے ہے اور قضاء بمنزلِ عمارت کے ہے اور امام راغب فرماتے ہیں کہ قضاء قدر سے خاص ہے اور قدر قضاء سے عام ہے اور بعض حضرات نے کہا ہے کہ قدر اس نقشے کا نام ہے جو مصور کے ذہن میں اولاً ہوتا ہے اور قضاء اس صورت خارجیہ کا نام ہے جو مصور خارج میں تیار کرتا ہے۔ (تکمیل الحاجہ ص ۱۹۰)

نوٹ: تقدیر پر ایمان لانا فرض اور لازم ہے یعنی وجودِ ایمان کیلئے یہ اعتقاد رکھنا ضروری ہے کہ بندوں کے تمام اعمال خواہ وہ نیک ہوں یا بد، ان کے پیدا ہونے سے پہلے ہی لوح محفوظ میں لکھ دیئے گئے ہیں، بندہ سے جو عمل بھی سرزد ہوتا ہے وہ اللہ کے علم واندازہ کے مطابق ہوتا ہے، لیکن اللہ نے انسان کو عقل ودانش کی دولت سے نواز کر اس کے سامنے نیکی اور بدی دونوں راستے واضح کر دیئے ہیں اور ان پر چلنے کا اختیار دے دیا اور بتا دیا کہ اگر نیکی کے راستہ کو اختیار کرو گے تو اللہ تعالی کی خوشنودی کا باعث ہوگا جس پر جزا وانعام سے نوازے جاؤ گے اور اگر بدی کے راستہ کو اختیار کرو گے تو یہ اللہ کے غضب اور اس کی ناراضگی کا باعث ہوگا جس کی وجہ سے سزا اور عذاب کے مستحق گردانے جاؤ گے۔ اب اس واضح اور صاف ہدایت کے بعد جو آدمی نیکی وبھلائی کے راستہ کو اختیار کرتا ہے تو وہ ازراہ فضل وکرم اللہ کی رحمت سے نوازا جائے گا اور اس پر اللہ کی جانب سے فلاح وسعادت کے دروازے کھول دیئے جائیں گے اور اگر کوئی عقل کا اندھا اپنے کسب واختیار سے برائی کے راستہ کو اختیار کرتا ہے تو وہ ازراہِ عدل سزا کا مستوجب ہوگا اور اسے عذاب وتباہی کے غار دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔ (توضیحات ۱:۲۹۴)

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

ہدایت وگمراہی، سعادت وشقاوت، نیکی وبدی، غربت وامیری، تندرستی وبیماری ہر چیز اللہ تعالی نے اپنی حکمت کے تحت تقدیر میں لکھ دی ہے اسی میں دنیا کی عمر اور اس کے فنا کا وقت بھی ہے جو قیامت کی صورت میں ظاہر ہوگا۔ (معارف القرآن کاندھلوی: ۴۹۴۱)

﴿الورقة السادسة : فی الادب و العقائد﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۴۳ھ

الشق الاوّل.....ثم بدا لابی بکر فابتنی مسجدا بفناء داره و کان یُصلّی فیه و یقرأ القرآن فَيَتَقَذَّفُ علیه نساء المشرکین و ابناؤهم و هم یعجبون منه و ینظرون الیه و کان ابوبکر رجلا بکّاء لایملك عینیه اذا قرأ القرآن و افزع ذٰلك اشراف قریش من المشرکین فارسلوا الی ابن الدغنة فقدم علیهم و قالوا انّا

كنّا اجرنا ابابكر بجوارك على ان يعبد ربّه فى داره فقد جاوز ذلك فابتنى مسجدا بفناء داره فاعلن بالصلاة و القراءة فيه و انّا قد خشينا ان يَفْتِنَ نساء نا و ابناء نا فانهه۔(كيف هاجر النبى ﷺ)

عبارت کا ترجمہ لکھیں۔خط کشیدہ الفاظ کی لغوی وصرفی تحقیق کریں۔واقع کا پس منظر وخلاصہ بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① عبارت کا ترجمہ ② خط کشیدہ الفاظ کی لغوی وصرفی تحقیق ③ واقع کا پس منظر وخلاصہ۔

جواب..... ① عبارت کا ترجمہ:۔ پھر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کیلئے ظاہر ہوا تو انہوں نے اپنے گھر کے صحن میں مسجد بنائی، وہ اس میں نماز پڑھتے اور قرآن کریم کی تلاوت کرتے تھے، تو اس پر مشرکین کی عورتیں اور بچے جمع ہو جاتے تھے، وہ اس سے تعجب کرتے اور اس کی طرف دیکھتے تھے، ابوبکر رضی اللہ عنہ بہت رونے والے آدمی تھے، وہ قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہوئے اپنی آنکھوں (آنسو) پر قابو نہ پاسکتے تھے اور اس چیز نے مشرکین وقریش کے سرداروں کو خوف میں مبتلا کر رکھا تھا، تو انہوں نے ابن الدغنہ کی طرف پیغام بھیجا، وہ ان کے پاس آیا تو انہوں نے کہا: ہم نے تیری پناہ کی وجہ سے ابوبکر کو اس شرط پر پناہ دی تھی کہ وہ اپنے گھر میں ہی اپنے رب کی عبادت کرے، پس تحقیق اس نے اس شرط سے تجاوز کیا ہے اور اپنے گھر کے صحن میں مسجد بنالی ہے اور اس میں علانیۃً نماز کی ادائیگی و تلاوت کرتا ہے، ہمیں خوف ہے کہ وہ ہماری عورتوں اور بچوں کو فتنہ میں ڈال دے گا، پس تو اس کو روک دے۔

② خط کشیدہ الفاظ کی لغوی وصرفی تحقیق:۔ **بَكَّاءٌ**: یہ مبالغہ کا صیغہ ہے از مصدر **بُكَاءٌ** (ضرب، ناقص) بمعنی رونا۔

بَدَا: صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم از مصدر **بُدُوًّا بَدَاءً** (نصر۔ناقص) بمعنی ظاہر ہونا۔

اِبْتَنٰى: صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم از مصدر **ابتناء** (افتعال۔ناقص) بمعنی بنانا وتعمیر کرنا۔

يَتَقَذَّفُ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع معلوم از مصدر **تَقَذُّفًا** (تفعل۔صحیح) بمعنی رش وبھیڑ کرنا۔

اَفْزَعَ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم از مصدر **اِفْزَاعٌ** (افعال۔صحیح) بمعنی خوف میں ڈالنا۔

يَفْتِنُ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع معلوم از مصدر **فَتْنًا فُتُوْنًا** (ضرب۔صحیح) بمعنی مائل وفریفتہ کرنا۔فتنہ میں ڈالنا۔

اِنْهَهْ: صیغہ واحد مذکر حاضر فعل امر حاضر معلوم از مصدر **نَهْيًا** (فتح۔ناقص) بمعنی ڈانٹنا ومنع کرنا۔

③ واقع کا پس منظر وخلاصہ:۔ جب قریشِ مکہ ومشرکین کے مظالم سے تنگ آکر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حبشہ کی طرف ہجرت کے ارادہ سے نکلے تو راستہ میں قارہ قبیلہ کے سردار ابن الدغنہ سے ملاقات ہوئی، اس نے سفر کی وجہ دریافت کی، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے میری قوم نے نکال دیا ہے تو میں چاہتا ہوں کہ زمین میں سیاحت کروں اور اپنے رب کی عبادت کروں، ابن الدغنہ نے کہا کہ اے ابوبکر! آپ جیسا محسن شخص اور اتنا ظلم؟ آپ جیسے محسن آدمی کو اس کی قوم اتنے احسانات کے باوجود کیسے ملک بدر وعلاقہ بدر کرسکتی ہے کہ آپ لوگوں سے کھانے کی بجائے خود کما کر فقیروں کو کھلاتے ہو، لڑائیاں کرنے کی بجائے صلہ رحمی کرتے ہو، فقیر وحاجت مندوں کا بوجھ اٹھاتے ہو، زیادہ مہمان نواز ہو، حق سچ وباطل کی چپقلش میں حق سچ کا ساتھ دیتے ہو، پھر آپ کی قوم نے آپ کو کیسے علاقہ بدر کردیا؟ تم واپس میرے ساتھ چلو میں تمہیں اپنی پناہ دیتا ہوں اور میں قریش سے تمہارے متعلق بات کرتا ہوں چنانچہ ابن الدغنہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو واپس مکہ لے گیا اور سردارانِ قریش سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے متعلق بات چیت کی تو انہوں نے کہا کہ ابوبکر سے کہو کہ وہ اپنی عبادت اور اپنی نماز وتلاوت کا عمل اپنے گھر میں ہی کیا کرے تاکہ ہماری عورتیں اور بچے فتنہ میں مبتلا نہ ہوں، ابوبکر رضی اللہ عنہ اسی طرح گھر میں عبادات کرتے رہے، حتی کہ انہوں نے اپنے گھر کے صحن میں ہی مسجد بنا کر بلند آواز سے ذکر وتلاوت وغیرہ والے اعمال شروع کردئے، مشرکین وقریش کے سرداروں کو خوف طاری ہوا کہ یہ ہماری عورتوں وبچوں کو گمراہ کردے گا، تو انہوں نے ابن الدغنہ سے کہا: ہم نے تیری پناہ کی وجہ سے ابوبکر کو اس شرط پر پناہ دی تھی کہ وہ اپنے گھر میں ہی اپنے رب کی عبادت کرے گا مگر اس نے اپنے گھر کے صحن میں مسجد بنا کر علانیۃً نماز کی ادائیگی وتلاوت کرنا شروع کردی ہے، ہمیں خوف ہے کہ وہ ہماری عورتوں اور بچوں کو گمراہ کردے گا، پس تو اس کو اس عمل سے روک دے، چنانچہ ابن الدغنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ یا شرط کے مطابق اپنی

0313 6657913 maktabazakriyamultan@gmail.com

عبادت کو خفیہ طریقہ سے کرو یا میرا ذمہ وامان لوٹا دو، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تیری امان لوٹاتا ہوں اور میں اللہ کی پناہ میں راضی ہوں، انہی دنوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ کی طرف ہجرت کی اجازت دی گئی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ملکر مدینہ کی طرف ہجرت کی۔

الشق الثانی.....**قال عمرو بن میمون: انّی لقائم مابینی و بینه یعنی عمر الّا عبد اللّٰه بن عباس غداة اُصیب و کان اذا مرّ بین الصفین قال: استووا حتّی اذا لم یر فیهنّ خللا تقدّم فکبّر و ربما قرأ بسورة یوسف او النحل او نحو ذٰلك فی الرکعة الاولٰی حتّی یجتمع الناس فما هو الّا ان کبّر فسمعته یقول: قتلنی او اکلنی الکلب، حین طعنه فطار العلج بسکین ذات طرفین لا یمرّ علٰی احد یمینا ولا شمالا الّا طعنه حتّی طعن ثلاثة عشر رجلا مات منهم سبعة۔ (مقتل عمر بن الخطاب)**

عبارت کا ترجمہ لکھیں۔ خط کشیدہ الفاظ کی لغوی وصرفی تحقیق کریں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ تفصیل سے بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① عبارت کا ترجمہ ② خط کشیدہ الفاظ کی لغوی وصرفی تحقیق ③ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ۔

جواب..... ① عبارت کا ترجمہ:۔ عمرو بن میمون کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زخمی کئے جانے کی صبح میں اس حال میں کھڑا تھا کہ میرے اور عمر رضی اللہ عنہ کے درمیان ابن عباس رضی اللہ عنہما کے علاوہ کوئی نہ تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ جب وہ صفوں کے درمیان سے گزرتے تو فرماتے کہ صفیں درست کرلو، حتی کہ جب وہ صفوں میں کوئی خلال و دراڑ نہ دیکھتے تو آگے بڑھتے اور تکبیر کہتے، کبھی سورۂ یوسف، نحل یا ان جیسی کسی سورۃ کی پہلی رکعت میں قراءت کرتے، حتی کہ لوگ جمع ہوجاتے۔ پس (اس دن) زیادہ وقت نہ گزرا کہ انہوں نے تکبیر کہی اور میں نے آپ کو یہ کہتے ہوئے سنا: مجھے کتے نے قتل کردیا یا مجھے کتے نے کھالیا جب اس نے آپ کو نیزہ مارا، پس دوطرفہ کاٹنے والی چھری (نیزہ) کو لہراتے ہوئے موٹا طاقتور عجمی کافر تیزی سے دوڑا، وہ دائیں بائیں کسی پر نہیں گزرتا تھا مگر اس کو نیزہ چبھو دیتا تھا، حتی کہ اس نے تیرہ لوگوں کو نیزہ مارا جن میں سے سات کی موت واقع ہوئی۔

② خط کشیدہ الفاظ کی لغوی وصرفی تحقیق:۔ **مَاتَ**: صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم از مصدر **مَوْتًا** (نصر۔اجوف) بمعنی مرنا۔

اُصِیْبَ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی مجہول از مصدر **اِصَابَةً** (افعال۔اجوف) بمعنی مصیبت پہنچانا۔ تیر لگنا۔

اِسْتَوُوْا: صیغہ جمع مذکر حاضر امر حاضر معلوم از مصدر **اِسْتِوَاءً** (افتعال۔لفیف) بمعنی سیدھا ہونا۔ معتدل وبرابر ہونا۔

لَمْ یَرَ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل نفی جحد بلم معلوم از مصدر **رُؤیَةً** (فتح۔مہموز وناقص) بمعنی دیکھنا۔

طَعَنَ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم از مصدر **طَعْنًا** (فتح ونصر۔صحیح) بمعنی نیزہ مارنا ونیزہ چبھونا۔

اَلْعِلْجُ: یہ مفرد ہے اس کی جمع **عُلُوْجٌ اَعْلَاجٌ** ہے۔ بمعنی موٹا قوی عجمی کافر۔ کافر۔ جنگلی گدھا۔ گورخر۔

لَا یَمُرُّ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل منفی مضارع معلوم از مصدر **مُرُوْرًا** (نصر۔مضاعف) بمعنی گزرنا۔

0313 6257913 maktabazakariyamultan@gmail.com

③ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ:۔ اپنی زندگی کے آخری ایام میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ ایک سرخ مرغ نے آپ رضی اللہ عنہ کے شکم مبارک پر تین چونچیں ماریں، آپ نے یہ خواب لوگوں سے بیان کیا اور فرمایا کہ میری موت کا وقت قریب ہے۔ اس کے بعد یہ ہوا کہ ایک روز آپ اپنے معمول کے مطابق بہت سویرے نماز کے لیے مسجد میں تشریف لے گئے، اس وقت آپ کے ہاتھ میں ایک درہ ہوتا تھا اور آپ سونے والوں کو اپنے درے سے جگاتے تھے اور مسجد میں پہنچ کر نمازیوں کو صفیں درست کرنے کا حکم دیتے، اس کے بعد نماز شروع فرماتے اور نماز میں بڑی سورتیں پڑھتے۔ اس روز بھی آپ نے ایسا ہی کیا، اسی طریقے سے نماز شروع فرمائی، ابھی صرف تکبیر تحریمہ ہی کہنے پائے تھے کہ ایک مجوسی کافر ابولؤلؤ (فیروز) جو حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کا غلام تھا اور ایک خنجر لیے ہوئے مسجد کی محراب میں چھپا ہوا بیٹھا ہوا تھا، اس نے آپ کے شکم مبارک میں تین زخم کاری اس خنجر سے لگائے، آپ بے ہوش ہوکر گر گئے اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر آپ کی جگہ امامت کی اور مختصر نماز پڑھا کر سلام پھیرا۔ ابولؤلؤ جان بچا کر مسجد سے

بھاگا مگر نمازیوں کی صفیں نہ پھلانگ سکا اور گرفتاری سامنے دیکھ کر اسی خنجر سے اپنے آپ کو ہلاک کرلیا۔ آپ رضی اللہ عنہ ان زخموں سے جانبر نہ ہوسکے اور چار دن زخمی رہنے کے بعد یکم محرم الحرام بروز اتوار آپ رضی اللہ عنہ نے جام شہادت نوش کیا۔ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۳ھ

الشق الاوّل.....اِعلم اَنّ العدوان علی الناس فی اموالھم ذاھب بامالھم فی تحصیلھا و اکتسابھا لما یرونہ حینئذ من ان غایتھا و مصیرھا انتھابھا من ایدیھم و اذا ذھبت اٰمالھم فی اکتسابھا و تحصیلھا و انقبضت ایدیھم عن السعی فی ذٰلك، و علی قدر الاعتداء و نسبتہ یکون انقباض الرعایا عن السعی فی الاکتساب، فاذا کان الاعتداء کثیرا عاما فی جمیع ابواب المعاش کان القعود عن الکسب کذٰلك لذھابہ بالاٰمال جملۃ بدخولہ من جمیع ابوابھا، و ان کان الاعتداء یسیرا کان الانقباض عن الکسب علی نسبتہ۔

عبارت کا ترجمہ لکھیں۔ خط کشیدہ الفاظ کی لغوی وصرفی تحقیق کریں۔ ظلم وزیادتی کرنا آبادیوں کو برباد کرنے کا سبب ہے، ابن خلدونؒ کی رائے کی روشنی میں بیان کریں۔ (الظلم مؤذن بخراب العمران)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① عبارت کا ترجمہ ② خط کشیدہ الفاظ کی لغوی وصرفی تحقیق ③ ظلم وزیادتی کرنا آبادیوں کو برباد کرنے کا سبب ہے (مضمون)۔

جواب..... ① عبارت کا ترجمہ:۔ جان لو کہ لوگوں پر ان کے اموال کے بارے میں ظلم کرنا ان کو حاصل کرنے اور کمانے میں ان کی امیدوں کو ختم کردیتا ہے، اسلئے کہ وہ اس وقت دیکھتے ہیں کہ اسکی انتہاء اور اس کا انجام ان کے ہاتھوں سے اس کو لُوٹا جانا اور چھینا جانا ہے۔ اور جب مال کمانے اور حاصل کرنے میں ان کی امیدیں ختم ہوجاتی ہیں تو اس میں کوشش کرنے سے ان کے ہاتھ پیچھے ہٹ جاتے ہیں اور عوام کا کمانے میں کوشش کرنے سے پیچھے ہٹنا ظلم کی نسبت ومقدار سے ہوتا ہے۔ تو جب ظلم ایسا زیادہ ہو جو روزی کمانے کے تمام دروازوں میں عام ہوجائے تو کمانے سے رُک جانا بھی اسی طرح ہوتا ہے، اسلئے کہ ظلم معاش کے تمام وسائل میں داخل ہونے کی وجہ سے تمام امیدوں کو ختم کردیتا ہے اور اگر ظلم کم ہو تو کمانے سے رکنا بھی اسی کی نسبت سے ہوتا ہے۔

② خط کشیدہ الفاظ کی لغوی وصرفی تحقیق:۔ اَلْعُدْوَانُ: یہ باب نصر (ناقص) کا مصدر ہے بمعنی زیادتی کرنا۔ تجاوز کرنا۔
اَمَالُھُمْ: یہ جمع ہے اس کا مفرد اَمَلٌ اَمْلٌ ہے بمعنی امید۔ مصدر اَمَلًا (نصر۔ مہموز) بمعنی امید کرنا۔
اِنْقِبَاضٌ: یہ باب انفعال (صحیح) کا مصدر ہے بمعنی رُکنا و منقبض ہونا۔
اَلْاِعْتِدَاءُ: یہ باب افتعال (ناقص) کا مصدر ہے بمعنی ظلم وزیادتی کرنا۔ حد سے تجاوز کرنا۔
اَلْقُعُوْدُ: یہ باب نصر (صحیح) کا مصدر ہے بمعنی بیٹھنا۔

③ ظلم وزیادتی کرنا آبادیوں کو برباد کرنے کا سبب ہے (مضمون):۔ ابنِ خلدونؒ کی رائے ومضمون کا حاصل یہ ہے کہ لوگوں پر ان کے اموال کے بارے میں ظلم وزیادتی اور ناانصافی کرنے سے ان کی مال حاصل کرنے اور کمانے کی امید ختم ہوجاتی ہے، اسلئے کہ لوگ جب دیکھتے ہیں کہ اسکی انتہاء اور انجام یہ ہے کہ ان کے ہاتھوں سے مال لُوٹ اور چھین لیا جائے گا تو نتیجۃً ان کی امیدیں ختم ہوجاتی ہیں اور ان کے ہاتھ کمائی سے پیچھے ہٹ جاتے ہیں اور عوام کا کمانے میں کوشش کرنے سے پیچھے ہٹنا ظلم کے اعتبار سے ہوتا ہے، جب ظلم زیادہ ہوگا اور روزی کمانے کے تمام دروازوں میں عام ہوگا تو کمانے سے رُکنا بھی اسی طرح عام ہوگا اسلئے کہ ظلم معاش کے تمام وسائل میں داخل ہونے کی وجہ سے تمام امیدوں کو ختم کردیتا ہے اور اگر ظلم کم ہوگا تو کمانے سے رکنا بھی اسی کی نسبت سے کم ہی ہوگا۔ اور آبادی کی زیادتی وگرم بازاری کا دارومدار لوگوں کے کام کرنے، آتے جاتے مصالح اور کمائیوں میں لوگوں کی کوشش پر ہوتا ہے، جب لوگ معاش وکمائی سے رُک جاتے ہیں تو آبادی کا بازار خود بخود مندے کا شکار ہوجاتا ہے اور احوال بگڑ جاتے ہیں، لوگ رزق کی تلاش میں دوسرے ممالک کا رُخ کرتے ہیں، نتیجۃً گھر خالی ہوجاتے ہیں اور شہر ویران ہوجاتے ہیں۔

03135353913 maktabaazakariyasultan@gmail.com

الشق الثانی.....**و الرؤیة حق لاهل الجنّة بغیر احاطة و لا کیفیّة کما نطق به کتاب ربّنا: وجوه یومئذ ناضرة الٰی ربّها ناظرة، و تفسیره علٰی ما اراده اللّٰه تعالٰی و علمه، و کلّ ما جاء فی ذٰلك من الحدیث الصحیح عن رسول اللّٰه ﷺ.** عبارت کا ترجمہ کریں۔ اہلِ جنت کو اللہ تعالیٰ اپنا دیدار نصیب فرمائیں گے، دلائل لکھیں۔ مصنفؒ کے قول: **وتفسیره علٰی ما اراده اللّٰه تعالٰی..... عن رسول اللّٰه ﷺ** کا مطلب واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① عبارت کا ترجمہ ② اہلِ جنت کو دیدارِ الٰہی نصیب ہونے کے دلائل ③ **وتفسیره علٰی ما اراده اللّٰه تعالٰی..... عن رسول اللّٰه ﷺ** کا مطلب۔

جواب..... ① عبارت کا ترجمہ:۔ اہلِ جنت کیلئے بغیر احاطہ و کیفیت کے رؤیتِ باری تعالیٰ حق ہے جیسا کہ کتاب اللہ میں منطوق ہے: **وجوه یومئذ ناضرة الٰی ربّها ناظرة** (کتنے ہی چہرے اس دن تروتازہ ہوں گے، اپنے رب کا دیدار کررہے ہوں گے) اور اس کی وہی تفسیر مراد ہوگی جو اللہ تعالیٰ کے ارادہ وعلم کے مطابق ہوگی اور اس کے مطابق ہوگی جو رسول اللہ ﷺ سے صحیح احادیث میں مروی ہے۔

② اہلِ جنت کو دیدارِ الٰہی نصیب ہونے کے دلائل:۔ آخرت میں مؤمنین کو حق تعالیٰ کی زیارت ہونا صحیح وقوی احادیثِ متواترہ سے ثابت ہے اور خود قرآن کریم میں موجود ہے **وجوه یومئذ ناضرة الی ربها ناظرة** (قیامت کے روز بہت سے چہرے تروتازہ ہشاش بشاش ہونگے اور اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہونگے)۔ البتہ کفار ومنکرین اس روز بھی سزا کے طور پر حق تعالیٰ کی رؤیت سے مشرف نہ ہونگے جیسا کہ قرآن کریم کی ایک آیت ہے **کلا انهم عن ربهم یومئذ لمحجوبون** (کفار اس روز اپنے رب کی زیارت سے محجوب ومحروم ہونگے) اور آخرت میں حق تعالیٰ کی زیارت مختلف مقامات پر ہوگی عرصہ محشر میں بھی اور جنت میں پہنچنے کے بعد بھی اور اہلِ جنت کیلئے ساری نعمتوں سے بڑی نعمت حق تعالیٰ کی زیارت ہی ہوگی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب اہلِ جنت جنت میں داخل ہوجائیں گے تو حق تعالیٰ اُن سے فرمائیں گے کہ جو نعمتیں جنت میں مل چکی ہیں اُن سے زائد اور کچھ چاہیے تو بتلاؤ کہ ہم وہ بھی دے دیں؟ یہ لوگ عرض کرینگے یا اللہ! آپ نے ہمیں دوزخ سے نجات دی، جنت میں داخل فرمایا، اس سے زیادہ ہمیں اور کیا چاہیے؟ اُس وقت حجاب درمیان سے اُٹھا دیا جائے گا اور سب کو اللہ تعالیٰ کی زیارت ہوگی اور جنت کی ساری نعمتوں سے بڑھ کر یہ نعمت ہوگی۔ یہ حدیث صحیح مسلم میں حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

صحیح بخاری کی ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک رات چاند کی چاندنی میں تشریف فرما تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مجمع تھا، آپ ﷺ نے چاند کی طرف نظر فرمائی اور پھر فرمایا کہ (آخرت میں) تم اپنے رب کو اسی طرح عیاناً دیکھو گے جیسے اس چاند کو دیکھ رہے ہو۔

ترمذی اور مسند احمد کی ایک حدیث میں بروایت ابن عمر رضی اللہ عنہما منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ جن لوگوں کو جنت میں خاص درجہ عطا فرمائیں گے اُن کو روزانہ صبح وشام حق تعالیٰ کی زیارت نصیب ہوگی۔

③ **وتفسیره علٰی ما اراده اللّٰه تعالٰی..... عن رسول اللّٰه ﷺ** کا مطلب:۔ مصنفؒ کی اس عبارت کا مفہوم یہ ہے کہ رؤیتِ باری تعالیٰ کی تفسیر وتشریح وہی معتبر ہوگی اور مراد لی جائے گی جو خود باری تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان کی ہے اور صحیح احادیث میں رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے منقول ہے۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۳ھ

الشق الاوّل.....**ولا نقول لا یضر مع الاسلام ذنب لمن عمله و نرجو للمحسنین من المؤمنین ولا نأمن علیهم ولا نشهد لهم بالجنة و نستغفر لمسیئهم و نخاف علیهم ولا نقنطهم.**

مندرجہ بالا عبارت کا واضح ترجمہ کریں۔ ذکر کردہ عقائد کی مکمل وضاحت کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل دو امور ہیں: ① عبارت کا ترجمہ ② مذکورہ عقائد کی وضاحت۔

جواب ..... ① عبارت کا ترجمہ:۔ اور ہم یہ نہیں کہتے کہ ایمان کے ساتھ کوئی گناہ مضر نہیں اس شخص کیلئے جس نے گناہ کیا۔ اور ہم مؤمنین میں سے نیک لوگوں کے بارے میں (مغفرت ودخول جنت کی) امید رکھتے ہیں اور ہم ان پر بے خوف نہیں ہیں، لیکن جنت میں یقینی داخلے کی ہم گواہی نہیں دیتے اور ہم گنہگاروں کیلئے بخشش کی دعا کرتے ہیں ہمیں انکے متعلق ڈر ہے لیکن ہم انہیں مایوس نہیں کرتے۔

② مذکورہ عقائد کی وضاحت:۔ مرجئہ کا عقیدہ یہ ہے کہ ایمان کے ساتھ کوئی گناہ مضر نہیں ہے جیسے کفر کی حالت میں کوئی طاعت و عبادت نافع نہیں ہے۔ مگر یہ عقیدہ غلط اور قرآن مجید اور سنتِ رسول ﷺ کے خلاف ہے۔ اہل السنّت والجماعت کا عقیدہ معتدل اور قرآن وسنت کے عین مطابق ہے۔ اس عبارت میں اسی کو بیان کیا ہے، وہ یہ کہ ایمان کی حالت میں گناہ مضر ہے۔ اسی لئے ایسے آدمی کو فاسق وفاجر اور مستحق سزا کہا جاتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہوگا اس کو جہنم سے نکال لیا جائے گا۔ بحالتِ ایمان مؤمن کا گناہ کی وجہ سے جہنم میں جانا گناہ کے مضر ہونے کی دلیل ہے۔ شفاعت کی آیتیں اور حدیثیں بھی اس کی دلیل ہیں کیونکہ شفاعت مؤمنوں کے ساتھ خاص ہے۔ کافروں کو شفاعت کا فائدہ نہ ہوگا۔

دوسرے جملہ کا ایک مطلب یہ ہے کہ نیک لوگ باوجود غایتِ قرب کے ان کی امیدیں محض حق تعالیٰ کی مہربانی سے وابستہ ہونی چاہئے کیونکہ ایمان خوف وامید کے درمیان ہے۔

دوسرا مطلب یہ ہے کہ ہم ان مؤمنوں کے بارے میں جو نیکیوں کے ساتھ گناہ بھی کر لیتے ہیں، اللہ سے امید کرتے ہیں کہ وہ انکے ساتھ درگزر کا معاملہ فرمائے گا، لیکن ہم انکے متعلق عذابِ خداوندی سے بھی بے خوف نہیں ہیں کیونکہ گنہگار کی مغفرت اللہ تعالیٰ کی مشیت پر موقوف ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے **و یغفر ما دون ذلك لمن یشاء** اور ہمیں اس کی مشیت کا علم نہیں ہے۔ نیز بندہ کے باطنی احوال کو بھی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اسی لئے اس گنہگار کے بارے میں بھی مغفرت اور گرفت میں سے کسی ایک پہلو کے متعلق یقین سے نہیں کہہ سکتے جس نے اپنے گناہ سے سچے دل سے توبہ کی ہو۔ اسی وجہ سے ہم کسی مسلمان کے یقینی طور پر جنتی ہونے کی بھی گواہی نہیں دے سکتے البتہ جنکے متعلق اللہ تعالیٰ نے اور اسکے رسول ﷺ نے خوش خبری سنادی ہو وہ یقینی طور پر جنتی ہی ہیں۔

اسکے بعد فرمایا کہ اسی طرح بکثرت گناہ کرنے والے مسلمانوں کیلئے ہم استغفار کریں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں مسلمانوں کیلئے استغفار کی تعلیم دی ہے چونکہ اس دعاء کے قبول ہونے نہ ہونے کا ہمیں علم نہیں اسلئے اس کے عذاب سے بے خوف بھی نہیں ہوں گے، ممکن ہے عذاب دے اور اس کی رحمت سے ناامید بھی نہیں ہوں گے، ان شاء اللہ وہ اپنی رحمت سے معاف کردے گا۔

الشق الثانی.....**ولا نفضل أحدًا من الأولیاء علی احد من الأنبیاء ونقول نبی واحد أفضل من جمیع الأولیاء و نؤمن بما جاء من کراماتهم و صحّ عن الثقات من روایاتهم و نؤمن باشراط الساعة منها..... ولا نصدق کاهنا ولا عرّافا ولا من یدعی شیئا بخلاف الکتاب والسنة واجماع الأمة، ونری الجماعة حقا وصوابا والفرقة زیغا وعذابا۔** (ص۱۵۔ امدادیہ)

0313 6357913 maktabazakariyasultan@gmail.com

مندرجہ بالا عبارت کا واضح ترجمہ کریں۔ ذکر کردہ عقائد کی مکمل وضاحت کریں

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل دو امور ہیں: ① عبارت کا ترجمہ ② عقائد کی وضاحت۔

جواب ..... ① عبارت کا ترجمہ:۔ اور ہم نہیں فضیلت دیتے اولیاء میں سے کسی ولی کو انبیاء علیہم السلام میں سے کسی بھی نبی پر اور ہم کہتے ہیں کہ کوئی ایک نبی بھی تمام اولیاء سے افضل واعلیٰ ہے، اور ہم اولیاء کی ان کرامات پر یقین رکھتے ہیں جو ثقہ ومعتبر حضرات کی روایت سے بطریقِ صحیح ثابت ہیں اور ہم قیامت کی نشانیوں پر ایمان رکھتے ہیں..... ہم کسی کاہن وعرّاف کی تصدیق نہیں کرتے اور نہ کسی ایسے شخص کی تصدیق کرتے ہیں جو کسی ایسی چیز کا دعویٰ کرے جو کتاب وسنت اور اجماع امت کے خلاف ہو اور ہم اتحاد واجتماعیت کو حق وصواب اور اختلاف وافتراق کو گمراہی وعذاب سمجھتے ہیں۔

② عقائد کی وضاحت:۔ اہلسنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ کوئی بھی بڑے سے بڑا ولی خواہ وہ کتنی ہی عبادت وریاضت کرلے وہ

کسی بھی چھوٹے سے چھوٹے نبی کے مقام ومرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا اسلئے کہ متعدد کمالات واوصاف ایسے ہیں جن سے صرف انبیاء علیہم السلام متصف ہوتے ہیں اور اولیاء محروم ہوتے ہیں مثلاً ① حضرات انبیاء علیہم السلام معصوم ہوتے ہیں اور اولیاء معصوم نہیں ہوتے۔ ② حضرات انبیاء علیہم السلام پر وحی آتی ہے وہ فرشتہ کا مشاہدہ کرتے ہیں اور اولیاء اس اعزاز سے محروم ہوتے ہیں۔ ③ حضرات انبیاء علیہم السلام براہِ راست احکامِ الٰہیہ کی تبلیغ وراہنمائی پر مامور ہیں اور اولیاء براہِ راست اس کام پر مامور نہیں ہیں۔ پس ان کمالات واعزازات کی وجہ سے کوئی ایک نبی بھی دنیا بھر کے تمام اولیاء، اتقیاء، قطب، ابدال حتیٰ کہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی افضل واعلیٰ ہے۔

اولیاء اللہ کی جو کرامات ثقہ ومعتبر حضرات کی صحیح روایت وطریق سے ثابت ومنقول ہیں ہم ان پر یقین رکھتے ہیں اور ان کو تسلیم کرتے ہیں، بشرطیکہ وہ صحیح معنوں میں ولی ہو، اُسے باری تعالیٰ کی ذات وصفات کی معرفت حاصل ہو اور طاعات کا پابند ہو۔

ہم قیامت کی نشانیوں پر ایمان رکھتے ہیں کہ قیامت کے وقوع سے قبل یہ علامات ونشانیاں وقوع پذیر ہوں گی اور اسکے بعد قیامت آئے گی۔ چنانچہ امام طحاویؒ نے چار علاماتِ قیامت کا ذکر کیا ہے: ① دجال کا ظہور ② حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نزول ③ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا ④ دابۃ الارض کا خروج۔

ہم کسی کاہن وعرّاف اور کسی بھی ایسے شخص کی تصدیق نہیں کرتے جو مستقبل میں واقع ہونے والی چیزوں کی خبر دے، پوشیدہ چیزوں کی معرفت کا دعویٰ کرے اور غیب کی باتیں بتائے، ستاروں وغیرہ کا حساب لگا کر کسی چیز کی خبر دے۔ الغرض جو کسی ایسی چیز یا خبر کا دعویٰ کرے جو کتاب وسنت اور اجماع امت کے خلاف ہو تو ہم اس کی تصدیق نہیں کریں گے کیونکہ احادیث میں اس کی تصدیق پر سخت وعید آئی ہے۔

ہم اتحاد واجتماعیت کو حق وصواب اور اختلاف وافتراق کو گمراہی وعذاب سمجھتے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ کا مفہوم ہے کہ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑو اور تفرقہ بازی نہ کرو۔ نیز ارشاد ہے کہ تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جو متفرق ہو گئے اور آپس میں بٹ گئے اور انہوں نے احکامِ بینہ آنے کے بعد باہم اختلاف کیا، ایسے لوگوں کیلئے دردناک عذاب ہوگا۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بنی اسرائیل بہتر (۷۲) فرقوں میں بٹ گئے تھے اور میری امت تہتر (۷۳) فرقوں میں بٹے گی اور وہ سب فرقے جہنم میں جائیں گے، سوائے ایک جماعت کے، اور وہ نجات پانے والی جماعت وہ لوگ ہوں گے جو اس طریقہ وراستہ پر چلیں گے جس پر میں اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں۔ پس اہل السنۃ والجماعۃ سے جدا ہونا اور اختلاف کرنا گمراہی وعذاب کا باعث ہے۔

ملتان ◎ پاکستان

یا ربّ صلّ و سلّم دائما ابدًا ..... علٰی حبیبك خیر الخلق کلّهم

0313 6337913 maktabazakariyamultan@gmail.com

تمّت بحمد اللّٰه وکرمه

تنظیم المدارس، کنزالمدارس، نظام المدارس، وفاق المدارس العربیہ اور دیگر بورڈز کی کتابیں، داخلہ جات، امتحانی مسائل کے حل، گزشتہ پیپرز، اور دیگر اپڈیٹس حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ وزٹ کریں۔

www.ahlesunnatboardspak.com

Follow Our Social Media Account:

1. **Whatsapp Channel (https://whatsapp.com/channel/0029VaFmkdD0VycHbvDRY70I)**
2. **Youtube (https://youtube.com/@ahlesunnatboards)**
3. **Tiktok (https://www.tiktok.com/@ahlesunnatboardspak)**
4. **Facebook Page (https://www.facebook.com/ahlesunnatboardspak)**

الجواب عالیہ بنات اول ۱۴۴۴ھ

الورقة الاولی: فی التفسیر (عنکبوت تا آخر)

السوال الاوّل ۱۴۴۴ھ

الشق الاوّل..... ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ؕ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَآءَ فِيْ مَا رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ تَخَافُوْنَهُمْ كَخِيْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝ بَلِ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْۤا اَهْوَآءَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ فَمَنْ يَّهْدِيْ مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ؕ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝ (پ۲۱۔الروم:۲۸،۲۹)

آیات کا ترجمہ کریں۔ پہلی آیت میں بیان کردہ مثال کی وضاحت کرتے ہوئے تفسیر بیان کریں۔ **مثلاً، انفسکم، اھوائھم** کے منصوب ہونے کی وجہ لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① آیات کا ترجمہ ② مثال کی وضاحت وتفسیر ③ مذکورہ کلمات کے منصوب ہونے کی وجہ۔

جواب..... ① آیات کا ترجمہ:۔ اللہ نے تمہارے لیے ایک مثال بیان فرمائی جو تمہارے نفسوں سے ہے، کیا جن کے تم مالک ہو ان میں سے کوئی اس ملک میں شریک ہے جو ہم نے تمہیں دیا کہ وہ اور تم اس میں برابر ہو؟ تم ان سے اسی طرح ڈرتے ہو جیسا اپنے نفسوں سے ڈرتے ہو، ہم اسی طرح آیات کو بیان کرتے ہیں ان لوگوں کیلئے جو عقل رکھتے ہیں۔ بلکہ بات یہ ہے کہ جن لوگوں نے ظلم کیا وہ بغیر علم کے اپنی خواہشوں کا اتباع کرتے ہیں، سو جسے اللہ گمراہ کردے اسے کون ہدایت دے گا اور کوئی بھی ان کیلئے مددگار نہ ہوگا۔

② مثال کی وضاحت وتفسیر:۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایک خاص مثال کے ذریعہ شرک کی تردید اور توحید کا اثبات کیا ہے۔

مثال کا حاصل یہ ہے کہ مشرکین جو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مخلوق کو شریک کرتے ہیں ان سے اللہ تعالیٰ نے مثال کے طور پر ایک سوال فرمایا اور وہ یہ کہ تم لوگوں کو ہم نے مال ودولت دیا ہے، اس مال میں تمہارے غلام اور باندیاں بھی ہیں، تم ان کے مالک ہو۔ غلام وباندیوں سے تم خدمت لیتے ہو، دوسرے مال کے اٹھانے رکھنے اور خرچ کرنے میں انہیں استعمال کرتے ہو، ان غلاموں اور باندیوں سے کام تو لیتے ہو لیکن تم نے انہیں اپنے مالوں میں شریک تو نہیں کیا؟ اگر تم انہیں اپنے مالوں میں شریک کر لیتے تو یہ بھی اختیارات میں تمہارے برابر ہو جاتے اور تم سے پوچھے بغیر خرچ کرتے، اور جب وہ شریک ہو جاتے تو تم ان سے اسی طرح خوف کھاتے جیسے اپنے شرکاء سے اعتراض کا اندیشہ رکھتے ہو اور انہیں خوش کر کے چلتے ہو اور باوجود اپنی ذاتی شرکت کے اپنے شرکا سے دریافت کر کے اور مشورہ لے کر صرف کرتے ہو۔ تو جب تمہارے غلام جو تمہاری طرح کی مخلوق ہیں وہ تمہارے مالوں میں اور مال خرچ کرنے کے اختیار میں شریک نہیں تو وہ جو تم نے اللہ کے سوا معبود بنا رکھے ہیں ان کو تم اللہ تعالیٰ کی صفتِ خاص یعنی معبودیت میں کیونکر شریک کرتے ہو؟ حالانکہ وہ تو اللہ کی مخلوق ہیں، پس جب تم اپنے مالوں میں اپنے غلاموں کے اپنے ساتھ شریک ہونے کو تیار نہیں تو تم نے عبادت میں مخلوق کو خالق کے ساتھ کیسے شریک کر دیا؟

مذکورہ مثال ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم اہلِ عقل کیلئے اسی طرح واضح طور پر آیات بیان کرتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ جن لوگوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا، آیات میں غور نہ کیا، بغیر علم جہالت کے ساتھ اپنے نفس کی خواہشوں کے پیچھے پڑ گئے، جو دل میں آیا اسی کو معبود بنا لیا، حق اور حقیقت کی طرف متوجہ نہ ہوئے، جب گمراہی کو قصداً اور ارادۃً اختیار کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے بھی انہیں گمراہی میں چھوڑ دیا اور جسے اللہ تعالیٰ نے گمراہ کر دیا اسے کون ہدایت دے سکتا ہے۔ اور جب اس گمراہی پر عذاب ہونے لگے گا تو ان ظالموں کو کوئی بھی مددگار اور عذاب سے چھڑانے والا نہ ملے گا۔

③ مذکورہ کلمات کے منصوب ہونے کی وجہ:۔ **انفسکم**: یہ **خیفتکم** مصدر کا مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

مثلاً: یہ **ضرب** فعل کا مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ **اھوائھم**: یہ **اتّبع** فعل کا مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

الشق الثانی..... وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا۟ فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ﴿۳۹﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ۭ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَيْءٍ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۴۰﴾ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِيْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۴۱﴾ (پ۲۱۔الروم:۳۹تا۴۱)

مندرجہ بالا آیات کا ترجمہ لکھیں اور پہلی آیت میں **لیربو فی اموال الناس** کا مطلب واضح کرتے ہوئے آیت کی تفسیر لکھیں۔تیسری آیت میں فساد فی البر والبحر سے کیا مراد ہے؟ خط کشیدہ کلمات کی لغوی وصرفی تحقیق کیجئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے:① آیات کا ترجمہ ② **لیربوا فی اموالِ الناس** کا مطلب وآیات کی تفسیر ③ فساد فی البر والبحر کی مراد ④ خط کشیدہ کلمات کی لغوی وصرفی تحقیق۔

جواب..... ① آیات کا ترجمہ:۔ اور یہ جو تم سود دیتے ہو تا کہ وہ لوگوں کے اموال میں شامل ہو کر بڑھ جائے تو وہ اللہ کے نزدیک بڑھتا نہیں ہے اور جو تم اللہ کی خوشنودی کے حصول کے لیے زکوۃ دیتے ہو پس یہی لوگ اپنے مال کو کئی گنا بڑھانے والے ہیں۔اللہ وہی ہے جس نے تمہیں پیدا فرمایا پھر تمہیں رزق دیا پھر تمہیں موت دے گا پھر تمہیں زندہ فرمائے گا، کیا تمہارے شریکوں میں سے کوئی ایسا ہے جو ان کاموں میں سے کچھ بھی کر سکے؟ اللہ ان کے شرک سے پاک و برتر ہے۔ظاہر ہو گیا فساد خشکی وتری میں لوگوں کے اعمال کی وجہ سے تا کہ اللہ انہیں ان کے بعض اعمال کا مزہ چکھا دے، تا کہ وہ لوگ باز آ جائیں۔

② **لیربوا فی اموال الناس** کا مطلب وآیات کی تفسیر:۔ پہلی آیت میں ایک بری رسم کی اصلاح کی گئی ہے جو عام خاندانوں اور اہلِ قرابت میں چلتی ہے۔وہ یہ کہ عام طور پر رشتہ دار لوگ جو کچھ دوسرے کو دیتے ہیں اس پر نظر رکھتے ہیں کہ وہ بھی ہمارے وقت میں کچھ دے گا بلکہ رسمی طور پر کچھ زیادہ دے گا، خصوصا نکاح، شادی وغیرہ کی تقریبات میں جو کچھ دیا اور لیا جاتا ہے اسکی یہی حیثیت ہوتی ہے جس کو عرف میں نوتہ کہتے ہیں۔اس آیت میں ہدایت کی گئی ہے کہ اہلِ قرابت کا جو حق ادا کرنے کا حکم پہلی آیت میں دیا گیا ہے ان کو یہ حق اس طرح دیا جائے کہ نہ ان پر احسان جتائے اور نہ کسی بدلے پر نظر رکھے۔جس نے بدلے کی نیت سے دیا کہ ان کا مال دوسرے عزیز ورشتہ دار کے مال میں شامل ہونے کے بعد کچھ زیادتی کے ساتھ واپس آئے گا اللہ کے نزدیک اس کا کوئی درجہ اور ثواب نہیں اور قرآن کریم نے اس زیادتی کو لفظ ربوا سے تعبیر کر کے اسکی قباحت کی طرف اشارہ کر دیا کہ یہ ایک سود کی ہی صورت ہے۔اور جو شخص اللہ کی رضا کیلئے کوئی صدقہ دے گا تو اس کا یہ صدقہ اللہ تعالی کے ہاں مقبول بھی ہوتا ہے اور اس کا ثواب بھی بڑھ کر ملتا ہے۔اور اللہ تعالی کا یہ عام قانون ہے کہ جو شخص ایک نیکی کرے اس کیلئے دس گنا ہے اور اس سے زائد جس قدر بھی اللہ تعالی چاہے بڑھا چڑھا کر ثواب عطا فرماتا ہے۔ دوسری آیت میں پھر توحید کی طرف متوجہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں پیدا فرمایا، پھر تمہیں رزق دیا، اس رزق کو کھاتے پیتے ہو اور زندہ رہتے ہو، پھر اس زندگی کے بعد تمہیں موت دے گا پھر زندہ فرمائے گا، اسی کی قدرت کے یہ سب مظاہر ہیں اور وہی مستحقِ عبادت ہے، وحدہ لاشریک ہے تم لوگوں نے جو اس کیلئے شریک بنا رکھے ہیں کیا ان میں سے کوئی ایسا ہے جسے ان چیزوں پر قدرت ہو؟ ظاہر ہے کہ اللہ تعالی کے سوا کوئی بھی یہ کام نہیں کر سکتا، جب اسکے علاوہ کوئی بھی قدرت رکھنے والا نہیں ہے تو پھر عبادت میں اسکے ساتھ دوسروں کو شریک کیوں کرتے ہو؟ وہ ان کے شرک سے پاک اور برتر ہے۔

دعوتِ توحید کے بعد اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ شرک ومعصیت ایسی بری چیز ہے کہ خشکی اور تری یعنی تمام دنیا میں لوگوں کے انہی اعمال کے سبب بلائیں پھیل رہی ہیں، مثلا قحط وبا وطوفان۔تا کہ اللہ تعالی لوگوں کو ان کے بعض اعمال کی سزا کا مزہ دنیا میں ہی چکھا دیں اور لوگ اپنے ان بُرے اعمال سے باز آ جائیں۔بہت سے گناہوں کو تو اللہ تعالی معاف ہی کر دیتے ہیں، بعض ہی اعمال کی سزا دیتے ہیں۔غرض جب اعمال بد مطلقا سببِ وبال ہیں تو شرک وکفر تو سب سے بڑھ کر موجبِ عذاب ہوگا۔

③ فساد فی البر والبحر کی مراد:۔ فساد سے مراد قحط، وبائی امراض، آگ لگنے وپانی میں ڈوبنے کے واقعات کی کثرت اور ہر چیز کی برکت کا مٹ جانا، نفع بخش چیزوں کا نفع کم اور نقصان زیادہ ہو جانا وغیرہ آفات ہیں۔(معارف القرآن)

0313 6257013 maktabazakariyamultan@gmail.com

آپس میں قتل وخون ہونا' قحط آنا' مہلک امراض کا عام ہونا' نئے نئے امراض کا پیدا ہونا' آندھیوں کا چلنا' کھیتوں کو کیڑوں کا کھانا' زلزلوں کا آنا' سخت سردی سے فصلوں کا تباہ ہونا اور اس طرح کی بہت سی مصیبتوں کا ظہور مراد ہے۔ (انوار البیان)

ابن عباسؓ اور مجاہدؒ کا قول ہے کہ بر میں فساد سے مراد قابیل کا اپنے بھائی ہابیل کو قتل کرنا اور بحر میں فساد سے مراد ظالم بادشاہ جلندی کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں کشتیوں کو چھیننا ہے۔ ضحاک نے کہا: زمین پہلے سرسبز وشاداب تھی، جس درخت کے پاس آدمی جاتا تھا اس کو بارآور پاتا تھا' سمندر کا پانی پہلے میٹھا تھا اور شیر گائے وبکری کو قتل کرنے کا ارادہ بھی نہیں کرتا تھا لیکن قابیل نے ہابیل کو قتل کیا تو زمین خشک ہوگئی' درخت پُر خار ہوگئے' سمندر کا پانی شور ہوگیا اور جانور ایک دوسرے کو پھاڑنے لگے۔ (مظہری)

④ خط کشیدہ کلمات کی لغوی وصرفی تحقیق:۔ **اَیْدِیْ:** یہ جمع ہے اس کا مفرد یَدٌ ہے بمعنی ہاتھ۔

لَایَرْبُو: صیغہ واحد مذکر غائب فعل منفی مضارع معلوم از مصدر رِبَاءٌ (نصر۔ناقص) بمعنی بڑھنا وزیادہ ہونا۔

تُرِیْدُوْنَ: صیغہ جمع مذکر حاضر فعل مضارع معلوم از مصدر اِرَادَۃٌ (افعال۔مہموز العین) بمعنی چاہنا، خواہش کرنا۔ ارادہ کرنا۔

مُضْعِفُوْنَ: صیغہ جمع مذکر بحث اسم فاعل از مصدر اِضْعَافًا (افعال۔صحیح) بمعنی زیادہ کرنا۔ اضافہ کرنا۔ بڑھانا۔

لِیُذِیْقَ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع معلوم از مصدر اِذَاقَۃٌ (افعال۔اجوف) بمعنی چکھانا۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۴ھ

الشق الاوّل اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا یُنَادَوْنَ لَمَقْتُ اللّٰهِ اَكْبَرُ مِنْ مَّقْتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ اِذْ تُدْعَوْنَ اِلَى الْاِیْمَانِ فَتَكْفُرُوْنَ ۝ قَالُوْا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَیْنِ وَاَحْیَیْتَنَا اثْنَتَیْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِیْلٍ ۝ ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗۤ اِذَا دُعِیَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ ۚ وَاِنْ یُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا ؕ فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِیِّ الْكَبِیْرِ ۝ هُوَ الَّذِیْ یُرِیْكُمْ اٰیٰتِهٖ وَیُنَزِّلُ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ رِزْقًا ؕ وَمَا یَتَذَكَّرُ اِلَّا مَنْ یُّنِیْبُ ۝ (پ۲۴۔المؤمن ۱۰تا۱۳)

آیات کا ترجمہ ومختصر تفسیر کیجئے۔ **لمقت اللّٰہ اکبر مِن مقتکِم انفسکم** سے کیا مراد ہے؟ دوسری آیت میں دوموتوں اور دوزندگیوں کا کیا مطلب ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① آیات کا ترجمہ ② آیات کی تفسیر ③ جملہ کا مطلب ④ دوموت ودوزندگی کا مطلب۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ بلاشبہ جنہوں نے کفر کیا ان کو پکارا جائے گا کہ البتہ اللہ تعالیٰ کو جو تم سے نفرت وبیزاری ہے وہ اس نفرت وبیزاری سے بہت بڑی ہے جو تمہیں خود اپنی جانوں سے نفرت وبیزاری ہے کہ جب تم ایمان کی طرف بلائے جاتے تھے تو تم کفر اختیار کرتے تھے۔ وہ لوگ کہیں گے کہ اے ہمارے رب آپ نے ہمیں دوبار موت دی اور دوبار زندگی دی سو ہم نے اپنے گناہوں کا اقرار کرلیا تو کیا نکلنے کی کوئی راہ ہے؟ یہ اس وجہ سے ہے کہ جب صرف اللہ کا نام لیا جاتا تھا تو تم انکار کرتے تھے اور اگر اس کے ساتھ کسی کو شریک بنایا جاتا تھا تو تم اسے مان لیتے تھے سو فیصلہ اللہ ہی کے لیے ہے جو بلند ہے بڑا ہے۔ وہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے اور تمہارے لیے آسمان سے رزق اتارتا ہے۔ اور نصیحت حاصل نہیں کرتے مگر وہ لوگ جو رجوع کرتے ہیں۔

② آیات کی تفسیر:۔ کافر لوگ جب دوزخ میں جا کر اپنے شرک وکفر اختیار کرنے پر حسرت وافسوس کریں گے اور خود ان کو اپنے سے سخت نفرت ہوگی یہاں تک غصہ کے مارے اپنی انگلیاں کاٹ کاٹ کر کھاویں گے۔ اس وقت ان کو پکارا جائے گا کہ جیسے تمہیں اِس وقت خود سے نفرت ہے اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کو تم سے نفرت تھی جب تم دنیا میں ایمان کی طرف بلائے جاتے تھے اور تم نہیں مانا کرتے تھے۔ (اس جملہ سے مقصود ان کی حسرت وندامت میں زیادتی کرنا ہے)۔ وہ لوگ کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار! ہم جو دوبارہ زندہ ہونے کا انکار کیا کرتے تھے اب ہمیں اپنی غلطی معلوم ہوگئی، چنانچہ ہم نے دیکھ لیا کہ آپ نے ہمیں دو مرتبہ مردہ رکھا (پیدائش سے پہلے کہ ہم بے جان مادہ کی صورت میں تھے اور اس عالم میں آنے اور زندہ ہونے کے بعد متعارف موت سے مردہ ہوئے) اور دو مرتبہ ہی تو نے ہمیں زندگی دی (دنیا کی زندگی اور آخرت کی زندگی) سو ہم اپنی خطاؤں کا اعتراف

0313 6557913 maktabazakariyamultan@gmail.com

واقرار کرتے ہیں تو کیا یہاں سے نکلنے کی کوئی صورت ہے کہ دنیا میں جا کر ان خطاؤں کا تدارک کرلیں؟ جواب ملے گا کہ تمہارے نکلنے کی کوئی صورت نہیں بلکہ تم ہمیشہ یہیں رہو گے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جب توحید کا ذکر ہوتا تھا تو تم انکار کیا کرتے تھے اور اگر اسکے ساتھ کسی کو شریک کیا جاتا تھا تو تم مان لیتے تھے، اسلئے یہ اللہ تعالیٰ کا کیا ہوا فیصلہ ہے جو عالیشان اور بڑے مرتبے والا ہے، چونکہ اللہ تعالی کی علوِ شان و کبریائی کے اعتبار سے یہ جرمِ عظیم تھا اسلئے فیصلہ میں سزا (دائمی جہنم) بھی عظیم ہوئی۔

آخری آیت میں فرمایا کہ وہی ذات تمہیں اپنی قدرت کی نشانیاں دکھاتی ہے تا کہ تم ان سے توحید پر استدلال کرو اور اُن نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ وہ آسمان سے تمہارے لئے بارش بھیجتا ہے جس سے رزق پیدا ہوتا ہے۔ اور ان نشانیوں سے صرف وہی شخص نصیحت قبول کرتا ہے جو خدا کی طرف رجوع کرنے کا ارادہ کرتا ہے کیونکہ ارادۂ رجوع سے غور و تامل نصیب ہوتا ہے، اور پھر اسی سے حق تک رسائی ہو جاتی ہے۔ (خلاصۂ تفسیر)

③ جملہ کا مطلب:۔ ① تمہیں جتنا آج اپنے نفسوں سے بغض ہے اللہ تعالی کو تمہارے نفسوں سے اس سے بھی زیادہ بغض ہے اور یہ بغض اب سے نہیں بلکہ جب تم دنیا میں تھے اسی وقت سے اللہ تعالی کو تم سے بغض ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ تمہیں بار بار ایمان کی دعوت دی گئی لیکن تم نے ہر بار حق کے قبول کرنے سے انکار کیا۔ ② آپس میں تم جو آج ایک دوسرے سے بغض اور نفرت ہے کہ بڑے چھوٹوں کو اور چھوٹے بڑوں کو الزام دے رہے ہیں اور ایک دوسرے سے براءت ظاہر کر رہے ہیں اللہ تعالی کو تم سے اس سے زیادہ بغض ہے۔ (انوار البیان) جب کافر لوگ جہنم اور وہاں کی سختیاں دیکھ کر ناخوش و ناراض اور غصہ ہوں گے تو انہیں کہا جائے گا کہ دنیا میں جب تمہیں ایمان لانے کیلئے کہا جاتا تھا اور تم انکار کرتے تھے، اس وقت خدا تعالی کو تم پر غصہ اور ناخوشی ہوتی تھی۔ سو وہ غصہ اس کا تمہارے آج کے غصہ سے جو تم کو اپنے اوپر آ رہا ہے بڑھ کر تھا، تم نے اس کے غصہ کی پروا نہ کی اب اُسے تمہاری ناراضگی و دل تنگی اور غصہ کی بھی کچھ پرواہ نہیں۔ (تفسیر حقانی)

④ دو موت و دو زندگی کا مطلب:۔ پہلی موت: پیدائش سے پہلے بے جان مادہ کی صورت۔ دوسری موت: اس عالم میں آنے اور زندہ ہونے کے بعد متعارف موت۔ پہلی زندگی: دنیا کی زندگی اور دوسری زندگی: آخرت کی زندگی۔

الشق الثانی..... وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ ۝ وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ؕ مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ؕ وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ اَلَآ اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ ۝ (پ۲۵۔الشوریٰ:۵۱تا۵۳)

آیات کا ترجمہ لکھیں۔ پہلی آیت میں مذکور وحی کی صورتیں واضح کریں۔ "ماکنت تدری ما الکتاب" کا مطلب لکھیں۔

جواب..... مکمل جواب کما مرّ فی الشق الثانی من السوال الثالث ۱۴۳۰ھ۔

0313 6357913 maktabazakaria@gmail.com

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۴ھ

الشق الاوّل..... اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ۝ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ۝ وَكَذَّبُوْا وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ ؕ وَكُلُّ اَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ ۝ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنَ الْاَنْۢبَآءِ مَا فِيْهِ مُزْدَجَرٌ ۝ حِكْمَةٌۢ بَالِغَةٌ ۝ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ ۝ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ ؕ يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ اِلٰى شَيْءٍ نُّكُرٍ ۝ خُشَّعًا اَبْصَارُهُمْ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ كَاَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنْتَشِرٌ ۝ مُّهْطِعِيْنَ اِلَى الدَّاعِ ؕ يَقُوْلُ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ۝

آیات کا ترجمہ کریں۔ شانِ نزول تحریر کریں۔ خط کشیدہ کلمات کا مطلب لکھیں۔ (پ۲۷۔القمر:۱تا۸)

جواب..... ① و ② آیات کا ترجمہ وشانِ نزول:۔ کما مرّ فی الشق الثانی من السوال الاول ۱۴۳۹ھ۔

③ خط کشیدہ کلمات کا مطلب:۔ **اقتربت الساعة**: وہ قیامت کی گھڑی قریب آ لگی۔ آنے والی چیز کا جوں جوں زمانہ گزرتا جاتا ہے وہ قریب ہوتی جاتی ہے خصوصا جبکہ اسکے آثار و علامات نمودار ہونے لگیں پھر تو اور بھی اس کا قریب ہونا ثابت ہوتا ہے۔ (حقانی)

سحرٌ مستمرّ: ابوالعالیہ، ضحاک ونحاس نے اس کا معنی قوی کیا ہے۔ اخفش نے کہا کہ یہ امرار الحبل سے مشتق ہے جس کا معنی مضبوطی سے بٹنا ہے۔ فراو کسائی اور ابوعبیدہ کہتے ہیں کہ اس کا معنی فنا ہونے والا ہے کہ اس جادو کا کوئی اثر باقی نہ رہے گا۔ بعض نے کہا کہ اس کا معنی ہمیشہ ہے یعنی ایسے جادو ہمیشہ سے چلے آتے ہیں۔ (ایضا) یہ بے بنیاد و بے حقیقت جادو ہے جو جاتا رہے گا۔ مجاہد اور قتادہ نے مستمر کی یہی تفسیر کی ہے لیکن ابوالعالیہ اور ضحاک کا قول ہے کہ مستمر سے مراد قوی ومحکم جادو ہے جو ہر جادو پر غالب ہو۔ عرب کہتے ہیں: **مرّ الحبل واستمرّ الحبل** رسی مضبوط اور قوی ہوگئی۔ بعض نے کہا: سحر مستمر سے مراد مسلسل وپیہم جادو ہے۔ بعض کے نزدیک مستمر کا لفظ حرارت یعنی تلخی سے مشتق ہے یعنی تلخ وبدمزہ جادو۔ (مظہری)

شیئ نکر: اتنی بری چیز کہ اس کی مثل معلوم نہ ہو، انتہائی مکروہ ہونے کی وجہ سے لوگ اس کو جاننا بھی گوارا نہ کریں۔ (مظہری) مکروہ وناپسند چیز۔ اس سے مراد حساب ہے۔ (حقانی)

کانّھم جراد منتشر: اس دن لوگ پھیلی ہوئی ٹڈیوں کی مثل ہوں گے۔ یعنی جس طرح وہ بکثرت ہر طرف سے دوڑتی ہوئی جاتی ہیں اسی طرح لوگوں کا بھی ایک بڑا ٹڈی دل ہوگا کہ اگلے پچھلے تمام انسان سب ہی قبروں سے اٹھیں گے اور سب خداوندی حکم کی ہیبت سے عدالت کی طرف دوڑے چلے آئیں گے، کسی کو مجال نہ ہوگی کہ حاضر ہونے میں دیر وتامل کرے اور ان میں سے منکروں پر بڑی سختی ہوگی جس کی وجہ سے وہ کہیں گے کہ یہ دن سخت ہے۔ (حقانی)

مھطعین الی الداع: بلانے والے کی آواز کی سمت میں دیکھتے ہوئے محشر کی طرف دوڑیں گے۔ (معارف القرآن) اپنی اپنی قبروں سے نکل کر عدالت کی طرف مجبوراً دوڑتے چلے آئیں گے، خوف وشرم کے مارے آنکھیں نیچی ہوں گی۔ (حقانی)

الشق الثانی ..... يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ ۚ وَاللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝ وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا ۚ فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ ۚ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا ۭ قَالَ نَبَّاَنِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ ۝ اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا ۚ وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ ۝

آیات کا ترجمہ وشانِ نزول لکھیں۔ **تحریم ما احلّ اللّٰہ** کا حکم، **تحلّۃ ایمانکم** کا مطلب اور **بعض ازواجہ** کا مصداق کون ہیں؟

جواب ..... مکمل جواب کما مرّ فی الشق الاول من السوال الثانی ۱٤٤۱ھ۔

﴿الورقة الثانية : فی الحديث (رياض الصالحين)﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱٤٤٤ھ

الشق الاوّل ..... عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ : دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يُوْعَكُ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّكَ تُوْعَكُ وَعْكًا شَدِيْدًا قَالَ : اَجَلْ ، اِنِّيْ اُوْعَكُ كَمَا يُوْعَكُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ ، قُلْتُ: ذٰلِكَ اَنَّ لَكَ اَجْرَيْنِ؟ قَالَ: اَجَلْ، ذٰلِكَ كَذٰلِكَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيْبُهٗ اَذًى شَوْكَةٍ فَمَا فَوْقَهَا اِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا سَيِّاٰتِهٖ وَحُطَّتْ عَنْهُ ذُنُوْبُهٗ كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُصِبْ مِنْهُ۔ (حدیث:۳۸،۳۹)

احادیث کا ترجمہ کریں، الفاظ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق کریں۔ دوسری حدیث کی تشریح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ①

جواب ..... ① دوسری حدیث کا ترجمہ وتشریح۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جس شخص کے ساتھ خیر وبھلائی کا ارادہ کرتے ہیں اس کو مصائب میں مبتلا رکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ جس شخص کے ساتھ خیر وبھلائی کا ارادہ کرتے ہیں اس کو مصائب میں مبتلا کرتے ہیں، چنانچہ وہ تکالیف، مصائب، بیماری اور جان ومال کے نقصان میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے، اسکے سامنے آہ وزاری، دعا والتجاء کرتا ہے، جس کی وجہ سے

اسکے گناہ بھی معاف ہوتے ہیں اور آخرت کے درجات بھی بلند ہوتے ہیں۔سب سے بڑھ کر یہ کہ اُسے قربِ الٰہی حاصل ہوتا ہے۔

بقیہ جواب کما مرّ فی الشق الاول من السوال الاول۱٤۲۸ھ۔

الشق الثانی.....**وعن ابی موسٰی عبدِ اللّٰہ بنِ قیسِ الاشعری عن النبیّ ﷺ قال: انّ اللّٰہ تعالٰی یبسط یدہٗ باللیل لیتوب مسیئ النھار ویبسط یدہٗ بالنھار لیتوب مسیئ اللیل حتّٰی تطلعَ الشمسُ من مغربھا۔ وعن اَبِیْ عبدِ الرحمٰنِ عبدِ اللّٰہِ بنِ عمرَ بنِ الخطابِ عن النبی ﷺ قال: اِنّ اللّٰہ عز وجلَّ یَقْبَلُ توبۃَ العبدِ مَا لَمْ یُغَرْغِرْ۔(حدیث:۱۸،۱٦)**

مذکورہ احادیث کا ترجمہ لکھ کر احادیث کی تشریح کیجئے۔توبہ کا مفہوم بیان کرتے ہوئے توبہ کی شرائط کی تفصیل بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① احادیث کا ترجمہ ② احادیث کی تشریح ③ توبہ کا مفہوم بیان کرتے ہوئے توبہ کی شرائط کی تفصیل بیان کریں۔

جواب..... ① احادیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: سورج کے مغرب سے طلوع ہونے تک ہر رات اللہ تعالی اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ دن بھر گناہ کرنے والا رات کو توبہ کرلے اور دن کو ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ رات بھر گناہ کرنے والا توبہ کرلے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: بندہ پر عالمِ نزع طاری ہونے تک اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کی توبہ قبول کرتے رہتے ہیں۔

② احادیث کی تشریح:۔ پہلی حدیث کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنا ہاتھ پھیلاتے ہیں تاکہ دن و رات بھر گناہ کرنے والے اپنے اپنے گناہ سے توبہ کرتے ہوئے اپنے رب کی طرف لوٹ آئیں۔

اللہ تعالی کیسے ہاتھ پھیلاتے ہیں؟ یہ متشابہات میں سے ہے، بعض محدثین نے کہا کہ یہ مانگنے سے کنایہ ہے، یہ لوگوں کی عادت ہے کہ جب کسی سے کوئی چیز مانگتا ہے تو اسکے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہے اسی طرح اللہ تعالی بھی ہاتھ پھیلاتے ہیں تاکہ بندے توبہ کرلیں۔

امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ یہاں ہاتھ پھیلانے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ اپنی مغفرت اور رحمت کی آغوش میں لینا چاہتے ہیں۔

مغرب سے سورج نکلنے تک توبہ قبول ہوتی رہے گی، جب سورج مغرب سے نکلے گا تو اس وقت توبہ کا دروازہ بند ہوجائے گا۔

معلوم ہوا کہ خواہ دن ہو یا رات ہو اللہ تعالی آدمی کی توبہ قبول کرتا رہتا ہے۔تو بندے کو بھی ہر وقت اللہ تعالیٰ سے توبہ و استغفار کرتے رہنا چاہئے۔نیز اس حدیث سے باری تعالیٰ کے حلم و بردباری کا بھی علم ہوا کہ بندوں کے گناہ کے فوراً بعد سزا نہیں دیتے بلکہ اسکی توبہ کا انتظار کرتے ہیں کہ وہ کب توبہ کرے اور میں معاف کردوں۔

دوسری حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جب تک بندہ کی روح حلق تک نہ پہنچ جائے اور اس کو اپنی موت کا یقین نہ ہوجائے اس وقت تک اللہ تعالیٰ اسکی توبہ قبول کرتے ہوئے اسکو معاف کرتے رہتے ہیں۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

③ توبہ کا مفہوم و شرائط:۔ **کما مرّ فی الشق الاول من السوال الاول۱٤٤۲ھ۔**

﴿السوال الثانی﴾ ۱٤٤٤ھ

الشق الاوّل.....**عن ابی المنذرِ اُبیّ بنِ کعبٍ قال: کانَ رجلٌ لَا اَعْلَمُ رجلًا اَبْعَدَ من المسجدِ منہ وکَانَ لَاتُخْطِئُہٗ صَلَاۃٌ فقیل لہ او فقلتُ لہ: لو اشتریتَ حمارًا تَرْکَبُہٗ فِی الظُّلْمَاءِ و فی الرَّمْضَاءِ ؟ فقال مَا یَسُرُّنِیْ انّ مَنْزِلِیْ اِلٰی جَنْبِ المسجدِ اِنِّیْ اُرید اَنْ یُکْتَبَ لی مَمْشَایَ اِلَی الْمَسْجِدِ و رُجُوْعِیْ اِذَا رَجَعْتُ الٰی اَھْلِی، فقالَ رسولُ اللّٰہ ﷺ: قد جَمَعَ اللّٰہُ لَکَ ذٰلِکَ کُلَّہٗ۔(حدیث:۱۳۷)**

روایت کا مطلب خیز ترجمہ کیجیے۔خط کشیدہ جملوں کی وضاحت کیجیے۔الظلماء، الرمضاء، ممشای کا لغوی و مرادی معنی ذکر کیجیے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① روایت کا ترجمہ ② خط کشیدہ جملوں کی وضاحت

③ **الظلماء، الرمضاء ، ممشای** کا لغوی ومرادی معنی۔

جواب ..... ① روایت کا ترجمہ:۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی کا گھر مسجد سے اتنا دور تھا کہ میرے علم میں کسی دوسرے انسان کا گھر اتنا دور نہیں تھا اور اس کی کوئی نماز مسجد سے خطا نہ ہوتی، چنانچہ اس سے کہا گیا یا میں نے اس کو کہا کہ تو ایک گدھا خرید لے کہ اندھیرے اور گرمی میں اس پر سوار ہو کر مسجد آیا کرے، اس نے کہا مجھے یہ بات پسند نہیں کہ میرا گھر مسجد کے پہلو میں ہو، میں چاہتا ہوں کہ میرا مسجد کی طرف چل کر جانا اور واپس گھر آنا میرے نامۂ اعمال میں لکھا جائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرے لئے اللہ نے ان تمام چیزوں کو جمع کر دیا ہے۔

② خط کشیدہ جملوں کی وضاحت:۔ **كانَ رجلٌ لَا اَعْلَمُ رجلًا اَبْعَدَ من المسجدِ منهُ.....** میرے علم کے مطابق مسجد سے سب سے زیادہ دور اسی کا گھر تھا کسی کا گھر اتنا دور نہیں تھا اور اسکی کوئی بھی نماز مسجد سے خطا نہ ہوتی تھی، یعنی ہر نماز کیلئے وہ مسجد میں ہی حاضر ہوتا تھا۔ **قد جمع اللّٰه لك ذٰلِك كله:** اللہ تعالی نے تمام چیزوں کو تیرے لئے جمع کر دیا ہے۔ یعنی تیری نیت بھی اچھی ہے اور ارادہ بھی صحیح ہے اسلئے تجھے تیری نیت کے مطابق اللہ تعالیٰ کی طرف سے ثواب بھی کامل ہوگا۔

③ **الظلماء، الرمضاء ، ممشای** کا لغوی ومرادی معنی:۔ **مَمْشَایَ** : یہ مصدر میمی ہے بمعنی چلنا۔

اَلرَّمْضَاءُ : بمعنی گرمی کی تیزی۔ دھوپ کی تیزی کی وجہ سے گرم زمین۔ اس سے ظہر اور عصر کی نمازیں مراد ہیں۔

اَلظَّلْمَاءُ : بمعنی تاریکی ورات کا پہلا حصہ۔ اس سے رات والی نمازیں یعنی فجر، عشا اور مغرب کی نمازیں مراد ہیں۔

الشق الثانی .....**عن ابی امامةؓ قال: قال رسول اللّٰه ﷺ :يا ابنَ آدمَ اِنّكَ اَنْ تَبْذُلَ الفضلَ خيرٌ لكَ واَنْ تُمسِكَهُ شرٌّ لَكَ ولا تُلَامُ على كَفافٍ وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ ..... وعن عُبيدِ اللّٰهِ بْنِ مِحْصَنٍ الانصاريِّ الْخُطْمِيِّ قال: قال رسولُ اللّٰهِ ﷺ:مَنْ اصبح منكم آمِنًا فی سِرْبِهٖ مُعَافًى فِیْ جَسَدِهٖ عِنْدَهٗ قُوْتُ يَوْمِهٖ فَكَاَنَّما حِيْزَتْ له الدنيا بِحَذَافِيْرِهَا** ۔(حدیث:۵۱۰،۵۱۱) مذکورہ احادیث کا ترجمہ کیجیے۔

خط کشیدہ کلمات کا مطلب بیان کیجئے۔ **لاتلام، سرب ، معافی ، حیزت ، حذافیر** کی لغوی وصرفی تحقیق کیجیے۔

﴿ خلاصۂ سوال ﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① احادیث کا ترجمہ ② خط کشیدہ کلمات کا مطلب ③ **لاتلام، سرب ، معافی ، حیزت ، حذافیر** کی لغوی وصرفی تحقیق۔

جواب ..... ① احادیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے آدم کے بیٹے! اگر تو زائد مال خرچ کرے گا تو تیرے لئے بہتر ہے اور اگر تو اس کو روکے گا تو تیرے لئے بری بات ہے اور بقدرِ ضرورت مال رکھنے پر تجھے ملامت نہیں کی جائے گی اور (خرچ کرنے میں) ان لوگوں سے ابتدا کر جو تیرے اہل وعیال ہیں۔

حضرت عبداللہ بن محصن انصاری رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو صبح کرے اس حال میں کہ اپنی جان کے لحاظ سے امن والا ہے، اسکے جسم میں صحت موجود ہے اور اسکے پاس ایک دن کی خوراک موجود ہے تو گویا کہ تمام کی تمام دنیا اس کو دے دی گئی ہے۔

② خط کشیدہ کلمات کا مطلب:۔ **لا تُلَامُ علٰی كَفافٍ:** بقدرِ ضرورت وبقدرِ کفایت مال رکھنے پر ملامت نہیں کی جائے گی، یعنی بقدرِ ضرورت مال رکھ سکتے ہیں مگر خرچ کرنا سب سے بہتر وادلیٰ ہے۔ **اِبْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ:** ضرورت سے زائد مال خرچ کرنے میں ان لوگوں سے ابتدا کر جو تیرے رشتہ دار اور اہل وعیال ہیں۔ رشتہ داری کا تقاضا یہ ہے کہ خرچ کرنے میں ان سے ابتداء کی جائے۔

من اصبح مِنكم آمِنا فِی سِربه: وہ صبح کرے اس حال میں کہ اپنی جان کے لحاظ سے امن میں ہو، اس کو کسی دشمن کی طرف سے کسی نقصان وضرر کا خدشہ نہ ہو۔ یا مطلب یہ ہے کہ اس کو برے ماحول سے بچنے اور اپنی لغزشوں پر خدا سے توبہ کرنے کی وجہ سے آفات وبلیات کا خوف نہ ہو۔ **حِيْزَتْ له الدنيا بِحَذَافِيْرِهَا :** آدمی کو امن اور صحت

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

کے ساتھ روزی بھی عافیت والی میسر آجائے تو گویا کہ اس کو ساری دنیا ہی مل گئی اور اگر امن یا صحت نہ ہو تو پھر دنیا بھر کے خزانے بھی اس آدمی کیلئے بے کار ہیں کیونکہ یہ دولت نہ اس کو امن فراہم کرسکتی ہے اور نہ اس کو صحت سے ہمکنار کرسکتی ہے۔

③ لاتلام، سرب، حیزت، حذافیر کی لغوی وصرفی تحقیق:۔ سِرْبٌ: بمعنی نفس، راستہ، دل۔ سَرَبٌ: بمعنی بل وسوراخ۔ تہہ خانہ۔

لَاتُلَامُ: صیغہ واحد مذکر حاضر فعل منفی مضارع مجہول از مصدر لَأْمًا (فتح۔ مہموز) کمینگی کی طرف منسوب کرنا۔ ملامت کرنا۔

حِیْزَتْ: صیغہ واحد مؤنث غائب فعل ماضی مجہول از مصدر حَوْزًا حِیَازَۃً (نصر۔ اجوف) بمعنی جمع کرنا۔

حَذَافِیْرُ: یہ جمع ہے اس کا مفرد حِذْفَارٌ حُذْفُوْرٌ ہے بمعنی جماعتِ کثیرہ۔ کسی چیز کا کامل ومکمل حصہ۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۴ھ

الشق الاوّل.....وعن ابی سعید الخدریؓ قال: کان رسولُ اللّٰہ ﷺ اَشَدُّ حیاءً من الْعَذْرَاءِ فِیْ خِدْرِھَا فَاِذَا رأی شیئًا یَکْرَھُہٗ عرفناہ فی وجھہ۔ قالَ العلماءُ حقیقۃُ الحیاءِ خُلُقٌ یَبْعَثُ علٰی ترکِ القبیحِ و یَمْنَعُ مِنَ التقصیرِ فی حق ذِی الحقِّ و رَوَیْنَا عَنْ ابی القاسم الجنیدؒ قال: الحیاءُ رؤیۃُ الآلاءِ ای النِّعَمِ و رؤیۃُ التَّقصیرِ فَیَتَوَلَّدُ بینھما حالۃٌ تسمّٰی حیاءً۔ (حدیث:۶۸۴)

روایت کا ترجمہ لکھئے۔ روایت کا مفہوم وحاصل بیان کیجئے۔ امام نووی کے قول قال العلما الخ کی وضاحت کیجئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① روایت کا ترجمہ ② روایت کا مفہوم وحاصل ③ امام نووی کے قول کی وضاحت۔

جواب..... ① روایت کا ترجمہ:۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ ایک کنواری لڑکی سے بھی زیادہ حیا والے تھے جو شرم وحیا کے پیش نظر پردے میں رہتی ہے، جب آپ ﷺ کسی چیز کو ناپسند سمجھتے تو ہم اس کی ناگواری کے اثرات کو آپ کے چہرہ انور سے پہچان لیتے۔ علماء فرماتے ہیں کہ حقیقت میں حیا ایسے کردار ووصف کا نام ہے جو قبیح چیزوں کے چھوڑنے پر آمادہ کرے اور صاحبِ حق کو حق پہنچانے میں سرزد ہونے والی کمی وکوتاہی سے روکے۔ ہم نے ابوالقاسم جنیدؒ سے نقل کیا ہے کہ ایک طرف نعمتوں کو دیکھنا اور اسکے مقابل کوتاہیوں کو دیکھ لینا، پس ان دونوں کے درمیان پیدا ہونے والی حالت کو حیا کہتے ہیں۔

② روایت کا مفہوم وحاصل:۔ حاصلِ حدیث یہ ہے کہ آپ ﷺ شرم وحیا کا پیکر تھے۔ آپ ﷺ باکرہ وکنواری لڑکی سے بھی زیادہ شرم وحیا والے تھے۔ عام عورت میں بھی شرم وحیا ہوتی ہے مگر ایک کنواری لڑکی میں عام عورت کی بنسبت زیادہ حیا وشرم ہوتی ہے اور آپ ﷺ کنواری وباکرہ لڑکی سے بھی زیادہ شرم وحیا والے تھے۔

③ امام نووی کے قول کی وضاحت:۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ علماء کے نزدیک حیا ایسے کردار وخوبی کا نام ہے جو انسان کو قبیح چیزوں کے چھوڑنے پر آمادہ کرے اور کسی بھی صاحبِ حق کو حق پہنچانے میں سرزد ہونے والی کمی وکوتاہی سے روکے۔ حضرت جنیدؒ سے منقول ہے کہ ایک طرف نعمتوں کو اور دوسری طرف کوتاہیوں کو دیکھا جائے ان دونوں کے درمیان جو حالت پیدا ہوتی ہے اس کو حیا کہتے ہیں۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

الشق الثانی.....عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہ ﷺ قال: اِنَّ اَحَبَّکُمْ اِلَیَّ وَاَقْرَبَکُمْ مِنِّیْ مَجْلِسًا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اَحَاسِنُکُمْ اَخْلَاقًا وَاِنَّ اَبْغَضَکُمْ اِلَیَّ وَاَبْعَدَکُمْ مِنِّیْ مَجْلِسًا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ الثَّرْثَارُوْنَ وَالْمُتَشَدِّقُوْنَ والْمُتَفَیْھِقُوْنَ۔

مذکورہ حدیث کا ترجمہ کریں۔ خط کشیدہ کلمات کی تشریح کیجئے۔ زبان کی حفاظت کے متعلق کتاب میں سے پانچ احادیث کا مفہوم بیان کریں۔ (حدیث:۶۳۱)

جواب..... ① و ② حدیث کا ترجمہ وکلمات کی تشریح:۔ کما مرّ فی الشق الثانی من السوال الثالث۱۴۴۳ھ

③ زبان کی حفاظت کے متعلق احادیث کا مفہوم:۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت والے دن مؤمن بندے کے ترازو میں حسنِ اخلاق سے وزنی کوئی چیز نہ ہوگی اور اللہ تعالیٰ فحش گوئی اور بدزبانی کرنے والے کو ناپسند

فرماتے ہیں۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ کونسا عمل ایسا ہے جس سے بہت زیادہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ کا ڈر اور اچھے اخلاق، پھر پوچھا گیا کہ کون سی چیزیں انسان کو سب سے زیادہ جہنم میں لے جائیں گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: منہ اور شرمگاہ۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ انسان کو اپنی زبان کی حفاظت کرنی چاہئے، کیونکہ بدزبانی وفحش گوئی اللہ تعالی کی ناراضگی و ناپسندیدگی کا سبب بھی ہے اور کثرت سے جہنم میں لیجانے والے اعمال میں سے بھی ہے۔ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ جو شخص مجھے دونوں جبڑوں اور دونوں ٹانگوں کے درمیان واقع اعضاء کی ضمانت دے میں اسکو جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

﴿الورقة الثالثة : فی الفقه (مختصر القدوری)﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۴۴ھ

الشق الاوّل.....وَمَنْ شُرِطَ لَهُ الْخِيَارُ فَلَهُ اَنْ يَفْسَخَ فِيْ مُدَّةِ الْخِيَارِ وَلَهُ اَنْ يُجِيْزَهُ فَاِنْ اَجَازَهُ بِغَيْرِ حَضْرَةِ صَاحِبِهٖ جَازَ وَاِنْ فَسَخَ لَمْ يَجُزْ اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ الْاٰخَرُ حَاضِرًا ، وَاِذَا مَاتَ مَنْ لَّهُ الْخِيَارُ بَطَلَ خِيَارُهٗ وَلَمْ يَنْتَقِلْ اِلٰى وَرَثَتِهٖ۔(ص۶۷۔امدادیہ) عبارت پر اعراب لگا کر تشریح کریں۔خیارِ بائع کی صورت میں مبیع بائع کی ملکیت سے نکل جائے گی یا نہیں؟ واضح کریں۔خیارِ عیب، خیارِ رؤیت وخیارِ شرط کی وضاحت کریں۔

جواب.....کما مرّ فی الشق الاول من السوال الثالث۱۴۳۶ و الشق الثانی من السوال الاول ۱۴۴۱ھ والشق الاول من السوال الاول۱۴۴۳ھ۔

الشق الثانی.....وَاِنْ نَظَرَ اِلٰى وَجْهِ الصُّبْرَةِ اَوْ اِلٰى ظَاهِرِ الثَّوْبِ مَطْوِيًّا او اِلٰى وَجْهِ الْجَارِيَةِ او الٰى وَجْهِ الدَّابَّةِ و كَفَلِهَا فَلَا خِيَارَ لَهٗ، و اِنْ رَأٰى صِحْنَ الدارِ فلا خيارَ لهٗ وَاِنْ لَمْ يُشاهِدْ بُيُوْتَهَا وبَيْعُ الْاَعْمٰى وشِرَاؤُهٗ جَائِزٌ ولَهُ الْخِيَارُ اِذَا اشْتَرٰى ۔ (کتاب البیوع۔ باب خیار الرؤیة)

عبارت پر اعراب لگا کر مسائل کی وضاحت کیجئے۔نابینا شخص کا خیارِ رؤیت کس طرح ساقط ہوگا؟ وضاحت سے لکھئے۔

جواب..... ❶ عبارت پر اعراب:۔کما مرّ فی السوال آنفا۔

❷ مسائل کی وضاحت:۔ مبیع کے ہر ہر عضو کو دیکھنا ضروری نہیں ہے، بلکہ عرف میں جس عضو یا جس حصے کو دیکھنا شمار کیا جاتا ہے اس حصے کو دیکھنا کافی سمجھا جائے گا اور اسی کو دیکھنے سے خیار رؤیت ختم ہوجائے گا۔مثلاً ڈھیر کے اوپر کے حصے کو دیکھنے سے پورے ڈھیر کی معلومات ہوجاتی ہیں اس لئے اوپر کے حصے کو دیکھنا کافی ہوگا۔اسی طرح لپٹے ہوئے کپڑے کے ظاہری حصے کو دیکھنے سے یا باندی کے چہرے کو دیکھنے سے پوری باندی کا علم ہوجاتا ہے اس لئے ظاہری تھان وچہرہ دیکھنے سے خیار رؤیت ساقط ہوجائے گا۔ جانور کے چہرے اور سرین کو دیکھنے سے پورا علم ہوجاتا ہے اس لئے انہی کو دیکھنے سے خیار رؤیت ساقط ہوجائے گا۔

0313 6357913 makkibazakariyamultan@gmail.com

اگر گھر کے صحن کو دیکھا اور اس کے کمروں کو نہ دیکھا تب بھی مشتری کا خیار ختم ہوجائے گا۔

(مصنف کے ملک میں کمرے ایک طرح کے ہوا کرتے تھے اور صحن کو دیکھنے سے کمروں کا اندازہ ہوجاتا تھا اسلئے فرمایا کہ صحن کو دیکھنے سے خیار رؤیت ساقط ہوجائے گا چاہے کمروں کو نہ دیکھا ہو۔لیکن جن ملکوں میں کمرے کے اندر کا حصہ الگ الگ انداز کا ہو ان ملکوں میں کمرے کے اندر دیکھنا ضروری ہوگا۔آج کل کے زمانے میں کمرے مختلف قسم کے ہوتے ہیں اسلئے ہر کمرے کو الگ الگ دیکھنا ضروری ہے، ایک کمرے کو دیکھنا بھی دوسرے کمرے کیلئے کافی نہیں ہوگا۔۔(اثمار الہدایہ))

نابینا آدمی کا خریدنا اور بیچنا جائز ہے اسلئے کہ وہ عاقل وبالغ آدمی ہے، انسانی ضرورت اس کے ساتھ لگی ہوئی ہے، اسلئے اس کا خریدنا اور بیچنا دونوں جائز ہیں۔لیکن چونکہ آنکھ نہ ہونے کی وجہ سے اس نے مبیع کو دیکھا نہیں ہے اسلئے اس کو خیار رؤیت ہوگا۔

❸ نابینا شخص کا خیارِ رویت ساقط ہونے کی صورت:۔ نابینا شخص دیکھ نہیں سکتا، اسلئے مبیع کی حقیقت کو پہچاننے کے جو دوسرے

طریقے ہوسکتے ہیں ان کو استعمال کرنے سے اس کا خیارِ رؤیت ساقط ہو جائے گا۔ چنانچہ اس کا خیار اس طرح ساقط ہوگا کہ وہ مبیع کو ٹٹولے اگر ٹٹولنے سے معلوم ہوسکتا ہو، یا اس کو سونگھ لے اگر سونگھنے سے معلوم ہوسکتا ہو، یا چکھ لے اگر چکھنے سے معلوم ہوسکتا ہو جیسا کہ دیکھنے والے آدمی میں ہوتا ہے۔ یا پھر مبیع دیکھنے کا کسی کو وکیل بنالے اور وکیل دیکھ لے تو نابینا کا دیکھنا شمار کیا جائے گا اور اس کا خیار ساقط ہو جائے گا۔ نابینا نے زمین خریدی تو وہ اس کو ٹٹول کر یا سونگھ کر یا چکھ کر معلوم نہیں کرسکتا اسلئے اس کا خیار ساقط کرنے اور مکمل رضامندی کا طریقہ یہ ہے کہ بائع زمین کی پوری حقیقت اور پورا وصف بیان کرے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۴ھ

الشق الاوّل.....**و اِذا اصطلح القاتلُ واولیاءُ المقتول علٰی مالٍ سَقَطَ القصاصُ ووجب المالُ قلیلا کان او کثیرا۔ فَاِنْ عفا احدُ الشرکاءِ او صالح من نصیبه علٰی عوضٍ سقط حقُّ الباقینَ من القصاص وکان لهم نصیبهم من الدیة۔** (کتاب الجنایات)

عبارت کی وضاحت کیجیے۔ قتل کی اقسام اور ان کا حکم بیان کریں۔ مصنف کے قول: **ومن رمٰی رجلا عمدا فنفذ السهم منه الٰی آخر فماتا فعلیه القصاصُ للاولِ والدیةُ للثانی علٰی عاقلته** کی وضاحت کیجیے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① عبارت کی وضاحت ② قتل کی اقسام اور ان کا حکم ③ **ومن رمٰی رجلا عمدا فنفذ السهم منه الٰی آخر الخ** کی وضاحت۔

جواب..... ① عبارت کی وضاحت:۔ اگر کوئی شخص کسی کو قتل کردے اور مقتول کے ورثا ایک سے زائد ہوں، پھر اولیاءِ مقتول میں سے کوئی ایک قاتل سے مال کے عوض مصالحت کرکے اپنے حقِ قصاص سے دست بردار ہو جائے تو اس صورت میں باقی ورثا کا حقِ قصاص بھی ساقط ہو جائے گا اور ان کا حق دیت کی جانب منتقل ہو جائے گا یعنی کسی ایک کے صلح کرنے کی صورت میں بقیہ ورثا قصاص کا مطالبہ نہیں کرسکتے۔ ہر ایک وارث کو اسکے حصہ کے بقدر دیت میں سے حصہ ملے گا، خواہ وہ مال تھوڑا ہو یا زیادہ ہو۔

② قتل کی اقسام اور ان کا حکم:۔ **کما مرّ فی الشق الثانی من السوال الاول ۱۴۳۵ھ۔**

③ **ومن رمٰی رجلا عمدا فنفذ السهم منه الٰی آخر الخ** کی وضاحت:۔ اگر کسی شخص نے کسی کو عمداً تیر مارا اور وہ تیر اُسے قتل کرنے کے ساتھ ساتھ دوسرے شخص کو بھی لگ کر اسے مار ڈالے تو اس صورت میں پہلے مقتول کے واسطے قصاص لازم ہوگا کہ قاتل نے عمداً دراصل اسی کو مارا ہے اور دوسرا شخص بلا ارادہ غلطی سے قتل ہوگیا ہے اسلئے وہ قتلِ خطا کے زمرے میں داخل ہوگا اور اس کی دیت قاتل کے عاقلہ وکنبہ والوں پر لازم کی جائے گی۔

الشق الثانی..... **وَالشِّجَاجُ عَشَرَةٌ: اَلْحَارِصَةُ وَالدَّامِعَةُ وَالدَّامِيَةُ وَالْبَاضِعَةُ وَالْمُتَلَاحِمَةُ وَالسِّمْحَاقُ وَالْمُوْضِحَةُ وَالْهَاشِمَةُ وَالْمُنَقِّلَةُ وَالْاٰمَّةُ۔**

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

عبارت پر اعراب لگا کر زخموں کی مکمل وضاحت کریں۔ ففی الموضحۃ.....کی تشریح کرتے ہوئے حکومۃِ عدل کی وضاحت کریں۔

جواب..... ① و ② اعراب وزخموں کی وضاحت:۔ **کما مرّ فی الشق الاول من السوال الثالث ۱۴۴۳ھ۔**

③ ففی الموضحۃ.....کی تشریح وحکومۃِ عدل کی وضاحت:۔ موضحہ (وہ زخم جس میں ہڈی کھل جائے) اگر عمدا ہو تو اس میں قصاص یعنی برابری ہے اور اگر خطأً ہے تو اس میں دیت کے عُشر کا نصف یعنی دیت کا بیسواں حصہ (پانچ اونٹ یا پچاس دینار یا پانچ سو درہم) ہے۔

حکومۃِ عدل: اس سے مراد ایک عادل آدمی کا فیصلہ ہے، یعنی وہ جو بدلہ وجزاء مقرر کرے گا مجرم پر وہ لازم ہوگا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۴ھ

الشق الاوّل.....**ولا یؤکل صید المجوسی والمرتد والوثنی، ومن رمٰی صیدا فاصابه ولم یثخنه ولم یخرجه عن حیز الامتناع، فرماه آخر فقتله فهو للثانی ویؤکل وإن کان الاول اثخنه فرماه**

الثانی فقتله فهو للاول ولم یؤکل والثانی ضامنٍ بقیمته للاول غیر ما نقصته جراحته۔

مذکورہ بالاعبارت کی وضاحت کیجیے۔جانوراور پرندہ کی تعلیم کی پہچان کا طریقہ کیا ہے؟ مصنف کے قول: **وما اصاب المعراض بعرضه لم یؤکل وان جرحه اُکل** کی وضاحت کیجیے۔(کتاب الصید والذبائح)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① عبارت کی وضاحت ② جانوراور پرندہ کی تعلیم کی پہچان کا طریقہ ③ **وما اصاب المعراض بعرضه لم یؤکل وان جرحه اُکل** کی وضاحت۔

جواب..... ① عبارت کی وضاحت:۔ آگ اور بتوں کی پرستش کرنے والے اور اسلام سے پھر جانے والے کا ذبیحہ حلال نہیں ہے، پس ان کا ذبیحہ نہیں کھایا جائے گا۔حدیث شریف میں ہے کہ ان کی عورتوں سے نہ نکاح کرو اور نہ ان کا ذبیحہ کھاؤ۔نیز یہ لوگ دراصل لامذہب ہیں، یہ کسی ملت کا اعتقاد نہیں رکھتے۔

کسی شخص نے شکار کو تیر مارا مگر اس کی وجہ سے اُسے زیادہ گہرا زخم نہ لگا اور پھر دوسرے شخص نے اُسی شکار کو تیر مارا اور وہ مر گیا تو اس صورت میں یہ شکار دوسرے شخص کا قرار دیا جائے گا اور حلال قرار دیا جائے گا، کیونکہ اس نے اس کو گہرا زخم لگا کر اُسے حیزِ امتناع سے نکال دیا ہے اور اسے بھاگنے پر قدرت نہیں رہی۔اور اگر پہلے ہی شخص کے تیر سے اس قدر گہرا زخم لگا ہو کہ اس کا بھاگنا ممکن نہ ہو، البتہ اس زخم کے باوجود شکار کا زندہ رہنا ممکن ہو اور اس حال میں دوسرے شخص نے تیر مار کر اُسے ہلاک کر دیا تو شکار پہلے شخص کا قرار پائے گا البتہ اس کا کھانا حلال نہ ہوگا، اسلئے کہ گہرا زخم لگنے کے بعد اسے ذبحِ اختیاری پر قدرت ہوگئی تھی، مگر اس نے ذبح نہیں کیا۔

اِس شکار کو ذبح نہ کرنے کے باعث یہ شکار حلال نہیں رہا اور شکار پہلے شخص کا ہو جانے کے بعد دوسرا شخص ایسے شکار کو ضائع کرنے والا ہوا جو دوسرے کا مملوک تھا تو اس پر پہلے زخم کے بقدر شکار کی قیمت کم کرنے کے بعد باقی قیمت کا تاوان ادا کرنا لازم ہوگا۔

② جانوراور پرندہ کی تعلیم کی پہچان کا طریقہ:۔ عادۃً کتا چیز لے کر بھاگا کرتا ہے اور باز وشکرہ وغیرہ عادۃً مستوحش ہوتے ہیں، ان کا اپنی عادت ترک کر دینا گویا ان کے تعلیم یافتہ ہونے کی علامت ہے۔پس کتے کے تعلیم وتربیت یافتہ ہونے کی پہچان یہ ہے کہ اس نے تین مرتبہ شکار پکڑا اور ہر مرتبہ اس نے شکار کی کوئی چیز نہ کھائی ہو اور پورا شکار شکار کرنے والے کے پاس جوں کا توں لے آیا ہو۔باز شکرہ وغیرہ دوسرے شکاری جانور و پرندوں کا تربیت وتعلیم یافتہ ہونا اسے قرار دیا جائے گا کہ یہ بلانے پر فوری لوٹ آئیں۔

③ **وما اصاب المعراض بعرضه لم یؤکل وان جرحه اُکل** کی وضاحت:۔ وہ شکار جس کو تیر اپنے عرض (ڈنڈی، چوڑائی والی سمت) کے ساتھ لگے اس کو نہ کھایا جائے اور اگر وہ تیر اس کو زخمی کر دے تو اس کو کھایا جائے۔آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ جس شکار کو تیر اپنی دھار کے ساتھ لگے اس کو کھالو اور جس کو اپنی ڈنڈی کے ساتھ لگے اسکو مت کھاؤ۔نیز اسلئے کہ عرضًا تیر لگنے سے شکار زخمی ہو کر ذبح نہیں ہوتا بلکہ وہ زوردار چوٹ کی وجہ سے مردار ہوتا ہے۔البتہ اگر تیر اسکو زخمی کر دے تو پھر وہ شکار کھایا جائے گا۔

الشق الثانی.....**ویزول ملكُ المرتدِ عن اَمْوَالِهٖ بِرِدَّتِهٖ زوالا مراعی فَاِنْ اسلم عادت اَملاكُه الٰی حالها، و اِنْ مات او قُتِلَ علٰی ردته انتقل ما اکتسبه فی حال الاسلام الٰی وَرَثَتِهِ المسلمین وکان ما اکتسبه فی حال ردته فینا۔ (کتاب السیر)**

مذکورہ مسائل کی وضاحت کریں۔ارتداد کی لغوی واصطلاحی تعریف کرتے ہوئے مرتد کا حکم تفصیل سے لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل دو امور ہیں: ① مذکورہ مسائل کی وضاحت ② ارتداد کی لغوی واصطلاحی تعریف ومرتد کا حکم۔

جواب..... ① مذکورہ مسائل کی وضاحت:۔ ارتداد کے جرم کی پاداش میں مرتد کی ملکیت اس کے اموال سے ختم ہو کر موقوف ہو جاتی ہے یعنی اگر اس نے دوبارہ اسلام قبول کر لیا تو اس کی ملکیت بھی اس کے اسلام کے ساتھ واپس آ جائے گی اور وہ حسبِ سابق اپنے اموال کا مالک ہو جائے گا۔امام ابو یوسف وامام محمد کہتے ہیں کہ اموال سے اس کی ملکیت ختم نہ ہوگی، اسلئے کہ وہ مکلّف شمار ہوتا ہے اور انکارِ اسلام کے بعد تاوقتیکہ اسے قتل نہ کر دیا جائے اس کی ملکیت برقرار رہے گی۔اگر اس کا ارتداد ہی کی حالت میں انتقال ہو

0313 6357913 maktabatakariyamultan@gmail.com

جائے یا اسی حالت میں اس کو قتل کر دیا جائے تو اس صورت میں اسکے مسلمان ورثا کو اس پر ملکیت حاصل ہوگی جو اس نے مسلمان ہونے کی حالت میں کمایا ہو اور اسی سے اس قرض کی ادائیگی کی جائے گی جو اس پر بحالتِ اسلام واجب ہوا ہو۔

اور حالتِ ارتداد کا کمایا ہوا مال غنیمت کے زمرے میں آجائے گا اور بحالتِ ارتداد اس پر جو قرض واجب ہوا ہو اس کی ادائیگی ان سے کی جائے گی۔ امام ابو یوسف اور امام محمد فرماتے ہیں کہ حالتِ اسلام اور حالتِ ارتداد دونوں حالتوں کا کمایا ہوا مال اس کے ورثاء کے واسطے ہوگا۔ امام مالک، امام شافعی اور امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ سب کو مالِ غنیمت قرار دیں گے، اسلئے کہ کسی کافر کا وارث مرتد قرار نہیں دیا جاتا، مالِ حربی ہونے کی بنا پر اسے مالِ غنیمت قرار دیا جائے گا۔ امام ابو یوسف و امام محمدؒ کے نزدیک ارتداد کے بعد بھی اسکی ملکیت دونوں حالتوں کے کسب کردہ مال میں برقرار رہے گی اور اسکے انتقال پر اسکے ورثاء ہی وارث قرار دیئے جائیں گے۔ اور اگر اسی حالت میں اس کا انتقال ہوگیا یا موت کے گھاٹ اتار دیا گیا یا وہ دارالحرب پہنچ گیا تو یہ عقود باطل و کالعدم شمار ہوں گے۔

اگر مرتد ارتداد سے تائب ہوکر دوبارہ دائرہ اسلام میں داخل ہو اور پھر دارالاسلام میں آجائے تو اب اگر اسے اپنے ورثاء کے پاس اپنا مال جوں کا توں مل جائے تو اُسے لینا درست ہے۔

❷ ارتداد کی لغوی واصطلاحی تعریف ومرتد کا حکم:۔ ارتداد کا لغوی معنی پھرنا ولوٹنا ہے اور اصطلاح میں کسی مسلمان کا دائرۂ اسلام سے نکل جانا ارتداد ہے۔

اگر کوئی مسلمان خدانخواستہ دائرۂ اسلام سے نکل جائے تو اسے دعوتِ اسلام دی جائے اور اسکے شبہات ہوں تو انہیں دور کر کے اُسے مطمئن کیا جائے۔ اُسے آزاد نہ چھوڑیں بلکہ تین روز تک قید میں رکھ کر اسکے دوبارہ قبولِ اسلام کا انتظار کیا جائے، اگر وہ دوبارہ دائرۂ اسلام میں داخل ہو جائے تو ٹھیک ہے۔ لیکن اگر وہ ارتداد پر قائم رہے اور اس انتظار سے کوئی فائدہ نہ ہو اور وہ تین روز کی مہلت کو غنیمت نہ جانے تو پھر اسے قتل کر دیا جائے۔ مرتد پر اسلام پیش کرنے سے پہلے اسے مار ڈالنا پسندیدہ ہے۔

﴿الورقة الرابعة : فی اصول الفقه و المیراث (نور الانوار و سراجی)﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۴۴ھ

الشق الاوّل.....**والضبطُ هو سماع الكلام كما يحق سماعه .... ثم فهمه بمعناه الذی اُرید به.... ثم حفظه ببذلِ مجهود له.... ثم الثبات عليه بمحافظة حدوده.... ومراقبته بمذاكرته.... علی اساءة الظن بنفسه الی حين ادائه۔ (باب اقسام السنة)**

مذکورہ بالا عبارت کی وضاحت کیجیے۔ ''حفظ'' اور ''لہ'' کی ضمیر کا مرجع بیان کیجیے۔ ماتنؒ نے ''کما یحق سماعہ'' کی قید کیوں لگائی؟ شارح کے قول: **وهذا بخلاف القرآن لانه لم يشترط لنقله فهمه بمعناه** کا مطلب لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① عبارت کی وضاحت ② ضمیر کا مرجع و ''کما یحق سماعہ'' کی قید کی وجہ ③ **وهذا بخلاف القرآن....** کا مطلب۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

جواب..... ❶ عبارت کی وضاحت:۔ خبر واحد کے حجت ہونے کیلئے اسکے راوی میں جن چار شرائط کا ہونا ضروری ہے ان میں سے ایک شرط ضبط ہے۔ ''ضبط'' کلام کو کما حقہ سننا، اسکے مرادی معنی کو سمجھنا خواہ لغوی ہوں یا شرعی ہوں۔ صرف الفاظ کے حفظ پر اکتفا کرنا کافی نہیں ہے کیونکہ ایسا سننا صرف سماعِ صوت ہے، سماعِ مطلق یعنی سماعِ کامل نہیں ہے۔ پھر سنے ہوئے کلام کو انسانی طاقت کے مطابق ذہن میں محفوظ کر لینا پھر اس پر اس کی حدود کی محافظت کے ساتھ ساتھ قائم رہنا یعنی اس کلام کے تقاضے پر بدن سے عمل بھی کرنا۔ پھر بار بار زبانی یاد کر کے اس کلام کی دیکھ بھال کرتے رہنا یعنی اس کلام کو ذہن نشین ہوتے ہوئے اس کو بار بار تکرار کرتے رہنا۔ اپنے نفس پر بدگمان رہ کر یعنی اپنے نفس کی قوت حافظہ پر اعتماد نہ کرے بلکہ خیال رکھے کہ اگر میں اسے ترک کر دوں گا تو بھول جاؤں گا۔ یہ مذکورہ تمام باتیں اس وقت تک ضروری ہیں کہ سامع اس حدیث کو دوسرے شخص تک بحفاظت پہنچا دے، جن کو پہنچائے

وہ فردِ واحد ہو یا جماعت ہو اس وقت اللہ کے نزدیک اس کی ذمہ داری ختم ہوگئی اور اس حدیث کے ساتھ دوسرے شخص کی ذمہ داری عائد ہوگئی کہ وہ دوسرے شخص تک اس کو پہنچادے۔ اور یہ سلسلہ قیامت تک یا کتبِ حدیث کی تدوین وترتیب تک جاری رہے گا۔

❷ ضمیر کا مرجع و "کما یحق سماعه" کی قید کی وجہ:۔ دونوں ضمیروں کا مرجع کلامِ مسموع ہے۔

"کما یحق سماعه" کی قید کی وجہ: کما مرّ فی الشق الاول من السوال الاول ۱۴۳۶ھ۔

❸ وهذا بخلاف القرآن.... کا مطلب:۔ قرآن مجید کی حفظ وامانت کا معاملہ اس کے خلاف ہے کیونکہ قرآن مجید کو دوسرے تک نقل کرنے کیلئے اسکے معنی کا سمجھنا ضروری نہیں ہے۔ اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ نقلِ قرآن اصل میں یعنی ابتداءً جو کچھ بھی ثابت ہے وہ خیر الوری ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے ان حضرات نے کامل ضبط کے بعد اُسے نقل فرمایا ہے۔ اسکے علاوہ خود قرآن مجید کا نظم یعنی الفاظ معجز ہیں جن سے احکام وابستہ ہیں لہٰذا اس بارے میں اس کے معنی کا اعتبار نہیں کیا گیا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ منجانب اللہ قرآن مجید محفوظ ہے اور اسکے ہر قسم کے تغیر وتبدل سے حفاظت کا وعدہ ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **اِنّا نحن نزلنا الذِکر و اِنّا له لحٰفِظون** لہٰذا قرآن مجید کی نقل ایسے شخص سے درست ہے جو اس کے معنی کو نہ سمجھتا ہو۔

الشق الثانی.....**والتقسیم الرابع فی بیان نفس الخبر...وهو اربعة اقسام: قسم یحیط العلم بصدقه کخبر الرسول ﷺ ....وقسم یحیط العلم بکذبه کدعوٰی فرعون الربوبیة....وقسم یحتملهما علی السواء کخبر الفاسق....وقسم یترجح احد احتمالیه علی الآخر کخبر العدل المستجمع للشرائط۔**

مذکورہ بالا عبارت کا مطلب واضح کیجیے۔ ماتنؒ کے قول **ولهٰذا النوع اطراف ثلاثة: طرف السماع .... وطرف الحفظ.... وطرف الاداء....** کا مطلب واضح کیجیے۔ طرف السماع میں عزیمت اور رخصت سے کیا مراد ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① عبارت کا مطلب ② **ولهٰذا النوع اطراف ثلاثة....** کا مطلب ③ طرف السماع میں عزیمت اور رخصت کی مراد۔

جواب..... ❶ عبارت کا مطلب:۔ خبرِ واحد کی چوتھی تقسیم نفسِ خبر کے اعتبار سے ہے۔ یعنی مطلق خبرِ واحد خواہ خبرِ رسول ہو یا خبرِ غیر ہو، اس کی چار اقسام ہیں: ① وہ خبر جس کے صدق کو علم محیط ہو، جیسے رسول اللہ ﷺ کی خبر۔ کیونکہ آپ ﷺ تمام گناہوں اور کذب وغیرہ سے معصوم ہیں اس پر دلائل قطعیہ قائم ہیں۔ ② وہ خبر جس کے کذب کو علم محیط ہو جیسے فرعون کا دعوۂ ربوبیت۔ کیونکہ فنا ہوجانے والا اور حادث ہونے والا الٰہ ومعبود نہیں ہوسکتا یہ بداہۃً ثابت ہے۔ ③ وہ خبر جو صدق وکذب دونوں کا یکساں احتمال رکھتی ہو جیسے فاسق کی خبر۔ یہ خبر اسلام اور مسلمان ہونے کی حیثیت سے صدق کا احتمال رکھتی ہے اور فسق وفجور میں آلودگی کی حیثیت سے کذب کا احتمال رکھتی ہے لہٰذا ایسی خبر واجب التوقف ہے۔ ④ وہ خبر جس کے دو احتمال میں سے ایک احتمال دوسرے پر غلب ہو جیسے اس عادل کی خبر جس میں روایت کی ساری شرطیں جمع ہوں۔ اس آخری قسم کے تین اطراف ہیں اور یہی قسم یہاں مقصود ہے۔

❷ **ولهٰذا النوع اطراف ثلاثة....** کا مطلب:۔ نفسِ خبر کی چوتھی قسم جو یہاں مقصود ہے، اس کے تین اطراف ہیں: ① طرف السماع بایں طور کہ محدث سے حدیث کو سنا ہے یا نہیں۔ ② طرف الحفظ بایں طور کہ اس حدیث کو از اول تا آخر سننے کے بعد حفظ کرلیا ہے۔ ③ طرف الاداء بایں طور کہ اس حدیث کو دوسرے تک پہنچادیا ہوتا کہ اس کی ذمہ داری پوری ہوجائے۔

ان اطرافِ ثلاثہ میں ایک جانب عزیمت کی ہے اور دوسری جانب رخصت کی ہے۔

❸ طرف السماع میں عزیمت اور رخصت کی مراد:۔ طرفِ سماع میں عزیمت یہ ہے کہ وہ اسماع کی جنس سے ہو یعنی محدث شاگرد کو حدیث کی عبارت سنائے، خواہ مشافہۃً سنائے یا غائبانہ طور پر۔ پھر سماع کی سات اقسام ہیں.....الخ طرفِ سماع میں رخصت یہ ہے کہ وہ اسماع کی جنس سے نہ ہو۔ (باقی تفصیل اپنے مقام پر ملاحظہ فرمائیں)

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۴ھ

الشق الاوّل.....رُكْنُ الْإِجْمَاعِ نَوْعَانِ:عَزِيْمَةٌ وَ هُوَ التَّكَلُّمُ مِنْهُمْ بِمَا يُوْجِبُ الْاِتِّفَاقَ اَوْ شُرُوْعُهُمْ فِي الْفِعْلِ اِنْ كَانَ مِنْ بَابِهٖ وَرُخْصَةٌ وَ هُوَ اَنْ يَّتَكَلَّمَ اَوْ يَفْعَلَ الْبَعْضُ دُوْنَ الْبَعْضِ وفِيْهِ خِلَافُ الشَّافِعِيِّ۔

اجماع کی لغوی واصطلاحی تعریف بیان کریں۔اجماع کا رکن کیا ہے؟تفصیل سے بیان کیجیے۔امام شافعی کا اختلاف لکھئے۔

جواب.....كما مرّ فی الشق الاول من السوال الثانی۱۴۴۳والشق الثانی من السوال الاول ۱۴۴۰ھ ۔

الشق الثانی.....واهل الاجماع من كان مجتهدا صالحا الّا فيما يستغنى فيه عن الاجتهاد ليس فيه هوى ولا فسق.... وكونه من الصحابة أومن العترة لايشترط،وكذاأهل المدينة اوانقراض عصر۔

اجماع کا اہل کون ہے؟ شارح کے طرز پر ذکر کیجیے۔خط کشیدہ جملوں کی وضاحت کیجیے۔مصنف کے قول:وقيل يشترط للاجماع اللاحق عدم الاختلاف السابق عند ابی حنيفة رحمه الله کی وضاحت کیجیے

جواب.....كما مرّ فی الشق الثانی من السوال الاول۱۴۳۸و الشق الاول من السوال الثانی۱۴۴۲ھ ۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۴ھ

الشق الاوّل.....مَنْ صَالَحَ عَلٰى شَيْئٍ مِنَ التَرِكَةِ فَاطْرَحْ سِهَامَه مِنَ التَّصْحِيْحِ ثُمَّ اقْسِمْ مَابَقِيَ مِنَ التَّرِكَةِ عَلٰى سِهَامِ الْبَاقِيْنَ كَزَوْجٍ وَّاُمٍّ وَعَمٍّ فَصَالَحَ الزَّوْجُ عَلٰى مَافِيْ ذِمَّتِهٖ مِنْ الْمَهْرِ وَخَرَجَ مِنَ الْبَيْنِ فَتُقْسَمُ بَاقِي التَّرِكَةِ بَيْنَ الْاُمِّ وَالْعَمِّ اَثْلَاثًا بِقَدْرِ سِهَامِهِمَا سَهْمَانِ لِلْاُمِّ وَسَهْمٌ لِلْعَمِّ ۔ اَوْ زَوْجَةٍ وَ اَرْبَعَةٍ بَيْنِيْنَ فَصَالَحَ اَحَدُ الْبَنِيْنَ عَلٰى شَيْئٍ وَخَرَجَ مِنَ الْبَيْنِ فَتُقْسَمُ بَاقِي التَّرِكَةِ عَلٰى خَمْسَةٍ وَعِشْرِيْنَ سَهْمًا، لِلْمَرْاَةِ اَرْبَعَةٌ اَسْهُمٍ وَلِكُلِّ اِبْنٍ سَبْعَةٌ۔

عبارت پر اعراب لگا کر تشریح کریں۔تخارج کی لغوی واصطلاحی تعریف کریں۔شوہر و چھ بیٹیوں کے درمیان میراث کی تقسیم کیجئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل چار امور ہیں ① عبارت پر اعراب ② عبارت کی تشریح ③ تخارج کی لغوی واصطلاحی تعریف ④ مذکورہ میراث کی تقسیم۔

جواب..... ① عبارت پر اعراب:۔كمامرّ في السوال آنفا۔

② عبارت کی تشریح:۔ میت کے انتقال کے بعد کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ مستحقینِ ترکہ میں سے کوئی وارث کسی معلوم ومعین چیز پر مصالحت کر کے اپنے حصہ سے دستبردار ہوجاتا ہے تو ایسی صورت میں کیا کریں گے؟

تو اس عبارت میں اسی کا ذکر ہے کہ مصالح جب وراثت سے مالِ معین کے ساتھ علیحدہ ہوگیا تو اولاً ضابطہ کے مطابق ورثاء کے حصے بنائے جائیں پھر مصالح کا حصہ کاٹ کر مال کو باقی مستحقین کے درمیان تصحیح کے مطابق تقسیم کردیں،مثلاً زوج،ماں اور چچا تھے۔مسئلہ چھ سے بنا،زوج کو تین ماں کو دو اور چچا کو ایک ملا پھر زوج مہر کے بدلہ (جو کہ اسکے ذمہ دَین تھا) میراث سے علیحدہ ہوگیا تو اب شوہر کا حصہ (تین) نکال کر بقیہ جو تین بچے ہیں وہ بقیہ ورثاء کی تصحیح ہے،لہٰذا اب کل مال کے تین حصے کر کے ماں کو دو اور چچا کو ایک مل جائیگا جیسے

مسئلہ ۶ تصحیح ۳

میت

زوج	ام	عم
۳	۲	۱

صالح علیٰ مہر

یا میت کی ایک بیوی اور چار بیٹے ہیں پس اُن میں سے ایک بیٹے نے کسی چیز پر صلح کر لی اس میں ورثاء زوجہ اور چار لڑکے ہیں مسئلہ آٹھ سے بنایا گیا آٹھ میں سے ایک بیوی کو اور سات چار لڑکوں کو ملے،ان چار لڑکوں اور ان کے سہام کے درمیان تباین ہے لہٰذا چار

کو اصل مسئلہ آٹھ میں ضرب دیا حاصل ضرب ۳۲ ہوا۔ ۳۲ میں سے چار بیوی کو اور سات ہر بیٹے کو ملے گا مگر ایک بیٹا ایک مکان پر مصالحت کر کے دستبردار ہو گیا تو اس کا حصہ کاٹ دیا گیا۔ ۳۲ میں سے سات نکلنے کے بعد ۲۵ باقی رہے اب اس ۲۵ کو بقیہ وارثین کی تصحیح سمجھا جائے گا اس ۲۵ میں سے چار بیوی کو اور سات سات ہر بیٹے کو ملیں گے، جیسے۔

مسئلہ ۸ مضروب ۴ حاصل ضرب ۳۲ تصحیح ۲۵

میت

زوجہ	ابن	ابن	ابن	ابن
۴	۷	۷	۷	۷

صالح علی بیت (طرازی ص ۱۷۶)

③ تخارج کی لغوی واصطلاحی تعریف:۔ تخارج باب تفاعل کا مصدر ہے جو خروج سے ماخوذ ہے بمعنی نکلنا و تقسیم کرنا اور اصطلاحِ فرائض میں ایک یا چند وارثوں کا ترکہ میں سے باہمی رضامندی سے کوئی معین چیز لیکر باقی ترکہ سے دستبردار ہونا ہے۔

الشق الثانی.....العول ان یزاد علی المخرج شیئ من اجزائه اذا ضاق عن فرض۔ اعلم ان مجموع المخارج سبعة اربعة منها لا تعول....وثلاثة منها قد تعول ....

عول کی لغوی واصطلاحی تعریف کیجئے۔ مندرجہ بالا عبارت کی وضاحت کیجئے۔ مسئلہ منبریہ کسے کہتے ہیں؟ اسے حل کریں۔ تماثل، تداخل، توافق وتباین کی وضاحت کریں۔

جواب.....کما مرّ فی السوال الثالث ۱۴۳۵ھ و الشق الثانی من السوال الثالث ۱۴۳۹ھ۔

﴿الورقة الخامسة فی البلاغة (دروس البلاغة)﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۴۴ھ

الشق الاوّل.....وَ التَّعْقِیْدُ اَنْ یَکُوْنَ الْکَلَامُ خَفِیَّ الدَّلَالَةِ عَلَی الْمَعْنَی الْمُرَادِ وَالْخِفَاءُ اِمَّا مِنْ جِهَةِ اللَّفْظِ.... وَیُسَمّٰی تَعْقِیْدًا لَفْظِیًّا کَقَوْلِ الْمُتَنَبِّیْ: جَفَخَتْ وَ هُمْ لَا یَجْفَخُوْنَ بها ۞ بِهِمْ شِیَمٌ عَلَی الْحَسَبِ الْاَغَرِّ دَلَائِلُ.... و اَمَّا مِنْ جِهَةِ الْمَعْنٰی.... و یُسَمّٰی تَعْقِیْدًا مَعْنَوِیًّا...قوله: سَاَطْلُبُ بُعْدَ الدَّارِ عَنْکُمْ لِتَقْرَبُوْا وَتَسْکُبُ عَیْنَایَ الدُّمُوْعَ لِتَجْمُدَا۔

عبارت کا ترجمہ کیجئے۔ تعقید لفظی ومعنوی کی تعریف کیجئے۔ دونوں شعروں کا ترجمہ، محلِ استشہاد اور وجہِ استشہاد ذکر کیجئے۔

جواب.....مکمل جواب کما مرّ فی الشق الاول من السوال الثالث ۱۴۳۳ھ۔

الشق الثانی.....فَفَصَاحَةُ الْکَلِمَةِ سَلَامَتُهَا مِنْ تَنَافُرِ الْحُرُوْفِ وَمُخَالَفَةِ الْقِیَاسِ وَ الْغَرَابَةِ فَتَنَافُرُ الْحُرُوْفِ وَصْفٌ فِی الْکَلِمَةِ یُوْجِبُ ثِقْلَهَا عَلَی اللِّسَانِ وَعُسْرَ النُّطْقِ بِهَا۔

عبارت کی وضاحت کرتے ہوئے مخالفتِ قیاس اور غرابت کی تعریف مثال سمیت لکھیں۔ مندرجہ ذیل شعر کا ترجمہ، محلِ استشہاد ووجہِ استشہاد لکھیں کریم متی امدحه امدحه و الورٰی ۞ معی و اذا مالمتُه لمتُه وحدی۔

جواب.....① شعر کا ترجمہ، محلِ استشہاد ووجہِ استشہاد:۔ ترجمہ: وہ ایسا سخی وکریم ہے کہ جب میں اسکی تعریف کرتا ہوں تو ساری مخلوق مدح میں میرے ساتھ شریک ہوتی ہے اور جب میں اسکی ملامت وہجو کرتا ہوں تو میں اکیلا ہی اسکی ہجو کرتا ہوں۔

اس شعر میں ''امدحہ'' کے تکرار کی وجہ سے اس شعر میں ثقل پیدا ہو گیا ہے جو کہ تنافر کا سبب ہے۔ اور یہ سببِ خفیف ہے۔

(بقیہ جواب کما مرّ فی الشق الثانی من السوال الثانی ۱۴۳۵ھ)

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۴ھ

الشق الاوّل.....القصر تخصیص شیئ بشیئ بطریق مخصوص وینقسم الی حقیقی واضافی فالحقیقی.... و الاضافی.... و کل منهما ینقسم الی قصر صفة علی موصوف... و قصر موصوف علی صفة۔

قصر کی لغوی واصطلاحی تعریف کریں۔ قصر حقیقی اور قصر اضافی کسے کہتے ہیں؟ واضح کیجئے۔ مصنفؒ کے قول "و للقصر طرق: منها النفی و الاستثناء الخ" کی واضح تشریح کریں۔

جواب..... مکمل جواب کما مرّ فی الشق الاول من السوال الثانی ۱۴۴۳ھ۔

الشق الثانی.....اَلْوَصْلُ عَطْفُ جُمْلَةٍ عَلٰی اُخْرٰی و اَلْفَصْلُ تَرْکُهٗ....وَ یَجِبُ الْوَصْلُ فِیْ مَوْضِعَیْنِ: اَلْاَوَّلُ اِذَا اتَّفَقَتِ الْجُمْلَتَانِ خَبَرًا اَوْ اِنْشَاءً وَ کَانَ بَیْنَهُمَا جِهَةٌ جَامِعَةٌ.... اَلثَّانِیْ اِذَا اَوْهَمَ تَرْکُ الْعَطْفِ خِلَافَ الْمَقْصُوْدِ...

عبارت کا ترجمہ کریں۔ وصل کے مذکورہ مواقع مثالوں سے واضح کریں۔ و الکلام هٰهنا قاصر علی العطف بالواو لانّ العطف بغیرها لا یقع فیه اشتباه کی وضاحت کریں۔

جواب..... ① و ② ترجمہ ووصل کے مواقع کی وضاحت:۔ کما مرّ فی الشق الثانی من السوال الثانی ۱۴۳۶ھ۔

③ و الکلام هٰهنا قاصر علی العطف بالواو کی وضاحت:۔ علمِ بلاغت میں صرف عطف بالواو سے متعلق کلام کیا جاتا ہے، اسکے علاوہ باقی ماندہ نو حروفِ عاطفہ سے کوئی بحث نہیں کی جاتی اگر چہ ان کے ذریعے عطف کیے جانے والے دو جملوں کو بھی وصل ہی کہتے ہیں، کیونکہ تمام حروفِ عطف میں سے صرف واو ہی ایک ایسا ادات عطف ہے جس کے استعمال میں اشتباہ ہے۔ اس کے مواقعِ استعمال بیان کرنے کی ضرورت رہتی ہے اور اس کے استعمال میں فہمِ لطیف اور ادراکِ دقیق کی ضرورت رہے گی، کیونکہ یہ حرف تو صرف حکم اعراب میں اپنے مابعد کو ماقبل میں شریک اور اس سے مربوط کرنے کا فائدہ دیتا ہے اور اسکے علاوہ دوسرا کوئی فائدہ نہیں دیتا۔ جبکہ دوسرے ادواتِ عطف تشریک مابعد ہالما قبلہا فی حکم الاعراب کا فائدہ تو دیتے ہی ہیں اسکے ساتھ ساتھ دوسرے زائد معانی کا بھی فائدہ دیتے ہیں کہ "فا" تشریک کے ساتھ ترتیب مع التعقیب اور "ثم" تشریک کے ساتھ ساتھ ترتیب مع التراخی کا بھی فائدہ دیتے ہیں اور جب ان کے معانیٔ زائدہ واضح ہیں تو ان کے فوائد بھی واضح اور ظاہر ہوں گے اور ان کے طریقۂ استعمال میں کوئی خفا اور اشتباہ واقع نہ ہوگا۔ بلغاء کے صرف عطف بالواو سے بحث کرنے اور عطف بالباقی سے بحث نہ کرنے کی یہی وجہ ہے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۴ھ

الشق الاوّل.....الاستِخدامُ هو ذِکرُ اللفظِ بِمعنیً و اعادةُ ضمیرٍ علیهِ بمعنی آخر او اِعادةُ ضمیرینِ تُرِید بِثانِیهِما غیرَ ما اردتّه باولِهما۔ فالاوّل نحوُ قوله تعالٰی:فَمَنْ شَهِدَ مِنْکُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ...والثانی کقولِهٖ:فَسَقَی الْغَضٰی وَ السَّاکِنِیهِ و اِنْ هُمُ ۞ شَبُّوْهُ بَیْنَ جَوَانِحِیْ و ضُلُوْعِیْ۔

0213 6357913 maktabazakariyamurad@gmail.com

استخدام کی لغوی و اصطلاحی تعریف کرتے ہوئے پوری عبارت کا ترجمہ کیجیے۔ مذکورہ بالا مثالوں میں استخدام کی وضاحت کیجیے۔ استطرادکسے کہتے ہیں؟ مثال سے واضح کیجیے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① استخدام کی لغوی و اصطلاحی تعریف ② عبارت کا ترجمہ ③ مذکورہ مثالوں میں استخدام کی وضاحت ④ استطرادکی وضاحت۔

جواب..... ① استخدام کی لغوی و اصطلاحی تعریف:۔ استخدام کا لغوی معنی خادم بنانا ہے۔ اصطلاح میں استخدام یہ ہے کہ دو معنی والے کسی لفظ کو ذکر کیا جائے اور اس سے کوئی ایک معنی مراد لیا جائے، پھر اس لفظ کی طرف جب ضمیر لوٹائی جائے تو اس سے اس لفظ کا دوسرا معنی مراد لیا جائے۔ یا دو معنی والے کسی لفظ کو ذکر کیا جائے اور اسکی طرف دو ضمیروں کو لوٹایا جائے اور دونوں ضمیروں کا معنی جدا جدا ہو۔

② عبارت کا ترجمہ:۔ استخدام: وہ ایک لفظ کو کسی ایک معنی کے لیے ذکر کرنا ہے اور اس کی طرف ضمیر کو کسی دوسرے معنی کے لیے

لوٹانا ہے، یا دو ضمیروں کو لوٹایا جائے اور دوسری سے تو وہ معنی مراد نہ لے جو تو نے پہلی ضمیر سے مراد لیا ہے۔ پہلی قسم کی مثال جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: **فمن شهد مِنكم الشهر فليصمه** (تم میں سے جو شخص رمضان کے پہلے چاند کو دیکھے تو اسے ماہِ رمضان کا روزہ رکھنا چاہیے)۔ دوسری قسم کی مثال شاعر کا یہ شعر ہے **فسَقَى الغضٰى والسِاكِنِيهِ و اِن هم شبوه بين جوانِحِي و طلوعِي** (اللہ تعالیٰ سیراب کرے غصا نامی درختوں کو اور اس جگہ کے باشندوں کو اگرچہ انہوں نے درخت فضا کی آگ کو بھڑکایا ہے میری آگے اور پیچھے کی پسلیوں کے درمیان)۔

③ مذکورہ مثالوں میں استخدام کی وضاحت:۔ معنی کلام کو مزین کرنے کا دسواں طریقہ استخدام ہے۔ اسکی نوع اول کی مثال اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے **فمن شهد منكم الشهر فليصمه** (اے مومنو! تم میں سے جو ہلالِ رمضان دیکھے اسے چاہیے کہ وہ رمضان کا روزہ رکھے) یہاں ''الشہر'' کا ایک معنی ہلالِ رمضان اور دوسرا معنی شہرِ رمضان ہے، اور لفظِ الشہر سے ہلالِ رمضان والا پہلا معنی مراد لیا گیا ہے اور فلیصمہ کی ضمیر منصوب متصل کا مرجع بھی لفظِ الشہر ہے مگر اس وقت اس کا دوسرا معنی شہرِ رمضان مراد ہوگا، یعنی شہور رحمۃ اللہ علیہ دیکھنے کا تعلق ہلال سے اور امرِ صوم کا تعلق ماہِ رمضان سے ہے۔

استخدام کی دوسری نوع کی مثال بحتری شاعر کا یہ شعر ہے: **فسقى الغضٰى والساكِنيهِ وَاِنْ هم شبوه بين جوانِحِي و طلوعِي** (میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ غضی نامی درختوں کو اور وہاں کے باشندوں کو سیراب کرے اگرچہ انھوں نے درخت غضا کی آگ میری اگلی اور پچھلی پسلیوں کے درمیان بھڑکائی ہے) یہاں لفظِ غضٰی حقیقت میں ایک درخت کا نام ہے البتہ مجازی اعتبار سے اسکے دو معنی ہیں: ایک مکانِ غضا یعنی وہ جگہ جہاں غضا درخت کی بکثرت پیداوار ہوتی ہے اور دوسرا معنی غضا کی آگ ہے، اس ایک لفظ کی طرف دو ضمیریں لوٹ رہی ہیں اور دونوں کا معنی جدا جدا و مختلف ہے۔ پہلی ضمیر ''ساکنیہ'' کے ساتھ ملی ہوئی ضمیر مجرور متصل ہے اس کا مرجع بھی الغضا ہے مگر اس سے مراد مکانِ غضا ہے اور دوسری ضمیر ''شبوہ'' کے ساتھ لگی ہوئی ضمیر منصوب متصل ہے اور اس کا مرجع بھی وہی لفظ الغضا ہے مگر اس سے مراد نارِ غضا ہے۔ شاعر اپنے ساتھ بدسلوکی کرنے والے ساکنانِ مکان غضا کیلئے دعاءِ خیر کر رہا ہے کہ میری دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں شاد و آباد رکھے اگرچہ انھوں نے ہمیں اذیتیں پہنچائیں ہیں۔

④ استطراد کی وضاحت:۔ معنی کلام کو مزین کرنے کا گیارہواں طریقہ استطراد ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ متکلم جس مضمون کو بیان کر رہا تھا اسے ناقص چھوڑ کر کسی مناسبت کی وجہ سے دوسرے کسی مضمون کو بیان کرنا شروع کر دے پھر پہلے ناقص مضمون کی جانب دوبارہ مکمل کرنے کے لیے لوٹ آئے۔ جیسے کہ سموول شاعر کا یہ شعر ہے۔ **و انّا اُناس لا نَرَى القتل سبة ۞ اِذا ما رأته عامِر وسلول ۞ يُقرّبُ حبُّ الموتِ آجالَنا لنا ۞ وتكرهه آجالهم فتطولُ ۞ و ما مات مِنا سيّدٌ حتف انفِه ۞ ولا طلّ مِنّا حيث كان قتِيلُ** (ہم ایسے بہادر ہیں کہ قتل ہو جانے کو عار اور شرم نہیں سمجھتے، جب کہ قبیلہ عامر و سلول کے لوگ اسے عار و شرم جانتے ہیں، موت کی محبت ہماری مدت یعنی موت کو ہم سے قریب کر دیتی ہے جبکہ وہ لوگ موت کو ناپسند سمجھتے ہیں ان، پس ان کی مدت دراز ہو جاتی ہے۔ ہمارا کوئی سردار طبعی موت سے نہیں مرتا اور اگر ہم قتل ہو جائیں تو ہمارا خون رائیگاں نہیں جانے دیتے بلکہ ان کا قصاص ضرور لیتے ہیں) اس شاعر نے اپنے قصیدے کو اپنے خاندان کی شجاعت پر فخر و حماست جتانے کیلئے شروع کیا تھا اور وبھذّ ہا تتبیّن الاشیاء کے قاعدہ کی رو سے اپنے اور اپنے مخالفین کا تقابل کرتے ہوئے ان کی ہجو کو بیان کرنے لگا اور پھر تیسرے شعر میں دوبارہ اپنے خاندان کی شجاعت و شیر دلی پر فخر و حماست جتانے لگا۔

الشق الثانی.....**المبالغة: هی ادعاء بلوغ وصف فی الشدة او الضعف حدا يبعد او يستحيل وتنقسم الى ثلاثة اقسام: تبليغ.... واغراق.... وغلوّ....**

عبارت کا سلیس ترجمہ کرتے ہوئے مبالغہ کی لغوی و اصطلاحی تعریف کریں۔ مبالغہ کی اقسام کی تعریف و مثال ذکر کریں۔ تاکید المدح بما یشبہ الذم اور تاکید الذم بما یشبہ المدح کی وضاحت کریں۔

0313 6537913 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① عبارت کا ترجمہ ② مبالغہ کی لغوی واصطلاحی تعریف ③ مبالغہ کی اقسام کی تعریف ومثال ④ تاکید المدح بمایشبہ الذم اور تاکید الذم بمایشبہ المدح کی وضاحت۔

جواب..... ① عبارت کا ترجمہ:۔ مبالغہ: وہ کسی شیئ کے وصف کے شدت یا ضعف میں اس حد تک پہنچنے کا دعویٰ کرنے کو کہا جاتا ہے جو بعید از عقل ہو یا محال ہو۔ اسکی تین قسمیں ہیں: تبلیغ، اغراق وغلو۔

② مبالغہ کی لغوی واصطلاحی تعریف:۔ لغوی معنی: کسی چیز کی انتہاء کو پہنچنا۔ اصطلاح میں مبالغہ کسی شیئ کے وصف کا شدت یا ضعف میں اس حد تک پہنچنے کا دعویٰ کرنے کو کہا جاتا ہے جو عقلی طور پر محال ہو۔ یا محال کے قریب قریب ہو۔

③ مبالغہ کی اقسام کی تعریف ومثال:۔ مبالغہ کی تین قسمیں ہیں: تبلیغ، اغراق وغلو۔

① تبلیغ ایسے مبالغہ کا نام ہے جس کا وقوع عقلا بھی ممکن ہو اور عادۃً بھی ممکن ہو۔ جیسے گھوڑے کی تعریف میں شاعر کا یہ شعر:

إذا ما سابقتها الريحُ فرّت، وألقت في يدِ الريح الشرابا (جب اس گھوڑی کا ہوا سے مسابقہ ہوتا ہے تو وہ آگے نکل جاتی ہے اور ہوا کے ہاتھ میں دھول پھینک دیتی ہے) یہاں مبالغۃً ہوا کے بالمقابل گھوڑی کا آگے نکل کر گرد وغبار اپنے پیچھے چھوڑ جانا بیان کیا گیا ہے، یہ عقل اور عادتا دونوں طرح ممکن ہے، اگرچہ انتہائی شاذ ونادر ہے۔ ② اغراق ایسے مبالغہ کو کہتے ہیں کہ جس کا وقوع عقلا تو ممکن ہو مگر عادتا اس طرح نہ ہوتا ہو۔ جیسے شاعر کا یہ شعر ہے: **و نُكرِم جارنا مادام فينا، ونُتبعه الكرامة حيث مالا** (ہم اپنے پڑوسی پر احسان کرتے رہتے ہیں جب تک وہ ہمارے پڑوس میں رہے، اور ہم اس کے پیچھے احسان کو بھیجتے ہیں جہاں کہیں وہ جائے) کسی سابقہ پڑوسی کے پیچھے پیچھے جہاں جہاں وہ جائے احسانات اور نوازشوں کا بھیجتے رہنا عادتا ہوتا نہیں ہے، کیونکہ خود غرضی کا زمانہ ہے مگر یہ عقلا ممتنع ومحال بھی نہیں ہے۔ ③ غلو ایسے مبالغہ کو کہتے ہیں جس کا وقوع عقلا اور عادتا دونوں طرح ممتنع ومحال ہو۔ جیسے شاعر کا یہ شعر ہے: **تكاد قسِيه مِن غيرِ رام، تمكِن في قلوبهم النبالا** (قریب ہے کہ اس کی کمانیں تیر چلائے بغیر ہی دشمنوں کے دلوں میں تیروں کو پیوست کردیں) شاعر کمانوں کی عمدگی کی تعریف میں اس قدر مبالغہ کررہا ہے کہ بغیر تیر چلائے ہی خود بخود تیر کمان سے نکل کر سیدھے دشمنوں کے سینوں میں جاگزیں ہوجائیں۔ یہ صفت عقلا وعادتا دونوں طرح ممتنع ہے۔

④ تاکید المدح بمایشبہ الذم وتاکید الذم بمایشبہ المدح کی وضاحت:۔ **كما مرّ في الشق الثاني من السوال الثالث ۱۴۴۰ھ**

﴿الورقة السادسة في الادب العربي و العقائد (مختارات و عقيده طحاويه)﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۴۴ھ

الشق الاوّل.....قَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ فَلَمَّا بَلَغَنِيْ أَنَّهٗ تَوَجَّهَ قَافِلًا حَضَرَنِيْ هَمِّيْ وَطَفِقْتُ أَتَذَكَّرُ الْكِذْبَ وَ أَقُوْلُ بِمَاذَا أَخْرُجُ مِنْ سَخَطِهٖ غَدًا؟ وَ اسْتَعَنْتُ عَلٰى ذٰلِكَ بِكُلِّ ذِيْ رَأْيٍ مِنْ أَهْلِيْ، فَلَمَّا قِيْلَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ أَظَلَّ قَادِمًا رَاحَ عَنِّي الْبَاطِلُ وَعَرَفْتُ أَنِّيْ لَنْ أَخْرُجَ مِنْهُ أَبَدًا بِشَيْئٍ فِيْهِ كِذْبٌ فَأَجْمَعْتُ صِدْقَهٗ وَأَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَادِمًا وَكَانَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ بَدَأَ بِالْمَسْجِدِ فَيَرْكَعُ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ لِلنَّاسِ فَلَمَّا فَعَلَ ذٰلِكَ جَاءَهُ الْمُخَلَّفُوْنَ فَطَفِقُوْا يَعْتَذِرُوْنَ إِلَيْهِ وَيَحْلِفُوْنَ لَهٗ وَكَانُوْا بِضْعَةً وَثَمَانِيْنَ رَجُلًا۔

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ خط کشیدہ الفاظ کی لغوی وصرفی تحقیق کریں۔ (ص ۵۱۔ مجلس نشریاتِ اسلام)

جواب..... ① و ② اعراب وترجمہ:۔ **كما مرّ في الشق الثاني من السوال الاول ۱۴۳۴ھ**۔

③ خط کشیدہ الفاظ کی لغوی وصرفی تحقیق:۔ **هَمٌّ**: یہ باب نصر (مضاعف) کا مصدر ہے بمعنی رنجیدہ وغمگین کرنا۔

قَافِلًا: صیغہ واحد مذکر اسم فاعل از مصدر **قَفْلًا قُفُوْلًا** (نصر وضرب۔ صحیح) بمعنی سفر سے لوٹنا۔

اِسْتَعَنْتُ: صیغہ واحد متکلم فعل ماضی معلوم از مصدر **اِستعانةً** (استفعال۔ اجوف) بمعنی مدد طلب کرنا۔

رَاحَ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم از مصدر **رَيْحًا رُيُوْحًا** (ضرب۔ اجوف) بمعنی دور ہونا۔ چلے جانا۔

03135357917 darmaktababazakariyamultan@gmail.com

اَلْمُخَلَّفُوْنَ: صیغہ جمع مذکر اسم مفعول از مصدر **تَخْلِیفاً** (تفعیل۔صحیح) بمعنی پیچھے چھوڑنا۔

الشق الثانی.....**كَانَتْ حَلِيْمَةُ بِنْتُ اَبِیْ ذُؤَيْبِ السَّعْدِيَّةُ اُمُّ رسولِ اللّٰهِ ﷺ اَلَّتِیْ اَرْضَعَتْهُ تُحَدِّثُ اَنَّهَا خَرَجَتْ مِنْ بَلَدِهَا مَعَ زَوْجِهَا وَ ابْنٍ لَهَا صَغِيْرٍ تُرْضِعُهُ فِیْ نِسْوَةٍ مِنْ بَنِیْ سَعْدِ بْنِ بَكْرٍ تَلْتَمِسُ الرَّضَعَاءَ قَالَتْ وذٰلِكَ فِیْ سَنَةٍ شَهْبَاءَ لَمْ تُبْقِ لَنَا شَيْئًا ، قَالَتْ: فَخَرَجْتُ عَلٰى اَتَانٍ لِیْ قَمْرَاءَ مَعَنَا شَارِفٌ لَنَا وَاللّٰهِ مَا تَبِضُّ بِقَطْرَةٍ وَ مَا نَنَامُ لَيْلَنَا اَجْمَعَ مِنْ صَبِيِّنَا الَّذِیْ مَعَنَا مِنْ بُكَائِهٖ مِنَ الْجُوْعِ مَا فِیْ ثَدْیِیْ مَا يُغْنِيْهِ وَمَا فِیْ شَارِفِنَا مَا يُغَذِّيْهِ۔ (فی بنی سعد)**

مندرجہ بالا عبارت پر اعراب لگائیے۔عبارت کا ترجمہ کیجئے۔خط کشیدہ الفاظ کی لغوی وصرفی تحقیق کیجیے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① عبارت پر اعراب ② عبارت کا ترجمہ ③ خط کشیدہ الفاظ کی لغوی وصرفی تحقیق۔

جواب..... ① عبارت پر اعراب:۔**كما مرّ فی السوال آنفا۔**

② عبارت کا ترجمہ:۔ حلیمہ بنت ابی ذؤیب السعد یہ رسول اللہ ﷺ کی رضاعی والدہ بیان کرتی تھیں کہ وہ اپنے خاوند اور اپنے دودھ پینے والے چھوٹے بیٹے کے ساتھ اپنے شہر سے بنی سعد بن بکر کی ان عورتوں میں نکلی جو دودھ پینے والے بچوں کو تلاش کرتی تھیں۔فرماتی ہیں کہ یہ اس قحط والے سال میں تھا جس نے ہمارے لئے کچھ باقی نہیں چھوڑا تھا،فرماتی ہیں کہ میں اپنی ایسی گدھی پر جس کا رنگ سفید سبزی مائل تھا ایسے حال میں نکلی کہ ہمارے ساتھ ہماری بوڑھی اونٹنی بھی تھی۔اللہ کی قسم اس سے ایک قطرہ دودھ نہیں نکلتا تھا اور ہم اپنے ساتھ موجود بچے کی وجہ سے پوری رات نہیں سوتے تھے اسلئے کہ وہ بھوک کی وجہ سے روتا تھا۔میرے پستانوں میں اتنا دودھ نہیں تھا جو اس کو کافی ہوتا اور ہماری اونٹنی میں اتنا دودھ نہیں تھا جو اسکی غذا بنتا۔

③ خط کشیدہ الفاظ کی لغوی وصرفی تحقیق:۔ **قَمْرَاءُ**: یہ **اَقْمَرُ** کا مؤنث ہے بمعنی سبزی مائل سفید رنگ والی۔

الرُّضَعَاءَ: یہ **رَضِيْعٌ** کی جمع ہے بمعنی دودھ پیتا بچہ۔مصدر **رَضْعًا** (ضرب،سمع،فتح۔صحیح) بمعنی دودھ پینا۔

شَهْبَاءُ: یہ **اَشْهَبُ** کا مؤنث ہے بمعنی خشک سال۔بہت برف والا سال۔

شَارِفٌ: اس کی جمع **شُرَّفٌ شُرُفٌ شُرُوْفٌ** ہے بمعنی بوڑھی اونٹنی۔

تَبِضُّ: صیغہ واحد مؤنث غائب فعل مضارع معلوم از مصدر **بَضًّا بُضُوْضًا بَضِيْضًا** (ضرب۔مضاعف) تھوڑا تھوڑا بہنا۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۴ھ

الشق الاوّل.....**اِعلم اَنّ العدوان علی الناس فی اموالهم ذاهب بامالهم فی تحصيلها و اكتسابها لما يرونه حينئذ من ان غايتها و مصيرها انتهابها من ايديهم و اذا ذهبت اَمالهم فی اكتسابها و تحصيلها و انقبضت ايديهم عن السعی فی ذٰلك و علی قدر الاعتداء و نسبته يكون انقباض الرعايا عن السعی فی الاكتساب.**

عبارت کا ترجمہ لکھیں۔خط کشیدہ الفاظ کی لغوی وصرفی تحقیق کریں۔عبارت کے عنوان ''الظلم موذن بخراب العمران'' کا مطلب کریں۔

جواب.....**كما مرّ فی الشق الاول من السوال الثانی ۱۴۴۳ھ۔**

الشق الثانی.....**وكانتِ الامةُ العربيّةُ قبائلَ متخالفةً فی النَّزَعَاتِ خاضعةً للشهوات فَخَرَ كُلُّ قبيلةٍ فی قتال اُختِها وسفكِ دِماءِ اَبطالِها وسَبْیِ نسائِها وسَلْبِ اَمْوَالِهَا ، تَسُوْقُهَا الْمَطَامِعُ الی المَعَامِعِ و يُزَيِّنُ لها السَّيِّئَاتُ فسادَ الْاِعتقادات، و قد بَلَغَ الْعَرَبُ مِن سخافةِ الْعَقْلِ حَدًّا صَنَعُوْا فيه اصنامَهم مِنَ الْحَلْوٰی ثمّ عبدوها فلمّا جَاعُوْا اَكَلُوْهَا۔(رسالۃ محمد ﷺ)**

عبارت کا سلیس ترجمہ کریں۔مختصر تشریح کیجیے کہ عربوں کا مجموعی ماحول واضح ہو سکے۔خط کشیدہ الفاظ کی لغوی وصرفی تحقیق کیجیے۔

0317 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں: ① عبارت کا ترجمہ ② عبارت کی تشریح ③ خط کشیدہ الفاظ کی لغوی وصرفی تحقیق۔

جواب ..... ① عبارت کا ترجمہ:۔ اور عرب امت قبائل میں تقسیم تھی، جھگڑوں میں اختلاف کرنے والے، خواہشات کے تابعدار تھے، ہر قبیلہ کا فخر اپنے جیسے قبیلہ کے ساتھ لڑائی کرنے اور ان کے بہادروں کے خون بہانے اور ان کی عورتوں کو قیدی بنانے اور ان کے مالوں کو چھیننے میں تھا۔ لالچ ان کو جنگوں کی طرف چلاتی اور برائیاں ان کیلئے بُرے عقیدے متعین کرتی تھیں۔ اور عرب اپنی کم عقلی میں اس حد کو پہنچ گئے کہ حلوہ ومٹھائی سے اپنے بت تیار کرتے پھر ان کی عبادت کرتے اور جب بھوک لگتی تو ان ہی کو کھا لیتے۔

② عبارت کی تشریح:۔ اس عبارت میں اہلِ عرب کی اخلاقی، معاشرتی و مذہبی پستی کی ایک جھلک کا ذکر ہے کہ عرب لوگ مختلف قبائل میں تقسیم تھے۔ بات بات پہ جھگڑا و اختلاف کرنا، نفس وخواہشات کی اتباع کرنا، فخر وبڑائی کیلئے اپنے جیسے قبیلہ کے ساتھ لڑائی کرنا، مخالف قبیلہ کے بہادروں کے خون بہانا، ان کی عورتوں کو قید کرنا اور ان کے مالوں کو چھیننا ان کی طبیعت وعادت بن گیا تھا۔ لالچ کی وجہ سے جنگوں میں شرکت کرتے، حتی کہ برائیاں ان میں بُرے عقیدہ کی مانند سرایت کر چکی تھیں، مذہبی کمزوری و اپنی کم عقلی میں اس حد کو پہنچے ہوئے تھے کہ مٹھائیوں سے بُت تیار کرتے، ان کی عبادت کرتے اور جب بھوک لگتی تو اپنے معبودوں کو ہی کھا لیتے تھے۔

الغرض مذہبی ومعاشرتی برائیوں کے گڑھے میں گرے ہوئے تھے۔

③ خط کشیدہ الفاظ کی لغوی وصرفی تحقیق:۔ **مَعَامِعُ**: یہ مَعْمَعٌ کی جمع ہے بمعنی لڑائی، فتنہ، گرمی کی شدت۔

خَاضِعَةٌ: صفت کا صیغہ ہے۔ از مصدر خَضْعًا خُضُوْعًا (فتح) عاجزی کرنا۔ تابع وفرمانبردار ہونا۔

مَطَامِعُ: یہ مَطْمَعٌ کی جمع ہے بمعنی باعثِ طمع۔ لالچ پر اُکسانے والی چیز۔ مصدر طَمْعًا طِمَاعَةً (سمع، کرم) لالچ کرنا۔

سَخَافَةٌ: بمعنی کمزوری۔ مصدر کرم بمعنی کمزور عقل والا ہونا۔ از تفعیل بمعنی کم عقل قرار دینا۔

اَصْنَامٌ: یہ صَنَمٌ کی جمع ہے بمعنی بت۔ مصدر صَنْمًا (سمع) بمعنی قوی ہونا از تفعیل بمعنی تصویر بنانا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۴ھ

الشق الاوّل.....واصلُ القدرِ سرُّ اللّٰہ فی خلقہ لم یطلع علی ذٰلک ملک مقرب ولا نبی مرسل، والتعمق والنظر فی ذٰلک ذریعة الخذلان وسلم الحرمان ودرجة الطغیان فالحذر کل الحذر من ذٰلک نظرا وفکرا ووسوسة فانّ اللّٰہ تعالٰی طوی علم القدر عن انامہ ونہاھم عن مرامہ۔

مندرجہ بالا عبارت کا واضح ترجمہ کریں۔ قضاء وقدر کی واضح تعریف کریں۔ تقدیر کی اقسام بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں: ① عبارت کا ترجمہ ② قضاء وقدر کی تعریف ③ تقدیر کی اقسام۔

جواب ..... ① عبارت کا ترجمہ:۔ تقدیر میں اصل بات یہ ہے اللہ تعالی کا اپنی مخلوق میں ایک راز ہے اور تقدیر کا علم اللہ تعالی نے نہ تو کسی مقرب فرشتے کو دیا ہے اور نہ کسی نبی ورسول کو دیا ہے اور تقدیر کے مسئلہ میں بحث کرنا اور غور وفکر کرنا یہ انسان کیلئے رسوائی کا ذریعہ ہے اور محرومی کی سیڑھی ہے اور سرکشی کا مقام ہے اسلئے تقدیر کے مسئلہ میں نظر وفکر اور بحث کرنے سے بچا جائے۔ پس اللہ تعالی نے تقدیر کا علم اپنی مخلوق سے لپیٹ لیا ہے اور اس کے مقصد کو حاصل کرنے سے روک دیا ہے۔

② قضاء وقدر کی تعریف:۔ کمامرّ فی الشق الاول من السوال الثالث ۱۴۴۲ھ۔

③ تقدیر کی اقسام:۔ تقدیر کی دو قسمیں ہیں: ① مبرم یعنی محکم واٹل فیصلہ جو کبھی بدلتا نہیں، یہ حکمِ خداوندی سے لوحِ محفوظ میں لکھ دیا گیا ہے، اس میں کسی قسم کی تبدیلی ناممکن ہے۔ ② معلق یعنی وہ تقدیر جو اعمال وغیرہ پر منحصر ہوتی ہے، اچھے وبُرے اعمال کی وجہ سے اس میں تبدیلی واقع ہوتی رہتی ہے۔ لیکن یہ محض بندوں کے اعتبار سے معلق ہے، علم الٰہی میں ہر چیز مبرم ہے، کوئی چیز معلق نہیں ہے۔

الشق الثانی.....و فی دعاءِ الاَحیاءِ للاموات و صدقاتھم منفعة للاموات و اللّٰہ تعالٰی یستجیبُ الدعواتِ و یقضِی الحاجاتِ و یملک کلَّ شیئٍ و لایملکہٗ شیئٌ و لا غنیّ عن اللّٰہ تعالٰی طرفة عین و من

0313 0357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

استغنی عن اللّٰہ طرفۃَ عینٍ فقد کفر و صار من اھل الحین ۔

عبارت کا ترجمہ کریں۔ایصالِ ثواب کا حکم تحریر کریں۔کیا ایصالِ ثواب کا حکم "**و اَن لیس للانسان الّا ما سعٰی**" کے خلاف تو نہیں؟ خط کشیدہ عبارت کا مطلب تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① عبارت کا ترجمہ ② ایصالِ ثواب کا حکم ③ ایصالِ ثواب کے حکم اور "**و اَن لیس للانسان الّا ما سعٰی**" میں تطبیق ④ خط کشیدہ عبارت کا مطلب۔

جواب..... ① عبارت کا ترجمہ:۔ اور زندہ لوگوں کے دعا کرنے اور صدقات دینے میں مردوں کیلئے فائدہ ہے اور اللہ تعالی ہی دعاؤں کو قبول فرماتا ہے اور تمام حاجتوں کو پورا کرتا ہے اور وہی ہر چیز کا مالک ہے اور کوئی چیز اسکی مالک نہیں (وہ کسی کی مملوک نہیں ہے) اور اللہ تعالی سے آنکھ جھپکنے کے برابر بھی بے پروائی نہیں کی جاسکتی اور جس نے آنکھ جھپکنے کے برابر بھی اللہ تعالی سے بے پروائی اختیار کی پس تحقیق اس نے کفر کیا اور خسارہ پانے والوں میں ہوا۔

② ایصالِ ثواب کا حکم:۔ **کما مرّ فی الشق الثانی من السوال الثالث۱۴۳۸ھ** ۔

③ ایصالِ ثواب کے حکم اور "**و اَن لیس للانسان الّا ما سعٰی**" میں تطبیق:۔ اس آیت کا حاصل یہ ہے کہ جس طرح کوئی آدمی دوسرے کا عذاب اپنے سر نہیں لے سکتا، اسی طرح کسی کو یہ بھی حق نہیں کہ کسی دوسرے کے عمل کے بدلے خود عمل کرلے اور وہ اس عمل سے سبکدوش ہوجائے مثلاً ایک شخص دوسرے کی طرف سے نماز فرض ادا کردے یا دوسرے کی طرف سے فرض روزہ رکھ لے اور وہ دوسرا اپنے فرض نماز و روزے سے سبکدوش ہوجائے یا یہ کہ ایک شخص دوسرے کی طرف سے ایمان قبول کرلے اور اس سے اس کو مؤمن قرار دیا جائے، ایسا نہیں ہے۔ آیت مذکورہ کی اس تفسیر پر کوئی فقہی اشکال اور شبہ عائد نہیں ہوتا کیونکہ زیادہ سے زیادہ شبہ حج اور زکوٰۃ کے مسئلہ میں یہ ہوسکتا ہے کہ ضرورت کے وقت شرعاً ایک شخص دوسرے کی طرف سے حج بدل کرسکتا ہے یا دوسرے کی زکوٰۃ اس کی اجازت سے ادا کرسکتا ہے مگر غور کیا جائے تو یہ اشکال اسلئے صحیح نہیں کہ کسی کو اپنی جگہ حج بدل کیلئے بھیج دینا اور اس کے مصارف خود ادا کرنا، یا کسی شخص کو اپنی طرف سے زکوٰۃ ادا کردینے کیلئے مامور کردینا بھی درحقیقت اسی شخص کے اپنے عمل اور سعی کا جز ہے، اسلئے **لیس للانسان الاماسعٰی** کے منافی نہیں۔(معارف القرآن ۸:۲۱۹)

④ خط کشیدہ عبارت کا مطلب:۔ اللہ تعالی سے پلک جھپکنے کے برابر کسی قسم کی بھی بے نیازی اور بے پرواہی نہیں کی جاسکتی، جو شخص آنکھ جھپکنے کے بقدر اللہ تعالی سے استغنا اور بے پروائی اختیار کرے گا یعنی کوئی شخص یہ سوچے کہ میں آنکھ جھپکنے کی مقدار اللہ تعالی سے بے نیاز ہوکر جی لوں گا، یا دنیا کا کوئی ادنی سے ادنیٰ کام بھی کرلوں گا، یہ ناممکن ہے، ایسا شخص کافر ہے اور ہلاکت پانے والوں میں سے ہے۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

بِسم اللّٰہ والسّلامُ علٰی رسُولِ اللّٰہ

تنظیم المدارس، کنزالمدارس، نظام المدارس، وفاق المدارس العربیہ اور دیگر بورڈز کی کتابیں، داخلہ جات، امتحانی مسائل کے حل، گزشتہ پیپرز، اور دیگر اپڈیٹس حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ وزٹ کریں۔

www.ahlesunnatboardspak.com

Follow Our Social Media Account:

1. **Whatsapp Channel (https://whatsapp.com/channel/0029VaFmkdD0VycHbvDRY70I)**
2. **Youtube (https://youtube.com/@ahlesunnatboards)**
3. **Tiktok (https://www.tiktok.com/@ahlesunnatboardspak)**
4. **Facebook Page (https://www.facebook.com/ahlesunnatboardspak)**

الجواب عالیہ بنات اول ۱۴۴۵ھ

الورقة الاولیٰ: فی التفسیر

السوال الاوّل ۱۴۴۵ھ

الشق الاوّل ..... وَاِذْ قَالَتْ طَّآىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ يٰٓاَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا ۚ وَيَسْتَاْذِنُ فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ ۛ وَّمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۛ اِنْ يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا ۝ وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ سُىِٕلُوا الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا وَمَا تَلَبَّثُوْا بِهَآ اِلَّا يَسِيْرًا ۝ وَلَقَدْ كَانُوْا عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ ۭ وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ مَسْـُٔوْلًا ۝ (پ۲۱۔احزاب:۱۳تا۱۵)

آیات کا ترجمہ وشانِ نزول تحریر کریں۔خط کشیدہ کلمات کی لغوی وصرفی تحقیق کیجئے۔**ولقد کانوا عاھدوا اللہ** سے کس واقعہ کی طرف اشارہ ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے:① آیات کا ترجمہ ② آیات کا شانِ نزول ③ خط کشیدہ کلمات کی لغوی وصرفی تحقیق ④ مشارالیہ واقعہ کی تفصیل۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ اور جب ان ہی میں سے ایک جماعت نے کہا تھا کہ اے یثرب والو! تمہارے لیے یہاں ٹھہرنے کا موقع نہیں ہے پس واپس لوٹ چلو، اور انہی میں سے ایک فریق نبی ﷺ سے یہ کہہ کر اجازت طلب کر رہا تھا کہ ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں حالانکہ وہ غیر محفوظ نہیں تھے یہ لوگ صرف بھاگنے کا ارادہ کر رہے تھے۔اگر مدینہ کے اطراف سے کوئی لشکر ان پر گھس جائے پھر ان سے فساد میں شامل ہونے کا کہا جائے تو یہ ضرور اس میں شامل ہوں گے اور گھروں میں تھوڑے لوگ ہی ٹھہریں گے۔ اور اس سے پہلے انہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ ہم پیٹھ پھیر کر نہیں بھاگیں گے اور اللہ سے جو عہد کیا گیا تھا اسکی باز پرس ہوگی۔

② آیات کا شانِ نزول:۔ اس سورت میں زیادہ تر غزوۂ احزاب کے مختلف واقعات کی طرف اشارہ ہے۔چنانچہ منافقین رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آ کر طرح طرح کے بہانے تراشتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ ہم اپنے گھروں کو غیر محفوظ حالت میں چھوڑ آئے ہیں، گھروں میں صرف عورتیں اور بچے ہیں، چوروں ڈاکوؤں کا ہر وقت خطرہ ہے، ہمیں واپسی کی اجازت دی جائے۔قرآن مجید جواب دیتا ہے کہ یہ عذر ان کے گھڑے ہوئے ہیں، ان کے گھر خود ان کے خیال میں بھی غیر محفوظ نہیں اور نہ ان کی جانے سے یہ نیت ہے کہ انتظام کر کے پھر چلے آئیں گے، یہ تو بس جنگ سے بھاگنا چاہتے ہیں۔

③ خط کشیدہ کلمات کی لغوی وصرفی تحقیق:۔ **اَقْطَارٌ**: یہ **قُطْرٌ** کی جمع ہے بمعنی گوشہ۔جانب وطرف۔

عَوْرَۃٌ: اس کی جمع **عَوْرَاتٌ** ہے۔بمعنی سرحد میں موجود خلل جس سے خوف کیا جائے۔ہر امر شرم وحیا۔شرم سے چھپائے جانے والے اعضاء۔ **فَارْجِعُوْا**: صیغہ جمع مذکر امر حاضر معلوم از مصدر **رُجُوْعًا** (ضرب۔صحیح) بمعنی لوٹنا۔واپس آنا۔

مَا تَلَبَّثُوْا: صیغہ جمع مذکر غائب فعل منفی ماضی معلوم از مصدر **تَلَبُّثًا** (تفعل۔صحیح) بمعنی ٹھہرنا۔قیام کرنا۔

لَا یُوَلُّوْنَ: صیغہ جمع مذکر غائب فعل منفی مضارع معلوم از مصدر **تَوْلِیَۃً** (تفعیل۔لفیف) بمعنی پیٹھ دے کر بھاگنا۔

④ مشارالیہ واقعہ کی تفصیل:۔ صاحبِ روح المعانی فرماتے ہیں کہ اس آیت میں بنو حارثہ کا ذکر ہے اور بعض حضرات نے فرمایا کہ اس سے قبیلہ بنو سلمہ مراد ہے، یہ لوگ غزوۂ احد کے موقع پر بزدلی دکھا چکے تھے پھر توبہ کر کے شریک ہو گئے تھے اور خندق کا واقعہ پیش آنے سے پہلے عہد کیا تھا کہ راہِ فرار اختیار نہ کریں گے۔بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ آیت کریمہ میں ان منافقوں کا ذکر ہے جو غزوۂ بدر کی شرکت سے رہ گئے تھے، پھر جب اللہ تعالیٰ نے وہاں مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی اور کافروں کو بری طرح شکست دی تو یہ کہنے لگے افسوس! ہم شریک نہ ہوئے، اگر ہم شریک ہوتے تو یوں کرتب دکھاتے اور ایسا ویسا کرتے، آئندہ جب کوئی جہاد کا موقع ہوگا تو ہم اپنی بہادری کے جوہر دکھائیں گے، جب غزوۂ خندق کا موقع آیا تو ان کے سارے دعوے اور معاہدے دھرے کے دھرے رہ گئے اور یہ فرار کی راہیں اختیار کرنے لگے۔(انوار البیان)

الشق الثانی ..... صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِی الذِّكْرِ ۝ بَلِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فِیْ عِزَّةٍ وَّشِقَاقٍ ۝ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ فَنَادَوْا وَّلَاتَ حِیْنَ مَنَاصٍ ۝ وَعَجِبُوْۤا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ۝ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ ۝ وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰۤى اٰلِهَتِكُمْ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ یُّرَادُ ۝ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِی الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ۝ (پ۲۳۔صٓ:۱تا۷)

آیات کا ترجمہ کریں۔ **الملأ منهم** سے کون مراد ہے؟ مذکورہ واقعہ تحریر کریں۔ **فنادوا ولات حين مناص** کی نحوی ترکیب کریں۔ خط کشیدہ کلمات کی لغوی وصرفی تحقیق کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ .....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① آیات کا ترجمہ ② **الملأ منهم** کی مراد اور واقعہ ③ جملہ کی ترکیب ④ خط کشیدہ کلمات کی لغوی وصرفی تحقیق۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ ص، قسم ہے قرآن کی جو نصیحت والا ہے۔ بلکہ جن لوگوں نے کفر کیا ہے وہ تعصب اور مخالفت میں ہیں۔ ہم نے ان سے پہلے کتنی ہی امتوں کو ہلاک کیا، سو انہوں نے پکارا اور وہ وقت خلاصی و چھٹکارے کا نہ تھا۔ اور اِن لوگوں نے اس بات پر تعجب کیا کہ ان کے پاس انہیں میں سے ایک ڈرانے والا آ گیا اور کافروں نے کہا کہ یہ شخص جادوگر ہے بڑا جھوٹا ہے۔ کیا اس نے سارے معبودوں کو ایک ہی معبود بنا دیا ہے؟ یہ تو بڑی عجیب بات ہے۔ اور ان کے بڑے لوگ یہ کہتے ہوئے چلے گئے کہ چلو اور اپنے معبودوں پر جمے رہو۔ بلاشبہ یہ ایسی بات ہے جس میں کوئی مقصد ہے۔ ہم نے یہ بات گزشتہ مذہب میں نہیں سنی، بس یہ تو گھڑی ہوئی بات ہے۔

② **الملأ منهم** کی مراد اور واقعہ:۔ بغوی نے لکھا ہے: جب حضرت عمر بن خطاب مسلمان ہو گئے تو قریش کو آپ کا مسلمان ہو جانا بڑا شاق گذرا مگر مسلمانوں کو بڑی خوشی ہوئی۔ ولید بن مغیرہ نے سرداران قریش کی ایک جماعت کو جو تعداد میں پچیس تھے جمع کر کے کہا: چلو ابوطالب کے پاس چلیں۔ ولید بن مغیرہ کی عمر سب سے زیادہ تھی۔ حسب مشورہ سب لوگ ابوطالب کے پاس گئے اور ان سے کہا: آپ ہمارے بزرگ اور سردار ہیں اور ان بیوقوف لوگوں (مسلمانوں) کی حرکتوں سے آپ واقف ہیں۔ ہم آپ کے پاس اسلئے آئے ہیں کہ آپ ہمارا اپنے بھتیجے سے تصفیہ کرا دیجئے۔ ابوطالب نے رسول اللہ ﷺ کو بلوایا۔ جب آپ تشریف لے آئے تو ابوطالب نے کہا: میرے بھتیجے! یہ تمہاری قوم والے تم سے کچھ درخواست کرنا چاہتے ہیں تم اپنی رائے بالکل ہی ان کے خلاف نہ کر لینا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم لوگ مجھ سے کیا چاہتے ہو؟ قریش نے کہا: تم ہمارے معبودوں کا ذکر چھوڑ دو اور ہم تمہیں تمہارے معبود سے نہیں روکیں گے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: کیا تم لوگ مجھ سے ایک بات کا وعدہ کرتے ہو جس کی وجہ سے تم عرب کے حاکم بن جاؤ گے اور عجمی بھی تمہارے فرمانبردار ہو جائیں گے؟ ابوجہل بولا: اگر ایسی بات ہے تو ہم ایک نہیں اس جیسی دس باتیں مان لیں گے، حضور ﷺ نے فرمایا: تو تم لا الہ الا اللہ کہہ دو۔ یہ سنتے ہی سب لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور منتشر ہو گئے اور کہنے لگے: اس نے سارے معبودوں کو ایک ہی معبود بنا دیا ہے؟ ساری مخلوق ایک خدا کا کلام کیسے سن سکتی ہے؟ یہ تو بڑی انوکھی، عجیب اور بینظیر بات ہے۔ (مظہری)

③ جملہ کی ترکیب:۔ **ف** عاطفہ **نادوا** فعل **واؤ** ضمیر ذوالحال **واؤ** حالیہ **لات** حرف مشبہ بلیس اس کا اسم **(الحين)** محذوف ہے **حين مناص** مضاف ومضاف الیہ ملکر خبر **لات** اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہو کر حال، ذوالحال وحال ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

④ خط کشیدہ کلمات کی لغوی وصرفی تحقیق:۔ **عِزَّةٌ**: تکبر، حمیت وتعصب۔ یہ باب نصر کا مصدر ہے بمعنی عزیز ہونا۔ قوی وضعیف ہونا۔

مَنَاص: یہ باب نصر کا مصدر (اجوف) ہے اور ظرف بھی ہے بمعنی مقابل سے بھاگنا۔ جاءِ پناہ۔ بھاگنے کی جگہ۔

اِنْطَلَقَ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم از مصدر **انطلاق** (انفعال۔صحیح) بمعنی جانا۔

یُرَادُ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع مجہول از مصدر **ارادۃٌ** (افعال۔اجوف) بمعنی چاہنا وخواہش کرنا۔

اِخْتِلَاقٌ: یہ باب افتعال (صحیح) کا مصدر ہے بمعنی جھوٹ گھڑنا۔ افتراء کرنا۔

0313 6257913 maktabazakariyaauthor@gmail.com

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۵ھ

الشق الاوّل ..... وَلَوْلَآ اَنْ يَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ يَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُيُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُوْنَ ۙ وَلِبُيُوْتِهِمْ اَبْوَابًا وَّسُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِـُٔوْنَ ۙ وَزُخْرُفًا ۭ وَاِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ ۧ (الزخرف:۳۳ تا ۳۵)

آیات کا ترجمہ کریں۔شانِ نزول کو بیان کرتے ہوئے آیات کی واضح تفسیر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے:① آیات کا ترجمہ ② آیات کا شانِ نزول وتفسیر۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ سب لوگ ایک ہی طریقہ پر ہو جائیں گے تو ہم ان لوگوں کے لیے جو رحمان کے ساتھ کفر کرتے ہیں ان کے گھروں کی چھتوں کو چاندی کا کر دیتے اور زینے بھی جن پر وہ چڑھتے ہیں اور گھروں کے لیے دروازے بھی اور تخت بھی جن پر وہ تکیہ لگاتے ہیں، اور سونے کے لیے بھی، اور یہ سب کچھ صرف دنیا والی زندگی کا سامان ہے۔اور آپ کے رب کے پاس آخرت متقیوں کے لیے بہتر ہے۔

② آیات کا شانِ نزول وتفسیر:۔ (شانِ نزول کما مرّ فی الشق الثانی من السوال الثانی ۱۴۲۹ھ) کفار نے کہا تھا کہ مکہ اور طائف کے کسی بڑے مالدار کو نبی کیوں نہیں بنا گیا؟ ان آیات میں اس کا دوسرا جواب دیا گیا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ بیشک نبوت کیلئے کچھ شرائطِ صلاحیت کا پایا جانا ضروری ہے لیکن مال ودولت کی زیادتی کی بنا پر کسی کو نبوت نہیں دی جاسکتی، کیونکہ مال ودولت ہماری نگاہ میں اتنی حقیر چیز ہے کہ اگر تمام لوگوں کے کافر بن جانے کا اندیشہ نہ ہوتا تو ہم سب کافروں پر سونے چاندی کی بارش کر دیتے اور صحیح ترمذی کی ایک حدیث میں آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ اگر دنیا اللہ کے نزدیک مچھر کے ایک پر کے برابر بھی درجہ رکھتی تو اللہ تعالی کسی کافر کو اس سے پانی کا ایک گھونٹ بھی نہ دیتا۔اس سے معلوم ہوا کہ نہ مال ودولت کی زیادتی کوئی فضیلت کی چیز ہے اور نہ اس کی کمی انسان کے کم رتبہ ہونے کی علامت ہے۔البتہ نبوت کیلئے کچھ اعلی درجہ کے اوصاف ضروری ہیں وہ سرکار دو عالم ﷺ میں بدرجہ اتم پائے جاتے ہیں، اسلئے یہ اعتراض بالکل لغو اور باطل ہے۔

آخر میں فرمایا کہ مذکورہ بالا سارا سامان اس زندگی کا اسبابِ عیش ہے جو قریب زوال ہے، باقی رہنے والی نہیں ہے، اللہ کی نظر میں اس کی کوئی وقعت نہیں ہے۔متقی لوگوں کیلئے دارِ آخرت ہے جو شرک ومعاصی سے پرہیز کرتے ہیں۔(معارف القرآن ومظہری)

الشق الثانی ..... وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا ۚ فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ۝ قَالُوْا يٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ يٰقَوْمَنَآ اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ وَمَنْ لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْاَرْضِ وَلَيْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءُ ۭ اُولٰۗىِٕكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ (پ۲۶۔احقاف:۲۹ تا ۳۲)

آیات کا ترجمہ کریں۔مذکورہ واقعہ کی تفصیل لکھیں۔خط کشیدہ الفاظ کی تحقیق لکھیں۔

جواب .....مکمل جواب کما مرّ فی الشق الثانی من السوال الثانی ۱۴۳۳ھ۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۵ھ

الشق الاوّل ..... اَفَلَمْ يَنْظُرُوْٓا اِلَى السَّمَاۗءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنٰهَا وَزَيَّنّٰهَا وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ ۝ وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ۝ تَبْصِرَةً وَّذِكْرٰى لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ۝ وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً مُّبٰرَكًا فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّحَبَّ الْحَصِيْدِ ۝ وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ ۝ رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ ۙ وَاَحْيَيْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا ۭ كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ ۝ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّاَصْحٰبُ الرَّسِّ وَثَمُوْدُ ۝ وَعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ وَاِخْوَانُ لُوْطٍ ۝ وَّاَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ وَقَوْمُ تُبَّعٍ ۭ كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِيْدِ ۝ اَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ ۭ بَلْ هُمْ فِيْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۧ

آیات کا ترجمہ کریں۔اصحاب الرس، اصحاب الایکہ، قومِ تبع سے کون مراد ہیں؟ خط کشیدہ کلمات کے نصب کی وجہ تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے:① آیات کا ترجمہ ② اصحاب الرس، اصحاب الایکہ، قومِ تبع کی مراد ③ خط کشیدہ کلمات کے نصب کی وجہ۔ (پ۲۶۔ق:۶ تا ۱۵)

جواب ..... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ کیا انہوں نے اپنے اوپر آسمان کی طرف نہیں دیکھا کہ کیسے ہم نے اس کو بنایا اور اسکو مزین کیا اور اس کیلئے کوئی شگاف وسوراخ نہیں ہے اور زمین کو ہم نے بچھا دیا اور ہم نے اس میں مضبوط پہاڑوں کو جما دیا اور ہم نے اس میں ہر قسم کی خوشنما چیزیں اگائیں، جو ہر رجوع کرنے والے بندے کیلئے بصیرت اور نصیحت ہے اور ہم نے آسمان سے برکت والا پانی اتارا پھر ہم نے اسکے ذریعے سے باغ اور اناج اُگائے جن کے کھیت کاٹے جاتے ہیں اور کھجوریں لمبی لمبی جن کے خوشے وگچھے خوب گندھے ہوئے ہوتے ہیں بندوں کو روزی دینے کیلئے۔ ہم نے اسکے ذریعہ مردہ زمین کو زندہ کیا، اسی طرح دوبارہ نکلنا ہوگا۔ ان سے پہلے نوح علیہ السلام کی قوم، اصحاب رس اور قوم ثمود، قوم عاد وثمود اور لوط علیہ السلام کی قوم نے بھی، ایکہ والوں نے اور تبع کی قوم نے بھی (اس بات کو) جھٹلایا، ان سب نے پیغمبروں کو جھٹلایا، پس میری وعید ثابت ہوگئی۔ کیا ہم پہلی بار پیدا کرنے سے تھک گئے تھے؟ (نہیں) بلکہ بات یہ ہے کہ یہ لوگ دوبارہ پیدا کرنے کے بارے میں دھوکہ میں ہیں۔

❷ اصحاب الرس، اصحاب الایکہ، قوم تبع کی مراد:۔ اصحاب الرس کون تھے؟ بعض علماء کے نزدیک یہ نسلِ ثمود کے بقیہ لوگ تھے۔ بغوی نے ضحاک کا قول بیان کیا ہے کہ حضرموت کے شہر (حاصورا) میں ایک کنواں تھا حضرت صالح پر جو چار ہزار لوگ ایمان لائے اور عذاب سے محفوظ رہے تھے۔ یہ لوگ حضرت صالح کے ساتھ مقام حضرموت میں آ کر آباد ہوگئے تھے، جب حضرت صالح کی وفات ہوگئی تو لوگوں نے اس مقام پر ایک حصار بنا دیا اور کنویں کے آس پاس مقیم ہوگئے اور اپنے ساتھیوں میں سے ایک شخص کو اپنا سردار بنالیا، ایک طویل مدت کے بعد رفتہ رفتہ یہ لوگ بتوں کی پوجا کرنے لگے۔ اللہ نے ان کی ہدایت کیلئے ایک پیغمبر حنظلہ بن صفوان کو مبعوث کیا تھا۔ نبوت سے پہلے یہ نبی بوجھ اٹھانے والے ایک قلی تھے۔ بت پرستوں نے بازار میں حضرت حنظلہ کو شہید کر دیا، جس کے نتیجہ میں اللہ نے پوری قوم کو ہلاک کر دیا۔ کنواں بھی بیکار ہوگیا اور محلات بھی ویرانے میں تبدیل ہوگئے۔

وہب بن منبہ نے کہا: اصحاب الرس ایک کنویں کے مالک تھے۔ مال مویشی پالتے تھے، بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ اللہ نے انکی ہدایت کیلئے شعیب علیہ السلام کو بھیجا۔ شعیب علیہ السلام نے ان کو اسلام کی دعوت دی لیکن انکی سرکشی بڑھتی ہی گئی۔ ایک روز جبکہ کنوئیں کے آس پاس لوگ اپنے اپنے گھروں میں تھے۔ کنواں ڈھ گیا اور اللہ نے ان سب کو مع مکانوں کے زمین میں دھنسا دیا۔

قتادہ اور کلبی نے کہا: رس یمامہ میں ایک کنواں تھا، ان لوگوں نے اپنے نبی کو قتل کر دیا تو اللہ نے ان سب کو ہلاک کر دیا۔

کعب، مقاتل اور سدی نے کہا: رس انطاکیہ میں ایک کنواں تھا جس میں حبیب نجار کو لوگوں نے پھینک کر شہید کر دیا تھا۔ انہیں لوگوں کا ذکر سورۂ یسین میں آیا ہے۔ بعض علماء نے کہا: اصحاب الاخدود ہی اصحاب الرس تھے۔ انہوں نے ہی وہ کنواں کھودا تھا۔ عکرمہ نے کہا: ان لوگوں نے کنویں میں اپنے نبی کو پاٹ دیا تھا۔ (مظہری)

اصحاب الایکہ: ایکہ اس جنگل کو کہتے ہیں جس میں درخت آپس میں ایک دوسرے سے لپٹے ہوئے ہوں اصحاب الایکہ جس علاقہ میں رہتے تھے وہاں درخت ہی درخت تھے اسی لیے بعض حضرات نے اصحاب الایکہ کا ترجمہ بن والوں سے فرمایا ہے ان بن والوں کی طرف حضرت شعیب مبعوث ہوئے تھے جیسا کہ اصحاب مدین کی طرف بھی ان کی بعثت ہوئی تھی یہ دونوں قومیں ناپ تول میں کمی کرتی تھیں، حضرت شعیب علیہ السلام نے دونوں کو سمجھایا دونوں قومیں ایمان نہ لائیں اور عذاب میں گرفتار ہو کر ہلاک ہوگئیں۔ اصحاب الایکہ کی ہلاکت اور عذاب کا ذکر فرماتے ہوئے سورۂ شعرا میں فرمایا کہ انہوں نے شعیب کو جھٹلایا پھر ان کو سائبان کے دن کے عذاب نے پکڑ لیا بلاشبہ وہ بڑے دن کا عذاب تھا، جب ان لوگوں پر عذاب آنے والا تھا یہ لوگ سخت گرمی میں مبتلا ہوئے دور سے ایک بادل نظر آیا جس کی وجہ سے نیچے سایہ معلوم ہوا جلدی جلدی دوڑ کر اسکے سایہ میں پہنچ گئے۔ علامہ بغوی نے معالم التنزیل میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سات دن تک ان لوگوں پر گرمی کو مسلط فرمایا پھر ایک بادل بھیجا ان لوگوں نے اسکے سایہ میں راحت تلاش کرنے کیلئے پناہ لے لی جب وہاں جمع ہوگئے اللہ تعالیٰ نے ایک آگ بھیجی جس نے انہیں جلا کر راکھ کر دیا۔ (انوار البیان)

قوم تبع: تبع کسی فرد معین کا نام نہیں بلکہ یہ یمن کے ان حمیری بادشاہوں کا متواتر لقب رہا ہے جنہوں نے ایک عرصہ دراز تک یمن کے مغربی حصہ کو دارالسلطنت قرار دے کر عرب، شام، عراق اور افریقہ کے بعض حصوں پر حکومت کی۔ یہاں ان تبع بادشاہوں

میں سے کونسا تبع مراد ہے؟ اس بارے میں حافظ ابن کثیر کی تحقیق زیادہ راجح معلوم ہوتی ہے کہ اس سے مراد تبع اوسط ہے جس کا نام اسعد ابوکریب بن ملے کرب یمانی ہے۔ یہ بادشاہ آنحضرت ﷺ کی بعثت سے کم از کم سات سو سال پہلے گزرا ہے اور حمیری بادشاہوں میں اس کی مدتِ سلطنت سب سے زیادہ رہی ہے۔ اس نے اپنے عہدِ حکومت میں بہت سے علاقے فتح کئے یہاں تک کہ سمرقند تک پہنچ گیا۔ محمد بن اسحٰق کی روایت ہے کہ انہی فتوحات کے دوران وہ ایک مرتبہ مدینہ منورہ کی بستی سے گزرا اور اس پر چڑھائی کا ارادہ کیا۔ اہل مدینہ نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ دن کے وقت اس سے جنگ کرتے اور رات کو اس کی مہمانی کرتے۔ اس سے اس کو شرم آئی اور اس نے مدینہ والوں سے لڑائی کا ارادہ منسوخ کر دیا۔ اسی دوران وہاں کے دو یہودی عالموں نے اسے تنبیہ کی کہ اس شہر پر اس کا بس نہیں چل سکتا اسلئے کہ یہ نبی آخر الزماں ﷺ کا مقامِ ہجرت ہے، چنانچہ وہ ان یہودیوں کو ساتھ لے کر یمن چلا آیا اور ان یہودیوں کی تعلیم و تبلیغ سے متاثر ہو کر اس نے دین موسوی کو قبول کر لیا جو اس وقت دینِ برحق تھا، پھر اس کی قوم بھی اس سے متاثر ہو کر اسلام لے آئی لیکن اس کی وفات کے بعد یہ قوم پھر گمراہ ہوگئی اور اس نے بت پرستی اور آتش پرستی شروع کر دی جس کے نتیجے میں ان پر وہ قہر الٰہی نازل ہوا جس کا مفصل ذکر سورۂ سبا میں آ چکا ہے۔

اس واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ جس تبع کا یہاں ذکر ہے وہ بذاتِ خود اسلام لے آیا تھا البتہ اس کی قوم بعد میں گمراہ ہوگئی تھی یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں دونوں جگہ قوم تبع کا ذکر کیا گیا ہے، تبع کا نہیں۔ (معارف القرآن ومظہری)

③ خط کشیدہ کلمات کے نصب کی وجہ:۔ **اَلْاَرْضَ**: ① **مَدَدْنَا** فعل محذوف کی وجہ سے منصوب ہے۔ ② **الی السماء** کے محل پر معطوف ہوتے ہوئے **لم ینظروا** کا مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

تَبْصِرَةً: ① **اَنْبَتْنَا** کا مفعول لہ ہونے کی وجہ سے یا فعل مقدر کا مفعول مطلق ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

بٰسِقٰتٍ: **اَلنَّخْلَ** مفعول سے حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

رِزْقًا: **اَنْبَتْنَا** فعل کا مفعول لہ یا حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ (اعراب القرآن)

الشق الثانی ..... هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا ؕ وَلِلّٰهِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ ۝ يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَاۤ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ؕ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝

آیات کا ترجمہ کریں۔ ابتدائی آیات کا شانِ نزول بیان کریں۔ خط کشیدہ کلمات کی اعراب کی وجہ بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ .....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① آیات کا ترجمہ ② ابتدائی آیات کا شانِ نزول ③ خط کشیدہ کلمات کی اعراب کی وجہ۔ (پ ۲۸۔ منافقون: ۷ تا ۹)

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ یہ وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ اُن لوگوں پر خرچ نہ کرو جو اللہ کے رسول کے پاس ہیں یہاں تک کہ وہ منتشر ہو جائیں اور اللہ ہی کے لیے زمین و آسمان کے خزانے ہیں لیکن منافقین نہیں سمجھتے۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر ہم مدینہ واپس ہو گئے تو عزت والا ذلت والے کو نکال دے گا اور اللہ ہی کے لیے ہے عزت اور اسکے رسول کے لیے اور مومنین کے لئے، لیکن منافقین نہیں جانتے۔ اے ایمان والو! تمہارے اموال اور اولاد تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کر دیں، اور جو لوگ ایسا کریں گے سو یہی لوگ خسارہ و نقصان میں پڑنے والے ہیں۔

0313 6357913 maktabazakariyan@gmail.com

② ابتدائی آیات کا شانِ نزول:۔ غزوۂ بنی مصطلق کے موقع پر انصار و مہاجرین کے درمیان کچھ رنجش ہوگئی تھی، منافقین کو موقع مل گیا، انصار کے ہمدرد و غمخوار بن کر بولے کہ تم نے رشتۂ مواخات قائم کر کے ان کے حوصلے بڑھا دیئے ہیں اور ان کے دماغ خراب کر دیئے ہیں، تم اگر آج ہی ان کو خرچ دینا بند کر دو تو ابھی یہ مجمع منتشر ہو جائے گا۔ اس موقع پر یہ آیات نازل ہوئیں۔ (تفسیر ماجدی)

یہ قول جہجاہ مہاجر اور سنان انصاری کے جھگڑے کے وقت ابن ابی نے کہا تھا، اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب دیا کہ یہ بیوقوف سمجھ رہے ہیں کہ مہاجرین ہماری داد و دہش کے محتاج ہیں ہم ہی ان کو دیتے ہیں حالانکہ تمام آسمان و زمین کے خزانے اللہ کے ہاتھ میں ہیں

وہ چاہے تو مہاجرین کو تمہاری کسی امداد کے بغیر سب کچھ دے سکتا ہے، اس کا یہ قول بے عقلی و بیوقوفی کی دلیل ہے۔ (معارف القرآن)

③ خط کشیدہ کلمات کی اعراب کی وجہ:۔ اَلْمُنَافِقِيْنَ: لٰكِنّ حرف مشبہ بالفعل کا اسم ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

يَنْفَضُّوْا: مضارع کا صیغہ ہے حَتّٰی کے بعد اَنْ مقدر ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ آخر سے نون محذوف ہے۔

اَلْاَذَلَّ: لَيُخْرِجَنّ فعل کا مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

اَوْلَادُكُمْ: لَاتُلْهِكُمْ فعل کا فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے۔

﴿الورقة الثانية : فی الحديث﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۴۵ھ

الشق الاوّل.....عَنْ اَبی هُرَيْرَةَ عنِ النبیّ ﷺ قال: يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اَقْوَامٌ اَفْئِدَتُهُمْ مِثْلُ اَفْئِدَةِ الطَّيْرِ۔

عَنْ عُمَرَ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: لَوْاَنَّكُمْ تَتَوَكَّلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ حَقَّ تَوَكُّلِهٖ لَرَزَقَكُمْ كَمَا يَرْزُقُ الطَّيْرَ، تَغْدُوْ خِمَاصًا وَتَرُوْحُ بِطَانًا۔ (حدیث:۷۷، ۷۹)

احادیث کا بامحاورہ ترجمہ کریں۔ الفاظ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق کریں۔ اَفْئِدَتُهُمْ مِثْلُ اَفْئِدَةِ الطَّيْرِ کا مطلب واضح کریں۔ نبی کریم ﷺ کے قول: ماظنّك يا ابا بكر باثنين اللّٰه ثالثهما کا مطلب وپس منظر بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① احادیث کا ترجمہ ② الفاظ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق ③ اَفْئِدَتُهُمْ مِثْلُ اَفْئِدَةِ الطَّيْرِ کا مطلب ④ ماظنّك يا ابا بكر باثنين اللّٰه ثالثهما کا مطلب وپس منظر۔

جواب..... ① احادیث کا ترجمہ:۔ ① حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جنت میں کچھ ایسے لوگ بھی داخل ہوں گے جن کے قلوب ودل پرندوں کے دل کی مانند ہوں گے۔ ② کمامرّ فی الشق الاول من السوال الثالث ۱۴۲۹

② الفاظ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق:۔ كما مرّ فی الشق الاول من السوال الثالث ۱۴۲۹۔

③ اَفْئِدَتُهُمْ مِثْلُ اَفْئِدَةِ الطَّيْرِ کا مطلب:۔ ① وہ جنتی لوگ پرندوں کی مانند نرم دل ہوں گے۔ ② وہ جنتی لوگ پرندوں کی مانند اللہ تعالیٰ پر توکل وبھروسہ کرنے والے ہوں گے۔

④ ماظنّك يا ابا بكر باثنين اللّٰه ثالثهما کا مطلب وپس منظر:۔ اس جملہ کا پس منظر یہ ہے کہ ہجرت کی رات جب آپ ﷺ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کی طرف جارہے تھے تو مشرکین مکہ نے آپ ﷺ کی گرفتاری پر سو اونٹوں کا انعام مقرر کردیا جس کی لالچ میں بہت سے لوگ آپ ﷺ کی تلاش میں سرگرداں تھے حتی کہ مشرکین اس غار ثور تک پہنچ گئے جس میں آپ ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پناہ لی ہوئی تھی، اللہ جل شانہ نے اپنی قدرت کا اظہار فرمایا کہ اس غار پر ایک مکڑی کے ذریعہ سے جال تنوادیا اور ایک جنگلی کبوتر کے ذریعہ سے انڈے دلوادیئے۔ مشرکین نے جب اس منظر کو دیکھا تو انہوں نے کہا کہ پاؤں کے نشانات یہاں تک تو ملتے ہیں اس سے آگے کہاں تشریف لے گئے؟ اگر اس غار میں جاتے تو یہ مکڑی کا جالا اور انڈے کیسے صحیح سالم رہ سکتے ہیں؟ غار کے اندر سے ان مشرکین کے پاؤں حضرت ابوبکر صدیقؓ کو نظر آرہے تھے ان کو فکر ہوئی کہ کہیں ان کی نگاہ ہم پر نہ پڑ جائے اس موقع پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے ابوبکر! پریشان ہونے کی قطعاً ضرورت نہیں ہے، ہم یہاں اکیلے نہیں ہے، ہمارا پروردگار (اس کی مدد ونصرت اور نگہبانی) ہمارے ساتھ ہے۔ اس واقعہ کو قرآن مجید نے ان الفاظ میں نقل کیا ہے: اِذْ اخرجه الذين كفروا ثانی اثنين اِذهما فِی الغارِ اِذ يقول لِصاحِبِهٖ لا تحزن اِنّ اللّٰه معنا....

الشق الثانی.....عن ابی هريرة عن النبی ﷺ قال ان الدين يسر ولن يشاد الدين الاغلبه فسددوا وقاربوا وابشروا واستعينوا بالغدوة والروحة وشيئ من الدلجة۔ (حدیث:۱۴۵، ۱۴۸)

حدیث شریف کا ترجمہ اور مفہوم بیان کیجئے، خط کشیدہ کلمات کی لغوی وصرفی تحقیق کیجئے۔ حضرت جابر بن سمرہؓ کے قول كُنْتُ اصلّی مع النبی ﷺ الصلوات فكانت صلاته قصدًا و خطبته قصدًا کا کیا مطلب ہے؟

جواب ..... ① تا ③ ترجمہ، مفہوم وتحقیق:۔ **کما مرّ فی الشق الاول من السوال الثانی ۱۴۳۶ھ۔**

④ **فکانت صلاته قصدًا و خطبته قصدًا** کا مطلب:۔ آپ ﷺ نماز کے مکملات ومسکونات کو بلاطول وقصر ادا کرتے تھے اور خطبہ وغیرہ بھی درمیانہ ہوتا تھا، کیونکہ آپ ﷺ کو جوامع الکلم ملے تھے، آپ ﷺ بہت سے معانی کو مختصر مگر جامع وسہل الفاظ میں جمع فرماتے تھے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۵ھ

الشق الاوّل ..... **عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَمِعَ رسولُ اللّٰهِ ﷺ صَوْتَ خُصُوْمٍ بِالْبَابِ عَالِيَةً اَصْوَاتُهُمَا وَ اِذَا اَحَدُهُمَا يَسْتَوْضِعُ الْاٰخَرَ وَيَسْتَرْفِقُهُ فِیْ شَیْئٍ وَهُوَ يَقُوْلُ وَاللّٰهِ لَااَفْعَلُ، فَخَرَجَ عَلَيْهِمَا رسولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: اَيْنَ الْمُتَاَلِّیْ عَلَى اللّٰهِ لَايَفْعَلُ الْمَعْرُوْفَ؟ فَقَالَ: اَنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، فَلَهٗ اَیُّ ذٰلِكَ اَحَبَّ۔ (حدیث: ۲۵۰)**

حدیث پر اعراب لگا کر معنی خیز ترجمہ کریں۔ خط کشیدہ کلمات کی صرفی تحقیق کریں۔ ''**لیس الکذّاب الذی یصلح بین الناس فینمی خیرا او یقول خیرا**'' کا مطلب لکھیں۔

جواب ..... ① تا ③ اعراب، ترجمہ وتحقیق:۔ **کما مرّ فی الشق الثانی من السوال الثانی ۱۴۳۶ھ۔**

④ **لیس الکذّاب الخ** کا مطلب:۔ جو آدمی جھوٹ بول کر لوگوں میں صلح کرواتا ہے، خیر خواہی کے طور پر خواہ مخواہ کوئی جھوٹی بات دورے کو پہنچاتا ہے یا بھلائی کے طور پر کوئی جھوٹ بولتا ہے تو وہ جھوٹا نہیں ہے۔ یعنی ایسے شخص پر جھوٹ کا گناہ نہیں ہے۔ یا ایسے شخص جھوٹوں میں شمار نہ ہوگا۔

یہاں جھوٹ بولنے سے کیا مراد ہے؟ علامہ طبریؒ فرماتے ہیں کہ ایسی جگہوں پر جھوٹ بولنا جائز ہے۔ مگر دوسرے علماء فرماتے ہیں کہ جھوٹ بولنا تو ہر جگہ حرام ہے جہاں پر جھوٹ بولنے کا جواز معلوم ہوتا ہے وہاں مراد توریہ ہے کہ متکلم اپنی کلام سے کوئی معنی بعید مراد لے رہا ہو اور مخاطب معنی قریب مراد لے جیسا کہ جب آپ ﷺ اور ابوبکر صدیقؓ نے مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی تو راستہ میں کسی نے پوچھا (جو ابوبکرؓ کو جانتا تھا اور آپ ﷺ کو نہیں جانتا تھا) یہ تمہارے ساتھ کون ہیں؟ ابوبکرؓ نے کہا کہ یہ مجھے راستہ بتانے والا ہے۔ مراد جنت کا راستہ ہے اور مخاطب یہ سمجھا کہ یہ شخص مدینہ منورہ کا راستہ بتانے والا ہے۔

الشق الثانی ..... **عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قال: اَلنَّاسُ مَعَادِنُ كَمَعَادِنِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ خِيَارُهُمْ فِی الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِی الْاِسْلَامِ اِذَا فَقِهُوْا وَالْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُجَنَّدَةٌ فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا اِئْتَلَفَ وَمَا تَنَاكَرَ مِنْهَا اِخْتَلَفَ۔ (حدیث: ۳۷۱)**

حدیث مبارک پر اعراب لگا کر ترجمہ کیجیے۔ حدیث بالا کی مکمل تشریح کیجیے۔ خط کشیدہ کلمات کی صرفی تحقیق کیجیے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① حدیث پر اعراب ② حدیث کا ترجمہ ③ حدیث کی تشریح ④ خط کشیدہ کلمات کی صرفی تحقیق۔

جواب ..... ① حدیث پر اعراب:۔ **کما مرّ فی السوال آنفا۔**

② حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: لوگ سونے چاندی کی طرح کانیں ہیں ان میں سے جو زمانۂ جاہلیت کے بہتر لوگ تھے وہ اسلام کے زمانے میں بھی بہتر ہوں گے جب وہ دین کی سمجھ رکھتے ہوں اور روحیں مختلف قسم کے لشکر ہیں پس ان روحوں میں سے جن روحوں میں ایک دوسرے سے عالمِ ارواح میں جان پہچان ہوگی وہ دنیا میں بھی آپس میں مانوس ہیں اور جو وہاں ایک دوسرے سے انجان رہے تو وہ دنیا میں بھی ایک دوسرے سے انجان ہیں۔

③ حدیث کی تشریح:۔ لوگ معادن کی طرح ہیں یعنی لوگ سونے اور چاندی کے زمین میں چھپے ہوئے خزانوں کی مثل ہیں تو جس طرح زمین کے اندر سے بعض اچھی اور صاف چیزیں ہوتی ہیں اور بعض گندی اور خراب۔ اسی طرح دنیا میں بعض لوگ اخلاق واعمال کے اعتبار سے بہت اچھے ہوتے ہیں اور بعض اخلاق واعمال کے اعتبار سے برے ہوتے ہیں۔

زمانۂ جاہلیت کے بہتر لوگ اسلام میں بھی اچھے شمار ہوں گے جب کہ وہ دین کی سمجھ حاصل کرلیں۔ اس کے اندر کفار اور مشرکین کے سرداروں کو خطاب ہے وہ یہ نہ سمجھیں کہ اسلام قبول کرنے کے بعد ہماری سرداری ختم ہوجائے گی ان کا شرف وفضیلت اسلامی معاشرے میں بھی چلے گا بشرطیکہ وہ دین کو سیکھ لیں۔

روحیں مختلف لشکر ہونے کا مطلب ملاعلی قاریؒ یہ بیان کرتے ہیں کہ عالمِ ارواح میں اللہ جل شانہ نے اقرارِ ربوبیت کیلئے جب تمام انسانی روحوں کو چیونٹیوں کی صورت میں جمع کیا تو وہاں پر جن روحوں کا باہم تعارف ومناسبت ہوئی تھی اب دنیا میں بھی وہ ارواح اجسام میں آنے کے بعد ایک دوسرے کو پہچانتی ہیں اور وہاں جن ارواح میں اجنبیت رہی یہاں دنیا میں بھی ان میں اجنبیت رہتی ہے۔ باالفاظِ دیگر یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ دنیا میں جن لوگوں کا آپس میں تعلق ومحبت ہے یہ اس بات کی علامتہے کہ ان کی روحوں کا عالمِ ارواح میں تعلق ہوا تھا اور دنیا میں جن لوگوں کی آپس میں دشمنی وعناد ہے یہ علامت ہے کہ عالمِ ارواح میں بھی ایسا ہی ہوا ہوگا۔

❹ خط کشیدہ کلمات کی صرفی تحقیق:۔ **فَفَهِمُوْا**: صیغہ جمع مذکر غائب فعل ماضی معلوم از مصدر **فَقْهًا** (سمع۔صحیح) بمعنی سمجھنا۔ سیکھنا۔

مُجَنَّدَةٌ: (جمع شدہ) صیغہ واحد مؤنث اسم مفعول از مصدر **تجنیدٌ** (تفعیل۔صحیح) بمعنی جمع کرنا۔

اِئْتَلَفَ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم از مصدر **ائتلافًا** (افتعال۔مہموز) بمعنی جمع ہونا۔

تَنَاكَرَ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم از مصدر **تناكُرًا** (تفاعل۔صحیح) بمعنی دانستہ وجان بوجھ کر ناواقف ہونا۔

اِخْتَلَفَ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم از مصدر **اختلافًا** (افتعال۔صحیح) بمعنی اختلاف کرنا۔ ناموافق ہونا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۵ھ

الشق الاوّل.....**عن اَنَسٍؓ قال: رَهَنَ النَّبِيُّ ﷺ دِرْعَهٗ بِشَعِيرٍ وَمَشَيْتُ الى النبيِّ ﷺ بِخُبْزِ شَعِيْرٍ وَاِهَالَةٍ سَنِخَةٍ ولقد سمعتُه يقول: ما اَصْبَحَ لِاٰلِ محمدٍ صاعٌ ولَا اَمْسٰى و اِنَّهُمْ لَتِسْعَةُ اَبْيَاتٍ۔(۵۰۷،۵۰۵)**

حدیث مبارک کا ترجمہ کیجیے۔ حدیث کی تشریح کیجیے۔ حضرت عائشہ کے قول: **كان فراشُ رسول اللّٰه ﷺ من اَدَمٍ حَشْوُهٗ لِيْفٌ** کی وضاحت کیجیے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① حدیث کا ترجمہ ② حدیث کی تشریح ③ **كان فراشُ رسول اللّٰه ﷺ من اَدَمٍ حَشْوُهٗ لِيْفٌ** کی وضاحت۔

جواب..... ① حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی ذرہ جو کے بدلے گروی رکھی اور میں آپ کے پاس جو کی روٹی اور پگھلی ہوئی چربی جس میں کچھ تغیر آچکا تھا وہ لے کر گیا اور میں نے آپ ﷺ کی زبان مبارک سے فرماتے ہوئے سنا کہ محمد کے گھر والوں کے پاس صبح اور شام کو ایک صاع خوراک بھی نہیں ہوتی، حالانکہ وہ نو گھر تھے۔

② حدیث کی تشریح:۔ اس حدیث میں آپ ﷺ کی درویشانہ زندگی کا مختصر سا نقشہ ہمچو سینکڑوں احادیث میں بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ غربت وفقر کا یہ عالم تھا کہ آنحضرت ﷺ نے فاقہ اور گھر میں کھانے کی کوئی چیز نہ ہونے کی وجہ سے مجبوراً کسی یہودی کے پاس اپنی زرہ گروی رکھ کر پگھلی ہوئی چربی وجَو کی روٹی کی معمولی خوراک کھانے پر اکتفاء کیا۔ اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے یہ ارشاد بھی فرمایا کہ محمد (ﷺ) کے اہلِ خانہ کے پاس صبح وشام کے وقت خوراک کا ایک صاع بھی نہیں ہوتا۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ اس وقت رسول اللہ ﷺ کے اہل وعیال نو (۹) گھر تھے مگر غربت کی وجہ سے کسی گھر میں بھی ایک صاع خوراک نہ ہوتی تھی۔

③ **كان فراشُ رسول اللّٰه ﷺ من اَدَمٍ حَشْوُهٗ لِيْفٌ** کی وضاحت:۔ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اس ارشاد سے مقصود بھی رسول اللہ ﷺ کی فقر وفاقہ وقناعت والی زندگی کی طرف اشارہ ہے کہ آپ ﷺ کا بستر چمڑے کا تھا اور اس میں روئی کی جگہ کھجور کی خشک چھال بھری ہوئی تھی۔ یعنی آپ ﷺ کی زندگی دنیاوی لذتوں اور خواہشات سے بہت دور تھی۔

الشق الثانی.....**بَابُ فِيْ فَضْلِ الْاِخْتِلَاطِ بِالنَّاسِ وحُضُوْرِ جَمْعِهِمْ وجَمَاعَاتِهِمْ ومَشَاهِدِ الْخَيْرِ**

وَمَجَالِسِ الذِّكْرِ مَعَهُمْ وَعِيَادَةِ مَرِيْضِهِمْ وَحُضُوْرِ جَنَائِزِهِمْ وَمُوَاسَاةِ مُحْتَاجِهِمْ وَإِرْشَادِ جَاهِلِهِمْ وَغَيْرِ ذٰلِكَ مِنْ مَصَالِحِهِمْ لِمَنْ قَدَرَ عَلَى الْأَمْرِ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ وَقَمَعَ نَفْسَهٗ عَنِ الْإِيْذَاءِ وَصَبَرَ عَلَى الْاَذٰى۔ اِعْلَمْ اَنَّ الْاِخْتِلَاطَ بِالنَّاسِ عَلَى الْوَجْهِ الَّذِيْ ذَكَرْتُهٗ هُوَ الْمُخْتَارُ۔

عبارت پر اعراب لگا کر مطلب واضح کیجیے۔ حضور ﷺ کے فرمان: بينما رجلٌ يَمْشِيْ فِيْ حُلَّةٍ تُعْجِبُهٗ نَفْسُهٗ مُرَجِّلٌ رَأْسَهٗ يَخْتَالُ فِيْ مِشْيَتِهٖ اِذْ خَسَفَ اللّٰهُ بِهٖ فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِي الْاَرْضِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ کی وضاحت کیجیے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور کا حل مطلوب ہے: ① عبارت پر اعراب ② عبارت کا مطلب ③ بينما رجلٌ يَمْشِيْ فِيْ حُلَّةٍ.... کی وضاحت۔

جواب ..... ① عبارت پر اعراب:۔ كما مرّ في السوال آنفا۔

② عبارت کا مطلب:۔ لوگوں سے میل جول رکھنا، نماز جمعہ و دیگر جماعتوں میں شریک ہونا، نیکی کے مقامات اور ذکر کی مجالس میں لوگوں کے ساتھ حاضر ہونا، بیمار کی عیادت کرنا، جنازوں میں شامل ہونا محتاجوں کی غم خواری کرنا، جاہل کی رہنمائی کرنا وغیرہ، مصالح کیلئے لوگوں سے ربط و تعلق رکھنا، اس شخص کیلئے جو نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کی قدرت رکھتا ہو، لوگوں کو تکلیف پہنچانے سے اپنے نفس کو باز رکھنے اور تکلیف پہنچنے پر صبر کرنے کی طاقت رکھتا ہو۔ یہ باب ان امور میں میل جول کی فضیلت کے بیان میں ہے۔

امام نووی فرماتے ہیں کہ لوگوں کے ساتھ میل جول اس طریقے سے جس کا میں نے ذکر کیا ہے یہ نہ صرف رسول اللہ ﷺ بلکہ سارے انبیاء علیہم السلام، خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم، تابعین و تبع تابعین، علماء مسلمین اور نیک لوگوں کے ہاں پسندیدہ ہے اور اکثر تابعین کا یہی مسلک ہے۔ اور یہ لوگوں سے میل جول اس وقت درست ہے جب ان کی بھلائیوں میں شریک ہو اور ان کے شر سے بچا رہے۔

گوشہ نشینی یا اختلاط کے افضل ہونے میں دو مذہب ہیں: ① علامہ نوویؒ نے تو فیصلہ کیا ہے کہ لوگوں کے ساتھ اختلاط رکھنا افضل ہے۔ ② زاہدانِ طریقت کا مسلک یہ ہے کہ کنارہ کشی کرنا افضل ہے۔ علامہ کرمانیؒ بھی یہی فرماتے ہیں کہ ہمارے زمانے میں بھی گوشہ نشینی افضل ہے کیونکہ عام مجالس شاذ و نادر ہی معاصی سے خالی ہوتی ہیں۔ جمہور علماءؒ فرماتے ہیں کہ لوگوں سے کنارہ کشی اس صورت میں افضل ہے جب فتنوں سے بھرپور زمانہ ہو، یہ آدمی لوگوں کی ایذا کو بالکل برداشت نہ کر سکتا ہو یا یہ کہ اس کی شرارت سے لوگ سالم نہ رہتے ہوں۔ ان صورتوں میں ایسے لوگوں کیلئے گوشہ نشینی ہی بہتر ہے کیونکہ لوگوں کے ساتھ رہنے میں جو فوائد ہیں وہ اکیلے رہنے میں نہیں ہیں مثلاً اکیلے رہنے والا آدمی جمعہ، جماعت کی نماز، نماز جنازہ وغیرہ سے محروم رہتا ہے۔ (روضۃ الصالحین)

③ بينما رجل يَمْشِيْ فِيْ حُلَّةٍ.... کی وضاحت:۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک آدمی عمدہ جوڑے میں ملبوس سر میں کنگھی کئے ہوئے اترا تا ہوا اکڑ کر فخر و تکبر سے چل رہا تھا، اللہ جل شانہ کو اس کا یہ فخر و تکبر سے اِترا کر چلنا پسند نہ آیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو زمین میں دھنسا دیا پس اب وہ قیامت کے دن تک انسانی قد کے برابر زمین میں دھنستا ہی چلا جائے گا۔

اس حدیث کے بارے میں محدثین نے دو احتمال ظاہر کئے ہیں: ① یہ بنی اسرائیل کا واقعہ ہے جیسا کہ ایک روایت میں فرمایا گیا ہے کہ وہ تم سے پہلے لوگوں میں سے تھا اس میں آپ نے سابقہ کسی امت کا حال بیان فرمایا ہے کہ اس کے تکبر کی وجہ سے اس کو زمین میں دھنسا دیا گیا۔ ② یہ بات آپ ﷺ نے بطور پیشین گوئی ارشاد فرمائی کہ کسی آنے والے وقت میں ایسا ہوگا، کیونکہ ایسا ہونا یقینی امر ہے اسلئے اس کو ماضی کے صیغوں سے تعبیر کیا گیا ہے۔ تنبیہ: یہ واقعہ قارون کا نہیں ہے کیونکہ اس کا زمین میں دھنسنا تکبر کی وجہ سے نہ تھا، بلکہ مال کے سبب سے تھا۔ (روضۃ الصالحین)

﴿الورقة الثالثة : في الفقه﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۴۵ھ

الشق الاوّل .....و يجوز بيع الحنطة في سنبلها و الباقلّى في قشرها ، و من باع دارا دخل في البيع مفاتيح اغلاقها۔ و اجرة الكيّال و ناقد الثمن على البائع و اجرة وازن الثمن على المشترى۔ و من

باع سلعة بثمن قيل للمشترى : ادفع الثمن اوّلا فاذا دفع قيل للبائع سلّم المبيع، و من باع سلعة بسلعة او ثمن بثمن قيل لهما : سلّما معًا.(كتاب البيوع)

مندرجہ بالا عبارت کا واضح ترجمہ کریں۔مسائل بالا کی مکمل وضاحت تحریر کریں۔

جواب ..... ❶ عبارت کا ترجمہ:۔ اور گندم کی بیع اس کے خوشوں میں اور لوبیا کی بیع اسکے چھلکوں میں جائز ہے۔کسی نے گھر بیچا تو بیع میں اس کے تالے کی چابیاں داخل ہوں گی۔مبیع کو کیل کرنے کی اجرت اور ثمن کو پرکھنے کی اجرت بائع پر ہے اور ثمن کو وزن کرنے کی اجرت مشتری پر ہے۔اگر کسی نے سامان کو ثمن کے بدلے بیچا تو مشتری سے کہا جائے گا کہ پہلے ثمن پیش کرے، پس جب وہ ثمن دیدے تو پھر بائع سے کہا جائے گا کہ آپ مبیع سپرد کردیں۔اور جس نے سامان کو سامان کے بدلے بیچا، یا ثمن کو ثمن کے بدلے میں بیچا تو دونوں سے کہا جائے گا کہ اکٹھے ہی ایک دوسرے کے سپرد کرو۔

❷ مسائل کی وضاحت:۔ گندم ولوبیا کی بیع اس کے خوشوں وچھلکوں میں ہمارے نزدیک جائز ہے اسلئے کہ خوشہ اور اس میں موجود گندم دونوں مال ہیں لہٰذا بیع جائز ہے اور امام شافعیؒ کا قولِ جدید یہ ہے کہ یہ بیع جائز نہیں ہے اسلئے کہ مبیع چھپی ہوئی ہے، لہٰذا یہ دھوکے کی بیع ہے جس سے حضور ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ہماری دلیل یہ ہے کہ حدیث میں پک کر سفید ہونے سے پہلے خوشے کو بیچنے سے منع کیا گیا ہے، جس سے معلوم ہوا کہ پکنے کے بعد گندم کو خوشے میں بیچنا جائز ہے چاہے گندم مستور اور چھپی ہوئی ہو۔جیسا کہ ''جو'' کو اس کے خوشے میں بیچنا بالاتفاق جائز ہے۔ کسی نے گھر بیچا تو بیع میں اس کے تالے کی چابیاں داخل ہوں گی کیونکہ تالے بیع میں داخل ہیں، اسلئے کہ تالے اس میں باقی رہنے کے واسطے جڑے ہوتے ہیں، اور تالے کی بیع میں اس کی چابی بغیر ذکر کے داخل ہوتی ہے، کیونکہ چابی کے بغیر تالے سے نفع نہیں اٹھایا جاسکتا اور اصول ہے کہ بیع میں مبیع کا جز بغیر نام لئے بھی داخل ہوگا۔

مبیع کو کیل یا وزن کرنے اور ناپنے کی اجرت بائع پر لازم ہوگی، کیونکہ مبیع کو وزن کرنے کی ضرورت ہے یا گز سے ناپنے کی ضرورت ہے یا گننے کی ضرورت ہے تو یہ سب بائع کی ذمہ داری ہے اس لئے ان سب کی اجرت بائع پر لازم ہوگی۔اسی طرح ثمن کو پرکھنے کی اجرت بائع کے ذمہ ہوگی۔اصول یہ ہے کہ آجر جس کے لئے کام کرے گا اجرت اسی پر لازم ہوگی۔

ثمن کو وزن کرنے کی اجرت مشتری پر ہے۔اس لئے کہ ثمن سپرد کرنا مشتری کے ذمہ ہے، اور سپرد کرنا وزن کرنے سے ہی متحقق ہوگا، اس لئے اجرت بھی مشتری پر ہوگی۔

اگر کسی نے سامان کو ثمن کے بدلے بیچا تو مشتری سے کہا جائے گا کہ پہلے ثمن پیش کرے، پس جب وہ ثمن دیدے تو پھر بائع سے کہا جائے گا کہ آپ مبیع سپرد کردیں۔اس لئے کہ مبیع متعین ہونے کی وجہ سے اس میں مشتری کا حق متعین ہو چکا ہے، پس مشتری ثمن کو پہلے پیش کرے تاکہ قبضہ کرکے بائع کا حق بھی متعین ہوجائے کیونکہ ثمن متعین کرنے سے متعین نہیں ہوتے۔قاعدہ ہے کہ درہم اور دینار جن کو پیدائشی ثمن کہتے ہیں وہ متعین کرنے سے متعین نہیں ہوتے، مثلاً پانچ کے نوٹ سے بیع کی اور بعد میں پانچ کا سکہ دیا تو بیع درست رہے گی، کیونکہ پانچ کے نوٹ اور پانچ کے سکہ دونوں کی مالیت برابر ہے، چونکہ یہ متعین کرنے سے متعین نہیں ہوتے اسلئے کوئی بھی دے سکتا ہے۔البتہ قبضہ کرنے کے بعد درہم اور دنانیر متعین ہوتے ہیں۔دوسرا قاعدہ یہ ہے کہ سامان مثلاً غلہ، دانہ متعین کرنے سے متعین ہوتے ہیں، مثلاً پانچ کلو گندم دینا طے پایا تو دوسرا پانچ کلو گندم نہیں دے سکتا، کیونکہ ممکن ہے وہ خراب ہو۔ان دو قاعدوں کے بعد یہ سمجھیں کہ سامان کو درہم یا دنانیر کے بدلے میں بیچا تو سامان تو پہلے سے متعین ہے اور ثمن یعنی درہم ودنانیر پہلے سے متعین نہیں ہیں اسلئے مشتری سے کہا جائے گا کہ پہلے آپ ثمن پیش کریں تاکہ درہم ودنانیر قبضہ کرنے سے متعین ہوجائیں۔

نوٹ: یہ فیصلہ جھگڑے کے وقت ہے، ورنہ رضامندی سے کوئی بھی پہلے دیگا تو بیع جائز ہوجائے گی۔

سامان کو سامان کے بدلے بیچا، یا ثمن کو ثمن کے بدلے بیچا تو دونوں سے کہا جائے گا کہ اکٹھے ہی ایک دوسرے کے سپرد کرو۔اس لئے کہ مبیع بھی سامان کی قسم ہے اور ثمن بھی سامان کی قبیل سے ہے پس یہ دونوں متعین ہیں اور دونوں کے درجے برابر ہیں۔لہٰذا بائع اور مشتری دونوں سے کہا جائے گا ساتھ ساتھ لو اور ساتھ ساتھ دو، ایک کو پہلے اور دوسرے کو بعد میں لینے کا حق نہیں ہے۔(اثمار الہدایہ)

الشق الثانی.....ولا يَجُوْزُ التَّصَرُّفُ فی رَأسِ الْمَالِ ولَا فِی الْمُسْلَمِ فِيْهِ قَبْلَ الْقَبْضِ ولَا يَجُوْزُ الشِّرْكَةُ ولَا التَّوْلِيَةُ فِی الْمُسْلَمِ فِيْهِ قَبْلَ قَبْضِهٖ.... ولَا يَجُوْزُ رَهْنُ الْمُشَاعِ ولا رَهْنُ ثَمَرَةٍ عَلٰی رُؤُوسِ النَّخْلِ دُوْنَ النَّخْلِ ولا زَرْعٍ فِی الْاَرْضِ دُوْنَ الْاَرْضِ وَلَا يَجُوْزُ رَهْنُ النَّخْلِ وَالْاَرْضِ دُوْنَهُمَا۔

مندرجہ بالا عبارت پر اعراب لگائیے۔ مذکورہ مسائل کی مکمل وضاحت کیجیے۔ سلم اور رھن کی لغوی واصطلاحی تعریف لکھیں۔

جواب..... ❶ عبارت پر اعراب:۔ کما مرّ فی السوال آنفا۔

❷ مسائل کی وضاحت:۔ بیع سلم میں رأس المال ومسلم فیہ (ثمن اور مبیع) پر قبضہ کرنے سے پہلے اس میں تصرف کرنا مثلاً اس کو بیچنا یا اس کو ہبہ کرنا جائز نہیں ہے۔ حدیث میں مبیع پر قبضہ کرنے سے پہلے اس میں تصرف کرنے سے منع کیا گیا ہے اور بیع سلم میں رأس المال مبیع کے درجے میں ہے اسلئے اس پر قبضہ کرنے سے پہلے اس میں تصرف کرنا جائز نہیں۔ اور مسلم فیہ تو مبیع ہی ہے اسلئے اس پر بھی قبضہ کرنے سے پہلے اس میں تصرف کرنا جائز نہیں ہے۔

مسلم فیہ یعنی مبیع پر ابھی قبضہ نہیں کیا اور اس میں بیع تولیہ کرنا چاہتا ہے اس میں کسی کو شریک کرنا چاہتا ہے تو یہ نہیں کرسکتا۔ کیونکہ بیع تولیہ کرنا یا کسی کو اس میں شریک کرنا یہ اس میں تصرف کرنا ہے۔ اور ابھی گزر چکا ہے کہ مبیع پر قبضہ کرنے سے پہلے اس میں تصرف کرنا جائز نہیں ہے۔ اس لئے مسلم فیہ پر قبضہ کرنے سے پہلے اس میں بیع تولیہ کرنا یا کسی کو شریک کرنا بھی جائز نہیں ہے۔

جو چیز راہن اور کسی دوسرے شخص کے درمیان مشترک ہے ابھی تک تقسیم نہیں ہوئی تو اس کو رہن رکھنا جائز نہیں ہے۔ آیت کریمہ (**فرھان مقبوضة**) سے پتہ چلا کہ شئی مرہون پر مرتہن کا مکمل قبضہ ہونا ضروری ہے اور یہ اسی وقت ہوگا جب وہ چیز مشترک نہ ہو بلکہ تقسیم ہوکر خالص راہن کی ملکیت ہوچکی ہو۔

پھل درخت پر لگے ہوئے ہیں ایسی صورت میں صرف پھل رہن رکھ رہا ہے اور درخت رہن نہیں رکھ رہا تو یہ جائز نہیں ہے۔ پھل درخت کے ساتھ پیدائشی طور پر متصل ہیں اس لئے جب تک شئی مرہون درخت سے متمیز اور الگ نہیں ہوگی اس پر مرتہن کا پورا قبضہ نہیں ہوسکے گا اور آیت کی رو سے مرتہن کا رہن پر پورا قبضہ ہونا ضروری ہے۔

اسی طرح کاشت زمین میں لگی ہوئی ہے اور صرف کاشت رہن پر رکھے اور زمین رہن پر نہ رکھے تو یہ بھی جائز نہیں ہے۔ کاشت زمین کے ساتھ پیدائشی طور پر متصل ہے، پس اس صورت میں متمیز نہ ہونے کی وجہ سے شئی مرہون پر مرتہن کا مکمل قبضہ نہیں ہوگا جو آیت کی رو سے ضروری تھا۔ متفرق درخت پر پھل لگے ہوئے ہیں یا زمین میں فصل کھیتی لگی ہوئی ہے، ایسی صورت میں صرف درخت و زمین رہن پر رکھتا ہے اور پھل کھیتی رہن پر نہیں رکھتا تو یہ بھی جائز نہیں ہے۔ یہاں بھی درخت اور زمین پھل اور کھیتی کے ساتھ پیدائشی طور پر متصل ہیں، پھل اور کھیتی سے متمیز نہیں ہیں، اس لئے ان کو بھی رہن رکھنا جائز نہیں ہے۔

❸ سلم ورہن کی تعریف:۔ کما مرّ فی الشق الثانی من السوال الثانی ۱۴۳۳ والشق الثانی من السوال الاول ۱۴۴۰ھ

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۵ھ

الشق الاوّل.....وَاَمَّا شِرْكَةُ الصَّنَائِعِ فَالْخَيَّاطَانِ وَالصَّبَّاغَانِ يَشْتَرِكَانِ عَلٰی اَنْ يَتَقَبَّلَا الْاَعْمَالَ وَيَكُوْنُ الْكَسْبُ بَيْنَهُمَا فَيَجُوْزُ ذٰلِكَ وَمَا يَتَقَبَّلُهٗ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِنَ الْعَمَلِ يَلْزَمُهٗ وَيَلْزَمُ شَرِيْكَهٗ فَاِنْ عَمِلَ اَحَدُهُمَا دُوْنَ الْاٰخَرِ فَالْكَسْبُ بَيْنَهُمَا نِصْفَانِ۔

0313 6357913 maktabazakariyya@gmail.com

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کیجیے۔ عبارت کی تشریح کیجیے۔

جواب..... ❶ عبارت پر اعراب:۔ کما مرّ فی السوال آنفا۔

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ بہر حال شرکت صنائع یہ ہے کہ دو درزی یا دو رنگ ریز اس طور پر شریک ہوں کہ دونوں کام لیں گے اور آمدنی دونوں کے درمیان تقسیم ہوگی، پس یہ صورت جائز ہوگی اور ان دونوں میں سے جو شخص بھی کام لے گا وہ کام اس پر اور اس کے شریک پر لازم ہوگا۔ پس اگر کسی ایک نے کام انجام دیا، نہ کہ دوسرے نے تو آمدنی ان دونوں کے درمیان نصف ونصف تقسیم ہوگی۔

③ عبارت کی تشریح:۔ کما مرّ فی الشق الثانی من السوال الاول ۱۴۳۳ھ ۔

الشق الثانی.....وَمَنْ وَهَبَ شِقْصًا مُشَاعًا فَالْهِبَةُ فَاسِدَةٌ فَإِنْ قَسَّمَهُ وَسَلَّمَهُ جَازَ ، وَلَوْوَهَبَ دَقِيْقًا فِيْ حِنْطَةٍ اَوْدُهْنًا فِيْ سِمْسَمٍ فَالْهِبَةُ فَاسِدَةٌ فَإِنْ طَحَنَ وَسَلَّمَ لَمْ يَجُزْ. وَإِذَا كَانَتِ الْعَيْنُ فِيْ يَدِالْمَوْهُوْبِ لَهٗ مَلَكَهَا بِالْهِبَةِ وَإِنْ لَمْ يُجَدِّدْ فِيْهَا قَبْضًا ۔

مندرجہ بالا عبارت کا ترجمہ لکھیں۔ ہبہ کی لغوی واصطلاحی تعریف لکھیں۔ مسائل بالا کی وضاحت کیجیے۔

جواب..... مکمل جواب کما مرّ فی الشق الثانی من السوال الاول ۱۴۳۵ھ ۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۵ھ

الشق الاوّل.....والراکب ضامن لما اوطأت الدابة وما اصابته بیدها او کدمت ولا یضمن ما نفحت برجلها او ذنبها فان راثت او بالت فی الطریق فعطب به انسان لم یضمن والسائق ضامن لما اصابت بیدها او رجلها ۔ (کتاب الدیات)

عبارت کا ترجمہ کریں۔ راکب، سائق اور قائد سے کیا مراد ہے؟ عبارت کی وضاحت کرتے ہوئے بتائیں کہ ضمان اور عدمِ ضمان کے سلسلہ میں تینوں میں کیا فرق ہے؟ قتل شبہ عمد اور قتل خطا کسے کہتے ہیں؟ ہر ایک کا حکم لکھیں۔

جواب..... ① عبارت کا ترجمہ:۔ سوار ہونے والا ضامن ہے اگر جانور کچل دے یا ہاتھ مار دے یا منہ سے کاٹ لے اور ضامن نہیں ہوگا اس کا جس کو وہ لات مار دے یا دم مار دے۔ اگر جانور نے راستے میں لید یا پیشاب کیا اور اس سے انسان ہلاک ہوگیا تو ضامن نہیں ہوگا۔

② راکب، سائق وقائد کی مراد:۔ راکب: جو شخص جانور وسواری پر سوار ہو۔ سائق: جو شخص جانور کو پیچھے سے ہانک رہا ہو۔ قائد: جو شخص جانور کو آگے سے کھینچ رہا ہو۔

③ عبارت کی وضاحت اور ضمان وعدمِ ضمان کے متعلق تینوں میں فرق؟:۔ مسئلہ سے قبل ایک اصول سمجھ لیں تاکہ فرق سمجھنے میں آسانی ہو۔ اصول یہ ہے کہ جہاں تک حفاظت کرنا ممکن ہو اس میں غفلت کے نتیجہ میں جانور نقصان کردے تو مالک ضامن ہوگا اور جہاں حفاظت کرنا ممکن نہ ہو وہاں جانور نقصان کردے تو مالک کی غلطی نہ ہونے کی وجہ سے مالک پر تاوان وضمان نہیں ہوگا۔

اب مسئلہ سمجھیں کہ جانور نے کسی کو کچل دیا یا سواری نے ہاتھ سے مار کر زخمی کردیا یا مار دیا یا منہ سے کاٹ لیا تو ان تمام صورتوں میں اس جانور پر جو شخص سوار ہے وہ اس کے تاوان کا ضامن ہوگا۔ وجہ یہ ہے کہ سوار کے ہاتھ میں لگام ہے وہ سامنے کی چیزوں کو دیکھ رہا ہے اسلئے وہ اس کی حفاظت کرسکتا تھا اور اس نے اس میں غفلت کی ہے، اس لئے وہ ضامن ہوگا۔

جانور نے راستے پر لید یا پیشاب کردیا جس سے پھسل کر کوئی انسان گر گیا اور مر گیا تو مالک یا سوار اس کا ضامن ہوگا۔ وجہ یہ ہے کہ جانور کے پیشاب وپاخانے پر کنٹرول مشکل ہے اسلئے اس میں سوار کی کوئی غلطی نہیں ہے، پس وہ ضامن نہیں ہوگا۔

جانور کو پیچھے سے ہانکنے والا موجود تھا اسی حالت میں جانور کا پاؤں یا ہاتھ لگا اور آدمی زخمی یا ہلاک ہوگیا تو ہانکنے والا اس کا ضامن ہوگا۔ کیونکہ جب وہ پیچھے سے ہانک رہا تھا تو جانور کی حرکت کو دیکھ رہا تھا اور اس کی حفاظت اس کے کنٹرول میں تھی پھر بھی اس نے غفلت کی اسلئے وہ ضامن ہوگا۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

کوئی آدمی جانور کو آگے سے کھینچ رہا تھا کہ اس نے کسی کو پاؤں مار دیا تو اگر اگلے ہاتھ سے مارا تو کھینچنے والے پر اس کا ضمان ہے اور اگر پچھلے پاؤں سے مارا تو ضمان نہیں ہوگا۔ وجہ یہ ہے کہ اگلے پاؤں کی حفاظت کرسکتا تھا اور غفلت کی اسلئے وہ ضامن ہوگا اور پچھلے پاؤں کی حفاظت نہیں کرسکتا تھا کیونکہ وہ اس کی پیٹھ کے پیچھے ہے اسلئے اس میں اس کی غلطی نہیں ہے، پس وہ ضامن نہ ہوگا۔

قتل شبہ عمد اور قتل خطا کی تعریف وحکم:۔ کما مرّ فی الشق الثانی من السوال الثانی ۱۴۳۵ھ ۔

الشق الثانی.....ومن فعل المحلوف علیه مکرها او ناسیا سواء.... ومن حلف بغیر اللّٰه عزوجل لم

یکن حالفا کالنبی ﷺ والقرآن والکعبة....

عبارت میں ذکر کردہ مسئلہ کی وضاحت کیجیے۔یمین کی تینوں قسموں کی تعریف مع حکم لکھیں۔کفارۂ یمین کی تفصیل لکھیں۔

جواب ..... ❶ مسئلہ کی وضاحت:۔ (ابتدائی مسئلہ: کمامرّ فی الشق الاول من السوال الثانی ۱۴۳۵ھ)۔

حلف بغیر اللّٰہ.... کسی نے غیر اللہ کی قسم کھائی جیسے نبی علیہ السلام، قرآن اور کعبہ کی قسم تو اس سے قسم منعقد نہیں ہوگی۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے: **من کان حالفا فلیحلف باللّٰہ او لیصمت**۔نیز حدیث میں ہے کہ ایک صحابی کعبہ کی قسم کھا رہا تھا تو حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ اس کی قسم مت کھا۔اگر تو نے اللہ کے علاوہ کی قسم کھائی تو تو نے اللہ کے ساتھ شرک کیا۔اسی پر قیاس کر کے نبی اور قرآن کی قسم بھی کھائے تو قسم منعقد نہیں ہوگی۔قتادہؒ نے قرآن کریم کی قسم کھانے کو مکروہ قرار دیا ہے۔(ثمیری)

❷ یمین کی اقسام، حکم وکفارہ کی تفصیل:۔ **کما مرّ فی الشق الاول من السوال الثانی ۱۴۳۵ھ**۔

﴿الورقة الرابعة : فی اصول الفقه و المیراث (نور الانوار و سراجی)﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۴۵ھ

الشق الاوّل .....**(وَ اِنْ کَانَ مجهولا) ای فی روایة الحدیث والعدالةِ لا فی النسبِ (بِاَنْ لم یُعرف اِلّا بحدیث او حدیثین) کوابصةَ بنِ معبدٍ فحالُه لا یخلو عن خمسةِ اقسامٍ (فَاِنْ روٰی عنه السلفُ اَوِ اختلفوا فیه او سکتوا عن الطعن صار کالمعروف....) (باب اقسام السنة)**

مذکورہ بالا عبارت کا ترجمہ کیجیے۔مجہول راوی کی حالتوں کی مکمل وضاحت کیجیے۔شارح کے قول: **وامّا المختلف فیه فاوردوا فی مثاله ما رُوی اَنّ ابنَ مسعودٍ سُئلَ عمّن تزوّج امرأةً ولم یسمّ لها مهرا حتّٰی مات عنها فاجتهد شهرا الخ** کی وضاحت کیجیے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① عبارت کا ترجمہ ② مجہول راوی کی حالتوں کی وضاحت ③ مذکورہ عبارت کی وضاحت۔

جواب ..... ❶ عبارت کا ترجمہ:۔ اور اگر راوی مجہول ہو یعنی روایتِ حدیث اور عدالت میں مجہول ہو، مجہول النسب نہ ہو، نہ جانا جاتا ہو مگر ایک حدیث یا دو حدیثوں کے ساتھ جیسے وابصہ بن معبد، تو اس کی پانچ قسمیں ہیں: پس اگر اس سے سلف نے روایت کی ہو یا اس میں اختلاف کیا ہو یا طعن سے سکوت کیا ہو تو اس کی حدیث معروف کی حدیث کی طرح ہوگی....

❷ مجہول راوی کی مذکورہ تین حالتوں کی وضاحت:۔ اگر کوئی راوی مجہول ہو یعنی مجہول النسب نہ ہو بلکہ روایتِ حدیث اور عدالت میں مجہول ہو، محدثین کے نزدیک اس کا عادل ہونا اور اس کی روایات معروف نہ ہوں بایں طور کہ ایک یا دو حدیث کے علاوہ اس سے کوئی حدیث مروی نہ ہو، بس انہی ایک یا دو روایتوں سے وہ معروف ہو جیسے وابصہ بن معبد اور سلمہ بن محبق، تو اس طرح کے راویوں کی پانچ اقسام ہیں: ① اس مجہول راوی سے سلف یعنی ان حضرات صحابہ نے روایت کی ہو جو عدالت اور فقہ کیساتھ معروف ہیں اور انہوں نے اس کی حدیث کی صحت کی شہادت دی ہو۔ ② اس مجہول راوی کی حدیث میں سلف یعنی صحابہ کرامؓ نے اختلاف کیا ہو، بعض صحابہ نے قبول کیا ہو اور بعض نے اس کی حدیث کو رد کر دیا ہو، اس کے باوجود ائمہ ثقات نے اس کی حدیث کو نقل کیا ہو۔ ③ اس مجہول راوی کی روایت جب سلف کو پہنچی تو انہوں نے اس پر طعن نہ کیا ہو بلکہ سکوت کیا ہو۔

0313 6357913

ہمارے نزدیک ان تینوں قسموں میں مجہول راوی کی روایت اس راوی کی روایت کی طرح قبول کی جائے گی جو عدالت، ضبط اور فقہ میں معروف ہے اور اس روایت کو قیاس پر مقدم کیا جائے گا۔

④ اس مجہول راوی کی روایت کو سلف نے رد کر دیا ہو تو وہ حدیث قابلِ قبول نہ ہوگی اور وہ مستنکر ہوگی۔جیسے فاطمہ بنت قیسؓ کی روایت (**انّ زوجها طلّقها ثلاثا و لم یفرض لها رسول اللّٰہ ﷺ سُکنٰی و لا نفقة**) کو حضرت عمرؓ نے رد کر دیا تھا۔

⑤ اس مجہول راوی کی حدیث سلف میں ظاہر نہ ہوئی ہو اور نہ سامنا کیا ہو کسی نے نہ رد کے ساتھ اور نہ قبول کے ساتھ تو اس پر

عمل واجب نہیں ہے لیکن اس پر عمل جائز ہے، بشرطیکہ قیاس کے خلاف نہ ہو، اسلئے کہ اُس زمانے میں عدالت اصل ہے۔ البتہ اس مجہول راوی کے مثل کی روایت پر ہمارے زمانے میں فسق وفجور کے غالب ہونے کی وجہ سے عمل کرنا جائز نہیں ہے۔

③ مذکورہ عبارت کی وضاحت:۔ اس عبارت میں مجہول راوی کی مختلف فیہ روایت کی مثال کا ذکر ہے کہ عبداللہ بن مسعودؓ سے پوچھا گیا کہ ایک آدمی نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس کا مہر ذکر نہیں کیا اور نہ دخول کیا کہ اس سے پہلے ہی اس کا انتقال ہو گیا تو اس عورت کے بارے میں کیا حکم ہے؟ ابن مسعودؓ اس مسئلہ میں ایک مہینہ تک غور وفکر کرتے رہے اور سائل مسلسل چکر لگاتا رہا، بالآخر ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ میں نے حضور ﷺ سے اس سلسلہ میں کچھ نہیں سنا ہے، اپنی رائے سے اجتہاد کرتا ہوں اگر درست ہو تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے ہے اور اگر خطا ہو تو میری اور شیطان کی طرف سے ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ میں اس عورت کیلئے مہر مثل سمجھتا ہوں، نہ اس سے کم اور نہ زیادہ، اور اس عورت پر عدت بھی واجب ہے اور اس کیلئے میراث بھی ہوگی۔ یہ جواب سن کر معقل بن سنانؓ کھڑے ہوئے اور کہا کہ ہلال بن مرہ کی بیوی بردع بنت واشق کیلئے رسول اللہ ﷺ نے یہی فیصلہ کیا تھا، ابن مسعودؓ اس موافقت سے اتنے خوش ہوئے کہ اس سے پہلے کبھی خوش نہیں ہوئے تھے۔ معقل بن سنان (مجہول راوی) کی روایت کو ابن مسعود نے قبول کیا اور حضرت علی نے اس کو رد کر دیا اور قیاس پر عمل کرتے ہوئے کہا کہ اس عورت کیلئے میراث ہے، عدت بھی واجب ہے مگر مہر نہیں ہے، قیاس کی علت یہ ہے کہ معقود علیہ یعنی عورت کی ملکِ بضع دخول نہ کرنے کی وجہ سے صحیح سالم عورت کی طرف لوٹ آئی اور مہر ملکِ بضع کے مقابلہ میں ہوتا ہے، لہٰذا یہ عورت مہر کی مستحق نہ ہوگی۔ یہ مسئلہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی آدمی بیوی کو قبل الدخول طلاق دیدے اور مہر طے نہ کیا ہو تو عورت مہر کی مستحق نہیں ہوتی۔ امام شافعیؒ نے حضرت علیؓ کے قیاس پر عمل کیا اور ہم نے اس حدیث پر عمل کیا، کیونکہ اس حدیث کو ثقہ راویوں نے روایت کیا ہے، قرن اول میں ابن مسعود اور ان کے بعد علقمہ، مسروق اور حسن وغیرہ نے۔ نیز یہ حدیث قیاس کے مطابق بھی ہے کیونکہ موت جس طرح مہر مسمی کو مؤکد کر دیتی ہے، ایسے ہی مہر مثل کو بھی مؤکد کر دیتی ہے، لہٰذا یہ عورت مہر مثل کی مستحق ہوگی۔ (قوت الاخیار وفیضِ حجازی)

الشق الثانی .....**(وامّا الباطن) فنوعان بان یکون الاتصالُ فیه ظاهرا ولٰکن وقع الخللُ بوجه آخر وهو فقدُ شرائطِ الراوی او مُخالفته لدلیلٍ فوقهٗ (فان کان لنقصانٍ فی الناقل فهو علٰی ما ذکرنا) من عدم قبول خبر الکافر والفاسق والصبی والمغفل (و ان کان بالعرض بِاَنْ خالف الکتابَ... او السنةَ المعروفةَ.... اَوِ الْحادثةَ المشهورةَ..... (التقسیم الثانی فی الانقطاع۔ اقسام السنة)**

مذکورہ بالا عبارت کا ترجمہ کیجیے۔ عبارت کی مکمل وضاحت کیجیے۔ مخالفتِ کتاب، مخالفتِ سنت معروفہ اور مخالفتِ حادثہ مشہورہ کی مثالیں ذکر کیجیے۔ انقطاعِ ظاہر سے کیا مراد ہے؟ مکمل تفصیل واضح کیجیے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① عبارت کا ترجمہ ② عبارت کی وضاحت ③ مخالفتِ کتاب، مخالفتِ سنت معروفہ اور مخالفتِ حادثہ مشہورہ کی مثالیں ④ انقطاعِ ظاہر کی مراد۔

جواب ..... ① عبارت کا ترجمہ:۔ (انقطاع کی دوسری قسم) الباطن یعنی انقطاع باطنی کی دو قسمیں ہیں، بایں طور کہ اتصال ظاہر ہو لیکن کسی دوسری وجہ سے اس میں انقطاع آ گیا ہو، وہ یہ کہ راوی میں شرائط موجود نہ ہوں یا اس خبر کے مخالف ہو کسی دلیل کی وجہ سے جو کہ درجہ میں اس سے فوقیت رکھتی ہو، پس اگر یہ خلل کسی ایسے نقصان کی وجہ سے ہو جو ناقل میں ہے تو اس کا حکم عدم قبول میں وہی ہے جو کہ ماقبل میں گزر چکا ہے جس طرح کافر، فاسق، بچہ اور غافل کی روایت قابل قبول نہیں۔ اور اگر یہ نقصان اصول حدیث پر عرض کرنے کی صورت میں ظاہر ہو بایں طور کہ وہ کتاب اللہ کے خلاف ہو یا سنت معروفہ کے خلاف ہو یا حادثۂ مشہورہ کے خلاف ہو...

② عبارت کی وضاحت:۔ انقطاع کی دوسری قسم یعنی انقطاع باطنی کی دو قسمیں ہیں: یہ انقطاع بایں صورت ہو کہ ظاہرا تو اس میں اتصالِ سند موجود ہو لیکن کسی دوسری وجہ سے اس میں انقطاع آ گیا ہو مثلاً راوی میں شرائطِ روایت (مسلمان، عادل، ضابط وعاقل ہونا) موجود نہیں ہیں یا اس روایت کے خلاف کوئی قوی روایت ودلیل موجود ہو۔ پس اگر یہ خلل کسی ایسے نقصان کی وجہ سے ہو جو ناقل

میں ہے تو اس کا حکم عدم قبول والا ہیے یعنی جس طرح کافر، فاسق، بچہ اور غافل کی روایت قابل قبول نہیں اسی طرح اس ناقل کی روایت بھی قابل قبول نہیں اور اگر یہ نقصان اصولِ حدیث پر عرض کرنے کی صورت میں ظاہر ہو تو اس کی چار صورتیں ہیں: ① کتاب اللہ کے خلاف ہو ② سنت معروفہ کے خلاف ہو ③ حادثہ مشہورہ کے خلاف ہو ④ صدرِ اول کے ائمہ نے اس سے اعراض کرلیا ہو۔ ان چاروں صورتوں میں وہ خبر مردود ہو جائے گی، قابلِ قبول نہ ہوگی۔

اول کی مثال: حدیث **لا صلوة الا بفاتحة الكتاب** آیت **فاقرؤا ما تيسّر من القرآن** کے عموم کے خلاف ہے۔

ثانی کی مثال: حدیث القضاء بشاہد ویمین حدیث معروف **البينة على المدعى و اليمين على من انكر** کے خلاف ہے۔

ثالث کی مثال: نماز میں جہراً بسم اللہ پڑھنا جس کو حضرت ابو ہریرہؓ نے روایت کیا ہے یہ ان واقعات کے خلاف ہے جو نماز کے باب میں بہت مشہور ہیں کہ آپ ﷺ کی خدمت میں ہمیشہ حاضر رہنے والے صحابہؓ نے جہراً تسمیہ کو نہیں سنا، پس حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت واقعہ عجیبہ ہے۔ رابع کی مثال: حضرات صحابہؓ کا اعراض کر لینا ہے چنانچہ حضرات صحابہ کرامؓ میں بچہ پر اس کے مال میں زکوۃ فرض ہونے پر گفتگو واختلاف رائے ہوا تو ان حضرات نے اس روایت **ابتغوا فى مال اليتامىٰ خيرا كيلا تـأكـلـه الصدقة** کی جانب التفات نہیں فرمایا یا یں وجہ کہ یہ روایت یا تو ثابت نہیں اور اگر ثابت ہے تو کسی تاویل کے ساتھ مؤول ہے یعنی اس میں صدقہ سے نفقہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، کیونکہ ایک روایت میں ہے **قـال عـليـه الصلوة و السلام نفقة المرأ علىٰ نفسه صدقة**۔ پس نفقہ پر صدقہ کا اطلاق خود ارشاد نبوی ﷺ سے ثابت ہے، لہٰذا اس روایت میں بھی یہی مراد ہے۔

③ مخالفتِ کتاب، مخالفتِ سنت معروفہ اور مخالفتِ حادثہ مشہورہ کی مثالیں:۔ **كما مرّ آنفا**۔

④ انقطاعِ ظاہر کی مراد:۔ حدیث کا اتصال ثابت نہ ہو یعنی کسی حدیث کی سند آپ ﷺ سے ہم تک متصل نہ ہو تو اس کی دو قسمیں ہیں: ظاہر و باطن یعنی یہ انقطاع ظاہر ا ہوگا یا یہ انقطاع فی السند باطنا ہوگا۔ انقطاعِ ظاہر یعنی راوی اپنے اور آپ ﷺ کے درمیان کے واسطوں کو حذف و ترک کر کے اس طرح روایت کرتا ہو: **قـال الـرسـول** ﷺ **كـذا**۔ الوسائط پر الف لام برائے جنس ہے خواہ درمیان سند سے کسی صحابی کو حذف کر دیا ہو جو کہ اس خبر کا اصل سامع و راوی تھا یا کسی دوسرے راوی کو حذف کر دیا ہو۔

اس ارسال کی چار اقسام ہیں: ① قرن اول کے راوی یعنی کسی صحابی نے ارسال کیا ہو ② قرن ثانی و ثالث کے راوی یعنی تابعی یا تبع تابعین نے ارسال کیا ہو ③ قرن ثالث کے بعد کسی راوی نے ارسال کیا ہو ④ وہ روایت من وجہ مسند و من وجہ مرسل ہو۔

اگر قسم اول ہے یعنی صحابی سے ارسال ہے تو یہ بالاتفاق قابل قبول ہے اسلئے کہ غالب یہی ہے کہ اس صحابیؓ نے بذات خود آپ ﷺ سے سماعت کی ہوگی اگرچہ یہ احتمال بھی ہے کہ اس صحابی نے خود تو آپ ﷺ سے سماعت نہ کی ہو بلکہ دوسرے صحابی نے سماعت کی ہو، لہٰذا اگر صحابی نے ارسال کیا اور یہ کہا: **قال رسول الله** ﷺ **كذا، سمعت رسول الله** ﷺ **كذا، حدثنى رسول الله** ﷺ **كذا**۔ یہ ہر صورت قابل قبول ہے **لانّ الصحابة كلهم عدول**۔

قسم ثانی بھی احناف کے نزدیک قسم اول کی طرح قابل قبول ہے۔ امام شافعیؒ کے نزدیک یہ قابل قبول نہیں ہے۔ دلیل یہ ہے کہ جب راوی کی صفات نامعلوم ہوں تو وہ حدیث حجت نہیں اور یہاں ذات وصفات دونوں ہی نامعلوم ہیں تو اب بدرجہ اولی قابل قبول نہ ہوگی۔ البتہ اگر اسکی تائید کسی حجت قطعی سے ہو یا قیاس صحیح سے تائید ہو یا امت نے اس کو قبول کیا ہو یا کسی دوسری صورت میں اس کا اتصال ثابت ہو تو پھر یہ مرسل قابلِ قبول ہوگی۔ ہم کہتے ہیں کہ ہماری گفتگو اس راوی کے ارسال سے متعلق ہے کہ اگر وہ اس خبر کی اسناد کسی دوسرے راوی (دوسری سند) سے نقل کرے تو وہ اس قابل ہو جائے گی کہ اس شخص کی جانب سے کذب کا گمان نہیں ہو سکتا اور جب اس شخص پر کذب کا گمان نہیں ہو سکتا تو بدرجہ اولی یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ وہ شخص آپ ﷺ پر کس طرح کذب بول سکتا ہے اور وہ کذب کے ساتھ کس طرح **قال رسول الله** کہہ سکتا ہے، بلکہ یہ صورت تو سند سے اولی درجہ پر ہوگی۔

قسمِ ثالث امام کرخی کے نزدیک مقبول ہے، ابن حبان کے نزدیک غیر مقبول ہے۔

قسمِ رابع جو من وجہ مسند اور من وجہ مرسل ہو۔ یہ قسم عام مشائخ کے نزدیک مقبول ہی ہے البتہ بعض حضرات نے اس کو غیر مقبول

قرار دیا ہے۔(قوت الاخیار وتلخیص الانوار)

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۵ھ

الشق الاوّل.....**وحکمه فی الاصل ان یثبت المراد به شرعا علی سبیل الیقین یعنی انّ الاجماع فی الامور الشرعیة فی الاصل یفید الیقین والقطعیة فیکفر جاحده وان کان فی بعض المواضع بسبب العارض لا یفید القطع کالاجماع السکوتی۔ (باب الاجماع)**

اجماع کی تعریف اور حکم بیان کیجیے۔عبارت کی تشریح کرتے ہوئے اجماع کے مذکورہ حکم پر شارع نے جو دلیلیں ذکر کی ہیں ان کو تحریر کیجیے۔اجماع کے حکم میں بعض معتزلہ اور روافض کا اختلاف ہے،ان کی دلیل اور دلیل کا جواب لکھئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے:①اجماع کی تعریف وحکم ②عبارت کی تشریح واجماع کے حکم پر دلائل ③اجماع کے حکم میں معتزلہ وروافض کا اختلاف،دلیل وجواب۔

جواب..... ① اجماع کی تعریف وحکم:۔ **کما مرّ فی الشق الاول من السوال الثانی ۱۴۴۳ھ۔**

② عبارت کی تشریح واجماع کے حکم پر دلائل:۔ مصنفؒ اجماع کا حکم بیان کرتے ہیں کہ اصل وضع میں اس سے جو مراد ہوگی وہ عند الشرع یقین کے ساتھ ثابت شدہ ہوگی اور یہ اجماع شرعی امور میں یقین اور قطعیت کا فائدہ دے گا پس جو اس کا انکار کرے گا وہ کافر ہوگا۔چنانچہ علماءِ بخارا اور بلخ کے نزدیک اجماع کا منکر کافر ہے۔ روافض کے کفر کی یہی وجہ ہے کہ وہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی خلافت کے منکر ہیں باوجودیکہ وہ اجماع سے ثابت ہے۔ابن العربی کی رائے یہ ہے کہ جب تک اجماع سے خلاف کرنے والا کتاب وسنت سے استدلال کرتا ہے اگرچہ اس کی تاویل وغیرہ فاسد ہو تو اب اگر یہ ضروریاتِ دین جیسی چیز میں اجماع کا منکر ہے تو وہ بلاشبہ کافر ہے مثلاً نماز کی فرضیت وغیرہ۔اور اگر وہ امر اس نوع میں داخل نہیں تو اس کے منکر کو کافر نہ کہا جائے گا۔

البتہ بعض مواضع میں عوارض کی وجہ سے اجماع سکوتی کی مثل اجماع قطعیت کا فائدہ نہیں دیتا۔

اجماع کے قطعیت ویقین کا فائدہ دینے اور واجب العمل ہونے کی دلیل:① آیت کریمہ ہے: **وکذٰلك جعلناکم امةً وسطا الخ** (ہم نے تمہیں معتدل امت بنایا تاکہ تم تمام انسانوں پر گواہ بنو) باری تعالی نے اس آیت میں اس امت کی صفت (وسطاً) بیان فرمائی ہے۔وسطیت کا مطلب ہے کہ اس میں عدالت ہے،جبھی تمام انسانوں کے متعلق اسکی گواہی کو معتبر قرار دیا گیا ہے،لہٰذا اس امت کا اجماع حجت ہوا۔②**کنتم خیر امة اُخرجت للناس الخ** (تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے نفع کیلئے نکالے گئے ہو) اس آیت کی روشنی میں امت کا خیر ہونا اس امت کے دین کے کامل ہونے کی وجہ سے ہے،لہٰذا اس امت کا اجماع حجت ہے۔③**ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبیّن له الهدٰی الخ** (جو شخص ہدایت ظاہر ہو جانے کے باوجود رسول اللہ ﷺ سے جھگڑتا واختلاف کرتا ہے اور وہ شخص مؤمنوں کے راستہ کے خلاف چلتا ہے....) اس آیت میں اہلِ ایمان کی مخالفت کو رسول کی مخالفت کے مثل قرار دیا گیا ہے پس اہل ایمان کا اجماع رسول اللہ ﷺ کی خبر کی مانند حجتِ قطعیہ ہے۔(قوت الاخیار)

③ اجماع کے حکم میں معتزلہ وروافض کا اختلاف،دلیل وجواب:۔ بعض معتزلہ اور روافض کی رائے یہ ہے کہ اجماع حجت نہیں ہے کیونکہ اجماع کے افراد میں سے ہر ایک کے خطاء کرنے کا احتمال ہے اور جب ہر ایک خطاء کر سکتا ہے تو سب بھی خطاء کر سکتے ہیں، جب سب خطاء کر سکتے ہیں تو ان کا اجماع قطعی ویقینی اور واجب العمل نہ ہوا۔

0313 6357913 maktabkhanqah@gmail.com

حضرت شارحؒ جواباً ارشاد فرماتے ہیں کہ ان ناواقف لوگوں کو بٹی ہوئی رسی کی قوت کا ادراک نہیں ہے۔اکیلے اکیلے دھاگے اور ریشوں میں وہ قوت وطاقت نہیں ہے جو ایک بٹی ہوئی رسی میں ہے۔پس جب کسی مسئلہ پر امتِ محمدیہ کے اہلِ علم کا اجماع ہو گیا تو اس مسئلہ کی حیثیت بٹی ہوئی رسی کی مانند مضبوط وطاقتور ہو گئی،اس میں غلطی والا پہلو ختم ہو گیا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہو سکتی،مطلب یہ ہے کہ اس امت کا سوادِ اعظم معصیت وضلالت پر اتفاق نہیں کر سکتا۔اس حدیث میں واضح طور پر اجماعِ امتِ محمدیہ کو معیارِ حق قرار دیا گیا ہے۔

الشق الثانی.....والداعی قد یکون من اخبار الاحاد او القیاس.... و اذا انتقل الینا اجماع السلف باجماع کل عصر علی نقلہ کان کنقل الحدیث المتواتر.... و اذا انتقل الینا بالافراد کان کنقل السنۃ بالاحاد۔

اجماع کے لیے داعی خبر واحد یا قیاس ہو، دونوں کی مثالیں لکھئے۔ مذکورہ بالا عبارت کی روشنی میں واضح کیجیے کہ اجماع حدیثِ متواتر اور خبرِ واحد کی طرح کب ہوگا؟ اجماع کے مراتب تحریر کیجیے۔

جواب..... ❶ اجماع کیلئے خبر واحد یا قیاس کے داعی ہونے کی مثالیں:۔ اجماع کا داعی خبرِ واحد ہونے کی مثال قبضہ سے پہلے طعام کی بیع میں ربوی کی حرمت پر اہلِ علم کا اجماع ہے اور اس کا داعی آپ ﷺ کا ارشاد **لاتبیعوا الطعام قبل القبض** (قبضہ سے قبل طعام کی بیع نہ کرو) ہے۔

اجماع کا داعی قیاس ہونے کی مثال چاول کی بیع میں ربوی کی حرمت پر اہلِ علم کا اجماع ہے اور اس کا داعی آپ ﷺ کے ارشاد **لاتبیعوا الطعام قبل القبض** (قبضہ سے قبل طعام کی بیع نہ کرو) میں مذکور اشیاءِ ستہ ربویہ پر قیاس ہے۔

❷ و ❸ کما مرّ فی الشق الاول من السوال الثانی ١٤٤٣ھ۔

﴿السوال الثالث﴾ ١٤٤٥ھ

الشق الاوّل.....وامّا العصبۃ مع غیرہ فکل انثی تصیر عصبۃ مع انثی غیرہ کالاخت مع البنت لما ذکرنا وآخر العصبات مولی العتاقۃ ثم عصبتہ علی الترتیب الذی ذکرنا ....

خط کشیدہ جملہ کی وضاحت کیجیے۔ عصبہ کسے کہتے ہیں؟ عصبات کتنے اور کون کون سے ہیں؟ تفصیل سے لکھئے۔ اگر میت نے دو بیویاں، چھ جدّات (دادی اور نانی) دس بیٹیاں اور سات چچا چھوڑے ہوں تو ترکہ کی تقسیم کیسے ہوگی۔

جواب..... ❶ خط کشیدہ جملہ کی وضاحت:۔ مصنفؒ فرماتے ہیں کہ عصبہ کی اقسام میں سے آخری عصبہ مولی عتاقہ ہے، پھر مولی عتاقہ کے عصبہ بھی اس ترتیب کے مطابق وارث ہوں گے جو ہم نے بیان کی، رسول اللہ ﷺ کے فرمان کی بناء پر کہ ولاء بھی نسب کے رشتہ کی طرح ایک رشتہ ہے۔ پس اگر معتِق موجود نہ ہو تو میراث معتِق کی فرع (اولاد) کو ملے گی پھر معتِق کی اصل (باپ) کو، پھر معتِق کی اصل قریب یعنی باپ کی فرع (بھائی) کو اور آخر میں معتِق کی اصل بعید یعنی دادا پردادا کی فرع (چچا) کو ملے گی۔

❷ کما مرّ فی الشق الاول من السوال الثالث ١٤٣٩ھ۔

❸ کما مرّ فی الشق الثانی من السوال الثالث ١٤٤٢ھ۔

الشق الثانی.....و اذا اردتَ ان تَعرفَ نصیبَ کلِّ فریقٍ من التصحیح فاضرب ما کان لکل فریق من اصلِ المسئلۃِ فی ما ضربتہ فی اصل المسئلۃ فما حصل کان نصیبُ ذلک الفریق و اذا اردتَ ان تعرف نصیبَ کلِّ واحدٍ من احاد ذلک الفریق....

عبارت بالا کی مکمل تشریح کیجیے۔ تماثل، تباین، تداخل اور توافق کی تعریف و مثالیں ذکر کیجیے۔ اگر میت نے چار بیوائیں، تین دادیاں اور بارہ چچا چھوڑے ہوں تو ترکہ کی تقسیم بیان کیجیے۔

جواب.....مکمل جواب کمامرّ فی الشق الثانی من السوال الثالث ١٤٤٢ و ١٤٣٩ھ۔

﴿الورقۃ الخامسۃ : فی البلاغۃ﴾

0313 6357913 ...an@gmail.com

﴿السوال الاوّل﴾ ١٤٤٥ھ

الشق الاوّل.....اَلْخَبَرُ اِمَّا اَنْ یَکُوْنَ جُمْلَۃً فِعْلِیَّۃً اَوْ اِسْمِیَّۃً وَالْاُوْلٰی مَوْضُوْعَۃٌ لِاِفَادَۃِ الْحُدُوْثِ فِیْ زَمَنٍ مَخْصُوْصٍ مَعَ الْاِخْتِصَارِ وَقَدْ تُفِیْدُ الْاِ سْتِمْرَارَ التَّجَدُّدِیَّ بِالْقَرَائِنِ اِذَا کَانَ الْفِعْلُ مُضَارِعًا کَقَوْلٍ طَرِیْف۔ "اَوَکُلَّمَا وَرَدَتْ عُکَاظَ قَبِیْلَۃٌ .....بَعَثُوْا اِلَیَّ عَرِیْفَھُمْ یَتَوَسَّمُ"۔

عبارت کا بامحاورہ ترجمہ کیجیے۔ شعر میں محلِ استشہاد دو وجہ استشہاد ذکر کیجیے۔ فائدۃ الخبر اور لازم فائدۃ الخبر کسے کہتے ہیں؟

مصنفؒ کے قول: و الثانية موضوعة لمجرد ثبوت المسند للمسند اليه کا مطلب واضح کیجئے۔

جواب.....مكمل جواب كما مرّ فی الشق الاول من السوال الثالث ۱۴۳۵ والسوال الثانی ۱۴۳۷ھ۔

الشق الثانی.....وَاَمَّا التَّمَنِّیْ فَهُوَ طَلَبُ شَیْئٍ مَحْبُوْبٍ لَا یُرْجٰی حُصُوْلُهٗ لِكَوْنِهٖ مُسْتَحِیْلًا اَوْ بَعِیْدَ الْوُقُوْعِ كَقَوْلِهٖ "اَلَا لَیْتَ الشَّبَابَ یَعُوْدُ یَوْمًا..... فَاُخْبِرَهٗ بِمَا فَعَلَ الْمُشِیْبُ" و قَوْلِ الْمُعْسِرِ: لَیْتَ لِیْ اَلْفَ دینارٍ۔ وَاِذَا كَانَ الْاَمْرُ متوقعَ الْحُصُوْلِ فَاِنْ تَرَقَّبَهٗ یُسَمّٰی تَرَجِّیًا وَیُعَبَّرُ عنه بِـ عَسٰی و لَعَلَّ نحو: لَعَلَّ اللّٰهَ یُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا۔

عبارت پر اعراب لگائیے۔ تمنی اور ترجی کی تعریف کیجیے اور دونوں میں فرق لکھئے۔ مندرجہ بالا شعر کا ترجمہ، محل استشہاد اور وجہ استشہاد ذکر کیجیے۔ وَاِذَا كَانَ الْاَمْرُ.... کی مکمل وضاحت کیجیے۔

جواب..... ❶ اعراب، تعریف، فرق، شعر کا ترجمہ، محل استشہاد اور وجہ استشہاد:۔ كما مرّ فی الشق الاول من السوال الاول ۱۴۳۷ و الشق الاول من السوال الثالث ۱۴۳۸ و الشق الثانی من السوال الاول ۱۴۴۳ھ۔

❷ وَاِذَا كَانَ الْاَمْرُ.... کی مکمل وضاحت:۔ تمنی میں جس محبوب چیز کو طلب کیا جا رہا ہوتا ہے اس شیئ کے محال ہونے کی وجہ سے یا اس کے بعید الوقوع قریب بحال ہونے کی وجہ سے اس کے حصول کی امید نہیں ہوتی، البتہ اگر وہ محبوب شیئ ایسی ہو کہ جس کا حصول ممکن ہی نہیں بلکہ متوقع بھی ہو اور یہ طالب آدمی اس کے حاصل ہونے کی امید بھی رکھتا ہو تو وہ تمنی نہیں ہوگا بلکہ اسکو ترجی کہا جائے گا۔ ترجی کیلئے دو ادوات والفاظ ہیں: ① عسٰی جیسے عسٰی ان یبعثك ربك مقاما محمودا (امید ہے کہ آپ کا رب آپ کو مقام محمود میں جگہ دے)۔ ② لعلّ جیسے لعلّ اللّٰه یحدث بعد ذٰلك امرا (شاید اللہ تعالی اس طلاق کے بعد کوئی نئی بات آپ کے دل میں پیدا کر دے)۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۵ھ

الشق الاوّل.....وَالْفَرْقُ بَیْنَ اِنْ و اِذَا اَنَّ الاصلَ عَدَمُ الْجَزْمِ بِوُقُوْعِ الشَّرْطِ مَعَ اِنْ وَ الْجَزْمُ بِوُقُوْعِهٖ مَعَ اِذَا، ولهٰذَا غَلَبَ اِسْتعمالُ الْمَاضِیْ مَعَ اِذَا فَكَاَنَّ الشَّرْطَ وَاقِعٌ بِالْفِعْلِ بِخِلَافِ اِنْ، فَاِذَا قُلْتَ: اِنْ اَبْرَءْ مِنْ مَرَضِیْ اَتَصَدَّقْ بِاَلْفِ دِیْنَارٍ كُنْتَ شَاكًّا فِی الْبُرْءِ وَ اِذَا قُلْتَ: اِذَا بَرِئْتُ مِنْ مَرَضِیْ تَصَدَّقْتُ كُنْتَ جَازِمًا بِهٖ اَوْ كَالْجَازِمِ۔ (بیان اطلاق و تقیید۔ تقیید بالشرط)

عبارت پر اعراب لگائیے۔ ''اِنْ، اِذَا اور لَوْ'' کا فرق واضح کیجیے۔ مصنف کے قول: وعلٰی ذٰلك فالاحوال النادرة تذكر فی حیز اِنْ والكثیرة فی حیز اِذَا کا مطلب واضح کیجیے۔

جواب..... ❶ عبارت پر اعراب:۔ كما مرّ فی السوال آنفا۔

❷ اِنْ، اِذَا اور لَوْ'' میں فرق:۔ ''اِنْ، اِذَا اور لَوْ'' تینوں شرط زمان کیلئے ہیں، البتہ پہلے دو استقبال کیلئے ہیں اور تیسرا ماضی کیلئے ہے۔ پھر شرط کے امکانِ وقوع اور استحالۂ وقوع اور پھر امکان میں بھی جزم بوقوع الشرط اور عدم جزم بوقوع الشرط کے اعتبار سے بھی تینوں میں فرق ہے: ''لَوْ'' میں استحالۂ وقوعِ شرط ہے اور ''اِنْ و اِذَا'' میں امکانِ وقوعِ شرط ہے، مزید آگے چل کر دونوں مختلف ہو جاتے ہیں کہ ''اِنْ'' میں عدمِ جزم بوقوع شرط ہے، جب کہ ''اِذَا'' میں جزم بوقوع شرط ہے۔ اس اجمال کی مزید تفصیل یہ ہے کہ ''اِن اور اِذا'' شرطِ شیئ فی الزمان الاستقبال اور ''لو'' شرطِ شیئ فی الزمان الماضی کیلئے استعمال ہوتے ہیں۔ جب پہلے دو استقبال کیلئے ہیں اور استقبال فعل مضارع سے سمجھا جاتا ہے تو ان دونوں کے ساتھ فعل مضارع اور ''لو'' کے ساتھ فعل ماضی لایا جائے گا تاکہ لفظ اور معنی میں موافقت و ہم آہنگی ہو جائے۔ ''اِن'' کی مثال یہ آیت کریمہ ہے: ان یستغیثوا یغاثوا بماء کالمهل (اگر وہ جہنمی لوگ پانی کی فریاد کریں گے تو ان کو ایسا پانی دیا جائے گا جو تلچھٹ یا پیپ کی طرح ہوگا اور ''اذا'' کی مثال ابوذویب کا یہ شعر ہے ؎ والنفس راغبة اذا رغّبتَها واذا تُرَدُّ الٰی قلیل تقنع (اور تیرا نفس مال کثیر کی جانب رغبت کرے گا اگر تو اسے آزاد چھوڑ

دے گا اور اگر تو اسے اس طرف سے پھیر دے تو وہ مال قلیل پر بھی راضی ہو جائے گا)۔ یہاں ''یستغیثوا، تردہ'' دونوں فعل مضارع ہیں جو ''ان، اذا'' کے ساتھ مستعمل ہوئے ہیں۔ ''لو'' کی مثال یہ آیت ہے: **ولو شاء لهداكم اجمعين** (اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو تم سب کو راہِ راست پر لے آتا) یہاں ''شاء'' فعل ماضی ہے جو ''لو'' کے ساتھ استعمال ہوا ہے۔

نیز ''اِن و اِذا'' امکانِ وقوعِ شرط میں بھی شریک ہیں یعنی یہ دونوں ایسی شرائط پر داخل ہوتے ہیں جن کا واقع ہونا مستقبل میں ممکن ہو، مگر بعض امکان ایسے ہیں جن کا واقع ہونا بالکل یقینی ہوتا ہے ایسے امکان کو جزم بوقوع الشرط کہتے ہیں اور بعض امکان ایسے ہیں کہ جن کا واقع ہونا بالکل یقینی نہ ہو بلکہ اس کام کا واقع ہونا اور نہ ہونا دونوں برابر اور مساوی ہوں، اس امکان کو عدم جزم بوقوع الشرط کہتے ہیں، پس اصل وضع کے اعتبار سے ''اِن'' کا محلِ استعمال یہی عدمِ جزم بوقوع الشرط ہے اور ''اذا'' کا محلِ استعمال جزم بوقوع الشرط ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ''اذا'' کے ساتھ اکثر و بیشتر صیغۂ ماضی استعمال ہوتا ہے، اگرچہ اس میں مستقبل کا ہی معنی ہو، کیوں کہ مستقبل کے مقابلہ میں ماضی میں یقینی کیفیت زیادہ ہے اور یوں سمجھ لیا جاتا ہے کہ بالفعل یہ شرط واقع ہو چکی ہے، برخلاف ''اِن'' کے کہ اس میں یہ یقینی کیفیت نہیں ہوتی۔ چنانچہ **اِنْ ابرأ من مرضی أتصدّق بألفِ دینار** (اگر میں اپنی بیماری سے شفایاب ہو جاؤں تو ایک ہزار اشرفیاں صدقہ کروں گا) اور **اذا برئت من مرضی تصدقتُ** (اگر میں شفایاب ہو گیا تو میں صدقہ کروں گا) میں یہ فرق ظاہر ہوگا کہ پہلی مثال میں اس متکلم کا اپنے کلام سے وقوعِ شرط (حصول شفاء) کے بارے میں شک اور تردد ظاہر ہو رہا ہے اور دوسری مثال میں اس متکلم کی وقوعِ شرط کے بارے میں یقین یا قریب بیقین کی کیفیت ظاہر ہو رہی ہے۔

۳ وعلٰی ذٰلك فالاحوال النادرة .... کا مطلب:۔ اسی مذکورہ فرق کی وجہ سے نادر الوقوع احوال کو ''اِن'' کی صورت میں اور کثیر الوقوع کو ''اذا'' کی صورت میں ذکر کیا جاتا ہے، اسی قبیل سے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے **فاذا جاء تهم الحسنة قالوا لنا هٰذه وان تصبهم سيئة يطّيّروا بموسٰى ومن معه** (پھر جب پہنچی ان کو بھلائی تو کہنے لگے یہ ہمارے لائق ہے اور اگر کوئی برائی پہنچی تو موسیٰ اور ان کے ساتھ والوں کی نحوست بتلاتے) چونکہ حسنہ (بھلائی) کا آنا تو یقینی تھا کیونکہ اس سے مراد مطلق حسنہ ہے وہ انواع کثیرہ کو شامل ہے جیسا کہ لامِ جنس کے ذریعے معرفہ لانے سے سمجھا جاتا ہے تو اسے ''اذا'' کے ساتھ اور صیغۂ ماضی سے تعبیر کیا گیا اور سیئہ (برائی) کا آنا شاذ و نادر ہوتا ہے کیوں کہ اس سے مراد ایک نوع مخصوص ہے یعنی قحط سالی جیسا کہ اسے نکرہ لانے کی وجہ سے سمجھا جاتا ہے تو اسے ''اِن'' اور مضارع سے تعبیر کیا گیا، پس اس آیت میں فرعونیوں کی ناشکری اور موسیٰ علیہ السلام پر کیے جانے والے ظلم کی شدت کا حال بیان کیا گیا ہے جو صاف ظاہر ہے۔

الشق الثانی.....**الایجاز : امّا ان یکون بتضمن العبارة القصیرة معانی کثیرة وهو مرکز عنایة البلغاء وبه تتفاوت اقدارهم ویُسمّٰی ایجاز قصر نحو قوله تعالٰی:ولکم فی القصاص حیاة وامّا ان یکون بحذف کلمة او جملة او اکثر مع قرینة تعین المحذوف ویسمّی ایجاز حذف۔ فحذف الکلمة حذف لا فی قول امرء القیس: فقلت یمین اللّٰه ابرح قاعدا ولو قطعوا راسی لدیك واوصالی۔**

ایجاز کی لغوی اور اصطلاحی تعریف کیجیے۔ ایجاز قصر اور ایجاز حذف کی تعریف مثالوں سمیت کیجیے۔ امرأ القیس کے مندرجہ بالا شعر کا ترجمہ، محل استشہاد اور وجہ استشہاد ذکر کیجیے۔

جواب.....**مکمل جواب کما مرّ فی الشق الثانی من السوال الثانی ۱۴۳۴ھ۔**

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۵ھ

الشق الاوّل.....**وینقسم باعتبار وجه الشبه الٰی تمثیل وغیر تمثیل، فالتمثیل: ما کان وجهه منتزعا من متعدد کتشبیه الثریا بعنقودالعنب المنور وغیر التمثیل:ما لیس کذٰلك،کتشبیه النجم بالدرهم۔ وینقسم بهٰذا الاعتبار ایضا الٰی مفصل ومجمل، فالاول ما ذکر فیه وجه الشبه والثانی: ما لیس کذٰلك۔**

تشبیہ کی لغوی واصطلاحی تعریف اور مثال لکھئے۔عبارت کی روشنی میں تشبیہ تمثیل، غیر تمثیل، مفصل اور مجمل کی وضاحت کیجیے۔ تشبیہ مفصل کی مثال میں پیش کئے گئے مذکورہ شعر کا ترجمہ اور وجہ استشہاد ذکر کیجیے: **وثغره فی صفاء ، وادمعی کاللآلی**۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① تشبیہ کی لغوی واصطلاحی تعریف ② تشبیہ تمثیل وغیر تمثیل، مفصل ومجمل کی وضاحت ③ شعر کا ترجمہ ووجہِ استشہاد۔

جواب..... ① تشبیہ کی لغوی واصطلاحی تعریف:۔**کما مرّ فی الشق الاول من السوال الثانی ۱۴۳۹ھ**۔

② تشبیہ تمثیل وغیر تمثیل، مفصل ومجمل کی وضاحت:۔ تشبیہ تمثیل وغیر تمثیل: کمامرّ فی الشق الثانی من السوال الثالث ۱۴۴۲ھ۔

تشبیہ مفصل ومجمل: وجہِ شبہ کو ذکر کرنے کے اعتبار سے تشبیہ کی دو اقسام ہیں: ① تشبیہ مفصل: وہ ایسی تشبیہ ہے جس میں وجہ شبہ مذکور ہو جیسے کہ رشید الدین الوطواط کا یہ شعر ہے ؎ **و ثغره فِی صفاءِ و ادمعِی کاللآلی** (میری محبوبہ کے دانت اور میرے آنسو صفائی میں موتیوں کی طرح ہیں) یہاں دانت اور آنسو میں وجہ یکسانیت ووجہِ تشبیہ ''صفائی'' ہے جو کلام میں مذکور ہے۔

② تشبیہِ مجمل: وہ ایسی تشبیہ ہے جس میں وجہ شبہ کو حذف کر دیا گیا ہو، جیسے عربی کا مشہور مقولہ ہے: **النحو فی الکلام کالملح فی الطعام** (کلام میں نحو ایسے ہے جیسا کہ کھانے میں نمک ہو) یعنی کھانے میں نمک اور کلام میں نحو کی رعایت واستعمال کرنے کی وجہ سے دونوں چیزیں صالح اور صحیح ہوتی ہیں بصورتِ دیگر فاسد، غلط اور خراب ہو جائیں گی۔اس مقولہ سے وجہِ شبہ (**الصلاح باعمالهما والفساد باهمالهما**) کو حذف کر دیا گیا ہے۔

③ شعر کا ترجمہ ووجہِ استشہاد:۔ **کما مرّ آنفا**۔

الشق الثانی.....**تشابه الاطراف: هو جعل آخر جملة صدر تاليتها او آخر بيت صدر ما يليه كقوله تعالى: فيها مصباح المصباح فی زجاجة الزجاجة كانّها كوكب دريّ وقول الشاعر : اذا نزل الحجاج ارضا مريضة،تتبع اقصٰی دائها فشفاها،شفاها من الداء العضال الذی، بها غلام اذا هز القناة سقاها**۔

تشابہ اطراف کی تعریف ومثال ذکر کیجیے۔مندرجہ بالا شعر کا ترجمہ، محلِ استشہاد اور وجہِ استشہاد ذکر کیجیے۔علم بدیع، محسنات لفظیہ اور محسنات معنویہ کی تعریف لکھئے۔

جواب..... ① تشابہ اطراف کی تعریف ومثال:۔ محسنات لفظیہ میں سے الفاظِ کلام کو مزین کرنے کا پہلا طریقہ تشابہِ اطراف ہے، جس کا مفہوم یہ ہے کہ کوئی نثر نگار یا شاعر اپنے کلام کے ایک جملے یا ایک شعر کے اخیری لفظ کو دوسرے جملے یا دوسرے شعر کے آغاز میں دوبارہ لے آئے۔نثر کی مثال اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے: **فيها مصباح، المصباح فی زجاجة، الزجاجة كانّها كوكب دريّ** (اللہ کے نور کی مثال اس طاق کی طرح ہے کہ جس میں ایک چراغ ہو اور وہ چراغ ایک شیشے میں رکھا ہوا ہو، وہ شیشہ ایسا ہو جیسا کہ ایک چمکتا ہوا تارا) اس مثال میں پہلے جملہ (آیت) کے اخیری لفظ مصباح کو دوسرے جملہ کے آغاز میں اور دوسرے جملہ کے اخیری لفظ زجاجۃ کو اس کے بعد والے جملہ کے شروع میں دوبارہ لا کر اس کلام کو زینت بخشی گئی ہے۔نظم کی مثال لیلیٰ اخیلیہ کا یہ شعر ہے جو اس نے حجاج بن یوسف کی شان میں کہا ہے: **اِذَا نَزَلَ الْحَجَّاجُ ارضًا مريضةً، تَتَبَّعَ اَقْصٰی دَائِهَا فَشَفَاهَا، شَفَاهَا مِنَ الدَّاءِ الْعُضَالِ الَّذِی بِهَا، غُلَامٌ اِذَا هَزَّ الْقَنَاةَ سَقَاهَا** (حجاج بن یوسف جب بیمار (مخالف وباغی) بستی میں جا پہنچتا ہے تو اس کی آخری بیماری مخالفت وبغاوت کو معلوم کر لیتا ہے، پھر اسے شفا دیتا ہے۔علاج کرتا ہے اس کا اس کو لاحق ہونے والی لاعلاج بیماری سے ایک ایسا لڑکا کہ جب وہ نیزے کو متحرک کرے تو سیراب کر دے) اس شاعرہ نے پہلے شعر کے اخیری لفظ شفاہا کو دوسرے شعر کے آغاز میں دوبارہ ذکر کر کے الفاظ کلام کو مزین کر دیا ہے۔

② شعر کا ترجمہ، محلِ استشہاد اور وجہِ استشہاد:۔ **کما مرّ آنفا**۔

③ علم بدیع، محسنات لفظیہ اور محسنات معنویہ کی تعریف:۔**کما مرّ فی الشق الثانی من السوال الاول ۱۴۴۱ھ**۔

0317-6257973 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿الورقة السادسة : فی الادب العربی و العقائد﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ١٤٤٥ھ

الشق الاوّل .....فَلَمَّا اَجْمَعْنَا الْاِنْطِلَاقَ قُلْتُ لِصَاحِبِیْ وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاَکْرَهُ اَنْ اَرْجِعَ مِنْ بَیْنَ صَوَاحِبِیْ وَلَمْ اٰخُذْ رَضِیْعًا ، وَاللّٰهِ لَاَذْهَبَنَّ اِلٰی ذٰلِكَ الْیَتِیْمِ فَلَاٰخُذَنَّهٗ ، قَالَ لَاعَلَیْكَ اَنْ تَفْعَلِیْ عَسَی اللّٰهُ اَنْ یَّجْعَلَ لَنَا فِیْهِ بَرَكَةً قَالَتْ فَذَهَبْتُ اِلَیْهِ فَاَخَذْتُهٗ وَمَا حَمَلَنِیْ عَلٰی اَخْذِهٖ اِلَّا اَنِّیْ لَمْ اَجِدْ غَیْرَهٗ .

عبارت کا ترجمہ کریں۔الفاظِ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق لکھیں۔اَجْمَعْنَا الْاِنْطِلَاقَ،لَاعَلَیْكَ اَنْ تَفْعَلِیْ،مَا حَمَلَنِیْ عَلٰی اَخْذِهٖ....کا مطلب واضح کیجئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں:① عبارت کا ترجمہ ② الفاظِ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق ③ جملوں کا مطلب۔

جواب ..... ① و ② عبارت کا ترجمہ،الفاظِ مخطوطہ کی تحقیق:۔کما مرّ فی الشق الاول من السوال الاول١٤٣٩ھ ۔

③ جملوں کا مطلب:۔اَجْمَعْنَا الْاِنْطِلَاقَ: ہم نے جانے کا پختہ عزم وارادہ کرتے ہوئے مکمل تیاری کرلی۔

لَاعَلَیْكَ اَنْ تَفْعَلِیْ: کوئی حرج نہیں ہے،تیرے اوپر کوئی جبر وزبردستی نہیں ہے،جیسے تیرا دل چاہے تو ویسے ہی کرلے۔

مَا حَمَلَنِیْ عَلٰی اَخْذِهٖ ....باقی سب عورتیں بچے وصول کرچکی تھیں ، اس یتیم بچہ(رسول اللہ ﷺ) کے علاوہ اور کوئی بچہ باقی نہیں تھا،اسلئے میری مجبوری نے مجھے اِسی بچہ کو لینے پر برانگیختہ وآمادہ کیا۔

الشق الثانی .....كُنْتُ اَتَوَقَّعُ اَمْسِ كِتَابَ سَیِّدِیْ بِالتَّسْلِیَةِ وَ الْیَوْمَ بِالتَّهْنِئَةِ فَلَمْ یُكَاتِبْنِیْ فِیْ اَیَّامِ الْبَرَحَاءِ بِاَنَّهَا غَمَّتْهُ وَ لَا فِیْ اَیَّامِ الرَّخَاءِ بِاَنَّهَا سَرَّتْهُ وَ قَدِ اعْتَذَرْتُ عَنْهُ اِلٰی نَفْسِیْ وَ جَادَلْتُ عَنْهُ قَلْبِیْ فَقُلْتُ اَمَّا اِخْلَالُهٗ بِالْاُوْلٰی فَلِاَنَّهٗ شُغِلَهُ الْاِهْتِمَامُ بِهَا عَنِ الْكَلَامِ فِیْهَا وَ اَمَّا تَغَافُلُهٗ عَنِ الْاُخْرٰی فَلِاَنَّهٗ اَحَبَّ اَنْ یُّوَفِّرَ عَلَیَّ مَرْتَبَةَ السَّابِقِ اِلَی الْاِبْتِدَاءِ۔ (رسالۃ عتاب ۔ ص ١٠٠)

عبارت کا ترجمہ کریں۔مخطوطہ کلمات کی لغوی وصرفی تحقیق کریں۔ابوبکر خوارزمی کا مختصر تعارف لکھیں۔

جواب .....مکمل جواب کما مرّ فی الشق الاول من السوال الاول ١٤٤٢ھ ۔

﴿السوال الثانی﴾ ١٤٤٥ھ

الشق الاوّل .....قَالَ مَالِكٌ: بَلَغَنِیْ اَنَّ سَعِیْدَ بْنَ الْمُسَیَّبِ كَانَ یَلْزَمُ مَكَانًا مِنَ الْمَسْجِدِ لَا یُصَلِّیْ مِنَ الْمَسْجِدِ فِیْ غَیْرِهٖ وَاِنَّهٗ لَیَالِیَ صَنَعَ بِهٖ عَبْدُ الْمَلِكِ مَا صَنَعَ ، قِیْلَ لَهٗ: اَنْ یَتْرُكَ الصَّلَاةَ فِیْهِ فَاَبٰی اِلَّا اَنْ یُصَلِّیَ فِیْهِ، وكَانَ یَقُوْلُ: لَاتَمْلَؤُوْا اَعْیُنَكُمْ مِنْ اَعْوَانِ الظَّلَمَةِ اِلَّا بِاِنْكَارٍ مِنْ قُلُوْبِكُمْ لِكَیْ لَا تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ۔

مندرجہ بالا عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کیجیے۔خط کشیدہ کلمات کی صرفی ولغوی تحقیق کیجیے۔لا تملؤوا اعینکم من اعوان الظلمة الخ کا مطلب واضح کیجیے۔ (سید التابعین سعید بن المسیبؒ)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے:① عبارت پر اعراب ② عبارت کا ترجمہ ③ خط کشیدہ کلمات کی لغوی وصرفی تحقیق ④ جملہ کا مطلب۔

جواب ..... ① عبارت پر اعراب:۔کمامرّ فی السوال آنفا۔

② عبارت کا ترجمہ:۔امام مالکؒ فرماتے ہیں: مجھے یہ بات پہنچی کہ سعید بن مسیّب مسجد کی ایک جگہ کو لازم پکڑے ہوئے تھے اس کے علاوہ مسجد کی دوسری جگہ میں نماز نہ پڑھتے تھے اور بیشک جن راتوں میں عبدالملک نے آپ کے ساتھ کیا جو سلوک کیا ان میں لوگوں نے کہا کہ آپ اس جگہ نماز پڑھنا چھوڑ دیں تو وہ اس جگہ کے علاوہ دوسری جگہ نماز پڑھنے کو نہ مانے۔اور فرماتے تھے ظالموں کے مددگاروں سے اپنی آنکھوں کو نہ بھرو مگر اپنے دلوں کے انکار کے ساتھ تاکہ تمہارے اعمال ضائع نہ ہوجائیں۔

③ خط کشیدہ کلمات کی لغوی وصرفی تحقیق:۔ اَعْیُنَكُمْ: یہ عَیْنٌ کی جمع ہے بمعنی آنکھ وجاسوس۔

0313 6357913 maktabazaryabmuhammadiyah.com

یَلْزَمُ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع معلوم از مصدر لُزُومًا لِزَامًا (سمع۔صحیح) بمعنی لازم پکڑنا۔جدا نہ ہونا۔
اَبٰی: صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم از مصدر اِبَاءً اِبَاءَۃً (فتح وضرب۔مہموز وناقص) بمعنی انکار کرنا۔
لَاتَمْلَؤُوْا: صیغہ جمع مذکر نہی حاضر معلوم از مصدر مَلْأً مِلَاءَۃً (فتح۔مہموز) بھرنا۔
اَعْوَانٌ: یہ عَیْنٌ کی جمع ہے بمعنی مددگار وخادم۔
لَا تَحْبَطَ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل منفی مضارع معلوم از مصدر حَبْطًا حُبُوْطًا (سمع۔صحیح) بیکار وخراب ہونا۔برباد وضائع ہونا۔

۴ جملہ کا مطلب :۔ ارشاد کا حاصل یہ ہے کہ ظالم اور انکے مددگاروں کو دل سے بُرا سمجھو اور تمہارے دل میں ان کی نفرت ہونی چاہئے، یہ نہ ہو کہ ظالموں کو دیکھو اور دل میں ظلم کی نفرت نہ ہونے کی وجہ سے تمہارے اعمال ضائع ہوجائیں۔کیونکہ حدیث میں ایمان کا آخری وضعیف درجہ یہی بیان کیا گیا ہے کہ کم از کم گناہ کو دل سے بُرا جانے۔

الشق الثانی.....وَالْاِیْمَانُ الْحَقُّ کَالْعَصَا السِّحْرِیَّۃِ لَاتَمَسُّ شَیْئًا اِلَّا اَلْهَبَتْهُ ولا جَامِدًا اِلَّا اَذَابَتْهُ وَلَا مَوَاتًا اِلَّا اَحْیَتْهُ، مَنْ لِیْ بِمَنْ یَّاْخُذُ الدِّیْنَ الصِّنَاعِیَّ بِکُلِّ مَا فِیْهِ وَ یَبِیْعُنِیْ ذَرَّۃً مِنَ الدِّیْنِ الْحَقِّ فِیْ اَسْمٰی مَعَانِیْهِ؟ وَلِیْ کَبِدٌ مَقْرُوْحَۃٌ مَنْ یَّبِیْعُنِیْ بِهَا کَبِدًا لَیْسَتْ بِذَاتِ قُرُوْحٍ ۔ (الدین الصناعی)

مندرجہ بالا عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کیجیے۔خط کشیدہ کلمات کی لغوی وصرفی تحقیق کیجیے۔الدین الصناعی سے کیا مراد ہے؟ دکتور احمد امین نے دین حق اور دین صناعی میں فرق کو کس انداز سے بیان کیا ہے؟ تحریر کیجیے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① عبارت پر اعراب ② عبارت کا ترجمہ ③ خط کشیدہ کلمات کی لغوی وصرفی تحقیق ④ جملہ کا مطلب۔

جواب..... ① عبارت پر اعراب:۔کمامرّ فی السوال آنفا۔

② عبارت کا ترجمہ:۔ ایمانِ حق جادو والے عصا کی طرح ہے جو کسی چیز کو نہیں چھوتا مگر اس میں آگ بھر دیتا ہے اور نہ کسی جامد کو مگر اس کو پگھلا دیتا ہے اور نہ کسی بے آباد اور بنجر چیز کو چھوتا ہے مگر اس کو زندہ اور آباد کر دیتا ہے۔کیا کوئی ہے جو میری راہنمائی کرے اس شخص پر جو بناوٹی دین اس کی تمام خامیوں کے ساتھ لے لے جو اس میں ہیں اور مجھے دین حق کا ایک ذرہ بیچ دے اس کی تمام خوبیوں اور اسکے تمام بلند اور اونچے معانی کے ساتھ ۔ میرے پاس زخمی جگر ہے، کون ہے جو مجھے اس کے بدلہ میں ایسا جگر بیچے جو زخمی نہ ہو؟

③ خط کشیدہ کلمات کی لغوی وصرفی تحقیق:۔ اَسْمٰی: صیغہ واحد مذکر بحث اسم تفضیل از مصدر سُمُوًّا (نصر۔ناقص) بمعنی بلند ہونا۔
لَاتَمَسُّ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل منفی مضارع معلوم از مصدر مَسًّا مَسِیْسًا (نصر وسمع۔مضاعف) بمعنی چھونا، پہنچنا۔
اَلْهَبَتْ: صیغہ واحد مؤنث غائب فعل ماضی معلوم از مصدر اِلْهَابًا (افعال۔صحیح) بمعنی بھڑکانا۔
اَذَابَتْ: صیغہ واحد مؤنث غائب فعل ماضی معلوم از مصدر اِذَابَۃً (افعال۔اجوف) بمعنی پگھلانا۔
اَحْیَتْ: صیغہ واحد مؤنث غائب فعل ماضی معلوم از مصدر اِحْیَاءٌ (افعال۔لفیف) بمعنی زندہ کرنا۔
یَبِیْعُ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع معلوم از مصدر بَیْعًا (ضرب۔اجوف) بمعنی بیچنا۔

④ دینِ صناعی کی مراد اور دینِ حق ودینِ صناعی میں فرق:۔ ڈاکٹر احمد امینؒ دینِ حق اور بناوٹی دین کے درمیان فرق بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ بناوٹی دین محض حرکات وسکنات اور الفاظ کے ہیر پھیر کا نام ہے جبکہ دینِ حق روح ودل اور ایمانی حرارت کا نام ہے۔بناوٹی دین میں نماز ورزش کا کھیل، حج آلہ والی حرکت وبدنی سفر ہے، مظاہرِ دینیہ ڈرامہ کے اعمال وسرکس کی شکلیں اور لا الہ الا اللہ ایک خوبصورت قول ہے جس کا کوئی مطلب ومدلول نہیں ہے جبکہ دین حق میں لا الہ الا اللہ سب کچھ ہے، یہ مال، بادشاہ، مرتبہ، شہوات اور ہر معبودِ باطل کی عبادت کے خلاف بغاوت کا نامہ ہے۔بناوٹی دین میں لا الہ الا اللہ سر جھکانے، بدن کی شہوات کے تابع ہونے اور ذلت ومحتاجی کے ساتھ متفق ہوجاتا ہے جبکہ دینِ حق میں لا الہ الا اللہ صرف اور صرف حق کے ساتھ متفق ہوتا ہے۔بناوٹی دین میں لا الہ الا اللہ ہوا کے ساتھ ختم ہوجاتا ہے جبکہ دینِ حق میں یہ پہاڑوں کو ہلا دیتا ہے۔بناوٹی دین تجارت اور کپڑا بنانے کی کاریگری کی

طرح ایک کاریگری ہے جس میں ماہر آدمی اپنی مشق اور مہارت کے ساتھ ماہر بن سکتا ہے لیکن دینِ حق دل وروح اور عقیدہ کا مجموعہ ہے، محض عمل نہیں ہے مگر ہر بڑے عمل پر اور ذی شان کام پر ابھارتا ہے۔

دینِ حق ایسا اکسیر ہے جو میت میں اترے تو وہ زندہ ہو جائے، کمزور میں آئے تو وہ طاقتور ہو جائے، فلاسفہ کا ایسا پتھر ہے جس کو وہ پیتل، چاندی، تانبے پر رکھیں تو وہ سونا بن جائے، ایسا عقیدہ ہے جو معجزات لائے تو اسکے سامنے علم، تاریخ اور فلسفہ حیران کھڑے رہتے ہیں، یہ ایسا تریاق ہے کہ اگر معمولی مقدار میں بھی حاصل ہو جائے تو زندگی کی سب زہروں کو ختم کر دے، یہ ایسا کیمیاوی عنصر ہے کہ دینی شعائر اس سے مل جائیں تو مشکل سے مشکل گھاٹیاں تابع ہو جاتی ہیں۔ دینِ حق وہ بجلی ہے جو جڑتی اور متصل ہوتی ہے تو پہیہ گھما دیتی ہے اور کام چالو ہو جاتا ہے اور جب یہ ختم ہو جاتی ہے تو نہ کوئی حرکت ہوتی ہے اور نہ کام ہوتا ہے، یہ تار میں اترے تو طرز ٹھیک ہوتی ہے اور آواز میں آئے تو ساز بنتے ہیں۔ دین حق اپنے ساتھی کو آمادہ کرتا ہے کہ وہ اس کیلئے زندہ رہے اور اس کیلئے لڑے اور مرے جبکہ بناوٹی دین اپنے ساتھی کو آمادہ کرتا ہے کہ وہ اس کے ذریعہ کاروبار اور حیلہ بہانہ کر کے زندہ رہے۔ دین حق کا عاملہر اقتدار پر غالب اور ہر سیاست پر فائق ہے جبکہ بناوٹی دین اپنے ساتھی کو آمادہ کرتا ہے کہ وہ دین کو لپیٹ دے تا کہ طاقتوں اور سیاست کی خدمت کرے۔ دینِ حق دل اور طاقت کا نام ہے جبکہ بناوٹی دین نحو، صرف، اعراب، کلام اور تاویل کا نام ہے۔ دین حق روح اور خون میں رچنے بسنے، حق کیلئے غضبناک ہونے، ظلم سے نفرت اور انصاف کرنے میں مر جانے کا نام ہے جبکہ بناوٹی دین بڑی پگڑی، چمکدار چوغے اور لمبی چوڑی آستینوں والے جبے پہننے کا نام ہے۔ دینِ حق میں شہادت کا مفہوم اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے: بیشک اللہ تعالی نے مؤمنین سے ان کی جانوں واموال کو جنت کے بدلہ خرید لیا ہے جبکہ بناوٹی دین میں شہادت جملہ کے اعراب، متن کی تخریج، شرح کی تفسیر، حاشیہ کی توجیہ، مؤلف کے قول کی تصحیح اور اس پر اعتراض کرنے کا نام ہے۔ دینِ حق پروردگار اور انسان کے ساتھ انسان کے تعلق کو اچھا بنانے کا نام ہے تا کہ اللہ کے ساتھ ان سب کا تعلق اچھا ہو جائے جبکہ بناوٹی دین زیادتیِ رزق، حصولِ مرتبہ یا فائدہ حاصل کرنے اور جرمانہ دور کرنے کیلئے انسان کے ساتھ اسکے ساتھی کے تعلق کو اچھا کرنے کا نام ہے۔

﴿السوال الثالث﴾ ١٤٤٥ھ

الشق الاوّل.....**ولا نكفر احدا من اهل القبلة بذنب ما لم يستحله ولا نقول لا يضر مع الايمان ذنب لمن عمله نرجو للمحسنين من المؤمنين ان يعفو عنهم ويدخلهم الجنة برحمته ولا نأمن عليهم ولا نشهد لهم بالجنة ونستغفر لمسيئهم ونخاف عليهم ولا نقنطهم.** اہل قبلہ کسے کہتے ہیں؟ ان کے بارے میں مذکورہ عقیدہ بیان کیجیے۔ کیا مومن کو گناہ نقصان پہنچا سکتے ہیں؟ بیان کیجیے۔ خط کشیدہ جملوں کی وضاحت کیجیے۔

جواب.....**مكمل جواب كما مرّ فى الشق الاول من السوال الثالث١٤٣٨ و ١٤٤٣ھ .**

الشق الثانی.....**وافعال العباد هى خلق الله تعالى وكسب من العباد ولم يكلفهم الله تعالىٰ الّا ما يطيقون ولا يطيقون الّا ما كلّفهم وهو تفسير لاحول ولا قوة الّا بالله.... وكلّ شيئ يجرى بمشيئة الله عز وجل وعلمه وقضاء ه وقدره ....**

خلق اور کسب میں فرق بیان کر کے افعال العباد کے بارے میں مذکورہ عقیدہ واضح کیجیے۔ تکلیف مالا یطاق کا کیا مطلب ہے؟ وہو تفسیر لاحول ولاقوۃ الاّ باللہ کا مفہوم لکھیں۔ خط کشیدہ جملہ کی مکمل وضاحت کیجیے۔

0313 6357913 maktabazaryab@gmail.com

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① خلق وکسب میں فرق اور مذکورہ عقیدہ کی وضاحت ② تکلیف مالا یطاق کا مطلب، وہو تفسیر لاحول ولاقوۃ الاّ باللہ کا مفہوم ③ خط کشیدہ جملہ کی وضاحت۔

جواب..... ① خلق وکسب میں فرق اور مذکورہ عقیدہ کی وضاحت:۔**كما مرّ فى الشق الاول من السوال الثالث١٤٣٢ھ۔**

② تکلیف مالا یطاق کا مطلب، وہو تفسیر لاحول ولاقوۃ الاّ باللہ کا مفہوم:۔ اللہ تعالی نے انسانوں کو ان کی استطاعت کے مطابق ہی احکام کا مکلّف بنایا ہے، جس کو جتنی طاقت دی ہے اُسے اتنا ہی احکام کا مکلّف بنایا ہے۔ لاحول ولاقوۃ الاّ باللہ کا یہی مفہوم ہے کہ اللہ

تعالی کی نافرمانی والے کاموں سے بچنے کیلئے اللہ تعالی کی مدد ونصرت کے بغیر کوئی حیلہ وتدبیر کارگر نہیں ہے اور کسی بھی نیکی واطاعت کو کرنا اور اس پر ثابت قدم رہنا اللہ تعالی کی عطا کردہ قوت وطاقت اور توفیق کے بغیر ممکن نہیں ہے۔(مزید تفصیل: کمامرّ فی الشق الثانی من السوال الثالث ۱۴۳۲ھ)

❸ **وکلّ شیئ یجری بمشیئة اللّٰه عز وجل وعلمه وقضاء ه وقدره** کی وضاحت:۔ کائنات کی ہر ہر چیز اللہ تعالی کی مشیت اور قدرت کے تحت داخل ہے، بندوں کی کچھ بھی مشیت نہیں سوائے اسکے جو اللہ تعالی چاہے، اللہ تعالی کی مشیت تمام مشیتوں پر غالب ہے، اس کا فیصلہ تمام حیلوں وتمام تدبیروں پر غالب ہے وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے، وہ قطعا کسی پر کچھ ظلم اور زیادتی نہیں کرتا، وہ ہر برائی وعیب سے اور ہر اس چیز سے جو اسکو عیب دار کردے وہ اس سے منزہ وپاک ہے۔**تبارك الذی بیده الملك و هو علی كلّ شیئ قدیر۔ انّما امره اذا اراد شیئا ان یقول له كُن فیكون،فسبحان الذی بیده ملكوت كل شیئ والیه ترجعون۔**

تمّ بالخیر وبالله نستعین

مکتبہ زکریا
ملتان ◎ پاکستان
0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

تنظیم المدارس، کنزالمدارس، نظام المدارس، وفاق المدارس العربیہ اور دیگر بورڈز کی کتابیں، داخلہ جات، امتحانی مسائل کے حل، گزشتہ پیپرز، اور دیگر اپڈیٹس حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ وزٹ کریں۔

www.ahlesunnatboardspak.com

Follow Our Social Media Account:

1. **Whatsapp Channel (https://whatsapp.com/channel/0029VaFmkdD0VycHbvDRY70I)**
2. **Youtube (https://youtube.com/@ahlesunnatboards)**
3. **Tiktok (https://www.tiktok.com/@ahlesunnatboardspak)**
4. **Facebook Page (https://www.facebook.com/ahlesunnatboardspak)**